قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے۔

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ اگر کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ تو ضرور پڑھیں۔ کہ اس میں نور۔ ہدایت اور شفا ہے۔

نوٹ۔ آٹھ پارے تیار ہیں۔ ہدیہ فی پارہ ایکروپیہ (عہ) آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے آٹھ روپیہ (ہے) معہ محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان۔ ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

کارخانہ الحکم کی رعایتی کتب کا اعلان

سالانہ جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعایت کی گئی تھی۔ اور جملہ کتابیں نصف پر فروخت ہوئیں۔ اس سے ان لوگوں کو فائدہ اٹھانے کا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے۔ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ۳۱۔ جنوری ۱۹۱۲ء تک یہ کتابیں رعایتی قیمت پر ملیں گی سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲ اور مجربات نور دین جلد سوم کے۔

فہرست کتب

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۳ لغایت ۲۶ فی پارہ ایکروپیہ رعایتی قیمت ۸/
حقیقت نماز۔ مسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عمر رعایتی قیمت ۸/
رپورٹ جلسہ ۱۹۰۷ء کی حضرت اقدس اور بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ } رعایتی قیمت ۸/
تفسیر سورہ بقرہ رعایتی قیمت عہ
مجربات نور دین جلد سوم قیمت ۱۰/
محصول ڈاک بذمہ خریدار

ردچکڑالوی قیمت ۵/ رعایتی قیمت ۲/
اصلاح النظر (آریوں کے رد میں) رعایتی قیمت ۱/
ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲ } پارہ نمبر ۱۲ (سورہ بنی اسرائیل اور کہف } قیمت عمر
الہامات و اشتہارات ۱۹۰۵ء قیمت ۱/
حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط قیمت ا/

المشتہر

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ طلب

امر ہے کہ قادیان ضلع گورداسپور میں ایک خصوصیت
کا حامل ہے۔ اور یہ امتیاز قادیان کو حضرت مسیح موعود
کی بعثت کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ ایک وقت
قادیان پر ایسا گذرا ہے کہ وہ ایک گمنام گاؤں تھا اور دنیا
میں کوئی اس سے واقف نہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جب اپنے
ایک بندہ کو اس بستی میں برگزیدہ کیا تو اسے مخاطب کرکے
حان ان تعان و تعرف بین الناس
یعنی وقت آگیا ہے کہ تو دنیا میں شناخت کیا جاوے۔ اور
تیری مدد کی جاوے۔ ایسا ہی اس گمنامی اور گوشہ گزینی کی
حالت میں اسے خطاب کرکے فرمایا یاتون من کل فج
عمیق۔ لوگ دور دراز راستوں سے تیرے پاس آئینگے۔
اور اس قسم کے تمام مکالمات اس مرد خدا نے اپنی کتاب
براہین احمدیہ میں شائع کر دیئے۔ پھر وہ وقت آگیا کہ
قادیان اور اس کا برگزیدہ سردار دنیا میں شہرت
پا گیا۔ اور دنیا کے تمام حصوں سے لوگ نیاز مندی اور
ارادت کے ساتھ اس کے حضور آنے لگے۔ اور
قادیان کی ضرورتیں روز افزوں بڑھنے لگیں۔ ہمارے
مقامی حکام اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ قادیان
ضلع کے علاقہ میں اکیلا قصبہ ہے جو تعلیمی اور رفاہ
عام کاموں کی وجہ سے ضلع گورداسپور میں ممتاز ہے
تمام ضلع بھر میں قادیان ہی سے تین اخبار اور
تین رسالے شائع ہوتے ہیں۔ اور تین پریس جاری ہیں
قادیان میں جو تعلیمی کوششیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی برکت سے بارور ہوئیں وہ بھی ضلع بھر میں نمایاں
حیثیت رکھتی ہیں۔ قادیان کا تعلیم الاسلام ہائی
سکول اپنی تعلیم اور تربیت اور اخلاق نگہداشت کے لیے
ضلع ہی نہیں بلکہ صوبہ بھر میں ممتاز ہے۔ اور اس کا پتہ اسی
ایک امر سے لگ سکتا ہے کہ جس قدر بورڈر قادیان کے سکول
میں ہیں کہ ضلع کے کسی سکول میں نہیں۔ اور صوبہ کے
بھی کسی ہی سکول میں ہونگے۔ اور آنے والے طالبعلم
پنجاب اور ہند کے مختلف علاقوں سے آئے ہیں۔
اور یہ کہنا قطعاً مبالغہ نہیں کہ اس وقت کشمیر سے لیکر راس
کماری تک اور بنگال اور بہار سے لیکر پشاور تک کے
طالبعلم موجود ہیں۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے علاوہ
ایک بڑے پیمانہ پر دینیات کا کالج جاری ہے۔
جسکا نام مدرسہ احمدیہ ہے۔ اور لڑکوں کی تعلیم ہی پر
اکتفا نہ کرکے ایک لڑکیوں کا مدرسہ بھی کھولا گیا ہے۔
غرض تعلیمی کوششوں کو ہر طرح مفید بنانے کے لئے
خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے وسیع کیا گیا ہے۔
ان تعلیمی انسٹیٹیوشنز کے علاوہ مذہبی رنگ میں قادیان کو
جو اہمیت اور عزت حاصل ہے وہ ایک ایسا امر ہے کہ سب جانتے
ہیں نہ صرف پنجاب و ہندوستان سے بلکہ افغانستان اور عرب سے
بھی اکثر لوگ ہمیشہ آتے جاتے رہتے ہیں۔ اور ان آنیوالوں
کی تعداد سال بھر میں کسی صورت سے چالیس پچاس ہزار سے کم
نہیں ہوتی۔ پھر اسوقت سلسلہ کا جو امام اور پیشوا ہے یعنی حضرت
خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب قبلہ وہ ایک شاہی طبیب
ہونیکی وجہ سے اور اپنے ذاتی تجربہ اور اعلیٰ تحقیق اور ذاتی علم بزرگ
ہونیکے ہندوستان بھر میں شہرت یافتہ ہیں ان کے پاس طبی
استفادہ کیلئے دور دراز سے لوگ کثرت سے آتے ہیں اور یہ
سلسلہ آج جاری نہیں ہوا بلکہ جب سے وہ قادیان آئے
ہیں اسوقت سے جاری ہے۔ ان مریضوں کی تعداد بھی سال
میں سینکڑوں نہیں ہزاروں تک پہنچتی ہے۔
ان آنیوالے لوگوں اور ان تعلیمی انسٹیٹیوشنز و پریس و اخبارات
کی ضروریات کیلئے تجارتی سامانوں کی آمد و رفت میں جو ترقی
ہو سکتی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ قادیان میں پہلے ایک
معمولی برانچ آفس ڈاکخانہ کا تھا جو مدرسہ کے ایک مدرس
کو کچھ الاونس دیکر چلایا جاتا تھا پھر اسکو مدرسہ سے الگ کیا گیا
اور بالآخر محکمہ ڈاکخانہ نے بیس روپیہ ماہوار کا ایک سب
آفس جاری کیا۔ اب اس وقت پچاس روپیہ کا ایک سب پوسٹماسٹر
اور اس کے ساتھ ایک کلرک اور دو چٹھی رساں کام کرتے ہیں
اور ایک بیکر صرف چٹھیاں چھاپنے کا کام کرتا ہے۔ یہ میں نے
اس عملہ کا ذکر کیا ہے جو صرف قادیان کی لوکل ڈاک سے
متعلق ہے اور قادیان کی ڈاک کی کثرت کیوجہ سے محکمہ ڈاکخانہ
نے پبلک کی آسائش و آرام کیلئے ڈاک کی روانگی اور رسیدگی کو
ڈبل کر دیا۔ اب دو مرتبہ ڈاک آتی اور دو ہی مرتبہ قادیان کو
جاتی ہے۔ اور قادیان کی ڈاک کی آمد و رفت ہرکاروں کے
ذریعہ ناقابل برداشت عمل سمجھ کر ڈاک کے لانے اور لیجانے
کا کام بذریعہ یکہ کے کیا گیا۔ جسکے لیے ۵۰ روپیہ ماہوار محکمہ
ڈاکخانہ کو دینے پڑتے ہیں۔ کل ضلع گورداسپور میں ڈلہوزی
اور پٹھانکوٹ لائن کے سوا قادیان ہی ایسی جگہ ہے جہاں
ڈاک بذریعہ یکہ کے پہنچائی جاتی ہے۔ ان تمام امور کے بیان
کرنے سے میری غرض یہ ہے کہ میں قادیان کی اہمیت کو پیش
کرکے اپنے ضلع کے بیدار مغز صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو
ایک امر خاص پر توجہ دلاؤں ٭ اور وہ

بٹالہ سے قادیان تک کی سڑک ہے

جس حال میں کہ قادیان میں اس قدر آمد و رفت ہوتی ہے اور تجارتی
سامان بھی کثرت سے آتا اور جاتا ہے کیونکہ بٹالہ بوجہ اناج کی منڈی
ہونیکے ریلوے کی سے تمام سامان وہاں جاتا ہے پھر اس سڑک
کا نہایت ردی حالت میں ہونا ضلع گورداسپور کیلئے نہایت
قابل افسوس امر ہے ٭
اس سے پہلے بھی متعدد مرتبہ اس سڑک کے متعلق مجھے اپنے ضلع
کے افسروں کو توجہ دلانے کا موقعہ بذریعہ اخبار اور زبانی بھی
ہوا ہے۔ اور اس سڑک کے پختہ کئے جانے کے متعلق بعض تجاویز بھی
زیر غور رہیں جنکا خاتمہ ایک ریلوے لائن کی تجویز کے ساتھ ہو گیا جو تجویز
کی گئی تھی کہ بٹالہ سے ایک ریلوے لائن ہوشیارپور کیطرف نکالی جاوے گی
محکمہ ریلوے کے ایک افسر نے آکر ٹریفک کا اندازہ بھی
کیا کچھ حصص بھی فروخت ہوئے۔ مگر یہ تجویز عملی رنگ میں
نہ آئی اس لئے اب میں پھر اس تجویز کو اپنے ضلع کے نیکدل
اور رعایا کے سچے ہمدرد اور بہی خواہ ڈپٹی کمشنر میجر ایلیٹ صاحب
بہادر کے حضور پیش کرتا ہوں صاحب موصوف کو رفاہ عام کاموں
کے ساتھ بڑی دلچسپی اور رعایا کو آرام پہنچانیکا خاص خیال رہتا
ہے۔ اور ایسے ہمدرد افسر کی موجودگی میں اگر قادیان اور
بٹالہ کی سڑک کا انتظام نہ ہوا تو یہ افسوسناک امر ہوگا۔ میں جانتا
ہوں کہ اس سے پہلے یہ معاملہ صاحب موصوف کے نوٹس میں نہیں
آیا۔ اور نہ اس کے پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس
لئے کہ خیال تھا کہ ریلوے لائن ان تمام تکلیفوں کا خاتمہ کر دیگی مگر
ریلوے لائن کی تجویز نہیں معلوم کہاں چلی گئی۔ اس لئے یہ غلطی
ہوگی اگر ہم ریلوے لائن کی خیالی امید پر سڑک کے پختہ کئے
جانے کی تجویز کو بھی چھوڑ بیٹھیں۔
پس نہایت ادب سے صاحب موصوف کی خدمت میں عرض
کیجاتی ہے کہ وہ سڑک کے پختہ کئے جانے کے احکام ڈسٹرکٹ
بورڈ کے ذریعہ صادر فرما کر اپنی کمشنری اور رعایا کی دعائیں لیں
تعجب تو اس امر کا ہے کہ ہمارے مجسٹریٹ علاقہ جناب خانصاحب
محمد ظفر خانصاحب بہادر با انصاف نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر
کے ارشاد اور حکم کے ماتحت ضلع کے بدمعاشوں کا خاص
انتظام کیا اور مقدمات زیر دفعہ ۹۸ میں ایسا انصاف
کیا کہ اب تو ضلع گورداسپور میں ان کی کچہری ضرب المثل
ہو گئی ہے۔ باوجودیکہ بٹالہ میں رہتے ہیں اور انہیں
متعدد مرتبہ بتقریب دورہ یا ملاحظہ موقعہ قادیان کی طرف
آنیکا اتفاق بھی ہوا ہے اور بٹالہ اور قادیان کی سڑک
کی حالت زار بھی انہوں نے ملاحظہ فرمائی مگر اب
تک انہیں توجہ نہیں ہوئی ورنہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی
کہ اس معاملہ کو خود صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور تک
نہ پہنچائیں اس لئے آخر میں اپنے علاقہ کے مجسٹریٹ
کو جو اپنی بیدار مغزی کیلئے مشہور ہو رہا ہے اور
جس کے انصاف اور توجہ فرمائی کا شہرہ ہو رہا ہے)
اس سڑک کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ کثرت آمد و رفت
کی وجہ سے اس کی حالت بہت خراب ہو رہی ہے
ایسا نہ ہو کہ کسی جان کا نقصان ہو بچوں اور علیل
اور عام مسافروں کی جو کثرت ہے۔ وہ ظاہر امر ہے
اس سڑک کو جب تک پختہ نہ کیا جاوے آمد و رفت
میں سہولت نہیں ہو سکتی۔ کیا ہم امید کریں کہ جناب
میجر ایلیٹ صاحب بہادر کے عہد کی یہ
عمدہ یادگار ہو کہ قادیان اور بٹالہ کی درمیانی
سڑک پختہ کیجاوے۔ اگر ہمارے مجسٹریٹ صاحب
علاقہ نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا تو کچھ شک
نہیں کہ وہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور ہماری
اس جائز درخواست کو عمدگی سے پیش کر
سکینگے ٭

نیا سال

ناظرین و سرپرستان الحکم کو نیا سال مبارک ہو

اس نمبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے محض فضل سے الحکم کی سولہویں جلد (۱۶) کا آغاز ہوتا ہے یہ محض اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ اس نے ایک سال اور مجھ جیسے کمزور اور کس مپرس انسان کو موقعہ دیا کہ میں اپنی طاقت اور سمجھ کے موافق پیارے سلسلہ کی کچھ خدمت کرسکوں آئندہ بھی اسی کے فضل پر بھروسہ اور توقع ہے۔ کہ جب تک وہ چاہیگا میرے قلم کو اس پاک خدمت میں لگے رہنے دیگا۔ اسی کے فضل سے اب تک جو ہوا ہوا اور آئندہ اسی کے فضل سے ہوگا۔ اسی کا میں اُمیدوار ہوں اور اپنے ناظرین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی توفیق رفیق راہ ہو۔ آمین

یہ فطرت انسانی ہے کہ تبادلہ سنین کے موقعہ پر انسانی جذبات اور اُمنگوں میں ایک خاص تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جب کوئی تبدیلی دنیا میں ہوتی ہے خواہ وہ موسموں کے اندر ہو یا فصول کے موقع پر اس تبدیلی کا اثر انسانی قلوب اور دماغ پر ضرور ہوا کرتا ہے۔ اسیطرح جب دنیا میں کوئی مامور آتا ہے تو اس کی بعثت اور آمد کے وقت بھی چونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص تبدیلی اور انقلاب کا ارادہ فرمایا ہوا ہوتا ہے اس لئے قلوب میں خاص حسّی اور حرکت ہوتی ہے۔ غرض کسی قسم کی کوئی تبدیلی دنیا میں ہو [illegible] کے ساتھ خیالات جذبات افعال اور اعمال پر ایک اثر پڑتا ہے۔ اسوقت باوجودیکہ ہماری عمر کا ایک اور سال گذر گیا ہے اور وقت مقررہ سے ایک سال کم ہوگیا ہے تو بھی ان اُٹھتے ہوئے جذبات اور اُمنگوں کی وجہ سے ہم سب یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری عمر میں ایک سال اور بڑھ گیا اور اس اضافہ کیوجہ سے قدرتاً اُمنگوں میں ترقی ہوتی ہے۔ مگر میں اس وقت صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اس تبادلہ سنین کے موقعہ پر جبکہ جذبات میں خاص تبدیلی اور جوش پیدا ہو رہا ہے ہم سب ایک دوسرے کیلئے دردِ دل اور سچے جوش اور اخلاص سے دعا کریں کہ تبادلہ سنین کے وقت یہ جذبات اور اُمنگیں ہماری حقیقی تبدیلی کا موجب ہوں اگر اس تبادلہ سے یہ سبق عملی رنگ میں ہم حاصل کرسکیں تو لاریب ہم بڑے خوش قسمت اور بیدار بخت ہونگے ٭

گذشتہ واقعات پر غور کرکے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنا دانشمندی اور زیرکی میں داخل ہے آئندہ اگر ان ٹھوکروں اور روکوں سے (جو ہماری گذشتہ زندگی یا کم از کم گذشتہ سال میں تکلیف کا باعث اور ترقی کے لئے سدِراہ ہوئیں بچنے کی کوشش کریں تو یہ ہماری بیداری اور ذی حس ہونیکا ایک ثبوت ہوگا مگر یہ بھی اور سچی بات ہے کہ کوئی تبدیلی اور کوئی کوشش اللہ تعالیٰ کے فضل کے بدون ممکن نہیں ہے۔ اس صورت میں فضل الٰہی کے جذب کرنیوالے ذریعہ کو اختیار کرنا ضروری ہے۔

اور وہ دعا ہے

پس میں ناظرین اور سرپرستان الحکم سے پھر التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنی دعاؤں میں اس خاکسار کو ضرور شریک رکھیں اور یہ اعانت بالدعاء ایک ایسا امر ہے کہ دوسروں کے لئے بھی بابرکت ہوتا ہے۔ کیونکہ من کان فی عون اخیہ کان اللہ فی عونہٖ یعنی جو شخص اپنے بھائی کی مدد اور تائید میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی نصرت اور اعانت فرماتا ہے۔

پھر جو کام قدرت نے بعض اسباب کے ماتحت میرے سپرد کر دیا ہے یہ بہت نازک اور سخت محنت وہمت کا کام ہے اور ایک ضعیف انسان کی ہستی خواہ وہ اپنے اندر خداداد قوتوں اور طاقتوں کو رکھتی ہی ہو مگر اللہ تعالیٰ کی اعانت کے بدون محض لاشے ہے اس واسطے مجھے دعا کی اور بھی ضرورت ہے۔ کیا اب مجھے اپنے دوستوں سے اُمید رکھنی چاہیئے؟ کہ

وہ دعا سے مدد کرینگے؟

پہلے اوپر کہا ہے کہ اس نمبر کے ساتھ الحکم کی سولہویں جلد کا آغاز ہوتا ہے کسی شخص کی زندگی کا پندرہواں سال اس کے عنفوان شباب کا پہلا سال ہوتا ہے اور اس حصۂ عمر سے زندگی کی دلچسپیوں کا ایک دور جدید شروع ہوتا ہے مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ یہ آغاز عہد شباب جہاں بہت سی خوبصورتیوں اور دلچسپیوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور اس کے آغاز کے ساتھ ہی لاکھوں ولولے اور ہزاروں اُمنگیں خود بخود پیدا ہونے لگتی ہیں۔ وہاں الحکم بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہ تھا۔ عمر کے اس حصہ میں پہنچکر بہت سی اُمیدوں کے ساتھ اس کا یہ دور شروع ہوا مگر جیسے جوانی کے [illegible] زندگی

چھپے ہوئے ہوتے ہیں اور اس کے خوشنما پردہ میں سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے ہوتے ہیں اسیطرح یہاں بہت سی مشکلات کا حلقہ گردن میں آپڑا اور بے اختیار یہ نکل گیا ؎

پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے
اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

اور پندرہواں سال مشکلات کا سال ہوگیا۔ ان مشکلات میں گھبرا جانا انسانی فطرت کا تقاضا ہے مگر میں اپنے ناظرین کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کی نسیم اس کلفت کو دور کرنے کو ہے۔

کچھ شک نہیں کہ گذشتہ سال کے آخری حصہ میں الحکم کی حالت بہت کچھ کمزور رہی اور اس کی اشاعت میں بے ترتیبی اور تعویق واقع ہونے لگی جس پر امرتسری منکر نے نہایت شوخ چشمی کے ساتھ ہنسی کی اور خوشی منائی کاش اسے معلوم ہوتا کہ تلک الایام نداولھا بین الناس کے ماتحت اگر الحکم پر ابتلا آیا تو اس ابتلاء پر خوش ہونا نہایت حماقت ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کی زینت ابتلاؤں ہی سے ہوتی ہے۔ الحکم ایک ایسے پاک سلسلہ کا خادم ہے جو منہاج نبوت پر قائم ہوا ہے۔ پھر اس کے ماتحت اگر اس پر ابتلا آجاتا تو یہ تعجب کا مقام نہ تھا یہ ابتلا بہت سے منافع کا موجب ہوا ہے۔ جسکی تشریح خدا نے چاہا تو دوسرے وقت پر ہوسکیگی۔ اس ابتلا کے باوجود الحکم کی اشاعت میں ایک کی بھی کمی نہیں ہوئی۔ اور یہ الحکم کی کسی خوبی کا نتیجہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل کا نشان ہے۔ میں اس محبت اور اخلاص کے لئے جو الحکم کے سرپرست اس کے ساتھ رکھتے ہیں اپنے ناظرین کا شکر گذار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُنھیں بہترین جزاء دے۔ (آمین)

الحکم کے ساتھ اس کے ناظرین اور سرپرستوں کی یہ محبت اور یہ اخلاص مجھے جرأت دلاتا ہے کہ میں ان کی خدمت میں عرض کروں کہ وہ اپنے پیارے الحکم کے بقا اور استحکام کے لئے جو کوشش وہ کرسکتے ہیں کریں اور اللہ تعالیٰ سے اسکا اجر لیں

باوجود ان مشکلات کے جو الحکم کی راہ میں آئیں جن کے پُرخطر حملوں کو نااہل دشمنوں نے فرشتہ موت سے تعبیر کیا الحکم اللہ کے فضل سے ابتک زندہ ہے اور میرا ایمان ہے کہ زندہ خدا کے قائم کردہ زندہ سلسلہ کا خادم کبھی نہ کسی رنگ میں انشاء اللہ العزیز زندہ رہیگا اس کے بعد شاید یہ سوال ہو کہ "الحکم کا مستقبل کیا ہوگا؟" اور اس سال کیلئے اسکا کیا پروگرام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے کہ کیا ہوگا اور کیونکر ہوگا؟ وہ جو چاہیگا اور جسطرح چاہیگا ہوگا الحکم جس غرض کو لیکر جاری ہوا تھا وہی مقصد اس کے سامنے اب بھی ہے خدا کرے کہ وہی موضوع اور مقصد اس کی زندگی کا ضابطہ اور قانون ہو اور وہی اسکا اوڑھنا اور بچھونا ہو اور وہ ایک ہی امر یعنی اسلام اور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اصول و قواعد و ہدایات برائے انصار اللہ

برادران! ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انجمن انصار اللہ کے کام کو باقاعدہ چلانے کے لئے اس کے اصول و قواعد کو شائع کر دیا جائے اور اسی طرح ممبران انجمن کیلئے ضروری ہدایات بھی چھاپ دی جائیں۔ تاکہ انصار اللہ کے لئے کام کرنے میں سہولت ہو۔ اور آئندہ کسی کو عذر نہ رہے کہ مجھے قواعد سے واقفیت نہ تھی۔

اس انجمن کی بنا دا بتدائے سنہ ۱۹۱۱ء میں ایک خواب کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح کے مشورہ اور اجازت سے رکھی گئی۔ اور اس کے ممبران کے لئے مندرجہ ذیل دس قواعد مقرر کئے گئے جنکا پابند ہر ایک ممبر انجمن کو ہونا لازمی ہوگا۔

(۱) اس مجلس کے ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ حتی الوسع تبلیغ کے کام میں لگا رہے۔ اور جب موقع ملے اس کام میں اپنا وقت صرف کرے۔ جو اپنے گاؤں یا شہروں میں کر سکیں وہاں کریں۔ اور جنہیں زیادہ موقع ملے اور علاقہ میں بھی۔

(۲) ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ قرآن شریف اور حدیث کے پڑھنے اور پڑھانے میں کوشاں رہے۔

(۳) ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے افراد کی آپس میں صلح اور اتحاد پیدا کرنے میں کوشاں رہے۔ اور لڑائی جھگڑوں سے بچے۔ خصوصاً جبکہ آپس میں کوئی جھگڑا ہو تو خود فیصلہ کر لیں۔ ورنہ حضرت خلیفۃ المسیح سے دریافت کر لیں۔

(۴) ہر ایک قسم کی بدظنیوں سے بچے جو اتحاد اور اتفاق کو کاٹتی ہیں۔

(۵) ہر ماہ کے آخر میں وہ مجھے یا جس کے یہ کام سپرد ہو اطلاع دیں کہ انھوں نے اس ماہ میں کیا کام کیا۔

(۶) اس مجلس کے ممبر آپس میں رشتہ اتحاد پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہیں اور تعلق بڑھانے کے لئے ایکدوسرے کے لئے دعا کریں۔ اور حدیث صحیح کے مطابق جو قریب کے دوست ہوں ایک دوسرے کی دعوت کریں۔ اور تہادوا تحابوا پر عمل کریں۔ اور عام طور سے عموماً اور ممبران سے خصوصاً ہمدردی ظاہر کریں۔ اور بوقت مشکلات مدد کریں۔

(۷) تسبیح و تحمید میں کوشش کریں اور چونکہ رسول کریم کے لاکھوں کروڑوں احسانات ہیں اُن پر کثرت سے درود بھیجیں۔ اور نماز کے علاوہ درود پڑھنے کے وقت خلفاء کا لفظ بڑھا کر خصوصیت سے حضرت مسیح موعود کو مدنظر رکھیں۔

(۸) نمازیں باجماعت پابندی اوقات سے ادا کریں اور نوافل صلوٰۃ و صدقہ اور روزہ کے لئے بھی کوشش کریں۔ کیونکہ ترقیات روحانی نوافل سے ہوتی ہیں۔

(۹) گورنمنٹ انگریزی چونکہ نہایت منصف اور عادل گورنمنٹ ہے اور اسلام کے احکام کے ماتحت ہم پر اس کی اطاعت و مدد فرض ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کا بھی ہمیشہ یہی ارشاد رہا ہے۔ اس لئے اس انجمن کے کل ممبران کا فرض ہوگا کہ گورنمنٹ کی وفاداری پر ہمیشہ قائم رہیں۔ اور لوگوں میں بھی اس بات کے پھیلانے کی کوشش کریں اور ہر ممکن موقعہ پر گورنمنٹ کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھیں۔

انجمن انصار اللہ وقتاً فوقتاً جو کام کریگی اس کے لئے ضروری ہوگا کہ کل ممبران میر مجلس کے فیصلہ پر عمل کریں جو کہ ممبران مجلس سے مشورہ کر کے اس راہ پر عمل کریگا۔ جس پر اس کو اللہ قائم کرے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ کثرت رائے پر ضرور ہی عمل کیا جائے۔

چونکہ تبلیغ کے لئے علم قرآن و حدیث کا ہونا ازبس ضروری ہے اس لئے اس انجمن کے ممبران حسب موقعہ و فرصت قادیان آکر ان علوم کے سیکھنے کی کوشش کریں۔

انصار کو چاہیئے کہ باہم ملاقات کثرت سے کریں کسی شہر میں جائیں تو وہاں کے انصار کو تلاش کر کے ملیں خواہ ہرج ہی ہو۔ اگر ریل میں سفر کر رہے ہیں تو جو اسٹیشن رستے میں آتے ہوں وہاں کے انصار کو اطلاع دیں تاکہ وہ اسٹیشن پر آکر ملجاویں انصار سفر میں حتی الوسع انصار کے پاس ٹھہریں۔ ملیں تو صحابہ کی طرح دینی گفتگو کر کے ایمان تازہ کر لیں۔ اعتراض حل کریں اور علمی افادہ ایک دوسرے سے حاصل کریں۔ خانگی امور میں باہم مشورہ طلب کر لیا کریں مگر یاد رہے کہ مشورہ قبول کرنا فرض نہیں ہوتا۔ ہاں جب کسی بزرگ سے مشورہ لیا جائے تو اسپر ضرور عمل کرنا چاہیئے۔ باہم دعوتیں کیا کرو اور تمہارا باہم سلوک ایسا ہو کہ جیسا سگے بھائیوں کا ہونا چاہیئے۔

تمام انصار ایک ماہوار رپورٹ بھیجا کریں۔ جس میں مندرجہ ذیل امور کے متعلق اطلاع ہو درس و تدریس قرآن و حدیث کا کس طرح ہوا۔ کتنا پڑھا یا پڑھایا۔ قرآن کے اپنی رائے سے معنی کرنے میں جرات نہیں کرنی چاہیئے بغیر سند کے معنی کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ کیا تبلیغ کی کیا نتیجہ نکلا۔ تبلیغ کا کیا کیا موقع ملا مہینے میں کس کس بھائی سے ملاقات کی اور محبت بڑھائی کتنے لیکچر دیئے۔ تبلیغ میں کون کون سا فرقہ کہاں کہاں اڑتا تھا خاص فرقوں کے اعتراضوں کے کیا جواب دیئے خاص مذاہب یا فرقوں پر کونسے اعتراضات کارگر ہوئے۔ کیا مشکلیں پیش آئیں وغیرہ۔

انجمن کی کارروائی کو باقاعدہ اور چست کرنے کے لئے سال میں ایک انصار اللہ قادیان میں اکٹھے ہونگے اور ترقی تبلیغ پر ضروری گفتگو ہوگی اور آپس کی ملاقات کر کے ایک دوسرے سے واقفیت پیدا کرینگے سلسلہ کے متعلق مختلف کتب کا سال میں ایک دفعہ امتحان ہوا کریگا تاکہ احباب کو ضروری مسائل سے واقفیت پیدا ہو کتب نصاب کی پہلے سے اطلاع دیدی جایا کریگی اور جو صاحب امتحان میں شامل ہونا چاہیں وہ اپنا اپنا نام لکھوا دیا کرینگے۔ جس ممبر کی کوشش سے کوئی شخص احمدیت میں داخل ہو وہ اُس شخص کا مفصل پتہ مجھے لکھدیا کریں تاکہ اسکا نام رجسٹر میں لکھ لیا جایا کرے تا معلوم ہو کہ انصار اللہ کے کام کا کیا نتیجہ ہوا۔ یہ نام حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھی پیش کئے جایا کرینگے۔

آخر میں اپنے دوستوں کو اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ یہ وقت کام کرنیکا ہے سست بیٹھنے کا نہیں۔ یہ دنیا فانی ہے اور آخر ہم سب نے اس دنیا کو چھوڑ کر دار آخرت کی طرف جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ان کو گننا چاہے تو ناممکن ہے اس پیارے آقا محسن رب کی ذات بابرکات کی طرف ہر قسم کے عیوب منسوب کئے جا رہے ہیں پس اُٹھو اور کمر ہمت کو چست باندھو اور جس طرح تم سے ہو سکے اس کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرو۔ اگر تم نے اپنا نام انصار رکھ لیا تو اس سے کوئی فائدہ نہیں کام انصاروں کے کرو تا خدا کی رضا تمہارے شامل حال ہو۔ اور اس کے رجسٹر میں تمہارا نام انصار اللہ میں لکھ لیا جائے۔ میرے دوستو! خدا کی رضا ایک ہی چیز ہے جو اس قابل ہے کہ اس کی جستجو کی جائے ورنہ یہ دنیا کے مال و اسباب تو محض ناکارہ اور ہلاک ہو جانیوالی چیزیں ہیں۔ وہ شخص ہلاک ہو گیا کہ جس نے دنیا کے خزانے جمع کرنے میں اپنا وقت خرچ کر دیا۔ اور ہمیشہ زندگی پا گیا۔ وہ شخص جو رحمت الٰہی کے سایہ میں آگیا والسلام

(خاکسار مرزا محمود احمد)

امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی اور کارونیشن دربار دہلی

امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے جو کام دربار تاجپوشی دہلی کے موقعہ پر کیا ہے اس کی رپورٹ سکرٹری صاحب سوسائٹی مذکور نے بغرض اندراج بھیجی ہے۔ جسکو میں خوشی سے درج کرتا ہوں (ایڈیٹر)

ہمدردان و معاونان ٹمپرنس تحریک یہ سن کر نہایت خوش ہونگے کہ امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے اپنی خدمات بادشاہی میلہ کے متعلق جناب ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب کے پیش کیں جنہوں نے نہایت خوشی سے منظور فرمائیں۔ اور اس نادر اور سعید موقع پر سوسائٹی نے نہایت موثر کام کیا۔ چونکہ ہمارے صوبہ کے ہر دلعزیز لفٹننٹ گورنر صاحب کی مہربانی سے جو بہ نسبت امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کو میسر آئیں) اس موقعہ پر زر کثیر کے خرچ کی پرواہ نہ کر کے اُن سے ہر طرح فائدہ اٹھانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔

ٹمپرنس اور پرہیزگاری کے اصولوں کی اشاعت ڈرامہ کی صورت میں بہترین طریقے سے ہوتی ہے۔ کیونکہ ڈراما تفریح کی تفریح اور نصیحت کی نصیحت ہے۔ چنانچہ اس غرض سے پنڈت سروپ نراین صاحب بی۔ اے کا تصنیف کردہ ڈراما "انقلاب" اس موقعہ پر چار بار سٹیج پر دکھلایا گیا۔ ڈراما میں معزز تعلیم یافتہ گریجوایٹ سرکاری اور ریاستی عہدہ داروں۔ سوداگروں اور ذی رتبہ ٹمپرنس اصحاب نے پوسہ۔ بنگال۔ پنجاب صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ اور ملک کے تمام حصوں سے آکر پارٹ کیا اور مسٹر ایس این

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نوائے محمود

خدا کرے یہ درد بھرے کلمات کسی سعید روح کیلئے مفید و بابرکت ثابت ہوں (خاکسار مرزا محمود احمد)

کیا سبب میں ہوگیا ہوں اسطرح زار و نزار
کس مصیبت نے بنایا ہے مجھے نقش جدار

کیوں پھٹا جاتا ہے سینہ جیب عاشق کی مثال
روز و شب مسمار رہتا ہوں میں کیوں دلفگار

کیوں تسلی اس دل بیتاب کو ہوتی نہیں
کیا سبب اسکا کہ رہتا ہے یہ ہر دم بے قرار

صحبت عیش و طرب اسکو نہیں ہوتی نصیب
درد و غم رنج و الم یاس و قلق سے ہے دوچار

کیا سبب جو خون ہوکر بہ گیا میرا جگر
بھید کیا ہے میری آنکھیں جو رواں ہیں سیل وار

زرد ہے چہرہ تو آنکھیں گھس گئیں حلقوں میں ہیں
جسم میرا ہوگیا ہے خشک ہوکر مثل خار

سوچتا رہتا ہوں کیا دل میں مجھے کیا فکر ہے
جستجو میں کس کی چلاتا ہوں میں دیوانہ وار

چھوڑے جاتے ہیں مجھے ہوش و حواس و عقل کیوں
کیوں نہیں باقی رہا دل پر مجھے کچھ اختیار

کون ہے صیاد میرا کس کے پھندہ میں ہوں میں
کس کی افسوں نگہ نے کر لیا مجھکو شکار

مرغ دل میرا پھنسا ہے کس کے دام عشق میں
کس کے نقش پا کے پیچھے اُڑ گیا میرا غبار

صفحۂ دل سے مٹایا کیوں سبھی احباب نے
کیوں مرے دشمن ہوئے کیوں مجھسے ہے کین و نقار

جو کوئی بھی ہے وہ مجھ سے برسر پرخاش ہے
ہر کوئی ہوتا ہے آکر میری چھاتی پہ سوار

سرنگوں ہوں میں مثال سایۂ دیوار کیوں
پشت کیوں خم ہے ہوا ہوں اسقدر کیوں زیربار

ہے بہار باغ و گل مثل خزاں افسردہ کن
ہے جہاں میری نظر میں مثل شب تاریک و تار

ابر باراں کی طرح آنکھیں ہیں میری اشکبار
ہے گریباں چاک گر میرا تو دامن تار تار

میں جو ہنستا ہوں تو ہے میری ہنسی بھی برق وش
جس کے پیچھے پھر مجھے پڑتا ہے رونا زار زار

مات کرتا ہے مرا دن بھی اندھیری رات کو
میری شب کو دیکھکر زلف حسیناں شرمسار

میری ساری آرزوئیں دل ہی دل میں مر گئیں
میرا سینہ کیا ہے لاکھوں کشتگاں کا ہے مزار

ہوگیا میری تمناؤں کا پودہ خشک کیوں
کیا بلا اس پر پڑی جس سے ہوا بے برگ و بار

کیوں میں میدان تفکر میں برہنہ پا ہوا
کیوں چلے آتے ہیں دوڑے میری پابوسی کو خار

اپنے ہم چشموں کی آنکھوں میں سبک کیوں ہوگیا
دیدۂ اغیار میں ٹھہرا ہوں کیوں بے اعتبار

دشت غربت میں ہوں تنہا رہ گیا با حال زار
چھوڑ کر مجھکو کہاں پر چل دیئے عز و وقار

کچھ خبر بھی ہے تمھیں مجھ سے یہ سب کچھ کیوں ہوا
کیوں ہوئے اتنے مصائب مجھ سے آکر ہمکنار

کیا قصور ایسا ہوا جس سے ہوا معتوب میں
کیا کیا جس پر ہوئے چاروں طرف سے مجھ پہ وار

اک رخ تاباں کی الفت میں پھنسا بیٹھا ہوں دل
اپنے دل سے اور جاں سے اُس سے میں رکھتا ہوں پیار

وہ مری آنکھوں کی ٹھنڈک میرے دل کا ہے قرار
ہے فدا اُس شعلہ رو پر میری جاں پروانہ وار

اُس کا اک اک لفظ میرے واسطے ہے جانفزا
اُس کے اک اک قول سے گھٹتا ہے دُرِ شاہوار

ایک کُن کہنے سے پیدا کر دیئے اُسنے تمام
یہ زمیں یہ آسماں یہ دورۂ لیل و نہار

یہ چمن یہ باغ یہ بستاں یہ گل پھول سب
کہتے ہیں اُس ماہرو کی قدرتوں کو آشکار

ذرہ ذرہ میں نظر آتی ہیں اس کی طاقتیں
ہر مکان و ہر زماں ہیں جلوہ گاہ حسن یار

ہر حسیں کو حسن بخشا ہے اُسی دلدار نے
ہر گل و گلزار نے پائی اُسی سے ہے بہار

ہر نگاہِ فتنہ گر نے اُس سے پائی ہے جلا
ورنہ ہوتی بخت عاشق کی طرح تاریک و تار

نور اُس کا جلوہ گر ہے ہر در و دیوار میں
ہے جہاں کے آئینہ میں منعکس تصویر یار

اُس کی الفت نے بنایا ہے مکاں ہر نفس میں
ہر دل و دیندار اُس کے رخ پہ ہوتا ہے نثار

بلبلیں بھی سر پٹکتی ہیں اسی کی یاد میں
گل بھی رہتے ہیں اسی کی چاہ میں سینہ فگار

سرو بھی ہیں سرو قد رہتے اسی کے سامنے
قمریاں بھی ہیں محبت میں اُسی کی بیقرار

سب حسینان جہاں اس کے مقابل ہیچ ہیں
ساری دنیا سے نرالا ہے وہ میرا شہریار

اب تو سمجھے کس کے پیچھے ہے مجھے یہ اضطرار
یاد میں کس ماہرو کی ہوں میں رہتا اشکبار

کس کی فرقت میں ہوا ہوں میں سراپا سوگوار
ہجر میں کس کے تڑپتا رہتا ہوں لیل و نہار

کس کے لعل لب نے چھینا سب شکیب و اصطبار
کس کی دزدیدہ نگہ نے لے لیا میرا قرار

کس کے نازوں نے بنایا ہے مجھے اپنا شکار
کس کے غمزے نے کیا ہے مثل باراں اشکبار

ہائے پر اس کے مقابل میں نہیں ہے کوئی چیز
اس کی شاں کو عقل انسانی سمجھ سکتی نہیں
وہ اگر خالق ہے میں ناچیز سی مخلوق ہوں
پاک ہے ہر قسم کی کمزوریوں سے اسکی ذات
منبع ہر خوبی و ہر حسن و ہر نیکی ہے وہ
وہ ہے آقا میں ہوں خادم وہ ہے مالک میں غلام
علم کامل کا وہ مالک اور میں محروم علم
اس کی قدرت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
اپنی مرضی کا وہ ہے مالک تو میں محکوم ہوں
عزت افزائی ہے میری گر کوئی ارشاد ہو
طالب دنیا نہیں ہوں طالب دیدار ہوں
کہتے ہیں پیر خرید یوسف فرخندہ فال
ایک گالا روئی کا لائی تھی اپنے ساتھ وہ
وہ تو کچھ رکھتی بھی تھی پر میں تو خالی ہاتھ ہوں
ہوں غلامی میں مگر ہے عشق کا دعویٰ مجھے
پر وہ عالی بارگہ ہے منبع فضل و کرم
بات کیا ہے گر وہ میری آرزو پوری کرے
ہو کے بے پردہ وہ میرے سامنے آئے نکل
جسقدر رستے میں روکیں ہیں ہٹا دو وہ انھیں
بے ملے اسکے تو جینا بھی ہے بدتر موت سے
کور ہیں آنکھیں جنہوں نے شکل وہ دیکھی نہیں
آرزو ہے گر فلاح و کامیابی کی تمھیں
کھول کر قرآں پڑھو اس کے کلام پاک کو
شوق ہو دل میں اگر کوئی تو اس کی دید کا
ہر رگ و ریشہ میں ہو اس کی محبت جاگزیں
اپنی مرضی چھوڑ دو تم اُس کی مرضی کے لئے
عشق میں اُس کے نہو کوئی ملونی جھوٹ کی
پاک ہو جاؤ کہ وہ شاہ جہاں بھی پاک ہے
چھوڑ دو رنج و عداوت ترک کر دو بغض و کیں
چھوڑ دو غیبت کی عادت بھی کہ یہ اک زہر ہے
کبر کی عادت بھلاؤ انکساری سیکھ لو
دونوں ہاتھوں سے پکڑ لو دامن تقویٰ کو تم
کہتے ہیں پیاروں کا جو کچھ ہو وہ آتا ہے پسند
اس کے ماموروں کو رکھو تم دل و جاں سے عزیز
اس کے حکموں کو نہ ٹالو ایک دم کے واسطے
ساری دنیا میں کرو تم مشتہر اُس کی کتاب
ابتدا میں لوگ گو پاگل پکاریں گے تمھیں
گالیاں دینگے تمھیں کافر بتائینگے تمھیں
سنگ باری بھی انکو کچھ نہوگا اجتناب
پر خدا ہوگا تمھارا ہر مصیبت میں معین
اس کی الفت میں کبھی نقصان اُٹھاؤگے نہ تم
امتحاں میں پورے اُترے گر تو پھر انعام میں
تم پہ کھولے جائینگے جنت کے دروازے ہیں
درد میں لذت ملیگی دکھ میں پاؤگے سرور
سرنگوں ہو جائینگے دشمن تمھارے سامنے
وہ سراپا نور ہے لیکن ہوں میں تاریک [illegible]
ذرہ ذرہ پہ ہے اسکو مالکانہ اقتدار
ہر گھڑی محتاج ہوں اس کا وہ [illegible]
اور مجھ میں پائے جاتے ہیں نقائص [illegible]
میں ہوں اپنے نفس کے ہاتھوں گرفتار [illegible]
میں ہوں اک ادنیٰ رعایا اور وہ ہے تاجدار
وہ سراپا نور ہے لیکن ہوں میں تاریک و تار
اور پوشیدہ نہیں ہے تم سے میرا حال زار
میری کیا طاقت کہ پاؤں نور سے درگہ میں بار
فخر ہے میرا جو پاؤں درجۂ خدمت گزار
تب جگر ٹھنڈا ہو جب دیکھوں رخ تابان یار
ایک بڑھیا آئی تھی باحالت زار و نزار
اور یوسف کی خریداری کی تھی امیدوار
بے عمل ہوتے ہوئے ہے جستجوئے وصل یار
چاکروں میں ہوں مگر ہے خواہش قرب و جوار
کیا تعجب ہے جو مجھکو بھی کرے وہ کامگار
دے مری جاں کو تسلی دے مرے دل کو قرار
میرے دل سے دور کر دے ہجر و فرقت کا غبار
جسقدر حائل ہیں پردے کر دو ان کو تار تار
ہے وہی زندہ جسے اس سے ہوا قرب و جوار
گوش کر ہیں جو نہیں سنتے کبھی گفتار یار
اس شہ خوباں پہ کر دو بے تأمل جاں نثار
دل آئینہ پہ تم اک کھینچ لو تصویر یار
کان میں کوئی صدا آئے نہ جز گفتار یار
ہر کہیں آئے نظر نقشہ وہی منصور وار
جو ارادہ وہ کرے تم بھی کرو وہ اختیار
جو زباں پر ہو وہی اعمال سے ہو آشکار
جو کہ ہوتا پاک دل اس سے نہیں کرتا وہ پیار
پیار و الفت کو کرو تم جان و دل سے اختیار
روح انسانی کو ڈس جاتی ہے یہ مانند مار
جہل کی عادت کو چھوڑو علم کر لو اختیار
ایک ساعت میں کرا دیتا ہے یہ دیدار یار
اس لئے جو کوئی اس کا ہو کرو تم اس سے پیار
اس کے نبیوں کے رہو تم چاکر و خدمت گزار
مال و دولت جان و دل ہر شے کرو اس پر نثار
تاکہ ہوں بیدار وہ بھی جو کہ ہیں غفلت شعار
اور ہونگے در پئے آزار وہ دیوانہ وار
جسطرح ہوگا کرینگے وہ تمھیں [illegible]
بے جھجک دکھلائینگے تم کو وہ تیغ آبدار
شر سے دشمن کے بچائیگا تمھیں لیل و نہار
اس کی الفت میں کبھی ہوگے نہ تم رسوا و خوار
جام وصل یار پینے کو ملینگے بار بار
تم پہ ہو جائینگے سب اسرار قدرت آشکار
بیقراری بھی اگر ہوگی تو آئیگا قرار
ملتجی ہونگے برائے عفو وہ با حال زار

سالانہ جلسہ کے ضروری حالات

جلسوں کا ہفتہ

ہندوستان بھر میں ڈسمبر کا آخری ہفتہ ملکی اور قومی بیداری کا ہفتہ سمجھا گیا ہے۔ اور اگر غور سے دیکھیں تو کانفرنسوں اور جلسوں کی اس ہفتہ میں ملک کے اندر ایک قومی لہر چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس جوش اور لہر کو دیکھتے ہوئے ایک آدمی قیاس کر سکتا ہے کہ ہندوستان میں زندگی کی روح کام کر رہی ہے۔ مگر۔ قیاس اور خیال محض سطحی نظر سے دیکھنے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ اگر غور سے دیکھیں تو ان جلسوں اور جشنوں کی حالت اس عجائب خانہ سے کم نہیں جہاں مختلف جانوروں کے ڈھانچ اور پنجر رکھے ہوئے ہیں۔ اور بظاہر وہ صورتیں خوشنما یا خوفناک جیسی بھی کہ ان کی حالت ہو نظر آتی ہیں۔ مگر دراصل ان کے اندر روح اور جان نہیں ہوتی۔ یا یوں کہو کہ جیسے تھیٹر کی تماشہ گاہ پر ایک ایکٹر بادشاہ یا سپہ سالار نظر آتا ہے مگر نہ وہ سپہ سالار ہی ہوتا ہے نہ کچھ اور بلکہ محض ایک تماشہ گر ہوتا ہے۔ اسی طرح ان جلسوں اور مجمعوں کی حالت ہے جہاں حق اور حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں اور ساری دوڑ دھوپ صرف

مادہ پرستی یا مادی ترقی کیلئے ہے

اس قسم کے جلسوں اور کانفرنسوں کی غرض اہل وطن کی مادی ترقی کے اسباب مہیا کرنا ہے اور جسمانی خواہشوں کی سیری کے سامان کا بہم پہنچانا اور بس۔ روحانی ترقی اور اس کے اسباب سے تمسک کرنا ان جلسوں میں غیر ضروری اور غیر متعلق سمجھا گیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک زندگی کی غرض و غائت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ

ہم چاندی سونے کے انسان ہوں

ہندوستان بھر میں جو جلسے اس ہفتہ میں ہوتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان کا اجمالی حال دوسری جگہ دیدوں تاکہ ہمارے دوستوں کو مقابلہ کرنے میں آسانی ہو کہ وہ جلسہ جو قادیان دارالامان میں ہوتا ہے اس میں اور دوسرے جلسوں میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔ یا کم از کم کیا ہونا چاہئے اور ہم معلوم کر سکیں کہ

دُنیا کیا کر رہی ہے اور ہم کس دُھن میں ہیں

ہمارا مرکزی اجلاس

امسال ڈسمبر کے آخری ہفتہ ہی میں وہ رونق اور قومی لہر کا جوش نظر نہیں آیا بلکہ ڈسمبر بھر ہی یہ جوش اُمنڈا آتا رہا۔ کیونکہ دربار تاجپوشی کی وجہ سے شروع ڈسمبر سے ہی ملک میں ایک رو جاری ہو گئی تھی۔ بہرحال جلسوں کے اس ہفتہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا عظیم الشان سالانہ جلسہ سلسلہ کے مرکز قادیان دارالامان میں ہوا کرتا ہے۔ صرف ایک سال ایسٹر کی تعطیلات پر ملتوی ہوا تھا۔ جیساکہ ناظرین کو معلوم ہے اس جلسہ کی غرض و غائت و مقصود دوسرے جلسوں کے مقابلہ میں بالکل نرالا اور نیا ہوتا ہے۔ اس کا ایک ہی لا تبدیل اور لا تحویل مقصد ہے جو دوسرے جلسوں میں علی العموم مفقود رہتے۔ یعنی

عبودیت اور الوہیت میں سچا تعلق پیدا کرنا

یہ مقصد اور غرض اس سلسلہ کے محترم بانی حضرت حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے ایماء اور اشارہ سے قائم کی تھی۔ اور آپ کی قوم کا یہی منشاء ہونا چاہیئے۔ ان معنوں کے لحاظ سے میں اس سلسلہ کے جلسہ کی یہی غرض قرار دیتا ہوں جیساکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھا ہے۔ ہم لوگ جو اخبار نویس کہلاتے ہیں مذکر ہیں اور ہمارا کام ہے کہ بھولی بسری باتوں کو یاد دلا دیں اس لئے میں نے ہمیشہ یہ معمول رکھا ہے کہ جب میں جلسہ سالانہ کے متعلق کوئی مضمون لکھا کرتا ہوں خواہ وہ آداب جلسہ کے متعلق ہو یا حالات جلسہ کے متعلق تو حضرت مسیح موعود کے اُن پاک الفاظ کو ضرور نوٹ کیا کرتا ہوں اور اب بھی تبرکاً انھیں درج کرتا ہوں۔

حضرت امام نے جلسہ کی غرض کیا رکھی تھی۔

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولےٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری۔ ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دُعا کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آ سکتا کہ وہ صحبت میں آ کر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷۔ دسمبر سے ۲۹۔ دسمبر تک قرار پائے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے۔ آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آ جاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آ جانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہیگا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائیگی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے۔ اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جسقدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ اس تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے۔ اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہیگا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا اس جلسہ میں اُس کے لئے دعائے مغفرت کی جائیگی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور اُن کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کی جائیگی۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔

ان سطور کے پڑھنے سے حقیقت کھل جاتی ہے کہ حضرت

امام علیہ السلام کیا چاہتے تھے اور کس مقصد کو مدنظر رکھکر آپنے یہ سالانہ اجتماع مناسب سمجھا تھا۔ اس حقیقت کو پاکر یہ کہدینا بالکل آسان ہے کہ اس جلسہ میں جو قادیان میں ہوتا ہے اور دوسرے جلسوں میں جو انھیں ایام میں ہندوستان کے مختلف شہروں میں ہوتے ہیں ز

زمین آسمان کا فرق ہے۔

اول الذکر کی غرض و غائت محض خدا اور اعلائے کلمۃ الاسلام ہے اور دوسروں کی غرض مادی ترقی اور ارضی اسباب کی فراہمی ہے۔

اس جلسہ کی مخالفت

باوجودیکہ یہ اجلاس محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں کے اظہار اور علم دین کی اشاعت کے لئے مقرر کیا گیا تھا تو بھی جیسی اندھی دنیا کی عادت ہے۔ کہ وہ اپنے ہمدردوں اور مخلص خیرخواہوں سے ہمیشہ دشمنی کرتی آئی ہے یہانتک کہ انبیاء علیہم السلام کی پاک جماعت ایسے لوگوں میں سے ہمیشہ دکھ دی گئی ہے اس جلسہ کے متعلق جب اول ہی اول اعلان ہوا تو بہت تھوڑے لوگوں کو معلوم ہوگا کہ اس کی خطرناک مخالفت کیگئی۔ مخالفت تو بڑے زور شور سے کیگئی تھی لیکن آج چونکہ اس کا نام و نشان بھی باقی نہیں اس لئے بہت دنوں سے وہ مخالفت کی تاریخ محو ہی نہیں ہوگئی بلکہ آج الحکم میں پڑھکر انھیں فسانہ معلوم ہوگا جسے اس تاریخ کو اس لئے دوہرایا ہے تا پڑھنے والوں کو خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کی عظمت معلوم ہو۔ کہ جس درخت کو کاٹنے کیلئے ہر قسم کے تیشہ و تبر استعمال کئے گئے اور ظلمت کے فرزندوں نے جس کے اکھاڑ پھینکنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا وہ نہیں تو ان کی ذریت آج دیکھے کہ وہ کس طرح بارور ہوا ہے اور اس کے سایہ میں بیٹھنے والوں کی تعداد کسقدر ہے۔ سنہ ۱۸۹۱ء میں اس جلسہ کا اعلان ہوا تھا اعلان ہونے کی دیر تھی کہ چینیاں والی مسجد کے امام نے جو ان دنوں بڑی پر رونق اور دینداری کا مرکز سمجھی جاتی تھی اس جلسہ کی مخالفت میں اعلان شائع کیا اور قرار دیا کہ "ایسے جلسہ پر جانا بدعت بلکہ معصیت ہے۔ اور ایسے جلسوں کا تجویز کرنا محدثات میں سے ہے۔ جس کے لئے کتاب اور سنت میں کوئی شہادت نہیں اور جو شخص اسلام میں ایسا پیدا کرے وہ مردود ہے" یہ وہ الفاظ ہیں جو اس جلسہ کی مخالفت کے لئے ہوا میں گونجے اور جسقدر زور اور طاقت ممکن تھی اس جلسہ کے روکنے کے لئے صرف کی گئی۔ مگر نتیجہ کیا ہوا؟

وہ قادیان کی شاندار کامیابی بتاتی ہے

کاش اس مخالفت کا بانی آج زندہ ہوتا اور وہ دیکھتا کہ جس سفر کو وہ بدعت اور معصیت بتاتا ہے اس کے لئے لوگ کن تکالیف کو برداشت کرکے جاتے ہیں اور کسقدر لوگ جاتے ہیں اور جس جلسہ کے بانی کو نعوذ باللہ وہ مردود قرار دیتا ہے آج کرہ ارض پر کتنے نفوس ہیں جو اس پر درود شریف پڑھتے ہیں اور کتنی زبانیں ہیں جو اس کی مدح میں رطب اللسان ہیں۔ اور کسقدر دل ہیں جو اس کی طرف کھچے جاتے ہیں۔ جلسہ کا بانی بھی مرفوع ہوچکا ہے۔ مگر دیکھنے والے دیکھیں اور سوچنے والے سوچیں کہ مخالفت کرنے والے کا نام کتنے لوگ لیتے ہیں اور بانی جلسہ کے خدام کی تعداد کسقدر ہے۔ یہ ایک فرق ہے جو حق و باطل میں ہوتا ہے۔

یہ کامیابی آیت اللہ ہے

اگر اس جلسہ کی مذہبی رنگ میں اس طرح پر مخالفت نہوتی تو آج جو شاندار کامیابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام کو حاصل ہے۔ اور آنیوالوں کی کثرت کیوجہ سے جو رونق اور قوت پیدا ہوگئی ہے اس کی عظمت معلوم نہوتی۔ چونکہ یہ ایک آیت من آیات اللہ ہے اس لئے ضرور تھا کہ یہ مخالفت میں نشو و نما پاتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلے سے اللہ تعالیٰ نے بتا دیا تھا کہ یاتون من کل فج عمیق اس لئے اس پیشگوئی کو ہمیشہ زندہ رکھنے کے لئے اس جلسہ کا قیام ضروری تھا۔ پس ہر روز تو وہ لوگ اس پیشگوئی کو مشاہدہ کرتے ہی ہیں مگر سالانہ جلسہ پر اسکی عظمت خاص طور پر محسوس ہوتی ہے بہرحال یہ

آیت اللہ ہے

ہماری امام کی حیثیت

باوجودیکہ ڈسمبر کے ابتدائی ایام ہی سے تاجپوشی کیوجہ سے لوگوں کی مصروفیت بڑھ گئی تھی اور دہلی سے ۱۶۔ ڈسمبر سنہ ۱۹۱۱ء تک لوگ بمشکل فارغ ہوسکتے تھے۔ دربار تاجپوشی کی وجہ سے لوگوں کی مصروفیت پر نظر کرکے صدر انجمن کے بعض بزرگوں کو اور ان کے ساتھ بعض دوسرے لوگوں کا بھی خیال تھا کہ امسال جلسہ کی تاریخیں ایسٹر کی تعطیلات پر بدل دیجاویں چنانچہ یہ سوال احمدی انجمنوں کے پاس بھی بغرض مشورہ اور رائے بھیجا گیا اور اکثر انجمنوں کا یہ خیال تھا کہ یہ رائے نہایت صائب اور درست ہے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور بغرض استصواب جب یہ سوال پیش ہوا تو آپ نے ڈسمبر کی مقررہ تاریخوں ہی پر اس جلسہ کو ضروری سمجھا ہماری اپنی راؤں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے میں وہی نسبت اور فرق ہوسکتا ہے جو ایک زمینی اور آسمانی انسان میں ہونا چاہیے۔ ہماری نظریں یہانتک ہی جاتی تھیں کہ ممکن ہے جلسہ پر لوگ کم آویں یا قحط سالی اور دربار تاجپوشی کی وجہ سے لوگ چندہ نہ دے سکیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص تربیت یافتہ انسان کا منشا اور مقصد صرف اتنا ہی تھا کہ کیا پتہ ہے ہمیں پھر وقت ملے یا نہ ملے۔ اس لئے ہم جو پیغام حق پہنچانا چاہتے ہیں پہنچادیں خواہ سننے والا ایک ہی ہو۔ کیسی پاکیزہ فطرت اور کیسی نیک نیت ہے اس سے ہمارے امام کا توکل علی اللہ اور توحید پر استقلال کا پتہ لگتا ہے۔ بعض واعظوں اور لیکچراروں کا یہ عادہ ہم نے دیکھا ہے کہ وہ جب تک لوگوں کا خاصہ مجمع نہو لیکچر نہیں دے سکتے۔ اور انتظار کرتے ہیں کہ بہت سے لوگ آجاویں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق شدید رکھنے والے روحانی واعظین صرف پیغام پہنچانا اپنا فرض سمجھتے ہیں اگر ایک بھی موجود نہو تو وہ جانتے ہیں کہ ملائکۃ اللہ اس کی باتیں سن رہے ہیں اور زمین اور آسمان اس کی باتوں کے گواہ ہیں۔ ہاں ہوا کے پرندے اور فضائے عالم کے ذرات تک سن رہے ہیں۔ یہ باتیں میں سرسری نظر اور محض اعتقادی رنگ میں نہیں کہتا ان کے اندر حقیقت ہے۔ چاہو تو غور کرو۔ حضرت امام نے یہ سبق دیا ہے کہ ہمارے کاموں میں محض اخلاص ہو اور وہ لوجہ اللہ ہوں کسی قسم کا شائبہ شرک کا پایا نہ جاوے غرض جلسہ کا انعقاد اسی دسمبر میں قرار پایا۔ اور ۲۷-۲۸-۲۹ تاریخوں کے لئے اعلان کیا گیا۔ مگر جلسہ کی کارروائی ۲۶ دسمبر بعد دوپہر سے شروع ہوگئی۔

انتظامی حالت

یہ کیسی خوش کن اور خدا کی قدرتوں کو یاد دلانے والی بات ہے کہ وہ جلسہ جسکا آغاز محض ۸۰ آدمیوں کے سامنے سنہ ۱۸۹۱ء میں ہوا تھا آج ۸۰ آدمی اس جلسہ پر آنیوالوں کی ضروریات کا انتظام کرنے کو ناکافی ہیں۔ امسال جلسہ کے انتظام کے لئے سکرٹری صاحب نے جو قادیان کے احباب سے مشورہ کیا اس میں قرار پایا تھا کہ تقسیم محنت کے اصول پر کام کو اسطرح تقسیم کیا جاوے کہ مختلف گروہوں میں تقسیم کرکے کھانے وغیرہ کا انتظام خود ان جماعتوں ہی پر دیا جاوے اسطرح پر خدا کے فضل اور تائید سے یہ انتظام نہایت ہی عمدہ طور پر ہوا چونکہ خود بیرونی احباب اپنی اپنی جماعتوں میں امیر منتخب کرچکے تھے اس لئے کسی قسم کی تکلیف نہیں محسوس ہوئی۔ جن لوگوں نے اس کام کو کیا انھوں نے اپنا فرض سمجھکر کیا اور اس کے شکریہ اور تعریف کے لئے نہیں کیا۔ تاہم ان کی خدمات کا اعتراف نہ کرنا سخت غلطی ہے۔ اس لئے میں صدق دل سے ان دوستوں کے لئے دعا کرتا ہوں جنھوں نے اس موقعہ پر اپنی جسمانی خداداد قوتوں سے کام لیکر اپنے احباب کو آرام پہنچایا جزاھم اللہ احسن الجزاء

اوقات جلسہ

مجلس شوریٰ میں میں نے یہ امر پیش کیا تھا کہ جلسہ کے لئے ۴ گھنٹہ کا وقت موزوں ہے۔ اس سے جہاں ناظرین جلسہ کو آرام ملیگا وہاں لوگوں کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بیٹھنے کا زیادہ موقع مل سکیگا۔ اور باہم ملاقات کے لئے احباب وقت نکال سکینگے۔ اسوقت سکرٹری صاحب نے بھی اس تجویز کو پسند کیا تھا تاہم کم و بیش چھ گھنٹہ دن بھر میں لیکچروں کے لئے نکلتے رہے۔ اور رات اور صبح کو بھی بعض احباب نے اپنی تقریروں کے لئے وقت نکالا۔

یہ ایمان کی قوت ہے

لکھا ہے کہ اس کی آواز سنتے ہی شیرنیاں اپنے بچوں کو لے بھاگ گئیں اور قیروان میں چھاؤنی بنگئی۔ بڑی جگہ میں کہ میرے پاس ہم جلدوں میں صرف پہلے خلفا کا ذکر ہے۔ اسباب کے بیان کرنے سے مدعا یہ ہے کہ جب مسلمانوں کی ایمانی قوت بڑھی ہوئی تھی ان کے حوصلے وسیع اور ارادے بلند تھے دنیا کی کوئی تکلیف اور مصیبت ان کے ارادہ کو پست نہیں کر سکتی تھی وہ تکالیف اور مصیبت کو جانتے ہی نہ تھے اب جبکہ ان کی ایمانی حالت کمزور ہوگئی ہے ان کے حوصلے اور ہمتیں بھی پست ہوگئی ہیں ان میں سستی اور کاہلی آگئی ہے اور اب وہ ہر امر میں پانی کو بھی بہانہ سمجھنے لگے ہیں۔ آج پانی لاگ انگریزوں کو کیوں نہیں ہوتا؟ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو وہ ہمت عزم اور استقلال دیا ہے کہ وہ ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتے ایک سرد ملک کے رہنے والی قوم کیسی جرأت اور دلیری کے ساتھ افریقہ میں جاتی ہے اور ذرہ نہیں گھبراتی۔ دُنیا کے دور دراز حصوں میں پھیل گئے ہیں اور پھیلتے جاتے ہیں جیسے آج انکو پانی لاگ نہیں ہوتی۔ اسیطرح ایک زمانہ تھا کہ مسلمانوں کو بھی نہیں ہوتی تھی ایمان کی قوت مضبوط ہو تو پھر کوئی تکلیف کوئی مصیبت رہتی ہی نہیں۔ اس لیے کہ مومن کی تو شان ہی یہی ہے کہ وہ لایحزن ہوتا ہے۔ پس تم بھی مومن بنو میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تم سب کو خوش دیکھوں میں آپ خدا کے فضل سے خوش رہتا ہوں اور بہت ہی خوش رہتا ہوں یہ خوشی تمھیں صرف ایمان سے مل سکتی ہے۔ اگر ایمان مضبوط ہو تو پھر کیا غم؟ ترقی کرو اور سستی چھوڑ دو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا سکھائی ہے **اللھم انی اعوذ بك من العجز و الکسل** کسل اور عجز دو لفظ ہیں عجز کے معنی ہیں اسباب ہی مہیا نہ کریں۔ اور کسل مہیا شدہ اسباب سے کام ہی نہ لیا جاوے۔ پس تم کسل اور عجز چھوڑ دو اور اس کے لئے دعاؤں سے کام لو۔ یہ بڑا ہتھیار ہے اور ایسا ہتھیار کہ جسقدر اس کو چلاؤ اسیقدر زیادہ کارگر اور مفید ہوتا جاتا ہے میں نے اس کو خود تجربہ کیا ہے۔ اور اپنے تجربہ کی بنا پر تم کو کہتا ہوں ❊

دو عجیب خط

فرمایا دو خط میں نے عجیب دیکھے ہیں ایک ہلاکو خان کا اور ایک چنگیز خان کا۔ خط جو اسنے شاہ خوارزم کو لکھا تھا جو سلطان کہلاتا تھا۔ قرآن مجید کی ایک آیت **نولی بعضھم بعض** کو تم ہمیشہ مدنظر رکھو۔ جب انسان بداعمالی اور نافرمانی کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس پر ایسے حاکم بھیجدیتا ہے۔ بعض لوگ شکایت کیا کرتے ہیں کہ مجھے اپنے افسر سے دکھ پہنچا وہ استغفار کریں اور اپنی حالت کی خود اصلاح کریں۔ اگر وہ خود متقی اور خدا ترس ہونگے تو اللہ تعالیٰ انھیں کسی سخت گیر افسر کے ماتحت نہیں رکھیگا۔ بلکہ اگر وہ شخص فطرتاً سخت گیر بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی فطرت میں تبدیلی کر دیگا۔ میں اسی کو مفید سمجھتا ہوں۔ تم نہ مقامی حکام کی کبھی شکایت کرو نہ کسی اور کی۔ اپنی اصلاح کرو یہی بہترین طریق ہے۔ غرض وہ دو خط عجیب ہیں یہاں ایک کتاب ہے جس میں درج ہیں۔ ہلاکو خان اور اس کی اولاد نے جو خط مکہ معظمہ لکھا اس میں ایک فقرہ ہے **نحن قوم خلقنا من غضب اللہ** - یعنی ہم ایک ایسی قوم ہیں کہ ہم اللہ کے غضب سے پیدا ہوئے ہیں۔ رحم کو نہیں جانتے۔ میں یقین رکھتا ہوں جب ایک قوم کی حالت خراب ہوگئی اور خدا تعالیٰ کے حضور اس پر سزا کا فتویٰ جاری ہوگیا تو ہلاکو خان کو اسپر مامور کر دیا۔ چنگیز خان نے شاہ خوارزم کو لکھا کہ حدیث میں آیا ہے **اترکوا الترک** مغول سے جنگ نہ کرو۔ پھر قرآن مجید میں ارشاد الٰہی یوں ہے **قاتلوا الذین یقاتلونکم**۔ جو تم سے جنگ کریں تم ان کا مقابلہ کرو۔ ہم نے کسی ملک پر چڑھائی نہیں کی پھر تم نے ہمارے تاجروں کو مار ڈالا اور لوٹ لیا یہ معاملہ قرآن اور حدیث کے خلاف ہوا۔ اگر کسی احمق نے کیا ہے تو آپ ان سے روپیہ لیکر ہمارے تاجروں کے ورثا کو بھیجدو۔ اور اپنے قانون کے موافق ان کو سزا دیدو۔ مگر وہاں کون سنتا تھا۔ چنگیز خان نے سمجھا تھا کہ بڑا نرم جواب بھیجے مگر وہاں اُلٹا اثر ہوا اُنھوں نے اُن وکلا کو جو خط لیکر گئے تھے اُنکو بھی پکڑ لیا۔ چنگیز خان نے پھر لکھا کہ ان کا کوئی قصور نہیں انھیں چھوڑ دو۔ اسکا بھی جواب ندیا۔ جب مسلمان ایسے ہوگئے تو پھر تم نے سُنا یا پڑھا ہوگا کہ چنگیز خان نے کیا کیا۔ خوارزم والے بھاگ کر سندھ آیا اور پھر ایران بھاگا۔ خدا کی بات سچی ہوگئی۔ **نولی بعضھم بعض** - میری نصیحت کو یاد رکھو۔ سُکھ پاؤ گے۔ کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ حاکم کا بھی تعلق ہو اور تمھیں کوئی دُکھ پہنچے تو

اپنی تبدیلی کرو اور استغفار کرو

جب تک تم اپنی حالت نہیں بدلوگے سکھ نہیں ملیگا۔ **ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم**

(باقی آئندہ)

جلسہ کی روئداد مختصر طور پر بھی اگر لکھی جاوے تو وہ ایک دو اخباروں میں نہیں آسکتی تاہم خدا کے فضل سے کوشش کیجاویگی۔ کہ وہ جلد ختم ہوجاوے ممکن ہے ترتیب درست نہ ہو میرا ارادہ ہے کہ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریریں شائع ہوجاویں اور پھر دوسری تقریریں۔ بعض دوستوں کا خیال تھا کہ ان سب کو رسالہ کی صورت میں شائع کیا جاوے مگر میں سردست پسند کرتا ہوں کہ اخبار میں ہی شائع ہوں

(ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح اور اہلبیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سب بعافیت ہیں۔ اور خدا کی پناہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ باغ احمد کا نونہال صاحبزادہ ناصر احمد سلمہ اللہ الاحد جو ایام جلسہ میں بیمار ہوگیا تھا اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے اب تندرست ہے والحمد للہ علی ذالک ❊

(۲) حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی اجازت اور ایک رؤیاء صالحہ کی بنا پر انصار اللہ نام ایک مجلس قائم کی ہے جس کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا تھا کہ میں آپ کے انصار اللہ میں داخل ہوتا ہوں اس مجلس نے خدا کے فضل سے اپنے کام کا دائرہ وسیع کر دیا ہے اس میں شامل ہونیوالوں کی تعداد سو سے متجاوز ہوگئی ہے۔ داخلہ کی شرط اول یہ ہے کہ سات روز متواتر استخارہ کیا جاوے اس مجلس سے کام کو ایک اصول کے ماتحت رکھنے کے لیے آٹھ حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ حلقہ قادیان کی جماعت میں سے شیخ عبدالرحمٰن لاہوری نومسلم جنرل سکرٹری مجلس انصار اللہ اور مولوی سکندر علی نے اس ہفتہ بعض گانوں میں پھر کر وعظ کیا۔ (مفصل رپورٹ پھر انشاء اللہ)

(۳) مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء سالانہ کھیلوں کے مقابلہ کیلیے گورداسپور گئے ہیں۔ مدرسہ ۵۔ جنوری ۱۹۱۲ء کو کھل گیا ہے مولوی صدرالدین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ کے والد ماجد فوت ہوگئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ اور مرحوم کو اپنے دامن رحمت میں لے۔ آمین ❊

حضرت خلیفۃ المسیح سپارش کرتے ہیں

میرے مکرم دوست منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس سکرٹری انجمن اسلامیہ بٹالہ ایک مستعد کام کرنیوالے اور اسلام کیلئے غیرت رکھنے والے بزرگ ہیں اُنھوں نے "ثبوت واجب الوجود اور تدبیر" کے علاوہ ایک کتاب بھارت پرکش نام نخل اسلام کے جواب میں شائع کی ہے۔ اس کتاب پر میں اپنی رائے ظاہر کر چکا ہوں حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے کتاب کے متعلق جو رائے دی ہے وہ درج ذیل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح چاہتے ہیں کہ مسلمان اس کتاب کو خریدیں امید کہ احمدی احباب خصوصاً اس کتاب کو طلب کرینگے۔ قیمت صرف ۸ / ہے اور منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ سے ملیگی۔

"رائے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی"

منشی حسین بخش صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ بٹالہ باوجود اپنے دوسرے مشاغل کے مذہبی اور اسلامی خدمت کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں جو قابل شکر گذاری ہے۔ اُنھوں نے

ایک مجلس نکاح

احباب کی آمد تو ۲۵۔ دسمبر ۱۹۱۱ء سے ہی شروع ہو گئی تھی۔ اس لئے میں روئداد جلسہ کو ۲۵۔ دسمبر سے ہی شروع کرتا ہوں۔ ۲۵۔ دسمبر ۱۹۱۱ء کو قبل دوپہر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے مفتی فضل احمد صاحب کا خطبہ نکاح پڑھا۔ جنکا نکاح میاں اللہ دتا ساکن جموں کی دختر نیک اختر سے ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس خطبہ میں ایک خاص امر کی طرف قوم کو توجہ دلائی اور وہ یہ تھا کہ نکاح ایک ایسا معاملہ

نکاح کیونکر بابرکت ہوں

ہے کہ جس میں انسان کا تعلق ایک اور وجود کے ساتھ ہوتا ہے اور انسان اپنی کم علمی کیوجہ سے نہیں جان سکتا کہ یہ تعلق مفید اور بابرکت ہوگا یا نہیں۔ بعض اوقات بڑے بڑے مشکلات پیش آجاتے ہیں۔ یہانتک کہ انسان کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا ہی احسان فرمایا ہے کہ ہمکو ایسی راہ بتائی ہے کہ ہم اگر اسپر عمل کریں تو انشاء اللہ نکاح ضرور تسکین کا موجب ہو۔ اور جو غرض اور مقصود قرآن مجید میں نکاح سے بتایا گیا ہے کہ وہ تسکین اور مودۃ کا باعث ہو وہ پیدا ہوتی ہے۔ سب سے پہلی تدبیر یہ بتائی کہ نکاح کی غرض ذات الدین ہو حسن و جمال کی فریفتگی یا مال و دولت کا حصول یا محض اعلیٰ حسب و نسب اس کے محرکات نہوں۔ پہلے نیت نیک ہو۔ پھر اس کے بعد دوسرا کام یہ ہے کہ نکاح سے پہلے بہت استخارہ کرو۔ اور دعائیں کرو دعاؤں اور استخاروں کے بعد جب نکاح کا موقعہ آتا ہے تو جو خطبہ اس وقت پڑھا جاتا ہے وہ یہ ہے۔

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما ٭

ترجمہ سب تعریفیں واسطے اللہ کے ہم حمد کرتے ہیں۔ اور ہم مدد چاہتے ہیں اور ہم استغفار کرتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کے شر سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے جسکو اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں۔ اور جسے اللہ گمراہ قرار دے اسے ہدایت کرنے والا کوئی۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اے ایماندارو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جیسا کہ اس کا تقویٰ کرنے کا حق ہو اور تم ایسے محتاط رہو کہ تمھاری موت فرمانبرداری کی حالت میں ہو۔ اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ کرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس کی قسم سے اس کا زوج پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اور جس کا آپس میں واسطہ دیتے ہو۔ اور ناطے والوں کے حقوق کی محافظت کرو۔ اللہ تم پر نگہبان ہے۔ اے ایماندارو اللہ سے ڈرو۔ اور سچی بات کہو سنوار دے تمھارے کام اور بخش دے تمھارے گناہ اور جو اطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی پس وہ بڑا کامیاب ہوا ٭

اس خطبہ میں بھی اس امر کی طرف متوجہ کیا ہے کہ ان دعاؤں سے کام لے اور اپنے اعمال و افعال کے انجام کو سوچے اور غور کرے۔ پھر نکاح کی مبارکباد کے موقع پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا ہی سکھائی بارک اللہ لک وبارک علیکما وجمع بینکما فی خیر۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کو نیکی پر جمع کرے۔ پھر مباشرت کے وقت بھی دعا سکھائی ایسے وقت میں کہ انسان جوش میں بے خود ہوتا ہے اس وقت میں بھی دعا کیطرف متوجہ کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کی دلیل ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے کتنا عظیم تعلق ہے۔ یہ بات ہر شخص نہیں سمجھ سکتا اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت قلب اور باخدا زندگی کا پتہ لگتا ہے۔ ایسے وقت میں کہ انسان کی شہوانی قوتیں ہیجان میں ہوں۔ اسے خدا تعالیٰ کیطرف متوجہ کرنا معمولی امر نہیں ہو سکتا۔ مگر آپ نے حکم دیا کہ اس وقت انسان دعا کرے بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا۔ اللہ کے نام سے یا اللہ ہم کو شیطان سے دور رکھ اور اس وجود کو بھی شیطان سے بچائیو جو تو نے ہمکو عطا کیا۔ یعنی اس تعلق سے جو اولاد پیدا ہو۔ اسکو بھی شیطان سے محفوظ رکھیو اس دعا میں عجیب فلسفہ ہے موجودہ دنیا میں یہ علمی انکشاف ہوا ہے کہ جماع کے وقت بلکہ اس سے بھی پہلے ایک سال تک کے خیالات کا اثر بچے پر ہوتا ہے مگر دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کیسی دور تک گئی ہے۔ آپ نے نکاح کے پاک تعلق سے بھی پہلے ایسی تربیت شروع کی کہ دعاؤں میں انسان نشوونما پائے۔ اب جس شخص نے دعاؤں اور استخاروں کے بعد نکاح کیا اس کے خیالات اور ارادوں کی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے۔ پھر جب جماع کے وقت وہ شیطان سے محفوظ رہنے کی دعا کریگا تو تم سوچو کہ بچے میں ان کا کیسا پاک اثر پڑیگا۔ اور پھر جس تربیت کے نیچے بچے کو آئندہ رکھا جاتا ہے وہ جدا امر ہے۔ غرض انسان دعاؤں سے بہت کام لے۔ اگر کسی شخص سے غلطی ہی ہو گئی ہو کہ وہ اس طریق پر نکاح نہ کر سکا ہو اور ایسے دعاؤں کا یہ موقع نہ ملا ہو تو پھر بھی گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے اس کے لئے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک احسان ہم پر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے لوگ سچے دل سے یہ پڑھیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلفنی خیرا منھا۔ میرا ایمان ہے اگر کوئی شخص سچے دل سے یہ دعا پڑھے اور استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ ان غلطیوں کے برے نتائج سے اسے محفوظ رکھیگا۔ غرض نکاح میں ان امور کو مدنظر رکھو اور ضرور رکھو ان باتوں کو دوسرے لوگوں تک پہنچا دو۔ یہ خلاصہ ہے اس تقریر کا جو حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمائی اور میں نے اسکو اپنے حافظہ کی بنا پر ان الفاظ میں ادا کرنے کی کوشش کی ہے

پانی لاگ اور مسلمان

حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک دوست حاضر ہوا۔ آتے ہی وہ ضعف دل کیوجہ سے بیمار ہو گیا۔ اسکا علاج ہوتا رہا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی مجلس میں تکلف اور وہ [illegible] تو ہوتی ہی نہیں جو دوسرے پیروں اور سلسلوں میں پائی جاتی ہے۔ پاس ہی وہ مریض ایک چارپائی پر پڑا ہوا تھا فرمایا ان کو کہدو کہ خوب کھلے ہو کر لیٹ جاویں سایہ میں یا دھوپ میں جو جگہ پسند ہو کسی نے کہا کہ پانی لاگ بھی ہو جاتا ہے اسپر فرمایا:۔

آہ! پانی لاگ اب مسلمانوں ہی کو ہوتا ہے ایک وقت تھا کہ ان کو پانی لاگ نہوتی تھی۔ ایک مسلمان فاتح نے مغربی ساحل افریقہ پر پہنچکر سمندر میں گھوڑا ڈالدیا۔ اور پرواہ تک بھی نہیں کی کہ یہ سمندر ہے۔ ایک سپہ سالار افریقہ کے صحرا میں ایک چھاؤنی بنانا چاہتا تھا وہ جگہ کی تلاش اور مناسب موقع کی تلاش کرتا ہوا اس جگہ پہنچا جہاں قیروان ہے۔ یہاں پہنچکر تمام ملک میں گشت کے بعد اسی جگہ کو پسند کیا اور کہا کہ یہ عمدہ جگہ ہے۔ یہاں سے افریقہ کے ہر طرف گھوم سکتے ہیں۔ مگر وہاں جھاڑی بہت تھی۔ اس کے علاوہ درندے جانور بکثرت اس میں چھپتے ہیں۔ سانپ ہیں۔ گویا وہ مصائب کا ایک جنگل ہے۔ اسنے اپنے آدمیوں کو کہا کہ یہاں چھاؤنی بناؤ۔ انہوں نے کہا کہ یہاں کیونکر ٹھہر سکتے ہیں؟ اسنے جواب دیا کہ کون کہتا ہے کہ یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ یہ کہکر ان کے سامنے گھوڑے کو چکر دیا۔ اور کہا سنو! درندو! اور چرندو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یہاں کیمپ بنانا چاہتے ہیں۔ تم یہاں سے نکل جاؤ۔ آج کوئی انکا نام [illegible] رکھدے مگر سچ یہ ہے کہ

خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

الحکم

جلد ۱۶ نمبر ۲

مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۱۲ء

قادیان دارالامان

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک وایڈیٹر ورجسٹرار چھپکر شائع ہوا۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں کبھی کم

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے۔

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں

خصوصیت یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفینِ اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور لفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگانِ ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ اُن کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ تو ضرور پڑھیے۔ کہ اس میں نور۔ ہدایت اور شفا ہے۔

نوٹ۔ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے آٹھ روپیہ (ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ (عہ)) معہ محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان۔ ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

کارخانہ الحکم کی رعایتی کتب کا اعلان

سالانہ جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعائت کی گئی تھی۔ اور جملہ کتابیں نصف پر فروخت ہوئیں۔ اس سے ان لوگوں کو فائدہ اٹھانے کا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے۔ اعلان کیا جاتا ہے کہ ۳۱۔ جنوری ۱۹۱۲ء تک یہ کتابیں رعائتی قیمت پر ملیں گی سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۵ لغایت ۱۲ اور مجربات نور دین جلد سوم کے۔

فہرست کتب

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۴ لغائت ۲۶ فی پارہ ایک روپیہ رعائتی قیمت ۱۲ (؟)
حقیقت نماز و مسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عہ رعائتی قیمت ۸
رپورٹ جلسہ ۱۹۰۷ء حضرت اقدس اور بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ رعائتی قیمت ۲
تفسیر سورہ بقرہ رعائتی قیمت عہ
مجربات نور دین جلد سوم قیمت ۱۰
رد چکڑالوی قیمت ۵ رعائتی قیمت ۲
اصلاح النظر (آریوں کے رد میں) رعائتی قیمت ۱
ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲ (پارہ نمبر ۱۲۔ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل اور کہف) قیمت عہ
الہامات و اشتہارات ۱۹۰۵ء قیمت ۱
حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط قیمت ۱

محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی تقریر

(از نوشتہ ایڈیٹر الحکم)

جو حضرت خلیفۃ المسیح نے شائع ہونے سے پہلے دیکھ لی

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقٰتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ۝ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذالک یبین اللہ لکم اٰیٰتہ لعلکم تہتدون ۝ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولٰئک ہم المفلحون ۝ ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءہم البینٰت واولٰئک لہم عذاب عظیم ۝

تمہیدی کلمات

مجھے کل کسی نے کہا اور شاید درد سے تمہارے فائدے کے لئے کہا ہو یا رنج سے کہا ہو کہ تم کوئی تقریر کرو۔ میرا ارادہ تھا کہ میں جو روز درس دیتا ہوں ان ایام میں اس درس ہی میں کچھ وسعت کرونگا۔ اور اسے معمول سے زیادہ وسیع کر کے سناؤنگا۔ جیسا کہ حکم ہے کہ مہمان کے لئے اپنے کھانے میں اضافہ کرلو۔ اور ایسے کسیقدر زائد اچھا ورنہ تازہ بنالو میں نے اس حکم کی تعمیل میں مناسب سمجھا تھا کہ جو غذا میں کھاتا ہوں اور جس کے بغیر میری زندگی محال ہے اسے عمدہ طور پر کچھ زیادہ کر کے پیش کروں۔ مگر ہر شخص اپنی اپنی پسند میں معذور ہوتا ہے اگر کسی کو میٹھا پسند ہے تو کوئی نمکین کو پسند کرتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ جسمانی غذا تو تمہیں گھر میں شاید یہاں سے بہتر میسر آسکتی ہو اور یہاں بھی اس کے لئے تم آپ ہی انتظام کرنیوالے ہو۔ میں تمہیں وہ غذا دوں جو جسم نہیں روح کی سیری کا موجب ہو سکتی ہے۔ اگر اللہ کا فضل ہو۔ اس خیال میں آج میں نے سوچا کہ تقریر کیا ہوتی ہے؟ اپر بہت سے معانی میرے دل میں آئے اگر میں انہیں ہی بیان کردوں تو شام تک شاید وہ ختم نہوں مجھے ایک عرب کا شعر یاد آگیا۔ اگرچہ مجھے شعر کہنے کی عادت نہیں کبھی کہتا ہوں تو دقت سے کہہ سکتا ہوں۔ ہاں میں شعر کو خوب سمجھ سکتا ہوں اور یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ اور وہ شعر یہ ہے۔

قالوا اقترح شیئا نجد لک طبخہ
قلت اطبخوا لی جبۃ وقمیصا

ایک عرب سردی کے دنوں میں کسی کے گھر گیا اسپر گرم کپڑا کوئی نہ تھا موسم تھا سرما کا میزبان نے کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو آپ کے لئے ویسا ہی کھانا پکوائیں جو آپ پسند کرتے ہیں تو اُسنے جوابدیا ہاں میرے لئے گرم کپڑے پکوا دو

ایک میرا پیارا بچہ ہے۔ اور مجھے بہت ہی عزیز ہے اس نے ذکر آیا کہ کوئی پیارا ہو اور گول چہرہ کی تعریف کرے تو کس سے تشبیہ دے۔ کبھی چودھویں کے چاند سے اور کبھی سورج سے تشبیہ دے۔ ایک بڑے آدمی نے ایک مرتبہ شعرا کو حکم دیا کہ وہ گول چہرہ کی تعریف کریں سب شعرا نے طبع آزمائیاں کیں۔ مگر ایک نے کہا کہ جیسے گول خوبصورت روٹی ہوتی ہے۔ اس رئیس نے فوراً سمجھ لیا کہ اس کو ابھی تک کھانا نہیں کھلایا گیا اسنے فوراً اپنے آدمی کو اشارہ کیا اور ملامت کی کہ انکو ابھی تک کھانا نہیں کھلایا۔ تب اسنے کہا کہ حضرت کھانا تیار ہے پہلے کھانا کھالیں۔ غرض مجھے بھی عجیب عجیب جوش اُٹھتے ہیں۔ میں اس بچہ کو وہ ساری ذوق کی باتیں نہیں سناتا۔ اسوقت مجھے جب تقریر کے لئے کسی نے کہا تو عجیب عجیب جوش اُٹھنے لگے۔ تو میں نے دل سے پوچھا کہ کون سی تقریر کروگے؟ تو اس نے جوابدیا کہ

اپنے پیارے کی پیاری کتاب قرآن ہی پڑھ دو

اللہ تعالیٰ ہی نے یہ بات میرے دل میں ڈالی اور مجھے بھی پیاری لگی کہ ایسی ہی تقریر میں بھی بیان کردوں ؎

آجکل کے سپیکروں کی حالت

دُنیا کے عجائبات ہیں۔ اسوقت یورپ کی ہوا چلی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارادے سے یا ہمارے اعمال کے سبب سے چلی ہے۔ اس لئے لوگ یورپ کی ہر بات اور ہر ادا کو پسند کرتے ہیں۔ تقریر میں بھی اسکا یوروپین طرز کو پسند کرنے لگے ہیں۔ لیکچرار اپنے لیکچروں میں کئی بیہودہ نظم سکھتے ہیں کبھی تو بہت سی ضرب الامثلیں یاد ہوتی ہیں اور لیکچرار اپنے لیکچر میں انھیں ادا کرتا ہے اور بڑے زور سے اپنے لیکچر کے دوران میں کہتا ہے جرمن میں یہ ضرب المثل ہے۔ فرانس میں یوں ہے۔ قدیم سکسن اگر ان میں یہ ضرب المثل ہے۔ انگریزی میں فارسی میں اور عربی لٹریچر میں فلاں۔ اردو میں اسطرح ہے۔ جب لیکچرار مختلف زبانوں کی ضرب الامثلیں بیان کرتا ہے تو لوگ عش عش کر اٹھتے ہیں اور حیران رہجاتے ہیں۔ لیکچرار سمجھتا ہے کہ میری زبان کا سکہ سننے والوں کے دلپر بیٹھ گیا۔ میں بھی کبھی ایسے لیکچر کو پسند تو کرتا مگر

قلب پر اس کا کچھ اثر نہ تھا

اس لئے کہ بولنے والا صرف دلربائی کرنا چاہتا تھا نہ کچھ اور غرض بعض بولنے والے تو اس قسم کے ہوتے ہیں اور بعض لطیف اشعار یاد کرلیتے ہیں اور موقعہ بموقعہ انھیں ایک ترتیب کے ساتھ پڑھتے جاتے ہیں۔ ہر شخص کو اس کی نیت کے موافق پھل مل جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں شعر میں ایک طاقت ہوتی ہے۔ جو قلوب پر اثر ڈالتی ہے۔ اس لئے کہ شاعر بھی اللہ تعالیٰ کا تلمیذ ہوتا ہے۔ بعض وقت اسے ایسی بات سمجھاتا ہے کہ اسے سن کر صوفی کو وجد ہو جاتا ہے۔ مگر خود شاعر کو اس کے سننے سے وجد نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اسے براہ راست ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات ملہمین کو بھی شعرا کے مصرعے اور اشعار ایک جگہ الہام ہو جاتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی وہ مراد ہوتی ہے۔ میں دور چلا گیا میں سنانا چاہتا ہوں کہ مجھے کہا گیا کہ تقریر کرو۔ مگر مجھے

مجھے کیا پسند ہے؟ خدائی کتاب

قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں لگتی ہزاروں کتابیں پڑھی ہیں ان سب میں مجھے خدا ہی کی کتاب پسند آئی۔ ہاں ایک احمق نے بڑھ کر ایک بات کہی ہے وہ مجھے کہتا ہے کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے سر کو چوٹ کیوں لگی؟ اور کیوں وہ کھلا گیا؟ بعض لوگ میرے سامنے بہت اونچی باتیں کرتے ہیں کہ شاید میں بہرا ہو گیا ہوں۔ وہ احمق اس چوٹ کی وجہ بتاتا ہے کہ تم نے ہزاروں جڑیلہ کتابیں پڑھیں مگر قرآن شریف کو چھوڑ دیا۔ اس واسطے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کے موافق تمہیں بدلہ دیا اور سر کھلا گیا۔ وہ احمق نہیں جانتا کہ میرا سر خدا کے فضل سے بالکل محفوظ ہے۔ باوجودیکہ تم نے دیکھا کہ چوٹ لگی اور سال گذشتہ کے انہیں دنوں میں بچنے کی امید نہ تھی کلورا فارم کے بدلہ اور کلورا فارم کے بدون بھی اس زخم پر جراحی عمل ہوا مگر ڈاکٹر وغیرہ کر لوگ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دماغ کی کیسی حفاظت فرمائی۔ جو لوگ میری صحبت میں رہتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے زیادہ مجھے کوئی کتاب عزیز نہیں۔ اور میری غذا جس سے میں زندہ رہتا ہوں اللہ تعالیٰ ہی کی کتاب ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور محض فضل سے مجھے اس کتاب کی محبت اور اس کا فہم دیا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ یہ اس کا رحم ہے کہ اس کتاب کا فہم کرنیوالا بالکل نہیں دیکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری دماغی قوتوں کی خود حفاظت فرمائی ہے یہ اس احمق کو غلطی لگی جو وہ سمجھتا ہے کہ میرا سر کھلا گیا۔

دوسری کتابیں کیوں پڑھی ہیں

میں نے دوسری کتابیں پڑھی ہیں اور بہت پڑھی ہیں مگر اس لئے نہیں کہ قرآن کریم کے مقابلہ میں وہ مجھے پیاری تھیں۔ بلکہ محض اسی نیت اور غرض سے کہ

قرآن کریم کے فہم میں معاون ہوں

قرآن شریف ہی میں یہ ارشاد ہے تعاونوا علی البر والتقویٰ پس میں نے اگر ہزاروں ہزار کتابیں پڑھی ہیں یا پڑھتا اور پڑھاتا ہوں تو قرآن مجید کی اس آیت پر عمل کرنے کے لئے۔ اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر عجیب عجیب انعام کئے ہیں جو دوسروں کی سمجھ میں بھی نہیں آ سکتے۔ کل ہی مجھے ایک کتاب ملی ہے۔ اس کی نسبت مجھے الہام ہوا تھا کہ وہ ہند میں نہیں ہے میں اللہ تعالیٰ کو تو مالک السموات والارض سمجھتا ہوں اسنے میرے لئے کیا کچھ نہیں کیا جو ایک کتاب مہیا نہ کر دیتا۔ ایک سیاح اتفاقاً یہاں آ گیا مجھے بُرا سمجھتا ہے۔ میری نسبت پیشگوئیاں کی ہیں میں تو اپنے عشق میں پورا ہوں (یاد رکھو عشق کا لفظ عادتاً بولتا ہوں اس لئے کہ پچھلے بولتے ہیں۔ ورنہ قرآن مجید میں یہ لفظ نہیں آیا۔ ہاں حلیۃ الی نعیم سے ایک حدیث نکالی ہے کہ اس میں عشق کا لفظ آیا ہے مگر راوی روایت بالمعنی کرتا ہے) غرض میں اپنے اسی عشق کیوجہ سے جو مجھے قرآن کریم کیخدمت اور فہم کیلئے کتابوں سے ہے۔ اس کتاب کا ذکر اس سے کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ ہند میں یہ کتاب نہیں۔ اس نے کہا ہاں ہند میں تو نہیں مگر سندھ میں ہے۔ میں تمھیں پہنچا دونگا۔ کل وہ کتاب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۶ کے وی پی میں میرے پاس پہنچ گئی ÷ اور اسکو پڑھ بھی لیا۔ یہ سچ ہے کہ مجھے کتابوں کا شوق ہوتا ہے مگر۔

تعاونوا علی البر والتقویٰ کے رنگ میں

پس میں نیکی کے طور پر کتابیں پڑھتا ہوں اور تفسیریں بھی پڑھ لیتا ہوں اور اسقدر پڑھتا ہوں کہ علی العموم دوسرے نہیں پڑھ سکتے۔ الا ماشاء اللہ پرسوں ایک دوست نے مجھے قرآن مجید کا ایک ترجمہ دیا اس پر

الہامی ترجمہ کا ضمناً ذکر

لکھا تھا الہامی ترجمہ۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوا۔ اور مجھکو ہمیشہ دکھ ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ پاک لفظ کو گندے معنوں میں لے لیتے ہیں۔ مثلاً کلمہ تمام لڑکوں کو پڑھایا جاتا ہے کہ کلمہ لفظ مفرد کو کہتے ہیں۔ حالانکہ کلمہ کی یہ تعریف قرآن مجید کے خلاف ہے۔ تمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً۔ پھر کیا مفرد صدق اور عدل بھی کلمہ کی تعریف

کلمہ کے معنی

ہو سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔

اصدق کلمۃ قال

الا کل شی ما خلا اللہ باطل

یہاں غالباً مسلمان ہی بیٹھے ہیں ابھی ایک نام رکھا ہی مرید بھی بیٹھے ہیں۔ انھیں حضرت صاحب سے اور ہم سے اور ہمارے سلسلہ کے ساتھ بھی بڑی محبت ہے غرض سب مسلمان جانتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کلمہ کہتے ہیں۔ مگر اب اس لفظ کے معنی بگاڑ کر لفظ مفرد کا نام کلمہ رکھدیا جو صحیح نہیں اسیطرح بہت سے لفظ بگڑ گئے اور ان کے شرعی معنی چھوڑ دیئے گئے جنکو سن کر اور دیکھ کر مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ یہ مشکلات ہر زمانہ میں آئی ہیں اور ہم پر بھی آئی ہیں۔ ان مشکلات کو زیر نظر رکھ کر محض تعاون

تفسیر کے متعلق میرا طرز عمل

علی البر کے لئے میں کتابوں اور تفاسیر کو پڑھتا ہوں۔ اور تفاسیر میں ان کو مقدم کرتا ہوں جو مجھے قرآن کریم کا تذکرہ کرا دیں اور ان میں اسطرح تفسیر کی ہو کہ ایک آیۃ کی تفسیر دوسری آیت سے ہو۔ اور پھر اس کے بعد میں اس تفسیر کو مقدم کرتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک کلمات سے کی گئی ہو۔ ایک زمانہ مجھ پر ایسا بھی گذرا ہے کہ ایک تفسیر کے شوق میں میں بمبئی گیا اور ایک دوست سے اس کے متعلق پوچھا اس نے کہا ہاں مل سکتی ہے۔ دوسرے دن جب میں اس دوست کے پاس گیا تو گو میں طالبعلم تھا تاہم اللہ تعالیٰ نے مجھے طالب علمی کے زمانہ میں بھی مالدار رکھا ہے میری جیب میں کچھ روپیہ ڈال رکھتا تھا۔ میں نے اس دوست سے کہا کہ وہ کتاب آئی ہے تو عطا کرو۔ انھوں نے کہا کہ ہاں کتاب تو آ گئی ہے مگر اس کی قیمت پچاس روپیہ ہے۔ اس کتاب کے ساٹھ صفحہ ہیں اور ایک اس کا ضمیمہ ہے۔ اس کے ۵۰ صفحہ ہیں میں نے کہا بہت اچھا لائیے۔ اور میں نے پچاس روپیہ کا نوٹ اس کے ہاتھ میں دیدیا وہ بولے کہ وہ کتاب طبع شدہ ہے اور اسی شہر بمبئی میں چھپی ہے۔ میں نے کہا اچھا ہے اس پر انھوں نے وہ کتاب مجھے دی۔ اور میں اس کو لیکر فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور تھوڑی دیر کے لئے باہر چلا گیا۔ وہاں تیلی کی گلی مشہور ہے اس کا یہ واقعہ ہے۔ پھر میں اندر گیا تو وہ حیران ہوا اور پوچھا کہ آپ باہر کیوں چلے گئے تھے میں نے کہا فقہی بحث ہے کہ تکمیل بیع کے لئے تفارق جسمی بھی قول کے ساتھ ضروری ہے یا نہیں۔ محدثین اور شوافع کا قول ہے کہ تفارق جسمی بھی چاہیئے میں نے اس پر عمل کر لیا۔ اس لئے باہر گیا تھا تا کہ بالاتفاق کتاب میری ہو جاوے۔ میری ... ہیں ... واسطے اس مسئلہ پر عمل کیا تھا ... ادا کر دی۔ پھر اس نے پوچھا کتاب کو بھی دیکھا۔ میں نے کہا

جماد سے چند دیدم جاں خریدم

اس کتاب کا نام مجھے قدرت ہی نے سکھا دیا تھا میں جب اس دوست کے پاس سے نکلنے لگا تو اس نے کہا میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ آپ کی مہربانی۔ تب اس نے کہا کہ اظہار محبت میں یہ پچاس روپیہ ... کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ میں ہوں تو طالبعلم مگر میری جیب میں اب بھی روپیہ موجود ہے۔ اس نے بہرحال وہ روپیہ واپس کر دیا۔ اسیطرح جب میں مدینہ طیبہ میں تھا تو ایک ترک کو مجھ سے بہت محبت تھی اس نے کہا کہ کوئی کتاب آپ کو پسند ہو تو ہمارے کتبخانہ سے لیجایا کریں گو ہمارا قانون نہیں ہے مگر آپکے اس عشق و محبت کیوجہ

ناسخ و منسوخ کا مسئلہ کیسے حل ہوا۔

جو آپکو قرآن کریم سے ہے آپ کو اجازت ہے میں نے کہا کہ مسئلہ ناسخ و منسوخ کے متعلق کوئی کتاب دو انھوں نے مجھے ایک کتاب دی جس میں ۶۰۰ آیت منسوخ لکھی تھی مجھے یہ بات پسند نہ آئی۔ ساری کتاب کو پڑھا اور مزا نہ آیا۔ میں اس کتاب کو واپس لے گیا اور کہا کہ میں جوان آدمی ہوں اور خدا کے فضل سے یہ ۶۰۰ آیت یاد کر سکتا ہوں۔ مگر مجھے یہ کتاب پسند نہیں وہ بڑا بڈھا اور ماہر تھا اس نے ایک اور کتاب دی۔ اس کا نام اتقان ہے۔ اور ایک مقام اس میں بتا دیا جہاں ناسخ و منسوخ کی بحث ہے۔ خوشی ایسی چیز ہے کہ میں نے ابھی پچاس والی کو پڑھا بھی نہیں۔ مگر اسے لایا اور اسکو پڑھنا شروع کیا۔ اس میں لکھا تھا کہ ۱۹۔ آیتیں منسوخ ہیں۔ میں اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ گویا بادشاہ ہو گیا۔ میں نے کہا کہ ۱۹ یا ۲۱۔ آیتیں تو فوراً یاد کر لونگا۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی مگر مجھے ایسا قلب اور علم دیا گیا تھا کہ اس پر بھی وہ کتاب مجھے پسند نہ آئی۔ آخر میں نے کہا کہ یہ بھی پوری خوشی کا موجب نہیں پھر مجھے خیال آیا کہ پچاس روپے والی کتاب بھی تو پڑھ دیکھیں اسکو پڑھا تو انہوں نے لکھا کہ خدا تعالیٰ نے جو علم مجھے دیا ہے اس میں ۵ آیتیں منسوخ ہیں۔ یہ پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ کہ اب کیا مشکل ہے۔ میں نے جب ان پانچ پر غور کی تو خدا تعالیٰ نے مجھے سمجھ دی کہ

ناسخ و منسوخ کا جھگڑا ہی غلط ہے

کوئی پانچ چھ سو بتاتا تھا۔ کوئی انیس۔ اکیس۔ کوئی پانچ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تو صرف فہم کی بات ہے۔ اور میں نے قطعی فیصلہ خدا کے فضل سے کر لیا کہ ناسخ و منسوخ کا علم

قدرا نہ بند دل سے کہ فہم پر ہے - ان پانچ سے سب پہلی
پھیر دیا - یہ فہم جب مجھے دیا گیا تو اس کے بعد ایک روز
میرا لاہور کے اسٹیشن پر شام کو اترا - بعض احباب لیے تھے
کہ چینیاں والی مسجد میں گیا - شام کی نماز کے لیے وضو کر رہا
تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے بھائی میاں ... نے مجھے
کہا کہ جب عمل قرآن مجید ... ہوتا ہے تو ناسخ و منسوخ
کیا بات ہے میں نے کہا کچھ نہیں - اگرچہ وہ بیٹھے ہوئے
نہیں سمجھے کہ عام مراد ہے - (ایڈیٹر) کو ... اُستاد
تھے - انھوں نے اپنے بھائی سے ذکر کیا ہوگا - یہ اُن
دنوں جوان تھے اور بڑا جوش تھا - میں نماز میں تھا اور وہ
جوش سے ادھر اُدھر ٹہلتا رہا - جب میں نماز سے فارغ
ہوا تو کہا ادھر آؤ - تم نے میرے بھائی کو کہدیا کہ قرآن
میں ناسخ منسوخ نہیں میں نے کہا ہاں نہیں ہے
تب بڑے جوش سے کہا کہ تم نے ابومسلم اصفہانی
کی کتاب پڑھی ہے وہ احمق بھی قایل نہ تھا میں نے کہا
پھر تو ہم دو ہو گئے - پھر اسنے کہا کہ سید احمد کو جانتے ہو مراد آباد
میں صدر الصدور رہے - میں نے جواب دیا کہ میں رامپور لکھنؤ
اور بھوپال کے عالموں کو جانتا ہوں - ان کو نہیں جانتا - اسپر کہا
کہ وہ بھی قایل نہیں - تب میں نے کہا بہت اچھا پھر ہم اب
تین ہو گئے - کہنے لگا کہ یہ سب بدعتی ہیں - امام شوکانی نے
لکھا ہے کہ جو نسخ کا قائل نہیں وہ بدعتی ہے - میں نے کہا تم
دو ہو گئے - میں ناسخ و منسوخ کا ایک آسان فیصلہ آپ کو
بتاتا ہوں تم کوئی آیت پڑھو جو منسوخ ہو اس کے ساتھ
ہی میرے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ ان پانچ آیتوں میں سے
کوئی پڑھ دے تو کیا جواب دوں - خدا تعالیٰ ہی سمجھائے تو
بات بنے - اس نے ایک آیت پڑھدی میں نے کہا کہ فلاں
کتاب نے جس کے تم بھی قائل ہو اس کا جواب دیدیا ہے -
کہنے لگا ہاں پھر میں نے کہا اور پڑھو تو خاموش ہی ہو گیا
علماء کو یہ وہم رہتا ہے ایسا نہو ہتک ہو اس لئے اُس نے
یہی غنیمت سمجھا کہ چپ رہے - بھیرہ میں ایک شخص نے
نسخ کا مسئلہ پوچھا اور میں نے اپنے فہم کے مناسب جواب دیا
اور کہا کہ پانچ کے متعلق میری تحقیق نہیں تو اس دوست
نے کہا کہ اب ان پانچ پر نظر ڈال لیں - میں نے تفسیر کبیر

... میں ... ان ... بات کو دیکھا تو تین مقام
ایسے جو سمجھ میں آ گئے - اور دو سمجھ میں نہ آئیں - تفسیر کبیر
میں اتنا تو لکھا ہے کہ ... اور خفت کا فرق ہو گیا ہے غور
... کتابوں کو پڑھتا ہوں مگر تعاون علی البر کے لئے اس
محبت اور جوش سے جو مجھے پیارے کی پیاری کتاب
سے ہے - پھر میں ایک دفعہ ریل میں بیٹھا ہوا ایک کتاب
پڑھ رہا تھا - جیسے مجھ کو عادت ہے - میں نے پڑھا کہ فلاں
آیت منسوخ نہیں ہے - میں بڑا خوش ہوا کہ اب تو چار ہی رہ گئیں
حضرت ... کی ... کتابوں کا تو کیا ذکر حتیٰ کہ
عیسائیوں کی بھی پڑھ لیتا ہوں - مگر اسی غرض تعاون علی البر
کے لئے - اس طرح پر ایک میں وہ پانچویں بھی حل ہو گئی - اور
اس طرح پر

خدا کے فضل سے یہ مسئلہ ناسخ و منسوخ حل ہو گیا

میرے دماغ کو اللہ تعالیٰ نے ترتیب کو محفوظ رکھنے والا بنایا ہے
اگرچہ مجھے اب بھی زخم ہے مگر دماغ پر اس کے سبب سے
صدمہ نہیں اس لئے میں اصل مطلب کی طرف آ کر کہتا ہوں
کہ میں تفسیروں اور کتابوں سے تعاون علی البر کیا کرتا ہوں -
دوسری بات یہ تھی کہ ہر چہ گیرد علتی علت شود کے موافق
الفاظ کے معانی بگڑ گئے ہیں - اس میں سے کلمہ کے معنی
سنائے جو درسی کتابوں کے نصاب میں بھی بگڑ گئے اور
گورنمنٹ نے بھی غلطی ہی دی - اسی طرح پر ایک لفظ
الہام کا ہے - عجیب لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ جو دل میں
آجاوے وہ الہام ہے ان معنوں کو اتنا وسیع کیا کہ برہمو
مذہب کے ماننے والوں نے تمام انبیاء علیہم السلام کو نعوذ باللہ
جھوٹا کہدیا - کیونکہ وہ الہام کی حقیقت ہی نہیں سمجھے -
اور اس کے مفہوم کو ایسا بگاڑا کہ نبی انھیں جھوٹے معلوم ہوئے
اور کہدیا کہ نعوذ باللہ انبیاء علیہم السلام نے صرف لوگوں کو ڈرانے
کے لیئے الہام کی عظمت بیان کی ورنہ یہ ایک معمولی بات ہے
جو دل میں آجاتی ہے وہی الہام ہے - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک
بڑے آدمی کی میں نے کتاب پڑھی وہ بات بات پر کہتا ہے

هذا مما الهمني ربي - اور پھر لکھدیا کہ

نہ جبرئیل امین قرآں بہ پیغامے نمی خواہم

یہ برہموں کا مذہب ہے - پرسوں ایک شخص نے ایک ترجمہ

دیا لکھا تھا نعوذ باللہ - الہامی ترجمہ ہے - ایک
چھپا ہے خریدا جاوے - میں نے محض اس خیال پر کہ
دوست لایا ہے (میرے خیال میں وہ درست ہے) اسکو
پڑھ لیا - میں اپنے کسی دوست کو اجازت
نہیں دیتا کہ وہ اس کو پڑھے - میرا پڑھنا تعاون
علی البر کے طور پر ہے - اس میں ما انزل علی الملکین
میں ملکین کے معنے شیطان کیا ہے اور دلیل یہ کہ
ہے کہ جیسے ہماری زبان میں بچے کو حضرت کہتے ہیں
یہ دونوں باتیں غلط ہیں اور خطرناک غلط ہیں - اگر ملک
کا یہی ترجمہ ہے تو امنوا باللہ والملائکۃ کے کیا معنی
ہونگے - ہمارا وہ دوست اس مجلس میں ہے تو اس پر غور
کرے کہ اس الہامی ترجمہ والے نے خدا سے ذرا بھی خوف
نہ کر کے ہاروت و ماروت کو شیاطین کہا ہے اور
پھر اس کا نام الہام رکھا ہے - میں نے جب اس ترجمہ
میں یہ پڑھا تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے پیچھے میں نے
سمجھا کہ اس کے متعلق تبلیغ کروں اس لئے میں کھول کر کہتا
ہوں کہ اس ترجمہ کو ہرگز ہرگز نہ پڑھو ملک
کا ترجمہ فرشتہ ہے - اور حضرت کا ترجمہ بے ایمان کرنا
یہ بھی جہالت کی بات ہے - پس تم کو چاہیئے کہ

الفاظ کے معانی کرنیمیں محتاط رہو - اور قرآن کریم کے فہم کے بعض گر

الفاظ کے معانی کرنے میں خدا
تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور
قرآن شریف کے لفظوں کو لغت
کر لیا کرو قرآن شریف کے
سمجھنے کے لئے اول قرآن شریف
ہی کو پڑھو اس کی آیات دوسری جگہ متواتر معنی بیان کرتی ہیں
میں نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید جب ایک بات کہتا ہے تو بیس
مقامات تک بھی اس کی تشریح کرتا ہے - دس جگہ اور سات
جگہ تو عام ہے - کیونکہ سات کا عدد بھی کامل ہے - بعض
آیات ایسی بھی ہیں کہ میں انپر سالہا سال غور کرتا رہا - کہ قرآن
شریف میں کہاں تشریح کی ہے - اور پتہ نہ ملا مگر جب خدا تعالیٰ
نے وہ پردہ اُٹھایا تو دیکھا کہ سو سو جگہ تک بیان کیا ہے -
پھر اس کے بعد دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے عملدرآمد میں دیکھو وہاں بھی قرآن کریم کی تفسیر ملیگی -

لاَ صلواۃ اور زکوٰۃ کے الفاظ قرآن مجید میں آئے ہیں۔ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملدرآمد ہمیں بتائیگا کہ ان الفاظ کا کیا مفہوم ہے۔ ہمارے بعض دوستوں کو بھی اس قسم کا ابتلا آیا تھا انھوں نے کہا کہ قرآن شریف میں نماز حج وغیرہ دکھاؤ میں نے کہا کہ پہلے گھوڑے۔ خچر میں امتیاز بتاؤ۔ پھر البغال والحمیر میں تفرقہ کرکے دکھاؤ میں نے ان کے لئے بہت دعا کی اور خدا تعالیٰ نے ان کو سمجھ دی اور یہ ابتلا جاتا رہا۔ میں نے کہا کہ جب تم بغال اور حمیر میں فرق کرنے کے لئے انکو دیکھتے ہو تو کیوں تم اس شخص کی نماز نہیں دیکھتے جس پر قرآن نازل ہوا۔ ایک بات میری سمجھ میں آئی ہے کہ اگر قرآن مجید میں صلوۃ کی تیز ہوتی تو وہ بھی عربی میں ہوتی پھر ان لفظوں کے کئی کئی معنی کرتے۔ اور کس قدر مشکلات پیدا ہوتیں۔ پھر ایک اور نکتہ ہے۔ جب میں رامپور میں طالب العلم تھا کسی مقلد نے غیر مقلد کو کہا کہ نذیر حسین کے کیا معنی ہیں تو غیر مقلد طالب العلم نے کہا کہ اصل میں نذیر عدو حسین ہے۔ لفظ عدو محذوف ہوگیا ہے حالانکہ نذیر انکا نام تھا اور حسین کا لفظ باظہار قومیت شامل کیا گیا۔ والا اسطرح حذف مضاف سے عبدالغنی بھی جائز ہو جاوے کیونکہ بحذف مضاف عبدرب الغنی ہوسکتا ہے۔ اور کہیں کنایہ وغیرہ نکال کر خدا جانے کیا کیا معنی کرتے۔ پس ہمارے مولیٰ نے **کامل رحم فضل** سے نماز پڑھوا کر دکھا دی۔ اور ایک لاکھ ۲۴ ہزار صحابی نے دیکھ لی۔ حتیٰ کہ یہود ونصاریٰ و مجوس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی نے دیکھ لی۔ حتیٰ کہ یہود ونصاریٰ اور مجوس نے بھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لی۔ اب کسی اور معنی کی ضرورت نہیں۔ نہ تقدیم تاخیر نہ کنایہ نہ حذف و محذوف کی۔ گجرات کے ضلع میں وقت شاہی ایک قوم ہے وہ **کام** (شہوت) کردوہ رہی۔ ۔۔۔ عبودیت مودہ (مجامعت) نہ منکار (غرور) کو چھوڑنیکا نام ہی نماز رکھتے ہیں۔ یہاں ایک گلو سفہ ہے جب وہ جماعت میں نہ تھا تو کہتا تھا کہ یہ جو منارہ ہیں۔ سر گنبد ہے اور آپ نماز میں۔ غرض اس قسم کی بیہودہ توجیہیں پیدا کرلیجاتی ہیں۔

مسلمانوں پہ یہ دکھ اور مصیبت کا وقت ہے ایسے وقت میں یاد رکھو کہ قرآن کریم کی تفسیر قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عملدرآمد سے کرو۔ اور تمام امت میں مشترکہ رنگ کو دیکھ لو۔

پھر احادیث صحیحہ کو پڑھو ایک بڑی گندی قوم گذری ہے جو احادیث کا انکار کرتی ہے۔ ایک نے یہ گندا لفظ کل کہا اور بڑی جرأت سے کہا کہ روات

احادیث شیاطین ہیں وہ نہیں مریگا جب تک خود شیطان نہ بن لے۔

وہ لوگ بڑے ہی محروم ہیں جو اس علم حدیث سے محروم ہیں میں بچپن سے ۷۵-۷۶ سال کی عمر تک پہنچا ہوں اور میرا تجربہ ہے کہ

علم حدیث کے بغیر دین آتا ہی نہیں

تم ہی بتاؤ جسنے علم حدیث پڑھا ہے اس کی گواہی حدیث کے متعلق ماننی چاہیئے۔ یا اس کی جس نے یہ علم پڑھا ہی نہیں۔ پھر ایک وہ طریق قرآن کریم کے فہم کا ہے جو میرے **ہادی نے مجھے سمجھایا** ہے۔ میں نے ایک بار حضرت مرزا صاحب کے حضور عرض کیا کہ آپ کے طریق میں **مجاہدات** کیا ہیں؟ فرمایا اگر شوق ہے ان مجاہدات کا جو ہمارے طریق میں ہیں تو ایک کتاب عیسائی مذہب کے رد میں لکھو۔

فصل الخطاب کے لکھنے کی وجہ۔

میں نے جب اس کتاب کے لکھنے کا ارادہ کرلیا تو ایک مسیحی کو مقرر کیا کہ وہ جو اعتراض قرآن شریف پر رکھتا ہے لکھے اس نے انکے اعتراض لکھ کر بھیجا میں نے اس کے اعتراضوں کو پڑھ کر ساری بائیبل کو کئی مرتبہ پڑھا اور نوٹ کرتا گیا۔ (وہ بائیبل اب کسی نے چرا لی ہے) میں نے کل اعتراضات کے الزامی جواب نوٹ کرلئے بعد پھر حقیقی جوابات کیطرف متوجہ ہوا تو بعض اعتراضوں کے جواب سمجھ میں نہ آئے میں نے مرزا صاحب سے عرض کیا کہ بعض اعتراضوں کے جواب حقیقی نہیں ہوسکتے۔ یا تو ان اعتراضات کا ذکر ہی نہ کریں یا الزامی جواب دیکر خاموش ہو جائیں۔ میرا ایک دوست تھا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے مولوی عبدالکریم نام انھوں نے کہا کہ الزامی جواب پسند نہیں۔ میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا۔ آپ کی عادت تھی کہ ہنستے ہنستے کپڑا منہ پر رکھ لیتے تھے یہ سنکر فرمایا کہ بڑی بے انصافی کی بات ہے کہ جس بات کو آپ **کا قلب نہیں مانتا دشمن کو وہ آپ کیونکر** منوائینگے۔ اس بات کو سنکر میرا اعتقاد آپ کی نسبت بہت بڑھ گیا کہ جب تک اس کا قلب مطمئن نہیں ہوتا بات کرتا ہی نہیں۔ اور مجھے بہتر کہا کہ یہ بے انصافی ہے کہ جس بات کو خود نہ سمجھو دوسروں کو منواؤ۔ میں نے سمجھا کہ اس کا **ایمان بڑا عجیب** ہے۔ اور یہی وجہ ہے جو ایک بات کو بیسیوں مرتبہ بیان کرتا ہے۔ میں یہ سنکر خاموش ہوگیا اور دل میں آیا کہ پھر کیا کریں۔ جب اٹھنے کے قریب ہوئے تو فرمایا کہ جو مقامات حل نہیں ہوتے ان کو خوشخط لکھ کر سامنے لٹکا لو۔ جب آمدورفت کے وقت ان پر نظر پڑے تو دعا کرو۔ چند روز کے بعد وہ انشاء اللہ حل ہوجائینگے۔ میں ان ایام میں **صوفیت** سیکھتا تھا۔ میں نے سوچا کہ خوشخط لکھنا اور پھر سامنے لٹکانا تو مشکل کام ہے اس لئے دل ہی میں لٹکا دو۔ یہ میرا اپنا ذوق تھا۔ اب بھی یہ گر یاد رکھنے کے قابل ہے جو آیت سمجھ میں نہ آوے اسکو خوشخط لکھ کر سامنے لٹکا دو اور دعا کرتے رہو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حل ہو جائیگی۔ غرض میں نے ان سوالات میں سے بعض کو اپنے دل پر لٹکا دیا اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے انھیں حل کردیا۔ انھیں سوالوں میں سے والنجم کی تفسیر ہے جو میں نے لکھی ہے اگر کوئی چاہے تو وہ سوال موجود ہیں۔ میں اس کے حوالہ کرسکتا ہوں غرض تم کو کوئی آیت سمجھ میں نہ آوے۔ تو امر ربی سے کام لو اور جناب الہی میں گرچہ کر تیری کتاب ہے میری سمجھ میں یہ آیت نہیں آتی۔ دعاؤں میں لگے رہو اور منتظر رہو کہ کب منکشف ہوجاتا ہے۔ کیا ہوا اس موقعہ پر اپنے خیال کو ترجیح دی جائے یا کسی تفسیر کی عبارت پیش کی جائے بلکہ یہ خیال رہنا چاہئے کہ قلب مطمئن ہو کر جناب الہی میں گر جاؤ

مستقل سرمایہ کی تجویز

اس سال کے سالانہ جلسہ میں جو ضروری امر طے ہوا وہ مستقل سرمایہ کی ضرورت اور بہم رسانی ہے۔ اگرچہ مستقل سرمایہ کی ضرورت پر کوئی خاص تقریر نہیں ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے انجمن احمدیہ سیالکوٹ کو جس نے اس تحریک کو پیش کیا۔ جلسہ میں جبکہ چندہ کے لئے اپیل کیا اور آٹھ سو روپیہ کے قریب نقد جمع ہوا اُسوقت میرے محترم بھائی میر حامد شاہ صاحب نے کھڑے ہو کر مختصر الفاظ میں فرمایا کہ آئے دن کی ضرورتوں کیلئے اگر ہم ایک لاکھ روپیہ جمع کر لیں اور اُس کو کسی کام پر لگایا جاوے اور اس کی آمدنی سے کام چلایا جاوے تو مفید ہوگا۔ اور اگر قوم اس تحریک کو مفید سمجھے اور ۷۵ ہزار باقی انجمنیں دیدیں تو سیالکوٹ کی انجمن ۲۵ ہزار روپیہ کا اقرار کرتی ہے۔ اس تحریک کے بعد گو ضرورت اس امر کی تھی کہ مختلف انجمنوں کے امیر اپنی اپنی انجمنوں کی طرف سے اسیطرح اعلان کرتے مگر مولوی محمد علی صاحب نے بحیثیت سکرٹری صدر انجمن ۷۵ ہزار کا باقی انجمنوں کی طرف سے اعلان کر دیا۔ اور اسیطرح یہ تجویز خدا کے فضل سے پاس ہوگئی۔ احمدی انجمنیں اپنے فرض کو اس موقعہ پر اسی تندہی اور کوشش سے انشاءاللہ ادا کریں جیسے انھوں نے آجتک کیا ہے۔ میری رائے میں اگر ۲۵ ہزار لاہور کی انجمن دیدے تو باقی پچاس ہزار کی وصولی میں دقت نہوگی۔ بلکہ یہ امید کرنا کسی صورت میں بیجا اور خلاف واقعہ نہیں کہ لاہور کی انجمن ۲۵ ہزار سے بھی بہت زیادہ دے۔

مستقل سرمایہ کی تجویز کے پاس ہونے پر میں بہت خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔ میں نے سنہ ۱۹۰۶ء میں اس تحریک کو پچیس روپیہ فنڈ کی صورت میں قوم کے سامنے رکھا تھا۔ اور اس تجویز کو کانفرنس میں پاس کر بھی لیا گیا اور ایک حد تک عمل بھی ہوا۔ لیکن پھر اس کی رفتار دھیمی اور آخر بالکل بند ہوگئی۔ خیر اب میری تحریک پھر زندہ ہو جائیگی۔ انشاءاللہ پھر سنہ ۱۹۰۸ء میں پھر اسی تحریک پر میں نے قوم کو توجہ دلائی چنانچہ ۱۸۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۸ء کے الحکم میں جو مضمون میں نے لکھا تھا آج پھر اسے دوہراتا ہوں امید ہے کہ ناظرین اسے پھر دلچسپی سے پڑھینگے اس ایک لاکھ کی رقم کو اس سال کے اندر جمع کر دیا جاوے تو انشاءاللہ یہ مفید امر ہوگا۔ اور اسطرح یہ سمجھنا چاہیے کہ اس سال کے اندر قوم سے

ایک لاکھ نہیں بلکہ اڑھائی لاکھ

کا سوال ہے۔ کیونکہ سال رواں کے اخراجات کیلئے بھی ایک لاکھ سے زیادہ کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر اس سال کے اندر یہ رقم جمع ہوگئی تو یہ یقیناً سمجھ لینا چاہیے کہ خدا کے فضل سے آئندہ سال کا مطالبہ بہرحال کم ہو جائیگا کیونکہ مستقل فنڈ سے آمدنی شروع ہو جائیگی۔ بہرحال یہ مستقل سرمایہ کی تجویز گو آج سے چار سال پیشتر الحکم میں کی گئی تھی اور اسوقت سرسری نظر سے پڑھ کر اسے چھوڑ دیا گیا۔ مگر ضرورت آخر کچھ نہ کچھ کرا کر رہتی ہے۔ اگر اسوقت سے اسپر کچھ زوردار تحریک کے رنگ میں شروع کر دیا جاتا تو اسوقت تک شاید مستقل سرمایہ میں صرف ایک لاکھ جمع ہوگیا ہوتا۔ بلکہ ہم شاید اس سے آگے قدم بڑھا کر

قوم کے سامنے کالج کے اجرا کی تجویز رکھتے

جس کی بہت بڑی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ تاہم اب وقت آگیا ہے کہ مستقل سرمایہ کے سوال کو عملی رنگ میں حل کیا جاوے۔ وہ مضمون جو الحکم ۱۸۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا تھا حسب ذیل ہے:۔

" کثرت سے تحریکیں ہوتی رہتی ہیں اور کم و بیش اُن پر عملدرآمد بھی ہوتا رہتا ہے مگر جو سوال میں آج قوم کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ معمولی نہیں قابل غور ہے سلسلہ عالیہ کی ضروریات پر ایک سال کے اندر کسی صورت میں ایک لاکھ سے کم خرچ نہیں ہوتا۔ اور قوم اس خرچ کو ادا کرتی ہے۔ یہ رقم سال بہ سال قومی ضروریات کے دائرہ کی وسعت کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ اور یوں قوم کا بوجھ بڑھ رہا ہے۔

اگر ان بڑھتے ہوئے اخراجات کیلئے کوئی مضبوط انتظام کیا جاوے۔ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کوئی نہ کوئی راہ نکالتا رہیگا۔ جو یہ اخراجات پورے ہوتے چلے جائیں۔ مگر جہاں ہم اپنی ضروریات کے لئے مناسب جدوجہد کرتے ہیں وہاں ہمارا یہ فرض ہے کہ اُن ضروریات کے لئے جو قومی ضروریات ہیں بہت کچھ سوچ بچار کریں۔ کیونکہ اگر انتظام مناسب نہ کیا جائیگا تو آئے دن دست سوال دراز کرنا شاید مناسب نہوگا۔ علاوہ بریں ایک لاکھ کی رقم کا ہر سال قومی سرمایہ سے کم ہو جانا معمولی بات نہیں ہے۔ یہ فقرہ کسی قدر تشریح طلب ہے۔ قوم جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے ہر سال ضروریات قوم کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیتی ہے۔ اور یہ روپیہ چونکہ دوسرے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے اسلئے بالکل واضح بات ہے کہ قوم ہر سال اپنے سرمایہ میں سے ایک لاکھ نقد کم کر دیتی ہے میں اس کو ایک مثال سے واضح اور کھولتا ہوں فرض کرو قومی سرمایہ کی مقدار ۲۰ لاکھ ہے اور اس میں سے ایک لاکھ کی رقم ہر سال نکلے چلی جاتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ۲۰ سال میں یہ سرمایہ ختم ہو جائیگا۔ کہا جائیگا کہ بیس سال کے اندر قومی سرمایہ میں بھی افزائش ہوگی مگر اس میں وہ اخراجات شامل نہیں ہونگے جو قومی سرمایہ داروں کو اپنی ضروریات کے لئے کرنے پڑتے ہیں۔ اس لئے اس بیشی کو محسوب نہیں کرنا چاہیئے۔ اس کو یوں سمجھ لیجئے کہ ہم مدرسہ کے اخراجات کے لئے ہم ہر سال ۲۰ ہزار خرچ کرتے ہیں اور یہ رقم قوم کے روپیہ میں سے نکل جاتی ہے اور اس کی جگہ کوئی رقم داخل نہیں ہوتی۔ تو یہ صریح کمی قومی سرمایہ کی ہے یا نہیں۔ یہ مسئلہ علم اقتصاد کا ہے تاہم ایسا نہیں کہ سمجھ میں نہ آسکے

میں اس نقصان کو جو قومی سرمایہ کے لئے خطرناک نقصان ہے بلکہ قومی ضرورتوں میں بھی دقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ لہٰذا اس نقصان کا انسداد اور قومی کاموں کا دور کرنا بجز اس کے نہیں ہو سکتا کہ

انجمن کے ہاتھ میں مستقل سرمایہ ہو

اور انجمن کسی کام میں اس سرمایہ کو لگا کر اسے آمدنی کا ذریعہ بنائے۔ انجمن کے روپیہ کا یوں ہی بیکار پڑا رہنا کسی صورت میں مفید نہیں ہو سکتا۔ مگر ابھی تو انجمن کے ہاتھ میں کوئی ایسی معتد بہ رقم نہیں جس کو وہ کسی تجارتی کام میں یا ایسے محفوظ رنگ میں لگا سکے جس سے اخراجات کے لئے ایک آمدنی کی صورت پیدا ہو

میں جو کچھ کہتا ہوں خدا کے فضل سے کام کی بات کہتا ہوں اس میں غلطی کا ہونا یا اس تجویز میں کسی نقص کا ہونا بھی ممکن ہے مجھے اپنی کسی رائے یا تجویز کے مکمل اور ناقابل خطا ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں اسکو برا مانتا ہوں کہ کوئی اسپر نکتہ چینی کرے۔

اور اصل یہ ہے کہ تبادلہ خیالات سے ہی انسان صحیح دعا پر پہنچ سکتا ہے۔ کسی قوم یا سوسائٹی کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اسے اس کی غلطیوں پر اطلاع ملے۔ اس لئے میں ہمیشہ خوش ہوتا ہوں اور اپنی بہتری اور بھلائی کے لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ کم از کم ان معاملات پر جن کا تعلق قوم کے سود اور بہبود سے ہو اُن لوگوں کو جو اہل الرائے اور اہل قلم ہیں بولنا چاہئے۔ یہی مقصد مشورہ کا اور مجلسوں کی تزئین کام کر سکتا ہے بہرحال میں جو کچھ لکھتا ہوں یہ میری ذاتی رائے ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس میں غلطی ہو۔

میری غرض اس مضمون میں قوم کو انجمن کے لئے مستقل سرمایہ کی تجویز پر متوجہ کرنا ہے۔ اور یہ ایسی تجویز ہے کہ اگر اسپر توجہ نہ کی گئی تو قوم کے قومی سرمایہ میں معتد بہ کمی کا اندیشہ ہے۔ اشاعت اسلام کی مد میں اگر پانچسو روپیہ ماہوار کا خرچ ہو تو اس قدر سرمایہ جمع ہونا چاہیئے جو پانچسو روپیہ کی آمدنی اس سے ہو سکے۔ اور اس طرح وہ اُن اخراجات کا کفیل ہو اسی غرض کو مدنظر رکھکر میں نے صحیفہ کی تحریک کی تھی۔

انجمن نے اس رقم کو جو جمع ہو خواہ وہ کسی قدر بھی ہو مستقل سرمایہ قرار دینے کی تجویز منظور کر لی ہے۔ لیکن یہ رقم ایسے طور پر پوری نہیں ہو سکتی جیسے اس کیلئے [illegible]

انتظار کرنا پڑے اس لئے اس کام کو پوری کوشش اور توجہ سے شروع کرنا ضروری ہے۔ اور جسقدر جلد ممکن ہو پچیس ہزار روپیہ تو جمع ہو جاوے تاکہ اسے کسی نفع بخش کام میں لگا کر اس کی آمدنی سے کسی ایک صیغہ کے اخراجات میں سہولت پیدا ہو۔ مستقل سرمایہ کا سوال ایک ضروری سوال ہے جو قوم کو اس سال احمدیہ کانفرنس میں سوچنا ہے اور اس کے متعلق فیصلہ ہو کر کام کی صورتیں اختیار کیجاویں جس سے جلد تر یہ رقم پوری ہو جاوے۔ میں امید کرتا ہوں کہ بزرگان ملت اس تحریک کو مفید و موثر بنانے کی کوشش کرینگے ؂

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تاثیر نماز

واضح ہو کہ ۹ - جنوری سنہ ۱۹۱۲ء کو بعد سنت صبح اس عاجز کے دل پر وارد ہوا کہ نماز کے بارہ میں جو یہ آیت ہے ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر و لذکر اللہ اکبر اس کا کیا مطلب ہے۔ مجھے سمجھایا گیا کہ نماز جو فحشاء سے نہیں روکتی وہ تو اصل میں نماز نہیں۔ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں ان میں سے بہت کم ایسے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں۔ یعنی سچے دل سے اور متوجہ ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور خوب سمجھکر اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہوتے ہیں۔ اکثر لوگ یوں ہی تقلیدی نماز پڑھ لیتے ہیں اور زیادہ تر ٹکریں ہی مارتے ہیں۔ جو اصل طریق کو سمجھکر خوف خدا سے نماز پڑھتا ہے نماز اسکو فحشاء اور منکر سے ضرور روکتی ہے۔ (تشریح) دیکھو یہ مثل مشہور ہے :۔ "تخم تاثیر صحبت کا اثر" اسی مثل سے تم آزما لو کہ صحبت میں تاثیر ضرور ہوتی ہے جس صحبت میں بیٹھوگے اس کی تاثیر تم میں رفتہ رفتہ ضرور پیدا ہوگی۔ ہمارے ملک کے آخری چند بادشاہ بھڑووں اور رنڈیوں کی صحبت میں بیٹھے اور شرابخوری اور زناکاری شروع کر دی۔ آخر نامرد اور ذلیل ہو گئے اور بادشاہی مغلیہ خاندان سے جاتی رہی۔ تمام ملک سکھوں اور مرہٹوں نے تاراج کر دیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے انگریزوں کو آب رحمت کیطرح ہندوستان پر بھیجا اور اس ملک کو دوبارہ سرسبز کیا۔ ورنہ اگر سکھ اور مرہٹے حکمران رہتے تو آج تک مغلیہ سلطنت کے ساتھ ہی اسلام کا بھی نام و نشان مٹ جاتا اور اذان۔ نماز کتابوں میں درج رہجاتیں۔ کوئی انکا عامل نہ رہتا۔ صحبت کی تاثیر مسلم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے اصحاب جو پہلے کفار تھے اور حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے کیسے شائستہ اور مہذب بنگئے جن کی مثل اولین و آخرین میں کوئی قوم نہوئی نہو گی۔ الا ماشاء اللہ پھر صحابہ و اہلبیت کے صحبت یافتہ لوگ بڑے بڑے رتبوں پر پہنچے۔ ان کا حال تذکرۃ الاولیا میں پڑھ کر دیکھ لو۔ تیسری صدی تک یہ قوم کثرت سے پائی جاتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ گھٹتی گئی اور تیرھویں صدی میں ختم ہو گئی۔ چونکہ آخر کو سب نیک مرد رخصت ہو گئے لہذا اللہ تعالیٰ نے مسیح و مہدی کو مثل انبیا کے خود تعلیم دیکر مکرر اسلام کو زندہ کیا چونکہ یہ ایک علیحدہ مضمون ہے لہذا اسکو ترک کر کے پھر تاثیر صحبت والا مسئلہ شروع کرتا ہوں۔ دنیا اور دین کی بھلائی نیک صحبت سے حاصل ہوتی ہے اور دین و دنیا کی برائی بھی صحبت بد سے ملتی ہے۔ دیکھو تم جس صحبت میں نشست و برخاست رکھوگے اس کی عادات و محاورات سے ضرور تمھیں حصہ ملیگا۔ بیچونکی صحبت سے بچے ہو جاؤگے۔ اور بچھواڑوں کی ہمنشینی سے چھوٹے ہیرا پھیریوں کی صحبت میں تمھیں کچھ نہ کچھ گانا آجاویگا اور اور قرآن خوانوں کی محفل میں بیٹھنے سے قرآن خوانی سیکھ لوگے۔ شعرا کی صحبت میں شعر کہنے لگوگے اور علماء کی صحبت میں تھوڑا بہت علم آجاویگا۔ بہادروں کے پاس رہنے سے بہادر بنجاؤگے اور بزدلوں کی صحبت سے بزدل۔ نفیس مزاجوں کے ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو کر ضرور کچھ نفاست تم میں آجاویگی اور گندوں کے ہمسایہ میں رہکر تم گندے بنجاؤگے۔ اہلکاروں کی صحبت میں بھی تاثیر ہے اور آوارہ گردوں کی صحبت میں بھی ایک قسم کا اثر ہے۔ بھلا جب تاثیر صحبت مسلم ہے تو کیا اللہ کی جناب کی پانچ وقت کی حاضری کچھ اپنا اثر نہ دکھلائیگی۔ اور تم اس پاک کے دربار میں پانچ بار روز حاضر ہو کر کچھ پاک نہ بنوگے۔

افسوس کہ شیاطین کی صحبت کا اثر تو تم تسلیم کرتے ہو لیکن رحمٰن کی صحبت کی تاثیر قائل نہیں ؂ نہیں تمھیں ضرور قائل ہونا پڑیگا۔ پھر کیا سبب ہے کہ شیاطین کی صحبت کا اثر محسوس ہوتا ہے اور صریح نظر آتا ہے۔ لیکن رحمٰن کی صحبت کا اثر محسوس نہیں ہوتا۔ اور نظر نہیں آتا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ لوگ رحمٰن کی صحبت میں بیٹھتے ہی نہیں۔ نماز پڑھتے ہی نہیں روزہ رکھتے ہی نہیں۔ اب بظاہر تم کہوگے کہ یہ جھوٹ ہے۔ لاکھوں کروڑوں آدمی پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں لیکن اصل میں آپ غلطی پر ہیں۔ یہ جو نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے نظر آتے ہیں اصل میں نہ نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ نماز اور روزہ کا حق نہیں ادا کرتے۔ سچے دل سے نماز روزہ نہیں بجا لاتے۔ رسمی طور پر یا لوگوں کے دکھاوے کے لئے اور قومی عادت کے موافق نماز میں چار ٹھونگیں مار لیتے ہیں۔ اور روزہ بھی بطور فاقہ کے رکھ لیتے ہیں ؂ دوا بھی اگر کہنہ اور کرم خوردہ ہو تو تاثیر نہیں کرتی و دعا میں بھی اگر درد و گداز نہو تو وہ فائدہ نہیں بخشتی۔ اور جسطرح جسمانی بیمار کے لئے دوا تجویز کر کے الحکیم پرہیز بھی تجویز کرتا ہے اسیطرح نماز روزہ کے ساتھ بھی پرہیزگاری شرط ہے ورنہ جس طرح بد پرہیز بیمار اچھا نہیں ہو سکتا اسیطرح بغیر تقویٰ اور پرہیزگاری کے نماز روزہ کا فائدہ مرتب نہیں ہوتا۔ اور قرب الٰہی حاصل نہیں ہوتا۔ اب ہر شخص میرے مضمون کا سننے والا آزمائش کے طور پر چالیس روز تک سچے دل سے نماز شروع کرے اور حرامخوری اور حرامکاری کے نزدیک نہ جائے۔ اور پرہیزگاری اختیار کرے ناممکن ہے کہ اس پر انوار الٰہی نازل نہوں اور وہ خود اور اس کے ہم صحبت محسوس نہ کر لیں کہ اس شخص میں ایک نیک تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ مگر یہ نری آزمائش نہو بلکہ رضائے الٰہی کی خواہش ہو ورنہ اس شخص کا سا حال ہوگا جسنے ایک بھینس لینے کے وعدہ پر چالیس روز تک نماز پڑھی تھی۔ اور جب بعد چالیس روز کے بھینس نہ ملی تو نماز پڑھنے والے نے کہا کہ خیر میں نے بھی بغیر وضو کے چالیس روز تک نماز پڑھی تھی ؂

اگر سچے دل سے نماز کوئی پڑھے تو ضرور ہے کہ وہ خدا کی صفات بقدر استعداد حاصل کریگا۔ اللہ تعالیٰ تعریف کے لائق ہے وہ بھی تعریف کے لائق بنیگا ؂ اور مزید بچہ بندے اس کی ربوبیت میں داخل کئے جاینگے۔ اس میں رحمانیت اور رحیمیت کی شان کچھ نہ کچھ آجاویگی اور مالکیت بھی بقدر اس کے ایمان کے ضرور اپنا جلوہ دکھاویگی۔ صراط مستقیم ضرور اسکو دکھایا جاویگا۔ اور انبیاء و اولیاء کی طرح اسپر انعام ہونگے۔ نہ یہود کیطرح وہ مغضوب علیہ بنیگا نہ نصاریٰ کی مانند ضال ہوگا۔ چونکہ بار بار اللہ اکبر کہتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ اسے بڑا بنائیگا۔ اور سبحان ربی العظیم کی تکرار کرنے کے بدلے وہ پیارا رب اسے عظیم الشان کر دیگا۔ اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بار بار پڑھنے کے باعث وہ رب العزت اسے عالیشان بناویگا۔ چونکہ سبحانک اللھم اور التحیات ہر دو رکعت کے بعد پڑھتا ہے میرا پاک پروردگار اسے دنیاوی الائشوں سے پاک کریگا اسکو مال اور اولاد دنیا سے پاک بخشیگا۔ چونکہ درود نماز میں اس کے رسول مقبول پر پڑھتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ بڑھچڑھ کر اسپر اپنی رحمتیں نازل کریگا۔ جب سچی نماز میسر ہو گی جس کے یہ نتائج ہیں تو پھر فحشاء اور منکر کہاں پاس پھٹکینگے۔ آخر آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و لذکر اللہ اکبر۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ پانچ وقت کی حاضری میں تو فحشاء اور منکر سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ پھر اگر دوام ذکر میں بندہ مشغول ہو تو بہت ہی بڑا بنجائے۔ اللہ تعالیٰ راقم مضمون اور سننے والوں کو اپنے فضل و کرم سے صدق دل کی نماز عطا فرمائے اور دوام ذکر پر قائم کرے۔ آمین یا رب العالمین

(ناصر نواب)

الوقت میگزین میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آنیوالے مہدی اور مسیح کی جو بشارت دی تھی وہ تیرہ سو سال تک ایک امانت کے رنگ میں چلی آئی۔ جسقدر لوگ اہل اللہ اور باخدا اسلام میں اس سے پہلے گزرے تھے انھوں نے اپنے کشوف اور حقانی علوم کی بنا پر اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت چودھویں صدی کو ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ بعض نے اپنی اولاد کو اس پاک وجود کو سلام پہنچانے کی وصیت کی آنیوالا اپنے وقت پر آیا اور جو کام خدا تعالیٰ نے اس کے سپرد کیا تھا اسکو کر کے اپنے وقت پر مرفوع ہو گیا۔ دیکھنے والوں نے اسکو دیکھا اور شناخت کیا۔ مگر بہتوں نے اسے دیکھا چونکہ وہ انسان جیسا ہی انسان تھا اس لئے وہ اس میں اپنے خیال کے موافق کوئی اچنبھا اور عجوبہ نہ پاکر اس سے متنفر رہے یہ اسپر ہی موقوف نہ تھا ہر آنے والے کے لئے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا کرتا ہے یہی مقدر ہوتا ہے اور وہ اپنے وقت میں انھیں نفوس کی شناخت میں آتا ہے جو نہایت بادب بین ہوتے اور نور فراست رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر طرح سے قوم کو سمجھایا مگر آنکھ والوں نے نہ شناخت کرنا تھا نہ کیا اس لئے وہ پکارا

امروز قوم من نہ شناسد مقام من

روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

یہ شعر ایک کیفیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو اسوقت پیدا ہوگی جب انتظار کرنے والوں کی آرزوؤں پر پانی پھر جائیگا۔ زمین سے جو نشانات اس موعود کی تصدیق کے لئے ضروری تھے وہ پورے ہوئے آسمان نے شہادت دی۔ مگر دیکھنے والوں نے کہدیا ابھی نہیں۔

وہ لوگ جو اس کے منکرین میں داخل ہوئے ان کی حالت بہت ہی واجب الرحم ہو رہی ہے۔ وہ سخت مشکلات میں ہیں۔ اس مضمون کی تحریک مجھے اس رسالہ سے ہوئی جو حال میں خواجہ حسن نظامی آل انڈیا صوفی کانفرنس کے سکرٹری صاحب نے شیخ سنوسی اور ظہور حضرت امام مہدی آخر الزماں کے نام سے شائع کیا ہے یہ رسالہ حلقہ نظام المشائخ دہلی سے ۲/ پر مل سکتا ہے پچھلے دنوں خواجہ صاحب بلاد اسلامیہ کی سیاحت کے لئے گئے تھے اور ان کی غرض اپنے سلسلہ کی اشاعت اور تبلیغ تھی۔ اس سفر میں وہ مصر بیت المقدس۔ دمشق اور مدینہ منورہ کے بعض بزرگوں سے ملے ہیں انھوں نے اپنے کشوف یا الہامات یا قیاسات کی بنا پر ظہور امام مہدی کے متعلق فرمایا۔ وہ خواجہ صاحب نے اس میں درج کر دیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ خواجہ حسن نظامی کو یہ بھی علم تھا اور خوب علم تھا کہ ہندوستان میں ایک مہدی و مسیح آیا۔ وہ اگر اعتقاد نہ رکھتے تھے تو کم از کم اُن بزرگوں سے اتنا تو کہہ سکتے تھے کہ ہندوستان میں ایک بزرگ نے ایسا دعویٰ کیا ہے تب انھیں ان خیالات کا اندازہ معلوم ہو جاتا۔ مگر وہ معذور بھی تھے۔ اس لئے کہ انکو اس کی ضرورت نہ تھی۔ یہ کام تو کسی احمدی کا ہو سکتا تھا اور ہو سکتا ہے۔ جو ان ممالک میں تبلیغ کے لئے نکلے اور ایسی حالت میں کہ ان ممالک کے لوگ ظہور مہدی کے لئے آجکل ہی انتظار کرتے ہیں یہ بڑا اہم امر ہے کہ ان کو یہ خوشخبری پہنچائی جاوے کہ آنیوالا آ گیا۔ یہ کام جو اسوقت تم کو کرنا چاہیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی میں ہمیشہ اسلامی ممالک میں تبلیغ کے لئے کوشش کرتے رہے۔ اور کم از کم کوئی نہ کوئی کتاب اور رسالہ تیار کر کے بھیجتے۔ آپ کے بعد یہ سلسلہ قریباً بند ہے۔ حالانکہ اب اس کی بہت ضرورت ہے۔ یہ امر تو ایک جملہ معترضہ کے طور پر میں کہہ گیا۔ میں اس مضمون میں ان بزرگوں کے خیالات کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں جو انھوں نے ظہور مہدی کے متعلق اپنے علم کی بنا پر ظاہر کئے ہیں۔

شیخ توفیق بکری شیخ المشائخ مصر کی بابت خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۵ پر ان الفاظ میں کہی ہے۔ "رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے موافق اسلام کی بہتری کا زمانہ قریب آ گیا۔ پستی و افسردگی کا دور ختم ہوا۔ اور زمانہ اب اہل اسلام کے ہر طبقہ میں حرکت پیدا کر رہا ہے۔ اس گروہ کو بھی ہاتھ پاؤں ہلانے چاہئیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی پیشوائی کا منصب عطا فرمایا ہے۔ مشائخ طریقت کو مسلمین کا دایاں ہاتھ بننا چاہیے"

حضرت توفیق بکری کے بعد متعدد مشائخ صوفیہ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اور ان سب کو اسی خیال میں سرشار دیکھا گیا۔ کہ دنیا کا یہ دور قریب الختم ہے۔ قیامت کی منزل نزدیک آ گئی ہے۔ اور مسلمانوں کا پہلو دوسرا شاندار رنگ بدلنے والا ہے"

پھر اہل مصر کے خیالات کو یوں ظاہر کیا ہے:۔ "وہ اہل مصر ہم مسلمانان ہند سے زیادہ یورپ کی رفتار زندگی اور حرکت عمل کو سمجھتے ہیں اور ہم سے بڑھکر مسلمانوں کی عام پستی و افسردگی کا علاج ڈھونڈ رہے ہیں۔ اسواسطے افریقہ کی

سنوسی تحریک

کا نشو و نما کچھ تعجب خیز نہیں۔ انقلاب ایام کے اقتضاء نے افریقہ والوں کو اپنی حالت سنبھالنے پر خود بخود متوجہ کر دیا ہے وہ اہل ہند کی طرح متعصب نہیں ہیں عیسائی اور یہودیوں کے ساتھ کھانے پینے میں انھیں کچھ باک نہیں مغربی علوم کی دلدادگی میں سب سے آگے ہیں ان کے جوان ترقی سائنس کی ایجادوں کو دیکھ کر اُبلے پڑتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مغربی تمدن کے ناگوار اور خلاف مذہب اثرات کے دل سے دشمن ہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ قاہرہ کے بازاروں میں کھلم کھلا مسلمان شراب پیتے ہیں۔ ان کی عورتیں پردہ سے آزاد ہوتی جاتی ہیں تو وہ اس کا الزام مغربی تمدن پر لگاتے ہیں۔ اور انھیں واقعات سے ان کو رسول مقبول صلعم کی وہ پیشگوئی یاد آتی ہے کہ قیامت کے قریب علانیہ شراب پی جائیگی۔ اور بے شرمی و بیحیائی کو عیب نہ سمجھا جائیگا۔ اس پیشگوئی کی صداقت کے یقین سے ان کا اس نتیجہ پر پہنچنا بالکل حق بجانب ہے کہ ان خرابیوں کا دور کرنیوالا

امام آخر الزماں

ہے۔ امام آخر الزماں یعنی حضرت امام مہدی کا ظہور ان کے عقیدہ میں بہت جلدی ہونیوالا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام مہدی دنیا کی تمام تاریکیوں کو دور کرنیوالے ہیں۔ دنیا نے مادی حالت میں خوب روشنی بڑھائی ہے مگر روحانی اور باطنی عالم میں اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ جو دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔ حضرت امام اس ظلمت کو نور بنانے دنیا میں آتے ہیں لیکن وہ بھی ہمارے رسول صلعم کی طرح ایک بشر ہیں۔ ان کے بھی سب کام آدمیوں کی مثل اسباب و ذرائع کے ماتحت ہونگے۔ یہ نہوگا کہ ایک پھونک مار کر سب تاریکیوں کو دور کر دیں لہذا ہمکو ان کی اعانت کے لئے طیار ہو جانا چاہیئے۔ اور وہ طیاری یہ ہے کہ اپنی حالتوں کو درست کریں۔ سچے اور مستقل مسلمانوں کا نمونہ بنیں۔ نئی روشنی کے علوم حاصل کریں اور سوچیں کہ کن اسباب سے مسلمان نئی روشنی کی برائیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں"

بیت المقدس کے کسی بزرگ بخاری کا تذکرہ خواجہ صاحب نے اسطرح پر کیا ہے:۔ "ایک دن خاص حرم کے اندر ایک بخاری بزرگ سے ملاقات ہوئی یہ حضرت ثقہ جہاندیدہ اور صاحب فہم و فراست معلوم ہوتے تھے عرصہ دراز سے مدینہ شریف میں اقامت اختیار کر لی ہے۔ جب میں نے روسی طریق حکمرانی کی نسبت سوالات کئے تو بخاری صاحب نے عجیب موثر الفاظ میں تقریر کی اور فرمایا ہم لوگ حکمرانوں کو نہیں دیکھا کرتے کہ وہ اچھے ہیں یا بُرے بلکہ خود اپنی حالتوں پر غور کرتے ہیں کہ آیا ہم میں وہ اہلیت ہے یا نہیں جس کے سبب خدا تعالیٰ ہم کو عادل اور عدل بادشاہت عطا کرے۔ کیونکہ اس کا وعدہ ہے کہ بندوں کے اعمال پر حکام کا تقرر منحصر ہے۔ اور فرمایا میں نے جو اپنا گھر چھوڑ کر مدینہ شریف کی اقامت اختیار کی ہے اس کا سبب یہی ہے کہ مجھکو اس طاقت ذوالجلال کے ظہور کا انتظار ہے جو ہم سب کو اپنی پاکیزہ روحانیت سے صاف و درست کر دیگی۔ امام مہدی بہت جلد ظاہر ہوں گے

از دفتر الحکم قادیان

الحکم

قادیان دارالامان

۲۱ - جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۔۔۔ صہ
خواص سے ۔۔۔ عہ
ہندوستان سے باہر ۔۔۔ ے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۔۔۔ ۱۲

چہ گویم بانو گرائی چہا در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی و وافی ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں ۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات میں صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

اور پورے اہتمام سے دوا سازی کا اس میں اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں ۔ کیونکہ یہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں ہر ایک امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں ۔ جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انھوں نے اپنے بعد اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دیدی ہیں

نوٹ جن پیاشر اور مفید ادویات کے ۔۔۔ اس دواخانہ کی کوئی

رجسٹرڈ ایل نمبر

بعالیجناب سید حامد شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے "منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی" تار کا پتہ "میڈیسنز دہلی"

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

اپنے پیارے اور خداترس شہنشاہ معظم کی تاجپوشی کی خوشی اور حضور انور کی شاہی عطایات کی شکرگذاری میں
مجھ ضعیف العمر خادم کی طرف سے کئی ہزار روپیوں کی اکسیر دوائیں مریضان جلق اور نامردی کی مفت نذر

صاحبان! اُمید ہے کہ آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ میں نے اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے اپنے دیش کے مریضوں کی خاص کر مرض نامردی سے زندہ درگور شدہ اشخاص کی برباد شدہ طاقت مردی کو بحال کرنے کے لئے اپنے تن من اور دھن ان کی نذر کیا ہے۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ اگر میرے دیش کے ایسے مریض از سر نو طاقت ور اور تندرست ہو کر طاقت ور اولاد پیدا کرنے کے قابل ہو جاویں (تو) اس دیش کی بہت کچھ ملکی مذہبی اور اخلاقی ترقی ہو سکتی ہے۔ اور اس طرح کسی نہ کسی کی دعائے خیر سے ممکن ہے کہ میرا بھی عاقبت میں بھلا ہو جاوے۔ پس میں نے وہ معقول رقم جو پہلے میں نے تاجپوشی کی خوشی میں کسی کار خیر میں نذر کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ معہ ان رقومات کے جو میرے علاج سے چند اولاد حاصل کردہ اشخاص نے میرے دوائی خانہ کے خیراتی فنڈ میں عطا فرمائی ہیں اپنے دیش کے متذکرہ بالا امراض کے مریضوں کی نذر کرنے کا یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ یکم مارچ ۱۹۱۲ء تک جو صاحب میرے پاس اپنی درخواست بھیجیگا۔ اس کی خدمت میں صرف ایک روپیہ کے وی پی میں میرے مشہور و معروف **طلائے مایوسین** کی ایک شیشی جس کی مقررہ قیمت مبلغ چار روپے ہے محصول معاف پہنچا دی جاویگی۔ اور پھر یکم مارچ ۱۹۱۲ء کو ان تمام اصحاب میں جن کی درخواستیں آچکی ہوں گی ہر یکصد اصحاب میں سے دس کو میں اپنی اکسیر دوائی **انت بل رسائن** کا جو ہر قسم کی مرض نامردی کی خواہ وہ جلق سے ہو یا اور کسی وجہ سے اکسیر ہے۔ بیس بیس تولہ کا ایک ایک ڈبہ جس کی قیمت مقررہ پچاس روپیہ اور آجکل رعائتی پانچ روپیہ لاٹری کے طریقہ پر نذر کر دونگا۔ لاٹری مندرجہ ذیل اصحاب نامدار و ایماندار کی موجودگی میں ڈالی جاوے گی۔ اس طرح پر کہ جس قدر اصحاب کی درخواستیں ہونگی۔ ان کے نام کاغذ کے ایک ایک پرزہ پر لکھ کر گولی بنا کر ایک تنگ منہ والے مٹکے میں ڈال دیئے جاویں گے۔ جن کو ایک چار سالہ معصوم لڑکی اس طرح نکالے گی۔ کہ اگر بالفرض ایک ہزار نام ہووے۔ تو پہلی یکصد برآمد شدہ گولیوں والے نام کے اصحاب کو ایک ایک انعامی ڈبہ محصول معاف ارسال ہوگا۔ اگر ایک ہزار سے کم یا زیادہ ہووے تو ہر دس اصحاب کے پیچھے ایک انعامی ڈبہ۔ لیکن طلاء کی ایک ایک شیشی تو ہر صاحب کو روانہ ہو جائے گی۔ پس کسی صاحب سے خاص خوشامد نہیں۔ و رعایت نہیں۔ بلکہ جس شخص کا اطمینان جم سکے۔ اور جو میرے دوائی خانہ کے حالات سے واقف ہو کہ میرے دوائی مصارف کے لئے اس کی ایک پائی بھی حرام ہے۔ صرف وہی درخواست کرے اصحاب کمیٹی یہ ہوں گے (۱) دیوان بشمبر داس صاحب کوچھڑ پلیڈر سابق پردھان آریہ سماج گجرات۔ (۲) لالہ مولراج صاحب بی۔ اے پلیڈر موجودہ سکرٹری آریہ سماج (۳) لالہ کرپا رام صاحب بی۔ اے پلیڈر موجودہ سکرٹری ہندو سبھا (۴) شیخ فضل کریم صاحب پلیڈر ممبر مسلم لیگ و انجمن اسلام گجرات۔ اب فائدہ اٹھانا نہ اٹھانا آپ کا کام ہے۔

المشتہر

بھارت کا ہشتاد سالہ ضعیف العمر خادم بندہ حکیم میاداس مالک بھارت سیوک اوشدھالیہ گجرات (پنجاب)

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگر سست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس امیلشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بوئن مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہوگا۔ حسب معمول نہلانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں۔ ۱۲ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل میں بنی ہوئی ہیں۔ مقدار و وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے قیمت سولہ گولیوں کی ڈبیہ ۵؍ ایک سے چھ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵؍

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں دور ہو جاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے۔ اور ریاح جیسے ٹیس چمک۔ رگوں میں لہر ٹیس کن کنی سی جو کہیں چھونے سے ہو۔ تو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ دردسر نصف ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے درد ہو۔ فوراً دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۳۰ ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۶؍ محصول ڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۶؍

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی تقریر گذشتہ سے پیوستہ

پہلی نصیحت۔ متقی بنو اور مسلم مرو

میں نے آیت پڑھی ہے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ یاد رکھو آج کا دن کل کے دن کی آمد کی طیاری کر رہا ہے۔ اسوقت شام کی طیاری ہو رہی ہے یہ وقت جب تک نہ گذر جائے شام نہ ہوگی مرنے وقت غشی بھی ہوتی ہے۔ طب والے کہتے ہیں کہ اسوقت غشی کی حالت ہوتی ہے۔ جبکہ گھر والے پکارتے ہیں کہ تم نے مجھے پہچانا ہے مرنے والا دیکھتا ہے مگر کہتا کچھ نہیں اسوقت وہ اسی غشی کی سی حالت میں ہوتا ہے پس جبکہ انسانی زندگی کا ہر لحہ موت کے قریب کر رہا ہے تو انسان کو چاہئے کہ اس کی طیاری کرے۔ اس لئے اس آیت میں یہ ہدایت کی ہے کہ **تقوی** اختیار کرو اور ایسا تقوی جو تقوی اللہ کا حق ہے اور یاد رکھو کہ تمھیں ایسی حالت میں موت آوے کہ تم مسلمان ہو۔ چونکہ انسان کو معلوم نہیں کہ موت کی گھڑی کس وقت آ جاوے اس لئے اس آیت پر عملدرآمد اسی حالت اور صورت میں ہو سکتا ہے کہ انسان ہر وقت اللہ تعالی کا فرمانبردار رہے۔ اور کامل متقی ہو۔ **تقوی اللہ** کیا ہے؟ عقاید صحیح ہوں اور ان کے عقائد کے موافق اعمال صالحہ ہوں تقوی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان دکھوں سے بچ جاتا ہے اور سکھوں کو پا لیتا ہے۔ متقی اللہ کا محب ہوتا ہے۔ متقی کو تمام تنگیوں سے نجات ملتی ہے۔ اس کو من حیث لا یحتسب رزق ملتا ہے۔ متقی کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ متقی کے دشمن ہلاک ہوتے ہیں۔ اور وہ مقابلہ دشمن میں ممتاز ہوتا ہے۔ متقی پر الہی علوم کھولے جاتے ہیں پس میں بھی پہلی نصیحت یہی کرتا ہوں کہ متقی بنو۔ متقی بنو ہاں اللہ تعالی کے لئے متقی بنو اور تم اللہ تعالی کے سچے فرمانبردار بن جاؤ اور اسی فرمانبرداری پر تمھارا خاتمہ ہو۔ یہ فرمانبرداری عجیب نعمت ہے۔ ابو الملۃ ابراہیم علیہ السلام پر تمام برکتیں اسی فرمانبرداری کی وجہ سے نازل ہوئیں

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین

اس لئے تم بھی اگر **برکات سماوی** سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہو تو متقی بنو۔ اور تقوی کی حقیقت سچے **مسلمان** میں پیدا ہوتی ہے۔ پس تم بھی مسلم بنو۔ اور اور تمھارا خاتمہ **اسلام** پر ہو۔

دوسری نصیحت حبل اللہ کو پکڑو اور تفرقہ نکرو

پھر فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو اور سب کے سب ملکر مجموعی طاقت سے حبل اللہ کو پکڑو۔ اور تفرقہ نکرو

یہ آیت میں آج تم پر تلاوت کرتا ہوں اور پھر سناتا ہوں واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا تم خدا کی حبل کو بڑی مضبوط پکڑے رکھو۔ اسے چھوڑو نہیں اور اس سے جدا نہو۔ اور نہ باہم تفرقہ کرو۔ ایک مرتبہ مجھے ایک مدرسہ میں لڑکوں کو وعظ کرنے کے لئے کسی نے کہا۔ میں نے اس سے پہلے رسہ کشی کی کھیل نہ دیکھی تھی۔ اس روز لڑکے رسہ کشی کا کھیل کھیل رہے تھے ہر ایک طرف کے لڑکوں نے بڑا زور لگایا اور وہ کہتے تھے کہ ملکر زور لگاؤ۔ جس طرف کے لڑکوں نے کمزوری دکھائی وہ ہار گئے اس وقت مجھے اس آیت کی تفسیر معلوم ہوئی۔ دین اسلام میں جسکو حبل اللہ کہا گیا ہے قرآن مجید ہے۔ آریہ۔ برہمو۔ سناتن مسیحی۔ دہریہ گویا سبھی اس رسہ کو زور سے کھینچ رہے ہیں اور زور لگا کر اپنی طرف لیجانا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف تم نے اس حبل اللہ کو پکڑنے کا دعوی کیا ہے۔ پس تم اس دعوی کو بلا دلیل نہ رہنے دو اور پوری طاقت و ہمت اور یک جہتی سے اسکو مضبوط پکڑ کر زور لگاؤ۔ ایسا نہو کہ وہ مخالفین اسلام اس رسہ کو لیجائیں (خدا نکرے ایسا ہو) اس رسہ کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ **قرآن مجید** تمھارا دستور العمل اور ہدایت نامہ ہو تمھاری زندگی کے تمام مرحلے اس کی ہدایتوں کے ماتحت طے ہوں تمھارے ہر ایک کام ہر حرکت و سکون میں جو چیز تم پر حکمران ہو وہ خدا تعالی کی یہ پاک کتاب ہو جو شفا اور نور ہے۔

یاد رکھو دنیا ایک مدرسہ ہے اس مدرسہ میں وہی کامیاب ہونگے جو حبل اللہ کو ہاتھ سے نہ دینگے۔ اور ملکر زور لگاتے۔ اسوقت بہت بڑی ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں عملی زندگی پیدا ہو اور ان کے تفرقہ مٹ جاویں میں پھر تمھیں اللہ کا حکم پہنچاتا ہوں۔ سنو اور غور سے سنو

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

تفرقہ مت کرو

دیکھو تفرقہ نہ کرو۔ اگر تفرقہ کروگے تو جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ حبل اللہ تمھارے ہاتھ سے نکل جائیگی اور اس کے ساتھ ہی تم بھی بودے ہو جاؤگے۔ خدا تعالی فرماتا ہے ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم تنازعہ کروگے تو بودے ہو جاؤگے اور تمھاری ہوا نکل جائیگی۔ پھر تمھارا جتھا ٹوٹ کر قوت منتشر ہو جائیگی اور دشمن تم پر قابو پا جائینگے۔ ہاں اگر تنازعہ پیدا ہو تو اس وقت تمھیں صبر سے کام لینا چاہئے۔ اللہ تعالی نے یہی ارشاد کیا ہے۔ کیونکہ جب جھگڑا پیدا ہوتا ہے تو ایک طرف غضب آتا ہے اگر دوسری طرف بھی اس غضب سے کام لیا جاوے تو نتیجہ اس کے سوا نہیں ہوگا کہ پھر اللہ تعالی کے غضب کے نیچے آکر ہلاک ہو جاؤگے پس ایسے موقعہ کے لئے محض اپنے کرم اور غریب نوازی سے یہ تعلیم دی کہ صبر کرو اگر صبر سے کام لوگے تو نتیجہ کیا ہوگا ان اللہ مع الصابرین۔ تنازعہ کے باطل کرنیکا یہی طریق ہے کہ صبر سے کام لو۔ انسان جب صبر کرتا ہے تو ایک نور اس کے قلب پر اترتا ہے جس سے اسکو سکینت اور اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ اور وہ جوش کی آگ جو اس کے اندر بھڑکنے والی تھی بالکل ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ یہ ظہور ہوتا ہے ان اللہ مع الصابرین کا۔ خدا تعالی کی معیت اس طرح اپنا کام کرتی ہے اور تم جسکے ساتھ خدا ہو اسکی کامیابی اور فتح میں کیا کلام

خدا داری چہ غم داری

انسان خدا کی محبت اگر چاہتا ہے تو اس کیلئے لازمی شرط یہی ہے کہ متقی ہو۔ اور پھر صبر کرے۔ مگر تم دیکھو کہ تم میں ادنی ادنی باتوں میں تنازعہ ہو جاتا ہے یہاں ہمارا بازار ہے کتنی دوکانیں ہیں ان میں کتنا سودا ہے۔ میں تو اتنا ہوں اس کا نام بازار رکھنا بھی شرم ہے۔ بہرحال جو کچھ بھی ہے۔ ہے۔ ان گنتی کے دوکانداروں میں ہر ایک یہی سمجھتا ہے کہ جو سودا اس نے رکھا ہے۔ کوئی دوسرا نہ رکھے۔ اور اسے ہی سارا نفع ہو۔ پھر جگہ پر جھگڑا ہوتا ہے ایک کہتا ہے مجھے یہ جگہ ملے۔ دوسرا کہتا ہے مجھے دو۔ یہ میں حیران ہو جاتا ہوں کہ یہ کیا کرتے ہیں کیا ان کی غرض اتنی ہی ہے اگر وہ مجھ سے پوچھتے تو میں انھیں بتاتا۔ کہ اگر تم نفع چاہتے ہو تو خدا پر بھروسہ کرو کسی دوکان یا کسی سودے کو اپنا ضامن نباؤ۔ ان پر بھروسہ کروگے تو ہلاک ہو جاؤگے۔ نہ دنیا کا فائدہ ہوگا اور دین بھی ہاتھ سے جائیگا۔ نفع دینا اللہ تعالی ہی کا کام ہے۔ اور یہ اس کے فضل سے ملتا ہے۔ ہاں تدبیر کرو۔ مگر اپنی تدبیروں کو خدا نہ سمجھ لو۔ اور اسی پر بھروسہ کرو تمھاری تجارتیں تمھارے لئے موجب برکت دین ہوں وہ دنیا کسی کام کی نہیں جو دین کو بگاڑ دے۔ کیا دنیا میں پہلے سے لیے تاجر موجود نہیں جنکو دین سے واسطہ نہیں۔ تم کوشش کرو اور خدا تعالی سے توفیق چاہو کہ تمھاری تجارتیں بھی تمھارے لئے دین ہو جائیں۔

پھر بعض نوجوان ہیں وہ جھٹ تصنیف کر دیتے ہیں حالانکہ ان میں وہ فہم وہ فراست نہیں ہوتی جو ایک کتاب کے لکھنے والے میں ہونی چاہئے۔ محض خیالات سے کچھ نہیں بنتا۔ جب تک سچے علوم سے واقفیت نہو اور [illegible] ایسی تصنیفیں ایک تفرقہ کا موجب ہو جاتی ہیں [illegible] مشکلات پڑتی ہیں تو خدا تعالی سے توفیق مانگو اور دعاؤں سے کام لو۔ ایک نے کہا کہ ہم سے امر بالمعروف میں اطاعت کی بیعت لی ہے۔ میں کہتا ہوں یہ بیعت میری ایجاد نہیں قرآن مجید بھی تو تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر فرماتا ہے۔ امر بالمعروف اسی قرآن مجید کے ارشاد کے نیچے ہے پس میں ان نوجوانوں کو یہی کہونگا کہ

لڑائی کا فکر نہ کرو ہماری جو دعا ہے

دعائیں لو

کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالو جس سے جھگڑا پیدا ہو اور تفرقہ بڑھے۔ یاد رکھو میں پھر کہتا ہوں باہم جھگڑا کروگے تو قرآن مجید کے اس فتوے کے نیچے آجاؤگے **فتفشلوا و تذهب ريحكم**۔ تم پھسل جاؤگے اور تمہاری ہوا نکل جائیگی۔ اس لئے **توبہ کر لو** اس میں تمہارا بھلا ہے۔

نکمے جھگڑے

بعض لوگ نکمے جھگڑے کرتے ہیں۔ ایک نے آکر سنایا کہ سیالکوٹ کی جماعت نے کہا کہ نورالدین نے اپنے مسئلہ اُڑا دیئے۔؟ ان میں سے ایک یہ بھی کہ نورالدین **جہراً بسم اللہ نماز میں نہیں پڑھتا**۔ ایسا ہی کل ایک دوست آیا کہ جہراً بسم اللہ پڑھی تو پشاور کے قاضی نے کہا کہ احمدیوں کی نمازیں تو ٹھیک ہوتی ہیں مگر جہراً بسم اللہ درست نہیں۔ یہ نکمے جھگڑے ہیں **سیالکوٹ** کا اگر کوئی بیٹھا ہے تو وہ اب توبہ کرے۔ اور استغفار کرے۔ یہ مسئلے جھگڑے کے نہیں ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بسم اللہ جہراً اور خفاءً پڑھتے تھے۔ میری اپنی تحقیق میں جہراً پڑھنے والے تھوڑے ہیں خفاً پڑھنے والے بہت ہیں۔ میں **عبدالکریم مرحوم** سے خدا کے لئے محبت رکھتا تھا اور اس کے پیچھے نہایت ذوق سے نماز پڑھتا تھا۔ اور میں اس کے جہر پر بھی فدا تھا اور میں نے حضرت صاحب کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے۔ تم میں سے بھی بعض نے پڑھی ہوگی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ **حضرت صاحب** جہراً بسم اللہ پڑھا کرتے تھے؟ پھر میں نے حضرت صاحب کے سامنے بھی نمازیں پڑھائی ہیں اور بہت پڑھائی ہیں اور تم میں سے بھی بہتوں نے پڑھی ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں اس وقت بھی **اسیطرح نماز نہ پڑھتا تھا؟** اب ان کے بعد بسم اللہ کے جہراً پڑھنے یا نہ پڑھنے پر بحث کرتے ہو اور پھر اس بحث میں بڑھتے بڑھتے ایسے لفظ بول دیتے ہو دیکھو

میں خلیفۃ المسیح ہوں اور خدا نے مجھے بنایا ہے

دردمند دل سے نصیحت

میری کوئی خواہش اور آرزو نہ تھی اور کبھی نہ تھی۔ جب خدا تعالیٰ نے مجھے **یہ ردا پہنا دی ہے** میں ان جھگڑوں کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور سخت ناپسند کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم میں ایسی باتیں پیدا ہوں جو تنازعہ کا موجب ہوں اس لئے میں اس خیال سے کہ

بر چشمہ شاید گرفتن بہ میل
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

اس واسطے میں تمہیں جھگڑوں کو روکنا چاہتا ہوں۔ تم کو کیا معلوم ہے کہ قوم میں تفرقہ کے خیال سے بھی میرے **دل پر کیا گذرتی ہے؟** تم اس درد سے واقف نہیں۔ تم اس تکلیف کا احساس نہیں رکھتے۔ جو مجھے ہوتی ہے میں یہ چاہتا ہوں اور خدا ہی کے فضل سے یہ ہوگا کہ میں تمہارے اندر کسی قسم کے **تنازعہ اور تفرقہ کی بات نہ سنوں**۔ بلکہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا عملی نمونہ ہو **واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا**۔ دیکھو ایسے چھوٹے چھوٹے مسئلوں پر یقین کے ساتھ پہنچنا تم میں سے بہتوں کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کے آثار پڑھو کم از کم موطا امام محمدؒ اور آثار امام محمدؒ ہی کو پڑھ لو صحابہ ایسے مسائل جزویہ میں اپنے ذوق کے موافق ترجیح دے لیتے تھے۔ مگر یہ مسائل ان میں اختلاف کا باعث نہ ہوتے تھے میں پھر تمہیں کہتا ہوں جو سنتا ہے وہ سن لے اور دوسروں کو پہنچا دے کہ

جھگڑا مت کرو ہم مرجائینگے پھر تمہیں بہت سے موقعہ جھگڑے کے ہیں!!!

تم سمجھتے ہو میں حضرت ابوبکرؓ کی طرح آسانی سے **خلیفہ** بن گیا ہوں؟ تم اس حقیقت کو سمجھ نہیں سکتے اور نہ اس دکھ کا اندازہ کر سکتے ہو اور نہ اس **بوجھ** کو سمجھ سکتے ہو جو مجھ پر رکھا گیا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ میں اس بوجھ کو برداشت کر سکا۔ تم میں سے کوئی نہیں جو اس کو برداشت **تو ایک طرف محسوس بھی کر سکے**۔ کیا وہ شخص جس کے ساتھ لاکھوں انسانوں کا تعلق ہو آرام کی نیند سو سکتا ہے؟ اتنے بڑے کنبے کے آدمی کی جو حالت ہو سکتی ہے اس کا قیاس تو کرو۔ پھر میری حالت کو دیکھو اور سمجھ لو کہ مجھے تمہاری بھلائی کے لئے کیا کرنا پڑتا ہے۔ حضرت صاحب توبہ کی بیعت لیتے تھے میں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ بیعت ارشاد کیوں نہیں لیتے۔ فرمایا

میں شکر کرتا ہوں کہ توبہ ہی کر لیتے ہیں

پس تم میری اس نصیحت کو یاد رکھو میں تمہارے **بھلے کے لئے کہتا ہوں** کہ کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے ذرا بھی **تفرقہ کا احتمال** ہو سکے۔ میری توجہ اور عقد ہمت کو اسی میں لگا رہنے دو۔ دوسری طرف متوجہ ہونے دو اس میں تمہارا **بھلا ہوگا**

عبداللہ تیماپوری کا ابتلا

عبداللہ تیماپوری کا ایک ابتلا ہے مجھے دکھایا گیا کہ وہ مجنون ہے میں نے اسکو یہ کہدیا اس نے کہا کہ پھر توجہ کرو۔ تب میں نے اسکو کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور بے ادبی ہے۔ مجھے اب اسطرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں اسپر اس نے کہا کہ ہاں **اگر میں روزہ رکھوں تو جنون ہو جاتا ہے**۔ پھر اس نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا میں نے اس سے **بیعت ارشاد** لے لی۔ اور اس نے بیعت ارشاد کر لی۔ اس کے بعد اس نے ایک کتاب لکھی اور میرے پاس لایا۔ اور کہا یہ مجھ کو براہ راست ملا ہے۔ میں نے کہا تم نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور کیا وہ بیعت ارشاد نہیں ہے؟ آخر اس نے اقرار کیا۔ تب میں نے کہا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت پوری ہو گئی۔ اب وہ کہتا ہے کہ میں **تمہیں خلافت سے معزول کرتا ہوں**۔ پھر یہانتک ہی بس نہیں کی بلکہ کہتا ہے کہ حضرت صاحب نے بھی مجھے شناخت نہیں کیا اور اسی وجہ سے ان کی عمر میں ۱۵ سال کی کمی ہو گئی۔ پھر یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت صاحب کی تعلیم کمزور تھی۔ پھر اپنے دعوے کے ثبوت میں کہا کہ مجھ میں چالیس آدمی کی قوت ہے اور جو کوئی میری بیعت کرے اس میں ۱۵ آدمی کی قوت آجاتی ہے۔ حافظ روشن علی نے ہاتھ پکڑا تو چلا اٹھا اور کہا کہ میری غلطی تھی اس قوت سے مراد **روحانی قوت** تھی۔ یہ ایک ابتلا ہے مجھے خدا تعالیٰ نے اسکو مجنون دکھایا ہے۔ ان دعاوی کے ساتھ وہ اپنے آپ کو پیش کرتا ہے۔ بعض لوگ معذور ہیں جیسے شیخ نور احمدؐ وہ رات کو کچھ کہتا ہے تو شیخ نور احمد کہدیتے ہیں کہ اسکو چھاپ دو۔ میں دوستوں کو چوکس کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں سے پرہیز کرو ایسے لوگوں کی ایک جماعت ہے جو ایسے دعوے کرتے پھرتے ہیں۔ اس نے مجھے لکھا کہ اگر تم راستباز ہو تو مجھے اپنے جلسہ میں تقریر کرنے کی اجازت دو۔ جب تک چاہوں بولتا رہوں اور یہ بھی لکھا کہ تمہارا سر اس لئے کھلا گیا کہ اور کتابیں پڑھتے ہو قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ میں نے اسکو لکھا کہ جب **قرآن مجید کے سوا کچھ نہیں اور ہر شخص کو اس کا فہم دیا جاتا ہے تو تم کیا سمجھانے آوگے؟** پھر مجھے لکھا کہ اجازت دو ورنہ حجت پوری ہو گئی۔

خلیفۃ المسیح کا اعلان خلافت

میں اس مسجد میں قرآن ہاتھ میں لیکر۔ اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے پیر بننے کی خواہش ہرگز نہیں اور نہ تھی اور قطعاً خواہش نہ تھی۔ خدا تعالیٰ کے منشا کو کون جان سکتا ہے اس نے جو چاہا کیا تم سب کو

نوٹ: شیخ نور احمدؐ مالک ریاض ہند پریس امرتسر اور مولوی غلام رسول امرتسری نے تحریری طور پر حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور توبہ کر لی ہے۔ (ایڈیٹر)

پکڑ کر میرے ہاتھ پر جمع کر دیا اور لے آپ نہ تم میں سے کسی نے مجھے خلافت کا کرتہ پہنا دیا۔ میں اس کی عزت اور ادب کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ باوجود اس کے میں تمہارے مال اور تمہاری کسی بات کا بھی روادار نہیں۔ اور میرے دل میں اتنی بھی خواہش نہیں کہ کوئی مجھے سلام کرتا ہے یا نہیں تمہارا مال جو میرے پاس نذر کے رنگ میں آتا تھا اس سے پہلے اپریل تک میں اسے مولوی محمد علی کو دیدیا کرتا تھا مگر کسیکو غلطی میں ڈالا اور کہا کہ یہ ہمارا روپیہ ہے۔ اور ہم اس کے محافظ ہیں۔ تب میں نے محض خدا کی رضا کے لئے اس روپیہ کو دینا بند کر دیا کہ میں دیکھوں یہ کیا کر سکتے ہیں؟ ایسا کہنے والے نے غلطی کی نہیں بے ادبی کی اسے چاہیئے کہ وہ توبہ کرلے میں پھر کہتا ہوں کہ وہ توبہ کرلے اب بھی توبہ کرلیں۔ ایسے لوگ اگر توبہ نہ کرینگے تو ان کے لئے اچھا نہ ہوگا۔ ایک وقت مجھ سے کسی نے مجھ سے جھگڑا کیا اس وقت کے بعد سے میں اپنے اموال ان کو دیتا نہیں جو مخصوص مجھے ہی دئے جاتے ہیں۔ ہاں میں انھیں ایک مد میں رکھتا ہوں اور اسی اپنی جگہ خرچ کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہ ہو۔ میں اپنی ذات اور اپنے متعلقین کے لئے تمہارے کسی روپیہ کا محتاج نہیں ہوں اور کبھی بھی خدا تعالیٰ نے مجھے کسی کا محتاج نہیں کیا۔ وہ اپنے غیب کے خزانوں سے مجھے دیتا ہے اور بہت دیتا ہے اور میں اب تک وہ کسب کر لیتا ہوں جو خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔ یاد رکھو میں پھر کہتا ہوں کہ میں تمہارے اموال کا محتاج نہیں ہوں اور نہ تم سے مانگتا ہوں تم میرے پاس اگر کچھ بھیجتے ہو تو اسے اپنے فہم کے موافق خدا کی رضا کے لئے خرچ کرتا ہوں۔ پھر وہ کونسی بات ہوسکتی تھی کہ میں پیسے لینے کی خواہش کرتا۔ اب خدا تعالیٰ نے جو چاہا کیا اس میں نہ تمہارا کچھ بس چلتا ہے اور نہ کسی اور کا اس لئے تم ادب سیکھو کیونکہ یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے۔ تم اب اس حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو یہ بھی خدا ہی کی رسن ہے۔ جس نے تمہارے متفرق اجزا کو اکٹھا کر دیا ہے۔ پس اسے مضبوط پکڑے رکھو تم خوب یاد رکھو کہ

معزول کرنا اب تمہارے اختیار میں نہیں

تم مجھ میں عیب دیکھو آگاہ کر دو مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دو۔ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے اللہ تعالیٰ نے چار خلیفے بنائے ہیں آدم کو داؤد کو اور ایک وہ خلیفہ ہوتا ہے جو لیستخلفنہم فی الارض میں موجود ہے۔ اور تم سب کو بھی خلیفہ بنایا۔ پس مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالحہ سے بنایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔ اس لئے تم میں سے کوئی مجھے معزول کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دیدیگا۔ (اللهم ايد الاسلام والمسلمين بتعاده وطول حياته ایڈیٹر) تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرو تم معزول کی طاقت نہیں رکھتے میں تم میں سے کسی کا بھی شکر گذار نہیں ہوں جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا مجھے یہ لفظ بھی دکھ دیتا ہے کہ جو کسی نے کہا کہ یہ پارلیمنٹوں کا زمانہ ہے۔ دستوری حکومت ہے۔ ایران اور پرتگال میں بھی دستوری ہو گئی ہے۔ ٹرکی میں پارلیمنٹ مل گیا۔ میں کہتا ہوں وہ بھی توبہ کرے جو اس سلسلہ کو پارلیمنٹ اور دستوری سمجھتا ہے کیا تم نہیں جانتے کہ ایران کو پارلیمنٹ نے کیا سکھ دیا۔ اور دوسروں کو کیا فائدہ پہنچایا ہے ترکوں کو پارلیمنٹ کے بعد کیا چین آئی ہے؟ ایرانیوں نے کیا فائدہ اٹھایا۔ محمد علی شاہ کے سامنے کتنوں کو غارت کرایا اور اب پچھلوں کو الٹی میٹم آتے ہیں۔ ادھر انجمن ترقی و اتحاد جو دکھ اٹھا رہی ہے اس کا اندازہ ان خبروں سے کرلو جو طرابلس سے آرہی ہیں۔ تم دستوری کو کیا سمجھتے ہو۔ خدا ہی کے فضل سے اور اسی کے رسن کو مضبوط پکڑے رہنے سے کچھ بنتا ہے اس لئے میں پھر کہتا ہوں۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ میں تمھیں پھر یاد دلاتا ہوں کہ قرآن مجید میں صاف طور پر لکھا ہے کہ اللہ ہی خلیفے بنایا کرتا ہے۔ یاد رکھو آدم کو خلیفہ بنایا تو کہا انی جاعل فی الارض خلیفہ فرشتوں نے اس پر اعتراض کرکے کیا خمیازہ اٹھایا تم قرآن میں پڑھو جب فرشتوں کی یہ حالت ہے اور انھیں بھی سبحانک لا علم لنا کہنا پڑا تو تم مجھ پر اعتراض کرتے ہو۔ اپنا منہ دیکھ لو۔ مجھے وہ لفظ خوب یاد ہیں کہ ایران میں پارلیمنٹ ہو گئی اور دستوری کا زمانہ ہے انھوں نے اس قسم کے الفاظ بول کر جھوٹ بولا بے ادبی کی۔ خدا تعالیٰ کی غیرت نے انھیں دستوری کے نتیجے ایران ہی میں دکھا دئے۔ میں پھر کہتا ہوں وہ اب بھی توبہ کریں میں دوستوں کو کہتا ہوں ما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی اللہ۔ میرا مولا مجھے سب کچھ دیتا ہے۔ اگر وہ نہ چاہتا تو جب میں گھوڑے سے گرا تھا تو اس صدمہ سے مر جاتا۔ مگر اسی نے میری حفاظت کی اور جہاں پہلے سانس مجھے بولنے کی طاقت نہ تھی آج خدا کے فضل سے میں اس سے بھی بلند آواز سے بول سکتا ہوں۔ (الحمد للہ علی ذالک ایڈیٹر) پس ایسے خیالات کو چھوڑ دو۔ پھر جو اخباروں میں بعض مضامین دیئے ہو اللہ تعالیٰ کے آگے ڈرو ورنہ تم پر الزام قائم ہوگا خوب یاد رکھو اور سن رکھو میری امانت و دیانت کی حفاظت تم سے نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی بھی نہیں کرتا کل ایک بیوی نے مجھے سو روپیہ دیا۔ اس کے نے ایک مصیبت سے مخلصی پائی آتے نذر مانی تھی مجھے وہ روپیہ دیا گیا کوئی جان سکتا تھا۔ میری بیوی پاس بیٹھی تھی میں نے سمجھا کہ شاید اس کا دل للچایا میں نے اس دینے والی سے پوچھا کہ کہاں خرچ کریں بولی کہ کسی اچھی جگہ خرچ کر دو۔ میں نے وہ خرچ کر گھر میں نہیں رکھے۔ میرے پاس تین قسم کی رقوم آتی ہیں کچھ کپڑے آتے ہیں یتامی اور مساکین کے اور ایسا ہی روپیہ بھی آتا ہے کوئی روپیہ دیتا ہے کہ جہ آپ چاہیں خرچ کردیں۔ ایک کہتا ہے جہاں میرے مرنے کو ثواب پہنچے وہاں خرچ کردو۔ اور کچھ نذرانہ بھی آتی ہے۔ بعض لوگ مخصوص کر دیتے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ وہ خدا تعالیٰ کے خاص منشا کے ماتحت ہوتا ہے کہ یہ تمہاری ذات کے لئے ہے۔ میں تمام اموال میں سے یتامیٰ کے اموال کو تو میں لا تقربوا مال الیتیم پر عمل کرنے کے لئے میں مولوی محمد علی صاحب کے حوالہ کر دیتا ہوں۔ اور ایسا ہی ان کے کپڑے بھی جو اموال میرے پاس آتے ہیں میرے حفاظت کرنیوالوں کو میرے گوہ کی بھی خبر نہیں اموال کی کیا خبر ہو؟ (یہ سخت لفظ میں نے ایک خاص وجہ سے بولا ہے) پھر جو کپڑے ہوتے ہیں بعض وقت ان میں قیمتی کپڑا ہوتے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ اپنی بیوی کو کہا کہ انکو بیچ کر اوسط درجہ کے کپڑے بنا دیا کرو تاکہ وہ زیادہ کے کام آسکیں اس نے کہا کہ اگر میں خود لینا چاہوں تو میں نے اسے جواب دیا کہ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی اور بیوی ہو جو ہماری رشتہ دار نہ ہو وہ چاہے تو لے سکتی ہے۔ تو اپنے کپڑے بعض وقت ہم بیچ دیتے ہیں۔ گو بہت ہی کم موقعہ ملتا ہے۔ مجھے یہاں شادیاں کرنی پڑتی ہیں اور وہ مسکینوں کی ہوتی ہیں ابھی آٹھ دس نکاح ان دنوں میں ہوئے ہیں۔ اور بجز میری ایک نواسی کے سب مساکین تھے۔ انکو کپڑے اور مختصر سے زیور دینے پڑتے ہیں اپنے اموال سے جو مساکین کے لئے آتے ہیں اسی قسم کی ضروریات پوری کیجاتی ہیں۔ میں یہ واقعات اپنی برأت

کے لئے نہیں کہتا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے میں تمہاری
مدح - غیبت - انکار کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اس
لئے سناتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بدگمانی کرکے گنہگار ہو ور
ایک عورت نے ایک مرتبہ کہا کہ کپڑوں کے کوٹھے بھر لئے ہیں
کوئی حساب تو نہیں مجھے خیال ہوا کہ ممکن ہے اس قسم کا
وہم مردوں میں بھی ہو پس ایسے لوگ اگر ہوں تو توبہ کرلیں ؎
عشق است و ہزار بدگمانی۔ میں تمہارے روپیہ کا محتاج
نہیں۔ حضرت صاحب کے وقت میں بھی ایسے اموال میرے
پاس آتے تھے اور میں نے لیتا تھا۔ میں تمہاری بھلائی کے
لئے کہتا ہوں مجھے تم میں سے کسی کا خوف نہیں اور
بالکل نہیں۔ ہاں میں صرف خدا ہی کا خوف
رکھتا ہوں پس تم ایسی بدگمانی نہ کرو اور

توبہ کرو اگر ہمارا گناہ ہے ہمارے ذمہ رہنے دو

اگر میں غلطی کرتا ہوں اس بڑھاپے اور اس عمر میں قرآن مجید
نے نہیں سمجھایا تو پھر تم کیا سمجھاؤ گے؟ میری یہ حالت ہے
کہ بیٹھتا ہوں تو بیزد کمی ہوتے ہیں کھڑا ہوتا ہوں تو
محض اس نیت سے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے
میں نہیں جانتا میرا کتنا وقت ہے میں اس راہ سے ناواقف
ہوں۔ نحن اُمۃ اُمیۃ لا نکتب ولا
نحسب - میں نے ملازمت بھی کی مگر اس میں بھی
گھڑی نہیں رکھی۔ میں نے روٹی بھی نہیں کھائی اور اگر
چاء کی پیالی بھی نہ آئی تو اس کا بھی محتاج نہیں تھا۔
تمہاری بھلائی کے جوش میں میں ان چیزوں کی پرواہ نہیں
کرتا مجھے کیا معلوم ہے کہ پھر کہنے کا موقعہ ملیگا یا نہیں موقعہ
ہو تو توفیق ہو یا نہ ہو اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ تم کو حق
پہنچا دوں۔ پس میری سنو اور خدا کے لئے سنو
اُمّی کی بات ہے جو میں سناتا ہوں میری نہیں کہ
واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا
غرض تفرقہ نہ کرو۔ واذکروا نعمت اللہ
علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم
فاصبحتم بنعمتہ اخوانا الآیۃ - اللہ کا
فضل یاد کرو جبکہ تم باہم اعداء تھے۔

نظارہ تفرق

اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں محبت
پیدا کردی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم باہم
بھائی بھائی ہوگئے۔ تم خود غور کرو تم جو یہاں موجود ہو
سب کے ذوق الگ سب کی طرز کلام اور طریق بیان
جدا، شکلیں الگ اور زبانیں الگ ہیں۔ اور تمہارے لباس
ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔ پگڑیوں کے رنگ انکے
باندھنے کے طریق سب جدا جدا ہیں۔ ایک زمانہ میں
بڑا خوبصورت پگڑیاں باندھنے کا طریق تھا۔ ایک پگڑی
نادھمی نور دین کی سی تھی دربار میں اس نے کہا
گیا کہ تم کو پگڑی باندھنی نہیں آتی؟ اس نے کہا کہ مجھے تو آتی
ہے یہ باقی عورتوں سے بندھوا کر لائے ہیں۔ اگر افضول نے
آپ باندھی ہیں تو پھر بندھوا کر دیکھ لو۔ چنانچہ جب ان کو
حکم دیا گیا تو نہ باندھ سکے۔ کیونکہ گھر میں تو بڑے تکلف اور
آئینہ سامنے رکھ کر باندھا کرتے تھے۔ عورتوں سے مراد
نفس ہی ملے لو۔ غرض اس وقت بھی پگڑیوں کی بناوٹ ان
کے رنگ اور ململوں اور لمبائی چوڑائی سب باتوں میں فرق
ہے۔ یہ اختلاف اور فرق دور تک چلتا ہے۔ ایک خالق
ہے ہم سب مخلوق ہیں۔ پھر اختلاف ہے۔ ایک مرد ہے
ایک عورت دونوں کے کام الگ ہیں۔ ہر ایک کے اعضا میں
میں فرق ہے۔ باوجود اس اختلاف کے پھر وہ اتحاد چاہتے
ہیں۔ جب انکا اتحاد ہوتا ہے تو پھر وہ کسی اور کے خواہشمند
ہوتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کوئی بچہ ہو جاوے۔ ہمیں بھی
خطوط آتے ہیں کہ دعائیں کرو کسی نے اپنے بچہ کا نام غلام
مرزا رکھا مگر وہ زندہ نہ رہا۔ غرض اکیلا ہو کر بیوی چاہتا ہے
اس کے آنے پر پھر اولاد چاہتا ہے۔ پھر اولاد کی شادی
پھر ان کی اولاد کی خواہش کرتا ہے۔ اختلاف ہے تو کتنا
اتحاد ہے تو کس حد تک۔ یہ تمام اختلافات

اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل ہیں

خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اختلاف السنتکم الآیۃ
فی الحقیقت اگر ایک ہی قسم کے چہرے ہوتے
اور ایک ہی قسم کی آوازیں اور قد و قامت ہوتے
تو کیسا دکھ اور مصیبت ہوتی۔ دوست دشمن

اختلاف مثمر ہونیکے لئے وحدۃ چاہتا ہے

بیوی بہن میں تمیز ہو سکتی ہیں۔ اختلاف جہاں بہت
ہی مفید ہے وہاں باوجود اختلاف کے وحدۃ کے نظام
کو چاہتا ہے۔ تب یہ نتیجہ خیز اور مثمر ہو سکتا ہے۔ میں
دیکھتا ہوں ایک دوات ہے وہ آسٹریا۔ جاپان یا انگلینڈ
یا امریکہ سے بن کر آتی ہے پھر سیاہی اور اس کے اجزا کو
دیکھو جب تک باہم ملکر متحد نہیں ہوتے اس سیاہی میں
لکھنے اور نقش پذیر ہونے کی طاقت نہیں پھر قلم
ہے۔ اس میں آجکل کے قلم کو مدنظر رکھ کر دو تین جزو ہیں
کچھ لکڑی ہے کچھ لوہا ہے یہ اجزا اگر باہم نہ ملیں تو قلم نہیں
بن سکتا۔ پھر قلم بھی ہو لیکن اگر سیاہی کے ساتھ اس کا
تعلق نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں۔ قلم کسی شخص کے ہاتھ میں ہو
اور وہ ہاتھ اس کو اس دوات تک لیجاوے اور پھر اس
سیاہی سے کاغذ پر لکھے۔ کاغذ کے مختلف اجزا کو دیکھو
اور غور کرو پھر لکھنے کے لئے ہاتھ کی جنبش اور آنکھ کی
بصارت اور دماغ کی قوت متفکرہ سے کام نہ لیا جاوے
تو کچھ بھی نہیں۔ اب تمام پراگندہ صورتوں پر غور کرو پھر
ان کے اتحاد کو دیکھو وہ حالت منتشرہ میں کیا کچھ بھی
مفید ہو سکتی تھیں؟ لیکن جب ان میں اتحاد اور اختلاط ہوا
اور ایک مرکز پر جمع ہوگئیں تو اس سے کتابیں اور نہایت
قیمتی تحریریں پیدا ہوگئیں۔ یہ مضمون بجائے خود بڑا وسیع
مضمون ہے اور اس پر غور کرکے نہایت مختصر الفاظ میں ہم
کہہ سکتے ہیں کہ

نظام عالم کی رونق اختلاف سے ہے جب
جب وہ اختلاف ایک مرکز پر منتج ہو

اپنے وجود پر غور کرو کس قدر مختلف چیزوں کا مجموعہ ہے۔ لیکن ان
مختلف چیزوں کا اجتماع کیسا خوبصورت بن گیا ہے۔ اب تم سوچو کہ
باوجودیکہ تمہارے رنگ و روپ تمہاری شکلیں علوم
عقول۔ تعلیم۔ تربیت سوسائٹی مطالعہ کی کتابیں اور خیالات
جدا جدا ہیں۔ پھر تم دیکھو کہ کیوں اکٹھے ہو کر باہم ایک جگہ
جمع ہو گئے۔ تناسخ والوں کو اس اختلاف نے غلطی میں
ڈالا اور وہ اس اختلاف کو تناسخ کا نتیجہ سمجھ بیٹھے کاش وہ
اس اختلاف کی حقیقت پر غور کرتے تو

اس کثرۃ میں وحدۃ کا مزا پاتے

یہ خوب یاد رکھو کہ کثرت میں وحدت کی ضرورت ہے۔ جب تک
وحدت نہ ہو کثرت مفید ہی نہیں ہو سکتی۔ دیکھو کلکتہ سے
لیکر پشاور تک ایک شاہی سڑک ہے جس پر ریلیں دوڑتی
ہیں۔ اب تم غور کرو کہ یہ مختلف قطعات زمین مختلف
لوگوں کے قبضہ میں تھے۔ ایک طاقت جسکو گورنمنٹ کہتے
ہیں آئی اور اسنے ان قطعات کو مختلف مالکوں سے
لیکر ایک کی ملکیت میں شامل کردیا تب اس کثرۃ میں وحدت
پیدا ہوگئی۔ پھر اینٹوں پتھروں اور مٹی کو مختلف جگہ سے لاکر
اس پر جمع کیا۔ بظاہر مختلف چیزیں جمع کردیں مگر ان کو ایک سطح
اور ایک ترتیب میں رکھ کر ایک سڑک کی شکل میں تبدیل کردیا
پھر لکڑی اور لوہے کو بچھا کر اور ایک خاص صورت سے انہیں
ملاکر لائن بچھادی۔ اور سکۃ الحدید بن گئی۔ پھر اس لائن پر
گاڑیوں کو جمع کیا جن میں مختلف عقلوں اور ہاتھوں کے
ذریعہ مختلف چیزوں۔ لکڑی لوہا رنگ وغیرہ کو ایک خاص
شکل میں بنایا گیا وہ اختلاف بجائے خود قائم رہکر وحدت کا
رنگ پیدا ہوگیا۔ پھر ایک اور چیز جسکو انجن کہتے ہیں ان کے
آگے لگادیا۔ پھر اس انجن میں آگ پانی کوئلہ رکھا گیا۔ سب کی
سب مختلف اور متضاد چیزیں تھیں مگر ایک خاص ترتیب سے
ان کو ملایا تب ان سے بھاپ پیدا ہوکر حرکت کا موجب ہوگئی اب
کلکتہ اور پشاور کے درمیان ریل گاڑی دوڑنے لگی۔ جو فوائد
اور آرام اس سے مل رہے ہیں وہ ظاہر ہیں مگر یہ سب کچھ

کثرۃ فی الوحدۃ کا نتیجہ ہے

اسی طرح میں تمہیں کہتا ہوں کہ اختلاف کو رہنے دو مگر اس
اختلاف کو وحدۃ کے مرکز کے نیچے لاؤ کہ یہ مفید اور کار آمد

شے بن جاوے۔ ہمارے لوگ اختلاف کو تو ترقی دیتے ہیں مگر مرکز وحدت سے الگ ہو کر اس صورت میں یہ مفید نہیں بلکہ مضر ہوگا

انسان کی ابتدائی حالت کے علوم

سو اب میں تمھیں ایک نصیحت کرتا ہوں۔ قرآن کریم میں لکھا ہے هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا۔ انسان کی ہستی ہی کیا تھی کچھ بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک قطرہ سے ہاں ایک تھوڑی سی چیز بنا کر سمیع و بصیر بنا دیا ہے میں نے جب اس پر غور کیا ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرہ علوم پہلے ہی بتا دئے ہیں۔ ابھی کہتے کہتے معلوم ہوا کہ تیرہ نہیں بلکہ ۱۴ علوم نہ ماں سکھاتی ہے نہ باپ نہ کوئی اور ان میں سے بعض علوم یہ ہیں۔ اول دودھ کو چوسنے اور نگلنے کا علم ہے غور کرو کہ اگر کوئی بچے کو یہ علم سکھاتا تو کس طرح اور کس بولی میں سکھاتا۔ (۲) پھر ایک اور علم ہے جو بدیہات کہلاتی ہیں (۳) بچہ کل اور جزو کو سمجھتا ہے۔ ماں ایک چھاتی سے دودھ پلا رہی ہو اور ابھی اس میں باقی ہو جب وہ دوسری چھاتی پر لے جانا چاہے تو روتا ہے۔ گویا کل اور جزو کو سمجھتا ہے ایسا ہی بچوں کو مٹھائی دیکھو دیکھا ہے اگر سارے ٹکڑے میں سے آدھی کاٹ لیجاوے تو رو پڑتا ہے۔ (۴) طول اور عرض کو بھی سمجھتا ہے (۵) اس بات کو سمجھتا ہے کہ دو مکان میں ایک جسم نہیں ہو سکتا۔ ایک لڑکا اگر آ جاوے تو اسے دھکا دیتا ہے اور ایک پستان جو آپ پی رہا ہے دوسرے کو نہیں لینے دیتا (۶) وہ ضدوں کو خوب سمجھتا ہے کھڑا ہونے کو جی نہ چاہے تو نہیں اُٹھتا۔ بیٹھنے کو نہ چاہے تو کھڑا ہو جائیگا۔ (۷) صدق و کذب کو خوب سمجھتا ہے۔ مٹھائی نہ دو اور یونہی کہدو کہ تمھارے ہاتھ میں ہے کبھی نہ مانیگا (۸ و ۹) مکان اور زمان کو بھی سمجھتا ہے (۱۰) سمعیات کی سچائی کو جانتا ہے جو تمھیں کہتے سنتا ہے اسی کو یقین کرکے ان چیزوں کو اسی نام سے پکارتا ہے جس سے تم پکارتے ہو۔ (۱۱) یہ بھی جانتا ہے کہ علم غیب نہیں (۱۲) یہ بھی مانتے ہیں کہ فعل بدوں فاعل کے نہیں ہوتا۔ غرض اس قسم کے بہت سے علوم فطرتاً دئے جاتے ہیں۔ پس تم اگر ان فطرتی علوم سے کام لو تو اللہ تعالیٰ پھر نفس مطہر دیکر خود قرآن مجید سکھا دیتا ہے۔ غرض تم اللہ تعالیٰ کے اس فضل کو یاد کرو کہ تم باہم اعداء تھے۔ اس نے تمھیں بھائی بنا دیا اس اخوت کی قدر کرو اور سچے دل سے قدر کرو

ہمارے اصول

پس میں تمھیں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے اصول مشکل نہیں ہیں۔ بلکہ بہت آسان ہیں اول ایمان باللہ۔ ایمان باللہ کیا چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام محامد اور اسماء حسنیٰ کا مجموعہ اور مسمّٰی اور تمام بدیوں اور نقائص سے منزہ یقین کرنا ہے اور اللہ کے سوا کسی وجود اور ہستی سے امید و بیم نہ رکھنا اور کسی کو اسکا ند اور شریک نہ ماننا۔ وہ اپنی ذات میں یکتا اپنی صفات میں بے ہمتا اپنے اسماء اور افعال میں لیس کمثلہ شئ ہے۔ پھر ملائکہ پر ایمان ضروری ہے جو تمام نیک تحریکوں کے محرک ہیں اور انپر ایمان لانے کی یہی غرض ہے کہ انسان ان پاک تحریکوں پر عمل کرے

ایمان کے ارکان

ملائکہ نزول بھی کرتے ہیں اور ان پاک بندوں پر جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات بڑھاتے ہیں اور استقامت کے درجہ پر پہنچتے ہیں۔ ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ یہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ پھر اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً دنیا کی اصلاح اور بھلائی کے لئے اپنے پاک نبیوں کو بھیجا اور ہم ان تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے یا نہیں اور ان انبیاء کی بعثت و نبوت میں ہم کوئی فرق نہیں کرتے۔ اس پاک گروہ نے خدا کا کلام مخلوق کو پہنچایا۔ ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ تمام نبوتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئیں بلکہ میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں اور بصیرت اور شرح صدر کے ساتھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف تمام نبوتوں کے جامع اور خاتم تھے بلکہ میں کہتا ہوں کہ آپ خاتم النبیین خاتم الرسل اور خاتم کمالات انسانی تھے۔

اب آپ کے بعد کوئی شخص آپ کی نبوت اور اتباع میں فنا ہوئے بغیر کوئی فیض نہیں پا سکتا۔ اور کوئی نبوت موثر اور مستند نہیں ہو سکتی۔

جس پر نبوۃ محمدیہ کی مہر نہو

سب نبی برحق ہیں۔ پھر تقدیر کا مسئلہ ہے یہ حق ہے۔ جزا و سزا حق۔ حشر نشر۔ پل صراط۔ جنت و نار سب حق ہیں۔ یہ عقائد ہیں۔

اعمال

اور عقائد کے بعد اعمال ہیں کیونکہ زندہ اور مثمر ایمان وہی ہے جس کے ساتھ اعمال صالحہ ہوں ان میں نماز ہے زکوۃ ہے حج ہے روزہ ہے۔ اخلاق فاضلہ ہیں اور رذائل سے بچنا ہے۔ یہ سب فرض ہیں نماز کی سترہ رکعت پانچ اوقات میں فرض ہیں اور وتر کو فرض اور سنن کے درمیان رکھیں تو یہ ۲۰ رکعت ہوتی ہیں اور ۲۰ رکعت اس کی متمم ہیں اور پھر خدا توفیق دے تو ۴۰ یا ۶۰ رکعت تک نوبت پہنچتی ہے۔

ایک مہینے کے روزے فرض ہیں اور استطاعت ہونے اور راستہ میں امن کی صورت میں عمر بھر میں ایک بار حج فرض ہے اور زکوۃ فرض ہے۔ اخلاق فاضلہ کا حاصل کرنا اور رذائل کا چھوڑنا فرض ہے۔ یہ اعمال ہیں۔

پھر یاد رکھو قرآن مجید کامل کتاب ہے لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه اس کی شان ہے باطل اس پر اثر نہیں کر سکتا۔ جو لوگ آجکل کے علوم جدیدہ اور سائنس سے ڈرتے ہیں انھوں نے قرآن مجید کی عظمت اور شوکت کو سمجھا ہی نہیں۔ قرآن مجید پر باطل کا اثر نہیں ہو سکتا وہ تمام صداقتوں کی جامع کتاب ہے۔ اور خاتم الکتب ہے۔ اس کے فہم کے لئے اول وہ کتاب ہو جو ذریعہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملدرآمد ہے۔ پھر احادیث نبی پھر لغت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حضور سے دعا اور دعا فنا ہی ہیں۔ یہ سب اصول ہیں یہاں رہو تب اور چلے جاؤ تب ان کو یاد رکھو

ہم صحابہ کرام کو اور تابعین عظام کو رضوان اللہ علیہم اجمعین ابوبکرؓ و عمرؓ سے لیکر معاویہ مغیرہ تک اویس قرنی و حسن بصری سے لیکر ابراہیم نخعی و نافع و عکرمہ تک اور اہلبیت میں خدیجہؓ و عائشہؓ سے لیکر علی المرتضیٰ اور تمام اہلبیت علیہم السلام کو اپنا پیارا یقین کرتے ہیں۔ ہم ائمہ حدیث فقہ اور تصوف کی اتباع ضروری سمجھتے ہیں اور انھیں امام سمجھتے ہیں اس لئے امام اعظم۔ شافعی مالک احمد حنبل امام بخاری۔ مسلم ابوداود۔ ترمذی۔ نسائی اور امام محمد رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی جائز تکریم کرتے ہیں۔ اسیطرح تصوف میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی۔ خواجہ معین الدین چشتی۔ قطب الدین بختیار کاکی۔ شیخ شہاب الدین سہروردی محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیا۔ ابن عم حضرت فرید الدین گنج شکر چراغ دہلوی۔ خواجہ نقشبند خواجہ احمد سرہندی زکریا ملتانی شاہ بہاء الحق ملتانی رحمہم اللہ اجمعین کو دل سے پیار کرتا ہوں اور ایسا ہی ابن حزم ابن تیمیہ اور ابن حجر اور ابن ہمام ذہبی اور شوکانی کو بھی محبت کرتا ہوں۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں اور ہادیوں میں گذرے ہیں۔ پھر اس قریب زمانہ میں شاہ ولی اللہ صاحب کو میں ممتاز انسان یقین کرتا ہوں اور سید احمد بریلوی کو خدا کے مخلص بندوں سمجھتا ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود اور مہدی بھی آپکے جنکا خدا نے اپنے فضل سے مجھکو خلیفہ بنایا ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء.....

تاریخ

اب جبکہ ہمارے عقائد آپ کو معلوم ہو گئے ہیں ایک اور مسئلہ تمھیں بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تاریخ میں جھوٹ اور سچ میں فرق کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ اب تازہ واقعہ تمھارے سامنے موجود ہے طرابلس کی جنگ کی خبریں آ رہی ہیں اور وہ شائع ہوتی ہیں۔ اب اگر کوئی شخص ان اخبارات جنگ سے کوئی تاریخ مرتب کرے تو تم ہی بتاؤ کہ اس کتاب کی حقیقت کیا ہوگی؟ صوفیوں میں سید عبدالقادر۔ امام قشیری اور صاحب عوارف کی باتیں آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہیں۔ مگر صاحب فتوحات کی تصنیفات مشکل ہیں۔ فصوص اور منازل السائرین آسان نہیں پس تم کو میں پھر کہتا ہوں۔ پھر کہتا ہوں پھر کہتا ہوں اختلافات کو مٹا دو۔ توبہ کرو۔ جس کے کان ہوں سن لے جسقدر غلطی کسی سے ہوئی ہے اس سے

توبہ کرلو۔ اس میں تمہارا بھلا ہے آج میں نے عورتوں کے درس میں اس نکتہ کو سنایا ہے اور میں اس تقریر کو ختم نہیں کرسکتا۔ جبتک تمھیں نہ سنالوں۔ بہت سی بستیاں آباد تھیں ان بستی والوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ آخر اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ان کا نام ونشان مٹا دیا انھوں نے اپنی کرتوتوں کا بدلہ پالیا۔ یہ بات کیوں سنائی ہے؟ کان والو سن لو! عقل والو سمجھ لو! اگر میری آواز تم تک نہیں پہنچی تو کہو میں اور اونچا کروں۔

واعظ خانہ

سنو! ہر شخص جو بڑا بنایا جاتا ہے اس کے پڑوس میں اُجڑا ہوا کوئی گھر ضرور ہوتا ہے۔ ہر شہر میں ہر بستی میں اس کے نظائر موجود ہیں۔ میں ایک بستی میں رہتا تھا وہاں کا ایک امیر مجھ سے حد درجہ کی دشمنی رکھتا تھا۔ وہ میرے قتل کو چاہتا تو میں بھی اس کی زندگی کا خواہاں تھا۔ غرض میرے ساتھ اسکو سخت عداوت تھی۔ ایک دن میرے دل میں آیا کہ اتنے بڑے آدمی کو کون نصیحت کرسکتا ہے۔ یہ سوچکر میں باوجود عداوت کے اس کے گھر چلا گیا میں نے بڑی جرأت کی وہ اس وقت کچہری کر رہا تھا میں بیٹھ گیا وہ حکم احکام لکھتا رہا۔ جوں جوں جگہ خالی ہوتی گئی میں بھی آگے ہوتا گیا۔ یہانتک کہ سب لوگ چلے گئے اور صرف وہ اور میں اور اس کا میر منشی اور چند پہرہ کے سپاہی رہگئے پھر اسنے میری طرف مخاطب ہوکر کہا کہ آپ کس طرح تشریف لائے میں نے کہا بڑا ضروری کام ہے مگر تنہائی میں کہنا چاہتا ہوں۔ جب میں نے یہ کہا تو اس کا میر منشی جو میرا معتقد تھا فوراً چلا گیا۔ اور اس کے پہرہ کے ایک قریبی سپاہی کے سوا باقی سپاہی بھی الگ ہوگئے۔ تب میں نے اسکو کہا کہ جو بڑے آدمی ہوتے ہیں ان کے لئے ایک واعظ ہوتا ہے۔ کیا آپ کے لئے بھی کوئی ہے؟ کہنے لگا مولوی صاحب (اسیدن مولوی کہا) ذرا کھول کر بتاؤ۔ اس پر میں نے کہا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جو بڑے آدمی ہوتے ہیں ان کے پڑوس میں کوئی نہ کوئی اُجڑا ہوا گھر ہوتا ہے۔ جو اسکو نصیحت کرتا رہتا ہے کہ

سنبھل کر چلو ایسا نہ ہو تمھیں بھی عذاب میں گرفتار ہونا پڑے

یہ سنکر مجھے کہا کہ مولوی صاحب آگے آؤ۔ آگے جگہ تو نہ تھی ایک مکوڑی تھی جس کے آگے وہ بیٹھا ہوا تھا۔ میں گھٹنوں کے بل کھڑا ہوگیا۔ پھر کہا ذرا اور آگے ہوجاؤ۔ آخر میں اور آگے ہوا۔ اس نے کہا میری گدی تو وہ پڑی ہے مگر میں کبھی وہاں نہیں بیٹھا یہاں بیٹھتا ہوں۔ مگر آج مجھے سمجھ آئی ہے کہ میں یہاں کیوں بیٹھتا ہوں۔

سامنے ایک محراب دار دروازہ تھا مجھے کہنے لگا کہ کیا سارے شہر میں اتنا بڑا دروازہ آپ نے دیکھا ہے میں نے کہا کہ نہیں۔ پھر اس نے کہا کہ اس گھر کا مالک اتنا بڑا آدمی تھا کہ جس قسم کا چھاتہ یہاں کا رئیس رکھتا ہے صرف وہ رکھ سکتا تھا۔ اور ہم ولایت کی سیاہ چھتری بھی رئیس کے سامنے ننگا کر نہیں جاسکتے۔ اب اس کی بیوی میرے گھر میں برتن دھونے پر ملازم ہے۔ میں نے جب اس نظارہ کو دیکھا تو وجد آگیا۔ میں نے کہا میں اب جاتا ہوں اور اس جوش میں میں وہاں سے رئیس کے پاس چلا گیا۔ وہاں بھی کچہری ہورہی تھی۔ جب اس کے کھانے کا وقت آیا سب چلے گئے۔ میں بیٹھا رہا۔ اس نے بھی دربار برخاست کیا۔ مگر میں پھر بھی بیٹھا رہا۔ میں یہ قصہ نہیں سناتا میں جس غرض کے لئے سناتا ہوں وہی غرض اب بھی ہے۔ میرے گھر میں اتنی روٹی نہیں پکتی جو تم سب کا پیٹ بھردوں اس لئے میں تم کو یہ دعوت کرتا ہوں اور یہ باتیں سناتا ہوں کہ تمھیں فائدہ پہنچے۔ غرض اس رئیس کو بھی وہی تقریر سنائی اس نے کہا میرے سامنے آؤ۔ اس کے سامنے پہاڑ تھا اس نے کہا کہ یہاں ایک شہر تھا جو پہاڑ کو کرید کر بنایا گیا تھا۔ اس کا نام دھامانگر تھا۔ ہمارے بزرگ اس شہر کے رئیس کے ماتحت تھے۔ خدا تعالیٰ نے یہ واعظ میرے سامنے رکھا ہے اور یہ مجھے بتاتا رہتا ہے وہ مشرق میں تھا۔ پھر جنوب کی طرف رخ کیا۔ اور وہاں ایک قلعہ دکھایا اور کہا کہ یہ قلعہ بڑے زبردست بادشاہ کا قلعہ ہے اور یہ اس غرض کے لئے ہے کہ کوئی وبائی بیماری ہو تو وہاں جارہتے ہیں۔ اس نے اس کے متعلق تاریخی واقعہ سنایا کہ ظلم کے سبب وہ سب ہلاک ہوگئے ہیں۔ میں وہاں سے اُٹھکر اپنی جگہ گیا مگر وہ رئیس وہاں رہا جیسے ادب کے خلاف سمجھا کہ میں اُٹھا نہیں اور میں اپنی جگہ پر آگیا ہوں پر اس نے خیال نہ کیا۔ اور کہا کہ جہاں ہم کو کرسی ریاست دیا جاتا ہے اور جہاں گدی نشینی ہوتی ہے وہ ان بادشاہوں کا ہے جن کی غلامی پر فخر کرتے تھے۔ اور آج ان کی نسل کو کھانا نہیں ملتا۔ اس نے کہا آج یہ نکتہ سمجھ میں آیا۔ کہ یہ ہمارے سمجھانے کے لئے ہے۔ میں تم کو سمجھاتا ہوں کہ ہمارے گانوں میں بھی اُجڑے ہوئے مکان ہیں ان سے عبرت پکڑو۔ ہمیں بھی کوچ کرنا پڑیگا۔ میرے پاس سیالکوٹ کا ایک شخص بیٹھا ہے۔ میں وہاں کی تاریخ خوب جانتا ہوں وہ سالباہن کہاں ہے اور اس کے بیوی بچے کہاں ہیں؟ کیا اتنا بڑا ڈھیر خاک کا آسانی سے بنگیا ہوگا۔ پس تم اپنی غلطیوں سے اپنے آپ کو برباد نکرو لوگوں نے تو تمھارے خلاف کفر کے فتوے لگا دئیے۔ لیکن اگر تم نے خدا تعالیٰ کو ناراض کرلیا تو پھر کو کچھ بھی نہ بنیگا۔ نمک سے کھانا ٹھیک ہوتا ہے۔ لیکن اگر نمک ہی گندہ ہوجاوے تو کھانا کہاں اچھا رہیگا۔ تم میری باتیں سننے آئے ہو اس لئے میں جو تمھارے لئے مفید سمجھتا ہوں کہتا ہوں تمھیں خواہ پسند آوے یا نہ آوے؟ حوالہ بخدا کرتا ہوں میں کہتا رہونگا جو سنتے ہیں یاد کرلیں اور جو نہیں سنتے اُن کو پہنچادیں۔ کہ

اللہ تعالیٰ کو ناراض مت کرو جو اسکو ناراض کروگے تو پھر کہیں ٹھکانا نہ ہوگا۔

ہر شخص اس وعظ کو یاد رکھے۔ اس کے پاس گھرانے اور مکان اُجڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ میں نے صحت اور بیماری کی حالت بھی دیکھی ہے۔ بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو کہتے تھے کہ ہمارے پاس روپیہ آوے تو ہم یوں کریں۔ روپیہ آتا ہے مگر وہ نہیں کرسکتے۔ اس لئے جو کرنا ہے آج کرلو۔

میں نے ان عورتوں کو درس میں سنایا کہ عورتوں میں عادت ہوتی ہے جو غیبت کرتی ہیں۔ دوسروں پر تہمت لگانے کی عادت رکھتی ہیں۔ اگر خاوند کسی حسین۔ جوان عورت سے للہ فی اللہ بات بھی کرے تو عورت اسپر بدظنی کرتی ہے۔ سوکن اگر ہو تو اسے نفرت سے دیکھتی ہیں۔ میں نے ان کو کہا کہ ان برائیوں کو اپنے اندر رکھ کر مت سمجھو کہ احمدی ہوگئی ہیں تمھیں بھی سناتا ہوں کہ احمدی صرف زبانوں سے کہدینے کا نام نہیں۔ خدا کی کتاب پر عملدرآمد کرو تا کہ وہ راضی ہو۔ میں نے مریدوں میں جاں نثار بھی دیکھے ہیں جنھوں نے میری بیماری میں دعا کی کہ ہم مرجاویں اور یہ زندہ رہے۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ کہتے کہتے تھک گیا وہ نہیں سنتے۔ میں ہمیشہ ایسی نصیحت کیا کرتا ہوں کہ گویا رخصتی نصیحت ہے مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کسیکو پسند آتی ہے یا نہیں۔ میں تمھاری پسند کے لئے نہیں کہتا۔ بلکہ خدا کے لئے کہتا ہوں۔ اگر کہو کہ سائنس کے مضامین میرے پاس نہیں تو میں انکی قدر نہیں کرتا۔ اب قبل اس کے کہ میں تمھیں رخصت کردوں یہ نصیحت کرتا ہوں۔

ایک قومی بیماری کا علاج

کہ ایک بدی ہے جو لوگوں میں عام طور پر پھیلی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی بدی کرتے ہیں تو اسے تقدیر کے حوالے کردیتے ہیں۔ اور اگر نیکی کرتے ہیں تو اسکو اپنی خوبی جتاتے ہیں۔ اس بیماری میں طبیب بہت مبتلا ہوتے ہیں۔ کوئی مریض اگر بچ جاوے تو کہتے ہیں ہم نے ایسی تشخیص کی۔ اور ایسا نسخہ تجویز کیا کہ اکسیر کی طرح مفید ثابت ہوا۔ وہاں وہ شافی مطلق بن جاتے ہیں۔ لیکن اگر مریض مرجاوے تو پھر کہدیتے ہیں کہ ہم نے تو بڑی کوشش کی۔ مگر کیا کریں تقدیر ہی ایسی تھی۔ یہ قرآن مجید کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اس مسئلہ پر تدبر نہ کرنے سے غلطی لگی ہے ایسی بارہ آیتیں ہیں جن میں قرآن مجید نے فیصلہ کردیا ہے یاد رکھو دو قسم کے امور شرعی اور تکوینی امور

اور موجودہ امام (خلیفۃ المسیح) نے اپنی قوم کو ڈالا ہے۔ اس مذہبی اطاعت کے ساتھ اس قوم نے اپنی حکومت میں جو ہمیں مذہبی آزادی دی اور اشاعت مذہب کے لئے جو آسانیاں پیدا کیں ہماری جان و مال اور آبرو کی حفاظت کے لئے جو کوششیں کیں امن اور سلامتی کی راہیں ہم پر کشادہ کیں ان تمام احسانات نے ہمارے دلوں میں اس قوم کے لئے اور بھی اطاعت و محبت اور شکرگذاری کا جوش پیدا کر دیا۔ اور ہم نے اسلامی بادشاہوں پر بھی اسے ترجیح دی۔ اور نااہلوں اور ناواقفوں کے مورد عتاب ہوئے۔ اس معاملہ میں جو کچھ کیا گیا اور جو کچھ ہمارے امام نے قوم کو سکھایا وہ قرآن مجید کی حکومت کے نیچے رکھ کر سکھایا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے نفاق اور ریا سے اس احمدی قوم کو بچایا۔ باوجود اس کے کہ ہم گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ لیکن جب مذہب کا سوال آیا ہمارے امام نے ایک لحظہ کے لئے بھی پسند نہیں کیا کہ محض گورنمنٹ کی شوکت اور اقبال کو مدنظر رکھ کر اس سچائی کو چھپا لے جو خدا تعالیٰ نے اس پر ظاہر کی تھی اور جسے وہ امانتاً اپنے نائب اور قوم کے موجودہ امام کے حوالہ کر گیا۔ شاہی خاندان کی خوشی کی تقریبوں پر خوشی کا اظہار ہم ضروری سمجھتے رہے ہیں اور بدون کسی نمائش کے خیال کے مذہبی حدود کے نیچے ہمیشہ خوشی کی۔ اور دعائیں کرنا یہ تو اس سلسلہ کا شیوہ ہی ہے کہ اپنے محسن فرمانروا کو اپنی دعاؤں میں نہ بھولیں۔ باوجود ان تمام امور کے جب مذہب کا سوال آیا تو صاف اور کھلے الفاظ میں مسیحیت کی ان خطرناک غلطیوں کا اظہار کیا جو اس میں موجود ہیں اور دعوت اسلام کرنے میں دلیری سے کام لیا۔ چنانچہ جن لوگوں نے تبلیغ جو ملکہ معظمہ آنجہانی کو لکھی گئی تھی پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ کس صفائی سے اس میں دعوت اسلام کی ہے۔ پھر ستارہ قیصرہ اور تحفہ قیصریہ میں جس طرح مسیحی عقیدوں کی کمزوری اور اپنے مسیح موعود ہونے پر زور دیا ہے وہ پڑھنے والوں سے مخفی نہیں۔ یہ ساری باتیں کیوں ہوئیں۔ گورنمنٹ بجائے خود اشاعت مذہب اور تبلیغ دین سے روکتی نہیں اور ہر شخص کو اپنی مذہبی پابندی کے خلاف کوئی امر کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتی بلکہ مذہبی آزادی کی پاسداری ضروری سمجھتی ہے وہ اپنے قوانین کو بدل دینے کو آسان سمجھتی بمقابلہ اس کے کہ کسی فعل سے کسی مذہبی وقار میں فرق آوے۔ یہ اسی نیک دل گورنمنٹ کی وسعت حوصلہ اور فیاضی کی دلیل ہے۔ غرض بادشاہ وقت کے لئے دعا۔ یہ تو مشائخ اور علماء کا کام تھا۔ ایسے جلسوں میں شمولیت مذہبی حیثیت سے منع نہیں کی جا سکتی۔ مگر یہ سچ اور بالکل درست ہے کہ علماء اور مشائخ کا یہ کام نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے دینی وقار کو اپنے ہاتھوں نقصان پہنچائیں۔ اگر سناتنیوں اور سکھوں کے مذہبی جلوس کی تقلید میں یہ لوگ اتنا عرض کرتے کہ ہم اپنی مسجدوں اور حجروں میں دعا کرینگے کہ قیصر و قیصرہ اور

ہمارے حکمران کبھی بھی برا نہ مانتے۔ اور نہ اسکو وفاداری کے خلاف قرار دیتے۔ بلکہ مسلمان علماء مشائخ کی مذہبی آن کی قدر کرتے۔ مگر جب خود مسلمانوں کے مقتدا اور پیشوا جبہ اور عمامہ پہنکر آگے بڑھیں تو قیصری اقبال انہیں کیوں رد کرے۔ علماء و مشائخ کے اس وفد کی شمولیت کے لئے ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھی دہلی سے ایک پیام آیا تھا اور ایک خاص آدمی اس غرض کے لئے بھیجا گیا کہ آپ کو شمولیت کی تحریک کرے۔ مگر آپ نے اسکا جو جواب دیا وہ خدا جانتا ہے اہل دل لوگوں کے لئے بہت مفید ہوگا۔ میں نے اسوقت اس خط و کتابت کو حاصل کر لیا تھا اور میں چاہتا تھا کہ اسپر لکھوں۔ جو خط اس تحریک کے لئے لکھا گیا تھا اس میں ایک جملہ ایسا لکھا گیا ہے جس سے علماء کی حقیقت اور بھی طشت از بام ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ **دہلی کے قیام کا صرف و انتظام یہاں کے امرا پر ہے۔** جس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنی ہو سکتے ہیں اور ہیں کہ علماء کو اگر جنبش ہو سکتی ہے تو اسی ایک امر سے ہے کہ انکو یقین ہو جاوے کہ ان کے کھانے وغیرہ کا انتظام امراء کے ذمہ ہے جہاں انکو مرغن غذائیں ملینگی۔ اگر علماء کی اس حالت پر کوئی رو سکتا ہے تو روئے پھر اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریک کسی اخلاص پر مبنی نہیں بلکہ محض **علماء کی عزت قائم کرنے کے لئے**۔ اگر علماء کی عزت اسی طرح پر قائم ہو سکتی ہے تو وہ آج بھی نہیں کل بھی نہیں۔ حقانی علماء کا یہ طرز عمل نہیں ہو سکتا۔ کاش یہ تحریک ہوتی کہ علماء اپنے اپنے مقام اور اپنے حلقہ اثر میں **خاص دعاوں** کی تحریک کریں تو کیسا مفید ہوتا۔ یہ علماء اور مشائخ کیوں جمع ہوئے محض اس لئے کہ انکا وقار قائم ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسے عزوجاہ کے بھوکے پیاسے علماء سے گورنمنٹ کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ اب میں کسی لمبی تمہید کے بدون ... خط و کتابت کو درج کرتا ہوں۔

خط مولوی عبد الحق صاحب حقانی بنام خلیفۃ المسیح

جناب مخدوم و مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ پر مخفی نہیں ہے کہ آجکل علماء اور مسلمانوں کا وقار حکام کی آنکھوں میں کیا رہ گیا ہے۔ اس حالت میں بجز افسوس اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس سے ہندو بہت فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مگر اب بفضلہ تعالیٰ ایک صورت پیش آئی ہے اور وہ یہ کہ شاہنشاہ جارج پنجم کی تشریف آوری پر علماء کا ایک گروہ تہنیت کیلئے پیش ہو جس میں سرآمد علماء و اسلام شامل ہوں۔ حکام مقامی نے اس بات کو پسند فرمایا ہے۔ اور یہ انتخاب میرے متعلق ہوا ہے۔ یہ کمترین اس گروہ میں آپ کو منتخب کرتا ہے۔ اگر آپ کو میرا انتخاب منظور و پسند آوے تو میں بھی ممنون ہونگا اور علماء کے زمرہ پر احسان ہوگا۔ اور بقیہ عزت علم کی رخصت ہو رہی ہے باقی بچ جائیگی۔ منظوری سے جلد جواب عنایت کریں۔ دہلی کے قیام کا صرفہ و انتظام یہاں کے امرا پر ہے۔ جسمیں جناب حکیم حاذق الملک حافظ محمد اجمل خانصاحب بھی شریک ہیں۔ ابو محمد عبد الحق

اس خط کا جو جواب حضرت خلیفۃ المسیح نے دیا ہے وہ احمدی قوم کے لئے خصوصاً مسرت انگیز ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے اسے کس شان اور وقار کا امام دیا ہے۔ اس تقریب پر بعض خیالی عزت اور وقار کے بھوکے اور حریص علماء نے جس طرح شمولیت دربار کی کوششیں کی ہیں اگر انکا پورا چربہ اتارا جاوے تو حیرت ہو مگر ایک منقطع اور متبتل انسان نور الدین اس کا جو جواب دیتا ہے وہ نہ صرف سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ہمیشہ عزت و وقار کا صحیح نمونہ اور خدا دانی اور خدا پرستی کیلئے نشان مبین ہوکر نظر آئیگا۔ بلکہ علماء اور مشائخ کے لئے بھی ایک سبق آموز تصویر ہوگی

(نقل مکتوب نور الدین) مکرم معظم مولنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ خاکسار ایک ضعیف ضعیف العمر اسیر علیل ہے۔ گھوڑے سے گرا تھا ابتک زخم باقی ہیں۔ پھر مولنا ہم لوگ نہ علماء ہیں نہ حکماء نہ طلبا ہیں۔ پھر بادشاہوں کے حضور جانا سعدے باید۔ بہرحال جناب خود ہر طرح منتخب اور ایسے امور کے لائق ہیں۔ **دعا کو لوگ کچھ سمجھیں میں ان کا قائل ہوں دعا کرونگا** مولنا آپ بحمد اللہ عالم ہیں۔ علماء اگر اپنی اصلاح فرماویں **تو کونسی عزت ہے انکو حاصل نہیں اور انکو مل نہیں سکتی**۔ مگر موجودہ حالت میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سچ **ما اصابکم من سیئۃ فبما کسبت ایدیکم** کی تصدیق ہے۔ بادشاہ کیا کر سکیگا **یہ علماء حاصل شدہ عزت سے متمتع نہیں ہوتے کیوں؟ اسمیں کسکا قصور ہے**۔ خاکسار ۱۰ نومبر سے علیل ہے۔ اس لئے سفر کے قابل نہیں۔ والسلام نور الدین ۱۱ نومبر سنہ ۱۹۱۱ء

اس خط کو پڑھو اور بار بار پڑھو کہ اس سے علماء ربانی کی شان اور وقار کا پتہ لگتا ہے۔ میں نے حسن اعتقاد سے نہیں کیا خود وہ لوگ جو سلیم فطرت اور دانشمند دل رکھتے ہیں اسکو پڑھیں کہ اس خط لکھنے والے میں انقطاع الی اللہ کی کیسی شان ہویدا ہے دنیوی عزتوں کو کوئی وقعت نہیں دیتا علماء کی موجودہ حالت کیا اور وہ اس کے دل میں ہے۔ چونکہ بادشاہ کے لئے دل میں وفاداری اور اطاعت کا جوش رکھتا ہے اسلئے کس جوش سے کہتا ہے کہ **دعا کو لوگ کچھ سمجھیں میں اسکا قائل ہوں دعا کرونگا** اس مادہ پرستی کے زمانہ میں دعاؤں پر بھروسہ اٹھ گیا ہے اپنا اصل کام بتایا کہ ہم دعائیں کرینگے۔ چنانچہ آپ نے اور آپکی جماعت نے **دردِ دل سے اپنے بادشاہ کی ترقی اقبال و دولت اور روحانی سلطنت میں داخل ہونے کیلئے دعائیں کیں اور اب تک کرتے ہیں۔**

اس معاملہ میں حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے امام مسیح موعود اور سب کے امام اور سرتاج حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا۔ " دنیا خدا کے نزدیک مردار کیطرح ہے۔ اور خدا کو ڈھونڈنے والے ہرگز دنیا کو عزت نہیں دیتے یہ ایک لاعلاج بات ہے جو روحانی لوگوں کے دلوں میں پیدا کیجاتی ہے کہ وہ سچی بادشاہت آسمان کی بادشاہت سمجھتے ہیں اور کسی دوسرے کے آگے سجدہ نہیں کرینگے۔ البتہ ہم ہر ایک منعم کا شکر کرینگے ہمدردی کے عوض

ہوتے ہیں۔ ایک کونی ہوتے ہیں۔ ان کونی امور میں انسان کا دخل و تصرف کچھ نہیں ہوتا اور نہ ان امور کے لئے وہ مکلف ہے۔ اور نہ جزا و سزا کے لئے مامور جو امور شرعی ہوتے ہیں وہ انسان کے دخل و تصرف کے نیچے ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ ان کے کرنے یا نہ کرنے پر جزا و سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ اس کی چند مثالیں قرآن مجید سے سن لو۔ قرآن مجید میں ایک لفظ قضی ہے یہ ایک تو کونی رنگ میں بولا گیا ہے۔ جیسے فرمایا فقضٰھن سبع سمٰوٰت فی یومین (سورہ حم سجدہ) اب آسمانوں کا دو وقتوں میں بنجانا۔ اس سے انسان کو کوئی تعلق نہیں یہ اللہ تعالیٰ کے امر کے نیچے بن گیا۔ پھر یہی لفظ دوسری جگہ شرعی رنگ میں فرمایا۔ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ۔ یہاں حکم دیا کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اب یہ فعل انسان کے دخل و تصرف کے نیچے ہے۔ اور اگر وہ اس کی تعمیل نہ کریگا تو مستوجب سزا ہوگا۔

اسیطرح ایک کتب کا لفظ ہے جو کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اس میں کونی کیفیت ہے۔ کتب علیکم الصیام میں شرعی صورت ہے۔ اسیطرح اتیان کا لفظ ہے اٰتینٰہم ملکا عظیما میں اتیان کونی رنگ رکھتا ہے۔ اور ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ میں شرعی حالت ہے اسیطرح ارسل کا لفظ ہے ارسل الریاح میں تو کونی ہے اور ارسل رسولہ بالھدی میں شرعی ہے۔ اور حرمنا علیہ المراضع میں حرمت کونی ہے اور حرمت علیکم امھاتکم الآیۃ میں شرعی ہے اسیطرح کلمہ کا لفظ ہے حقت کلمۃ ربک میں کونی ہے اذ ابتلی ربہ بکلمات شرعی ہے۔

اسیطرح ارادہ کا لفظ ہے ایک جگہ فرمایا فعال لما یرید دوسری جگہ شرعی رنگ میں یرید اللہ بکم الیسر فرمایا ہے۔

غرض جب تک انسان ان الفاظ کے استعمال میں تفرقہ اور امتیاز نہیں کرتا وہ غلطی کھاتا ہے اور حدود اللہ کو توڑ کر کبھی اپنے آپ کو بری ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ یہ سخت غلطی اور گستاخی ہے اسکو چھوڑ دو اور توبہ کرو۔

اب میں اپنی تقریر کو اس خیال پر کہ نماز کا وقت تنگ ہوجاوے اور کبھی اس خیال پر کہ تم میں سے کوئی اکتا نہ جاوے اور کبھی اس لحاظ سے کہ کوئی دوسرا نہ کہے کہ میرا وقت لے لیا ختم کرتا ہوں۔ میں نے تمہیں جو کچھ کہا ہے تمہاری بھلائی کے لئے کہا ہے۔ تم میں بعض نوجوان بچے ہیں جو کہتے ہیں کہ زبان کا لائسنس لینے کا حکم نہیں۔ میں نے کہا اخباروں کے لٹریچر کو بدل دو اور کہا کہ دوسرے مذہب کے متعلق اپنی تحریروں کو نرم کرو۔ تو کہا کہ آمین یا ہن تو ان کو فتن۔ میں نے کہا کہ دھیمی چال چلو۔ مگر اب سرکاری قانون نے ان سے وہی کرایا جو میں قانون سے پہلے چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے۔ مولوی عبدالکریم کو۔ ایک مرتبہ کہا کہ نور دین بہت نرم لکھتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہم بھی ان کی نرمی پر حیران ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ فطرتیں الگ الگ ہیں۔ بہرحال تم ہماری بات کو سنو اور عاقبت اندیشی سے کام لو۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں (وصیک بتقوی اللہ)۔ تقوی اللہ اختیار کرو۔ میں اسی کو وصیت کرتا ہوں متقی بن جاؤگے تو دنیا میں بامراد اور کامیاب ہوجاوگے اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا۔ تم کو ہر قسم کی تنگیوں سے نجات دیگا۔ من حیث لایحتسب تمکو رزق ملیگا۔ تمہارے دشمن ہلاک ہونگے۔ اور بالآخر علوم حقہ تم پر کھولے جاوینگے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور بہت استغفار کرو تاکہ گناہوں کے برے نتائج سے تم محفوظ رہو اور آئندہ گناہوں کے جذبات دبا دئے جاویں۔ استغفار بہت ضروری چیز ہے اور انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو۔ جو اس کے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے اس پر کھولا جاتا ہے۔ تم میں سے بعض کمزور ہیں۔ قوت فیصلہ نہیں رکھتے اور تاب مقابلہ ان میں نہیں۔ انھیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور گر جائیں اور بہت دعا کریں الحمد شریف پڑھ کر دعا کریں۔ الحمد شریف درود شریف استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھا کرو۔ میرا اعتقاد ہے۔ لیکچر دینے میں۔ کلام کرنے میں مسائل کا جواب دینے میں۔ دعاؤں سے کام لو۔ اور الحمد شریف کو ضرور پڑھو تم اس کی عادت ڈالو نامردی اور ناکامی کو دیکھوگے ہی نہیں۔ تمہارا کام ... کرنا ہو اور سب ضروری مسئلہ لا الہ الا اللہ پر ایمان رکھو۔ بندہ کمزور ہے۔ وہ اللہ ہر آن میں تمھیں کروڑوں نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ پھر ایک اور ضروری مسئلہ کہہ کر ختم کردیتا ہوں۔ ہمارا سردار ہمارا ہادی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ غور کرو انھوں نے کس طرح دین پھیلایا۔ اور اگر وہ بھی ہماری طرح سوتے تو یہ دین ہم تک نہ آتا۔ آپ کی ان مشقتوں میں سے جو تبلیغ دین کے لئے اٹھائیں ایک ادنیٰ سی بات ہے کہ طائف میں عبد یالیل کے پاس گئے اور اس کو خدا کا کلام سنانا چاہا اس نے کہا کہ میں اوروں کو بلا لوں یہ کہکر وہ گیا اور تمام بچوں اور شہدوں کو جمع کرکے لے آیا۔ ... حرامزادوں کے ہاتھ میں پتھر تھے۔ انھیں کہا کہ جاتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ۳ کوس تک بھاگتا گیا اور مجھے نہیں معلوم کہ جاتا ہوں مگر سے لیکر پاؤں تک کے تلوے تک زخمی اور لہو لہان ہوگئے۔ ایک فرشتہ نے اس حالت میں کہا کہ میں پہاڑ کا فرشتہ ہوں اگر حکم ہو تو ان پر پہاڑ ڈال دوں آپ نے فرمایا نہیں ان کی اولاد اچھی ہوجائیگی۔ یہ ناواقف لوگ ہیں انھوں نے مقابلہ کیا ہے۔ تمھارا دل بھر نہیں آتا۔ یہ ادنیٰ مشقت ہے جو انھوں نے تبلیغ دین کے لئے اٹھائی۔ پس کثرت سے ایسے ہادی پر درود شریف پڑھو آپ کے حسن احسان بردباری۔ اور مصائب کو دیکھ کر جو اس دین کے پہنچانے میں آپ نے اٹھائے درود شریف پڑھو کہ آپ کے مدارج بلند ہوں۔ اور آپ کو کامیابیاں نصیب ہوں پس اپنے گناہوں سے استغفار کرو۔ باہم محبت بڑھاؤ بغض چھوڑ دو۔ جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہیں اور انھوں نے خدا کے فضل سے الہام کا فیض پایا ہے وہ اس فیض کی قدر کریں۔ خرمستیاں چھوڑ دیں الیسا نہو یہ نصیحت ان کے لئے وبال جان ہوجاوے۔ خدا سے ڈرو کہ اس سے ڈرنے والے ضائع نہیں ہوتے ٭

دربار دہلی پر علماء و مشائخ اور حضرت خلیفۃ المسیح

دہلی دربار کے موقع پر علماء و مشائخ کا ایک وفد بھی ... اور ادا کرنے آداب ...

ہمارے شہنشاہ ہند و برطانیہ و نوآبادیہا کے حضور پیش ہو تھا۔ یہ سوال حلقہ مشائخ میں نظام المشائخ کے ذریعہ پیش ہوا ہے۔ کہ کیا یہ فعل اہل اللہ والے لوگوں اور شان اور طریق پر ہے؟ نظام المشائخ نے پرزور الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہ مسلمان مولویوں کی تو ہم نہیں کہتے کہ اگلے میں انکا کیا طرز عمل تھا۔ آیا وہ شاہی دربار میں سلام کرنے کے لئے حاضر ہوتے تھے یا نہیں کیونکہ ہمیں ان کی بابت پورا علم نہیں مشائخ صوفیہ کے بارے میں تو صاف صاف لکھا موجود ہے کہ انھوں نے ہمیشہ بادشاہوں کے سلام مجرے سے دم چرایا۔ ... مشائخ بنا من توکل علی اللہ کے اعتماد شاہی دربار کی شرکت سے انکار کرتے تھے اور اپنی گوشہ نشینی کو تخت نشینوں سے افضل جانتے تھے" یا آج یہ عالم ہے انھیں مشائخ کے جانشین معمولی تحریکوں سے متاثر ہو شاہی کورنش کے لئے دوڑے چلے آئے"

یہ واقعہ فی الحقیقت مذہبی دنیا میں ہاں اسلامی دنیا میں قابل غور ہے۔ ہم تاج برطانیہ کی وفاداری اور اس سلطنت کی اطاعت کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ نہ اس لئے کہ قیصری شکوہ و جبروت ہمیں ایسا کرنے پر مجبور کرتا ہے بلکہ اس لئے کہ احکم الحاکمین اور وہ ذات عالی جسے چاہتا ہے تاج و تخت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے حکم دیتا ہے کہ اولوالامر کی اطاعت کرو۔ پس ہم گورنمنٹ برطانیہ کی فرمانبرداری مذہبی ... ارشاد الٰہی سمجھ کر کرتے ہیں ... راہ پر ...

ہمدردی دکھائیں گے۔ اپنے محسن کے حق میں دعا کرینگے۔ عادل بادشاہ کی خدا تعالیٰ سے سلامتی چاہینگے۔ گو وہ غیر قوم کا ہو۔ مگر کسی سفلی عظمت اور بادشاہت کو اپنے لئے بُت نہیں بنائیں گے۔"

یہ اسوہ ہمارے اُس امام کے سامنے تھا۔ پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی اسے نہیں بھولا کہ

اذا وقع العبد فی الھانیۃ الرب ومھیمنۃ الصدیقین ورھبانیۃ الابرار لم یجد احدا یاخذ بقلبہ

یعنی جب کسی بندہ کے دل میں خدا تعالیٰ کی عظمت اور محبت بیٹھ جاتی ہے اور خدا اس پہ محیط ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ وہ صدیقوں پر محیط ہوتا ہے اور اپنی رحمت اور خاص عنایت کے اندر اس کو لے لیتا ہے۔ اور ابرار کی طرح اس کو غیروں کے تعلقات سے چھڑا دیتا ہے۔ تو ایسا بندہ کسی کو ایسا نہیں پاتا۔ کہ اپنی عظمت یا وجاہت یا خوبی کے ساتھ اس کے دل کو پکڑ لے۔ کیونکہ اس پر ثابت ہوجاتا ہے۔ کہ تمام عظمت اور وجاہت اور خوبی خدا ہی میں ہے۔ پس کسی کی عظمت اور جلال اور قدرت اس کو تعجب میں نہیں ڈالتی۔ اور نہ اپنی طرف جُھکا سکتی ہے۔ سو اس کو دوسروں پر صرف رحم باقی رہ جاتا ہے۔ خواہ بادشاہ ہوں یا شہنشاہ۔ کیونکہ اس کو ان چیزوں کی طمع باقی نہیں رہتی۔ جو اُن کے ہاتھ میں ہیں۔

غرض علماء اور مشائخ جو اپنی عزت اور وقار قائم کرنے گئے تھے۔ جن میں ہمارے بڑے خطرناک مخالف بھی تھے۔ اُنہوں نے اپنے طرز عمل سے ثابت کردیا ہے۔ کہ ان کو خدا تعالیٰ سے کس حد تک تعلق ہے اور دُنیا کی عظمتوں اور شوکتوں کے وہ کس حد تک دلدادہ اور فریفتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔ اور ان پر غیر فانی نعمتوں کے دروازے کھولے۔ جو صادقوں کی محبت سے ملتی ہیں۔ آمین!

جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی توجہ طلب

قادیان اور بٹالہ کی سڑک کے متعلق میں توجہ دلا چکا ہوں۔ اور امید کی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ انشاء اللہ اچھا نکلیگا۔ آج ایک نئی ضرورت صاحب موصوف کی توجہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔ قادیان میں شراب کی دوکان ہے۔ باشندگان اس کو یہاں سے اُٹھانا چاہتے ہیں۔ اور اس سے پہلے بھی یہ تحریک ہوئی تھی۔ چونکہ ایسی تحریک پچھلے سالوں میں بعد از وقت ہوئی۔ جبکہ ٹھیکہ جات نیلام ہوچکے تھے۔ اس لئے اس مرتبہ قبل از وقت میجسٹریٹ صاحب کو توجہ دلانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ قادیان میں کوئی شخص اس دوکان کے رہنے پر رضامند نہیں۔ اس کی وجہ سے بعض اوقات شور و شر رہتا ہے۔ اس لئے یہ دوکان یہاں سے قطعاً اُٹھا دی جاوے۔ امید واثق ہے کہ اس مرتبہ جو ٹھیکہ جات نیلام ہوں گے۔ تو قادیان کا ٹھیکہ نیلام نہیں ہوگا۔ صاحب ڈپٹی انسپکٹر آبکاری کی عقلمندی سے بھی قادیان کی پبلک امید کرتی ہے کہ وہ اس دوکان کے اُٹھائے جانے کی رپوٹ کریں گے۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اسوقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت **مسیح موعود** مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات جمع کئے گئے ہیں اُن کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ ایکروپیہ (عصر)

نوٹ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے آٹھ روپے (سعہ/) مع محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

کارخانہ الحکم کی رعائتی کتب کا اعلان

...جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعایت کی گئی تھی اور جملہ کتابیں نصف پر فروخت ہوئیں ...ان لوگوں کو فائدہ اٹھانیکا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے اعلان کیا جاتا ہے کہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۲ء ...یہ کتابیں رعائتی قیمت پر ملینگی۔ سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۵۔ اور مجربات نور دین جلد سوم کے

فہرست کتب

...القرآن پارہ نمبر ۲۴ لغایۃ ۲۶ فی پارہ ایکروپیہ رعائتی قیمت ۸/

...ت نماز مسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عصر رعائتی ۸/

...ٹ جلسہ ۱۸۹۷ء حضرت اقدس اور بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ رعائتی ۸/

...سورہ بقر رعائتی قیمت عہ/

...ربات نور دین قیمت ۱۰/

روحکڑ الوی قیمت ۵/ رعائتی قیمت ۲/

اصلاح النظر آریوں کے رد میں رعائتی قیمت ۱/

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲ {پارہ نمبر ۱۵ سورہ بنی اسرائیل او کہف} قیمت عصر/

الہامات و اشتہارات ۱۹۰۵ء قیمت ۱/

حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط قیمت ۱/

محصولڈاک بذمہ خریدار

مشتہر

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر ہوتا ہے۔ بچہ اگر سست اور پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً

اسکاٹس ایملشن

دینا چاہئے اسکو دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہوجاتا ہے۔ اور وہ خوش و بشاش ہوجائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

الحکم قادیان دارالامان
۲۸-جنوری ۱۹۱۲ء

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

(نمبر اول)

آگرہ کے آریہ مسافر کی تحریروں پر مَیں نے بہت ہی کم نوٹس لیا ہے اور اس کی وجہ اُس کی زبان۔ اُس کا لہجہ۔ اور اُس کا طرز بیان ہے مَیں ہر شخص کا حق سمجھتا ہوں۔ کہ جو بات کسی مذہب کے متعلق سمجھ میں نہ آوے۔ وہ اُس پر اعتراض کرے۔ مگر یہ امر شیوہ انسانیت سے بعید ہے۔ کہ اس اعتراض کو ناگوار اور رنجیدہ طریق سے پیش کیا جاوے۔ اسی بد مذاقی اور بے اصولی نے حق و باطل میں التباس کر دیا ہے۔ اور بہت ہی کم وہ لوگ ہیں۔ جو محض حق جوئی کے لئے کوئی بات مُنہ سے کہتے ہوں۔ آریہ مسافر نے تو اپنا مشن ہی یہ قرار دے رکھا ہے۔ شروع سال سے اُس نے "اسلامی شاستر یا کی فلاسفی" کے عنوان سے اسلام کی پاک تعلیم پر اعتراض کرنے کا نیا سلسلہ شروع کیا ہے۔ میرا خیال تھا۔ کہ وہ اخبار جو خصوصیت سے آریہ مسافر کے اعتراضات کا جواب دینے کے مدعی ہیں۔ اس پر توجہ کریں گے۔ مگر اب تک اُن کی طرف سے خاموشی ہے۔ اس لئے مَیں نے مناسب سمجھا کہ آریہ مسافر کے اس سلسلہ پر مَیں کچھ لکھوں۔ و باللہ التوفیق

مذہب اسلام کا مدار کس پر ہے؟

مسافر کہتا ہے کہ "قرآن شریف کے بعد مسلمانوں کے مذہب کا دار و مدار کتب حدیث پر ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ مسلمانی مذہب کا دار و مدار زیادہ تر کتب احادیث پر ہی ہے کیونکہ قرآن میں ہر ایک آیت مختصر۔ مطلب پیچیدہ اور بہت سی آیات بالکل مہمل اور بے معنی ہیں۔ علاوہ بریں عام مسلمان قرآن کو سمجھ بھی نہیں سکتے"

معزز ناظرین! خدا کے لئے انصاف کریں۔ کہ جس شخص کی واقفیت مذہبی کا یہ حال ہو۔ کہ اسے اتنا بھی معلوم نہ ہو۔ کہ تعلیم اسلام کا مدار کس چیز پر ہے۔ وہ آج اسلام پر اعتراض کرنے کا حوصلہ کرتا ہے۔ یہ جرأت اور دلیری ایسے لوگوں کا کام ہو سکتا ہے۔ جو اپنے پہلو میں نا خدا ترس دل اور کانشنس رکھتے ہوں۔ پھر خود دعویٰ مہاشہ جی نے کیا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب کا مدار کتب احادیث ہی پر ہے۔ اس کے دلائل جو آپ نے پیش کئے ہیں۔ وہ بجائے خود پانچ دعوای ہیں۔ جن پر مَیں نے نمبر دیدیئے ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ

گمراہ مسافر دعویٰ اور دلیل میں فرق نہیں جانتا

گالیاں دینا اور بات ہے اور معقول اور مدلل بات پیش کرنا اور۔ مہاشہ جی کی اپنی ناواقفیت اور عوام کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے پہلے یہ بحث پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کے مذہب کے جاننے کے لئے کیا ذرائع ہیں اور قرآن و حدیث میں کیا تعلق ہے۔

پس معلوم ہونا چاہیئے کہ اہل اسلام خواہ وہ کسی بھی فرقے کے ہوں اپنے مذہب کا مدار قرآن مجید پر رکھتے ہیں۔ اور کتاب اللہ کو دیگر حجج شرعیہ پر مقدم اور امام ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ کتاب اللہ کے پایہ اور مرتبہ کو اور کسی کا مرتبہ نہیں پہنچتا۔ قرآن کریم وحی متلو ہے۔ اور اس کے جمع کرنے اور محفوظ رکھنے میں وہ اہتمام ہوا ہے۔ کہ یہ کام خود اللہ تعالیٰ نے آپ کیا۔ جیسا کہ فرمایا انا علینا جمعه وقرانه اور پھر انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ کسی اور کتاب کو یہ درجہ اور رتبہ نہیں ملا۔ پس قرآن کریم بہرحال امام و مقدم ہے اور قرآن کریم کے بعد جو ذریعہ اسلامی تعلیم کے معلوم کرنے کا ہمارے ہاتھ میں ہے وہ

سُنت نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہے

سُنت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور قرآن کریم کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہیگی یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو۔ کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سُنت نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا فعل جو بجائے خود قرآن مجید کی تصویر ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو ایک اعلیٰ درجہ کی فقیہہ اور متبحر عالمہ خاتون تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کی تفسیر ان الفاظ میں کرتی ہے۔

کان خلقه قرانا

یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و سیرۃ کا اگر علم حاصل کرنا چاہو۔ تو قرآن کریم کو دیکھ لو۔ اور یہ ضروری بھی تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اور اطاعت اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کا ذریعہ قرار دی گئی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید ہی میں فرمایا قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله یعنے اگر تم چاہتے ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ۔ تو میری (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اتباع کرو۔ اب جبکہ اللہ تعالیٰ کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل سے وابستہ ہے اور دوسری جگہ فرمایا لکم فی رسول الله اسوة حسنة تمہارے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

اسوہ حسنہ ہے

تو پھر سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لازمی جزو تعلیم اسلام کا ٹھہرا۔ اور یہ کوئی نئی اور نرالی بات نہیں ہے۔ سُنت اللہ اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جب جب انبیاء علیہم السلام دنیا میں آتے ہیں اور وہ ہدایات جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس آتی ہیں۔ وہ تبلیغ کے ساتھ اپنے فعل اور عمل سے اس کلام الٰہی کی تفسیر کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ اُس کلام الٰہی کا سمجھنا لوگوں کے لئے مشکل نہ ہو۔ یہ عملی ہدایت نامہ تواتر کے ساتھ دُنیا میں جاری ہو جاتا ہے اور اس وقت تک جو ہدایات و تعلیمات اسلام ہم تک پہنچی ہیں۔ اگر کوئی بھی ذریعہ نہ ہوتا تو بھی سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا زبردست ذریعہ تھا کہ وہ تعلیمات کم نہیں ہو سکتی تھیں۔ ہاں سُنت کے بعد تیسرا ذریعہ ہدایت کا احادیث صحیحہ متصلہ مرفوعہ بھی ہیں۔ لیکن ایسا قیاس کرنا کہ احادیث نعوذ باللہ قرآن کریم یا سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مقدم اور امام ہیں ایک ایسا افترا ہے جو مسلمانوں کا کوئی گروہ اس کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہو سکتا۔

پس یہ پہلی اور خطرناک غلطی ہے۔ جو گمراہ مسافر نے کھائی۔ کہ مسلمانوں کے مذہب کا مدار احادیث پر ٹھہرایا۔ حالانکہ مجرد احادیث کے لفظ میں ہر قسم کی احادیث صحیح اور غیر صحیح شامل ہو سکتی ہیں محدثین نے احادیث کی صحت و قوت کے لئے جو قواعد ترتیب دیئے ہیں۔ ان پر بحث کرنا اس وقت ضروری نہیں معلوم ہوتا۔ مگر اتنا کہنے سے مَیں رُک نہیں سکتا۔ کہ احادیث کی صحت اور قوت استدلال کے متعلق ایک موٹا اور کبھی خطا نہ کرنے والا عام فہم اصل یہ ہے کہ جو احادیث قرآن مجید اور سُنت صحیحہ کے خلاف نہیں وہ قبول کی جاتی ہیں اور باقی کی ہمیں تاویل کرنی پڑے گی۔ اور اگر کسی طرح پر وہ قرآن مجید اور سُنت صحیحہ سے مطابقت نہیں کھاتی تو افسوس کے ساتھ ہم اسے رد کر دیں گے۔

اس قدر بیان کے بعد مَیں گمراہ مسافر کے ان لایعنی دعاوی کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ جو اُس نے قرآن مجید کی نسبت کئے ہیں اور جن پر مَیں نے نمبر کے نشان لگا دیئے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کے متعلق یہ کہنا کہ ہر ایک آیت مختصر اور مطلب پیچیدہ ہے۔ ایک ایسا بیہودہ دعویٰ ہے۔ کہ بجز ایسے شخص کے جس نے قرآن مجید پر کبھی تدبر نہ کیا ہو کوئی نہیں کر سکتا اور یا وہ شخص کر سکتا ہے جو حد درجہ کا باطل پرست اور یاوہ گو ہو۔ قرآن مجید کی ہر آیت آیت اسی لئے کہلاتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے کلام ہونے کا زبردست نشان ہے اور بجز ایسے شخص کے جس کے دل و دماغ ممسوخ ہوں۔ اس کا آیت ہونا کیا بلحاظ اس کی ترتیب کلام اور اسلوب بیان کے اور کیا بلحاظ معانی اور حقائق کے سمجھ میں آجاتا ہے اور آج تک کسی معترض نے کوئی آیت پیش نہیں کی جو اس معیار پر پوری نہ اُترتی ہو۔

مَیں نہیں جانتا مختصر سے گمراہ مسافر کی کیا مراد ہے خیر الکلام ما قل و دل اگر اس نے یہ کہا نہیں تو سُنا ضرور ہوگا۔ اعلیٰ درجہ کے محرر اور مقرر کی یہی خوبی ہوتی ہے۔ کہ وہ تھوڑے الفاظ میں بہت سے مطالب کو ادا کر سکے اور یہ خوبی عربی زبان میں نہایت شان کے ساتھ نظر آتی ہے۔ اور یہ

قرآن مجید کا بہت بڑا اعجاز ہے

مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا۔ مَیں اسے ذوق مضمون کے سلسلہ میں یہاں ضمناً درج کر دیتا ہوں۔ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور انگریزی اور عربی زبان کی وسعت اور مطلب خیزی پر گفتگو ہو رہی تھی حضرت نے فرمایا کہ عربی زبان میں وسعت مطالب بہت ہے اور وہ نہایت تھوڑے الفاظ میں بڑے مطالب کو ادا کر سکتی ہے اس وقت آپ نے پوچھا کہ بھلا انگریزی میں میرا پانی کو کیا کہتے ہیں۔ ایک انگریزی خوان نے بتایا کہ my water مائی واٹر۔ آپ نے فرمایا کہ عربی میں صرف مَائی کہنے سے کام چل جاتا ہے۔ غرض اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ عربی زبان تھوڑے الفاظ میں بہت بڑے مطالب و معانی کو ادا کر سکتی ہے اور یہ خوبی اور اعجاز ہے اور قرآن مجید میں یہ اعجاز نہایت ہی اعلیٰ درجہ پر پایا جاتا ہے مگر افسوس ہے کہ یہ خوبی آگرہ کے مسافر کی نظر میں عیب ہے سچ ہے ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است۔

با ایں قرآن مجید کی آیات نہایت مفصل ہیں۔ اور قرآن مجید کی بجائے خود یہ شان اور دعویٰ اس میں موجود ہے کتاباً مفصلا۔

اور پھر ہر ایک آئت کے متعلق بھی اس نے دعویٰ کیا چنانچہ فرمایا:۔
کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ یعنی یہ کتاب جو خدا تعالیٰ حمید مجید نے نازل کی ہے اور جس کے نزول کی محرک اس کی صفات رحمٰن اور رحیم ہیں۔ ایک ایسی کتاب ہے۔ جس کی آیات مفصل ہیں۔ ... وہ آیات مفصّل نہ ہوں یہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ ہاں اس کی حقیقت کو وہ لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ جو عقلمند ہوں۔

مسافر بتائے کہ یہ دعویٰ جو قرآن مجید نے کیا ہے اس کے خلاف جب تک کوئی امر پیش نہ کیا جاوے تو محض نادانی سے کہدینا کہ آیات مختصر ہیں۔ نری جہالت نہیں تو کیا ہے؟

پھر دوسرا الزام وہ یہ دیتا ہے کہ آیات کا مطلب پیچیدہ ہے۔ اس پیچیدگی کی اگر کوئی تصریح مہاشہ جی نے کی ہوتی۔ تو البتہ میں اس پر غور کرتا۔ مگر بلا سوچے سمجھے ایک بات منہ سے نکال دینے کا تو کوئی علاج میرے پاس نہیں ہے۔ قرآن مجید تو یہ بیان کرکے کہ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى یعنے وہ لوگوں کے لئے ہدائت ہے اور ہدائتوں کی اس میں تفصیل ہے اور پھر فرمایا:۔ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ اور تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۔ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ یعنے وہ مفصل ہے۔ اس میں ہر شئے کا بیان ہے۔ وہ حکمت بالغہ ہے۔ مگر ایک ایسا شخص جس نے قرآن مجید کی پاک تعلیم پر غور ہی نہیں کیا۔ اور اگر کیا ہے۔ تو محض اعتراض کے لئے۔ وہ اس کو پیچیدہ بتائے۔ خدا کی شان!

قرآن مجید کی شان بلند پر بہت سی آیات پیش کی جا سکتی ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ گمراہ مسافر نے جو دعاوی کئے ہیں۔ وہ سب باطل اور ہیچ ہیں۔ بالآخر وہ کہتا ہے کہ عام مسلمان قرآن کو سمجھ بھی نہیں سکتے! میں نہیں جانتا کہ اس کے اس اعتراض کا منشا کیا ہے۔ اگر یہ مطلب ہے کہ قرآن مجید ایسی ادق اور مشکل کتاب ہے کہ اس کا سمجھنا مشکل ہے تو یہ دعویٰ سراسر باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی مجید کتاب میں فرمایا ہے لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ کہ ہم نے قرآن مجید کو ذکر کے لئے آسان کر دیا ہے۔ اور فی الواقعہ قرآن مجید ایسی آسان کتاب ہے کہ دُنیا میں کوئی کتاب اس بارہ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اگر یہ مطلب ہے کہ مسلمان توجہ نہیں کرتے۔ تو یہ ماننے کو ہم تیار ہیں۔ اس سے قرآن العظیم کی خوبی اور عظمت میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّر بیضا نکلا

بہرحال قرآن مجید ایک ناطق اور مبین و مفصّل کتاب ہے اور اس کی ہدائت مفصّل معنی خیز اور آیۃ اللہ ہے اور یہی کتاب ہر حال میں مقدم اور امام ہے۔ ہاں اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ جو اعتراض نادان مسافر نے قرآن کریم پر کئے ہیں۔ وہی اعتراض عملی رنگ میں وید پر ہو سکتے ہیں۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم اگلی اشاعت میں بتائیں گے کہ قرآن مجید کے مقابلہ میں

وید کی کیا پوزیشن ہے

جب تک یہ اصل صاف نہ ہولے۔ ۲۔ احادیث میں سے جو امور مسافر نے پیش کئے ہیں۔ اُن کی حقیقت اور فلسفہ بیان کرنے کی نوبت نہیں آ سکتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسافر نے جو امور اپنے خیال میں اعتراض اور تضحیک کے رنگ میں پیش کئے ہیں۔ ان کا جواب اسے مل جائیگا۔

لطف تب ہوتا۔ اگر اسلام کی تعلیم کے مقابلہ میں اپنی گھریلو تعلیم بھی پیش کرتا۔ تاکہ ناظرین کو مقابلہ اور موازنہ کا اچھا موقعہ مل جاتا۔ اس کو تو آریہ سماج کے پریس اور پلیٹ فارم تک محدود چھوڑ کر دوسروں پر حملہ کرتا ہے۔ مگر اس کی یہ حرکت فی الحقیقت اس نادان کی سی ہے۔ جو شیش محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر مارتا ہے۔ یہ بہترین راہ نہیں ہے۔ (باقی دوسرے نمبر میں۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی آمد آمد

اے آمدنت باعثِ آبادیِ ما
ذکرِ تو بود زمزمہ شادیِ ما

یہ خبر اہالیان قادیان کے لئے نہائت مسرت بخش ہے۔ کہ ہمارے ضلع کے بیدار مغز اور فراخ حوصلہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بہ تقریب دورہ قادیان تشریف لاتے ہیں۔ ایڈیٹر الحکم اس موقعہ پر صاحب ممدوح اور آپ کی لیڈی صاحبہ کی خدمت میں سب سے اول نہائت ادب اور اخلاص کے ساتھ ویلکم (Wel come) عرض کرتا ہے حکام کا دورہ ایک عجیب نعمت ہے۔ وہ باتیں جو کسی طرح بہرحال مقام حکام تک نہیں پہنچ سکتی ہیں۔ دورہ میں نہائت آسانی سے اُن کے گوش گذار کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اور در اصل حکام کے دوروں کی غرض اور غائت بھی یہی ہے۔ کہ ذمہ وار آفیسر رعایا کے حالات سے ذاتی واقفیت حاصل کریں۔ وہ لوگ بڑے ہی خوش قسمت ہیں۔ جن کو ایسا موقعہ ملے کہ ان کا اعلیٰ حاکم ان کے شہر اور گاؤں میں موجود ہو۔ اور انہیں اپنی ضروریات کے اظہار کا موقعہ دے۔ ہمارے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر میجر سی الیٹ صاحب بہادر خصوصیت سے رعایا کے ساتھ ہمدردی میں مشہور ہیں۔ اور یہ پہلا ہی موقعہ ہے۔ کہ وہ ہمارے اس قصبہ میں تشریف لاتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بالکل درست ہے کہ گذشتہ پانچسال کے اندر صرف پہلی مرتبہ ہمارے ضلع کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر یہاں تشریف لاتے ہیں۔ اس وقت چونکہ ہمیں موقعہ حاصل ہے کہ ہم صاحب ممدوح کی خدمت میں باشندگان قادیان کی بعض ضرورتوں اور خواہشوں کو پیش کریں۔ اس لئے نہائت ادب سے پیش کرنے کی جراءت کرتے ہیں۔

(اوّل) سب سے اول اور ضروری امر جس پر صاحب ممدوح کی توجہ درکار ہے۔ قادیان اور بٹالہ کی سڑک کا سوال ہے۔ اس سے پہلے بھی الحکم کے ذریعہ صاحب ممدوح کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا جا چکا ہے۔ کہ قادیان آپ کے ضلع میں اتنا بڑا اہم قصبہ ہے۔ جس کی نظیر ضلع بھر میں مشکل سے ملیگی۔ جہاں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مرحوم مغفور کی برکات کی وجہ سے تعلیمی اور رفاہ عام کی کوششیں بہترین ثمرات پیدا کر رہی ہیں۔ اور اسی وجہ آمد رفت مردمان و تجارت میں کثرت ہو رہی ہے۔ اور دن بدن قادیان کی آبادی ترقی کر رہی ہے۔ ایسی حالت میں بٹالہ اور قادیان کی درمیانی سڑک نہائت ناقص اور تکلیف دہ ہے۔ چونکہ سڑک مذکور غالباً حضور کے ملاحظہ سے گذر چکی ہے۔ اس لئے اس کے متعلق زیادہ عرض کرنے کی حاجت نہیں۔ بجز اس کے کہ از راہ کرم اس سڑک کو پختہ کرا دیا جاوے۔ اور اگر ڈسٹرکٹ بورڈ میں کافی روپیہ نہ ہو۔ تو حضور پراونشل فنڈ سے اس سڑک کی اہمیت کو زیر نظر رکھ کر امداد دلائیں۔ اس سڑک کے پختہ ہو جانے پر یہ آپ کے مبارک عہد کی انشاء اللہ بہترین یادگار رہیگی۔

(دوم) قادیان میں ایک شراب کی دوکان ہے۔ قادیان کے باشندے شراب نوش نہیں ہیں۔ باہر سے دیہاتی لوگ آکر شراب پیتے اور بعض اوقات لڑائی جھگڑوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ جس سے امن عامہ میں خرابی کے علاوہ عام اخلاق پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔ دوکان کا محل وقوع ایک مندر (ٹھاکر دوارہ) اور دھرم سالہ کے قرب میں واقع ہوا ہے۔ جو کسی طرح پر بھی مناسب اور موزوں نہیں۔ بلکہ یہ ایک ممنوع امر ہے۔ کہ ایسے موقعہ پر شراب کی دوکانیں ہوں اس سے پہلے بھی یہ معاملہ سابق صاحب ڈپٹی بہادر کے نوٹس میں لایا گیا تھا۔ لیکن چونکہ قبل نیلام ٹھیکہ ایسے امور پر توجہ نہ دلائی گئی۔ اس لئے یہ دوکان قائم رہی۔ ورنہ اس کے اٹھائے جانے کا سوال ایک سے زیادہ مرتبہ پیش ہو چکا ہے۔ اب چونکہ نیلام ٹھیکہ میں کافی وقت ہے۔ اس لئے حضور کی نیک سیرت اور اخلاق بہتری کے کاموں میں دلچسپی سے امید کرنا بے موقعہ نہیں کہ اس مرتبہ اس دوکان کو یہاں سے قطعاً اٹھا دیا جاوے۔ اور قادیان کے نام سے ٹھیکہ نیلام نہ ہو۔

(سوم) تیسرا اور ضروری امر یہاں کی نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی کے متعلق ہے۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ سب سے پہلا آدمی جس نے اس سوال کو اٹھایا تھا۔ وہ ایڈیٹر الحکم ہے اور میں اپنے ضلع کے بیدار مغز حکام کی مہربانی کا از بس ممنون ہوں۔ کہ انہوں نے الحکم کے ان مضامین کو جو اس سلسلہ میں لکھے گئے تھے۔ دقعت کی نظر سے دیکھا اور یہاں نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی قائم کی۔ کمیٹی کے قیام کی غرض حفظ صحت کے اصولوں کا لحاظ اور صفائی تھی۔ مگر کمیٹی اس معاملہ میں جس حد تک باشندگان قادیان کے لئے مفید اور بابرکت ثابت ہوئی ہے۔ وہ اس درخواست سے ظاہر ہے۔ جو باشندوں نے قادیان کی کمیٹی کے توڑے جانے کے متعلق پہلے سے حضور کی خدمت میں پیش کی ہے۔ قادیان کی اندرونی صفائی کے علاوہ جو ضروری امر ہے۔ وہ اس پانی کے نکاس کا مستقل انتظام ہے جو قادیان کے ارد گرد جمع رہتا ہے۔ اور جس کی وجہ سے قادیان کی صحت کا خطرہ میں رہنا یقینی امر ہے۔ کیونکہ ڈھابوں اور ڈبروں کا پانی جو کسی قصبے کے ارد گرد جمع رہے۔ اور

جس میں ہر قسم کی غلاظت اور گند کی پڑتی رہے۔ بہرحال مضر صحت اور ملیریا پیدا کرنے والا مانا گیا ہے۔ اور اس پانی کے نکاس کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ایڈیٹر الحکم نے ایک مرتبہ اپنے بعض معزز دوستوں اور ممبران کمیٹی کے ہمراہ یہی سوال سابق صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور پیش کیا تھا۔ اور صاحب ممدوح نے اس پانی کے نکاس کی بہترین تجویزوں پر غور کر کے ایک سکیم پیش کرنے کی ممبران کمیٹی کو زبانی ہدایت کی تھی اور فرمایا تھا۔ کہ اس سکیم کے پیش ہونے پر وہ پانچسو روپیہ تک کی امداد ڈسٹرکٹ بورڈ سے اس مقصد کے لئے دلا سکیں گے۔ مگر افسوس ہے کہ ابتک کوئی سکیم پیش نہ ہو سکی۔ اور پانی کا اس طرح قصبہ کے گرد جمع رہنا مضر صحت ہو رہا ہے۔ قادیان کی واجب العرض سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آبپاشی کے لئے کنوئیں کافی ہیں۔ اور یہ پانی آبپاشی کے لئے چنداں کام نہیں آتا۔ اگر آبپاشی کے لئے بھی اس کو رکھنا مقصود ہو۔ تو بشکل تالاب رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن جو صورت اس کی اب ہے یہ مضر صحت ہے اور اس پر ہی آجتک توجہ نہیں۔ یہ امید کرنا بے موقعہ نہیں کہ جناب ممدوح اس پانی کے نکاس کے سوال پر بھی غور فرما دیں۔

ہوس ٹیکس کی سختی سے بھی لوگ نالاں ہیں۔ اور ہوس ٹیکس کی زیادتی ضروریات کمیٹی کے لئے لازمی سمجھی جاتی ہے۔ خصوصاً جبکہ کوئی کام بھی آنریری طور پر نہ ہوتا ہو ہر کام کا نفع و نقصان تجربہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کمیٹی کی وجہ سے جو تکالیف پیش آتی ہیں۔ یہ موقع نہیں کہ ان پر تفصیلی بحث کی جاوے۔ لیکن اگر حضور پسند فرمائیں گے تو وہ تمام امور تفصیلاً بھی عرض کئے جا سکتے ہیں۔

بہرحال اس میں کوئی کلام نہیں کہ باشندگان کمیٹی سے نالاں ہیں۔ اور وہ اس بوجھ کو کسی طرح برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اور اسی بنا پر حضور کی خدمت میں ایک درخواست بھیجی جا چکی ہے۔ اس کے لئے ہماری امیدیں قابل اطمینان جواب کی طرف ہیں یہ وہ امور ہیں۔ جو حضور کی توجہ کے لئے ایڈیٹر الحکم پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہے۔ اور امید کرتا ہے۔ کہ جناب ممدوح اس پر توجہ فرمائیں گے۔

آنریری مجسٹریٹ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور

کرنل صاحب جنرل انسپکٹر پولیس پنجاب نے اپنی سالانہ رپورٹ ۱۹۱۰-۱۱ء پر ریویو کرتے ہوئے جو ریمارک آنریری مجسٹریٹوں کے متعلق کیا ہے۔ اس میں ہمارے ضلع گورداسپور کے قابل اور معاملہ فہم ڈپٹی کمشنر بہادر نے جو رپورٹ کی ہے اور اس کے ساتھ ہمارے ضلع کے صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس نے جو ریمارک اپنے ضلع کے آنریری مجسٹریٹوں کے متعلق کیا ہے۔ وہ دلچسپی سے پڑھے جانے کے قابل ہے میں اپنے ذاتی علم اور واقفیت کی بنا پر یہ کہنے میں مضائقہ نہیں پاتا کہ میجر ایلیٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی رائے اس معاملہ میں بہت صائب اور قابل قدر ہے۔ اور گورنمنٹ پنجاب کو زیادہ دیر تک اس نقصان کو برداشت کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ جو اس ضلع میں قریباً دس ہزار سالانہ کا ہو رہا ہے۔ اگر یہ روپیہ کسی اور نیک کام پر خرچ ہو تو زیادہ مفید ہو۔ میجر ایلیٹ صاحب کی معاملہ فہم طبیعت نے خوب سمجھ لیا ہے۔ کہ پبلک آنریری مجسٹریٹوں کے اس قسم کے تقرر کو پسند نہیں کرتی۔ اس میں کچھ بھی شبہ نہیں۔ کہ یہ لوگ بہ حیثیت ذیلدار اپنی پوزیشن سمجھ کر کام میں مدد دیتے تھے۔ اب وہ آنریری مجسٹریٹ ہو کر اپنے ذاتی کاموں میں اس پوزیشن سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اگر اس طریق کو موقوف کر دیا جاوے۔ تو زیادہ فائدہ پہنچنے کی توقع ہے۔ اور پبلک بہت سی دشواریوں سے بچ جائے گی۔ اس میں شک نہیں کہ آنریری مجسٹریٹوں کا تقرر مفید ہے۔ لیکن ان عہدوں پر وہ لوگ مقرر ہونے چاہئیں۔ جو پبلک خدمات میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ اور بدوں کسی معاوضہ کے گورنمنٹ کی خدمات کرنے کا جوش ان میں ہو۔ بہرحال صاحب موصوف کی رائے اس قابل ضرور ہے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب اس سے فائدہ اٹھائے۔

اشتہار قابل توجہ مبائعین مخلصین

حضرت اقدس مغفور مرحوم مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت صفحہ ۲۵ و ۲۶ میں بیعت کنندوں کو وصیت کے لئے بڑا تاکیدی حکم ارقام فرماتے ہیں۔ ہر بیعت کرنے والا جو کچھ نہ کچھ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ رکھتا ہے۔ کم سے کم اس کے دسویں حصہ کی تعمیلاً وصیت ضرور ہی کر دے لہٰذا ذیل میں اصل حکم بغرض یاد دہانی درج کیا جاتا ہے بغور پڑھ لیں۔ اور تعمیل کریں۔ (الٓمّٓ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون)۔

"یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں۔ وہ جو چاہتا ہے۔ کرتا ہے۔ بلاشبہ اس نے ارادہ کیا ہے۔ کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے۔ اور ہم خود محسوس کرتے ہیں۔ کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس فکر میں پڑے ہیں۔ کہ دسواں حصہ کل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں۔ وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں۔ اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں صحابہؓ کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا۔ اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دیئے۔ خدائے تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی بنا ڈالی ہے۔ تاکہ خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھلاوے۔ اس لئے اس نے اب بھی ایسا ہی کیا۔ اس وقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے۔ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے۔ اور ثابت ہو جائے گا۔ کہ بیعت کا اقرار انہوں نے سچا کر کے دکھلا دیا ہے۔ اور صدق ظاہر کر دیا ہے۔ بیشک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گذرے گا۔ اور اس سے ان کی پردہ دری ہو گی۔ اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکیں گے۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ لیکن اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے۔ اور ابد تک خدائے تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں گی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ جنہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں۔ اور اس کے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے۔ وہ زمانہ قریب ہے۔ کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا۔ وہ آہ مار کر کہیگا کہ کاش میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیدیتا۔ اور عذاب سے بچ جاتا۔ میں بہت قریب عذاب کی تمہیں اطلاع دیتا ہوں۔ اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو۔ کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا۔ کہ تم سے کوئی مال لوں۔ اور اپنے قبضہ میں کر لوں۔ بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کرو گے۔ اور بہشتی زندگی پاؤ گے بہتیرے ایسے ہیں۔ کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے۔ مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں یہ کہیں گے۔ ھذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

چوں کار حیات است کار نہاں
ہماں بہ کہ دل بگسلی زیں مکاں

دار الامان کا ہفتہ

۱- الحمد للہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ العزیز آپ کے اہل بیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہ عافیت ہیں۔

۲- ہفتہ زیر اشاعت میں بھی خدا کے فضل سے عمدہ بارش ہو گئی۔

جو کتب۔ اخبار اور رسالے ریویو کے لئے آئے ہیں۔ انشاء اللہ اگلی اشاعت میں ان پر ریویو کیا جائیگا۔

جو لوگ محض اس وجہ سے نواب صاحب کے استعفیٰ کو منظور کرنے کے خلاف ہیں کہ ان کے وجود پر کالج کی بہتری کا انحصار ہے- میں کھلے الفاظ میں بلاخوف لومۃ لائم کہوں گا- کہ وہ شرک کی بنیاد رکھتے ہیں- اسلام مردم پرستی نہیں سکھاتا- بلکہ وہ مردم پرستی کا دشمن ہے- تم اپنے خیرخواہوں اور کام کرنے والوں کی قدر کرو- ان کی حوصلہ افزائی کو آمادہ رہو- مگر یاد رکھو- انہیں خدا نہ بناؤ- تمہارا بھلا اسی میں ہے-

مدرسہ تعلیم الاسلام کے پُرانے طالب علم

مدرسہ تعلیم الاسلام کے پُرانے طالب علموں کے ذمہ ان کے مدرسہ کا ایک خاص فرض ہے- جس کی طرف میں دیکھتا ہوں- انہیں کسی نے توجہ دلانے کی کوشش نہیں کی یا عام طور پر کوشش کی ہے کہ اس کا کوئی عملی حصہ ہمارے سامنے نہیں ہے- مدرسہ تعلیم الاسلام کے فیض سے حصہ لینے والوں میں بہت سے نوجوان ایسے ہیں- جو کالج کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں بعض کالجوں میں ہیں اور بعض برسرکار ہیں- اگر مدرسہ تعلیم الاسلام چھوڑنے کے بعد ان کے تعلقات بہت مضبوط اور زندہ تعلقات نہ ہوں- تو ایک افسوسناک امر ہو سکتا ہے- اس میں شک نہیں احمدیت نے ان کے تعلقات کو اخوۃ کے رنگ میں رنگین کر کے انہیں مستحکم اور مستقل خدا کے فضل سے بنا دیا ہے میری غرض یہاں تعلقات کی مضبوطی سے مدرسہ تعلیم الاسلام کے ساتھ تعلقات مراد ہیں- دیکھنا یہ ہے کہ وہ مدرسہ کے لئے کیا کام کر رہے ہیں؟ اس مقصد کے لئے ضرورت ہے- کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے اولڈ بوائز کی ایک ایسوسی ایشن ہو- اور اس ایسوسی ایشن کا کم از کم ایک سالانہ اجلاس قادیان میں ہو- اس سے جہاں تعلیم الاسلام کے فرزندوں کو ایک بار جمع ہونے کا موقعہ ملیگا اس تقریب سے وہ حضرت امام کے حضور حاضر ہو سکیں گے- اور وہ اپنی مساعی اور خدمات سے مدرسہ تعلیم الاسلام کو مفید مشوروں اور روپے سے مدد دینے کے بھی قابل ہو سکیں گے- ایسوسی ایشن کی ضرورت پر بہت سے دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں- مگر یہ ضرورت ایسی بدیہی ہے- کہ میں خیال نہیں کرتا- کہ بجز شاذ کے کوئی اس سے انکار کرے- اس لئے اگر مدرسہ تعلیم الاسلام کے ہیڈ ماسٹر صاحب سکول کے پُرانے طلباء کو اس تحریک سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں- تو کچھ تعجب نہیں کہ خدا کے فضل سے ایک ہی سال کے اندر ایسوسی ایشن قائم ہو جاوے- تعلیم الاسلام کے پُرانے طالب علموں میں سے بعض ایسے نوجوان بھی ہیں- جو اس وقت قادیان کے ہائی سکول میں کام کرتے ہیں- اگر وہ اس تحریک کو اپنے ہاتھ میں لیں تو یہ ان کا کام ہے- میں نے ایک مفید تحریک کو پیش کر دیا ہے- اس کے پہلوؤں پر غور کرنا ان نوجوانوں کا کام ہے- جو اس میں مخاطب ہیں-

لالہ ہنسراج کا استعفا اور اخلاص و قربانی کی زندہ مثال

لالہ ہنسراج بی- اے پرنسپل دیانند اینگلو ویدک کالج لاہور کا نام اخلاص اور ایثار کے لئے ہمیشہ زندہ رہیگا- اس نوجوان نے کالج سے نکلتے ہی قومی خدمت کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا- اور ۲۵ سال کے عرصہ تک اپنی لگاتار محنت اور کوشش اور جفاکشی اور نفس کشی سے ثابت کر دیا کہ یہ نوجوان اپنے عقیدہ اور مذہب کے لحاظ سے قابل عزت وجود ہے- ۲۵ سال تک بغیر کسی قسم کے ذرا بھی معاوضہ کے اپنی قوم کی خدمت کرتا اور پھر ایسے وقت میں جبکہ گریجویٹوں کی خاص قدر ہوتی تھی- اور ان کے دوسرے ہم عصر کامیابی کے بعد اعلیٰ عہدوں کو حاصل کر کے دُنیا میں عزت و شہرت کے ساتھ زر اندوزی میں مصروف تھے- لالہ ہنسراج صاحب نے تمام دُنیوی عزتوں اور روپیہ کے خیال کو ترک کر کے اپنی قوم کی تعلیمی باگ اپنے ہاتھ میں لی- اور اس میں کچھ بھی کلام نہیں- کہ گذشتہ ۲۵ سال کی قومی اور علمی خدمت سے جو عزت و شہرت لالہ ہنسراج نے حاصل کی ہے- وہ روپیہ سرکاری عہدہ اور خطاب سے حاصل کردہ عزت کے مقابلہ میں لاکھوں درجہ بڑھ کر ہے- لالہ ہنسراج نے ۲۵ سال تک کام کرنے کا عہد کیا تھا خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ اپنے اس پاک عہد میں پورے اُترے اب وہ کالج سے مستعفی ہوئے ہیں- یہ استعفا انہوں نے لالہ لالچند صاحب پریسیڈنٹ کی خدمت میں بھیج دیا تھا- اس سے پہلے کہ لالہ لالچند صاحب کی موجودگی میں ان کے استعفا پر غور ہوتا- لالہ لالچند صاحب کا انتقال ہو گیا- گویا لالہ لالچند صاحب اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکے یا انہوں نے کالج کونسل کے پریسیڈنٹ کی جگہ کو اس کے جائز حقدار کے لئے خالی کر دیا- اس میں کچھ کلام نہیں کہ میں لالہ ہنسراج صاحب سے مذہبی رنگ میں سخت اختلاف رکھتا ہوں- مگر میں حق کہنے سے نہیں رُک سکتا- کہ جو شاندار خدمت اس نوجوان نے اپنی تمام خواہشوں اور آئندہ کی کامیابیوں کو کچل کر اپنی قوم کی کی ہے- وہ اس قابل ضرور ہے- کہ وہ ہر طبقہ کے لوگوں میں اپنے اخلاص اور ایثار کے لئے ہمیشہ عزت سے دیکھی جاوے- اور دوسری قوموں کے لئے سبق آموز ہو- خدا کرے کہ ایسے مخلص اور ایثار کرنے والے ہم میں بھی ہوں اور بہت ہوں- اور خود ہمیں بھی یہ توفیق ملے- آمین! بہرحال لالہ ہنسراج صاحب کو خدمت قوم میں شاندار کامیابی کے لئے مبارکباد دیتا ہوں اور بلاتامل یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں- کہ ان کا استعفا بھی تیاگ کی ایک عمدہ مثال ہے- وہ چاہتے ہیں کہ اس قومی مذبح پر کسی اور نوجوان کو آگے آنے کا حوصلہ دلائیں-

مسلمانانِ ہند اپنی آئندہ پولیسی کی تلاش میں

قرآن مجید جو نوع انسان کے لئے رحمت شفا اور ہدایت ہے- قوموں کے عروج و اقبال اور ان کے ادبار و زوال کے متعلق ایک کلیہ بیان کرتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا- جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے- یہ تبدیلی جس قسم کی ہو- اسی قسم کے اثمرہ و نتائج قومی حالت میں پیدا ہو جاتے ہیں- مسلمانوں نے جب تک اس اصل کو اپنا دستور العمل رکھا- دنیا کے ہر حصہ میں انہوں نے کامیابی حاصل کی- لیکن جب سے اخلاق کی زندگی کا ضابطہ اور قانون یورپ سے آنے لگا اور وہ مغربی تمدن و طریق سیاست کو دیکھ کر اسے ہی اپنا رہنما اور ہادی یقین کرنے لگے وہ اس راستہ سے بھٹک گئے- جو انہیں کامیابی کے شاندار منار کی طرف لئے جا رہا تھا-

آج دُنیا بھر میں مسلمانوں کی جو کچھ حالت ہو رہی ہے- وہ کسی سے مخفی نہیں- مسلمانانِ ہند امن و آرام کی سلطنت کے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں- اور یہ کہنا مبالغہ میں داخل نہیں کہ اس لحاظ سے وہ روئے زمین کے مسلمانوں سے بہتر حالت میں ہیں- مگر کچھ دنوں سے ان میں ایسی بے چینی اور گھبراہٹ پائی جاتی ہے-

گویا کوئی چیز ان کے ہاتھ سے جاتی رہی ہے

اس میں تو کوئی کلام نہیں- کہ مسلمان کوئی چیز کھو بیٹھے ہیں- مگر افسوس یہ ہے کہ انہیں اتنا بھی پتہ نہیں- کہ انہوں نے کیا کھو دیا ہے اس لئے ان کی تلاش گمشدہ بھی غلط طریق اور بے معنی اصل پر ہو رہی ہے اور اس پر ماتم کرنے کا یہ مقام ہے- کہ وہ لوگ جو انہیں اس نقصان عظیم کے وقت تسلی دے سکتے تھے یا کم از کم مفید مشورہ دے سکتے تھے- وہ انہیں ایسی راہوں پر ڈال رہے ہیں جن پر چل کر بجز بھٹکنے اور ٹھوکریں کھانے اور منزل مقصود سے دور چلے جانے کے کچھ حاصل نہ ہوگا-

مسلمانانِ ہند آجکل جس مشکل میں پھنسے ہوئے ہیں وہ

آئندہ پولیسی ہے

تقسیم بنگال کی ترمیم یا تنسیخ (جو کچھ بھی اسے کہا جاوے) کے ساتھ اسلامی ہند میں یہ سوال پیدا ہوا ہے اور مدبران قوم اس پر رائے زنی کر رہے ہیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہئے؟ جو جس کی سمجھ میں آتا ہے کہ گذرتا ہے اور پھر حیران ہو جاتا ہے- کیونکہ

نشان منزل نہیں ملتا

میں اس مضمون میں ان راؤں پر تنقید کرنے کے لئے تیار نہیں جو اب تک اس مسئلہ میں شائع ہو چکی ہیں- بلکہ میں ایک اصل مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جس کو چھوڑ کر وہ حیران ہو رہے ہیں- تقسیم بنگال یا اس کی ترمیم کوئی ایسا سوال نہیں کہ مسلمان اس سے خوش ہوں یا گھبرا جاویں- اس لئے کہ جب تک بنگال کی تقسیم نہ ہوئی تھی اس وقت مسلمانوں نے اس سوال کی ضرورت نہ سمجھی تھی- اگر تقسیم بنگال کے مسترد ہونے سے ان کے ملکی حقوق میں کوئی نقصان پیدا ہو سکتا ہے- تو جب تک تقسیم نہیں ہوئی تھی وہ نقصان اس وقت بھی موجود تھا- پھر ان کی اس وقت کی پولیسی

نے انہیں کسی غلط راستہ پر نہیں ڈال دیا تھا۔ جو انہیں کسی جدید پولیسی کی حاجت ہو۔ بہرحال میں اس پولیسی پر پھر بحث کرنے کا خدا کے فضل سے ارادہ رکھتا ہوں۔ سردست میں مسلمانوں کو اس امر سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ

انہوں نے کھویا کیا ہے اور تلاش کیا کر رہے ہیں؟

جہاں تک میں سمجھتا ہوں اور حالات اس کی تائید کرتے ہیں۔ وہ چیز جو مسلمانوں نے کھوئی ہے۔ وہ

قرآن مجید کی اتباع ہے

قرآن مجید کو ہاتھ سے دیکر مسلمانوں نے بہت نقصان اُٹھایا ہے اور اُٹھا رہے ہیں۔ اگر وہ اس پاک رسّی کو ہاتھ سے نہ دیتے تو ان میں تفرقہ نہ ہوتا اور اس شیرازہ قوم کو مضبوط اور قائم رکھنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اصل ان کو تعلیم کیا تھا۔ وہ

ایک امیر کے ماتحت ہونا ہے

امیر قوم کا مسئلہ ایسا عجیب ہے۔ اور اسلام میں اس کی تعلیم یہاں تک وسیع کی گئی ہے کہ سفر میں بھی جب دو سے زیادہ رفیق ہوں۔ اور تین سے کم کی تو اجازت ہی نہ ہوتی تھی۔ تو اس میں بھی ایک امیر کا تقرر ضروری تھا۔ اور ہر گھر اور کنبہ میں امیر قوم ہوتا تھا۔ اور اس کا زندہ نمونہ نماز کے امام کی صورت میں رکھ دیا۔ تاکہ مسلمانوں کو پانچ مرتبہ دن میں اس اسلامی اصل پر غور کرنے کا موقعہ ملے اور اس کو وہ مضبوط پکڑے رہیں۔ مگر جب بدقسمتی سے مسلمانوں نے اپنی زندگی کے لئے یورپ کا اسوہ تجویز کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ دیا تو

انہوں نے یہ یوم بد دیکھا

کہ آج انہیں اتنا پتہ نہیں لگتا کہ وہ دنیا میں کس طرح پر زندگی بسر کریں؟ مسلمانوں کو اس اسوہ حسنہ کی تعلیم اور تلقین علماء کر سکتے تھے۔ مگر انہوں نے جو راہ اختیار کی وہ اور بھی خطرناک ثابت ہوئی۔ انہوں نے بجائے اسلام میں یک جہتی اور اتحادی روح کو پیدا کرنے کے ان میں تفرقہ اندازی اور دھڑہ بندی کے اصولوں کو جاری کیا۔ اور یہ مرض ان میں محض اس وجہ سے آیا کہ انہوں نے

خود غرضی اختیار کی

حالانکہ اسلام خود غرضی کی تعلیم نہیں دیتا۔ ان جتھوں اور جرگوں سے مسلمانوں سے وہ اصل گم ہو گیا۔ جو

نیشنلٹی اور یونیٹی کے تفرقہ کو ظاہر کرتا ہے۔

اسلام نے نیشنلٹی کی تعلیم نہیں دی تھی بلکہ ہیومینٹی کی تعلیم دی تھی۔ کیونکہ نیشنلٹی کے مفہوم میں خود غرضی کے جراثیم ضرور پائے جاتے ہیں۔ یورپ اور دوسری مغربی اقوام نے نیشنلٹی کو سیکھا اور اسی کو رواج دینا چاہا تھا۔ اس لئے مسلمانوں نے اپنے دستور العمل کو چھوڑ کر اس ملمع شدہ مغربی اصول کو لے لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو پتہ ہی نہ رہا کہ کدھر جانا تھا اور کہاں جا بیٹھے۔ وہ مسلمان جو دنیا میں حقیقی اخوت اور محبت پھیلانے کے مدعی تھے۔ آج

ہندو مسلمانوں کا سوال لئے بیٹھے ہیں

اور اس سوال کی بھول بھلیوں میں پھنس کر نکلنے کی راہ نہیں پاتے۔ پس میں تو بلاخوف لومۃ لائم یہی کہوں گا۔ کہ مسلمانوں نے اسلام کو چھوڑ دیا اور قرآن مجید کو پس پشت ڈال دیا۔ ان میں کوئی دینی امام اور خلیفہ نہ رہا۔ یا انہوں نے اپنی بدقسمتی سے نہ رہنے دیا۔ وہ ایک خود رائے جماعت کی طرح جدھر جس کا منہ اٹھا چلدیئے اور منزل مقصود سے دور ہوتے گئے۔ اور اب وہ اتنے دور چلے گئے ہیں کہ

خطرناک لیڈروں اور حقیقی رہبروں میں تمیز نہیں کر سکتے

اس بے کسی اور بے بسی کے عالم میں جو کچھ بھی تکلیف وہ اٹھائیں اس کے مستحق ہیں۔ مسلمانوں کی آئندہ طرز زندگی کے متعلق کسی خاص دستور العمل کی ترتیب یا تجویز کی قرآن مجید کے ہوتے ضرورت نہیں۔ کیونکہ اگر وہ قرآن مجید پر تدبر کریں۔ تو انہیں حاکم اور محکوم۔ تاجر اور ملازم غرض زندگی کی ہر حالت اور طبقے کے لحاظ سے بسر اوقات کے طریقے تعلیم کئے گئے ہیں۔ تاہم کسی صحیح اور ناقابل خطاء اصل کی تجویز اس وقت تک ناممکن ہے۔ کہ وہ اپنے ہزاروں لیڈروں کو چھوڑ کر

ایک امام اور خلیفہ کے ماتحت نہیں ہوتے

یہی ایک وجود ہو سکتا ہے جو ان کی باہمی نزاعوں میں قول فیصل صادر کرے اور اس کی رائے اگر خدانخواستہ غلط بھی ہو۔ تو موجب ثواب اور بھلائی ہو سکتی ہے۔ اسی میں خیر و برکت ہوگی۔ اس لئے جو لوگ مسلمانوں کی آئندہ پولیسی اور ان کی آنے والی حالت پر رائے زنی کر رہے ہیں۔ انہیں سب سے پہلے اس سوال کو سوچنا چاہئے مسلمان اپنی آئندہ بھلائی اور بہتری کے لئے ہندوؤں سے مصافحہ اور معانقہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس مبارک اصلاح پر ہم سب سے پہلے خوش ہو سکتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ یہ اتفاق و اتحاد کیا انہیں فائدہ پہنچا سکیگا۔ بحالیکہ

گھر میں نفاق اور جدال ہو

اور ان کی حالت بالکل اس شعر کی مصداق ہو۔

ترا کے میسر شود ایں مقام
کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

دوسری قوموں کے ساتھ ہمارے تعلقات کس قسم کے ہونے چاہئیں۔ یہ ایک جداگانہ بحث ہے۔ سب سے اول تو یہ امر قابل غور ہے۔ کہ ہماری اپنی حالت کیا ہے؟ اگر مسلمان اس پر غور کریں تو میں سمجھتا ہوں۔ ان کی مشکل کا حل انہیں مل جاوے گا۔ خیال تو کرو۔ اگر مسلمانوں میں باہم اتفاق ہو۔ ان کی جمعیت خود منتشر نہ ہو۔ اور وہ ایک دوسرے کے لئے ایثار اور اخلاص کی صفات اپنے اندر رکھتے ہوں۔ تو ان کی مجموعی حالت بجائے خود ایک مستحکم قومیت کا نمونہ ہو سکتی ہے۔ وہ کیا بات تھی کہ ایک مٹھی بھر مسلمان دنیا میں پھیل گئے اور غیر قوموں کے ساتھ ان کے تعلقات بھی عمدہ رہے اور وہ ایک گوشہ نشینی اور گمنامی کی حالت سے نکل کر سلاطین وقت ہو گئے۔ ان کے سامنے نہ غیر زبان کا سوال آیا نہ غیر قوم کا۔ آج یہ حالت ہے کہ کہیں ہندی اور اردو کا جھگڑا ہے۔ کہیں مسلمان اور ہندو کا۔ ان تمام مصیبتوں کی جڑھ وہی ہے کہ

مسلمان ایک امام کے ماتحت نہیں

اور قرآن کریم کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ ان کی حالت کی اصلاح ہو۔ اور دنیا میں لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ [illegible] گئے جیسے وہ زندگی بسر کریں۔ تو اس کی یہی راہ ہے۔ کہ اپنی گم گشتہ متاع کو پھر پالیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سلسلہ اسی منہاج نبوۃ پر قائم کیا ہے۔ ایک امام دنیا میں آیا اور اب اس کا جانشین اپنے اسلاف کے نمونہ پر مسلمانوں میں وحدۃ قائم کرنا چاہتا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ صراط مستقیم سے نہ ہٹو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری کھوئی ہوئی عزت تمہیں ملے۔ تو تمہاری پالیسی وہی ہونی چاہئے جو قرآن کریم نے تمہیں تعلیم کی ہے۔ جب تک تم اس کو دستور العمل نہیں بناتے۔ تمہارا ایجی ٹیشن تمہاری جدوجہد محض فضول اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے۔ تم جب خدا کے ہو جاؤ گے۔ تو خدا تمہارا ہوگا۔ تمہیں کسی ایجی ٹیشن کی قطعاً حاجت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک محسن گورنمنٹ کے زیر سایہ رکھا ہے۔ وہ تمہاری ضروریات اور حقوق کو شناخت کرتی ہے اور تم سے بہتر سمجھتی ہے۔ پس تم خدا کو راضی کرو کہ وہ تمہاری بہتری کی اور راہیں کھول دیگا۔ اس سلسلہ میں انشاء اللہ العزیز اور مضامین بھی لکھنے کا ارادہ ہے۔ مگر یہ موقوف ہے توفیق ایزدی کے ملنے پر۔ مختصر الفاظ میں مسلمان اپنی آئندہ پولیسی کے لئے حیران و پریشان نہ ہوں۔ اور نہ اپنی گھبراہٹ اور بے چینی سے اپنے وقار اور صبر کو دھبہ لگائیں۔ ان کی پولیسی ہمیشہ لاتبدیل الفاظ میں یہی ہے کہ قرآن کو ہاتھ سے نہ دو۔ کیونکہ

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

اس کتاب میں کوئی ہلاکت کی بات ہی نہیں ہے۔ اگر یہ تمہارا دستور العمل ہوگا تو یاد رکھو۔ یہ تمہاری مستقل اور لاتبدیل پولیسی اسی کی ھدایت ہوگی۔ اور وہ تمہارے لئے بابرکات ہوگی۔ خدا کرے کہ تم اسے سمجھو۔ اور عمل کرو۔

صُبحِ عید

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد کا ایک واقعہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوگا کہ وہ بیت المال کے متعلق کسقدر احتیاط کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے توفیق دی۔ تو کسی اگلی اشاعت میں ہم اپنے خلیفۃ المسیح کے بعض واقعات بھی ناظرین کو سنائیں گے۔ وباللہ التوفیق۔ ایڈیٹر

عمر بن عبدالعزیز اسلامی بادشاہوں کے خاندان بنی اُمیہ کے خلیفہ گذرے ہیں۔ اُن کی نسبت تمام مورخین بالاتفاق کہتے ہیں کہ خلفائے راشدین کے بعد ایسا خلیفہ پھر کوئی نہیں ہوا۔ ان کے عدل و انصاف کے قصّے ادب کی کتابوں میں لکھے ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں جبکہ روزے ختم ہو چکے تھے۔ اور دوسرا دن عید کا تھا۔ کہ اُن کی بیوی فاطمہ اُن کے خلوت خانہ میں داخل ہوئی۔ اور اثنائے گفتگو میں کہا۔ امیر المومنین! جسطرح خدا کے بندوں کا حق آپ کی گردن پر ہے۔ اسی طرح اپنے نفس کا خیال رکھنا بھی آپ کو واجب ہے۔

خلیفہ۔ اس سے تمہارا کیا مطلب ہے۔

شہنشاہ بیگم۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ دن بھر تو مہمات خلافت میں مشغول رہتے ہیں۔ اور رات بھر عبادت الٰہی میں۔ پھر وہ کونسا وقت ہے۔ جس میں آپ کو آرام کرنا چاہیئے۔ شب بیداری کے سبب

مختصر نوٹ

خواجہ صاحب اور سنسکرت

جناب خواجہ صاحب قبلہ نے دسمبر کے آخری ایام میں نہائت قابلیت کے ساتھ پشاور میں چار متواتر لیکچر دیئے۔ جن میں صداقت اسلام کو خوب ظاہر کیا گیا۔ پشاور کے مشہور اخبار افغان نے ان لیکچروں کے متعلق قابل تعریف ریمارک کرتے ہوئے ایک خوشخبری ہمیں سنائی ہے۔ جو فی الواقعہ ایک عجیب اور خوش کن امر ہے اخبار مذکور راوی ہے کہ

"خواجہ صاحب اُن چند معدودے مسلمانوں میں سے ہیں جنہوں نے زبان سنسکرت کی تحصیل میں شاق محنت اُٹھائی۔ چنانچہ آپ کی اپنی زبانی معلوم ہوا۔ کہ آپ نے رگ وید۔ شام وید اور اتھروان وید کو ختم کر ڈالا۔ اور یجر وید کا خاتمہ بھی کوئی دن کی بات رہ گئی خدا آپ کی ہمت میں برکت ڈالے۔ اور خدمت اسلام کی توفیق بخشے"!

اخبار افغان کے اس اقتباس سے جو اس نے خواجہ صاحب کے اپنے بیان پر شائع کیا ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے سنسکرت زبان کو محنت شاقہ سے پڑھ کر ویدوں کو پڑھ لیا ہے۔ خواجہ صاحب کی یہ محنت فی الواقعہ قابل قدر ہے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ آریہ سماج کے مناظرہ میں اب سنسکرت دان ہی نہیں بلکہ ویدخوان خواجہ صاحب نئی روح پیدا کرسکیں گے بہتر ہو خواجہ صاحب ویدوں کا اردو ترجمہ شائع کردیں۔ خدا ان کی ہمت میں برکت دے۔ آمین!

لاہور کے مسلمان اخبار نویسوں میں مناقشت

نہائت افسوس سے معلوم ہوا کہ لاہور کے بعض مسلمان اخبار نویسوں میں خطرناک دُشمنی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ ایڈیٹر ملت۔ وطن اور پیسہ اخبار ایک طرف اور مسٹر ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر زمیندار دوسری طرف ہے۔ اول الذکر گروہ کہتا ہے۔ کہ زمیندار کے مضامین میں قانونی حدود سے تجاوز پایا جاتا ہے اور اندیشہ ہے کہ اس کے مضامین بے سمجھ مسلمانوں میں گورنمنٹ کے خلاف جذبہ پیدا کریں۔ ایڈیٹر زمیندار اپنے اخبار کی کامیابی کی وجہ سے فریق مذکور کا حاسدانہ پہلو اختیار کرنے کا شاکی ہے۔ اس وقت ضرورت نہیں کہ فریقین کے بیانات پر تنقید کرکے کسی ایک یا دوسرے کے حق میں فیصلہ دیا جاوے۔ بلکہ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ وجوہات شکائت کو بالائے طاق رکھ کر فریقین میں مصالحت کرادی جاوے۔ مسلمان اخبار نویس اگر کوئی برادری کی قوت رکھتے ہیں۔ اور یا اخبارات اگر اپنی قوت اور اشاعت کے باوجود اپنے بھائیوں کی بات سننے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ تو وہ خدا کے لئے مناقشت کو طول دے کر شماتت اعدا کا موقعہ نہ دیں۔ اور ایک دوسرے کو وسعت حوصلہ سے گلے لگانے کی کوشش کریں۔ نہ یہ کہ الگ کرنے کی پولیسی اختیار کریں۔

دھرم پال اور گورو کل

دھرم پال کو جب آریہ سماج میں لیا گیا تو اس کی شدھی پر بڑی دھوم دھام کی گئی۔ آریہ سماج نے اس کو دیو سماج اور مسلمانوں کے خلاف لکھنے پر آمادہ کیا اور جہاں تک ممکن تھا دھرم پال نے اپنے ہر دو محسنوں کے خلاف آریہ سماج کے لیڈروں کی تحریک یا کم از کم حوصلہ افزائی پر دل کھول کر حملے کئے۔ لیکن جب اس نے خود آریہ سماج کی اندرونی حالت پر روشنی ڈالی۔ تو آریہ سماج میں کھلبلی مچ گئی۔ اور دھرم پال کو ہر طرح گرانے کی کوشش کی گئی۔ دھرم پال نے اپنی اس روش کی غلطی کو اخلاقی جرائت سے قبول کیا۔ اور عملی طور پر ان تمام کتابوں کو جلا دیا۔ اب دھرم پال نے گورو کل کی حالت پر اپنے ماہواری رسالہ اندر کو ہفتہ وار اخبار کی شکل میں تبدیل کرکے روشنی ڈالنی چاہی ہے۔ جس سے آریہ سماج کا ایک گروہ جو پہلے سے اس سے بیزار ہے۔ سخت پیچ وتاب کھا رہا ہے۔ گورو کل کی انتظامی یا اخلاقی نگہداشت میں غلطیوں کا ہونا ممکن ہے۔ اگر گورو کل کے حامی اسے ایسی تعلیمگاہ قرار دیتے ہیں۔ جہاں فروگذاشت ناممکن ہے۔ تو ان کا یہ دعوی سراسر بیہودہ ہے۔ دوسری طرف اس میں بعض کمزوریوں کا ہونا گورو کل کی خوبی کو ملیا میٹ نہیں کرسکتا۔ اور اسقدر گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ سچائی میں بڑی قوت ہوتی ہے اگر گورو کل کے ناظم صفائی اور دیانت سے گورو کل کی ان کمزوریوں کو جو ظاہر کی گئی ہیں۔ تسلیم کرلیں اور ان کی اصلاح کی کوشش کریں۔ تو یہ زیادہ مفید اور موثر ہوگا بمقابلہ اس پولیسی کے کہ سرے سے غلطیوں سے انکار کیا جاوے اور محض پردہ پوشی کو اپنے بچاؤ کی آڑ بنایا جاوے۔

جو شخص کسی تعلیمی انسٹیٹیوشن کے نقائص کو سُن کر خوش ہوتا ہے محض اس وجہ سے کہ اس تعلیم گاہ کے مذہب سے اس کو اختلاف ہے۔ میں اسے نہائت پست حوصلہ اور دون ہمت سمجھتا ہوں۔ گورو کل کا طریقہ تعلیم بہرحال مفید اور کار آمد چیز ہے۔ اور اس کی ابتدائی حالت میں انتظامی یا اخلاقی فروگذاشتوں کا ہونا لازمی امر ہے۔ گورو کل کی خوبی یا بُرائی کا امتحان صرف مقابلہ سے ہوسکتا ہے۔ پس اندر کے اعتراضات سے فائدہ اُٹھاؤ اور اصلاح کرو نہ یہ کہ بُرا مناؤ۔ اور پردہ پوشی کرو۔

باپ بیٹے میں تنازعہ

فرقہ اہلحدیث کے ایڈوکیٹ مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی مولوی ثناء اللہ امرتسری کو اپنا روحانی بیٹا کہا کرتے ہیں۔ اور بد قسمتی سے مولوی ابو سعید صاحب کی جس طرح پر اپنی صلبی اولاد سے کسی نہ کسی رنگ میں جنگ چھڑی رہتی ہے۔ اور نوبت بہ عقوق پہنچ جاتی ہے انہیں اپنے روحانی فرزندوں سے بھی وجہ شکائت پیدا ہو ہی جاتی ہے۔ اسی بدقسمتی کا شکار ہوکر وہ ایڈیٹر اہلحدیث سے ناراض اور برسر پرخاش ہیں۔ کئی مرتبہ ان میں صلح ہوئی۔ اور پھر وہ صلح کسی دوسرے جنگ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اب پھر اہلحدیث میں یہ بحث چھڑی ہے۔ ایڈیٹر اہل حدیث کا پہلو اس معاملہ میں وزندار معلوم ہوتا ہے۔ اور ایڈیٹر اشاعت السنہ کی صرف ضد پائی جاتی ہے۔ بہرحال کیا اچھا ہو۔ اگر باپ بیٹا دونوں ایک عام مجمع میں امور متنازعہ کے متعلق فیصلہ کرلیں۔ اور ہمیشہ کے لئے اس بحث کا خاتمہ کردیں۔ یہ علمی مذاکرہ امید ہے دلچسپی سے دیکھا جائیگا۔ گر مجھے یقین نہیں آسکتا۔ کہ مولوی ابو سعید صاحب اس میدان میں آکریں۔ وہ عموماً حجت بازی سے پہلو بچانا جانتے ہیں۔ اور بس۔

ایک بابرکت تحریک

کسی شخص کریم بخش حنفی نام نے اخبار افغان میں ایک مفید اور بابرکت تحریک کی ہے۔ کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنی مساجد میں قرآن مجید کے باقاعدہ ترجمہ سُنانے اور سُننے کا مستقل انتظام کریں۔ اس سے ان کو بہت بڑے مفاد ہوں گے۔ یہ تحریک جتنی ضروری اور جیسی قابل قدر ہے۔ اس پر کچھ لکھنے کی حاجت نہیں۔ مسلمانوں نے قرآن مجید ہی کو چھوڑ کر یہ روز بد دیکھا ہے۔ اور ہجر قرآن کریم کے باعث وہ رسوا ہو رہے ہیں۔ پس اگر مسلمانوں کو ہوش آجاوے۔ اور مساجد میں قرآن مجید کے ترجمہ کا باقاعدہ درس شروع ہوجاوے تو انشاءاللہ نہائت مفید اور بابرکت ہوگا۔ اس تحریک کو عام اور عمل درآمد کے قابل بنانے کے لئے ضرورت ہے کہ وہ لوگ جو اہل اثر اور بارسوخ ہیں۔ کوشش کریں۔ اور اخبارات متواتر اس تحریک پر لکھیں۔

علیگڈھ کالج خطرہ میں

اس عنوان سے بعض اخبارات میں ایک مراسلہ گشت کر رہا ہے جس کا مطلب فقط اتنا ہے۔ کہ چونکہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۲ء کو ٹرسٹیان علیگڈھ کالج کا اجلاس ہوگا اور اس میں نواب وقار الملک صاحب کا استعفا پیش ہوگا کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ الگ نہ ہوں۔ ورنہ کالج سخت خطرہ کی حالت میں ہے۔ جن لوگوں کی اعتقادی حالت اس درجہ پر گرگئی ہو کہ وہ خدا تعالی پر بھروسہ کرنے کے بجائے ایک فانی انسان پر اس درجہ بھروسہ کرتے ہوں کہ اس کے الگ ہوجانے سے کالج کو نقصان پہنچیگا۔ وہ اگر آج ناکام نہ ہوں۔ تو کل ضرور ہوں گے۔ نواب صاحب کی خدمات کی قدر نہ کرنا احسان فراموشی اور ناسپاسی ہے۔ مگر ان کو بُت بنانا اور ان کی صحت کا فکر نہ کرنا ان کی ناقدرشناسی اور خود غرضی میں داخل ہے۔ نواب صاحب اپنی ضعیفی اور علالت کی وجہ سے کالج سے الگ ہوتے ہیں۔ وہ نمائش کے بھوکے نہیں کہ لوگ انہیں مجبور کریں اور استعفی واپس لینے کے لئے زور دیں۔ تاکہ ان کی عزت وشہرت ہو۔ ان کی نسبت ایسا خیال کرنا ان کی ہتک کرنا ہے۔ میں نواب صاحب کو مسلمانوں کا دلی خیرخواہ اور کالج کا سچا ہمدرد جانتا ہوں۔ مگر یہ نہائت بیہودگی ہے کہ انہیں اس ضعف اور علالت کی حالت میں بھی سکرٹریوں کے گورستان میں زندہ درگور ہونے کی صلاح دی جاوے۔ وہ ایک مرنے والی ہستی ہے۔ پھر اس پر اتنا اعتماد کیوں؟ خدا حی قیوم ہے۔ اس پر بھروسہ کرو۔ اس کے فضل کو ڈھونڈو گے۔ تو وقار الملک سے بہتر انسان تمہیں دیدیگا۔ کیا تمہارے اسلاف کی نظیر یں تمہارے سامنے نہیں ہیں۔ خالد بن ولید کو فاروق اعظم جیسے جلیل الشان خلیفہ نے معزول کردیا محض اس لئے کہ مسلمانوں میں خداپرستی کی روح پیدا ہو۔ وہ مردم پرست نہ بن جاویں۔ مبارک ہو فاروق کو اور مبارک ہو خالد کو جس نے اطاعت امیر کا بہترین نمونہ دکھایا۔ اور ثابت کردیا۔ کہ اس کا کام محض اخلاص فی الدین کے رنگ میں تھا

آپ کی آنکھیں آشوب کر آئی ہیں۔

خلیفہ۔ بیشک میرے نفس کا حق بھی میری گردن پر ہے۔ مگر خدا کے اور بندوں کے حق نے میرے تمام اوقات بھر دیئے ہیں۔ اب میں ڈرتا ہوں کہ اگر ان اوقات میں سے کوئی وقت اپنے آرام کے لئے نکالوں۔ تو قیامت کے دن مجھ سے باز پرس ہوگی۔

شہنشاہ بیگم۔ مگر امیر المومنین! اپنے نفس کی نسبت بھی تو آپ سے باز پرس ہوگی۔ کیا خدا آپ سے یہ سوال نہیں کر سکتا کہ ہم نے جو روح تمہارے قالب میں پھونکی تھی۔ اور جو جسم تم کو عنائت کیا تھا۔ اس کو آسائش دینا اور اس کو تازہ رکھنا تمہارا فرض تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم نے اپنے نفس کو ذرا بھی آسائش نہیں دی۔ اور تم اس آئت کے مضمون سے غافل ہو گئے۔ جو ہم نے قرآن میں نازل کی تھی۔ اور جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اے مسلمانو! تم اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

خلیفہ۔ خیر میں آئندہ سے اس کا خیال بھی رکھوں گا۔ اور اپنے آرام کے لئے کوئی وقت نکال لوں گا۔ مگر سچ پوچھو۔ تو میرا دل ہرگز اس بات کو گوارا نہیں کرتا۔ کہ میں آرام سے سوؤں اور میری رعایا بے آرام ہو۔

شہنشاہ بیگم۔ میں صرف شب بیداری کے لئے ہی نہیں کہتی بلکہ یہ بات بھی یاد دلاتی ہوں۔ کہ امیر المومنین نے خوراک میں بھی اس قدر کمی کر دی ہے۔ کہ جس سے جسمانی طاقت میں دن بدن کمی ہونے کا اندیشہ ہے۔

خلیفہ۔ تمہاری یہ نصیحت بالکل بے سود ہے۔ کیونکہ میری غذا اسقدر کافی ہے۔ کہ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں اپنی غذا میں اضافہ کروں۔ تو میری صحت میں فرق آجائیگا۔ نیند بڑھ جائیگی اور سستی اور کاہلی غالب آجائیگی۔ پھر میں اس قابل کہاں رہوں گا کہ رعایا کے اور ملک کے جو فرائض میری گردن پر ہیں۔ ان کو ہوشیاری سے انجام دے سکوں۔

شہنشاہ بیگم۔ امیر المومنین۔ یہ میں نہیں کہتی۔ کہ غذا آپ اسقدر بڑھائیں۔ بلکہ میرا منشاء ہے۔ کہ آپ کی صحت [illegible] رہے۔ اور طاقت بحال رہے۔ مقوی غذا کھانے سے میرا مطلب تھا۔ غذا پر ہی موقوف نہیں ہے۔ آپ کا لباس بھی بہت پرانا اور میلا ہو گیا ہے۔ اور میں پیوند لگاتے لگاتے تھک گئی ہوں۔ آپ جب امیر المومنین ہیں۔ تو آپ میں اسقدر مقدرت نہیں کہ نئی قمیص آپ بنا سکیں۔ اور پرانی قمیص کو بدل ہی ڈالیں۔

خلیفہ۔ ام عبداللہ۔ تم مجھے اس نصیحت سے بھی معاف رکھو میں مسلمانوں کے بیت المال پر زیادہ بوجھ نہیں ڈال سکتا۔ آخر قیامت کے روز میں اس بات کا کیا جواب دوں گا۔ کہ میں نے کافی سے زیادہ روپیہ بیت المال سے صرف کر ڈالا ہے۔ حالانکہ میرا کوئی حق نہ تھا۔ کیا تم کو خبر نہیں۔ کہ خلفائے راشدین کے مرنے کے بعد ان کے گھروں سے کوئی قیمتی چیز نہ نکلی تھی۔ اور جو ضروری سامان ان کے پاس تھا۔ وہ بھی بیت المال میں داخل کر دیا گیا۔ کیا تمہارے نزدیک میرا درجہ خدا کے سامنے ان سے زیادہ ہے؟ اور کیا میں اس بات کا زیادہ حقدار ہوں۔ کہ اپنا بوجھ بیت المال پر ڈالوں۔ اور اس کے معاوضہ میں خلافت کا کام کروں؟

شہنشاہ بیگم یہ جواب سن کر خاموش ہو گئیں۔ پھر انہوں نے چاہا کہ بال بچوں کے لئے عید کا خرچ طلب کریں۔ مگر چونکہ خلیفہ کا مزاج درست نہ پایا۔ ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکال سکیں اور چپ چاپ اس کمرے سے اٹھ کر چلی گئیں۔ دوسرے دن شوال کی پہلی تاریخ تھی۔ صبح کا وقت تھا۔ آفتاب ابھی بلندی پر نہیں آیا تھا۔ اس کی دھیمی اور سنہری کرنیں دمشق کی عالیشان عمارتوں پر پڑ رہی تھیں۔ مسلمان زرق برق پوشاکیں پہن رہے تھے۔ عطر اور خوشبو لگا کر عیدگاہ جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ کہ خلیفۃ المسلمین کے خلوت خانہ کا دروازہ کھلا۔ اور اس میں خلیفہ کی بیوی ام عبداللہ داخل ہوئیں۔ ان کے ساتھ تین چار چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ جن کی انگلیاں شہنشاہ بیگم پکڑے ہوئے تھیں۔ خلیفہ نے جو عبادت میں مشغول تھے۔ دیر کے بعد سر اٹھایا۔ اور بیگم سے مخاطب ہوئے کیوں ام عبداللہ! خیر ہے؟ تم علی الصباح ان بچوں کو ہمراہ لے کر کیوں آئیں؟

شہنشاہ بیگم۔ یا امیر المومنین یہ بچے رات بھر نہیں سوئے اور صبح تک مجھے بھی بے چین رکھا ہے۔

خلیفہ۔ کیوں۔ کیوں۔ آخر کیا سبب ہے۔ تم نے ان کو سلا کیوں نہیں دیا۔

شہنشاہ بیگم۔ میں نے ان کو سونے سے ہرگز نہیں روکا۔ یہ خود ہی جاگتے رہے ہیں۔ کل شام سے ذرا پہلے یہ وزیر اعظم کے ہاں جا نکلے تھے۔ اس کے بچوں کے لئے جو عید کے کپڑے بنائے گئے تھے۔ ان کو دیکھ کر مچل گئے۔ اور مجھ سے آکر کہنے لگے تم امیر المومنین سے کہو۔ کہ وہ ایسے ہی کپڑے ہم کو بھی بنا دیں۔ چنانچہ رات کو جو میں آئی تھی۔ یہی بات کہنے آئی تھی۔ مگر آپ کے تیور بدلے ہوئے دیکھ کر چپ چاپ چلی گئی۔ اور میں نے ایک ایک لفظ بھی ان بچوں کی نسبت زبان سے نہ نکالا تھا۔ جب میں یہاں سے واپس گئی۔ تو بچوں نے چاروں طرف سے مجھے گھیر لیا اور پوچھنے لگے۔ کہ اماں جان! تم نے ابا جان سے کیا کہا تھا اور انہوں نے کیا جواب دیا ہے؟ میں نے کہا کہ اس وقت تو میں کوئی بات نہیں کہہ سکی۔ صبح کو جاؤں گی۔ اور تمہاری بات کا جواب لاؤنگی۔ اس پر ان بچوں نے تمام رات نہ مجھے سونے دیا نہ آپ سوئے۔

خلیفہ۔ کپڑے تو ان کے پاس ہیں۔ آخر یہ کیا پہنے ہوئے ہیں۔ رہی یہ بات کہ وزیر اعظم کے بچوں کے جیسے کپڑے بنائے گئے ہیں۔ ان کے بھی بنائے جائیں۔ یہ ناممکن ہے۔ بیت المال سے دو درم روزانہ میرے لئے مقرر ہیں۔ وہ میں دے سکتا ہوں۔ اس سے زیادہ کسی طرح نہیں دے سکتا۔ کیونکہ بیت المال میں جو کچھ ہے۔ وہ مسلمانوں کا ہے۔ میں اپنے حق سے زیادہ کیونکر لے سکتا ہوں۔

شہنشاہ بیگم۔ امیر المومنین۔ کپڑے تو بے شک ان کے پاس ہیں۔ اور اگر ہم اور کپڑے بنوانے بھی چاہیں۔ تو نہیں بن سکتے۔ کیونکہ نماز عید کا وقت قریب ہے۔ ہاں صرف اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ بچوں کو عیدگاہ میں خرچ کرنے کے لئے کچھ دے دیا جائے۔ یہ مجھے بھی معلوم ہے۔ کہ دو درم روزانہ آپ کے لئے بیت المال سے مقرر ہیں۔ اور اس سے زیادہ آپ نہیں لے سکتے۔ مگر ہم تنگی سے گذران کر لیں گے دو درم آج کے اور دو درم کل کے چار درم ان بچوں کے لئے آپ بیت المال سے نکلوا دیں۔ اس سے زیادہ کی سفارش میں کبھی نہ کروں گی۔

خلیفہ۔ ام عبداللہ۔ تم عقلمند ہو کر یہ بات زبان پر لاتی ہو مجھے تعجب ہوتا ہے۔ میں تم سے سوال کرتا ہوں۔ کہ آج کے دو درم میں کس طرح بیت المال سے نکلوا سکتا ہوں جبکہ دن ابھی پورا بھی نہیں ہوا۔ اور دوسرا دن وہ تو ابھی شروع بھی نہیں ہوا۔

شہنشاہ بیگم۔ کیا آپ اتنی قدرت بھی نہیں رکھتے۔ کہ اپنی دو دن کی تنخواہ پیشگی خزانہ سے برآمد کرا سکیں۔

خلیفہ۔ (غصہ سے ناراض ہو کر) بیشک میں امیر المومنین ہوں مگر امیر الظالمین کہلانا نہیں چاہتا۔ مجھ کو جو کچھ بیت المال سے ملتا ہے۔ وہ اس بات کا معاوضہ ہے۔ کہ میں مسلمانوں کی خدمت کروں۔ جو دن ابھی پورا نہیں ہوا۔ یا شروع نہیں ہوا اور اس کی خدمت بھی میں نے انجام نہیں دی۔ پھر میں کیسے اس کے معاوضہ کا مستحق ہو سکتا ہوں۔ یہ چار درم جو تم مجھ سے مانگتی ہو۔ میں اس حالت میں خزانہ سے نکلوا سکتا ہوں۔ جبکہ تم اس بات کی ذمہ وار بنو۔ کہ میں یہ دو دن زندہ رہونگا اور مسلمانوں کی خدمت انجام دینے کے قابل رہوں گا۔ کیوں ام عبداللہ کیا تم یہ ذمہ لے سکتی ہو؟

شہنشاہ بیگم اپنے شوہر کی اس معقول دلیل کا کوئی جواب نہیں دے سکتی تھیں۔ چپ چاپ معصوم بچوں کی انگلیاں پکڑے خلوت خانہ سے نکل گئیں۔

(شریف بی بی)

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت انسان کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشو ونما اُس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مد نظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں اُن کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔

ھدیہ فی پارہ ایکروپیہ (عصہ)

نوٹ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے آٹھ روپے (سعہ) مع محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو ٭

کارخانہ الحکم کی رعائتی کتب کا اعلان

سالانہ جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعایت کی گئی تھی اور جملہ کتابیں بنصف پر فروخت ہوئیں اس سے ان لوگوں کو فائدہ اٹھانیکا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے اعلان کیا جاتا ہے کہ ۱۴ جنوری ۱۹۱۲ء تک یہ کتابیں رعائتی قیمت پر ملینگی۔ سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۵۔ اور مجربات نورِدین جلد سوم کے

فہرست کتب

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۴ تا ۱۰ فی پارہ ایکروپیہ رعائتی قیمت ۸ر
حقیقت نماز مسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عصر رعائتی ۸ر
رپورٹ جلسہ ۱۹۰۷ء حضرت اقدس اور بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ رعائتی عہ
تفسیر سورہ بقر رعائتی قیمت ۱عہ
مجربات نورِدین قیمت ۱۰

ردجکڑالوی قیمت ۵ر رعائتی قیمت ۲ار
اصلاح النظر آریوں کے رد میں رعائتی قیمت ۱۰ر
ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲ (پارہ نمبر ۱۵ سورہ بنی اسرائیل اور کہف) قیمت عصر
الہامات و اشتہارات ۱۹۰۵ء قیمت ۱ر
حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط قیمت ار

محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر
خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

الحکم

جلد ۱۶ نمبر ۵

قادیان دارالامان ۷۔ فروری ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۵ر
خواص سے ۱۰ر
ہندوستان سے باہر ۶ر
غیر مذاہب غیر مستطیع احباب سے ۱۲ر

چہ گویم باتو گر آئی چو در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

الحکم قادیان دارالامان
۷- فروری ۱۹۱۲ء

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور قادیان میں

ہمارے ضلع کے نہائت ہی قابل اور معاملہ فہم ڈپٹی کمشنر جناب میجر اے سی ایلیٹ صاحب بہادر ۲۹ جنوری ۱۹۱۲ء کی شام کو قادیان پہنچے اور ۳۰ و ۳۱- جنوری ۱۹۱۲ء کو قادیان میں قیام فرمایا- اور یکم فروری ۱۹۱۲ء کو سٹھیالی تشریف لے گئے- صاحب ممدوح کی آمد سے جو توقع کی گئی تھی- خدا کا شکر ہے کہ وہ پوری ہوئی-

جو ضرورتیں خادم قوم الحکم نے صاحب ممدوح کے سامنے رکھی تھیں- ان پر آپ نے پوری توجہ فرمائی- ان جماعتوں اور آدمیوں کو سن کر بہت ہی خوشی ہوگی- کہ صاحب ممدوح نے آئندہ قادیان سے شراب کی دوکان اُٹھائے جانے کی منظوری دیدی ہے- قادیان کی دوکان سے ڈیڑھ ہزار- کے قریب سالانہ آمدنی گورنمنٹ کو ہوتی تھی- مگر صاحب ممدوح (جو اخلاقی تربیت اور بھلائی کے دل سے خواہشمند ہیں) نے لوگوں کی اخلاقی بہتری پر ڈیڑھ ہزار- کی رقم کو قربان کرنا پسند فرمایا- اور اس طرح پر وہ تحریک جو ایڈیٹر الحکم نے کئی مرتبہ پہلے بھی کی تھی- بالآخر میجر ایلیٹ کے زمانہ میں کامیاب ہوکر ایک یادگار بن گئی- اس موقعہ پر میں میاں عطاء الحق صاحب انسپکٹر آبکاری کا بھی قادیان کی پبلک کی طرف سے شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں- جنہوں نے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں پوری توجہ فرمائی- یہ نوجوان مسلمان صیغہ مسکرات میں اپنی صاف گوئی اور دستکار گذاری کے لئے مشہور اور نیک نام ہے- اور فی الواقعہ اس قابل ہے کہ اس کی خصوصاً عزت افزائی اور قدردانی ہو- تاکہ دوسرے اہلکاروں کو فرض شناسی اور دیانت داری کے ساتھ ادائیگی فرض کا احساس ہو- بہرحال صاحب ممدوح نے قادیان سے شراب کی دوکان اُٹھائے جانے کا حکم دیدیا ہے- جو مارچ کے بعد اُٹھ جائے گی-

دوسرا امر صاحب ممدوح کے حضور قادیان کی نوٹیفائیڈ ایریا کمیٹی کے متعلق پیش کیا گیا تھا- کہ لوگ ہوس ٹیکس کے سبب نالاں ہیں- سب سے پہلا کام جو قادیان میں صاحب موصوف نے کیا وہ کمیٹی کے دفتر کا معائنہ تھا- صاحب ممدوح کمیٹی کی ضرورت اور ہوس ٹیکس کے متعلق سوال کرتے رہے- ایڈیٹر الحکم بھی اس موقعہ پر حضور کے ساتھ تھا اور اس نے نہائت ادب اور جرأت کے ساتھ عرض کیا کہ ہوس ٹیکس موقوف ہونا چاہئے- صاحب ممدوح نے بڑے غور اور فکر کے بعد بعض ایسے ٹیکس تجویز کئے- جو آسانی سے ادا ہو سکتے ہیں- اور عوام باشندگان پر ان کا اثر نہیں پڑتا- مگر ان کی مجموعی آمدنی سے اخراجات پورے ہوجاتے ہیں اس طرح پر صاحب موصوف نے ہوس ٹیکس کے آئندہ کے لئے موقوف کئے جانے کی تجویز فرمائی- جس کے لئے یہ امید کرنا بیجا نہیں کہ شروع مالی سال یعنی اپریل ۱۹۱۲ء سے ہوس ٹیکس موقوف ہوجائیگا- میں اس موقعہ پر صاحب ممدوح کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں- کہ اگر اس نئی تشخیص اور تجویز کے متعلق ابھی سے گورنمنٹ پنجاب سے خط وکتابت شروع ہوجائے- تو کچھ بعید نہیں کہ بہت جلد اس جدید انتظام کے متعلق گورنمنٹ عالیہ کے احکام نافذ ہوجائیں- تاہم یہ توقع کرنا برمحل ہے- کہ صاحب ممدوح آئندہ ہوس ٹیکس کے اس وقت تک تشخیص کرنے کی ممانعت کے احکام قادیان کی کمیٹی کے نام جاری فرمائیں گے- جب تک جدید تجویز منظور ہوکر نہ آجاوے اس سے باشندگان قادیان کو تسلی اور اطمینان ہوگا-

تیسرا اور سب سے اہم امر قادیان اور بٹالہ کی سڑک کی درستی تھی- جس کے لئے جناب والا نے نہائت مہربانی اور تلطف سے توجہ فرمائی اور فوری احکام سڑک مذکور کی درستی کے لئے سردست جاری کردیئے- اور اس کے پختہ بنائے جانے کی بہت جلد امید دلائی ہے- صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے جو مہربانی اس طرح پر ہم لوگوں پر فرمائی ہے- اس کا ایک گہرا اور نہ مٹنے والا اثر ہم اپنے دلوں پر محسوس کرتے ہیں- اور جیسا کہ صاحب موصوف کے اعلیٰ اخلاق اور وسعت حوصلہ اور بیدار مغزی اور رعایا پروری کے متعلق ہم سُنتے تھے- اس سے کہیں بڑھکر پایا- ہر امر جو آپ کے سامنے پیش کیا جاتا تھا اُسے نہائت توجہ اور حوصلہ سے سُنتے اور مناسب جواب دیتے تھے- دوسرا کام آپ نے عام لوگوں سے ملاقات کا کیا- جس نے آپ سے زبانی کچھ بھی عرض کرنا چاہا- اسے موقعہ دیا اور کافی موقعہ دیا- مدرسہ تعلیم الاسلام اور اُس کے بورڈنگ کا معائنہ فرمایا اور طلباء کی کھیلوں کا بھی معائنہ فرمایا- اس وقت آپ کے ہمراہ جناب لیڈی ایلیٹ صاحبہ بھی تھیں- وہ بھی بہت محظوظ ہوئیں- صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے ازراہ مہربانی ہمارے سلسلہ کے متعلقہ کاموں- لنگرخانہ اور مہمان خانہ اور شفاخانہ اور دفاتر کا بھی ملاحظہ فرمایا- اور ہمارے سرحدی دوستوں کو جو اس وقت اتفاق سے جمع تھے دیکھکر بہت خوش ہوئے سید احمد نور صاحب نے ان برکات کا ذکر کیا- جو اُنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ حاصل کیں- اور ان میں سے اس امر کو خصوصاً ظاہر کیا کہ اس سلسلہ کی وجہ سے اب ہم گورنمنٹ برطانیہ کی ان مہربانیوں اور احسانات کو خصوصیت سے محسوس کرتے ہیں- جو اس نے مذہبی آزادی کے رنگ میں ہم پر کئے ہیں- اور یہ یقین دلایا کہ ہم گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری اور عقیدت مندی اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں- غرض صاحب ممدوح نے تمام کاموں کو جو سلسلہ کی طرف سے ہو رہے ہیں- بڑی خوشی سے دیکھا- صاحب ممدوح کے وسعت اخلاق کا میں اگر ایک واقعہ یہاں بیان نہ کروں- تو یہ مضمون ناقص رہجاویگا- ایڈیٹر الحکم (جو خدا کے فضل سے دلیری کے ساتھ اپنے خیالات عرض کردینے کی جرأت کرلیا کرتا ہے) نے حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ کو صاحب ممدوح کی خدمت میں پیش کرنا چاہا- صاحب ممدوح معائنہ ڈسپنسری کے بعد جانے کو تھے کہ اس نے عرض کیا- حضور میں ایک خاص بزرگ کو پیش کرنا چاہتا ہوں- اتنے میں میر صاحب قبلہ اپنے معمولی سادہ لباس میں کمبل اوڑھے آپہنچے ہوئے- میں نے عرض کیا کہ میر صاحب ہم سب کے بزرگ ہیں- آپ گورنمنٹ پنشنر ہیں- اس پیرانہ سالی میں آپ نے محض لوگوں کی بھلائی اور نفع رسانی کے لئے اپنی جان پر تکلیف فرماکر ایک ایک پیسہ چندہ کا مانگا ہے- اور کئی ہزار کی رقم جمع کی ہے- آپ نے اس سے ایک ہسپتال اور ان غریب اور محتاج لوگوں کے لئے جن کو حضور نے مہمان خانہ میں دیکھا چند گھر دارالضعفاء کے بنانے کا ارادہ کیا ہے- اور یہ ہمت قابل قدر ہے- اس پر صاحب ممدوح نے فرمایا کہ کیا وہ چاہتے ہیں- کہ ان کے ہسپتال کے لئے میں ڈسٹرکٹ بورڈ سے مدد دوں- میں نے عرض کیا کہ ڈسٹرکٹ بورڈ سے تو حضور دلائیں گے وہ آپ کی جیب سے بھی چاہتے ہیں- یہ جملے میں نے ایسی بے تکلفی اور سادگی سے عرض کردیئے کہ سُننے والوں کو بھی تعجب گذرا- مگر صاحب ممدوح نے نہایت خندہ پیشانی سے سُنا اور میر صاحب کی نیک اغراض میں اپنی جیب خاص سے بھی مدد دینے کا اظہار فرمایا- اس واقعہ کے بیان سے محض غرض یہ ہے- کہ اگر دوسرے یورپین آفیسر بھی میجر ایلیٹ صاحب بہادر کے سے اخلاق سے کام لیں- تو لوگوں کے دلوں پر وہ گہرا محبت کا اثر پیدا کرسکتے ہیں- اس وقت جبکہ میجر ایلیٹ اپنی رعایا کے حلقہ میں تھے ایسے معلوم ہوتے تھے- گویا وہ ہمارے ایک بے تکلف ہمدرد ہیں- کہ ہم اپنی جو کچھ بھی ضرورت سمجھتے ہیں- صاف صاف عرض کئے جاتے ہیں* یہ نمونہ نہائت ہی حوصلہ افزا اور دیسی سوسائٹی اور یورپین سوسائٹی کے درمیان اتحاد اور محبت کا بہترین نتیجہ پیدا کرنے والا ہے اور میں سچے دل سے ضلع گورداسپور کی رعایا کو مبارکباد دیتا ہوں- کہ انہیں میجر ایلیٹ جیسا مہربان ڈپٹی کمشنر ملا ہے- غرض صاحب ممدوح نے اپنے اس دورہ میں اپنے اخلاق ومحبت اور مہربانی کا جو نمونہ دکھایا ہے وہ ہمیں نہیں بھولیگا- اس لئے ہم سچے دل سے ایسے نیکدل حاکم کی عزت واقبال کے لئے دعا کرتے ہیں-

اور اس کے ساتھ ہی یہ کم خوش نصیبی کی بات نہیں- بلکہ سونے پر سوہاگہ ہے- کہ صاحب ممدوح کے دست راست یعنی صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع منشی منورالدین صاحب بی- اے ہیں- صاحب ضلع خواہ کتنا ہی نیک خیال کیوں نہ ہوں- مگر اس کی تجاویز کے نفاذ اور اجرا میں صاحب سپرنٹنڈنٹ ورنیکولر آفس کا بھی ہاتھ کام کرتا ہے- اس لئے بعض اوقات ایسی مفید تجاویز کے اجرا اور نفاذ میں دیر یا سہل انگاری کا واقعہ ہونا ممکن ہوتا ہے- مگر ہمارے ضلع کا سپرنٹنڈنٹ بھی ایک نیکدل اور مشہور متدین نوجوان ہے- باوجود بی- اے ہونے کے اس کی زندگی نہائت سادی اور پُرانے دیسی شرفا کی طرز پر واقع ہوئی ہے- ایڈیٹر الحکم کو منشی منورالدین صاحب سے ۱۶ سال سے نیاز حاصل ہے- اور وہ وہ زمانہ ہے- جبکہ وہ ملازمت کے میدان میں آئے- ایڈیٹر الحکم اس وقت بھی ایڈیٹر ہی تھا- میں نے نہائت ہی غائر نظر سے منشی منورالدین صاحب کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے- اور کیسے ہمیشہ ایک

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

نمبر ۲

غرض گمراہ مسافر کا یہ دعوٰی سراسر باطل ہے کہ قرآن مجید
آیات مختصر اور ان کا مطلب پیچیدہ اور مہمل و بے معنی
اور یہ دعوٰی بھی محض لغو ہے کہ مسلمانوں کے مذہب کا مدار
وہ ترکتب احادیث ہی پہ ہے۔ اس کے بعد ایک
دعوٰی گمراہ مسافر نے کیا ہے۔ کہ عام مسلمان قرآن
سمجھ بھی نہیں سکتے۔ اس دعوٰی کی بیہودگی بھی دکھائی جا
ہے۔ اب قبل اس کے کہ ہم آگے چلیں۔ اور اسلامی
تعلیم کی فلاسفی پبلک کے سامنے رکھیں۔ مختصراً یہ دکھانا
ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو اعتراض اس نے قرآن کریم پر
کئے ہیں۔ دراصل ان کا اصل مستحق وہ وید ہے۔ جس سے
وہ محض ناواقف ہے۔

قرآن مجید تو ایک ایسی کتاب ہے۔ جس کے ہزاروں
بلکہ لاکھوں حافظ دُنیا کے ہر حصّہ اور ہر قطعہ میں موجود
ہیں۔ باوجودیکہ ان کی اپنی زبانیں بالکل جدا ہیں۔ لیکن

قرآن کریم کے حفظ میں سب برابر ہیں

نظارہ کیسا شاندار ہو سکتا ہے۔ جبکہ ایک ترک۔ ایک
عرب۔ ایک چینی۔ ایک افغان۔ ایک ایرانی۔ ایک
کشمیری۔ ایک بوهمی اور ایک ہندی مسلمان اپنی
مختلف زبانیں رکھتے ہوئے بھی خدا کے کلام کو ایک ہی
زبان پر پڑھتے ہیں۔ کیا وید کے حامل یہ ثابت کر سکتے ہیں
حالانکہ ان کے خیال کے موافق یہ گیان دُنیا کے آغاز میں
بقول انکے ایک ارب سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ دُنیا کو دیا
گیا۔ مگر اسقدر عرصہ کے اندر اس کلام کا ایک بھی حافظ موجود
ہے۔ یہ ایک ایسا شاندار امتیاز ہے۔ جو

دُنیا کی کسی مذہبی کتاب کو حاصل نہیں

جس کے ماننے والے باوجود مختلف زبانوں کے رکھنے کے
اس کو اصلی زبان میں پڑھتے ہوں۔ پھر اس کے بعد ایک
اور امر قابل غور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے فہم
اور اس کی زبان کے سمجھنے کا مذاق مسلمانوں میں اسقدر ہے
کہ ایک جاہل سے جاہل مسلمان بھی جو روزمرہ کی ضروریات
کے متعلق دعائیں یا کلمات کو جانتا ہے۔ وہ گویا قرآن مجید
کا بہت سا حصّہ سمجھ لیتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حامیان
وید اس امتیاز کے مقابلہ میں وید کو لا سکتے ہیں؟ اس کا
جواب صاف لفظوں میں ہے کہ ہرگز نہیں۔ ویدوں
کی زبان کے متعلق اب تک یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ مردہ
زبان ہے۔ اور کہیں بولی نہیں جاتی۔ ایسی حالت میں کہ
کسی کتاب کی زبان مردہ ہو۔ اور اس کا مذاق بھی دُنیا سے
اٹھ گیا ہو۔ پھر ویدوں کا مفہوم جسقدر مشکل نہیں بلکہ
ناممکن ہو سکتا ہے۔ وہ ایک یقینی امر ہے۔ علاوہ اور بہت امر
ہیں۔ لیکن ان واقعات کی موجودگی میں یہ نتیجہ ایسا لازمی ہے

کہ کوئی اہل عقل اس کو تسلیم کئے بدوں نہیں رہ سکتا۔
اس میں شک نہیں کہ ہر آریہ کے لئے وید کا پڑھنا پڑھانا
اور سُننا سُنانا فرضِ اوّلین قرار دیا گیا ہے۔ مگر اس فرض
کی تعمیل ایسی ہی ہے۔ جیسے ایک سچے آریہ کا چار سَو
برس عمر پانا لکھا ہے۔

نہ نو من تیل ہو نہ رادھا ناچے

جیسے کوئی آریہ اس معیار عمر پر پورا نہیں اُتر سکتا۔ اسی
طرح اس آریہ سماج کے اصول نمبر ۳ پر پورا اُترنا بھی آریوں
کے لئے سُرخ موت کا اختیار کرنا ہے۔ مجھے ضرور نہیں کہ
مَیں اپنے اس دعوٰی کو خارجی دلائل سے ثابت کرنے کی
کوشش کروں۔ بلکہ مَیں اس کو بعض تازہ اندرونی شہادتوں
سے موکد کرتا ہوں۔

اندر کی رائے

آریہ سماج کے معزز آرگن اندر مورخہ ۵-
جنوری ۱۹۱۲ء میں لکھتا ہے کہ

"وید ستیہ ودیاؤں کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور
سُننا سُنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے۔ یہ آریہ سماج کا
تیسرا اصول ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آریہ سماج میں
جو شخص داخل ہونا چاہتا ہے۔ اس سے کم از کم یہ
اُمید کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس اصول کو پڑھ لے۔ اور
اگر وہ آریہ سماج کا ممبر اور سبھا سد بننا چاہے۔ تو
آریہ سماج کے دس اصولوں پر دستخط کرتے وقت
اس اصول پر بھی دستخط کرے۔ جس کا دوسرا مطلب
یہ ہے۔ کہ ہر ایک وہ شخص جو آریہ سماجی ہے۔ وہ اخلاقی
طور پر اس بات کا اقرار نامہ یا بانڈ داخل کر چکا ہے۔
کہ وہ ویدوں کو پڑھیگا اور سُنیگا۔ اور اگر ممکن ہو
تو وہ دوسروں تک بھی ویدوں کا پیغام پہونچائیگا۔
اور سُنائیگا۔ اگر زیادہ وسیع معنوں میں ہم اس اقرار
نامہ پر وچار کریں۔ تو ہم اس نتیجہ پر پہونچنے کے لئے
مجبور ہوں گے۔ کہ ہر ایک آریہ سماجی جو کہ دیکھ بھال کر
اس عہد نامہ پر دستخط کر چکا ہے۔ وہ ویدوں کو پڑھتا پڑھاتا
اور سُنتا سُناتا ہے۔ اور کہ اس وقت جابجا آریہ سماجیوں کے
گھروں میں ٹھیک اسی طرح ویدوں کا پاٹھ ہوتا ہے جس
طرح کہ عیسائیوں کے ہاں بائیبل کا یا مسلمانوں کے ہاں
صبح کے وقت قرآن شریف کا مطالعہ کیا جاتا ہو۔ لیکن
یہ محض ایک فرضیت کا نقشہ ہے۔ اگر ہم واقعات کی بنا
پر بحث کرنے لگیں۔ تو ہمیں بالکل اس کے برعکس نظارہ
دیکھنے میں آئیگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ فی صدی ایک بھی آریہ سماجی
مشکل سے نکلیگا۔ جو ویدوں کا مطالعہ براہ راست تو ایک طرف
رہا۔ سوامی دیانند کے بھاشیہ کا بھی باقاعدہ مطالعہ کرتا ہو۔
تو اس میں کسی قسم کا مبالغہ نہیں ہوگا۔ یا دوسرے الفاظ میں ہم
یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ تمام آریہ بھائی جو آریہ سماج میں داخل
ہوتے وقت اس کے اصولوں پر دستخط کرتے ہوئے ویدوں
کا پڑھنا پڑھانا اور سُننا سُنانا اپنا دھرم تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن
اس بانڈ یا اقرار نامہ کو ایک دن کے لئے بھی پورا نہیں کرتے۔ وہ
گویا اس بات کا ثبوت دیتے ہیں۔ کہ وہ آریہ سماج کے اس
اصول کو اتنی بھی وقعت نہیں دیتے۔ جتنی کہ ایک معمولی دوکاندار
اپنی بہی کھاتے کی کتاب کو وقعت دیتا اور روزمرّہ اس کی
جانچ پڑتال کرتا رہتا ہے۔"

صرف اس قدر کہہ دینے سے کہ یہ دھرمپال کی رائے ہے جو آریہ سماج
کا دشمن ہے۔ ہمارے آریہ بھائیوں کی مخلصی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ عذر گناہ
بدتر از گناہ ہوگا۔ واقعات نفس الامری کا جواب محض سبّ یا عداوت
کے جذبات سے نہیں دیا جا سکتا۔ اور جب تک دھرمپال آریہ سماج کے
اصولوں سے بیزاری اور نفرت کا اظہار کر کے اس سے الگ نہیں ہو جاتا۔
اس کو آریہ سماج کا دُشمن کہنا محض لغو امر ہے۔

بہرحال مجھے اس سے بحث نہیں۔ اگر یہ رائے غلط اور خلاف واقعہ
ہے تو مُسافر کو واقعات کے ساتھ اس کی تردید کرنی چاہیئے۔ اس
سے معلوم ہوتا ہے کہ جو الزام وہ قرآن مجید کے متعلق لگاتا تھا۔
کہ مسلمان قرآن کو سمجھ بھی نہیں سکتے۔ یہ خود وید پر عاید ہوتا
ہے۔ کیونکہ اس کی زبان مردہ اور اس کے پڑھنے پڑھانے کا رواج
متروک ہو چکا ہے۔

اندر چندر کی رائے

اس سے بھی بڑھ کر عجیب بات یہ ہے
کہ ابھی ابھی ۱۱ ماگھ سمت ۱۹۶۸ کے
ست دھرم پرچارک میں جو آریہ سماج کے لیڈر لالہ منشی رام جی کا
اخبار ہے اور جس کے ایڈیٹر گوروکل کانگڑی کے وہ نونہال ہیں
جنہوں نے پورن برہمچاری رہ کر گوروکل کا کورس پورا کیا ہے اور
جو اب وہاں سے سناتک کی ڈگری لیکر نکلے ہیں۔ اندر چندر
سناتک نے اس میں لکھدیا ہے کہ

"ویدوں کا مول سے سمجھنا ابھی تک اتنا ہی کٹھن ہے
جتنا رشی کے سمے تھا۔ ...... ویدوں کے سمجھنے
کے لئے ابھی تک ہمارے پاس وہ سارے سادھن
اُپستت (موجود) نہیں۔ جن سے وید ویسے ہی
سمجھے جا سکیں جیسے اُپنشد یں سمجھی جا سکتی ہیں۔"

اس رائے کی موجودگی میں اب یہ کہنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ کہ
ویدوں کا اصل مطالب سمجھنے والا ابھی تک ایک بھی نہیں بلکہ
سناتک اندر چندر کی رائے کے موافق سوامی دیانند جی مہاراج
بھی گویا ویدوں کے ماہر نہ تھے۔ کیونکہ ان کے زمانہ میں جو مشکلات
وید کے سمجھنے میں تھیں۔ وہی اب بھی موجود ہیں۔ اور سوامی دیانند
جی سے پہلے کا زمانہ تو ویدوں کے لئے ایک تیرہ و تار رات کا
زمانہ قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ حالت یہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔ کہ ویدوں
کے سمجھنے کے سامان اور اسباب ہی اس وقت موجود نہیں۔
اور اس کے اصل مطالب و مفہوم کا سمجھنا مشکل ہو رہا ہے
تو یہ کہنا بالکل درست ہے کہ

وید تاریکی میں ہیں

مَیں سردست ان دو شہادتوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ اگر گمراہ
مسافر نے اس دعوٰی کی تغلیط کی۔ تو خدا کے فضل و کرم
سے ان مشکلات کو آریہ سماج کی اپنی تحریروں سے ثابت
کر دیا جائیگا۔ جو ویدوں کے اصل مطالب کے سمجھنے کی راہ میں
حائل ہیں۔ اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا۔ کہ خود وہ مشکلات ویدوں
ہی کے متعلق ہیں۔ اور اسی لئے برہمچاری اندر چندر
نے اعلان کر دیا ہے کہ

قابل۔ محنتی۔ انصاف پسند اپنے فرض کو دیانت و امانت سے ادا کرنے والا انسان پایا ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ مجھ سے زیادہ ہمارے مہربان ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر منشی منورالدین صاحب کے کمالات سے واقف ہوں گے۔ مگر میں اتنا کہنے سے نہیں رُک سکتا۔ کہ اس ذمہ واری کے عہدہ پر منشی منورالدین صاحب کا بے لوث زندگی بسر کرنا دوسرے لوگوں کے لئے ایک قابل قدر نظیر ہے۔ گر ابتک منشی صاحب جیسے قابل اور متدین آدمی کو بہت آگے نکل جانا چاہئے تھا جس کے لئے آنکھیں منتظر ہیں۔ تاہم وہ لوگ جو دیانت اور امانت اور فرض شناسی کی زندگی کے قدردان ہیں۔ میجر ایلیٹ صاحب بہادر سے یہ امید کرنے میں غلطی پر نہیں ہو سکتے۔ کہ میجر ایلیٹ کا ہاتھ خدا کے فضل و کرم کے ساتھ اپنے لائق گریجویٹ اور کارگذار سپرنٹنڈنٹ کو آگے بڑھانے میں اپنی طاقت سے پورا کام لے گا۔

بالآخر میں قادیان کے باشندگان اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے جناب ممدوح کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اُن رفاہ عام کاموں کے لئے جن کی طرف قادیان کے مقام پر حضور نے توجہ فرمائی۔

حقیقی لیڈر

کرزن گزٹ "ہمارے لیڈر اور اُن کے اقسام" کے عنوان سے ایک آرٹیکل کے شروع میں لکھتا ہے کہ

"زمانہ بدل رہا ہے اور اس کے ساتھ اہل زمانہ کا مذاق بھی بدلتا جاتا ہے۔ جو باتیں نصف صدی پہلے معیوب سمجھی جاتی تھیں۔ آج وہ ہنر تصور کی جاتی ہیں اور جو باتیں ہنر سمجھی جاتی تھیں۔ آج اُن سے نفرت ہی نہیں کی جاتی۔ بلکہ اُن کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

اس تبدیل مذاق اور تبدیل خیالات نے ہمارے تمدن معاشرت بلکہ مذہب میں ایک جدت پیدا کر دی ہے۔ اور وہ جدت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ ظاہر بین نظریں اس جدت کو قوم کے حق میں مفید سمجھ رہی ہیں۔ مگر غور بین اور زیادہ توجہ سے نظر کرنے آنکھیں قوم کے حق میں اس عظیم تبدیلی کو زہریلا خیال کر رہی ہیں۔

کسی قوم کی اصلاح کا مدار قوم کے افراد کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔ بلکہ رہنمایان قوم کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ جس طرح ایک جری سے جری اور شائستہ سے شائستہ سپاہی بغیر افسر کی رہبری کے میدان جنگ میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح قومی افراد باوجود مہذب اور فہمیدہ ہونے کے بھی بغیر لیڈر یا رہبر کے نہ اصلاح حال کر سکتے ہیں اور نہ [illegible] کا [illegible] وار [illegible] کر سکتے ہیں۔

[illegible] مسلمانوں کو [illegible] اچھا لیڈر آسمان سے [illegible] جس [illegible] دوسرے [illegible] کی ضرورت نہیں [illegible] وہ قرآن مجید ہے۔ [illegible] مسلمانوں کا یہی لیڈر رہا [illegible] میدان جنگ میں۔ سلطانی دربار [illegible] اور [illegible] مجلس علماء اور دارالعلوموں میں ہمیشہ بحیثیت لیڈر یہی قرآن پیش کیا جاتا تھا اور یہی آقائی تمام امور کا فیصلہ کر دیتا تھا۔ اور اس کے فیصلہ کے آگے سب گردنیں جھکا دیتے تھے۔

علماء اور [illegible] کے جھگڑے [illegible] قرآن مجید جھنڈے پر بلند کیا گیا تھا۔ ابن عباس نے اسی قرآن کو درمیان دیکے علی کی جان بیس ہزار مسلح خارجیوں سے بچائی تھی۔ اسی طرح کوئی وقت۔ کوئی موقعہ۔ کوئی جگہ کوئی بات ایسی نہیں ہوئی۔ کہ قرآن مجید حکم نہ بنا ہو۔ مگر مسلمانوں میں جب ملکی تنزل شروع ہوا۔ تو اس کے ساتھ ہی خدا پرستی بھی معرض زوال میں آنے لگی۔ جب یہ دونوں چیزیں اپنی انتہا پر پہنچ گئیں۔ تو قرآن مجید کی عملی تعظیم بالکل مفقود ہو گئی۔ اور اب مسلمانوں کا کوئی سردھرا نہ رہا۔ بہت سے علماء ہوئے اور گذر گئے۔ مگر وہ سوائے مذہبی اختلاف پیدا کرنے یا مذہب کو طول و طویل بنانے کے مسلمانوں کو نہ ملکی فائدہ پہنچا سکے نہ مذہبی۔ سب کا راگ الگ تھا۔ اور سب کی ڈفلی علیحدہ علیحدہ۔ قوم برابر دھر خدا پرستی میں تنزل کرتی گئی۔ اور ادھر خداوند تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت یعنی سلطنت ان کے ہاتھ سے نکلتی رہی۔ اور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی۔ کہ وہ یک مشت [illegible] و گوش لیکے رہ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔"

ہماری حالت

ہمارے معزز بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے جو لیکچر "اسلام اور علوم جدیدہ" کے عنوان سے دیا ہے۔ اس میں آپ نے موجودہ حالت کا جو نقشہ کھینچا ہے۔ وہ قابل غور ہے۔ امید ہے تعلیم یافتہ اور عوام مسلمان غور کر کے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور چھوٹے بڑے اپنی حالت پر نظر کر کے اصلاح کی توفیق خداتعالیٰ سے چاہیں گے۔

"آدم کی پیدائش پر آدم کے متعلق دو باتوں کی توقع دو طرفوں سے کی گئی تھی۔ اگر خدا نے تعالیٰ اس امر کا آدم سے متوقع تھا کہ اولاد آدم فرشتوں کی مسجود ہو گی۔ تو ملائکہ کی توقع وہ تھی جو اُن کے اس قول سے ظاہر ہوتی۔

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ

کیا آدم اس لئے بنایا جاتا ہے کہ وہ دُنیا میں موجب فساد اور قتل مقاتلہ کرے۔ چلو خلیفۃ الارض کی حیثیت میں مسجود ملائکہ تو سہی مقصد نہ مانہ سہی۔ یہ ہم سے کب ہو سکتا تھا۔ کہ ملائکہ جیسے وجود ہم سے ایک توقع رکھیں۔ اور ہم اُس کو پورا نہ کریں۔ کونسا فساد ہے جو ہم نہیں کرتے؟ کونسی مفسدہ پردازیاں ہیں۔ جو ہمارے ہاتھ کا کھیل نہیں؟ کونسی اصلاح ہے کہ جس کے مقابل علم مخالفت ہم بلند نہیں کرتے؟ ہم ہیں کہ قعر مذلت میں روز بروز گرتے جاتے ہیں۔ جاہلانہ زندگی ہے ہم کو عار نہیں اخلاق ہمارے تباہ ہو رہے ہیں۔ معاشرت ہماری بگڑی ہوئی ہے۔ سوسائٹی ہماری بدکرداریوں کا پردہ۔ فسق و فجور کے ہم بادشاہ ہو رہے ہیں۔ ادنیٰ [illegible] وثیقہ ہمارے [illegible] نہ [illegible] کا خیال۔ نہ [illegible] کا احساس۔ جو حالات ہیں۔ تو ہم سے [illegible] شراب خانہ خراب سے [illegible] رونق ہے۔ تو ہم جانتے ہیں [illegible] بھار رکھا ہے [illegible] تو ہم اچھا [illegible] تو وہ باتیں ہیں [illegible] متعلق آپ [illegible] سے تعلیم یافتہ طبقہ یہ فرماتے [illegible] ہیں جو [illegible] قوم میں [illegible] لیکن [illegible] آپ [illegible]

کروں کہ کیا آپ ایک دوسرے کے مقابل پر سرپیکار نہیں؟ کیا آئے دن انجمنوں میں۔ کمیٹیوں میں۔ مجلسوں میں ہماری ذاتی غرضیں ہمیں ایک دوسرے کے مقابل نہیں لا رہی ہیں؟ کیا ہم ایک دوسرے پر الزام لگانے میں مشاق نہیں؟ اگر اتفاقاً ہم میں سے کوئی قومی خدمت کا دستہ لے۔ تو کیا ہم اُس پر نفسانیت کا الزام دینے کو تیار نہیں۔ ہم نہ خود کوئی کام کرتے ہیں۔ اور جو کرتے ہیں۔ چلو ذاتی غرض سے ہی سہی۔ اُن کو کرنے نہیں دیتے۔ کیا اگر ہم میں کوئی محض فضل ربی سے صف اول میں آ جاوے۔ اور گورنمنٹ کے مراحم خسروانہ کا مورد ہونے لگے تو ہم میں حسد نہیں بھڑک اٹھتا۔ اور اُس کی پبلک میں تضحیک و تذلیل کے ہم درپے نہیں ہو جاتے؟ کیا بعض وقت آفیشل سرکل میں عزت پانے کے لئے ہم قوم فروشی۔ دین فروشی۔ دوست فروشی نہیں کیا کرتے؟ اس میں شک نہیں کہ ہمارے دماغ روشن ہیں۔ اور ہم اصلاح کے لئے آئے دن انجمنوں اور اسوسی ایشنوں کی بنیاد بھی ڈالتے ہیں۔ لیکن خدا را بتلاؤ۔ انجمنیں جو ہم بناتے ہیں قوم کو فائدہ پہنچانے کے لئے یا اپنے کلاہ عزت میں ایک پر اور لگانے کے لئے یعنی ان دو تین چوبی کے عہدوں کو حاصل کرنے کے لئے کہ جس سے ہم دُنیا میں فلاں انجمن یا اسوسی ایشن کے پریسیڈنٹ یا سکرٹری کہلائیں؟ کیا اگر چلتی ہوئی انجمنوں میں ہمیں عہدہ نہ ملے۔ تو اُن انجمنوں کی بیخ کنی کرنے کے۔ ہم نئی انجمنیں نہیں بنا لیا کرتے؟ بسا اوقات قومی مفاد اور قومی انٹرسٹ کو ہم نے نفسانیت کے مذبحہ پر قربان نہیں کیا۔ ہم میں کون ہے۔ جس نے قوم کی خدمت کی۔ لیکن خطاب حاصل کرنے معزز عہدہ پانے اور بڑے آدمی کہلانے کے خیال کو سر سے نکال دیا؟ ہم تعلیم پا کر بیشک چار پیسے کما لیتے ہیں۔ ہم اور ہمارے خاندان کے تعلق والے خوش حال زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن کیا اُس روپیہ میں قوم کا بھی کوئی حصہ ہے؟

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخین نے دروغ بافیوں کی انتہا کر دی۔ بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرہ سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا جس کا ترجمہ ماہوار

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف [illegible] میں اعلیٰ درجہ کے علمی تاریخی فلسفی تمدنی۔ اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

۸۰ صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ بہیہ ناظرین کرتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ [illegible] کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

"تب ویدی کوئی ایسا دھرم گرنتھ ہے جس کے مول ماتر کو پڑھ کر منش دھرم کر سکتا ہے یا نہ کر سکتا ہے۔ تو وہ اپ نشد ہیں"

اس اعلان کے بعد آریوں کے ہاتھ میں ویدوں کا جو کچھ رہ جاتا ہے۔ وہ ناظرین خود سمجھ لیں۔ مجھے تشریح کی ضرورت نہیں ایسی حالت میں ویدک تعلیم کی فلاسفی کیا ہوگی۔ اب جب کہ ویدوں کی پوزیشن قرآن مجید کے مقابلہ میں دکھائی جا چکی ہے۔ میں اس تعلیم پر توجہ کرتا ہوں۔ جو گمراہ مسافر نے اپنے خیال میں بہ رنگ استہزا پیش کی ہے۔

مسافر کا ایک اور بے دلیل دعویٰ

میں نے اوپر دکھایا ہے کہ قرآن مجید کے متعلق جو دعاوی مسافر نے کئے تھے۔ وہ محض بے دلیل اور دل آزاری کے لئے تھے۔ اب اس کا ایک اور دعویٰ بلا دلیل بھی سن لو۔ وہ کہتا ہے کہ "محض اس نیت سے کہ ان چھ اسلامی احادیث کی فلاسفی کا جنہیں ہمارے بھائیوں نے چھ شاستروں کی جگہ اپنے لئے مانیہ مقرر کیا ہوا ہے۔ اصل شاستروں کی فلاسفی سے مقابلہ کر کے ہندو مسلمان ستیہ کا گرہن اور استیہ کا تیاگ کریں" یہ ایک دعویٰ ہے۔ جس کا مفہوم صاف لفظوں میں یہی ہے کہ مسافر اسلامی اور ہندو شاستروں کی تعلیم کو بالمقابل رکھدیگا۔ مگر جب موقعہ آتا ہے۔ تو خاموشی سے گذر جاتا ہے۔ مقابلہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ اسلامی تعلیم کے مقابلہ میں ویدک تعلیم پیش کرتا۔ مگر اس کو تو چھپاتا ہے۔ ناظرین خود دیکھ سکتے ہیں۔

گناہ بھی پانی سے دھل جاتے ہیں

جامع ترمذی میں ایک حدیث ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب مسلمان یا مومن آدمی وضو کرتا ہے اور اپنا منہ دھوتا ہے۔ تو اس کے منہ سے تمام ایسے گناہ جن کی طرف سے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے پانی کے ساتھ یا آخر قطرہ پانی کے ساتھ خارج ہو جاتے ہیں الآخرہ اس حدیث کو مسافر نے درج کیا ہے۔ اور اپنے خیال میں یہ سمجھا ہے۔ کہ اس کے ناظرین میں کوئی بھی صاحب عقل نہیں۔ اس لئے وہ اس کو پڑھ کر ہنسیں گے۔ لیکن اگر مسافر اور اس کے ناظرین میں کچھ بھی اخلاقی حس ہے اور وہ سچائی کو قبول کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ تو جو کچھ بھی اس کی حقیقت میں بیان کرتا ہوں۔ وہ اس پر غور کریں۔ اور اگر وہ اس پر مکرر کوئی اعتراض کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کا اخلاقی فرض ہے۔ کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے۔ اس کو تمام و کمال درج کرے۔ وضو کی یہ حدیث دراصل

طہارت جسمانی کا شوق دلاتی ہے۔

طہارت جسمانی اور روحانی

اور طہارت جسمانی ایک ایسی ضرورت ہے کہ بجز گندہ فطرت انسان کے کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا اسلام چونکہ ہر قسم کی لطافت اور نظافت کی تعلیم کرتا ہے اور اس کی غرض تزکیۂ نفوس ہے۔ اس لئے اس نے اصل مقصد کو تو کید جسمانی سے شروع کیا ہے۔ کیونکہ انسان مرکب ہے جسم اور روح کا۔ اور ان دونوں کا باہم ایسا تعلق ہے۔ کہ ایک کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے۔ اور طہارت کی بھی اسی لحاظ سے دو قسمیں ہوئی ہیں۔

طہارت جسمانی اور روحانی

پس بدن اور لباس اور مکان کو گندگی اور میل کچیل اور ہر قسم کی نجاست سے پاک رکھنا جسمانی طہارت ہے اور ہر قسم کے بیہودہ عقیدہ اور خیالات بد اور اخلاق ذمیمہ سے بچانا روحانی طہارت اور انسان کی تکمیل اور اصلاح کے لئے دونوں قسم کی طہارت کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت سے صرف وہ شخص انکار کر سکتا ہے۔ جس کی فطرت میں خبث اور ناپاکی ہو۔ اور اس کی طینت میں بجائے طہارۃ کے نجاست کی آمیزش ہو۔ اسلام چونکہ ایک پاک مذہب ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں

ایک کامل مزکی کی صورت میں آئے ہیں

اس لئے آپ نے جو تعلیم دی ہے۔ وہ پاکیزگی اور طہارۃ پر موقوف رکھی گئی ہے۔ اسی ایک بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے احمقوں نے اس پر اعتراض کئے ہیں۔ کاش وہ دل رکھتے اور طبع سلیم لیکر سوچتے تو انہیں معارف و حقائق کے خزانے نظر آتے۔ غرض انسان کو طہارت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو عزیز و حکیم ہے طہارۃ کے اس فطرتی تقاضے کو مختلف صورتوں سے پورا کیا ہے۔ انسان کے اندر ایک ایسا سلسلہ رکھا ہے۔ کہ وہ نفیس اور ممد حیات اجزا کو بنا اور خبیث اور مضر مادوں کو دور کر رہا ہے۔ اس نظام میں کہیں بول و براز کے راستہ سے۔ کہیں پسینہ کے ذریعہ سے۔ کہیں اور راستوں سے وہ گندگیاں اور نجاستیں دور ہو رہی ہیں۔ جو اس کی رگ جان کو کاٹ دینے والی تھیں۔ یہاں تک کہ نفس کی آمد و شد میں یہی امر داخل ہے۔ جو سانس اندر سے آتا ہے وہ کاربن کو باہر نکالتا ہے جس سے کثافت پیدا ہوتی ہے اور جو اندر جاتا ہے وہ تازہ ہوا کو جو مایہ حیات ہے۔ اندر لے جاتا ہے۔ اس طرح پر

یہ قدرتی سامان طہارت کا ہے

جس طرح پر یہ جسمانی طہارت کا قدرتی ذریعہ ہے اسی طرح سے روحانی پاکیزگی کے لئے بھی مضار بہ قویٰ کا ایک خاص نظام کام کرتا ہے۔ یہ موقعہ نہیں کہ فلسفہ قویٰ پر میں بحث کروں۔ غرض یہ ایک ایسا نظام ہے جو ہر آن اور ہر لحظہ انسان کے اندر جاری ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ طہارۃ ایک لازمی امر ہے اور تزکیہ نفس کے لئے طہارت جسمانی ایک غیر منفک امر ہے۔ دنیا کی کوئی قوم کوئی مذہب۔ کوئی کتاب ایسی نہیں۔ جس نے جسمانی طہارت کی عبادت کے لئے شرط نہ لگائی ہو۔ اور یہ ایک ایسا بدیہی امر ہے۔ کہ ہمارے مشاہدہ میں ہر روز آتا ہے۔ ایک آریہ بھی سندھیا کرنے کے لئے ہاتھ منہ دھونا جو وضو ہی کی ایک قسم ہے۔ ضروری سمجھتا ہے۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک طرف وہ پاخانے میں بیٹھا ہوا ہو۔ اور ساتھ گایتری کا منتر پڑھتا ہو۔

پھر مجھے تعجب ہے۔ کہ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں ہر روز نہانا فرائض مذہب میں داخل کیا گیا ہو۔ وضو پر اعتراض کیا جاوے۔ اس سے بڑھ کر خیرہ سری کا ثبوت کیا ہوگا؟ بہرحال اس امر کو ہرگز ذہن سے دور نہیں کرنا چاہئے۔ کہ انسان بالطبع نظافت پسند ہے اور

اس کی بناوٹ گندگی کو دور کرنے کا سامان رکھتی ہے

اسی اصل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جو دنیا میں دین قویم لیکر آئے تھے۔ جس کا دوسرا نام فطرۃ اللہ بھی ہے) پاکیزگی اور طہارۃ کی تعلیم دی ہے۔ اور یہ وضو اسی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔ جس پر نادان مسافر ہنسی اڑاتا ہے یہی یہ بات کہ گیا

پانی سے گناہ دور ہو جاتے ہیں

اس بات کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ بشرطیکہ دیدہ دوربین اور فطرت سلیم ہو۔ گناہ کیا چیز ہے؟ مختصر الفاظ میں اس کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہر فعل یا ترک فعل جو اللہ تعالیٰ کے قولی یا فعلی حکم کے خلاف کیا جاوے اور جو کسی تکلیف کا موجب ہو۔ دکھ گناہ کا نتیجہ ہے۔ پس جو چیز اس دکھ یا تکلیف کو دور کرتی ہے۔ وہ لازماً اس گناہ کا ازالہ کرتی ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کیا وضو سے فی الحقیقت آنکھ منہ۔ ناک وغیرہ کے گناہ دور ہو جاتے ہیں؟

وضو کا فلسفہ طبی نظر سے

یہ مسلم امر ہے کہ وضو کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔ اب غور کرو۔ کہ وضو میں جن اعضاء اور جوارح کو دھویا جاتا ہے۔ ان کا دھویا جانا کیسا ضروری ہے۔ چہرہ۔ ہاتھ۔ پاؤں ہی ایسے حصے ہیں۔ جن پر زیادہ گرد و غبار پڑتا رہتا ہے اور میل کچیل جمع ہوتی ہے۔ ہر وقت برہنہ رہنے کی وجہ سے ہر قسم کی کثافت ان پر لگتی ہے۔ جس سے مسام بند ہو کر کئی قسم کے امراض پیدا ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ مگر یہ کیسا کمال اسلام کا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کم و بیش پانچ مرتبہ ان کے دھوئے جانے کا حکم دیا۔ اب کوئی سلیم الفطرت بتلائے کہ وہ تکالیف وہ امراض جو ان کثافتوں کی وجہ سے پیدا ہو سکتی تھیں ان سے نجات ملی یا نہیں۔ پھر گناہوں کے دور ہونے میں کیا شبہ رہا؟ ماسوا اس کے خراب۔ متعفن۔ گاسیں اور بعض امراض کے اجزاء اور جراثیم ہوا کے ساتھ ناک۔ منہ کے اندر پہنچتے رہتے ہیں۔ اس لئے ہر وضو میں ناک کو اندر سے دھونا اور غرغرہ کرنا وضو کا ایک جزو قرار پایا۔ ناک کے اندر جو ذرات جمع ہو جاتے ہیں پانچ مرتبہ دن میں اس کو دھونے سے نہ صرف وہ ذرات جمع نہیں ہونے پاتے۔ بلکہ وہ مواد اور غلاظت جو ناک کے ذریعہ نکلتی ہے صاف ہوتی رہتی ہے اور اس طرح پر ناک کے ذریعہ جو کام انسانی صحت کے لئے جان بخش ہوتا ہے۔ وہ نہایت عمدہ طریق پر ہوتا ہے۔ اور اس طرح بجز کسی احمق کے کون کہہ سکتا ہے کہ ناک کے گناہ وضو سے دور نہیں ہوتے۔

منہ کے اندر جو کثافت جمع ہو۔ اس کے لئے کلی کرنا اور مسواک تجویز کیا اور اسی لئے مسواک کے متعلق بڑی تاکید اور فضیلت بیان کی اور مسواک کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل درآمد حالانکہ [illegible] مسواک سینہ فرماتے۔ اس میں لکھتے ہیں کہ اس کی تلخی منہ کا لعاب بکثرت سے نکال کر تمام ان نالیوں کو جو منہ کا اندرونی

جاپان میں نیر اسلام کا طلوع

۱۰ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ مطابق ۱ دسمبر ۱۹۱۱ء کا دن بیسویں صدی کی اسلامی تاریخ میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے اس لئے کہ اس مادیت کے دور میں جبکہ دہریت کی کالی گھٹائیں ہمارے چاروں طرف چھا رہی ہیں اور ایمان و روحانیت کو گورانہ قوت کی غفلت نے دبا رکھا ہے ہم اسلام کے آفتاب کو ایک ایسی سرزمین سے نکلتا ہوا دیکھتے ہیں جس کے باشندوں نے یورپ کی ایک بہت بڑی زبردست سلطنت کے غرور کو خاک میں ملا کر دنیا پر اپنی ہیبت اور عظمت کا سکہ جما دیا ایک مدت سے اسلامی دنیا کی آنکھیں جاپان کی طرف لگی ہوئی تھیں اور ایک مدت سے یہ آواز ہمارے کان میں پڑ رہی تھی کہ جاپان میں اسلام کی اشاعت کے لئے بعض خدائی طاقتیں کام کر رہی ہیں لیکن کوئی روشن دلیل اور کوئی بین نشانی ہمارے پاس ایسی موجود نہ تھی جسے پیش کر کے ہم اپنے بھائیوں کو بتا سکتے کہ وہ خدا جس نے خلافت عباسیہ کے انتزاع کے بعد تتاریوں کو اسلام کے عروج کا ذریعہ بنا دیا وہ خدا جس نے بربری نا مسلمان قوت کو اسلامی سلطنت میں منتقل کر دیا تھا وہ خدا جو ہر موقع پر اسلام کی تقویت اور اسلام کی ترقی کے لئے نئے سامان غیب سے پیدا کرتا رہتا ہے اب مشرق الاقصیٰ میں اپنے دین کی محبت کی چنگاری اس قوم کے خرمن جان میں ڈال رہا ہے جسے بیسویں صدی کی محفل کے صدر نشینوں نے اپنے پہلو میں جگہ دی ہے۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۱۱ء کے دن جاپان میں یہ روشن نشانی بھی ظاہر ہو گئی یعنی ایک جلیل القدر جاپانی بیرن اس کی بیٹی اور اس کا داماد مشرف باسلام ہوئے

بدیں مژدہ گر جاں فشانم رواست
کہ این مژدہ آسائش جان ماست

ذیل میں ہم اس دلچسپ اور مسرت انگیز واقعہ کی تفصیل درج کرتے ہیں جو ہمیں ٹوکیو کے اسلامی اخبار "دی اسلامک فریٹرنٹی" سے معلوم ہوئی ہے جس کے ایڈیٹر ہمارے دوست مولوی محمد برکت اللہ صاحب بھوپالی ہیں۔ مولوی محمد برکت اللہ صاحب نے جو مساعی تبلیغ اسلام کے متعلق تحسین کے مستحق ہیں مناسب خیال کیا تھا کہ اس مقدس رسم کو جو اسلام کی دو [illegible] برادری میں تین جلیل القدر جاپانیوں کا اضافہ کرتی تھی دوسری اقوام و مذاہب کے لوگ بھی اپنی آنکھ سے دیکھ سکیں۔ غالباً مولوی صاحب کا مقصد اس سے یہ ہوگا کہ [illegible] جیسے بزرگواروں کو جو کسی جاپانی کو مشرف باسلام ہوتے دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے اور جن کا قلم چاند پر خاک [illegible] اور اسلام کی ترقی کو چھپانے کے لئے وقف ہے اتنی بہت سی شہادتوں کے موجود ہوتے ہوئے اس واقعہ کی تردید کی جرأت نہ ہو سکے۔ مولوی برکت اللہ صاحب کے مکان واقع [illegible] ہونڈائی باشی اکاساکا ٹوکیو جاپان میں گیارہ بجے [illegible] جاپانی [illegible] کے [illegible] تشریف لائے [illegible] ان چند جاپانیوں میں سے ہیں جنہوں نے تہذیب و تمدن کے تمام حصوں کا سفر کیا ہے۔ ان کے کچھ دیر بعد مسٹر [illegible] آئے جو ایک جرمن اخبار نویس ہیں

اور ۳۰ سال سے جرمن میں مقیم ہیں ابھی یہ آ کے بیٹھے ہی تھے کہ مسٹر پی۔ ایچ۔ ڈراج اپنی بی بی اور مس لینا بونگلی کے ہمراہ آن پہنچے۔ ان تینوں کا وطن سوئٹزرلینڈ ہے اور مس بونگلی ایک مشہور انشا پرداز ہیں جن کے خطوط نے یورپ میں اس درجہ مقبولیت حاصل کی ہے کہ ان کا ترجمہ مختلف یورپین زبانوں میں ہو گیا ہے اور بڑے شوق سے دیکھا جاتا ہے کچھ دیر بعد مس وین آئیں جو نیویارک امریکہ کی رہنے والی ہیں۔ مسٹر پولی رچرڈ [illegible] اس جلسہ میں شریک ہونے کے لئے یاکوہاما سے چل کر آئے تھے۔ آپ بوہیمیا کے متوطن ہیں۔ ہفت زبان ہیں۔ اور عربی سے بھی آشنا ہیں اور مسلمانوں سے انہیں بدرجہ غایت انس ہے۔ علاوہ ان یورپین احباب کے مولوی برکت اللہ صاحب کے دولتکدہ پر ہندوستانیوں میں سے مسٹر بوباساکن چاٹگام (آسام) اور مسٹر پادر ساکن [illegible] موجود تھے۔ مسٹر پادر ایک ہندو [illegible] ہیں جو اس موقع پر ہندو مذہب کی فضیلت بیان کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ مسٹر شوبرت لال ورمن بھی اس موقع پر موجود تھے یہ [illegible] جن کی پچھلے دنوں لالہ دینا ناتھ صاحب ایڈیٹر [illegible] اور لالہ [illegible] صاحب ایڈیٹر [illegible] سے جھڑپ ہو گئی تھی۔ امریکہ جاتے ہوئے یہ جاپان میں کچھ دن کے لئے ٹھہر گئے تھے۔ اور وہاں مولوی محمد برکت اللہ صاحب سے ملے تھے۔ ترکوں میں سے توفیق آفندی حسن حلمی آفندی اور نیز ابراہیم آفندی تشریف لائے تھے۔ اور ملایائیوں میں سے مسٹر ابراہیم بن احمد موجود تھے۔ جو مدرسہ السنۃ شرقیہ ٹوکیو میں ملائی زبان کے معلم ہیں۔ غرض اس موقع پر مختلف ممالک اور مختلف مذاہب کے لوگوں کا اچھا خاصہ بارونق مجمع تھا۔ ساڑھے گیارہ بجے بیرن ہیکی اور مسٹر [illegible] اپنی بی بی کی معیت میں تشریف لائے۔ یہی تینوں آج ملت بیضا کی حلقہ بگوشی کا فخر حاصل کرنے والے تھے مولوی برکت اللہ صاحب قبلہ رو کھڑے ہو گئے مسٹر [illegible] ان کے سامنے کھڑے رہے۔ بیرن ہیکی ان کے داہنے جانب اور مسز [illegible] ان کے بائیں جانب تھیں باقی تمام حاضرین بھی سروقد ایستادہ ہو گئے۔ مسٹر ابراہیم احمد نے قرآن مجید کے دوسرے سیپارے کے آخری رکوع کی تلاوت کی اور مولوی برکت اللہ صاحب نے ان مقدس کلمات کو دہرایا جو بوقت حج بیت اللہ ادا کئے جاتے ہیں۔ مسٹر [illegible] نے اقرار باللسان کا اعلان کیا جنہیں [illegible] بیرن ہیکی کے ساتھ تین دفعہ عربی اور تین دفعہ انگریزی میں یہ کلمات پاک دہرائے

آمنت باللہ والملائکۃ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اس کے بعد مولوی صاحب نے اسلام کے چار ارکان صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ صوم اور حج کی تلقین کرتے ہوئے تقریر کی۔ خدا کی وحدانیت پر ایمان لانا اسلام کا سنگ بنیاد ہے۔ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ ملائکہ سے مراد وہ روحانی قوتیں ہیں جن سے پروردگار عالم مقصود کائنات کو اپنے فیضان خیر سے مستفیض کرتا ہے۔ اس سے اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ فقط دنیائے مرئی ہی کل کائنات نہیں ہے بلکہ کائنات کا ایک غیر مرئی حصہ بھی موجود ہے۔ جملہ کتب سماوی و صحائف الہامی پر ایمان لانا تمام الہامات کے توافق و تطابق پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ ان سب میں ازلی و ابدی حقیقتیں مذکور ہیں۔ ہم خداوند جل و علی کے رسولوں میں کوئی امتیاز نہیں کرتے۔ اس لئے کہ وہ مشیت ایزدی کی زبان ہیں۔ خدا کے رسول وقتاً فوقتاً اس دنیا میں لوگوں کو [illegible] ازلی و ابدی صداقتوں سے روشناس کرنے کے لئے آتے رہتے ہیں۔ وہ کسی نئی حقیقت کو ایجاد نہیں کرتے بلکہ انہیں حقیقتوں کو دوہراتے ہیں۔ جو لوح محفوظ پر ثبت ہیں البتہ ان حقیقتوں کی تلقین کے لئے ذرائع ایسے اختیار کرتے ہیں جو ہر زمانہ اور ہر ملک کی ضروریات کے لئے موزوں ہیں۔ قیامت پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ انسان فاعل مختار ہے اور اپنے اعمال و افعال کے لحاظ سے اپنے خالق کے حضور میں جوابدہ ہے۔ لیکن یوم الآخر سے مراد یہ بھی ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت آئیگی جبکہ تمام عداوتیں اور تمام لڑائیاں موقوف ہو جائینگی اور امن اور آشتی کا تمام کرہ زمین پر اس روحانی اخوت کی قوت سے فعل میں آنے کے باعث دور دورہ ہوگا۔ جس کی اسلام تلقین کرتا ہے۔ اور جس پر اسلام کا عملدرآمد ہے۔ اسلام کے چار ارکان یعنی اخوت کے کفیل ہیں یعنی نماز ادا کرنے سے ہر طبقہ کے مسلمان مساجد میں جو ان کے کلب گھر اور جلسہ گاہیں ہیں پہلو بہ پہلو جمع ہوتے ہیں۔ قرآن نے زکوٰۃ کے متعلق جو تاکیدی احکام جاری کئے ہیں اگر ان پر پوری طرح سے عملدرآمد ہو تو مسلمانوں میں افلاس نام کو نہ رہے اور وہ عمرانی مسائل جن کی خطرناک الجھنوں میں یورپ اور امریکہ پھنسے پڑے ہیں باسانی حل ہو جائیں۔ روزہ کے متعلق اگرچہ قرآن نے مسلمانوں کو اختیار دیدیا ہے کہ خواہ روزہ رکھیں خواہ مساکین کو کھانا کھلائیں۔ لیکن تیرہ سو سال سے اسلامی دنیا پابند صوم رہی ہے۔ روزہ رکھنے میں ہر سال دولتمندوں اور مفلسوں کے درمیان ہمدردی کی تجدید ہو جاتی ہے حج کا مقصد یہ ہے کہ تمام مسلمان قوموں کا تعلق سرچشمہ اسلام کے ساتھ برقرار رہے۔ ان کا پیوند ایک دوسرے سے قطع نہ ہو۔ اور ان کے ذہن میں یہ خیال تازہ رہے کہ نوع انسان ایک خانوادہ ہے اور سارا جہان ہمارا گھر ہے"

اس تقریر کے بعد چند دعائیں منجملہ [illegible] پڑھی گئیں۔ بیرن ہیکی۔ مسٹر [illegible] اور مسز [illegible] کے بالترتیب علی۔ حسن اور فاطمہ کے اسلامی نام رکھے گئے۔ اور تمام جماعت کا فوٹو لیا گیا۔ جو "اسلامک فریٹرنٹی" میں دیا گیا ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند عالم اپنے حبیب پاک کی محبت کے صدقہ میں ان تینوں بہن بھائیوں کو اسلام پر ثابت قدم رکھے اور ان تین مشعلوں سے جاپان میں لاکھوں اسلامی مشعلیں [illegible]

دربار تونسہ شریف میں خانہ جنگی
یعنی
خواجہ حامد و محمود میں مقدمہ بازی

ایک عرصہ سے میرے پاس دربار تونسہ شریف کی خانہ جنگی کے متعلق ایک مطبوعہ اپیل آیا ہوا ہے۔ جس کے لئے اخبار الحکم میں درج کرنے کی خواہش کی گئی ہے۔ چونکہ میں حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرد باخدا اور بارھویں صدی کا ایک باکمال اہل باطن یقین کرتا ہوں آپ کی اولاد میں دُنیا کی ہڈی پر جنگ ہوتا دیکھ کر فطرتاً رنج ہوا۔ اور ہر ایک مسلمان کو قدرتی طور پر افسوس ہونا بھی چاہیئے۔ کہ وہ لوگ جو اہل دنیا کو زہد و قناعت اور فقر و عبادت کی تعلیم دیتے ہیں۔ وہ اپنے عملی نمونے سے دکھا رہے ہیں۔ کہ دُنیا کا اینٹ پتھر بڑی قیمتی چیز ہے گویا یہی ایک غیر فانی اور ابدی دولت ہے۔ جس کے لئے انسان کو اپنے اقارب سے سخت جنگ کی ضرورت ہے۔ اس اپیل کو پڑھ کر مجھے سخت رنج ہوا۔ میں نے تفتیش حالات کے لئے ہر دو خواجہ صاحبان کی خدمت میں عریضے لکھے۔ مگر صدائے برنخاست کا مضمون صادق آیا۔ خواجہ حامد صاحب نے جو جواب دیا وہ اصل مطلب سے کوسوں دور اور محض بے تعلق ہے اور خواجہ محمود صاحب قطعاً خاموش رہے۔ یہ خانہ جنگی اگرچہ ہمارے سلسلہ کے دشمنوں میں ہے۔ اور دُشمنوں میں پھوٹ کی پیشگوئی کے نیچے ہے۔ تاہم یہ خوشی کا باعث نہیں مقدمہ بازی نے مکان شریف والے خاندان کو جس حالت تک پہنچا دیا۔ وہ ایک ظاہر امر ہے۔ اس لئے ہر شخص خواجہ صاحبان کو یہی مشورہ دیگا۔ کہ وہ مسلمانوں پر رحم کریں اور اپنے سلسلے کی عزت کو قائم رہنے دیں۔ وہ اپیل اب تک میں نے اسی لئے شائع نہیں کیا تھا۔ کہ ان لوگوں میں شائد مصالحت ہو جاوے مگر میں دیکھتا ہوں کہ معاملہ بڑھ رہا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ اہل اثر مسلمان اس میں دخل دیں۔ خصوصاً مختلف گدیوں کے صوفی صاحبان اور حلقہ نظام المشائخ کے سکرٹری صاحب توجہ کریں۔ اسی سلسلہ میں آج ایک مراسلہ افسوس سے شائع کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس اپیل کو بھی درج کردیا جائیگا۔ وباللہ التوفیق۔ ایڈیٹر

جناب ایڈیٹر صاحب :۔

السلام علیکم۔ مسلمانوں کی بُری حالت کا علم ایک ہر دلعزیز اخبار کے باخبر ایڈیٹر سے زیادہ اور کس کو ہو سکتا ہے۔ دنیائے اسلام کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ دیکھ کر آپ کا کلیجہ یقیناً ہے چھلنی ہو رہا ہوگا۔ بدنصیب ایران کی حالت زار۔ طرابلس پر اٹلی کی غاصبانہ فوجکشی ایسی باتیں ہیں جن پر ہر ایک مسلم آنکھ خونبار ہے۔ اٹلی نے ٹرکی کو کمزور سمجھا اور جس کی لاٹھی اُس کی بھینس پر عمل کرکے خواہ مخواہ طرابلس پر چڑھ دوڑا۔ اس سے زیادہ خفت اور بے عزتی ٹرکی کے لئے اور کیا ہوگی۔ ہم جانتے کہ طرابلس کسی یورپین طاقت کے قبضہ میں ہوتا۔ یا جاپان کا وہاں جھنڈا لہرا رہا ہوتا۔ اور پھر اٹلی کو فوجکشی کا خواب میں بھی خیال آجاتا۔ مجھے بار بار افسوس ہوتا ہے۔ اور ہر ذی شعور مسلمان کو جو تاریخ سے تھوڑا بہت واقف ہے۔ محسوس ہونا چاہیئے کہ مسلمان طاقتیں ایک ایک کرکے زیر کی جا رہی ہیں۔ انواع و اقسام کے ذرائع سے ان کے لئے مشکلات پیدا کی جاتی ہیں۔ ایک کے بعد دوسرا ملک ان کے قبضہ سے نکلتا جاتا ہے۔ مگر پھر بھی مسلمان نہیں سمجھتے۔ اول تو ان کا اپنا مذہب ہی کس زور شور سے اُن کو اتفاق کی ہدائت کرتا ہے۔ اگر یہ نہ بھی ہو۔ تو آخر دوسروں کی دیکھا دیکھی بھی کوئی چیز ہے۔ یورپ میں کبھی تو اتحاد ثلثہ ہوا۔ کبھی اتفاق ثنائیہ اور کبھی اجتماع اربعہ۔ میں پوچھتا ہوں (اور للہ مجھے اس بات کا آپ ضرور جواب دیں) کہ کیا مسلمانوں کی طاقتیں ایسی ضرورتوں سے مستغنی ہیں (مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد۔ ایڈیٹر) بے دیکھے اب کل تین ہی اسلامی طاقتیں ہیں بہتر تھا کہ یہ بھی مر مٹتیں۔ یا قائم رہتیں تو عزت اور آبرو کے ساتھ۔

اوہوا کہنے کو کچھ تھا اور جوش جنوں میں کیا سے کیا بک گیا کابل اصفہان اور قسطنطنیہ تو دور کی باتیں ہیں۔ اپنے گھر ہی کو دیکھیں تو ایک سرے سے دوسرے سرے تک نااتفاقی کی آگ سے پھنکا جا رہا ہے اور رہنے والوں کو پرواہ نہیں۔ اپنے وطن کا ایک دُکھڑا آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ صبر سے سُنئے۔ اور غور سے علاج سوچیئے۔ اور جہاں تک آپ سے ہو سکے۔ اس فساد کے انداد کو روکنے کی کوشش کیجئے۔ نیز عوام کی اطلاع کے واسطے اس کو اخبار کی کسی گوشہ میں جگہ دے دیجئے۔ تاکہ ہر کہ ومہ کو معلوم ہو سکے کہ آج کل ہمارے پیشوایان دین کی کیا حالت ہو رہی ہے جس دین کے نام سے وہ مسلمانوں کو لوٹ لوٹ کے کھاتے ہیں اُسی کی شریعت سے وقت پڑے پر انکار کر دیتے ہیں حیف صد حیف

آجکل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان میں ایک ایسا رنجدہ اور عبرت ناک واقعہ پیدا ہو چلا ہے۔ جس پر یہی خواہان اسلام جس قدر اشک حسرت و ندامت بہائیں کم ہے۔ صورت حال یوں ہے۔ کہ تونسہ شریف میں خواجگان چشت اہل بہشت کی ایک بہت بڑی خانقاہ ہے۔ جس کی وجہ سے یہ شریف کا لقب نہ صرف اس اُجاڑ اور سُنسان بستی کے ساتھ اضافہ ہوا۔ بلکہ سارا علاقہ اس کی بدولت سنگھڑ شریف کے نام سے مشہور ہے۔

بارہویں صدی ہجری کے وسط میں حضور خواجہ محمد سلیمان علیہ الرحمۃ والغفران اپنے پیر حضور حضرت خواجہ قبلۂ عالم صاحب مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے جن کا مزار مبارک موضع چشتیاں شریف واقع ریاست بہاولپور میں ہے۔ فیض حاصل کرکے حسب ہدائت اُن کے تونسہ شریف میں مقیم ہوئے۔ آپ کا فیضان تلقین اسقدر وسیع ہوا۔ کہ ہندوستان سے گذر کر افغانستان۔ بلوچستان۔ ایران۔ عرب تک کے لوگ اُن کے حلقۂ بیعت میں آئے۔ ان کی کرامات کو دیکھ کر بڑے بڑے کٹڑ ہند و رام تھے۔ ان کے نام نامی کی شہرت اردگرد کے ملکوں کے فرمانرواؤں تک پہنچی ہوئی تھی۔ اور وہ ان کی دعاگوئی کو ذریعہ حاجت روائی سمجھتے تھے۔ غرضیکہ وہ اس آخری زمانے میں اسلامی شریعت کے حقیقی علم بردار اور صوفیہ کرام کا باکمال نمونہ تھے۔ ان کے متعدد خوارق عادت کرشمے سنگھڑ میں اب تک زبان زد خلائق ہیں ۱۲۶۷ھ میں بقضائے الٰہی ان کا انتقال ہوگیا۔ ان کے دونوں فرزند پہلے ہی چل بسے تھے اس لئے بڑے پوتے حضرت خواجہ اللہ بخش علیہ الرحمۃ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے اپنے جد امجد کی کامل تقلید کرکے فائدہ رسانی مخلوقات میں وہ جہد کیا۔ کہ اُن کے مریدوں کی تعداد لاکھوں سے بڑھ گئی۔ اور اپنی دینداری و حسن اخلاق ظاہری و باطنی سے وہ نام پایا کہ اُن کے عصر میں جمیع مشائخ و خلفاء ان ہی کی رائے بزرین کے تابع رہے۔ گورنمنٹ نے بھی ان کو نہایت عزت و توقیر کی نظر سے دیکھا۔ حتیٰ کہ جناب لفٹنٹ گورنر جیسے اعلیٰ درجہ کے حکام نے ان کے مکان پر آکر ان سے ملاقات کی ۱۳۱۹ھ میں ان کا بھی انتقال ہوگیا۔ اور اپنے پیچھے وہ ایک بیش قیمت جائیداد از قسم مکانات سکنی۔ اسباب خانہ داری و زمین زرعی وغیرہ چھوڑ گئے۔ ان کے وارث ان کے دو فرزند تھے۔ حافظ محمد موسیٰ صاحب اور خواجہ محمود صاحب۔ جن میں اول الذکر عمر کا بڑا تھا۔ خواجہ اللہ بخش صاحب کو اپنے وسیع تجربہ اور فطرت انسانی سے واقفیت کی بنا پر اس بات کا اندیشہ تھا۔ کہ ان کی وفات کے بعد ان کے دونوں بیٹوں میں جائیداد ذریعہ نزاع ہوگی اس لئے اپنے بیماری کے ایام میں اُنہوں نے بار بار اپنے دونوں فرزندوں کو اتفاق و اتحاد اور ادائے فرائض دین متین و پیران عظام کی تلقین کی۔ دونوں صاحبان کو مخاطب کرکے ہاتھ کی دونوں انگلیاں معاً کھڑا کرتے اور اشارۃً و صراحۃً اتفاق کی وصیت فرماتے۔ بعد وصال تقریباً ڈیڑھ سال تک دونوں صاحبان میں پورا پورا اتفاق رہا۔ آمد و خرچ مشترک۔ حتیٰ کہ خورد و نوش بھی اکٹھا رہا۔ لیکن بعد میں چند ایک مفسدہ پرداز اشخاص کی دراندازی سے جو اس معظم خاندان کے ساتھ خبث باطنی کی وجہ سے عداوت رکھتے تھے۔ بے اتفاقی کے آثار ظاہر ہوئے۔ لیکن چونکہ دونوں حضرات ذی ہوش و ذی بصیرت تھے اور اُن کو اپنے مرشد و ہادیٔ صادق والد کی وصیت یاد تھی۔ اس لئے دونوں نے فساد دفع کرلنے کی کوشش کی۔ اور ایک دفعہ بذریعہ رؤسائے ڈیرہ غازیخان۔ اور دوسری دفعہ حسب تجویز ڈپٹی کمشنر بہادر وقت۔ مولوی نجم الدین صاحب کو ثالث مقرر کرکے فیصلہ کرلیا۔ اور جائیداد کو جو باعث نااتفاقی تھی تقسیم کرکے خاطرخواہ تصفیہ کرلیا۔ لیکن بدقسمتی سے فیصلہ ثالثی میں کچھ حقوق ایسے خواجہ محمود صاحب کے تسلیم کئے گئے۔ جن کے استحکام کے لئے فیصلہ کو حیثیت مثل دینی مزوری تھی۔ اس لئے اُنہوں نے فیصلہ منقش کرانے کی درخواست دی۔ ادھر سے تو یہ درخواست دائر عدالت تھی۔ اور اُدھر حافظ موسیٰ صاحب اور خواجہ محمود صاحب کے درمیان حقوق متذکرہ بالا کو خانگی طور پر طے کرلینے کے لئے بات چیت ہو رہی تھی۔ کہ یکایک حافظ موسیٰ صاحب کا انتقال ہوگیا۔ وہ اپنے والد بزرگوار کے رحال کے بعد پانچ سال تک زندہ رہے۔ اور اس طویل عرصہ میں ہر طرح کا امن و امان رہا۔ اُنہوں نے تین فرزند چھوڑے۔ بڑے میاں حامد صاحب ایک بی بی کے بطن سے۔ اور ان سے دو چھوٹے دوسری زوجہ سے۔ میاں حامد صاحب جو نوعمر ہیں اور تجربہ ذرا کم رکھتے ہیں اپنے باپ کی وفات پر سجادہ نشین ہوئے۔ اور چھوٹے خیر خواہ

اور مفسدہ پردازوں کے مشورہ سے ثالثی فیصلہ کی پابندی سے قطعاً انکار کر دیا۔ عدالت نے بھی چند قانونی نقص پاکر فیصلہ کو قابل ادخال نہ سمجھا۔ بس کیا تھا۔ میاں صاحب نے جھٹ یک دیوانی دو ہزار کے اسٹام پر اس مضمون کی دیدی کہ ونکہ میں سجادہ نشین ہوں۔ لہذا میرے چچا خواجہ محمود صاحب ور میرے دونوں چھوٹے بھائیوں کا کوئی حق آمد خانقاہ انقاہ یا کسی اور مکان میں نہیں۔ اور وہ اپنے سکنی مکانات یں بھی بلا میری خوشنودی کے نہیں رہ سکتے۔ میرے باپ ہ مکانات اور جائیداد تقسیم کر دینے کا کوئی اختیار نہ تھا۔ مجھے وہ منظور نہیں ہے۔ اب یہ مقدمہ دائر عدالت ہے فریقین کے ہزاروں روپے صرف ہو رہے ہیں۔ سنا ش ر ہو چکنے کے بعد جب خواجہ محمود صاحب کی طلبی ہوئی انہوں نے متعدد دفعہ خاندانی عزت اور وقار قائم رکھنے اس برباد کن مقدمہ بازی سے محترم رہنے کے لئے زور یا۔ ہر ممکن ذریعہ صلح کا تلاش کیا۔ پیرزادگان مہاروی کو ور وفد بھیجا۔ کہ اول تو اہل اسلام کا قانون شریعت ہے ثالث مقرر کر کے شرعی فیصلہ کرلیا جاوے۔ یا آپ پیرزادے ۔ جو آپ فیصلہ کر دیں۔ منظور ہے۔ رؤسا ڈیرہ غازیخان ذریعہ سے بیچ بچاؤ کرنے کی خواہش کی لیکن ان کی کوئی شش دربارہ صلح کارگر نہ ہوئی۔ بعض کئی ایک سچے مسلمان رد مند دل رکھتے تھے۔ اور اس خاندان کی نا اتفاقی کو سلمانوں کے حق میں مضر سمجھتے تھے۔ اس امر کے درپے ے کہ چونکہ یہ اسلامی خانقاہ ہے۔ اس کا فیصلہ بموجب شرع ہونا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے میاں حامد صاحب کو شت بھیجی۔ قرآن شریف ان کے سامنے لیجا کر فیصلہ پر قائم رہنے کی التجا کی۔ مگر وہ ایک ہی راگ الاپتے گئے رکار خود فیصلہ کریگی۔ اتفاقاً انہی دنوں سردار محمد عثمان خان ب بارکزئی عم زادہ ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان والئی خداداد افغانستان کابل جاتے ہوئے خانقاہ مبارک یارت کو آئے۔ اور ان کو جب یہ حالات معلوم ہوئے ہوں نے بھی میاں حامد صاحب کی خدمت میں صلح کے لئے عرض مخلصانہ کی۔ مگر اس کو بھی رد کر دیا گیا۔ ہاں تک ہم سمجھ سکتے ہیں۔ میاں حامد صاحب کو اس در مقدمہ بازی پر جو چیز آمادہ کر رہی ہے۔ وہ ان کی کاری اور جوش جوانی ہے۔ ماسوائے اس کے ان کا امادی جناب نواب صاحب ممدوٹ کے گھر میں ہے خیال ہے۔ بلکہ ان کا وکیل صاف الفاظ میں ظاہر کر چکا ہے ب صاحب موصوف اور ان کے دیگر رشتہ دار تعلقدار صاحبان اس بارہ میں ہر قسم کی امداد از قسم سفارش وغیرہ ہے تعجب ہے کہ ایسی سیدھی بات میاں حامد صاحب کی سمجھ آتی۔ کہ قانون اور انصاف کے آگے سفارش کب تک سکے گی۔ علاوہ ازیں خود نواب صاحب تعلیم یافتہ اور خیال ہیں۔ وہ کبھی کسی کی حق تلفی کے روادار ہوں گے حامد صاحب کو بھلا ہم کا مشورہ علی الاعلان دیتے مقدمہ بازی پر نہ تو خود پانی کی طرح روپیہ بہا تے

اور نہ کسی دوسرے کو زیر بار کریں۔ جو ہو چکا سو ہو چکا۔ صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے۔ تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ ورنہ یہ مقدمہ اس لاکھوں کی جائیداد کو بلا مبالغہ لے ڈوبے گا جس پر یہ مقدمہ ہو رہا ہے۔ جائیداد کے علاوہ کروڑوں کی عزت اور توقیر کا تو کیا کہنا ہے۔

ایک دردمند مسلمان

جاپان میں اشاعت اسلام

جاپان میں اشاعت اسلام کی خبر ہر مومن مسلمان کے لئے مسرت کا موجب ہے۔ مولوی برکت اللہ صاحب بھوپالی کی کوششوں میں اللہ تعالیٰ برکت دے۔ تلقین اسلام کے وقت مولوی برکت اللہ صاحب نے جو تقریر کی۔ اس کے بعض حصوں سے مجھے اتفاق نہیں۔ ملائکہ نری قوتیں نہیں۔ بلکہ وہ ایک مخلوق اور ہستیاں ہیں۔ اسی طرح پر مولوی صاحب کا روزہ کے متعلق یہ کہدینا کہ قرآن کریم نے اختیار دیدیا ہے کہ خواہ روزہ رکھیں خواہ فدیہ دیں درست نہیں ہے روزہ ہی فرض ہے۔ اور وہ خاص حالتیں ہیں۔ جن میں فدیہ دیا جاتا ہے۔ بہرحال مولوی صاحب کی کوششیں قابل قدر ہیں۔ یہ موقعہ ہے کہ ہماری جماعت جاپان میں زندہ اسلام کو پھیلانے کے سوال پر حضرت امام ومطاع کے ارشاد کے ماتحت کوشش کرے۔ درست تعلیم اسلام کی بہت سی کاپیاں جاپان میں شائع کرنے کا انتظام کیا جاوے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاپان میں اسلام سے دلچسپی شروع ہو گئی ہے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ اسلام اور بدھ ازم پر چھوٹے چھوٹے رسالے شائع کئے جاویں۔ ایسا ہی ریویو آف ریلیجنز کی کاپیاں بھی وہاں کی لائبریریوں اور سکولوں وغیرہ میں بھیجی جانی مناسب معلوم ہوتی ہیں۔

مجمع الاخوان لاہور

لاہور میں احمدی نوجوانوں نے مجمع الاخوان لاہور کے نام سے ایک انجمن بنائی ہوئی ہے جس کے اغراض ومقاصد اس وقت میرے سامنے نہیں۔ انجمن مذکور کے نوجوان سکرٹری شیخ محمد مبارک اسمعیل طالب بی اے کلاس مندرجہ ذیل نوٹ بغرض اشاعت بھیجتے ہیں۔ میں اگر ممبران انجمن کو یہ مشورہ دینے کی جرأت کروں تو شائد بیجا نہ ہوگا۔ کہ بزرگان قوم کے لیکچروں کا سلسلہ ہرچند ایک مفید اور ضروری شے ہے۔ لیکن کیا اچھا ہو۔ اگر ہر اجلاس میں کسی نوجوان ممبر انجمن کا بھی لیکچر ہوا کرے۔ تاکہ انہیں پبلک پلیٹ فارم سے بولنے کے لئے جرأت اور شوق پیدا ہو۔ نیز میں سکرٹری صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ ایسے پبلک جلسوں کی روئیداد کسی قدر تفصیل اور لیکچر کے بعض اقتباسات کے ساتھ قومی اخباروں میں بھیجنی زیادہ مفید ہوگی۔ بہرحال یہ کام نہایت عمدہ ہے۔ خدا اس میں برکت دے۔ وہ نوٹ یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت شریف جناب شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مہربانی کرکے مفصلہ ذیل نوٹ کو اخبار الحکم میں درج فرما کر مشکور فرمایئے لاہور میں تبلیغ کے کام کو شروع کرنے کے لئے احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن المعروف مجمع الاخوان کے سرپرستوں نے یہ تجویز فرمایا ہے کہ پندرہ روزہ اجلاس منعقد کئے جاویں جن میں مذہبی مضامین پر لیکچر دیئے جاویں۔ چنانچہ اسی تجویز کے ماتحت مذکورہ بالا ایسوسی ایشن کا پہلا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء بروز بدھ بوقت ۶ بجے شام بمقام احمدیہ بلڈنگس زیر صدارت جناب خواجہ کمال الدین صاحب منعقد ہوا جس میں بذریعہ اشتہار ہر فرقہ ملت کے احباب کو مدعو کیا گیا تھا حاضرین کی تعداد کافی تھی جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن نے ضرورت مذہب پر ایک لطیف لیکچر دیا۔ جس کو حاضرین نے نہایت دلچسپی سے شروع سے لیکر آخر تک سنا۔ آپ کے بعد جناب خواجہ صاحب نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی جس میں آپ نے اعلیٰ سے اعلیٰ نکات بیان فرمائے اور جس کو سن کر حاضرین جلسہ بہت محظوظ ہوئے۔ آخر میں جناب نے آئندہ جلسہ کا بھی اعلان فرمایا۔ جو مورخہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۱۲ء کو آپ ہی کی زیر صدارت منعقد ہونیوالا ہے جس میں مولنا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ضرورت اسلام پر لیکچر دیں گے احمدی اصحاب سے دعا کی التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی کوششوں میں برکت ڈالے آمین ثم آمین۔ والسلام

راقم خاکسار محمد مبارک اسمعیل سکرٹری مجمع الاخوان لاہور

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ اور آپ کے اہل بیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے بعافیت ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح حسب معمول درس قرآن مجید اور بخاری شریف کا درس دے رہے ہیں۔

۲۔ شیخ محمد تیمور صاحب ایم اے حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور رخصت کی پوری تحصیل کرلی ہے علیگڈھ کالج میں ملازم ہو کر چلے گئے ہیں۔ اس سعید نوجوان کی سادہ اور دیندارانہ زندگی خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے علیگڈھ کالج کے طلباء پر مؤثر ہونے کی امید دلاتی ہے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

۳۔ ہمارے اولوالعزم مخدوم حضرت صاحبزادہ صاحب مدرسہ احمدیہ کی طرف خصوصاً متوجہ ہیں آپ نے لڑکوں کو تقریر اور تحریر میں مزاولت اور مشق کیلئے مدرسہ میں ہفتہ وار جلسوں کا باقاعدہ سلسلہ شروع کیا ہے جنہیں آپ خود دلچسپی سے دیکھنے لیجاتے ہیں اور نہایت توجہ اور محنت سے کام لے رہے ہیں مدرسے کے اساتذہ اور طلباء کی علمی ترقیوں کے لئے اور تجاویز بھی آپ کی زیر نظر ہیں عربی کے جدید لٹریچر سے دلچسپی کیلئے ممالک اسلامیہ سے عربی اخبارات منگوانے کا انتظام ہو رہا ہے۔ بورڈنگ ہوس کی نگرانی اور طلباء کی تربیت پر خاص توجہ ہے۔ کبھی کبھی آپ رات کو اتفاقیہ بورڈنگ کے معائنہ کے لئے چلے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو ہمارے حق میں بابرکت کرے اور آپ کو چشم بد سے بچائے۔ آمین۔

سوتی مشروع کے تھان

ہر قسم کے نہایت خوش وضع پختہ رنگ جو ریشمی سے زیادہ پائیدار ہوتے ہیں مستورات اور بچوں کے پاجامہ وغیرہ اور روزمرہ استعمال کے لئے عمدہ کپڑا ہے۔ اودا۔ کاسنی گلابی۔ سبز۔ بیچرنگہ۔ پٹی دار۔ یکرنگہ۔ سادہ۔ جس قسم کا مطلوب ہو۔ منگا کر دیکھئے۔ آپ ہمیشہ منگاتے رہیں گے ہم بہت ارزاں فروخت کرتے ہیں کہ ہر طرف سے اس کپڑے کی مانگ ہو ایک تھان جس کا عرض ۱ گرہ۔ طول ۴ گز ہے۔ قیمت عہ۔ اس میں دو پاجامے تیار ہو سکتے ہیں۔

۳ تھان تک روانہ کئے جاسکتے ہیں۔ محصول ۴ ریکنگ ۲ جملہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی سب سے پہلی تقریر کے متعلق کچھ

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ ازلی کے ماتحت ایک کثیر جماعت کو امیر المومنین نور الدین کے ہاتھ پر جمع کیا اور آپ خلیفۃ المسیح کے نام سے قوم میں ممتاز ہوئے اُس وقت آپ نے ایک تقریر فرمائی تھی جو اُسی وقت اخبارات میں چھپکر شائع ہوگئی۔ اُس پر دن ہفتے۔ مہینے اور بالآخر سال گذر گئے۔ اور گذر رہے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کبھی یہ ظاہر کیا تھا کہ اخبار نویس یاددہانی کا کام کیا کرتے ہیں اور ان معنوں سے وہ مذکر ہوتے ہیں۔ اس لئے آج میں اس تقریر کا ایک حصہ احمدی قوم کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ اُنھیں معلوم ہو کہ اُسوقت اپنے خلیفۃ المسیح نے کیا عہد لیا تھا اور اس مقصد میں اب تک ہم نے کیا کیا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح فطرتاً نمائش اور نمود سے الگ ہیں اور اسطرح پر خدا تعالیٰ نے ان کے کاموں میں سے ریا کا حصّہ کاٹ دیا اور محض اخلاص رکھدیا۔ اسی فطرت کی وجہ سے اسوقت آپ نے بعض دوسرے بزرگوں کے نام لئے تھے اگر چاہو تو تم ان میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لو میں تمہارے ساتھ ہوں مگر مشیت ایزدی کو کون بدل سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جس ہاتھ کو نظام وحدت کو قائم رکھنے کی قوت دی تھی وہی آگے بڑھا اور اسنے سب کو اسپر جمع کرلیا۔ جب یہ فیصلہ ہوگیا تو آپ نے فرمایا

"اب تمھاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمھیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی اگر یہ بات تمھیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرہاً اس بار کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کی دس شرائط بدستور قائم ہیں ان میں خصوصیت سے قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے اور واعظین کو بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں اور پھر تعلیم دینیات دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کیمطابق کرنا ہوگی"

یہ وہ اقتباس ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح کی اُس پہلی تقریر خلافت میں سے میں نے کیا ہے اور اس غرض سے تاکہ تمھیں یاددلاؤں کہ جو کام تم نے کرنا تھا وہ کس حد تک ہوا ہے۔ میں اسوقت صرف واعظین کے بہم پہنچانے کے سوال کو پیش کرتا ہوں اس سے پہلے بھی مجھے کبھی کبھی اس مضمون پر لکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ اور اب بھی میں ضرورت سمجھتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے واعظین کے بہم پہنچانے کے کام کو شرائط بیعت میں داخل کیا ہے۔ اگر ہم اس شرط کو پورا نہیں کرتے یا کرنے کی کم از کم کوشش نہیں کرتے تو کچھ شک نہیں کہ ہم اس شرط کو نعوذ باللہ توڑتے ہیں۔

واعظین کا تقرر اور اُن کا بہم پہنچانا یہ ایسا امر نہیں ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو ہی پہلی مرتبہ اس کی ضرورت محسوس ہوئی ہو ۔۔۔ بلکہ یہ وہ ضرورت ہے جو قرآن مجید کی آیۃ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر میں بیان ہوئی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی پہلی تقریر خلافت اسی آیۃ شریفہ پر کی تھی۔ جسکا اقتباس میں نے اوپر دیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے قرآن مجید کی اس آیۃ اور اپنے اور ہم سب کے مرشد و مولیٰ امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے ماتحت اس شرط کو داخل شرائط بیعت کیا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا چاہا کہ واعظ پیدا ہوں اور واعظوں اور اشاعت اسلام کے مستقل سلسلہ کے لئے ہی وصایا کا سلسلہ آپنے قائم کیا چنانچہ الوصیت میں اس روپیہ کے مصرف میں صاف لکھا ہے کہ

"دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے کہ اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا ...... اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ کرینگے ...... ان اموال سے اُن یتیموں اور مسکینوں اور نو مسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے۔ اور سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں" غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واعظین کے لئے گویا مستقل انتظام فرمایا۔ اور آپ کے جانشین۔ اور خلیفہ بلافصل نے اسکو داخل شرائط بیعت کر دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۱ مئی ۱۹۰۸ء کو قبل ظہر واعظین کے متعلق جو تقریر فرمائی وہ اور بھی قابل غور ہے۔ فرمایا۔

"ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور سے کچھ کرکے دکھانیوالے ہوں۔ علمیت کا زبانی دعویٰ کسی کام کا نہیں۔ ایسے ہوں کہ نخوت اور تکبر سے بکلی پاک ہوں اور ہماری صحبت میں رہکر یا کم از کم ہماری کتابوں کی کثرت سے مطالعہ کرنے سے ان کی علمیت کامل درجہ تک پہنچی ہوئی ہو ...... تبلیغ سلسلہ کیواسطے ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے مگر ایسے آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر دیں ...... اگر اسی طرح بیس ۲۰ تیس ۳۰ آدمی متفرق مقامات میں چلے جاویں تو بہت جلد ہی تبلیغ ہوسکتی ہے۔ مگر جب تک ایسے آدمی ہماری منشا کے مطابق اور قناعت شعار نہوں تب تک ہم انکو پورے اختیارات بھی نہیں دے سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایسے قانع اور جفاکش تھے کہ بعض اوقات صرف درختوں کے پتوں پر ہی گذر کر لیتے۔ تمام ہندوستان ہمارے دعاوی سے ایسا بیخبر پڑا ہے کہ گویا کسیکو خبر ہی نہیں ۔۔۔ مدرسہ یا کالج وغیرہ کا بنانا اصل سلسلہ کی مضبوطی پر موقوف ہے۔ اول چاہئے کہ سلسلہ میں ایسے لوگ ہوں جو سلسلہ کی ضروریات کی مدد کرنے والے ہوں ...... اگر کچھ ایسے لائق اور قابل آدمی سلسلہ کی خدمات کے واسطے نکل جاویں جو فقط لوگوں کو اس سلسلہ کی خبر ہی پہنچادیں تو بھی بڑے فائدہ کی توقع کیجا سکتی ہے"

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آخری غرض کیا ظاہر فرمائی کیونکہ یہ ۲۱ مئی کی تقریر کا خلاصہ ہے۔ اس میں بہت کچھ آپنے تبلیغ سلسلہ کے لئے زور دیا ہے۔ یہ واقعات اور اقتباس میں نے آپ کے سامنے رکھدیئے ہیں۔ اب آپ واقعات کی بنا پر کہسکتے ہیں کہ یہ کام کس حد تک ہوا ہے؟

ضرورت ہے کہ اندرون ملک میں جا بجا ایسے واعظ بھیجے جاویں۔ واعظین کا ایک مستقل انتظام ہو کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح خصوصاً ایسا چاہتے ہیں۔ ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو اس کام کے لئے نکل سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوگا جو کچھ ہوگا۔ تمام سعادت مند روحیں نکلیں۔ خصوصاً وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور اپنی زندگیاں اس غرض کے لئے وقف کی تھیں وہ اب اپنی زندگیوں پر کوئی حق نہیں رکھتے وہ بولیں اور حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور اس عہد کی تجدید کریں اور خدا کے قائم کردہ سلسلہ کا پیغام آفاق میں پہنچادیں

مُعارفِ قرآن مجید

ازفیوضات حضرت خلیفۃ المسیح نور الدین ایدہ اللہ بنصرہٖ

مجدّدِ دین کی بعثت

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے دینِ اسلام پسند فرمایا اور حضرت محمدؐ رسول اللہ کے لئے اپنا دین کامل کیا۔ اب اس میں جب کوئی بے ترتیبی رسم ورواج الفت وعادت یا کسی اور وجہ سے پڑجاتی ہے۔ تو ہر امر کو باترتیب کرنے اور مفسد اشیاء کو نکالنے کے لئے کوئی نہ کوئی اللہ کا بندہ مبعوث ہوتا ہے۔ جب بنی امیّہ کی خلافت سے کچھ گڑبڑ پڑی۔ تو اللہ نے عمر بن عبد العزیزؓ کو سلطنت دلائی۔ یہ بڑا ہی نیکدل ومتقی خلیفہ تھا۔ لکھا ہے کہ شاعر اس کے دربار میں مدحیہ قصائد لکھ کر لائے اور بامید انعام کئی مہینے ٹھہرے رہے۔ آخر انہوں نے خلیفہ کے ایک دوست سے کہا کہ ہمیں کچھ دلواؤ۔ عمر بن عبد العزیزؓ نے جواب دیا۔ کہ میں نے سارے علماء وفقہاء سے استفتا کیا ہے۔ کہ شاعروں کو کس مد سے دیا جائے۔ مگر کوئی مد نہیں معلوم ہوتی۔ ہاں میرا ذاتی روپیہ سات سو درہم ہے۔ وہ لیجا سکتے ہو اور ان میں سے اس شاعر کو دے سکتے ہو۔ جس نے نبی کریم صلعم کی مدح میں فلاں شعر کہا ہے۔ اسی طرح لکھا ہے۔ کہ ایک شخص نے اُن سے کہا۔ آپ نے اپنی زندگی میں اپنے بعد کے انتظام کے لئے فلاں کو ولیعہد بنایا ہے۔ کیا آپ عالم الغیب ہیں یا اس کا دل آپ کے ہاتھ میں ہے۔ کہ وہ حقوق اللہ وحقوق العباد ادا کرنے والا ہوگا۔ فرمایا اس کا جواب میں کچھ دن بعد دوں گا۔ اس کے بعد آپ پر خشیت اللہ غالب ہوئی۔ اور رونے لگے۔ اتنے روئے اتنے روئے کہ اسی حالت میں جان نکل گئی۔

اسی طرح جب تشیع کا فتنہ بڑھنے لگا۔ تو خدا نے مجدّد الف ثانی کو مبعوث کیا اور انہوں نے بہت کچھ ان کے عقائدِ فاسدہ کی تردید فرمائی۔ پھر جب لوگ احادیث رسول صلعم کو بھول گئے۔ اور دین دین کا دار ومدار چند اقوال پر رہ گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجدیا۔ جنہوں نے احادیث کی کتب واحادیث کے مسائل کا رواج دیا۔ چنانچہ اس کے بعد لوگ کم از کم صحاح ستّہ کے نام سے واقف ہوگئے۔ اور ایک گروہ ہندوستان میں بھی سُنتِ نبوی کو زندہ کرنیوالا پیدا ہوگیا۔

پھر جب عیسائیوں کے اعتراض بڑھے اور ان لوگوں نے اپنے دین کو پھیلانے اور انسان کے بیٹے کو خدا منوانے کے لئے ہر ایک تدبیر سے جو کسی انسانی ذہن میں آسکتی ہے۔ کام لینا شروع کیا یہاں تک کہ الخمر جو جماع الاثم ہے اور النساء جو حبائل الشیطان ہیں وہ بھی معاون ہوئے۔ تو خدا نے اپنے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا اور یہ فتنہ کمزور پڑا۔ اور اس کی خدام کی ایک جماعت پیدا ہوگئی۔ جو ان کے مقاصد کے پورا کرنے والے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

عباد الرحمن کون ہیں؟

جو متکبر نہ ہوں۔ متجبر نہ ہوں۔ سکونت اور وقار ان کا شیوہ ہو۔ سہولت سے کام لیں۔ فسادیوں کے کسی فعل سے نہ بڑھے۔ جاہلوں سے الگ تھلگ رہیں۔ بغیر حق کسی قتل کے مرتکب نہ ہوں۔ ایک اللہ کی عبادت کرنے والے ہوں۔ خرچ میں میانہ رو ہوں۔ لغو سے اعراض کرنے والے ہوں۔ آیات اللہ کی پوری تعظیم کرنے والے ہوں۔ اپنے لئے اپنی اولاد کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

برہمو سماج کے فتنے سے بچو

یہ لوگ بظاہر بہت نرم گفتگو کرتے ہیں۔ مگر دراصل تمام انبیاء علیہم السلام اور راستبازوں کی جماعت کو مفتری اور دروغ مصلحت آمیز بولنے والے قرار دیتے ہیں۔ ایسا کہکر یہ لوگ تمام انبیاء کے متبعین کی دل آزاری کرتے ہیں۔ اور ان کے آئمہ کو جھوٹا اور لوگوں کو دھوکا دینے والے قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک نعماءِ جنت کا ذکر گویا جہلاء کو بات منوانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اور الہام تو ان کے نزدیک ایک خیال ہے جو دل میں آجائے۔ ان کی دیکھا دیکھی بعض مسلمان کہلانیوالے بھی ملائکہ کے وجود کے منکر ہیں۔ اور ان سے مراد اچھے لوگ لیتے ہیں۔ چنانچہ ایک نے کہا ہے ؎

جبریل امین قرآن بہ پیغامے نے خواہند
ہماں گفتار محبوب است قرآنے کہ من دارم

خدا ان لوگوں کو ہدایت دے۔ یہ لوگ تمام انبیاء کی تعلیم پر پانی پھیرنا چاہتے ہیں اور جزا و سزا کے بے ایمان ہیں۔

قرآن مجید کی صداقت

سچائی اپنے انوار وبرکات سے ثبوت دیتی رہتی ہے۔ سچائی کا ایک نشان یہ بھی ہے کہ جوں جوں اس پر اعتراض کئے جائیں اس کا صدق ہی کھلتا رہے۔ قرآن مجید کی صداقت پر ضمیر انسانی گواہ ہے۔ پھر فطرت سلیمہ۔ تجارب۔ کتب سابقہ۔ تمام قوموں کا عملدرآمد غور سے دیکھو تو تمام کتب سابقہ کا خلاصہ قرآن مجید کی چند آیات کا ترجمہ ہے۔ پھر صحابہ کی بزرگی قرآن مجید کی صداقت پر زندہ گواہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے باپ کا نام بحیثیت تاریخی انسان ہونے کے کسی تاریخ میں نہ پاؤ گے۔ مگر اب حضرت ابوبکرؓ کی قوم صدیقی کہلاتی ہے۔ اور دنیا کے ہر حصّے میں موجود اور معزز ومحترم ہے۔

(تشحیذ الاذہان قادیان)

کتابوں پر ریمارک

بعض کتابیں اور رسالے دفتر الحکم میں ریویو کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ میں ابھی تک ان کو پڑھ نہیں سکا۔ دوسری طرف کتابیں بھیجنے والوں کی غرض پوری ہونے میں دیر ہوتی ہے۔ اس لئے مکرمی مولوی شیر علی صاحب بی۔اے نے جو ریمارک ان کتب کی بابت کیا ہے۔ وہ عزت سے درج کیا جاتا ہے۔ — ایڈیٹر الحکم

آریہ دھرم کا پول

شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے اپنے ایک لیکچر کو جو انہوں نے ۷۔ مئی سنہ ۱۹۱۱ء کو انجمن احمدیہ بٹالہ کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر دیا تھا۔ سامعین کی خواہش کے مطابق ایک پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا ہے۔ یہ رسالہ آریہ دھرم کے پول کو خوب اچھی طرح سے ظاہر کرتا ہے۔ اس مذہب کا نقشہ مختصر رنگ میں بڑی عمدگی کے ساتھ کھینچا گیا ہے۔ صفحے ۲۴۔ قیمت ۱/

اَدْعِیَۃُ الْاَحَادِیْث

مؤلفہ محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی۔ اس رسالہ کا مضمون اس کے نام سے ظاہر ہے۔ مؤلف رسالہ عرضِ حال میں لکھتے ہیں:۔

"اب خدا نے مجھے توفیق دی کہ میں نے احادیث کی تمام دعائیں جمع کیں۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے مختلف اوقات کے لئے اپنی امت کے افراد کو فرمائیں۔ یہ وہ دعائیں ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے حضور قبولیت کی سند لے چکی ہیں بس کیا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو یہ دعائیں اپنا وظیفہ بنائے"

دعاؤں کا ترجمہ سلیس اردو میں دیا گیا ہے۔ ادعیۃ القرآن (قرآن مجید کی دعاؤں کا ترجمہ انہوں نے نظم میں دیا تھا۔ ۳۲ صفحہ قیمت صرف ۱/ دفتر تشحیذ الاذہان قادیان سے طلب کرو۔

نیّرِ اسلام

یہ ۸۴ صفحے کی کتاب شیخ رحیم بخش صاحب نومسلم واعظ اسلام نے تصنیف کی ہے جس میں صداقت اسلام۔ بائبل کی پیشگوئیوں۔ قرآن شریف کی بعض خوبیوں اور روح القدس کے نزول پر مفصّل بحث کی ہے خصوصاً بائیبل کی پیشگوئیوں پر یہ کتاب بہت محنت سے تیار کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے۔ قیمت ۵/۔ ملنے کا پتہ محمد یٰسین صاحب سہارنپوری تاجر کتب قادیان۔

احمدی پاکٹ بک حصّہ اول ودوم

یہ دو رسالے جیبی تقطیع پر سید عبد الحی صاحب عرب (مولوی فاضل) قادیان نے حال میں تالیف کئے ہیں۔ ان رسالوں میں مندرجہ ذیل مضامین پر ناظرین کے فائدہ کے لئے مختصر لیکن کافی بحث کی گئی ہے (۱) قرآنی آیات متعلق وفات مسیح (۲) لفظ توفّی کے معنے قرآنی آیات کی روسے (۳) لفظ توفّی کو آنحضرت صلعم صحابہؓ اور امہات المومنینؓ نے موت کے معنوں میں استعمال کیا۔ (۴) وفات مسیح احادیث کی روسے (۵) انی متوفیک اور فلما توفیتنی کی تفسیر کتب تفاسیر میں (۶) توفّی کے معنے لغت عرب کی رُوسے (۷) لفظ خلا کی تحقیق۔ اوّل قرآن شریف کی روسے۔ دوم احادیث کی رُوسے۔ سوم کتب تفاسیر کی روسے (۸) خاص پانچ آیات متعلقہ وفات مسیح کی تفسیر متقدمین مفسرین کی روسے (۹) لفظ رفع کی تحقیق بطریق بالا (۱۰) لفظ نزول کی تحقیق بطریق بالا۔ (۱۱) دجال کے متعلق لفظ نزول کا استعمال (۱۲) وفات مسیح کے متعلق پہلے نیک لوگوں کی گواہی (۱۳) عدم رجوع موتیٰ (۱۴) دجال کی تحقیق (۱۵) مجدّدین اسلام (۱۶) آخری زمانہ کے علامات اور مسیح اور مہدی کا ظہور (۱۷) ثبوت دعویٰ مسیح موعودؑ۔ اوّل۔ قرآن مجید کی روسے۔ دوم۔ احادیث کی روسے۔ سوم۔ نشانات آسمانی سے (۱۸) خدمات مسیح موعود علیہ السلام۔

یہ مضامین صرف پہلے حصہ کے ہیں۔ اس سے ناظرین اس پاکٹ بک کے مفید ہونے کا اندازہ لگا سکتے ہیں دونوں حصّوں کی قیمت ۴/

مؤلف سے طلب کرو۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھکر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں تو ضرور پڑھیں کہ اس میں **نور ہدایت اور شفا ہے**

ہدیہ فی پارہ مبلغ ایک روپیہ

نوٹ:۔ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے آٹھ روپے (عہ/) معہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو

کارخانہ الحکم کی رعائتی کتب کا اعلان

سالانہ جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعائت کی گئی تھی۔ اور جملہ کتابیں نصف قیمت پر فروخت ہوئیں۔ اس سے اُن لوگوں کو فائدہ اٹھانے کا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے۔ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۲ء تک یہ کتابیں رعائتی قیمت پر ملیں گی۔ سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۵۔ اور مجربات نور دین جلد سوم کے

فہرست کتب

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۲ لغایت ۲۶ فی پارہ ایک روپیہ رعائتی قیمت ۸/

حقیقت نماز مسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عہ رعائتی قیمت ۸/

رپورٹ جلسہ ۱۹۰۷ء — حضرت اقدس اور بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ — رعائتی قیمت ۸/

تفسیر سورہ بقر — رعائتی قیمت عہہ

مجربات نور دین — قیمت ۱۱/

ردچکڑالوی قیمت ۵/ — رعائتی قیمت ۱۲/

اصلاح النظر آریوں کے رد میں — رعائتی قیمت ۱۰/

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲ — پارہ نمبر ۱۵ سورہ بنی اسرائیل اور کہف — قیمت عبعہ/

الہامات و اشتہارات ۱۹۰۵ء — قیمت ۱۰/

حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط — قیمت ۱/

محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان ضلع گورداسپور

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھرسے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر سُست اور پژمردہ اور بھوک کھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کردینے سے بچہ میں بڑا فرق ہوجاتا ہے۔ اور وہ خوش و بشاش ہوجاتا ہے۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے۔

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

الحکم
قادیان دارالامان
۱۴ فروری ۱۹۱۲ء

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

نمبر ۳

پھر کان کے راستہ بھی اکثر میل کچیل جمع ہو جاتی ہے اس لئے اُنگلی کے ساتھ اس کو صاف کرنا بھی لوازمات وضو سے ہے۔ آنکھ کے کوئے اور پلکوں کے صاف کرنے کا بھی حکم ہے۔ پھر پاؤں کے تلووں کے ذریعہ بخارات نکلتے رہتے ہیں۔ ان کے دھونے سے وہ صاف رہتے اور مسام کھلے رہتے ہیں اور طبیعت بشاش اور دماغ باقاعدہ کام کرتا رہتا ہے۔ بخارات کا صعود دماغ کی طرف نہیں ہوتا۔ خدا کے لئے غور کرو۔ اور سلیم دل لیکر سوچو۔ کہ کیا یہ وضو فی الحقیقت ازالہ گناہ نہیں کرتا۔

یہ تو اس کے ظاہری فوائد ہیں۔ اور ان فوائد کو مدنظر رکھکر اس حدیث کی صحت کے آگے سر جھکانا پڑتا ہے۔ اور بے اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر درود شریف پڑھنے کو جی چاہتا ہے کہ وہ کیسا کامل اور پاک انسان تھا۔ جس کے ہر حکم میں ایک کامل حکمت اور رحمت ہے۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ روحانی پہلو سے بھی اس کو دیکھیں۔ کیونکہ اسلام

وضو کا رُوحانی فلسفہ	کے تمام احکام ظاہر سے باطن کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں یہ بھی ایک خوبی ہے جو دوسرے مذاہب سے اسلام کو ممتاز کرتی ہے۔ وضو میں بظاہر کچھ اعضائے جسمانی دھوئے جاتے ہیں۔ لیکن دراصل ان کی تہ میں ایک عجیب روحانی سر رکھا ہوا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ جب انسان اپنے ہاتھ دھوتا ہے۔ تو اس سے دراصل یہ مقصود ہوتا ہے۔ کہ اے اللہ! جیسے میں ان ہاتھوں کی ظاہری میل کچیل دور کرتا ہوں۔ اسی طرح پر تو اپنی شفقت اور رحمت کے پانی سے ان بخارات کثیفہ کو دھو ڈال جو کسی گناہ کے صدور کا موجب ہوتے ہیں۔ میرے ہاتھ کسی بدی اور برائی کے لئے نہ اُٹھیں اور جو گناہ ہاتھ سے ہو چکے ہیں۔ اُن کے بدنتائج اور ثمرات سے محفوظ رکھ۔ اسی طرح جب منہ میں پانی ڈالتا ہے اور اسے صاف کرتا ہے۔ تو یہ غرض ہوتی ہے کہ میری زبان کو پاک صاف رکھ۔ وہ تیری حمد اور تقدیس میں کھلی رہے۔ اور کسی کی غیبت اور شکایت اور نالائق باتوں کے لئے نہ کھلے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی توفیق ملے۔ ناک میں پانی ڈال کر اسے دھوتا ہے۔ تو اس سوراخ کے ذریعے جو بدیاں ہوتی ہیں اور ناک کے خیال سے جو [illegible] بد ہوتی ہیں جن سے کتاب اللہ [illegible]

پس پشت ڈالی جاتی ہے۔ اُن سے محفوظ رہنے کی تمنا کرتا ہے۔ اسی طرح پر ہر عضو کے متعلق خیال کرو۔ اور وضو کے بعد کی دعا اس حقیقت کو کھول دیتی ہے۔ کہ اصل مقصود اور اصل غرض روحانی پاکیزگی اور طہارت ہے۔ پس جبکہ وضو طہارت جسمانی اور اس کے عمدہ ثمرات کا موجب اور روحانی بھلائی کا محرک ہے پھر

کیوں اس کے ذریعہ گناہ دور نہ ہوں

اب اس پر اعتراض کرنا نرے کودن کا کام ہے۔ ہم تو یہ کہیں گے کہ بیشک وضو سے گناہ دور ہوتے ہیں۔ تمہیں اگر وید یہ سکھاتا ہے کہ پاکیزگی اور طہارت جسمانی روحانی طہارت کی محرک نہیں ہوتی۔ اور اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ تو تمہیں مبارک ہو۔ ہم ایسی تعلیم کو

بہ پشیز نمے خریم

پاخانے میں جانے کی دعا	پھر مسافر نے وضو پر اعتراض کرنے کے بعد

پاخانہ میں جانے کی دعا لکھی ہے۔ گویا اس پر اعتراض کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ وید ایسی پاک تعلیم سے محض عاری اور تہید ست ہے۔ اسلام کی خصوصیت جو دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی۔ اور جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور تقرب الی اللہ کا پتہ چلتا ہے۔ یہ بھی ہے کہ وہ تمام امور میں انسان کو روحانیت کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور کوئی تلقین آپ نے ایسی نہیں کی جس کے ساتھ روحانی تعلیم نہ ہو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے۔ وہ ایسی مستقل اور مفید ہے۔ کہ جو انسان کی زندگی کے ہر طبقہ کے لئے مفید ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے رنگ پر تعلیم دی ہے۔ کہ وحشی سے انسان اور انسان سے باخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بنانے میں وہ مدد دیتی ہے۔ دُنیا کی دوسری مذہبی کتابوں کو پڑھ جاؤ۔ اور اخلاق کی کتابوں کو مطالعہ کرو۔ تمہیں بہت سی باتیں ملیں گی۔ جن کے متعلق بانی مذہب یا اخلاق آموز تعلیم نے کوئی اشارہ تک نہیں کیا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں یہ کمال ہے۔ کہ ہر امر کے متعلق ہدایت ملیگی۔ گمراہ مسافر پاخانے میں جانے کی دعا دیکھکر ہنسی کرتا ہے۔ اسی طرح پر جیسے ایک وحشی اور برہنہ انسان جو افریقہ کے جنگلوں میں رہتا ہو۔ ایک مہذب اور شریف انسان کو لباس پہنے ہوئے دیکھ کر ہنستا ہے۔ اور وہ اپنی برہنگی ہی کو اعلیٰ درجہ کی بات سمجھتا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے افراد میں عورت اور مرد کی شرمگاہوں تک کی پرستش ہوتی ہو۔ جو حقیقی طہارت کے مفہوم سے کوسوں دور ہوں۔ جن کی روحانیت اور خدا پرستی کا معیار اجرام سماوی اور رب النوع سے پرے نہ ہو۔ اور اگر ہو بھی تو ایک معطل محض ہستی ان کا مقصود ہو۔ وہ اگر اسلام کی تعلیم پر ہنسی نہ اُڑائیں۔ تو کون اُڑائے۔

بات دور چلی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسان کے تمام شعبہ زندگی کے متعلق ایک کامل ہدایت نامہ عطا فرماتے ہیں اسی ضمن میں جہاں آپ نے پیشاب۔ پاخانے کے متعلق ہدایت

اور آداب تعلیم کئے۔ اس کے ساتھ ہی اس پاک اور اصلی غرض کو بھی مدنظر رکھا یعنے اللہ تعالےٰ کے ساتھ تعلقات بڑھانے کو۔ اسی مقصد کے لئے یہ دعا آپ نے تعلیم کی۔ نادان مسافر اس پر اعتراض کرتا ہے۔ مگر وہ روحانیت کی حقیقت سے محض ناآشنا ہے۔ دعا یہ ہے اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث یعنے اے اللہ میں تجھسے پلیدیوں اور ناپاکیوں کی پناہ چاہتا ہوں۔

غور کرو کہ یہ دعا کیسی عجیب دعا ہے۔ پاخانہ ایک طبعی امر ہے۔ اور جیسا کہ اس نمبر میں میں نے بیان کیا ہے۔ طبعی گندگیوں کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ایک خاص سسٹم رکھدیا ہے۔ کہیں پسینہ کے ذریعہ کہیں بول و براز کے راستہ وہ مضر صحت گندگیاں نکل رہی ہیں اب اس موقعہ پر جو دعا تعلیم کی۔ تو اس کا یہی مقصد ہے۔ کہ اے اللہ جس طرح پر تو نے میرے اندر یہ ایک طبعی تقاضا پیدا کر دیا ہے کہ میں اس پلیدی کو باہر نکالدوں۔ ایسی ہی روحانی طور پر ناپاکی کو دور کرنے کے لئے پیدا کر۔ جو اخلاق فاضلہ اور روحانیت کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس دعا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ فطرتی اور کمال طہارت کا ثبوت ہوتا ہے۔ مگر افسوس

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است

پیشاب پاخانے کے عام آداب	گمراہ مسافر نے ان آداب کو بیان کیا ہے۔ جو عام

طور پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب و پاخانے کے وقت تعلیم کئے ہیں۔ اور اس کی غرض ان پر استہزا ہے۔ مگر یہ نادان معترض ان آداب کے مقابلہ میں وہ آداب اور قواعد پیش نہیں کرتا۔ جو اس کو وید مقدس نے تعلیم کئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشیوں سے انسان اور انسان سے بااخلاق انسان اور باخدا انسان بنایا ہے۔ اس لئے تمدن کے ابتدائی قواعد اور سوسائٹی کے عام آداب آپ نے تعلیم فرمائے۔ ان آداب میں پیشاب پاخانہ کیوقت مُنہ کرنے پر مسافر ایک حدیث کا ترجمہ دیکر کہتا ہے۔ کہ قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع فرمایا۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ اس میں اعتراض کی کونسی بات ہے؟ شعائر اللہ کی عظمت ضروری امر ہے علاوہ بریں پیشاب اور پاخانہ کے لئے ضروری امر ہے کہ پردہ دار جگہ ہو۔ اور یہ حکم جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا یہ جنگل اور کھلے میدانوں کے لئے ہے۔ اس میں سر یہ ہے کہ قبلہ کی طرف سے آمدرفت کثرت سے ہوتی ہے۔ پس جو لوگ ادھر مُنہ یا پشت کئے ہوئے پیشاب پاخانہ کرتے ہوں۔ اُن کے ستر ظاہر ہوں گے۔ جو ایک قسم کی بے حیائی ہے۔ اس لئے یہ حکم گھروں یا اوٹ میں ساقط ہو جاتا ہے۔ اس حکم کی تہ میں محض تعلیم حیا ہے۔ وہ لوگ اس حکم کی قدر کیا کر سکتے ہیں۔ جن کے مرد تو مرد عورتیں کھلے بندوں نہروں اور دریاؤں پر مخلوق کے سامنے برہنہ ہو کر نہانے کو عیب نہیں سمجھتی ہیں۔ اور اس میں بے حیائی کے کسی حصہ کو محسوس نہیں کرتی ہیں۔

پھر اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

مختصر نوٹ

ایک خطرناک کتاب کسی دوسری جگہ مسلم گزٹ سے ایک خطرناک کتاب "خواب دنیال" کے متعلق ایک مضمون نقل کیا گیا ہے۔ فی الواقعہ یہ کتاب مسلمانوں کی فداہی پر ایک دل آزار حملہ ہے۔ اور اس سے مسلمانوں کو جو رنج اور دکھ پہنچا ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ مسلم لیگ کا اولین فرض تھا کہ وہ ایسی خطرناک کتاب کا پتہ لگا کر گورنمنٹ کو توجہ دلاتی۔ مسلم گزٹ نے جو قومی خدمت اس کتاب کو زیر نوٹس لانے میں کی ہے۔ وہ ہر آئینہ قابل قدر ہے۔ اور اسوقت ضرورت ہے۔ کہ مسلم پریس اور اسلامی انجمنیں اس کتاب کے متعلق اپنی متفقہ آواز اٹھائیں۔ اور گورنمنٹ کو توجہ دلائیں۔ گورنمنٹ کے انصاف پر ہم بھروسہ کرکے کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ آواز رائیگاں نہ جائیگی۔ اور بہت جلد اس کتاب کو نہ صرف خارج از نصاب کیا جائیگا۔ بلکہ اس کی کل کاپیاں تلف کر دی جائینگی۔

اسلام پر ایک جرمن کی رائے سٹوڈنٹ والنٹیر مشنری یونین کی کانفرنس منعقدہ نوبلوز میں ۵ جنوری گذشتہ کو ہیر ایکسیفیلڈ رکن برلن مشنری سوسائٹی نے مسئلہ اسلام پر ایک وسیع ایڈریس دیا۔ جس میں اگرچہ مشنری جماعتوں کو اہل اسلام میں تبلیغ دین عیسوی کی سرگرم کوشش کرنے کی معمولی ترغیب دی گئی تھی۔ لیکن دین اسلام کے محاسن اور عیسائیت کے مقابل میں اس کے فتحمند ہونیکا بھی کھلے دل سے اعتراف کیا گیا تھا۔ ہیر ایکسنفیلڈ نے دکھایا۔ کہ غیر مسیحی دنیا کا ایک پانچویں سے زیادہ حصہ مسلمان ہے اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کے سامنے تاریخ عالم کے عظیم الشان معرکوں میں عیسائیت نے شکست کھائی ہے۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ ہم اپنے آپ کو یہ فریب دینا چھوڑ دیں کہ اسلامی فتوحات تلوار کی وحشیانہ طاقت کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہیں۔

مذہبی حملوں کی مدافعت فاضل لیکچرار نے یہ بات تسلیم کی۔ کہ انجیل کو مسلمانوں تک پہنچانے کی مسرت آمیز مستعدی کی بجائے مسیحیت پر صدیوں سے یہ خوف چھایا ہوا ہے۔ کہ کہیں اسلام کی یلغار سے وہ خود مغلوب نہ ہو جائے۔ آج کے دن اسلام میں عیسائیوں کے تبدیل مذہب سے جتنا اضافہ ہوتا ہے۔ وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ جو مسیحی مشنوں کی کوششوں سے عیسائیت میں اہل اسلام کے تبدیل ہونے سے ہوتا ہے۔ گو اسلامی دنیا متعدد فرقوں میں منقسم ہے۔ لیکن پھر بھی یہ صحیح ہے۔ کہ اسلام ایک نہایت طاقتور اتحاد و قوت ہے۔ جو دنیا نے کبھی دیکھی ہے۔ لیکچرار اس اتحاد کا نہایت وسیع عنصر یہ سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے لئے مذہب ایک نہایت بے بہا چیز ہے۔ اور وہ کسی حالت میں اسے ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ قول ہیر اکسیفیلڈ صاحب کے صداقت اسلام کی ایک زبردست شہادت ہیں۔ جو مخالف کی زبان سے ادا ہوئی ہے۔ لیکن اہل اسلام کو صرف اپنے مذہب میں صداقت و محاسن موجود ہونے کو کافی نہ سمجھ لینا چاہیئے۔ بلکہ اپنے آپ کو سچا مسلمان بنانا چاہیئے۔ اور بذریعہ تعلیم ان شدید حملوں کی مدافعت کا انتظام کرنا چاہیئے۔ جو عیسائیت کی طرف سے مشنری کوششوں کی صورت میں اسلام پر وارد ہو رہے ہیں اور جن کی طاقت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

سیگرٹ نوشی اور حقہ بازی جہاں تک مجھے یاد ہے۔ رشتہ تعلیم پنجاب کی طرف سے ایک سرکلر سگرٹ نوشی کے خلاف مسٹر ڈبلیو بل صاحب کے عہد ڈائرکٹری میں شائع ہوا تھا۔ اور کم و بیش اس پر عملدرآمد بھی ہوا۔ وہ سرکلر اب بھی منسوخ نہیں ہو گیا۔ مگر بدقسمتی سے سیگرٹ نوشی کا رواج ملک میں تو خیر بڑھ ہی رہا ہے۔ طلباء میں نہایت ہی خطرناک طور پر ترقی کر رہا ہے۔ اس کے اسباب میں سے فیشن کی غلامی بھی ہے۔ طالب علموں میں جب فیشن کی غلامی کے جذبات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ تو اس کے ساتھ ہی سیگرٹ نوشی بھی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ مرض قومی اور مذہبی تعلیم گاہوں میں بھی متعدی امراض کی طرح پھیلتا جاتا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ پرواہ کم ہوتی ہے۔ اگر استاد سیگرٹ نوشی کی برائیاں طلباء کے ذہن نشین کریں۔ اور اس کے خطرناک اثروں کی تصویر ان کے سامنے رکھیں۔ تو انسانی فطرت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ وہ مضر اشیاء سے بچنا چاہتی ہے۔ طلباء میں جو اخلاقی برائیاں بڑھ جاتی ہیں۔ اور حلق اور لواطت جیسے خوفناک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ بھی یہی ہے کہ پوچھیا طلباء کو ان کے مضار سے آگاہ کرنے کی کوئی جرأت نہیں کرتا اس کے ساتھ ہی سیگرٹ نوشی طلباء کے لئے بہت مضر ہے میری رائے میں اب وقت آگیا ہے کہ درسی کتابوں میں ان بیماریوں کے متعلق مضامین کورسوں میں داخل کئے جاویں۔ اور تمبر نشی مضامین پر سکولوں میں وقتاً فوقتاً لیکچر ہوں۔ یہ مرض بری طرح پھیل رہا ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ کوئی جگہ ذرشائد خالصہ سکول محفوظ ہو۔ اس بلا سے بچی ہوئی نہیں۔ نسبتی طور پر فرق ہو تو یہ جدا امر ہے۔ جہاں یہ بلا کم ہے۔ اگرچہ خوشی کا موجب ہے مگر تاہم اس سے اندیشہ ہے کہ آئندہ نہ بڑھے۔ ذہنی تعلیم اور دماغی چالاکیاں کچھ بھی وقعت اور حقیقت نہیں رکھتی ہیں۔ اگر اس کے ساتھ اخلاقی خوبیاں اور فضائل نہ ہوں۔ اور نہ تعلیم کا صرف اتنا ہی منشا ہے۔ کہ لوگ پڑھ لکھ جاویں۔ خواہ اخلاقی پہلو سے وہ کتنے ہی گرے ہوئے کیوں نہ ہوں اگر کوئی ایسا خیال کرتا ہے۔ تو سخت غلطی کرتا اور تعلیمی مقاصد کی ہتک کرتا ہے۔ مگر دیکھا جاتا ہے کہ علی العموم مدرسین کے زیر نظر کورسوں کا ختم کرانا اور تعلیمی مقابلوں میں طلباء کا کامیاب کرا دینا ہی اصل مقصود رکھا گیا ہے۔ ابتدائی تعلیم میں اگر اخلاقی تربیت کو خصوصیت سے مد نظر رکھا جاوے۔ تو اس کی تعلیمی قابلیت اور قویٰ کے نشو و نما کے ساتھ ساتھ اس کی اخلاقی حسیں تیز ہونے لگیں۔ اخبارات میں بھی ملکی مضامین تو کثرت سے نکلتے ہیں مگر اخلاقی مضامین ہوتے ہی نہیں۔ اور اگر کوئی لکھتا بھی ہے۔ تو مذاق ایسا بگاڑ دیا گیا ہے۔ کہ لوگ پسند نہیں کرتے۔ مدرسوں میں ٹمپرنس گائیڈ جیسے رسالے علی العموم آنے چاہئیں۔ اور اخبارات کو بھی اپنے کالم اخلاقی مضامین کے لئے وقف کرنے چاہئیں جن سکولوں کے ساتھ بورڈنگ ہوس ہیں۔ وہاں کے سپرنٹنڈنٹوں کو خصوصیت سے ان امور کی نگرانی کرنی چاہیئے۔ کہ ان کے احاطہ بورڈنگ میں کوئی شخص خواہ وہ چپڑاسی یا مزدور تک بھی کیوں نہ ہو حقہ نوشی اور سیگرٹ نوشی نہ کرے۔ اور طلباء کو کم از کم آدھ گھنٹہ روزانہ اخلاقی درس دینا چاہیئے۔ میں اس خصوص میں اپنے مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ ہوس کے ٹیوٹر مکرمی محمد اکبر شاہ خان صاحب کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ وہ اپنے فرائض میں اس امر کو داخل سمجھتے ہیں۔ کہ لڑکوں کو قرآن مجید کا بھی روزانہ درس وہ دیتے ہی ہیں۔ اور اس کے ساتھ احیاء العلوم یا کیمیا سعادت وغیرہ اخلاقی کتب میں سے بھی ہر روز درس دیتے رہتے ہیں۔ اگر دوسرے لوگ بھی ان کی اس خصوص میں تقلید کریں۔ تو بہت ہی بہتر ہو۔ اس لئے کہ ہمارا مدرسہ جس خصوص میں ممتاز ہونا چاہیئے وہ اس کی اخلاقی اور مذہبی عملی حالت ہے۔ اس کی تعلیمی قابلیت یا ورزشی کمالات کا اعلیٰ معیار بعد میں ہے۔ میں اس نقص کو چھپا نہیں سکتا۔ کہ سیگرٹ نوشی کی بلا یہاں کے بعض طلباء کو بھی لگی ہوئی ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ اسے باہر سے لیکر آئے ہیں مگر یہاں آکر اس کا باقی رہنا تعریف کے قابل نہیں ہو سکتا۔ امید ہونی چاہیئے۔ کہ اس بلا کو بائیکاٹ کیا جائے گا۔

کیا کریں؟ **از واحدی** کچھ شک نہیں کہ پُرجوش تقریریں اور تحریریں افراد قوم میں حس پیدا کرنے اور روح پھونکنے کے لئے بڑی لازمی چیزیں ہیں۔ لیکن جب ان کا حقیقی اور مفید اثر نہ دکھا جائے۔ دل مطمئن نہیں ہو سکتا۔ آج کل مسلم پریس کی چیخ پکار اور سچے ہادیوں کی متفقہ آواز نے جنوب سے شمال اور مشرق سے مغرب تمام ہندوستان کے کلمہ گوؤں میں ایک حرکت سنسناہٹ اور جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ مگر کوئی معقول نتیجہ جو مترتب ہوا ہو۔ یہ ہمیں نظر نہیں آیا۔ دل ہی دل میں کڑھنے سے کیا حاصل ہے۔ رو رو کر آنکھیں سجانے سے کیا فائدہ؟ غور کرنا چاہیئے کہ ہماری یہ حالت کس سبب سے ہو گئی۔ ہم پر چاروں طرف سے یہ ذلت اور مسکنت کا پہاڑ کیوں ٹوٹ پڑا ہے۔ دنیا کے کسی کونے میں مسلمانوں کو چین نہیں۔ زوال کو کمال ہو گیا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ سب ہمارے ہی کئے ہوئے کرتوت ہیں۔ ہم نے خدا کی اطاعت ترک کر دی خدا ہمیں سزا دے رہا ہے۔ اب بھی اگر ہم اسی کی طرف رجوع کریں۔ اس کے احکام کی تعمیل پر تیار ہو جائیں۔ تو وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔ کسی کی کیا طاقت ہے کہ ہمارے آگے سر اٹھا سکے۔ ہم بیلونوں اور ہوائی جہازوں کو کیا سمجھتے ہیں۔ ہماری ہمت کے آگے تو یہ کچھ ہستی نہیں۔ المختصر نہیں آپ ہی آپ تھکنے اور کوٹھوں پر لوٹنے کے بدلے خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیئے۔ توبہ کرنی چاہیئے اس کے سامنے گڑگڑانا چاہیئے کہ بارالٰہا ہم نے اپنے اعمال سے اپنے تئیں تباہ و برباد کر لیا

ایک فعل جابر بن عبد اللہ سے پیش کیا ہے جس میں دکھایا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو منع کیا۔ خود قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کر رہے تھے۔ اگر گمراہ مسافر کی غرض احقاق حق ہوتا۔ تو وہ اس حدیث کے متعلق محدثین کی تنقید سے فائدہ اٹھاتا مگر اس کو اس سے کیا کام۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حکم ایسا نہیں دیا۔ جس کی آپ تعمیل کر کے نہ دکھا دی ہو۔ محدثین نے جابر بن عبد اللہ کی حدیث کو اصول محدثین پر پرکھا ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہیں۔ کہ یہ حدیث ابن لھیعہ نام راوی سے روایت ہوئی ہے۔ اور یہ راوی ضعیف تسلیم کیا گیا ہے۔ علاوہ بریں شارحین حدیث یہ بھی کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ کسی عذر کی وجہ سے ہو۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ تاریخی سند اس بارہ میں کیا ہے۔ کہ ممانعت کی حدیث اس کے بعد کی نہ ہو۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

گمراہ مسافر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث لکھی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم سے روایت کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ تو تم اس کی تصدیق نہ کرو۔ اس کی تائید مزید حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ کہ حذیفہ نے روایت کی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کی اروڑی پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اور اس طرح پر بقول مسافر آپ کے قول اور فعل میں تناقض ہے۔

اما الجواب۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل مزکی ہیں۔ اور آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ والرجز فاھجر۔ اس لئے آپ نے جو تعلیم بھی دی ہے۔ اس میں طہارت اور نظافت کے اصول کو مد نظر رکھا ہے۔ مسافر اس پاکیزگی کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ جن کے ہاں اس کے متعلق کوئی ہدایت ہی نہ ہو۔ اور جو پیشاب کرنے کے بعد صفائی اور طہارت کو جانتا بھی نہ ہو۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے چھینٹیں اڑ کر کپڑوں کو ناپاک کرتی ہیں۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا اصل تعلیم فرمایا۔ جو اس نجاست سے محفوظ رکھے۔ علاوہ بریں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پیشاب کرنے میں بلحاظ حیا بھی فرق ہے۔ بہرحال آپ نے بیٹھ کر پیشاب کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اور جو آپ کا ایک فعل ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ ایک روڑی پر آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اس فعل نے مسافر پر بہت ہی اثر کیا۔ جو زادتھم رجسا علی رجسہم کی مصداق قوم پر ہوا کرتا ہے۔ کیا مسافر نہیں جانتا کہ ہر قانون اور ہدایت میں بعض اوقات استثنا ہوتا ہے۔

اسلامی نماز میں وضو ایک ضروری چیز ہے۔ مگر بعض حالتوں میں وضو ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اس کی جگہ تیمم سے کام لیا جاتا ہے۔ اور نماز کے ارکان سجدہ اور رکوع وغیرہ بھی اشارات محض سے ادا کر لئے جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام کے متعلق کچھ رخصتیں بھی ہوتی ہیں۔ جو عذرات شدیدہ کے ماتحت ہوتی ہیں۔ پس نادان مسافر کو کیوں یہ سمجھ نہیں آتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل کسی عذر کے نیچے تھا۔

شارحین حدیث نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اوّل۔ وہ جگہ ایسی تھی۔ کہ بیٹھنے کو موقع نہ تھا۔ دوم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درد صلب کی شکایت تھی اور عربوں میں یہ دستور تھا۔ کہ اگر کسی کو درد صلب ہو۔ تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اس کا علاج تھا۔ پس اس صورت میں یہ اعتراض محض شرارت کی راہ سے کیا گیا ہے۔ اگر نیت نیک ہوتی تو مسافر تمام واقعات کو یکجائی نظر سے دیکھتا۔

استنجے کے تین ڈھیلے

پھر مسافر نے اس حدیث کو پیش کیا ہے۔ کہ تین ڈھیلوں سے استنجا کرے۔ اور گوبر یا ہڈیوں سے استنجا نہ کرے۔ گوبر یا ہڈی سے منع کرنے میں جو حکمت ہے۔ وہ ظاہر امر ہے۔ گوبر سے ازالہ نجاست نہیں ہو سکتا۔ اور ہڈی اور کوئلہ سے خراش پیدا ہو کر کسی زخم کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مٹی میں ایک قوت جاذبہ ہوتی ہے۔ جو نجاست کو دور کر دیتی ہے۔ اور تین ڈھیلے تو محض اس لئے کہ تا ازالہ نجاست بخوبی ہو جاوے۔

ہاتھ کی رات

پھر مسافر نے اس حدیث کو لکھا ہے کہ جب کوئی تم میں سے سو کر اٹھے۔ تو جب تک وہ اپنے ہاتھ کو دھو نہ لے کسی برتن میں نہ ڈالے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گذاری۔ ہم نہیں سمجھتے کہ یہ پاک تعلیم اس کو کیوں بری معلوم ہوئی۔ مسافر کو تو اپنے پچھلے جنم کے حالات بھی معلوم نہیں۔ باوجودیکہ روح کی صفات میں سے علم بھی ہے۔ پھر کیا رات کو اسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سونے کی حالت میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں وہی ایک اصل طہارت اور پاکیزگی کا برابر کام کر رہا ہے۔ کوئی بتائے کہ اس میں برا کیا ہوا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا۔ کہ سوتے سے اٹھ کر ہاتھ کو دو تین مرتبہ دھو لینے کے بعد برتن میں ڈالو۔ نظافت پسند تو اس حکم پر قربان ہو جائیں گے۔ البتہ جن کی فطرت میں خباثت ہو۔ انہیں یہ ضرور برا معلوم ہو گا۔

(باقی انشاء اللہ العزیز آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان

از دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ نمبر ۳۸۶ مورخہ ۱۹۱۲ء

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

ذیل کا اعلان درج اخبار فرما کر مشکور فرماویں۔

اعلان

اس سے پہلے بھی احباب کو اطلاع دی گئی تھی۔ کہ جلسہ سالانہ یا مباحثہ کے لئے پہلے یہاں سے دریافت کر کے انتظام ہونا چاہئے۔ مگر اب تک عموماً یہی طریق برتا جاتا ہے۔ کہ بجائے خود ایک فیصلہ کر کے سب کچھ کر کرا لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ تمام حالات میں شرائط بھی خود طے کر لیتے ہیں۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں درخواست بھیجدیتے ہیں کہ فلاں تاریخ اس جلسہ واعظ یا لیکچرار یا مباحثہ کرنے والے پہنچ جانے چاہئیں سب احباب کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جہاں احباب کسی جلسہ کی ضرورت سمجھیں۔ تو پہلے بوساطت دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح سے لے کریں۔ دفتر سکرٹری کی معرفت ایسی درخواستیں آنے سے یہ فائدہ رہیگا۔ کہ اوقات مقررہ تک ضرور ہی آدمی فارغ ہو سکیں گے۔

محمد علی
سکرٹری

مسلمانوں کی وفاداری پر حملہ

اور

ایک خطرناک کتاب کی اشاعت ملکی اور فوجی حلقوں میں

حال ہی میں ایک کتاب بیپٹسٹ مشن پریس کلکتہ سے شائع ہوئی ہے۔ جو اردو زبان میں ہے۔ اور جس کا نام "خواب و خیال" ہے۔ یہ کتاب ملکی اور فوجی افسروں کے امتحان میں داخل کی گئی ہے۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصے میں ایک ہندو سپاہی سیتارام کی سرگذشت ہے۔ جس نے سپاہی کے درجہ سے صوبیدار کے عہدہ تک ترقی کی۔ دوسرے حصے میں "رسوم ہند" کا انتخاب ہے۔ تیسرے حصہ میں اکبر۔ نورجہاں بیگم اور شاہجہان کا ذکر ہے اور دو ایک مضامین اور ہیں۔ ہم کو اس موقعہ پر صرف پہلے حصہ پر نظر ڈالنی مقصود ہے۔ جس میں سیتارام کی سرگذشت ہے۔ اصل کتاب ہندی زبان میں لکھی گئی تھی۔ جو اب کہیں نہیں ملتی۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ لفٹننٹ کرنل نارگیٹ نے ۱۸۶۱ء اور ۱۸۶۳ء کے درمیان ایک انگریزی اخبار میں چھپوایا تھا یہ ترجمہ ۱۸۷۳ء میں وکٹوریا پریس لاہور سے کتاب کی شکل میں دوبارہ شائع کیا گیا تھا۔ اب انگریزی سے اردو میں ترجمہ ہو کر یہ سرگذشت "خواب و خیال" کے پہلے حصہ میں داخل کی گئی۔ اس سے دو باتیں مدنظر ہیں۔ کہ سرکاری فوج کے سپاہیوں کے لئے دلچسپی کا سامان فراہم کیا جاوے۔ دوسرے یہ کہ اس کو پڑھکر انگریزی افسر عام بول چال اور بامحاورہ اردو سیکھیں۔ اس کے مترجم دو شخص ہیں۔ جن میں سے ایک لفٹننٹ کرنل ڈی سی فلاٹ ہیں۔ جو پہلے پنجابی رسالہ نمبر ۳ میں میجر تھے اور اب کلکتہ ایگزامنرس بورڈ کے سکرٹری ہیں۔ دوسرے مولوی رضا علی صاحب وحشت ہیں۔ جو امپیریل ریکارڈ ڈیپارٹمنٹ کلکتہ میں ملازم ہیں۔ سیتارام نے اپنی سرگذشت میں نصف صدی گذشتہ کے واقعات درج کئے ہیں۔ جن میں غدر ۱۸۵۷ء کا واقعہ شامل ہے۔

ہم نے اس سرگذشت کو اول سے آخر تک بغور مطالعہ کیا ہے اس کے بعض مقامات کے پڑھنے کے وقت غم اور غصہ سے جو کیفیت ہمارے دل کی ہوئی۔ اس کو ہم کسی طرح الفاظ میں ظاہر نہیں کر سکتے۔ یہ وہ مقامات ہیں۔ جہاں مسلمانوں کی وفاداری پر کھلے لفظوں میں حملہ کیا گیا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کیوں یہ خطرناک سرگذشت فوجی اور ملکی یورپین افسروں کے امتحان میں رکھی گئی اور اگر رکھی گئی؟ تو وہ مقامات کیوں نہیں خارج کئے گئے؟ اگر یہ کتاب کسی ذمہ وار سرکاری محکمہ سے شائع نہ کی جاتی۔ تو چنداں قلق نہیں تھا۔ مگر جبکہ وہ بورڈ آف ایگزیمنرس کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ جو ایک سرکاری صیغہ ہے۔ تو ہمارے رنج اور افسوس کی کوئی حد نہیں رہتی۔ سب سے زیادہ افسوس ہم کو اس امر سے ہوتا ہے۔ کہ یہ سرگذشت نیم سرکاری ذریعہ سے ہندوستان کی تمام سرکاری فوجوں میں شائع کی گئی ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے۔ کہ "۱۶۔ اگست ۱۹۱۰ء سے یہ سرگذشت "فوجی اخبار" میں اس وقت تک سلسلہ وار چھپ رہی ہے"۔

ہم کو یقین ہے۔ کہ کوئی مسلمان اس کتاب کے ان مقامات کو جن کی نسبت ہم نے اشارہ کیا ہے۔ بغیر سخت غصہ اور رنج کے مطالعہ نہیں کر سکتا۔ ہم اس موقع پر ان میں سے بعض مقامات کو درج کرتے ہیں۔ تاکہ مسلمانان ہندوستان کو معلوم ہو۔ کہ ان کی وفاداری پر کیسا بزدلانہ اور ناپاک حملہ کیا گیا ہے اور اس حملہ کی اشاعت سرکار کے ملکی اور فوجی حلقوں میں کیونکر روا رکھی گئی ہے۔

صفحہ ۱۱۴ پر لکھا ہے کہ "یہ ہندوستانی مسلمان تو ہمیشہ اس خیال سے اپنا جی خوش کرتے رہتے ہیں۔ کہ ہم ہندوستان کو فرنگیوں سے دوبارہ فتح کر لیں گے۔ ان کو اس دن کا انتظار ہے۔ اور یہ آس باندھے ہوئے ہیں۔ کہ نزدیک ہی ہے۔ جو کچھ میری آنکھوں نے دیکھا ہے۔ ان کی آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ ورنہ وہ ایسی خام خیالی نہ کرتے۔ اپنی بہادری کی جو وہ دکھا چکے ہیں اور پھر ایک نہ دن دکھائیں گے۔ ڈینگ مارنے میں ان کو مزا آتا ہے"۔

اس سے بھی زیادہ خطرناک مقام اس کتاب کا پیراگراف نمبر ۳۱۶ ہے۔ جو صفحہ ۲۳۸ سے شروع ہوتا ہے۔ اس پیراگراف میں گورنمنٹ کو کھلے لفظوں میں بتایا گیا ہے۔ کہ مسلمان ہرگز لائق اطمینان اور قابل اطمینان نہیں ہیں۔ برخلاف اس کے ہندوؤں کی وفاداری پر زور دیا گیا ہے۔ اس پیراگراف کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"سرکار کو چاہیئے کہ اپنے ہندو نوکروں کی پوری طرح خبر گیری کرتی رہے۔ اور ایسی باتوں کو جن سے ان کے دلوں میں شکایت پیدا ہو۔ رفع کرے۔ تب ہندو کبھی اس کے خلاف کھڑے نہ ہوں گے۔ ہندو کبھی غدر میں پہل نہ کریں گے لیکن اگر غدر شروع ہو جائیگا۔ تو وہ شریک ہو جائیں گے سرکار اپنے اس بوڑھے تجربہ کار خادم کی بات کو یاد رکھے مسلمانوں پہ ہرگز اعتماد نہ کرے۔ بس ہر ایک فساد کے بانی وہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ سرکار سے دل میں کینہ رکھتے ہیں۔ مسلمان وہی سانپ ہے۔ جس کو ایک آدمی نے اپنے بچھونے میں رکھا تھا۔ کہ ذرا اس کا بدن گرم ہو جائے۔ لیکن اس کے عوض میں اسی نے اسی کو کاٹا۔ کاٹنا سانپ کی طبیعت ہے۔ پس وہ سانپ بے کاٹے کیونکر رہ سکتا تھا۔ جب مسلمانوں کا مذہب سکھاتا ہے۔ کہ جس کو وہ کافر سمجھیں۔ اس کو مار ڈالیں۔ اور ہر قتل پر سات سات بار بہشت میں ان کو جگہ ملے گی۔ ان کی طرف سے خواہ کتنا ہی دوستی کا دکھاوا ہو۔ اور وہ خواہ کتنی ہی وفاداری اور خیر خواہی کا اظہار کریں۔ ہرگز ہرگز صاحب لوگ ان کی باتوں پر کان نہ دھریں۔ ہرگز اعتبار نہ کریں۔ ہر چند ان پر بھروسہ کیا جائے۔ اور ان کے ساتھ مہربانی کی جائے۔ لیکن ہرگز یہ خیال میں نہ لائیں کہ یہ کبھی ہمارے اصلی دوست یا خیر خواہ بن سکیں گے۔ وہ اپنی پرانی سلطنتوں کی شان و شوکت کو یاد کر کے اکڑے پھرتے ہیں۔ اور ان کو امید ہے۔ کہ وہ زمانہ پھر آئیگا یہ امید عبث ہے۔ کہ بیتا جگ بھی واپس آ سکتا ہے؟"

اس کے بعد پیراگراف نمبر ۳۱۷ ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ "ان کے ملاں ان کی نفرت کی آگ پر پنکھا جھلتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت مہدی آ کر اسلام کی سلطنت پھر قائم کریں گے۔ لیکن وہ ابھی تک آ ہی رہے ہیں۔ ہمارے پنڈت کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے ہندوستان آنے سے پہلے یہاں سچ ہی بولتے تھے۔ ساری برائیاں ان ہی کی لائی ہوئی ہیں۔ ان کے منحوس قدم سے پیشتر گناہ عنقا تھا۔ توبہ توبہ!! انہیں نے تو سب کو آلودہ کر دیا"۔

سوال یہ ہے۔ کہ ان پیراگرافوں کے پڑھنے کے بعد ملکی اور فوجی یورپین افسر مسلمانوں کی نسبت کیا خیال کرتے ہوں گے؟ کیا وہ سمجھتے نہ ہوں گے۔ کہ مسلمانوں کی وفاداری اور خیر خواہی ناقابل اعتماد ہے۔ اور ان کی طرف سے کبھی اطمینان نہیں ہو سکتا۔ راقم سرگذشت نے مسلمانوں کی وفاداری پر اعتماد نہ کرنے کی دو وجہیں بتائی ہیں۔ ایک یہ کہ ان کے مذہب میں کافروں کا مارنا ثواب کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ اپنی قدیم شان و شوکت کی یاد میں بدمست ہیں۔ اور ان کو دوبارہ اسلامی سلطنت قائم ہو جانے کی توقع ہے۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط اور بے بنیاد ہیں۔ ہم ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال دل میں نہیں لا سکتے کہ گورنمنٹ مسلمانوں کی وفاداری اور خیر خواہی کی نسبت ایسا ہی اعتقاد رکھتی ہے۔ جیسا کہ سیتارام کا تھا مگر پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ کتاب جس میں یہ خیالات درج ہیں۔ ایک سرکاری صیغہ کی طرف سے شائع ہوئی ہے اور ملکی اور فوجی یورپین افسروں کے امتحان میں داخل کی گئی ہے؟ نیز کیا وجہ ہے۔ کہ نیم سرکاری ذریعہ سے یہ خطرناک سرگذشت تمام سرکاری فوجوں میں شائع کی گئی ہے؟ ایسا کرنے سے یقیناً ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ جو سلطنت برطانیہ کو اپنے لئے رحمت اور برکت کا باعث جانتے ہیں۔ اور جو میدان جنگ میں یورپین سولجروں کے دوش بدوش رہ کر اپنا خون بہا چکے ہیں۔ اور جو آئندہ بھی ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ سیتارام کی نسبت جو اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہے۔ اور اس کے دیگر ہم خیال لوگوں کی نسبت ہم ایک حرف بھی کہنا نہیں چاہتے۔ ہمارا روئے سخن صرف گورنمنٹ سے ہے۔ اور اسی سے ہم یہ شکایت کرتے ہیں۔ کہ اس کو ایک ایسی خطرناک کتاب جس میں مسلمانوں کی مسلم اور تاریخی وفاداری پر بزدلانہ حملہ کیا گیا ہے۔ اپنے سول اور ملٹری افسروں کے مطالعہ کے لئے انتخاب نہیں کرنی چاہیئے۔ اور نہ اس بات کی اجازت دینی چاہیئے۔ کہ وہ سرکاری فوجوں میں شائع کی جائے۔ جن میں ہزاروں مسلمان سر سے کفن باندھے اس وقت کے لئے تیار ہیں۔ جبکہ سرکار کی حمایت میں ان کو اپنا خون بہانا پڑیگا۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ اگر ملکی اور فوجی یورپین افسروں کے خیالات مسلمانوں کی وفاداری کی نسبت بدل

توفیق دے کہ ہم دوبارہ تیرے نام کے متوالے بن جائیں نمازیں پڑھیں۔ روزے رکھیں۔ اور قرآن و حدیث کے ہر حکم کے لئے پوری تندہی اور مستعدی سے تیار رہیں +

ہوا کا رخ

ہمعصر المنیر جھنگ رقمطراز ہے:۔

غریب بھائیو! خبردار ہو جاؤ۔ امیروں کی امیدیں چھوڑ دو۔ کچھ کرنا ہے تو خود کرو۔ سرور کائنات فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں خود بھی غریب ہوں اور غریبوں ہی کا مجھے فخر ہے۔ غریبوں ہی سے دین شروع ہوا۔ اور آخر الامر غریبوں ہی میں رہ جائیگا۔ امیروں کا آسرا چھوڑ دو۔ خدا پر بھروسہ کرو۔ امیر تمہیں کہیں کا نہ رہنے دینگے۔ اگر کچھ کرنا ہے تو خود کرو۔ سب سے پہلے کوشش کرو کہ تم پر قرون اولیٰ کی برکات کا جلوہ پڑے۔ تاکہ تمہارے دین و دنیا کے کام آسان ہوں۔ روٹی کی فکر خود کرو۔ پڑھنے پڑھانے کا ذمہ خود اٹھاؤ۔ مسجدوں کو خود سنبھالو۔ کیوں ایسے ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے ہو۔ تم غریب اور تھوڑے پڑھے ہوئے نہیں ہو۔ بلکہ قرون اولیٰ کے مقابلہ پر تم بڑے مالدار اور بہت کچھ پڑھے ہوئے ہو۔ زیادہ رزق اور زیادہ علم سے کچھ نہیں بنیگا جب تک اندرونی حالت سنوارنے اور اخلاقی قوت پیدا کرنے کی کوشش نہ کروگے۔ بتاؤ۔ قرون اولیٰ کے بزرگوں کے پاس وہ ایسی کونسی چیز تھی۔ جو تمہارے پاس نہیں تم ناحق غریب اور بے عقل بن بیٹھے ہو۔ غریبی دل کی ہوتی ہے۔ دلوں کو تونگر کرو۔ وہ امیر جو تمہارے دوش بدوش کھڑے ہو کر نماز پڑھنے یا السلام علیکم کا سیدھے منہ جواب دینے کے بھی روادار نہیں۔ وہ تمہیں کبھی ساحل مراد پر نہیں پہنچائیں گے۔ انہیں ان کے حال پر رہنے دو۔ اور سمجھو کہ جو کچھ کرنا ہے خود کرو +

غریب اور تھوڑے پڑھے ہوئے بھائیو! تم اپنے ان مالدار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمانوں سے امداد کی امید کئے بیٹھے ہو جنہیں خبر ہی نہیں رہی کہ اسلام بھی کوئی چیز ہے۔ ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کرکے یورپ جاتے ہیں۔ اور خانہ کعبہ یا مدینہ شریف مذہبی حیثیت سے چھوڑ کر اس واسطے بھی نہیں جاتے کہ ان متبرک مقامات ہی دیکھ آئیں۔ لاکھوں کروڑوں روپے دبائے بیٹھے ہیں مگر زکوٰۃ کے معنے کا بھی پتہ نہیں رہ گیا۔ السلام علیکم کا جواب سوائے دیگر بھی احسان جتلاتے ہیں۔ نماز کی خبر ہی نہیں اور اسے ملا طانوں کا پیشہ کہہ چھوڑتے ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی خان بہادر یا خانصاحب پانچ وقت حاضر ہوتا ہو۔ لاہور اس وقت پنجاب بھر کے مسلمانوں کا ملجا و ماوا کہلا رہا ہے۔ مگر وہاں جا کر ایک دن پانچ دفعہ پڑتال تو کر دیکھئے۔ جو دو سو کے قریب مسجدوں میں کتنے خان بہادر یا خانصاحب یا رہبر قوم و محب قوم حاضر ہوتے ہیں۔ غریب بھائیو! جن لوگوں نے اس مالک کے احکام کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جس نے انہیں پیدا کر کے اس عروج پر پہنچایا۔ تو تم ان سے کیا امیدیں رکھ سکتے ہو۔ وہ جو کام کریں گے۔ وہی جن سے ان کی دنیوی عزت بڑھے۔ ہم زور اور دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ جو مسلمان احکام خداوندی اور ارشادات رسول کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچیگا۔ انسائیکلو پیڈیا تو ساری زبانی یاد ہے۔ مگر قرآن مجید کا ایک لفظ بھی پڑھنا پڑ جائے۔ تو ایسا پڑھتے ہیں جیسے ہندو۔ زبر زیر تک کا پتہ نہیں لگتا۔ غریب اور دیندار بھائیو! جو مسلمان شریعت کے پابند نہیں۔ ان کی لیڈری کا جوا فوراً اپنی گردنوں سے اتار دو۔ بلکہ ان کی بات بھی نہ سنو۔ اس اتفاق سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ جس میں شریعت کا خیال نہ رکھا گیا۔ یہ کیا مسلمانی ہے کہ صدر جلسہ ہمدردی اسلام کے بڑے بڑے دعوے کر رہا ہے۔ مگر جب نماز کا گھنٹہ آتا ہے تو آنکھ بچا کر چرٹ لے بیٹھتا ہے۔ یا چا اڑانی شروع ہو جاتی ہے۔ جب غربا اور ملا نماز پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ تو پھر حضور والا کرسی صدارت پر آ ڈٹتے ہیں۔

معزز ناظرین لمبا ہو چلا ہے۔ اس واسطے ہم باقی کو آئندہ پر اٹھا رکھتے ہیں۔ اور اس ساری تحریر کا ماحصل ان چند لفظوں میں بیان کئے دیتے ہیں۔ کہ مسلمان جب سنبھلیں گے۔ اور جو مسلمان تابعدار شریعت نہ ہو۔ اس کے پاس دنیوی علوم کی خواہ کتنی ہی اعلیٰ اعلیٰ سندیں کیوں نہ ہوں۔ اسے ہرگز ہرگز اپنا لیڈر نہ سمجھو۔ والسلام

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ طلب

برٹش گورنمنٹ کے برکات میں سے جس برکت کو ہم سب سے اول بیان کرتے ہیں۔ وہ مذہبی آزادی ہے۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ جس مذہب کو چاہے اختیار کرے اور پھر اس مذہب کے موافق وہ عبادات بجا لائے۔ یہ ایک ایسی گرامی قدر نعمت ہے کہ ہم اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ مگر باوجودیکہ برٹش حکام کے ماتحت سالہا سال سے یہ آزادی ہر شخص کو ملی ہوئی ہے۔ مگر پھر بھی کبھی کبھی کسی نہ کسی جگہ سے ایسی خبریں آجاتی ہیں۔ جہاں ہمارے اہل وطن مسلمانوں کو اذان کے دینے سے روکتے ہیں۔ یہ خرابی زیادہ تر ان دیہات میں پیدا ہوتی ہے جو سکھوں کے گاؤں ہیں۔ اگر چیف خالصہ دیوان اپنی طرف سے ایک سرکلر لیٹر شائع کر دے کہ اذان کو روکنا کوئی نیکی کا کام نہیں اور نہ گورو صاحبان میں سے کسی نے کبھی اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو امید ہے کہ سکھ بھائیوں کے توسل سے یہ مسئلہ حل ہو جاوے۔ اور آئے دن جو کسی نہ کسی جگہ اذان کے روکنے کی وجہ سے فسادات ہو جاتے ہیں۔ وہ رک جائیں اور امن قائم ہو جاوے۔ جہاں تک گورو صاحبان کی زندگی خصوصاً حضرت باوا نانک صاحب کی زندگی سے پتہ ملتا ہے۔ وہ خدا کے نام کی عزت کرتے اور ان پاک لوگوں کی صحبت میں جاتے جو مسلمانوں میں واجب الاحترام سمجھے جاتے تھے۔ اور وہاں انہیں اذان سننے کا موقعہ ملتا تھا۔ اور انہوں نے کبھی برا نہیں منایا۔ پھر معلوم نہیں۔ یہ بدعت ہمارے سکھ بھائیوں میں کہاں سے پیدا ہو گئی۔ اس وقت ہمارے پاس ہاڑی پنوان ضلع گورداسپور اور ڈلہ ضلع گورداسپور کے مسلمانوں کی شکایتیں آئی ہیں کہ انہیں وہاں اذان دینے سے روکا جاتا ہے۔ اور ہاڑی پنوان میں مسجد بنانے اور ڈلہ ضلع گورداسپور میں کنواں لگانے پر فساد بھی ہوا ہے۔ میں اس امر پر بحث کرنا غیر ضروری اور اپنے منصب کے خلاف سمجھتا ہوں۔ کہ مقدمات کی نوعیت پر رائے زنی کروں۔

اصولی طور پر یہ طریق قابل اصلاح ہے۔ ہمارے سکھ بھائیوں کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ اب گورنمنٹ انگریزی کا راج ہے اور اس نے لوگوں کو مذہبی آزادی عطا کر رکھی ہے۔ انہیں کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان ہمسائیوں کو اپنی عبادات کے بجالانے سے روکیں یا مسجد بنانے سے منع کریں۔ چونکہ یہ دونوں گاؤں ضلع گورداسپور میں واقع ہیں۔ اور جناب میجر اے سی ایلیٹ صاحب بہادر کی معاملہ فہمی اور انصاف پروری مشہور ہے۔ اس واسطے میں نہایت ادب سے ایک مسلمان کی حیثیت سے جناب ممدوح کو توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ حضور ایسے معاملات میں ہماری فریاد کو سنیں۔ بدقسمتی سے بعض اوقات مسلمان ممد و مددگار کو بھی طرفداری کا ایک مرض لگ جاتا ہے۔ اور انہیں یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ کہیں اگر سکھوں کے خلاف کسی مذہبی معاملہ میں نوٹس لیں۔ تو متعصب نہ کہلائیں۔ اس لئے اور بھی دقتیں پیش آجاتی ہیں۔ بہرحال ضلع گورداسپور سے یہ پرانی بلا ہمارے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر کے عہد میں دور ہونی چاہئے۔ اور وہ دن دور نہیں۔ کہ ہم اپنے ناظرین کو یہ مژدہ سنا سکیں گے۔ کہ اس بلا سے ضلع گورداسپور میں مسلمانوں کو نجات مل گئی +

جائیں۔ تو ماتحت مسلمان ملازموں کے ساتھ اُن کے تعلقات درست اور موزون نہیں رہ سکتے؟ کیا یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ اس کتاب میں سرکاری فوجوں کے مسلمان ملازموں کی حد درجہ دلآزی روا رکھی گئی ہے۔ جن کو یقین ہے کہ وہ سرکار کے ایسے ہی سچے خیرخواہ ہیں۔ جیسے کہ اور قوموں کے لوگ ہیں۔ سعدی شیرازی نے کہا ہے کہ ؎

ہر کس از دست غیر نالہ کند
سعدی از دست خویشتن فریاد

بموجب اس شعر کے مضمون کے ہم کو اپنی قوم کے ممبروں سے بھی خاص کر شکائت ہے۔ جو اس کتاب کی تیاری میں لفٹنٹ کرنل ڈی۔ سی۔ فلاٹ کے مددگار رہے ہیں۔ ان میں سے ایک مولوی رضا علی صاحب وحشت ہیں۔ جو امپیریل ریکارڈ کے ملازم ہیں۔ اور سیتا رام کی سرگذشت کے ترجمہ میں کرنل صاحب کے ساتھ شریک ہیں۔ دوسرے خان بہادر شمس العلماء محمد یوسف جعفری ہیں۔ جو بورڈ آف اگزیمنرس کے ہیڈ مولوی ہیں۔ تیسرے مرزا محمد کاظم شیرازی ہیں۔ جو بورڈ کے پرشین اُستاد ہیں۔ ان دونوں نے کتاب کے مرتب کرنے میں کرنل صاحب کو مدد دی ہے۔ اور کرنل صاحب نے کتاب کے دیباچہ میں ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔ کس قدر افسوس اور تعجب کی بات ہے۔ کہ ان تینوں میں سے کسی نے بھی بورڈ کو سرگذشت کے اُن مقامات پر متوجہ نہیں کیا۔ جن میں مسلمانوں کی نسبت ایسے دلشکن اور دلخراش الفاظ درج ہیں۔ کیا مولویت اور شمس العلمائی کا اقتضا یہی ہے۔ کہ قومی حمایت کا خیال اُن کے دلوں سے ملیا میٹ ہو جائے؟

آخر میں ہم کو توقع ہے کہ گورنمنٹ ہماری اس جائز اور معقول شکائت پر اپنی توجہ جلد تر مبذول کرے گی۔ اور "خواب و خیال" میں سے سیتا رام کی سرگذشت کو کلیتاً خارج کردیگی۔ یا اُن تمام فقروں کو حذف کرنے کا حکم دیگی۔ جن میں سے چند فقرے اس مضمون میں درج کئے گئے ہیں۔ اور جن سے تمام مسلمانوں کے جذبات وفاداری کو صدمہ پہنچتا ہے۔

ہم نے سُنا ہے کہ یہ کتاب "آل انڈیا مسلم لیگ" کے نوٹس میں لائی گئی تھی۔ مگر ابھی تک اُس نے اپنی صدا اس کے برخلاف بلند نہیں کی۔ "آل انڈیا مسلم لیگ" اور دیگر اسلامی انجمنوں اور اسلامی اخباروں سے اُمید ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ کو اس کتاب کی نسبت اپنی عام نارضامندی سے آگاہ کریں گے۔

(مسلم گزٹ)

مراکو کا ایک قدیم مدرسہ

چند ہی روز ہوئے۔ ہم مراکو کے پُرانے عروج اور وہاں کی اگلی ترقیوں کے کچھ حالات بیان کرچکے ہیں۔ لیکن وہاں کے اہل عرب کی قدیم ترقیاں ایسی نہ تھیں۔ کہ ایک ہی مضمون میں ظاہر کردی جاسکیں چنانچہ اب ہم وہاں کے اس عہد کے بعض مدارس کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔

مراکش میں دولت مرادوین کو پامال کرکے جب عبدالمومن بن علی نے اپنے مرشد ابن طومرت مہدی کے اصول کے مطابق نئی دولت موحدین قائم کی ہے۔ تو اس نے شمال میں ہسپانیہ کے اکثر شہر فتح کرکے اور مشرق میں الجیریا وغیرہ کو مطیع فرمان بنا کے دُور دُور تک اپنا سکہ جما دیا۔ عبدالمومن کا زمانہ ۵۲۴ھ سے لے کے ۵۵۸ھ تک تھا۔

فتوحات کے مشغلہ سے فارغ ہوتے ہی وہ شہر مراکش کی آراستگی میں مصروف ہوا۔ جابجا عالیشان مسجدیں تعمیر کرائیں اور بڑے بڑے دارالعلوم قائم کئے۔ انہیں مدارس میں ایک خاص مدرسہ اُس نے اپنے مذاق کے مطابق بہت بڑے پیمانہ پر قائم کیا۔ جس میں نوجوانوں کو علوم دینی و دنیوی ہی کی نہیں۔ بلکہ فنون حرب کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔ اور ایسی تکمیل کے ساتھ کہ جو طلبہ اس مدرسہ کی تعلیم سے فارغ ہو کے نکلتے وہ اُتنے ہی زبردست عالم و فاضل اور قاضی و مفتی ہوتے تھے۔ جتنے بڑے کہ شہسوار اور سپہ سالار بلکہ امیر البحر ثابت ہوتے۔ اس کی خواہش تھی۔ کہ یہی مدرسہ اُسے متبحر عالم اور اعلیٰ درجہ کے قاضی بھی دے۔ اور یہی زبردست والی ملک۔ قائد۔ اور سپہ سالار بھی فراہم کرے اور اسی کے طلبہ اُس کی فوج کے افسر ہوں۔ اس دارالعلوم اور اس کے تمام مدارس میں مصامدین (ایک معزز قبیلہ) اور دیگر قبائل کے معزز ترین خاندانوں کے نوجوان بھرتی کئے جاتے۔ صرف اس کے دارالسلطنت کے بڑے مدرسہ میں طلبہ کی تعداد تین ہزار تھی۔ اور وہ سب اس قدر ہم قامت اور ہم عمر تھے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ گویا سب ایک ہی تاریخ کو پیدا ہوئے ہیں۔ یہ سب حافظ یا طالب علم کہلاتے۔ حافظ کا لقب اُنہیں اس لئے دیا جاتا۔ کہ سب کو امام مالک کی موطا اور صحیح ابن خزیمہ زبانی یاد کرائی جاتیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں بھی اُن کے نصاب تعلیم میں داخل تھیں۔

ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ جب عبدالمومن جامع مسجد سے نماز پڑھ کے واپس آتا۔ یہ سب طلبہ یا حفاظ اس کے قصر میں جمع ہوتے۔ اور ہفتہ بھر میں جو کچھ پڑھا ہوتا۔ اُسے سب کھڑے ہو کر سُناتے۔ اس طریقہ سے بادشاہ خود ہر جمعہ کو اُن کا امتحان لے لیا کرتا۔ ہر ہفتہ میں ایک دن اس لئے مقرر تھا۔ کہ یہ طلبہ آکے اپنی ہیراکی کا ثبوت دیں اس غرض کے لئے اُس نے اپنے باغ میں ایک بڑا تالاب کھدوا لیا تھا۔ جسے ایک بڑی جھیل کہنا چاہئے۔ یہ تین سو قدم لمبا تھا اور تین سو قدم چوڑا۔ اور اس زمانہ میں جتنی قسموں اور وضعوں کے جہاز مروج تھے۔ اس تالاب میں لاکے ڈالے گئے تھے۔ جن میں سے بعض کو خود عبدالمومن نے ایجاد کرکے اپنے نقشہ پر تیار کرایا تھا۔ جو کہ نہایت ہی عجیب شان دکھلاتے تھے۔ ان پر سوار ہو کے یہ حفاظ جہاز رانی اور امیر البحری کا ہنر دکھلاتے۔ اور بادشاہ کے سامنے ان جہازوں کی دو ٹکڑیاں ہو جاتیں۔ جن کو یہ طلبہ لیکے آتے۔ اور بڑی تیزی اور مستعدی سے بحری لڑائی کا پورا سماں دکھا دیتے۔ ان جہازوں کی چلت پھرت۔ اُن کے زور و شور سے عملاآور ہونے اور سرعت سے ہٹنے اور زد سے بچ کے نکل جانے سے ایک نہائت دلچسپ منظر نظر کے سامنے ہو جاتا۔

اس طریقہ سے بادشاہ نے ان طلبہ کو علم و فضل کے ساتھ بری و بحری دونوں طرح کی لڑائیوں کے لئے خوب تیار کیا تھا اور ہفتہ کا کوئی دن طلبہ کی ہنرمندی کا تماشہ دیکھنے سے خالی نہ جاتا تھا۔ ان ہی مقابلہ میں جو طلبہ کامیاب ہوتے۔ اُن کو بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے انعام دیتا۔ اور اُنہیں میں سے ملکی اور فوجی خدمات کے لئے اعلیٰ افسر اور عہدہ دار منتخب کر لیا کرتا۔ اس مدرسہ کے اور دیگر مدارس کے تمام مصارف خود بادشاہ کے ذمہ تھے۔ اور اسلحہ اور گھوڑے بھی وہی فراہم کرتا۔ انہیں حفاظ میں خود عبدالمومن کے تیرہ بیٹے بھی شریک تھے۔ جن کو اس مدرسہ میں تعلیم دی جاتی۔ اور یہ شاہزادے اس مدرسہ میں تعلیم پاکے ایسے صاحب علم و فضل سردار اور جوانمرد سپہ سالار ثابت ہوئے۔ جن کی نظیر زمانہ میں نہل سکتی تھی۔

اس مدرسہ اور اس تعلیم نے چند ہی روز کے اندر اہل مراکش میں عجیب و غریب جوش جوانمردی اور مذاق علمی پیدا کر دیا تھا کیا آج کا مراکش وہی پُرانا مراکش ہے؟ اور باوجودیکہ دُنیا بہت آگے بڑھ آئی ہے۔ مگر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ آجکل کے مہذب و متمدن یورپ کا کوئی شہر بھی کوئی ایک بھی ایسا کالج پیش کر سکتا ہے۔ جیسا کہ آج سے آٹھ سو برس پہلے مراکش میں قائم تھا؟

(دلگداز)

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخین نے دروغ بافیوں کی انتہا کردی ہمارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرہ سے پردہ اُٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھکر مسلمانوں پر احسان کیا۔ جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف ع۴ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسی صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۴؍ کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

مائدہ خلافت سے کچھ ریزے

مستقل سرمایہ

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مستقل سرمایہ انجمن کے متعلق ایک آرٹیکل لکھا گیا تھا۔ جس میں ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ گذشتہ سالانہ جلسہ پر ایک لاکھ جو مستقل سرمایہ جمع کرنے کی جو تجویز کی گئی ہے۔ وہ نہایت ضروری ہے اور قوم کو اس رقم کے پورا کرنے کا بہت جلد انتظام کرنا چاہئے۔ برادرم مولوی محمد علی صاحب سکرٹری انجمن نے ایک روز مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ مستقل سرمایہ کی تجویز کو پسند نہیں کرتے۔ میری طبیعت خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے نکتہ رس پیدا کی ہے۔ میں اس پر غور کرتے کرتے دور پہنچ گیا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ذوق میں اپنے ناظرین کو بھی شریک کروں۔

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی اس رائے سے پتہ لگتا ہے کہ وہ

توحید کے کس اعلیٰ مقام پر ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا فرمایا کرتے تھے۔ کہ توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ ہم انسانوں۔ حیوانوں۔ بتوں۔ درختوں۔ عناصر۔ اجرام فلکی یا کائنات میں سے کسی اور چیز کی پرستش نہ کریں بلکہ توحید کے تین مدارج ہیں۔ پہلا درجہ تو یہی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش نہ کی جاوے۔ اور ہر ایک چیز جو مخلوق اور محدود ہے۔ خواہ زمین پر ہے یا آسمان پر اس کی پرستش سے کنارہ کیا جاوے۔ دوسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے۔ کہ اپنے اور دوسروں کے کاروبار میں مؤثر حقیقی خدا تعالیٰ کو سمجھا جاوے اور اسباب پر اتنا زور نہ دیا جاوے جس سے وہ اسباب خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہر جاویں۔ مثلاً یہ کہنا کہ زید نہ ہوتا تو میرا یہ نقصان ہوتا اور بکر نہ ہوتا تو میں تباہ ہو جاتا۔ یہ درجہ **توحید** کا موحدین میں سے بھی بہتوں کو حاصل نہیں ہوتا۔ اور بہت لوگ ہیں۔ جو اسباب پر کلی تکیہ کر لیتے ہیں۔ پس حضرت امیر المومنین نے اپنی قوم کو اس رنگ میں توحید کے اس مقام کی تعلیم دی ہے کہ جب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مستقل سرمایہ کے بغیر کام نہیں چلیگا۔ تو نعوذ باللہ یہ شائبہ شرک کا ہو سکتا ہے۔ اور مستقل فنڈ کو کوئی خاص وقعت اور عظمت دیتے ہیں۔ اور اس طرح پر اس درجہ تک اس کو خدا تعالیٰ کی عظمت میں جو یگانہ اور فرد ہے داخل کر لیتے ہیں ونعوذ باللہ من ذالک اس سے یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ تمسک بالاسباب سے حضرت خلیفۃ المسیح روکتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ وہ ہمارے اندر **خدا پرستی کا ایک خالص** رنگ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری نظر ان اموال پر ہی نہ ہو۔ اور ہمارے کاروبار جو محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہیں۔ ان کے تہیہ اور تکمیل کے لئے ہم ان آنی اور فانی اسباب کو مشکل کشا نہ قرار دے لیں بلکہ ہر حال اور ہر صورت میں

ہماری نظر خدا تعالیٰ پر ہو۔

اس لحاظ سے مستقل سرمایہ کوئی چیز نہیں ہونی چاہئے۔ ہمارا مستقل سرمایہ وہی غیر فانی اور **لا تبدیل** ہدی خدا ہو۔ نہ خاک دنیا۔ ہم پہلی قسم کے شرک سے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بچ گئے ہیں اور ایک معلم حقانی اپنی قوم کی حالت اور استعداد کو مدنظر رکھ کر اس کی اصلاح کرتا ہے۔ اس لئے آپؓ نے اس دوسرے درجہ کے شرک سے بچانے کے لئے یہ فرمایا۔

پس ہم کو خدا تعالیٰ سے توفیق مانگنی چاہئے کہ ہم دنیا کے کاروبار میں مؤثر حقیقی اسی کو یقین کریں ایسا نہ ہو کہ کسی موقعہ پر بھی اسباب دنیا میں ایسے منہمک ہو جائیں کہ وہ آبدار موتی جس کو توحید کہتے ہیں۔ خدانخواستہ ہم کھو بیٹھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی اس تعلیم اور تذکرے سے آپؓ کے مقام توحید کا بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ اس سے بھی اوپر ہیں۔ جو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت میں انسان ایسا کھویا جاوے کہ اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھا دے۔

خدا سے ڈر اور سب کچھ کر

میرے مکرم بھائی شیخ محمد تیمور صاحب ایم۔ اے۔ جنہوں نے ایم۔ اے کی ڈگری لینے کے بعد قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی صحبت میں رہ کر دینیات کی تحصیل کی ہے اور جن کے متعلق حضرت نے ایک دن فرمایا۔ کہ ہم نے ان کو سب کچھ پڑھا دیا ہے۔ علیگڈھ کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر انگریزی اور فلاسفی مقرر ہو کر گئے ہیں۔ وہ چندروز ہوئے حاضر خدمت ہوئے۔ روانگی کے وقت انہیں ایک نصیحت کی۔

خدا سے ڈر اور سب کچھ کر

ان الفاظ کے اندر جو حق در حقیقت ہے وہ ظاہر ہے اور کسی مزید تشریح کی حاجت نہیں۔ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح کے اس ارشاد سے ایک خاص نکتہ معرفت ملا۔ بعض عیسائی اور آریہ اعملوا ما شئتم پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ گویا سب کچھ کرنے کی اجازت دیدی گئی تھی۔ اس کا جواب اس فقرہ میں موجود ہے۔ سب کچھ کرنے کی اجازت خوف خدا کے بعد ہوا کرتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **قوت قدسی** ایسی زبردست اور موثر تھی۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صحبت میں رہنے والی قوم کے اندر کامل **خدا پرستی** پیدا کر دی تھی۔ اور ان کے قلوب پر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت اور اس کی محبت و احسان کا وہ غلبہ تھا کہ اس کے منشاء کے خلاف وہ کوئی کام کر ہی نہ سکتے تھے۔ گویا وہ بدیوں کے لئے **خصی** کر دیئے گئے تھے۔ اب اگر انہیں کہا جاوے کہ جو مرضی ہے کرو۔ تو کیا کوئی گمان کر سکتا ہے کہ ان سے بدیوں کا ارتکاب ہوگا۔ ایسا خیال کرنے والا نہایت شریر اور ظالم طبع ہوگا۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے خوف کا اپنے دل پر غلبہ رکھتا ہے۔ وہ بدیوں کے نزدیک نہیں جا سکتا۔ پس حضرت **خلیفۃ المسیحؓ** کی یہ نصیحت نہایت قیمتی اور لاجواب ہے۔ خدا کرے کہ ہمارے **دلوں میں لٹکی رہے۔**

خلیفہ

فرمایا۔ ایک دن درس میں کسی عورت نے پوچھا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ میں خلیفہ سے کیا مراد ہے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا۔ کہ خلیفہ کو اللہ تعالیٰ بنایا کرتا ہے کسی انسان یا جماعت کے بنانے سے کوئی خلیفہ نہیں ہوا کرتا۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ خلیفہ بناتا ہے۔ اس کے ماں باپ مشہور ہوتے ہیں۔ لوگ ان سے واقف ہوتے ہیں۔ اور اس کی اولاد بھی ہوتی ہے۔ دیکھو خدا تعالیٰ نے مجھکو خلیفہ بنایا۔ تو میرے ماں باپ اور میرے خاندان کو سب لوگ جانتے ہیں۔ میں کوئی غیر معروف انسان نہیں۔ جس کو کوئی جانتا ہی نہ ہو۔ اور میں خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے یقین رکھتا ہوں۔ کہ وہ میری اولاد اور نسل کو جاری رکھیگا۔

مضطر بنو

خاکسار ایڈیٹر الحکم کو آجکل پھر کثرت پیشاب کی شکایت ہے۔ اس عارضہ کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی سے طبی مشورہ لینے کو حاضر ہوا۔ فرمایا۔ تم کیا کہتے ہو کہ مجھے گھبرا نہیں ہوتا۔ زندگی کا کیا اعتبار ہے۔ تم اپنے اندر اضطرار پیدا کرو۔ اضطرار قبولیت دعا کے لئے ضروری چیز ہے۔ کیا تم نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ۔ مضطر کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور پھر مضطر تو ایسا ہوتا ہے کہ اس کے لئے حرام بھی حلال ہو جاتا ہے۔

دینی غیرت

قادیان میں ایک مسجد ارائیوں کے محلہ میں واقعہ ہے اس کا ایک حجرہ فروخت ہو گیا اور کمیٹی قادیان نے اس پر عمارت بنانے کی اجازت دیدی۔ اور باقی حصہ مسجد کے فروخت کرنے کے بھی ارائیں فکر میں تھے۔ مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

"یہ کیسے اندھیر کی بات ہے۔ کہ مسجد فروخت ہو جائے اور اس کا کوئی انتظام نہ کیا جائے۔ مجھے اس سے بہت تکلیف ہوئی ہے۔ جس طرح ہو۔ اس مسجد کو مسجد کی صورت میں قائم رکھا جاوے اور اس حجرہ کو بھی واپس لیا جاوے۔ میں اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ان لوگوں کو سمجھاؤ۔ اور اگر مقدمہ کرنے کی ضرورت ہو۔ تو بیشک مقدمہ کردو۔ مسجد کی یہ بے حرمتی میرے لئے بہت تکلیف دہ امر ہے۔"

یہ شعائر اللہ کی عظمت اور دینی غیرت کی ایک معمولی سی مثال ہے۔

تاثیر درد

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی وہ دردمند دل سے نکلی ہوئی نصیحت جس کا ذکر میں دارالامان کے ہفتہ میں کر چکا ہوں۔ ایسی کارگر اور موثر ثابت ہوئی ہے کہ اس کی نظیر مشکل سے ملیگی۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور قوت قدسی کے انسان کی قلبی طاقت کی دلیل ہے۔ بہت سے آدمیوں نے حقہ نوشی سے توبہ کر لی اور حقے ٹوٹ گئے۔ مدرسہ کے طالب علموں میں سے جو سگرٹ نوشی کے عادی تھے۔ وہ اپنی توبہ کی درخواستیں پے در پے بھیج رہے ہیں۔ بعض کو اس قبیح عادت کے ترک سے تکلیف بھی ہوئی ہے۔ حضرت نے ان کے لئے ایک نسخہ تجویز کیا ہے میں اس فائدہ عام کے لئے درج کر دیتا ہوں۔

فرمایا۔ کہ جب حقہ کی خواہش پیدا ہو تو چند کالی مرچیں منہ میں رکھ لو اس سے یہ تکلیف جاتی رہیگی۔ بہرحال یہ خدا کے فضل کی بات ہے کہ یہ بلا ہمارے مدرسہ سے رخصت ہونے کو ہے بلکہ ہو چکی۔

قوم کیونکر بنتی ہے؟

۱۳ فروری کو دوپہر کے وقت قرآن کریم کا درس دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ قوم ہمیشہ ان لوگوں سے بنتی ہے۔ جو اپنی اصلاح کرنے کے بعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں۔ قوم سازی کے جو اصول قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔ ان میں حبل اللہ کو مضبوط پکڑنا۔ تفرقہ نہ کرنا بیان ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں فرمایا۔ کہ جب ایسی قوم بن جاوے۔ جو حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لے اور باہم متحد فی الارادۃ ہو۔ تو وہی بہترین قوم ہوگی۔ اور اس کا کام لوگوں کو بھلائی کی تعلیم اور بدیوں سے بچنے کی ترغیب دینا ہوگی اور یہ ایسے لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو خود عامل ہوں۔ اگر عمل نہیں تو کچھ فائدہ اور تاثیر

مسلمان اپنی آیندہ پولیسی کی تلاش میں

(نمبر ۲)

ناظرین کو معلوم ہے۔ کہ میں نے ۲۸۔ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء کے الحکم میں مندرجہ بالاء عنوان سے ایک آرٹیکل لکھا تھا۔ جو خدا تعالیٰ کے محض فضل سے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا اور الحکم کے بعض غیر احمدی معزز احباب نے بھی اس حق کی تائید کی معاصرین میں سے معزز ہمعصر ملت لاہور نے اس کے ایک نہایت اہم حصہ کا اقتباس شائع کیا۔ جس سے میں یہ اندازہ کرنے کے قابل ہو سکا ہوں۔ کہ ملت کے دل میں اہل ملت کی اس پراگندہ حالت کو دیکھ کر درد پیدا ہو چکا ہے۔ اور وہ اخلاص کے ساتھ خدمت قوم کرنا چاہتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قوم کا اخباری مذاق بگڑ چکا ہے۔ باوجودیکہ اخبار بینی کا مذاق بڑھ رہا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی مذاق بگڑا بھی ہے۔ اور اس کے لئے

خود ہمارا پریس ذمہ وار ہے

پریس کی یہ نازک حالت اسی اخلاص کی کمی کی وجہ سے ہے۔ ہمارا مقصود محض اپنی گرم بازاری ہے۔ اصلاح قوم نہیں جسطرح پر ہم ملکی لیڈروں کو ڈانٹتے ہیں۔ کہ وہ محض حصول خطاب یا ذاتی وجاہت کے بڑھا لینے کیلئے کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح پر ہمارا مطمح نظر کچھ اور ہے۔

اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ ہم اپنی اخباری طاقت کا نام

ناصح برائے دیگراں۔

رکھیں۔ بہرحال اس وقت مجھے مسلم پریس کے متعلق تفصیلی بحث نہیں کرنی بلکہ اس کے لئے میں ایک جدا سلسلہ مضامین خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ ذکر جملہ معترضہ کے طور پر آ گیا۔ اور عجیب اتفاق کی بات یہ ہے۔ کہ ۴ فروری سنہ ۱۹۱۲ء کو جناب خواجہ صاحب نے لاہور میں اسی موضوع پر جو ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء کو الحکم میں مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ ایک مبسوط لیکچر دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ وقت قریب ہے جو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کی گمشدہ متاع کی طرف رہنمائی کرے۔ اس تحریک کا پیدا ہونا مبارک نتائج کا پیش خیمہ ہے۔ اسی لئے میں آج اس سلسلہ میں دوسرا آرٹیکل نذر ناظرین کرتا ہوں۔ میں نے بتایا ہے کہ مسلمان اگر قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنائے رکھتے اور اسی کو ہر مرحلہ زندگی اور ہر واقعہ پیش آمدہ میں رہبر صادق یقین کرتے۔ تو ان ٹھوکروں سے بچ رہتے۔ مگر آج یہ حالت نہیں ہے۔ اس وقت قرآن مجید کے مقابلہ میں زید و بکر کی رائے قابل عملدرآمد اور رہنما سمجھی گئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ مسلمانوں میں دھڑہ بندیاں پیدا ہو کر ان کی طاقت منتشر اور زائل ہو رہی ہے۔ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے۔ جہاں مختلف قوموں اور مذہبوں کے لوگ رہتے ہیں۔ اور انہیں میں مسلمان بھی ہیں۔ قدرت ان کو یہاں لائی تو فاتح کی حیثیت سے تھی مگر اب وہ حاکم نہیں بلکہ محکوم ہیں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں گو افسوس کی ہو۔ اگر ہم صرف پچھلی داستان نہ رہیں اب داستان ہی کہو کو پڑھ کر خوش ہو لیں یا

موجودہ حالت پر آنسو بہا لیں۔ تو وہ خوشی اور یہ غم محض کوئی ہستی نہیں رکھتا حکومت اور ملک کا عطا کرنا اور چھین لینا یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ وہ خاص اسباب کے ماتحت ایک قوم کے سپرد یہ امانت کرتا ہے۔ اور خاص اسباب کے ماتحت دوسری سے لے لیتا ہے۔ اگر ہم قابل رہتے۔ تو یہ امانت ہم سے نہ لی جاتی۔ اب جبکہ اپنی شامت اعمال سے ہم گر چکے ہیں تو صرف کراہنے سے کچھ نہیں بن سکتا۔ اس رونے دھونے کو چھوڑ کر ہمیں اپنی

موجودہ پوزیشن پر غور کرنا چاہیئے

ہم مختلف قوموں اور مذہبوں کے درمیان خدا تعالیٰ کے خاص منشا کے ماتحت رکھے گئے ہیں۔ اور ایک غیر قوم کے ماتحت ہمیں رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت میں مسلمانوں کو دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر رہنے کے موقعے ملے ہیں اور یہ محض اس لئے تھے کہ تا آیندہ مسلمانوں کی زندگی میں وہ دستور العمل ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی جس قسم کے ابتلاء اور مصائب کی زندگی تھی خدا تعالیٰ کا محض فضل ہے کہ وہ ایام ہم پر نہیں آئے اس میں کوئی کلام نہیں کہ ہم حد درجہ کی پستی میں گرے ہیں۔ مگر جس حکومت کے نیچے ہم کو رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں وسعت اور سینہ میں حوصلہ ودیعت کر دیا ہے اور عدل و انصاف اس کا شعار زندگی ہو رہا ہے۔ ایک سے زیادہ مرتبہ ہم نے بیان کیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ جو آرام اور امن کی دولت ہمیں ملی ہے۔ وہ ہم کو کسی اسلامی سلطنت میں بھی نصیب نہیں ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ آج ہمیں حکمران ہو کر بھی ایسی راحت اور آسائش میسر نہیں۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی اگر ہمارا اسوہ حسنہ ہو۔ تو ہم سراسر دشمنوں کے نرغے میں پھنس کر بھی خدا کی حمد و تسبیح کرتے ہوئے زندگی بسر کر سکتے ہیں مگر

بشرطیکہ مسلمان ہوں

پھر مکی زندگی کے بعد ایک دور مدنی زندگی کا آتا ہے۔ مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت تشریف لائے ہیں وہاں مختلف قومیں آباد تھیں ان لوگوں میں امن اور سلامتی کی زندگی بسر کرنے کے لئے جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت نے اختیار کیا۔ وہ ہمارے لئے

ہندوستان میں رہنمائی کر سکتا ہے

وہ کون سی بات ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی میں ہمیں نہیں مل سکتی۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہماری روشنی

اس سراپا نور سے نہیں۔ بلکہ یورپ سے آتی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ یورپین ممالک میں رعایا کے مختلف فرقوں میں جد و جہد ہوتی ہے حقوق اور عہدوں کے حصول کے لئے جھگڑے اور مناقشے ہوتے ہیں مختلف موقعوں پر ہڑتالیں ہوتی ہیں ایجی ٹیشن ہوتا ہے۔ ہم اپنی زندگی کو اسی رنگ میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنے افسروں اور حاکموں کو اسی طریق سے اپنی ضرورتوں سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ یہ راہ گو کسی حد تک مفید ہو مگر نہایت خطرناک ہے اور شراب اور جوئے کی طرح

ان کا ضرر نفع سے بڑھ کر ہے

مگر ہم ہیں کہ ضرر کو بھی نفع سمجھ بیٹھے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے اس وقت تک کوئی بہتری کی راہ پیدا نہیں ہو سکتی اور وہ کبھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتے جب تک ان کی اندرونی اصلاح نہیں ہوتی۔ کیا ہی خوب اور کیا ہی سچ فرمایا تھا ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک موقعہ پر کہ وہ لوگ جو اپنے افسروں یا حکام کی شکایت کرتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں وہ اپنی اصلاح کر لیں اللہ تعالیٰ ان کے ان حاکموں کی اصلاح کر دیگا۔ یہ مفہوم تھا

آپ کی تقریر کا حقیقت میں جبکہ ہمیں جو تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ ہمارے کسی کرتوت و فعل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ تو بڑے ہی افسوس کی بات ہو کہ کسی تکلیف میں مبتلا ہو کر ہم دوسروں کی شکایت کریں۔ یہ ایک خطرناک غلطی ہے جو ہم میں پھیل رہی ہے اور جس کو محسوس کرنے کی وجہ سے ہم کہہ اٹھا رہے ہیں ہماری ہمسایہ قومیں وہ کوئی بھی ہوں کیا ہمسایگی حقوق کے نیچے ہم پر اپنا کوئی حق نہیں رکھتی ہیں میں مانتا ہوں کہ ہمارے اہل وطن اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے جو جد و جہد کرتے ہیں اس میں وہ ہمارے حقوق کو بھی پامال کر جاتے ہیں لیکن اگر وہ ہمارے حقوق ہمسایگی کا لحاظ نہیں کرتے یا اس کی تعلیم نہیں دی گئی تو یہ ان کی اپنی اخلاقی یا مذہبی کمزوری تو ہو سکتی ہے جس کے لئے وہ جوابدہ تو ہو سکتے ہیں مگر تم بتاؤ کہ تم بھی اگر ان سے وہی سلوک کرتے ہو اور ہمسایگی کے حقوق کو کچلتے ہو تو پھر

تم میں اور ان میں کیا فرق ہے۔

مجھے نہایت افسوس اور دلی دکھ کے ساتھ اپنے برادران وطن سے بھی یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ ایک طرف تو وہ اچھوت اقوام کو اٹھا کر مساوات کا درجہ دیتے ہیں اور گورنمنٹ سے کہتے ہیں کہ گوروں اور کالوں میں امتیاز نہ رہے سب کو یکساں حقوق ملیں مگر خدا کے لئے وہ بتائیں کہ یہ اصول جس پر تم خود دوسروں کو کاربند کرنا چاہتے ہو آپ کیوں اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے؟ مسلمانوں کے ساتھ تمہیں یہ ضد اور عداوت کیوں ہے؟ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی ہمارے لئے ہندوستانی زندگی میں بہترین رہنما ہے کیونکہ ہندوستان میں مختلف قوموں اور مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی ہر دن کی شرارتوں اور تکلیف دہی کے باوجود بھی ان کے مفاد اور نفع کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ بلکہ آپ نے مخالف اور متضاد گروہوں کا باہم اتحاد اور ارتباط قائم رکھنے کے لئے بینظیر کوششیں کیں اور اپنے طرز عمل سے بتا دیا کہ اس محبوب اور معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی غرض یہی تھی کہ خدا تعالیٰ کی متفرق مخلوق کو

ایک کنبہ کی صورت بنا دے

اس کی یہی تاکید تھی اور یہی اس کی ہر بات کا مطلب تھا کہ باہم اتحاد قائم کرو یہ بالکل سچی بات ہے کہ جس اتحاد پر آجکل کی مہذب دنیا ناز کرتی ہے۔ اس کا

معلم اول محمد عربی تھا (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

پھر اس دو دلی اتحاد میں ڈپلومیٹک کارروائیاں ہیں جس اتحاد کی بنیاد اس نفات بابرکات نے رکھی تھی اس کی تہ میں اخلاص تھا۔ ایثار تھا ہمدردی تھی اور حیا تھا پس آج اگر مسلمان آپ کی اسوہ حسنہ کو مدنظر رکھ کر کام کریں تو انہیں اپنی کسی خاص پالیسی کی حاجت نہیں مجھے تو یہی حیرت ہے۔ کہ یہ سوال مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہی کیوں ہوتا ہے؟ اور اس پر راستہ زنی کے لئے قلمیں اور زبانیں کیوں چلتی ہیں؟

ہم اگر اپنی اصلاح کریں۔ غیر قوموں اور غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ وہ سلوک کریں جو ہمارے سید و مولیٰ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے تو یہ نزاعیں بہت جلد مٹ جاویں مگر رونے کی بات تو یہی ہے کہ ہم غیر مذاہب سے سلوک تو تب کریں جب پہلے ہم اپنوں کے ساتھ اپنوں کا سا برتاؤ کریں۔ جب ہم آپس میں منازعت کرتے ہیں اور جھگڑتے رہیں اور دوسروں کو اپنی خود غرضیوں کا شکار بنانا چاہتے ہیں۔ تو

تا بدیگراں چہ رسد

اسلام نے ہمیں تعلیم دی تھی کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ۔ کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں مگر بتاؤ آج کل کیا ہو رہا ہے؟ ہمیں بتایا گیا تھا کہ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ مگر بتاؤ کہ کیا ہم میں اخوت کا کوئی اثر باقی ہے اور کیا ہم دوسروں کے مفاد کو اپنے مفاد اور نفع کے رنگ میں دیکھتے ہیں؟ ان باتوں کا جواب عملی طور سے ہرگز نفی میں ہے پس یہ ساری تجویزیں۔ سارے رزولیوشن اور تقریریں

محض دھوکہ ہیں جبتک ہم اپنی تبدیلی نہیں کرتے۔

مسلمانوں کے نیک انجام کی کلید خدا تعالیٰ کے موعود مرسل مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام میں ہے۔ اگر مسلمان اپنی ضد اور عداوت اور ہٹ کو چھوڑ کر امن سے نفرت

تو ان کی ساری نحوستیں زائل ہو سکتی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ رجوع برحمت کرے وہ الہام یہ ہے:۔ جو دور خسروی آغاز کردند۔ مسلماں را مسلماں باز کردند۔ مسلمان اگر پھر مسلمان بن جاویں تو ان پر وہی ناطہیاں اور سکینت نازل

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ اور آپؓ کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بعافیت ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ عورتوں اور مردوں کو تو درس قرآن مجید دیا ہی کرتے ہیں۔ اب آپؓ نے چھوٹی لڑکیوں اور چھوٹے لڑکوں میں بھی قرآن مجید کا درس شروع کر دیا ہے۔ ایسے بہی خواہ اور ہمدرد مخلوق بزرگ کی عمر میں برکت ہو اور اس کی نیک خواہشیں اور پاک ارادے اور پرجوش دعائیں اللہ تعالیٰ ہمارے حق میں قبول فرمائے۔ ۱۱ فروری ۱۹۱۲ء کو آپ نے شام کے درس عام میں نہائت دردِ دل سے سگرٹ نوشی کی ممانعت پر وعظ فرمایا۔ خدا کی عجیب قدرت ہے کہ میں نے ۱۰ فروری کو ایک نوٹ سگرٹ نوشی پر لکھا تھا۔ یہ تحریک مجھے حضرت ہی کی مجلس میں ایک موقعہ پر ہوئی تھی۔ جبکہ ایک بیمار طالب علم کے متعلق سلسلہ میں یہ بات آگئی۔ ۱۱ کو آپ نے نہائت جوش اور رقت اور رحم کے جذبات میں طالب علموں ان کے ناظموں اور معلموں کو اس بلا سے بچنے کی ہدائت فرمائی۔ بلکہ اسی روز بعد دوپہر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا ایک لیکچر بھی اسی موضوع پر طلباء مدرسہ کے سامنے حضرت کے ارشاد سے ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ نے چاہا۔ تو وہ درد بھرے کلمات ناظرین الحکم کو سنانے کی کوشش کی جائیگی۔ وباللہ التوفیق!

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت بھی الحمدللہ بخیریت ہیں

۳۔ انصار اللہ کے جنرل سکرٹری شیخ عبدالرحمٰن صاحب نومسلم لاہوری مولوی فاضل کے امتحان کی تیاری کر رہے ہیں احباب عموماً اور انصار اللہ سے خصوصاً درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صالح نوجوان کو اس امتحان میں کامیاب کرے۔ تاکہ وہ بیش از پیش خدمتِ دین کرنے کی طاقت اور توفیق اللہ تعالیٰ سے پاسکیں۔

۴۔ بھائی سمند سنگھ صاحب جو نہہ کلنک پنتھ کے بانی ہیں اور ایک سیدھے سادھے آدمی ہیں۔ اس ہفتہ یہاں آئے تھے۔ دفتر الحکم میں بھی وہ آئے۔ اُن کا خیال ہے کہ زمین بہ سبب پاپ کے مردہ ہو چکی ہے اور لوگوں کے گناہوں کا ایک بوجھ زمین پر ہو رہا ہے اس لئے سب کو چاہیئے کہ اس گناہ کے بوجھ کو اتارنے کے لئے ایک ڈنڈ دیں۔ بھائی سمند سنگھ صاحب باوا دھنپت رائے صاحب وکیل قصوری کے گئو رکھشا کے کام کی بڑی حمائت کرتے ہیں۔ بہرحال وہ ایک مرفوع القلم انسان ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ گورو گوبند سنگھ صاحب کا اوتار اپنے آپ کو قرار دیتا ہے۔ بھائی سمند سنگھ صاحب نے اپنی عمر کا ایک حصہ مسلمانوں کے طریق پر چلہ کشیوں میں بھی گذارا ہے۔ بہرحال وہ لوگوں کو نیک چلن بننے کی تاکید کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اب ست جگ آ گیا ہے۔ اور نہہ کلنک اوتار کا یہ زمانہ ہے۔ ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں اور اس پر اتنا اضافہ کرتے ہیں۔ کہ

آنے والا آ گیا۔

پایونیر میں اسلام کے مستقبل پر ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے اس پر انشاء اللہ العزیز الحکم کی اگلی اشاعت میں ایک مبسوط آرٹیکل لکھنے کی توقع ہے۔ وباللہ التوفیق!

نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی قادیان

نہائت شکرگزاری کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ ہمارے پیارے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کو رعایا کی بھلائی کا بہت ہی خیال ہے۔ کمیٹی قادیان کے متعلق جو اصلاحی سکیم آپ نے تجویز فرمائی ہے۔ جیسا کہ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ظاہر کیا گیا تھا۔ صاحب ممدوح کا منشاء معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پر نئے مالی سال کے آغاز سے عملدرآمد شروع ہو جاوے۔ اسی بنا پر یہ حکم نافذ کیا گیا ہے۔ کہ اخیر مارچ ۱۹۱۲ء تک تمام ہوئس ٹیکس وصول ہو جاوے۔ باشندگان قادیان اس حکم کی تعمیل بسر و چشم کر کے دکھا دیں گے۔ کہ انہیں اپنے رعایا پرور حاکم ضلع کے حکم کی کسقدر عظمت دل میں ہے اور جسقدر جلد وہ اس بقایا کو پورا کر دیں گے۔ اسی قدر جلد گویا وہ اس سکیم کو عملدرآمد کے قابل بنا سکیں گے۔ میں اس امر کو بھی صاحب ممدوح کی توجہ عالی کے نیچے لانا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ کمیٹی کے قیام کی غرض حفظ صحت کے اصولوں کی پابندی اور اس پابندی کے لئے جن طریقوں کے اختیار کرنے کی ضرورت ہے اُن کی نگرانی ہے۔ مگر بعض اوقات کمیٹی کی طرف سے جو غیر مناسب سختیاں ہوتی ہیں۔ وہ باشندوں کو بددل بنا دیتی ہیں۔

کمیٹی کو پبلک پر مقدمات کرنے میں حتی الوسع احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ کمیٹی کو اس امر کی ضرورت نہیں کہ وہ لوگوں پر کوئی خاص رعب قائم کرے۔ بلکہ وہ پبلک کی خادم ہے۔ معمولی فروگذاشتوں میں جو پبلک پر مقدمات کئے جاتے ہیں۔ ہر چند یہ کمیٹی کے قوانین کے نیچے ہوں۔ لیکن اگر کمیٹی کا کوئی ذاتی حرج نہ ہو۔ تو کیوں مناسب تنبیہ یا معافی پر نہ چھوڑا جاوے۔ ہم نے دیکھا ہے۔ کہ بعض بڑے بڑے مقدمات میں گورنمنٹ رحم پر چھوڑ دیتی ہے۔ تو کمیٹی اگر اس نظیر سے فائدہ اُٹھالے۔ تو اس کا نقصان نہیں۔ کمیٹی پبلک کے روپیہ کے خرچ کے لئے ذمہ وار ہے۔ اور جسقدر وہ اس روپیہ کو لوگوں کے فائدہ کے لئے خرچ کرے گی۔ اسی قدر وہ عوام کے شکریہ کی مستحق ہوگی۔ بہرحال ممبران کمیٹی قادیان سے امید ہے۔ ہمارے اس دوستانہ مشورہ کو جو پبلک کے فائدہ کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

ریمارک

اخبار بھارت — جالندھر سے بھارت نام ایک جدید اخبار شائع ہونے لگا ہے۔ یہ اخبار آریہ سماج کے تمام اخبارات میں متین اور مہذب پرچہ ہے۔ اس اخبار کے ذریعہ آریہ سماج کے بعض دوسرے اخبارات کی طرح دوسرے مذاہب پر حملے نہیں کئے جاتے۔ بلکہ اپنی قوم میں بھلی اور نیک باتوں کی تحریک کرنا اس کا مقصد معلوم ہوتا ہے۔ جس طریق پر یہ اخبار چلایا جا رہا ہے۔ اگرچہ آجکل کے بگڑے ہوئے مذاق کے موافق اسے پسند نہ کیا جاوے مگر شریف اور فہمیدہ لوگ ایسے اخبارات کی قدر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ قیمت سالانہ دو روپیہ ہے۔

مسلم گزٹ — لکھنؤ سے نہائت قیمتی اخبار جاری ہوا ہے پایونیر کے برابر اس کی تقطیع ہے اور اس کے ظاہری مراتب چھپائی۔ لکھائی اور کاغذ کے عمدہ ہونے کے ساتھ ہی مضامین ایک قابل اور کہنہ مشق جرنلسٹ کے قلم سے لکھے جاتے ہیں۔ ممالک متحدہ میں یہ مسلمانوں کا بہترین پرچہ ہونے کی امید دلاتا ہے۔ خدا کرے کہ وہ بڑھے اور پھلے باوجود اپنی خوبیوں کے ۴ سالانہ قیمت بہت کم ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ ایسے اخبارات کی قدر کی جاوے۔

رہنمائے کمپونڈر — اس نام کا ایک اردو رسالہ جناب ڈاکٹر پرسرام صاحب ایل۔ ایم۔ ایس میڈیکل پریکٹیشنر فیروزپور شہر نے حال میں شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر پرسرام صاحب کو میں ۲۳ برس سے جانتا ہوں جبکہ وہ میرے ساتھ لودھانہ کے بورڈ سکول میں تعلیم پاتے تھے ان کی طبیعت میں اس وقت بھی دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور بھلائی کے خیالات جوشزن رہتے تھے۔ اور وہ ایک مضبوط کیریکٹر کے طالب علم تھے۔ اس وقت بھی لوگوں کی بھلائی کے لئے جو کچھ ان سے ہو سکتا ہے کرتے رہتے ہیں۔ یہ رسالہ انہوں نے عام لوگوں اور طبابت پیشہ خصوصاً کمپونڈروں کے فائدہ کے لئے لکھا ہے۔ میں ڈاکٹر یا طبیب نہیں۔ مگر اس رسالہ کو میں ایسا پسند کرتا ہوں۔ کہ اگر ہر گھر میں یہ رہے۔ تو بیماری کے وقت اس سے بہتر مشورہ ملنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ رسالہ کی قیمت ۸ فی جلد ہے۔ جو میرے خیال میں کسیقدر زیادہ ہے۔ تاہم ان بہترین مشوروں کے لئے جو اس رسالہ سے مل سکتے ہیں۔ اس کی قیمت کا سوال نظر انداز ہو جاتا ہے جو لوگ طبی مذاق رکھتے ہیں اور عیالدار ہیں۔ اس کو ضرور پڑھیں ڈاکٹر پرسرام صاحب ایل۔ ایم۔ ایس فیروزپور کے پتہ سے درخواست کرنے پر ملیگا۔

جہاد وید — یہ اس رسالہ کا نام ہے۔ جو حال میں مولوی ثناء اللہ امرتسری نے شائع کیا ہے۔ اس رسالہ کی قیمت ۲ ہے اور دفتر اہلحدیث امرتسر سے ملیگا۔ کچھ شک نہیں۔ کہ اس مختصر سے رسالہ میں اسلامی جہاد پر ناواقفی سے اعتراض کرنے والے آریہ مہاشوں کے لئے الزامی جواب کے طرز پر اس رسالہ میں عمدہ مصالح جمع کر دیا گیا ہے۔ جو لوگ آریوں سے مناظرہ کرتے ہیں۔ یا جہاں آریہ لوگ جہاد اسلام پر حملہ کرتے ہیں۔ اُن کے لئے یہ اچھا رسالہ ہے۔

الحکم قادیان
نمبر ۷ جلد ۱۶
۲۱ فروری سنہ ۱۹۱۲ء

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

نمبر (۳)

گذشتہ نمبر میں ایک حد تک ہم نے مسافر کے اعتراضات یا توہمات کو دور کیا ہے۔ اگرچہ ہڈی اور گوبر وغیرہ سے استنجا نہ کرنے کی ایک وجہ پچھلے نمبر میں بتا دی گئی ہے۔ آج اسی سلسلہ میں اس کی مزید توضیح کرتے ہوئے اس امر پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ نیز جو احادیث میں آیا ہے۔ کہ گوبر اور ہڈیاں جنوں کا کھانا ہے اس سے کیا مراد ہے۔

پس یاد رہے کہ

(۱) استنجا کے لئے تین ڈھیلے اس لئے مقرر فرمائے۔ کہ صفائی کے لئے ایک حد کا مقرر کرنا ضروری تھا۔ ورنہ وہمی آدمی سارا سارا دن استنجا ہی کرنے میں گذار دیتے۔ باوجود اسقدر تاکید شدید کے ہم بعض وہمیوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ ایک ہی استنجاء کے لئے ڈھیلوں کا ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ اور پانی کے کئی مٹکے خالی کر دیتے ہیں۔ اور تین سے کم ڈھیلوں میں بخوبی صفائی و پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی۔ اور تین میں صفائی ہو جاتی ہے۔ اور تین سے زیادہ میں تضیع وقت اور وہم کا بڑھانا اور وہم میں داخل ہے۔ گوبر و ہڈیوں سے استنجاء اس لئے منع ہوا۔ کہ ان میں اکثر موذی جانور سانپ بچھو وغیرہ اور کئی قسم کے کاٹنے والے کیڑے بیٹھے رہتے ہیں۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنظر شفقت و رحمت اپنی امت کو ان سے استنجاء کرنا منع فرمایا۔ تاکہ استنجاء کرنے والے کو کوئی موذی جانور نہ کاٹے اور ایذا نہ پہنچائے۔ وجہ یہ ہے کہ اکثر ہوام و جانوران موذیہ سانپ۔ بچھو۔ ہزار پا وغیرہ کی پیدائش گوبر و ہڈیوں میں سے ہوتی ہے۔ اور انہی سے ان کی خوراک و پرورش ہوتی ہے۔ اور ان کے سوراخ و غار جگہوں میں ایسے جانور گھسے رہتے ہیں۔ اس لئے کہ جہاں کسی چیز کی پیدائش و خوراک کا سامان ہو وہاں اس کا اکثر قیام رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان سے استنجا کرنا منع ہوا۔ تاکہ ان کے اندر سے نکل کر کوئی زہریلا جانور استنجا کرنے والے کو ایذا نہ پہنچائے۔ بعض احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے جانوروں کو جنات میں مذکور فرمایا ہے۔ چنانچہ ہمارے ایک محسن و مربی نے احادیث میں سے لے کر بطور اختصار الفاظ میں ایسے جانوروں کا ذکر کیا ہے الجنۃ ۲ اقسام۔ الحیات۔ والذباب۔ والنملۃ الحمراء وھوام الوباء وغیرھا یعنی جنات کے کئی قسم ہوتے ہیں۔ سانپ۔ مکھیاں۔ سرخ چیونٹیاں اور وبائی کیڑے بھی جنات میں سے ہیں۔

واضح رہے کہ اس میں اس مخلوق الٰہی یعنی جنوں کی نفی نہیں کی گئی ہے۔ جو اس عالم میں ایک غیر مرئی ناری مخلوق موجود ہے۔ اور ان کے علامات و آثار محسوس و معلوم ہو رہے ہیں وہ بھی جن ہیں۔ ایک حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات سے حکایۃً فرمایا ہے۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْہَ اُمَّتَکَ عَنْ اَنْ یَّسْتَنْجُوْا بِالْعَظْمِ وَالرَّوْثِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ لَنَا فِیْہَا رِزْقًا یعنی جنات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنی امت کے لوگوں کو ہڈیوں و گوبر سے استنجا کرنا منع فرما دیں۔ کیونکہ خدا نے ان میں ہمارا رزق رکھی ہے اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے۔ لَا تَسْتَنْجُوْا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَاِنَّہَا زَادُ اِخْوَانِکُمْ مِنَ الْجِنِّ۔ ترجمہ یعنی گوبر گوبر اور ہڈیوں سے استنجاء نہ کیا کرو۔ کیونکہ یہ چیزیں تمہارے بھائیوں جنات کی خوراک ہیں۔

واضح ہو کہ ہر ایک چیز کی خوراک خدا تعالیٰ نے اس چیز میں رکھی ہے۔ جس چیز سے اس کو پیدا کیا ہے۔ آدمی کو پانی مٹی کے خمیر سے پیدا کیا۔ لہٰذا آدمی کی خوراک بھی مٹی و پانی سے پیدا ہوتی بنظر غور دیکھو۔ جنات یعنے حشرات موذیہ کو ہڈیوں و گوبر سے جو دراصل مٹی و پانی کا خمیر ہوتا ہے۔ پیدا کیا۔ لہٰذا ان کی خوراک بھی ان میں رکھی۔ اخوان یعنی آدمیوں کے بھائی جنات کو اس واسطے فرمایا۔ کہ جیسا کہ آدمی کی پیدائش مٹی و پانی سے ہوتی ہے۔ ایسا ہی ان حشرات کی پیدائش بھی مٹی و پانی کے خمیر سے ہی ہوتی ہے۔ آدمی کی پیدائش مٹی سے یوں ہوتی ہے۔ کہ غلے و میوہ جات مٹی سے پیدا ہوتے ہیں۔ آدمی ان کو کھاتا ہے۔ ان سے منی پیدا ہوتی ہے۔ اور منی سے آدمی بنتا ہے۔ اور پھر مدام آدمی ان غلہ جات و میوہ جات وغیرہ اشیاء کو کھاتا رہتا ہے جن کی پیدائش مٹی سے ہوتی ہے۔ اور اس طرح اس کا جسم بڑھتا رہتا ہے۔ اور اسی طرح آدمی کی خلق ہوتی ہے۔ بلکہ یوں سمجھو کہ جنات یعنے حشرات وغیرہ حیوانات اور آدمیوں کی پیدائش مٹی ہی سے ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ ان کی ماں و اصل ٹھہری۔ اور پانی جو آسمان سے اتر کر مٹی پر پڑتا ہے۔ وہ مرد کی منی عاقدہ کے منزلہ ہوتا ہے۔ جس سے خمیر ہوتا ہے۔ پس چونکہ آدمی و جنات کی اصل ماں مٹی ہے۔ لہٰذا وہ دونوں جنس آپس میں بھائی ٹھہرے یہی مٹی ہے۔ جو مختلف رنگوں میں ظاہر ہو رہی ہے۔ کہیں شاہ و گدا ہے اور کہیں درخت۔ اور کہیں آدمی اور کہیں درندے و پرندے اور کہیں خوراک و پوشاک اور کہیں لوہا و سونا و چاندی و پیتل وغیرہ دھات اور کہیں مواشی اور کہیں چاند و عطارد و زحل و مریخ و مشتری و زہرہ اور کہیں عاشق دل ربودہ و دلدادہ اور کہیں معشوق دلربا۔ کہیں ریل و آگبوٹ و محل و ماڑیاں اور کہیں طاؤس و مینا و کہیں قمری و فاختہ و طوطا وغیرہ وغیرہ ہزارہا اشکال و صورتوں میں مٹی ہی جلوہ گر ہے۔

ان کے علاوہ خدا تعالیٰ کی ایک اور مخلوق ہے جس کی پیدائش آگ سے ہوتی ہے۔ ان کو بھی جن کہتے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ۔ ترجمہ یعنے خدا تعالیٰ نے پیدا کیا جن کو آگ کے شعلہ سے اس آتشی مخلوق کی خوراک بھی آتش ہی ہے۔ ہم قبل ازیں ظاہر کر چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہر جنس کی خوراک اس کے اصل مادہ میں رکھی ہے۔ جہاں سے اس کی پیدائش ہوئی ہے۔ لکڑی کا کیڑا لکڑی سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی کی خوراک لکڑی میں موجود ہے مدار کا کیڑا مدار سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی خوراک مدار میں موجود ہے لوہے کا کیڑا لوہے سے پیدا ہوتا ہے اس کی خوراک لوہے میں ہے آگ کا کیڑا سمندر آگ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی خوراک آگ میں ہے پتھر کا کیڑا پتھر میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کی خوراک اسی میں ہے۔ پانی کے کیڑے پانی میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی خوراک اسی میں موجود ہے گوبر و ہڈیوں کے کیڑے انہی میں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہی ان کی خوراک ہیں۔

(۲) گوبر و ہڈیوں سے استنجا کرنا موجب امراض شدیدہ ہے۔ کیونکہ ان میں زہریلے حشرات کے زہریلے علامات اور ہوائے متعفنہ کے سمی و قاتلہ آثار ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ اگرچہ ان میں کسی وقت نہ بھی موجود رہیں۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لوگوں کو محض بنظر شفقت و رحمت ان ضرروں سے بچنے کے لئے گوبر و ہڈیوں کے ساتھ استنجا کرنا منع فرمایا یعنی آپ نے ایسا کام کیا۔ جیسا کوئی اپنے بچوں کو اشیائے ضرر رساں کے استعمال سے روک دیا کرتا ہے۔ تاکہ ان کو ضرر نہ پہنچے۔ چنانچہ حدیث مذکور الصدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صریحاً اس امر کا اشارہ فرمایا کہ تم میرے پیارے بچوں کے منزلہ ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ تم کو کوئی ضرر پہنچے۔ اور خدا تعالیٰ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پدری محبت و شفقت کی جو آپ کو اپنی امت سے ہے۔ قرآن کریم میں تصدیق فرمائی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ ترجمہ یعنے تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے۔ اور وہ تم ہی میں سے ہے۔ تم کو کوئی تکلیف دکھ ہو۔ تو اس کو ناگوار گذرتا ہے۔ وہ تمہارے حرص رکھتا ہے وہ مومنوں پر رؤف الرحیم ہے۔

اپنی امت کی تکلیف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی تکلیف و دکھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ کسی کے بیٹے کو تکلیف و مصیبت پہنچنے سے باپ کو تکلیف ہوتی ہے۔

رحم بر کورے کند اہل بصر — باخبر را دل تپد بر بے خبر
مر ضعیفاں را قوی آرد بیاد — ہمچنیں قانونِ قدرت اُفتاد
رحم یزداں از ہمہ باید فزوں — چوں ازیں قانوں شود رحماں کو

خداوند تعالیٰ کا احکام ممنوعہ و محرمات سے اپنے بندوں کو منع کرنا بنظر رحمت و شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔ ترجمہ یعنے خدا تعالیٰ نے تم کو اپنی طرف سے بنظر شفقت و مرحمت محرمات و ممنوعات سے بچنے و حذر کرنے کے لئے آگاہ فرماتا ہے۔ کہ مبادا ارتکاب محرمات سے تم کو ضرر پہنچے۔ وہ نہیں چاہتا کہ تم کو ضرر پہنچے کیونکہ وہ بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ امت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلسوزی و ہمدردی و شفقت و مرحمت آنحضرت کو مقام فنا فی اللہ میں پہنچکر خدا تعالیٰ سے عطا ہوئی تھی۔

اسی طرح حسب مراتب جس کو خدا تعالیٰ سے زیادہ قرب ہوگا

ڈاک بنگلہ منی پور (برما)
Imphal
Manipur
از دفتر الحکم قادیان

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

جلد ۱۶ نمبر ۷

عوام سے ہندوستان میں ۔ سے باہر ۔ غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے

الحکم

قادیان دارالامان

۲۱ فروری ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

وہ خدا کی مخلوق سے زیادہ ہمدردی کریگا۔ اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ۔ ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ مخلوق دُنیا خدا تعالیٰ کے کنبہ کے بمنزلہ ہے۔ پس مخلوق سے خدا کو وہی زیادہ پیارا ہے۔ جو اُس کے کنبہ سے بھلا کرے۔

استنجے کے تین ڈھیلوں کی حقیقت اور جوتوں کے کھانے وغیرہ کے متعلق بحث کے بعد میں **بہشت کے آٹھ دروازوں پر** کچھ بحث کرتا ہوں وباللہ التوفیق۔

بہشت کے آٹھ دروازے

بہشت کے متعلق میں نہیں سمجھتا کہ کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ ہر شخص کی فطرت میں یہ امر داخل ہے کہ وہ سُکھ کو چاہتا ہے اور یہ حصول سُکھ کی فطرتی خواہش ایک ایسی جگہ کا پتہ دیتی ہے جہاں انسان سُکھ حاصل کرسکتا ہے پس اسی کا نام ہم جنت یا بہشت رکھتے ہیں۔ دنیا کے تمام مذاہب نے کسی نہ کسی طریق پر بہشت و دوزخ کا اقرار کیا ہے پھر اس امر مشترک کے وجود پر نکتہ چینی شاید دانشمند کا کام نہیں ہے مجھے یہ امر نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ لوگ جو اسلام کی تعلیم پر یا اس کے کسی اصل پر اعتراض کرتے ہیں وہ اس وقت اصولی رنگ میں جرح نہیں کرتے مثلاً وہ ہماری مسلمہ کتب کو چھوڑ دیتے ہیں یا اُن امور پر اعتراض کرتے ہیں جو کسی ایک یا دوسرے رنگ میں خود اُن کے ہاں موجود ہیں۔ پس جبکہ حصول سُکھ یا مکتی پانے کی خواہش ہمارے ساجی دوستوں میں ہے اور وہ **مکتی دھام** کوئی تجویز کرتے ہیں تو کیوں انھیں جنت پر اعتراض ہوتا ہے ہاں خیر یہ وہ جانیں اور ان کا کام۔ جنت کے آٹھ دروازوں پر بحث کرنے سے پہلے میں یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جنت ہے کیا چیز بروئے اسلام ہم مانتے ہیں قرآن مجید کی ان آیات پر (جو نعماء جنت کے متعلق بیان ہوئی ہیں) یکجائی غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کی روحانی حالت کہ انسان اس دنیوی زندگی میں خدا تعالیٰ کے ساتھ آرام اور سکینت حاصل کرے اور تمام اطمینان اور سرور اور لذتیں اس کی خدا ہی میں ہوجاویں وہ حالت ہے کہ جس کا نام ہم بہشتی زندگی رکھتے ہیں اور بہشتی زندگی اسی دُنیا سے شروع ہوجاتی ہے اور وہ چیز جس کا نام نجات ہے اس کا دروازہ اسی عالم میں کھلتا ہے۔ دوسرے مذاہب اور اسلام میں یہی تو فرق ہے کہ وہ آئندہ زندگی اور اس عالم کی زندگی کے درمیان موت کو ایک ناقابل گذر پہاڑ سمجھتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک اس عالم اخروی کے نظاروں اور کیفیات کو اس عالم کے نظاروں اور کیفیات سے گویا کوئی تعلق اور رشتہ ہی نہیں ہے مگر اسلام نے ظاہر کیا ہے کہ موت ناقابل گذر پہاڑ نہیں ہے بلکہ اس عالم کیلئے ایک گذرگاہ ہے اور جس **حالت** روحانی میں وہ مرنے کے وقت ہوتا ہے وہی حالت اس عالم ثانی میں اسے حاصل ہوتی ہے۔ اور اس دنیا کی بہشتی زندگی اس حالت میں شروع ہوتی ہے جب انسان کے تمام سفلی اور نفسانی جذبات پر ایک موت وارد ہوکر وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری جس [illegible] راضی اور خدا اس سے خوش ہوجاوے میں کھویا جاتا ہے اس وقت تک یہ زندگی شروع ہی نہیں ہوسکتی۔ غرض اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ زندگی۔ خدا پرستی۔ خود فراموشی حصول جنت کی راہ ہے۔ اور یہ اعمال صالحہ اس بہشتی زندگی کے اظلال [illegible] ہیں۔ میں اس وقت اس مضمون کو لمبا کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ مختصر الفاظ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ جنت جسکا اسلام ذکر کرتا ہے انسان کے اپنے ہاتھوں نے طیار کیا ہے جہاں ایمان درختوں کی صورت پکڑتا ہے اور اعمال صالحہ نہریں ہوکر اسکو سرسبز اور شاداب رکھتی ہیں گویا جو رشتہ نہروں کا باغ کے ساتھ ہے وہی رشتہ اعمال کا ایمان کے ساتھ ہے جیسے کوئی باغ بدون پانی کے سرسبز نہیں رہ سکتا اسیطرح کوئی ایمان بدون نیک اعمال کے زندہ نہیں رہ سکتا۔

گویا اسلام اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی اور نفسانی جذبات کی غلامی سے نکالنے کی سبیل بتلاتا ہے۔ اب ہم بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بہشت کے آٹھ دروازے بتائے یہ کیسے صحیح ہیں۔ یاد رہے کہ وضو کے لئے **سات اعضا مخصوص ہیں** منہ دونوں ہاتھ پاؤں کان سر ان اعضاء کی تخصیص کے متعلق احادیث میں غائر نظر کرنے سے اصل سر معلوم ہوجاتا ہے۔ مگر معترض جس کی غرض حقیقت شناسی نہو ان تکالیف کو کب گوارا کرتا ہے۔ میں مختصراً یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر ایک نیک طینت آدمی وضو میں ان اعضاء کی تخصیص پر خود بھی غور کرے تو اُسے معلوم ہوسکتا ہے کہ یہی وہ اعضاء ہیں جن کے ساتھ اخلاق شریعت وابستہ ہے اور وہ امور جنکا اثر سوسائٹی کی مختلف حالتوں اور تمدن پر پڑ سکتا ہے وہ ان اعضاء کے افعال کے نتیجے ہیں مثلاً زبان سے راستبازی۔ دوسروں کے ساتھ اخلاقی بھلائی کی تعلیم۔ خدا کی شکر گذاری۔ خدا تعالیٰ اور اُس کی **صفات** کا اقرار اسی زبان سے متعلق ہے اور اسی کے ذریعہ کفر غیبت بدگوئی کفر باللہ اور کفر بالرسول اور دوسرے معائب سرزد ہوسکتے ہیں جنکا اثر سوسائٹی پر پڑتا ہے۔ بیع شرا کے معاہدات اسی زبان سے ہوتے ہیں۔ اسی طرح آنکھ ایک سوراخ ہے اور وضو میں اس کا دھونا بھی ضروری ہے۔ اس سے ان تمام گناہوں سے بچنے کی تعلیم مقصود ہے جو آنکھ سے متعلق ہیں۔ اسی طرح دوسرے اعضاء اور جوارح پر غور کرلو کہ کس قدر **اخلاقی قوتیں** یہ اندر رکھتے ہیں۔ اور وضو میں ان کا دھونا اسبات کی ہدایت اور ظاہری نشان ہے کہ [illegible] ان گناہوں سے بچے۔ اب میں تمام **سلیم الفطرت** اور **شریف الطبع** لوگوں سے دریافت کرتا ہوں کہ جب ایک انسان **کامل اتباع آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا کرے اور وضو کے ذریعہ جو روحانی غرض سکھائی گئی ہے اسے پورا کرے تو انصاف سے کہو کہ کیا وہ بہشت میں داخل ہونیکا ایک دروازہ ہوگا یا نہیں؟ دروازہ کیا ہے مکان کے اندر داخل ہونیکا ذریعہ اور اسی مقصد کے لئے وہ بنایا جاتا ہے۔ پھر جنت میں جن اسباب سے انسان داخل ہوتا ہے وہی اس کے لئے دروازہ ہے اور یہ جوارح جب کامل طور پر خدا تعالیٰ کی عبادت اور فرمانبرداری میں لگجاویں تو کیوں انسان بہشت میں داخل نہو۔ پس یہ تو ہے سات دروازوں کا پتہ۔

اب رہا آٹھواں دروازہ اس کی حقیقت بھی مجھ سے سنو۔ میں نے پہلے بتایا تھا کہ جسمانی طہارت روحانی طہارت پر موثر ضرور ہوتی ہے۔ وضو کی غرض روحانی طہارت ہے چونکہ انسان کوئی کام اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق کے بدون نہیں کرسکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسان کو عبودیت سکھاتے اور خدا تعالیٰ کے قرب کے لئے وسیلہ دعا ضروری سمجھتے ہر مرحلہ زندگی کے لئے آپؐ نے اپنی اُمّت کو دعائیں سکھائی ہیں۔ وضو کے بعد جیسا کہ مسافر نے بھی اس دعا کا ترجمہ لکھا ہے ایک دعا سکھائی۔ اور غور کرو کہ وہ کیسی پاک دعا ہے۔ پہلے اقرار توحید کرتا ہے **اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ**۔ یہ کلمہ جسقدر صداقت اور خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے اسپر اگر بحث کیجاوے تو اخبار الحکم کے متعدد نمبر کافی نہیں ہوسکتے بہرحال اس میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا کہ اسکا جزو اول تو ایسا ہے کہ ہر ایسا شخص جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اس کی توحید کا قائل ہے اسپر قربان ہوگا۔ اور دوسرا جزو اس کے ساتھ اس لئے رکھا کہ چونکہ بعض ناعاقبت اندیش لوگوں نے اپنے ہادیوں کو امتداد زمانہ کے بعد خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیدیا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوع انسان پر رحم فرماکر آئندہ ہمیشہ کے لئے اس نقص سے بچانے کے لئے اپنی شخصیت کے مسئلہ کو اس اقرار کے ساتھ صاف کردیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسان اور خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی توحید پر کامل ایمان لے آتا ہے اور اس کی **صفات** افعال اور اسماء کو لیس کمثلہ شیء یقین کرلیتا ہے تو وہ بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو یقین کرتا اور آپ کے اسوہ حسنہ کو اپنے لئے ایک نمونہ یقین کرکے آپ کے نقش قدم پر چلتا ہے تو اس میں **بہشتی زندگی** کے آثار پیدا ہوجاتے ہیں اس اقرار کے بعد جو دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی وہ ایسی **قابل قدر** ہے کہ دُنیا کے دوسرے مذاہب کی کتابوں میں مجھے شبہ ہے کہ اس جیسی دعا اس موقع کے لئے مل سکے۔ اور وہ یہ ہے **اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین**۔ یعنی اے اللہ مجھے حقیقی توبہ کرنے والوں میں سے بنا دے اور اے اللہ مجھے ظاہری اور باطنی صفائی رکھنے والوں میں سے بنا دے۔

اس دعا کے الفاظ بتلاتے ہیں کہ اصل غرض پاکیزگی اور طہارت ہے اب غور کرو اور انصاف کرکے بتاؤ کہ جو شخص ان اعضاء سبعہ سے تمام اعلیٰ کام کرتا ہو اور پھر خدا تعالیٰ کی توحید اور اس توحید کے لانے والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرتا ہوا خدا تعالیٰ سے حقیقی پاکیزگی کا خواستگار ہو کیا اس کے بہشت میں داخل ہونے کے آٹھ دروازے نہیں کھلتے؟ یہ آٹھ دروازوں **کی حقیقت چاہو تو خدا کے لئے غور کرو اور قبول کرو**۔

پورا ہو جائے۔ اُس وقت لازم ہو جاتا ہے۔ اور اُس سے رجوع جائز نہیں ہوتا۔ اور نہ اُس میں سے وارثوں کو کچھ مل سکتا ہے۔ وقف کے معاملہ میں چار چیزیں ہوتی ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) واقف یعنے وقف کرنے والا۔
(۲) شئے موقوفہ۔
(۳) غرض وقف۔
(۴) مستحقانِ وقف یعنے منافع کے مصرف۔

شئے موقوفہ جس نفع کے لئے وقف کی گئی ہو۔ دوسرے نفع میں صرف نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ دوسرے مصرف اس سے اعلیٰ و بہتر ہو۔ اور نہ غیر مستحقان وقف پر صرف کی جا سکتی ہے۔

وقف کا متولی اگر واقف خود بننا چاہے تو بن سکتا ہے لیکن لیکن اُس کا فرض ہے کہ شرط وقف کو ملحوظ رکھے اگر وہ اور اسی طرح کوئی دوسرا متولی شئے موقوفہ اور مصرف و مستحقانِ وقف کے منافع میں خیانت کریگے۔ تو بموجب حکم شرع حاکم وقت یا جماعت مسلمین ایسے متولی کو معزول کر سکتے ہیں۔

معاملات وقف میں ہماری گورنمنٹ برطانیہ کا عملدرآمد اسی قانون پر ہے۔ جس کا مختصر بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ہم تعجب اور افسوس کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں اسلامی اوقاف کی جو بُری حالت ہو رہی ہے۔ اور جس ظالمانہ دستبرد سے اشیاء موقوفہ کے نفع کو غیر مصرف میں خرچ کیا جاتا ہے۔ وہ بہت کچھ توجہ کے قابل اور لائق حیرت و حسرت ہے۔

اوقاف کے متولی

جس طرح اشیاء موقوفہ پر قابض ہیں۔ اور اُن کے نفع کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے سے دور رہتے ہیں۔ اُس پر نظر ڈالتے ہوئے بیساختہ اسلام کی نازک حالت پر رحم آتا ہے۔ ہر چند کہ ہم اسلام کے نام لیوا ہیں۔ اور مسلمانوں سے ہمارے تعلقات مذہبی ہیں لیکن ہماری کمزوریاں اور ہماری لا[illegible] کو اس رشتہ اخوت کے قابل نہیں سمجھتی جو اسلام نے ہمارے لئے قرار دیا تھا۔

ابتک تو یہ خیال تھا کہ مسلمانوں کے اعمال و افعال متعلق مذہب ہی اس قدر خراب ہو گئے ہیں۔ کہ وہ صحیح طور پر مسلمان سمجھنے کے قابل نہ رہے۔ دینی ہمدردی اور مذہبی ارکان کی ادائیگی کا جوش مسلمانوں میں سے جاتا رہا ہے۔ اور اب وہ مذہب سے دور اور اُن کے اعمال و افعال مذہبی زندگی سے قطعی جدا گانہ ہیں۔ لیکن جب ہم مسلمانوں کے معاملات پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو وہ سب سے زیادہ خراب بدتر اور کمزور پائے جاتے ہیں۔ اور بیساختہ زبان سے یہ نکل جاتا ہے کہ مسلمانوں کی زندگی اقوام دُنیا میں ہر پہلو سے ایک تاریک و بدتر زندگی ہے حقوق اللہ کی ادائیگی آج اسلامی دُنیا میں جس سرد مہری سے کی جاتی ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں اور مسلمانوں کی جسقدر تعداد [illegible] ہے۔ وہ بھی ظاہر و باہر۔ لیکن حقوق العباد کا خیال جتنی لاپرواہی و بے توجہی ہے وہ سب سے زیادہ ہے اور یہی موجودہ حالت و کیفیت اس امر کا صحیح اندازہ ہے کہ آج جو تباہی [illegible] مسلمانوں پر ہے۔ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں کا نتیجہ ہے۔ مسلمانوں کے معاملات اسقدر تاریک و کمزور ہیں کہ دُنیا اور دین کا کوئی کام صحیح اصول پر نظر نہیں آتا۔ معاملات قرض ہبہ۔ بیع میں ان کی بے اعتباری اقوام دُنیا میں مشہور ہے تجارتی کاروبار میں ان کے سب سے پیچھے رہنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ ان کے تعلقات تجارت میں معاملہ کا پہلو نہائت خراب ہوتا ہے۔ اور تجار اعتبار متعلق لین دین کے قابل ان کو نہیں سمجھا جاتا۔

غرض معاملات کے جس پہلو پر نظر ڈالی جائے۔ مسلمانوں کی کمزوری کا صفحہ نہائت روشن و زرّین نظر آئیگا اور صحیح معاملہ کا حصہ نہائت تاریک و خراب۔

معاملات وقف میں بھی مسلمانوں کا یہی حال ہے۔ ہر چند کہ

وقف حقوق اللہ میں داخل ہے

لیکن اس کی تولیت میں جسقدر بدعنوانیاں کی جاتی ہیں۔ وہ ایک سچے مسلمان سے دیکھی نہیں جا سکتیں۔

اوقاف کے متولی عموماً لالچی اور حریص ہو جاتے ہیں۔ اور شئے موقوفہ کو کبھی صحیح مصرف پر خرچ نہیں کرتے۔ بلکہ جہانتک ہمارے تجربہ اور مشاہدہ میں آیا ہے۔ اوقاف کے متولی شئے موقوفہ کے نفع کو اس طرح صرف کرتے ہیں۔ کہ وہ صرف درحقیقت صرف ہی نہیں ہوتا بلکہ اپنا ذاتی نفع ہوتا ہے جس کی چند صورتیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) شئے موقوفہ کے نفع کا مصرف وقف کرنے والے کی غرض سے علیحدہ کرکے غیر مصرف میں خرچ کرتے ہوئے رشتہ داروں۔ عزیزوں۔ دوستوں کو اس سے نفع پہنچانا۔
(۲) خود اپنی ذات پر خرچ کرنا۔
(۳) آئندہ زندگی کی بہترین صورت بنانے کے لئے وقف سے کچھ ایسے ذرائع پیدا کرنا جو متولی خاص کے لئے مخصوص ہو جائیں۔
(۴) مصارف کی فرضی تعداد سے اپنی جیب بھرنا۔

خیر یہ تو وہ صورتیں رہیں۔ جن کی ظاہری نمود و شان کچھ نہ کچھ پائی جاتی ہے۔ سیکڑوں موقعہ ایسے ہیں کہ شئے موقوفہ پر متولی بالکل قابض ہیں۔ اور اُس کے نفع کو اپنی ذاتی ملکیت خیال کرتے ہیں۔

تجربات سے یہ بات معلوم ہوئی ہے

کہ چونکہ اوقاف کے متولی عموماً وقف کرنے والے کے رشتہ دار یا وارث ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ شئے موقوفہ کو عموماً اپنی ملکیت خیال کرتے اور چند روز بعد اُس پر مالکانہ قبضہ کر لیتے ہیں اور بسا اوقات اُس ناجائز قبضہ سے وہ موقوفہ شئے متولی کے قبضہ میں نیلام ہو کر برابر ہو جاتی ہے۔ اوقاف اسلامی کی جو آج جو ناگوار حالت ہے۔ وہ ایک سچے ہمدرد اسلام سے دیکھی نہیں جاتی۔ متولیوں کی تاریک زندگی اوقاف پر مالکانہ قابض ہے اور اُس وقف کا منافع وقف کرنے والے کے منشاء کے خلاف صرف میں آ رہا ہے کیا اس سے بدتر کوئی صورت ہو سکتی ہے؟ ہر چند گورنمنٹ عالیہ نے محکمہ اوقاف قائم کرکے اوقاف کے متعلق بہت کچھ حفاظت و نگہداشت کی کوشش کی۔ لیکن ابھی تک اوقاف اسلام کی وہی بُری حالت چلی جاتی ہے۔ نہ اوقاف کی پوری طرح سے دیکھ بھال ہے اور نہ یہ تحقیقات کی جاتی ہے۔ کہ اوقاف کے متولی اس کے نفع کو کیوں کر صرف کرتے ہیں۔

دس۔ بیس نہیں بلکہ سیکڑوں نظیریں ہمارے سامنے ایسی پیش ہیں کہ اوقاف درحقیقت اوقاف ہی کی صورت سے نکل گئے۔ اور متولی کے مالکانہ قبضہ میں ہیں۔ لیکن اُن کی طرف نہ تو اہل اسلام کو توجہ ہے اور نہ ہمدردان اسلام گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلاتے ہیں۔

گورنمنٹ عالیہ

کو اوقاف اسلامی کی سخت حفاظت کرنی چاہئے اور نہ صرف حفاظت بلکہ ان کو اپنی تولیت میں لیکر وقف کنندہ کے منشاء کے مطابق اُن کا نفع صحیح مصرف میں خرچ کرنا چاہئے۔ اوقاف کا سلسلہ ہر چند کہ اب روز بروز کم ہوتا چلا جاتا ہے اور جو کچھ اوقاف موجود ہیں۔ وہ متولیوں کی بدعنوانیوں سے قرضہ یا [illegible] و رہن کی بدولت عنقریب دوسرے ہاتھوں میں چلے جانے والے ہیں۔ لیکن اگر گورنمنٹ عالیہ نے توجہ فرمائی۔ تو اوقاف کی صورت و کیفیت میں جان پڑ سکتی ہے۔ اور اُن کا انتظام وقف کرنے والے کی نیت کے موافق ہو سکتا ہے۔

وقف جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ خدا کی ملکیت یا حق اللہ ہوتا ہے اور حق اللہ میں مداخلت یا اُس کا رہن و بیع اور نیلام یا اپنے قبضہ و تصرف میں رکھنا شرعاً و قانوناً ہرگز جائز نہیں ہے۔ اگرچہ وقف کرنے والے نے وقف کرنے کی حالت میں ایسی شرائط سے وقف کو مقید کیا ہو۔ جن میں بیع۔ رہن یا ہبہ کرنے کی خواہش پائی جاتی ہو۔

غرض قانون شرعی سے

وقف شدہ شئے کا بیع۔ رہن اور ہبہ ہرگز صحیح نہیں ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی عدم توجہی سے سیکڑوں بلکہ ہزاروں اسلامی اوقاف متولیوں کی شرارت و بدعنوانیوں سے قرضہ میں نیلام ہو گئے یا اُنہوں نے بیع کر دیئے۔

ہمدردان اسلام آپکا فرض ہے۔ کہ اپنے اوقاف کی حالت پر رحم کھائیں اور اُن کو نفس پرست متولیوں کے مالکانہ قبضہ سے نکال کر گورنمنٹ کے انتظام میں دیدیں تاکہ وقف شدہ شئے محفوظ رہ سکے اور اس کا نفع صحیح مصرف میں صرف ہو۔

اضلاع روہیلکھنڈ اور خاص مراد آباد میں جسقدر اوقاف ہوں اور اُن کی حالت ناگفتہ بہ ہو تو ہمیں اُس سے مطلع فرمایا جائے تاکہ بقدر امکان ہم اُن کی حفاظت و نگہداشت کا انتظام کر سکیں اور ان کو متولیوں کے ناجائز ہاتھوں سے بچا کر ان کا نفع صحیح مصرف میں لگائیں۔ امید ہے کہ ہمدردان اسلام اور گورنمنٹ عالیہ اس تحریر پر ضرور توجہ فرمائینگے۔ اضلاع روہیلکھنڈ میں خاص اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے مناسب ہے کہ ضلع وار ایسی انجمنیں قائم کی جائیں۔ جو تمام موقوفہ کی آمدنی اور اُن کے صحیح مصرف کا اندازہ کرتے رہیں۔ اس موقع پر ہم اپنے ضلع مراد آباد کے غیور اور باحمیت مسلمانوں کو خاص طور پر متوجہ کرتے ہیں۔ اور اکابران اور عمائدین ضلع مراد آباد سے متوقع ہیں کہ وہ اپنے حمیت دینی کو حرکت دیکر کم سے کم اپنے ضلع کے اوقاف کے اہتمام کی جانب توجہ فرمائیں گے۔ آئندہ سے انشاء اللہ تعالیٰ ہم ضلع و خاص شہر مراد آباد کی موقوفہ جائیدادوں اور اُن کے متولیوں کے دستبرد [illegible]

شوق ہوا تو اسقدر تحقیق کے بعد لکھنؤ کے ایک نامی گرامی طبیب حکیم علی حسین صاحب مرحوم کا پتہ ملا مگر لوگوں نے یہ بھی کہا کہ ان کے ہاتھ میں شفا نہیں - نور کی طبیعت غور کن واقع ہوئی تھی اسبات پر غور کرتے ہوئے وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ ان کے پاس مدقوق مسلول مجذوم اور ذیابیطس کے مریض آخری حالت میں جاتے ہیں ایسے بیماروں کے علاج میں ایسی حالت میں کامیابی کی کم امید ہونی چاہیئے مگر یہ ان کے کمال کا ثبوت ضرور ہے چنانچہ نور یہ فیصلہ کر کے کہ لکھنؤ جاکر طب پڑھیں چلدیا - مرادآباد - کانپور ہوتے ہوئے لکھنؤ پہنچا - کچی سڑک گرمی کا موسم گرد وغبار نے نور کی جو حالت بنا دی ہوگی وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہوسکتی جنہوں نے اس کے طویل قد اور بھرے ہوئے چہرہ کو دیکھا ہے اور جو جانتے ہیں کہ اب بھی چند قدم چلکر پیاس محسوس کرتا ہو جوانی کے ایام میں جب شان کا یہ انسان ہوگا وہ اس کے موجودہ تو ہی کو معلوم ہو سکتا ہے - غرض راستہ کی گرد وغبار نے ہیئت میں ایک عجیب شان پیدا کر دی تھی ... راستہ ... گرد وغبار نے اور بھی رنگ دیدیا اور یہ لکھنا ایک وقائع نگار کے لئے اس وقت داخل گستاخی و بے ادبی نہیں ہوسکتا کہ نور اسوقت عجب بھیانک حالت میں حکیم صاحب کے مکان میں جا گھسا اور ایک بڑے ہال میں دیکھا کہ اس میں ایک فرشتہ خصلت دلربا حسین سفید ریش نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک گدیلے پر چار زانو بیٹھا ہوا ہے - اس کے پیچھے ایک نفیس تکیہ اور دونوں طرف چھوٹے چھوٹے تکیے اور سامنے پاندان اگالدان - خاصدان قلم دوات کاغذ دھرے ہوئے ہیں اور ہال کے کنارہ کنارہ جیسے لوگ انڈیا میں بیٹھے ہوتے ہیں بڑے خوشنما چہرے قرینہ سے بیٹھے ہوئے تھے - لکھنؤ تکلفات کا گھر انڈیا کا پیرس اور وہاں کے ایک رئیس اور مرجع خلائق کا دربار - اس میں نور جس ہیئت سے داخل ہوا وہ اس کے سوا کیا تھی کہ چہرہ گرد آلود اور گھٹنوں تک گرد راہ جمی ہوئی مگر وہ جس دلیری اور جرأت سے اندر گیا اس نے انڈیا کے پیرس کے اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کو حیران کر دیا کیونکہ اس وقت حکیم صاحب کی مجلس میں وہ لوگ تھے جو لکھنؤ کے عمائد تھے - گو نور کو پہلے پہل اس نظارہ کو دیکھکر حیرت ہوئی مگر اس نے اپنا بستہ دروازہ میں داخل ہوتے ہی رکھ دیا اور اپنے گرد آلود پاؤں سے سفید چاندنی پر نقش بناتے ہوئے حکیم صاحب کیطرف بڑھتا چلا گیا اور بے تکلف ان کے پاس جاکر زور سے کہا "السلام علیکم" - لکھنؤ میں جہاں السلام علیکم کی آواز بالکل نرالی اور غیر مانوس تھی اور پھر حکیم صاحب کے دربار میں جہاں اہل غرض اور اہل حاجت آکر آداب عرض - مجرا عرض اور کورنش اور تسلیم کے سوا نہ بولتے تھے یہ آواز اسی طرح گونجی جسطرح مکہ میں پہلی مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کی آواز گونجی ہوگی - حکیم صاحب نے جواب دیا یا نہ دیا نور نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا - جبر حکیم صاحب کو مصافحہ کرنا پڑا مصافحہ کر کے اور اس سلسلہ اور ترتیب نشست کی پرواہ نہ کر کے نور وہیں دو زانو بیٹھ گیا - حاضرین مجلس ان حرکات پر جن خیالات میں غرق ہونگے وہ ناظرین سوچیں - ایک صاحب لکھنؤ کے خاص جو امراء ... میں سے تھے ... اور بولے کہ

آپ کس مہذب ملک سے تشریف لائے ہیں؟

نور نے اس کی چنداں پرواہ نہ کی مگر جواب دینا ضروری تھا جوانی کی ترنگ میں دزدیدہ نگاہ سے کہا

یہ بے تکلفیاں اور السلام علیکم بے تکلف آواز وادی غیر ذی ذرع کے امی اور بکریوں کے چرواہے کی تعلیم کا نتیجہ ہے - (صلی اللہ علیہ وسلم)

بس یہ آواز کیا تھی ایک بجلی کا کڑکا تھا اس نے حاضرین پر جو اثر ڈالا ڈالا مگر حکیم صاحب پر تو وجد طاری ہو گیا - پھر وہاں کیا واقعات پیش آئے یہ تو ایک دلچسپ اور لمبی کہانی ہے جو ناظرین حیات نور ہی میں پڑھینگے مگر اتنا ہم ابھی بتا دیتے ہیں کہ وادی غیر ذی ذرع کے امی چرواہے فداہ ابی وامی کا غلام ہو کر نور وہاں جیت گیا اور حکیم صاحب کا منظور نظر بن گیا - اور آج مرجع خلائق ہے -

شیخ غلام محمد صاحب مالک وکیل کی وفات

شیخ غلام محمد صاحب کی وفات کچھ بھی شک نہیں کہ "موسیٰ بود و نوبت ما مست" کی مصداق ہورہی ہے اسلامی ہند میں شیخ صاحب کی وفات کو ایک قومی صدمہ قرار دیا گیا ہے مرنیوالا مرگیا اور اپنے لئے بہت سے رونے والے دل چھوڑ گیا شیخ صاحب ایک با اخلاق اور صوفی منش بزرگ تھے - وہ ایک مخلص دوست اور امین مشیر تھے قومی کاموں کے ساتھ انھیں بیحد دلچسپی اور آزادی رائے زنی ان کا شیوہ تھا - ایڈیٹر الحکم کو اسوقت سے جبکہ اخبار وکیل کا پہلا نمبر شائع ہوا شیخ صاحب سے نیاز حاصل تھا - اور ایڈیٹر الحکم کے قیام امرتسر میں انھوں نے بارہا چاہا کہ وہ وکیل میں کام کرے جسکو ایڈیٹر نے ایک خاص خیال کی بنا پر شکریہ سے نامنظور کیا تاہم اکثر قومی معاملات میں ان سے گفتگو ہوتی اور وہ حق کی حمایت کیلئے اپنی رائے چھوڑنے کو طیار رہتے - تین احمدی اہل قلم وقتاً وقتاً وکیل کے ایڈیٹوریل سٹاف کی زینت رہے ہیں اگرچہ وہ احمدی نہ تھے مگر ہمارے سلسلے کے کام سے انھیں ہمیشہ محبت رہی گو افسوس ہے کہ بعض وقت ان کی اطلاع وعلم کے بدون وکیل میں سلسلے کے خلاف مضامین بھی نکل گئے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جو آرٹیکل وکیل میں لکھا گیا تھا اس نے سب کی تلافی کردی ایسے بے لاگ لوگ قوم کے لئے مفید اور بابرکت وجود ہوتے ہیں وکیل اور وکیل ٹریڈنگ کمپنی اور انجمن ترقی تعلیم کے ذریعہ جو قومی کام انھوں نے کیا ہے وہ کبھی بھول نہیں سکتا اس وقت بجز اس کے کہ مرنیوالے کے لئے دعائے مغفرت کریں اور پسماندگان کے لئے صبر ... اختیار میں کیا ہے شیخ صاحب نے اپنا ورثہ اخبار وکیل اور دوسرے قومی کام (جو انھوں نے) شروع کر رکھے تھے چھوڑے ہیں انکی سرپرستی کرنا قوم کا فرض ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ شیخ صاحب کے ورثاء وکیل کو قائم رکھنے کیلئے کیا کرینگے مگر میرے خیال میں اگر لاہور کے اخبار ملت اور وکیل کو ملا کر "وکیل ملت" نام سے اسکو قائم رکھا جاوے اور شیخ غلام محمد کی بجائے مولوی شجاع اللہ صاحب کو جو پہلے بھی وکیل کے ایڈیٹر عرصہ تک رہ چکے ہیں مینجنگ پروپرائٹر تجویز کر دیا جاوے تو خدا کے فضل سے وکیل اور ملت کا اتحاد بہتر نتیجہ پیدا کرنے کی امید رکھتا ہے وکیل کے ایڈیٹوریل سٹاف یا موجودہ نظام میں کسی تبدیلی کی قطعاً ضرورت نہیں البتہ اس عہد پر دو "وکیل ملت" کو روزانہ کی شکل میں بدل دیا جاوے کیونکہ مسلمانوں کے لئے ایک بہترین روزانہ اخبار کی ضرورت بدستور موجود ہے موجودہ روزانہ اخبار جو کچھ بھی کام کر رہے ہوں وہ بجائے خود اچھا ہے مگر یہ ایک مسلم بات ہے کہ وہ بات جو ایک قومی اخبار میں ہونی چاہیئے اسکی ضرورت ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے اس مشورہ کو وکیل یا ملت کے ایڈیٹر صاحبان کس نظر سے دیکھینگے لیکن یہ محض نیک نیتی سے ... روسے کہاں لوگوں کے سامنے ...

اسلامی اوقاف اور متولیان اوقاف

مندرجہ بالا عنوان سے ذیل کا مضمون معزز ہمعصر المشیر نے (جس کا اعلان الحکم میں دوسری جگہ درج ہے) نہایت قابلیت سے لکھا ہے جس کو میں نہایت عزت سے نقل کرتا ہوں - ایڈیٹر

دنیا میں جسقدر اہم اور وقیع چیزیں پائی جاتی ہیں - اور ان سے تعلقات دین و دنیا میں استناد و استدلال حاصل کیا جاتا ہے - ان میں سب سے زیادہ اہم و وقیع سب سے زبردست اور قوی - سب سے بہتر و مرجع خلائق - ہر طبقہ - ہر گروہ اور ہر فرقہ میں بلکہ حکومت و سلطنت کی عدالت عالیہ تک جو شے سمجھی جاتی ہے - اور جس پر دین و دنیا کے تمام امور موقوف ہوتے ہیں - وہ "انسانی نیت" ہے - نیت کے متعلقات میں جسقدر چیزیں داخل ہیں - ان کا شمار و احصار انسانی طاقت سے برتر و بالا ہے - مختصر یہ کہ دنیا و دین کا کوئی کام خواہ اس کا تعلق انسانی اعضاء سے ہو یا اندرونی طاقت سے - نیت کے اثر سے خالی نہیں -

نیت کا خیال اور نیت کا لحاظ جرائم کے ارتکابات افعال انسانی اعمال دین - اور تمدن و معاشرت کے تعلقات میں یکساں اور برابر کا ہے - اگر انسان کی نیت پاکیزہ ہے - دل میں خلوص ہے - تو ناروا ارتکابات - ناشائستہ حرکات کا صدور فعل اختیاری نہ سمجھا جائیگا - اور ایسا شخص جس نے اس قسم کے ارتکابات کئے ہوں - اپنے ضمیر کی پاکیزگی سے قابل عفو سمجھا جائیگا

نیت انسانی زندگی کا وہ آلہ ہے - جس پر دین و دنیا کے تعلقات موقوف اور انسانی زندگی کا انحصار ہے اور جو انسانی حیثیت و حالت اور کیفیت میں آن کی آن میں انقلابات پیدا کر کے کچھ سے کچھ بنا دیتی ہے -

انسانی زندگی کی پاکیزگی اور ناپاکی کا حال اس کی نیت سے کیا جا سکتا ہے - اور نیت ہی وہ چیز ہے - جو اشیاء کی حالت و حیثیت کو کچھ سے کچھ بنا دیتی ہے - حدیث مستند اور مشہور ہے -

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

یعنی اعمال (وافعال) کا دارومدار نیت پر ہے -

اسلام کے اس زریں مقولہ پر جسقدر جواہرات نثار کئے جائیں بجا ہے - حقیقت میں نیت انسانی زندگی کی پالیسی کا صحیح ترجمان ہے - اور اسی خیال و لحاظ سے گورنمنٹ کی عدالتوں میں احکام کا نفاذ انسانی نیت پر موقوف رکھا گیا ہے - اور نیت ہی کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کیا جاتا ہے - اسلام میں جسقدر احکام ہیں - خواہ ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے - کم و بیش سب نیت پر موقوف ہیں - اور تمام کاموں میں اسلام نے نیت کو حکم ٹھہرایا ہے -

اسلام کے معاملات میں جن احکام کا تعلق خالص نیت سے ہے - وہ اگرچہ کثیر التعداد ہیں - لیکن ہم اس وقت صرف "مسئلہ وقف" پر ایک نظر ڈالتے ہیں -

"وقف" وہ ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنے ملک سے نکال کر اللہ کو اس کا مالک کر دے - اور نفع اس کا جس شخص یا جس شے پر وقف کرنے والا چاہے خرچ کرے - جس وقت یہ معاملہ بجمیع شرائط

مراسلات

مرزا صاحب قادیانی کی گدی پر کوئی جھگڑا نہیں

پرکاش مطبوعہ ۲ پھاگن سمت ۱۹۶۸ میں یہ پڑھکر کہ "اس گدی کی بابت آجکل مرزائیوں میں جھگڑا ہو رہا ہے" مجھے بڑا تعجب ہوا۔ میں کہ اس سلسلہ کے مرکز میں رہتا ہوں۔ اگر اس قسم کا کوئی جھگڑا ہوتا تو اس سے ناواقف نہیں رہ سکتا۔ یہ خبر آپ کو غلط پہنچی ہے اور الحکم کی عبارت سے اگر آپ نے ایسا استدلال کیا ہے۔ تو وہ غلط فہمی پر مبنی ہے۔ تمام احمدی جماعت یکزبان ہوکر اپنے قول و فعل سے مولانا نورالدین کو خلیفہ اول تسلیم کرتی ہے۔ اور کسی گوشۂ قلب میں ان کے خلاف کوئی بات نہیں اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ حضرت مرزا نے اپنے متبعین اور اپنے اہلبیت کے اندر ایثار و اطاعت کی وہ سپرٹ پھونکدی ہے۔ کہ موجودہ دنیا اس کی نظیر دینے سے عاجز ہے یہی وجہ ہے کہ سیدنا مرزا کے خلف الرشید جن کی قابلیت اور اثر سے ایڈیٹر پرکاش بھی لاعلم نہیں اس خلیفہ اول کے مخلص فرمانبرداروں میں سے ہیں اور اپنی اطاعت کے اس مقام پر ہیں کہ ہم لوگوں کو دیکھ دیکھ کر ندامت آتی ہے۔ کہ ہم بھی یہ مقام پالیں۔

عبداللہ تیماپوری کا جو ذکر آپ نے کیا ہے۔ وہ اپنی ذات میں صرف اکیلا شخص ہے۔ کوئی اُس کا حامی و مددگار احمدیوں میں سے بالخصوص اس دعویٰ میں نہیں۔ ان کی دماغی حالت درست نہیں۔ اور وہ بیچارے معذور ہیں۔ اگر لاہور کے پاگل خانے کے کسی پاگل کا یہ کہنا کہ میں تخت کا حقدار ہوں۔ اور میں موجودہ صاحب تخت کو معزول کرتا ہوں کچھ اثر رکھتا ہے۔ اور اس پر آپ یہ نوٹ شائع کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ گورنمنٹ کے تخت پر جھگڑا۔ تو تیماپوری کے پاگلانہ دعوٰی پر آپ کا یہ نوٹ شائع کرنا حق بجانب ہو سکتا ہے۔

باقی رہی خلیفۃ المسیح رضؓ کی تقریر جو جلسہ سالانہ پر ہوئی اُسے آپ نہیں سمجھے۔ وہ تو مریدوں میں وحدت کی روح پھونکنے اور اُن کی مذہبی زندگی کو پُرجوش بنانے کے لئے اپنی شخصیت کا اظہار ہے۔ وہ کسی جھگڑے سے تعلق نہیں رکھتی۔

میں امید کرتا ہوں کہ پرکاش کے ایڈیٹر صاحب جن کے مذہب کے اصول میں سے حق کا اظہار بھی ہے ضرور میرے اس نوٹ کو درج کرکے اس غلط فہمی کی اصلاح کر دیں گے۔ جو اُن کی تحریر سے پھیلنے کا احتمال ہے +

(اکمل - قادیان)

دُنیا کا سب سے بڑا آدمی

انگلستان کے مشہور رسالہ ریویو آف ریویوز میں یورپ کے چیدہ و سنجیدہ فاضلوں کی مجموعی رائے دُنیا کے سب سے بڑے بیس آدمیوں کی نسبت چھاپی گئی ہے۔ جو یہ ہے:—

نام	رائیں	نام	رائیں
شکسپیر	۲۱ رائیں	کولمبس	۱۶ رائیں
جولیس قیصر	۱۴ رائیں	گٹن برگ	۱۴ رائیں
نیوٹن	۱۴ رائیں	دانٹی	۱۳ رائیں
ڈاروِن	۱۲ رائیں	سٹیفن	۱۱ رائیں
ہومر	۹ رائیں	مہاتما بدھ	۹ رائیں
ارسطو	۹ رائیں	مکائیل مصوّر	۹ رائیں
بنجمن فرنکلن	۹ رائیں	ابراہیم لنکن	۹ رائیں
حضرت موسٰی	۸ رائیں	سقراط	۸ رائیں
سینٹ پال	۸ رائیں	واٹ	۸ رائیں
کانفوشس	۷ رائیں	شارلیمین	۷ رائیں

ناظرین نے بہت افسوس کے ساتھ پڑھا ہوگا۔ کہ اس میں دُنیا کے سب سے بڑے یعنے سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ ہماری کوتاہی۔ کوتاہی قسمت نہیں سکوتاہی عمل و سعی۔ اسی ایک بات سے واضح ہے کہ ہم نے اسلام کا پیغام دُنیا میں کہاں تک پہنچایا؟ اور اپنے فرض سے کہاں تک سبکدوش ہوئے کیا سیدنا محمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کارنامے جو اس دُنیا کی مذہبی قومی۔ معاشرتی۔ ملکی اصلاحوں کے اعتبار سے کئے۔ اِن بیس آدمیوں کی مجموعی کارروائی سے بڑھے ہوئے ہیں۔ ضرور۔ مگر یہ لوگ مذہب سے محجوب ہیں۔ اور ہم نے اپنے سردار کے کارنامے ان کے کانوں تک پہنچائے نہیں۔

احمدی قوم! میں تجھ سے مخاطب ہوں تجھے صحابہؓ کی جانشینی کا دعوٰی ہے۔ اُٹھ۔ اور پورے جوش کے ساتھ اُٹھ کر اقطاعِ عالم میں پھیل خوابِ غفلت میں سونے والوں کو بیدار کرکے بتا دے کہ

دُنیا کا سب سے بڑا آدمی

ایک ہی ہے۔ جس کا نام سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور وہی مبارک وجود ہے۔ جو کیا باعتبار بادشاہ اور کیا باعتبار مقنن اور کیا باعتبار حکم اور کیا باعتبار مصلح اور کیا باعتبار سائنسدان۔ اور کیا باعتبار فصیح و بلیغ ہونے کے خاتم کمالات انسانیت ہے۔

(اکمل - قادیان)

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ

ناظرین مولوی عبدالرحمٰن امام مسجد کچھی علاقہ تنبول جو پہلے منافقانہ طور پر احمدی کہلاتا تھا۔ اب عرصہ چند ہفتہ سے مرتد ہو گیا ہے۔ اس سے تو ہم خوش ہیں کہ ایک منافق خود غرض احمدی جماعت سے الگ ہو گیا ہے۔ مگر اس نے ایک خناسانہ کارروائی یہ شروع کی ہے۔ کہ وہ اپنے ساتھ مجھے بھی شامل کرتا ہے۔ یعنے عوام کے سامنے کہتا ہے کہ میں نے احمدیت میں کچھ بھی نہ دیکھا اس لئے مرتد ہو گیا ہوں۔ مگر چونکہ عوام پر اس کے ارتداد کا کچھ اثر نہیں۔ اس لئے پھر یہ کہتا ہے کہ اگر احمدیت میں کچھ خوبی ہوتی تو محمد یمین احمدیت سے کیوں منحرف ہو کر مولوی عبداللہ چکڑالوی کا مرید بنتا وغیرہ من الهفوات اس کا مختصر جواب تو آیت عنوان کافی ہے۔ باقی کچھ یہ ہے کہ جب آپ احمدی ہی نہ تھے تو آپ کو احمدیت کی خوبیاں کیسے معلوم ہو سکتی تھیں۔ باقی میں نے جو کچھ احمدیت میں دیکھا ہے۔ وہ کوئی احمدیت کا دشمن دیکھ ہی نہیں سکتا۔ خواہ وہ اپنے مریدوں میں قطبیت یا غوثیت کا مدعی ہو۔ میں نے کئی بار رؤیا اور کشف میں خدا تعالیٰ کو دیکھا اور اُس کا پاک کلام سُنا جو وعید اور بعض بشارات پر مشتمل تھا اور پھر اس کو پورا ہوتا بھی دیکھ لیا پھر میں نے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار دیکھا اور اُن کا کلام سُنا اور پھر میں نے ملائکۃ اللہ کو دیکھا اور اُن کا کلام سُنا اور انہوں نے مجھے کھانے پینے کو ایسی غذا دی جس کا ذائقہ و اثر بعد بیداری کئی دن تک میری زبان اور جسم میں تھا اور اُن سب کا کلام مرزا صاحب کے دعاوی کی تصدیق اور تائید میں تھا۔ میں خدائے واحد لایزال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا صاحب نے خواجہ غلام فرید صاحب کو اپنے

ایک منظوم خط میں یہ جو لکھا ہے ؎

ہر کہ در عہد من ماند جدا ۔ میکند بر نفس خود جور و جفا

بالکل سچ اور صحیح ہے۔ پھر میں کیوں اور کس لئے اپنے آپ پر ظلم کروں! اس دُنیا پر جو لاکھوں حکام اور عدالتیں ہیں اور سب عدالتوں میں دو یا چار معمولی انسانوں کی شہادتوں پر ہزاروں لاکھوں فیصلے ہوتے ہیں۔ پھر کیا میرے لئے خدا تعالیٰ کی شہادت اور پھر اُس کے رسولؐ کی شہادت اور پھر اُس کے ملائکہ کی شہادت بھی کافی نہ ہوگی۔ جو میں غلام احمدؑ کی اتباع سے منحرف ہو کر کسی اور کا پیرو بنوں گا۔ یہ تو مجھے عین الیقین سے معلوم ہو گیا ہے کہ مذہب کی پابندی کا جو نتیجہ ہوتا ہے یعنی خدا کو ملنا وہ تو احمدیت میں حاصل ہو سکتا ہے۔ پھر دوسرے کی پیروی کس غرض کے لئے اختیار کی جاوے اور جس وجہ سے مولوی عبدالرحمن مجھے مولوی عبداللہ کا مرید ظاہر کرتا ہے اُس کی اصلی وجہ ایک یہ ہے کہ میرے پاس مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کا ترجمۃ القرآن ہے اور اس میں بعض آیات کا ترجمہ مجھے بہت پسند آیا ہے اور کئی موقعہ پر میں عوام میں اس کی تعریف کر دیتا ہوں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جب کبھی اہل حدیث سے اتفاق گفتگو ہوتا ہے۔ تو یہ بدبخت معارض قرآن روایات پیش کرتے ہیں۔ تو پھر جب اُن کی پیش کردہ روایات پر مولوی عبداللہ والے اعتراضات کر دیئے جاتے ہیں۔ تو پھر لاجواب ہو کر مجھے مولوی عبداللہ کا مرید یقین کر لیتے ہیں میں کہتا ہوں۔ اگر تمام دُنیا مولوی عبداللہ کی مرید ہو جائے تو ممکن ہے۔ مگر میں کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میں مذہب اسلام کی پابندی کا ثمرہ یقین کرتا ہوں۔ اس کو مولوی عبداللہ ثمرہ سفاہت و جہالت یقین کرتا ہے۔ دیکھو ترجمۃ القرآن پ ۲ صفحہ ۱۳۶۔ آیت وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کا حاشیہ ۱ اور پارہ ۳ صفحہ ۱۵۰ وغیرہ مختلف مقامات پر۔

میں حیران ہوں کہ کشف اور الہام و رؤیا کے مدعی اکثر پابند صوم و صلوٰۃ متقی ہی لوگ ہوتے ہیں نہ کہ گمراہ تارک الصوم والصلوٰۃ وغیرہ پس اگر ثمرہ تقوٰی یہی شیطانی الہام و کشف ہوتے ہیں تو پھر انسان کو کیا ضرورت کہ ایسا کام کرے۔ جس سے ہر وقت شیطانی کلام سُنے اور شیطان ہی کو دیکھے۔ میں تو جس دن زیادہ عبادت کرتا ہوں۔ اُس دن زیادہ الہام کشف ہوتے ہیں۔ کیا مولوی صاحب میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں عبادت الٰہی چھوڑ دوں۔ تاکہ بقول مولوی صاحب یہ شیطانی آوازیں نہ سنوں۔ میں الہامات کا منکر نہیں کہ الہام وغیرہ شیطانی نہیں ہوتے ہوتے ہیں۔ مگر رحمانی بھی تو ہوتے ہیں۔ تعجب ہے کہ شیطان لعین تو اپنے دوستوں کو ملے بھی۔ اور اپنے مقدور کے موافق صحیح خبریں بھی سُنا دے مگر جس کا نام رحمان ہے۔ وہ تو کبھی عمر بھر نہ اپنے دوستوں کے سامنے ہو سکے۔ اور نہ اُن سے کوئی بات تک کر سکے۔ کیا انبیاء و رسل علیہم السلام کے سوا دُنیا پر کبھی کوئی خدا تعالیٰ کا دوست نہیں ہو سکتا جس کو خدا تعالیٰ اپنا آپ دکھائے یا اُس سے کلام کر سکے

کیا آیۃ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کا مصداق آدم سے لیکر تا ایں دم کوئی بھی پیدا نہیں ہوا۔ پھر الٹو انبیاء کے بھیجنے سے کیا فائدہ نکلا۔ فتدبر ؎

بریں فہم و دانش بباید گریست

راقم

محمد یمین احمدی از واتہ - مانسہرہ - ہزارہ

اب مسلمان کیا کریں

خدا کا شکر ہے۔ کہ اب ایک لہر چل پڑی ہے کہ مسلمان کو ان کے اصل مقصد سے آگاہ کیا جاوے۔ اور یہ فخر کی بات ہے۔ کہ اس گم گشتہ متاع کے یاد دلانے والے احمدی ہی ہیں۔ ولللہ الحمد۔ معزز اخبار بدر نے اس موضوع پر ذیل کا قابل قدر مضمون لکھا ہے۔

آجکل اخبا... میں اس مسئلہ پر بحث چھڑی ہوئی ہے۔ کہ اب مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔ جس اخبار کو کھول کر دیکھو۔ اس میں ایڈیٹوریل اور کمیونیکیٹڈ یہی مضامین نکلے چلے آتے ہیں۔ روزانہ اخبار تو روز اپنا منصبی فرض اس مضمون پر پورا کردیتے ہیں اور ہفتہ وار اپنا جوش ہر ہفتہ دکھلاتے ہیں۔ میں تو اخباروں کے پڑھنے کا بہت شوقین نہیں۔ مگر تبادلہ میں انبار اخباروں کا آجاتا ہے۔ کچھ انگریزی اخبار بھی آتے ہیں۔ اور ایڈیٹری کے فرائض مجبور کرتے ہیں۔ کہ کچھ دیکھ لوں۔ تو جس اخبار کو ہاتھ لگاؤ۔ اس میں یہی قصہ بھرا پڑا نظر آتا ہے۔ اسلامی پریس تو خیر۔ ہندو پریس بھی اس میں دلچسپی لے رہا ہے۔ اور اینگلو ورنیکلر پریس بھی اپنی رائے دے رہا ہے۔ کوئی صاحب کہتے ہیں کہ اب مسلمانوں کی پالیسی کیا ہو۔ کوئی یہ سرخی جماتے ہیں کہ اب مسلمانوں کی روش کیا ہونی چاہئے۔ کوئی فرماتے ہیں۔ ہندوؤں سے مل جاؤ۔ کوئی کہتے ہیں۔ نہیں ہندوؤں سے نہ ملو۔ پر اُن کی طرح ایجی ٹیشن پھیلاؤ۔ کوئی نصیحت کرتے ہیں کہ نہیں نرمی اور محبت سے گورنمنٹ کے آگے اپنے عذرات پیش کرو۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ مگر کسی سے یہ مسئلہ حل ہونے میں نہیں آتا۔

بدر کوئی پولیٹکل پرچہ نہیں۔ نہ ہمیں پالی ٹیشن ہونے کا دعوے نہ ہم پالیسی قائم کرنے کے مدعی۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ کوئی ہنسے یا روئے۔ ہم تو صفائی اور سادگی سے عرض کردیتے ہیں۔ کہ ہمیں اس فقرہ کے معنے ہی **سمجھ میں نہیں آئے۔ کہ اب مسلمان کیا کریں؟** کیا مسلمان اب کوئی جدید قوم بننے لگی ہے؟ کیا اسلام کسی نئے فرقے کا نام ہے؟ جس کے قواعد اور ضوابط ہنوز مرتب ہو رہے ہیں۔ اور اس کے بنانے والے چند کمزور انسان ہیں۔ جو آئے دن الاڈوں اور کاری جنڈوں اور ترمیموں اور اصلاحوں کی بھرمار ہو رہی ہے۔ کیا اسلام کسی انسانی کونسل کی بنائی ہوئی تھیوری کا نام ہے۔ جو تثلیث کے ارڈنگے کی طرح آئے دن نئے پہلو بدلنے کا محتاج ہو۔ کیا ہمارا نام مسلمان رکھنے والے نے اپنی حکومت کسی ایسے نائب کے سپرد کردی ہے۔ جس کے کئے ہوئے کو مٹانے کے واسطے منیب کو دقتیں اٹھانی پڑیں؟ ہرگز نہیں۔ مسلمان کون ہیں؟ اور ان کو کیا کرنا چاہیئے؟ یہ سوال آج سے تیرہ سو (۱۳۰۰) سال قبل حل ہو چکا ہے۔ نہیں بلکہ ابتدائے آفرینش بنی نوع کے وقت ہی یہ مسئلہ طے ہو گیا تھا۔ اسجدوا۔ فسجدوا کے عمل نے دکھلایا ہے کہ مسلمان کیا کریں۔ پھر ابو الانبیاء علیہ البرکات کو حکم ہوا۔ اسلم۔ فوراً جواب دیا۔ اسلمت۔ جس نے مسلمانوں کی قوم بنائی اُس نے ان کے نام کے اندر ان کی پالیسی رکھدی (بشرطیکہ یہ لفظ پالیسی کا ایسی پاک جگہ استعمال کرنا جائز ہو۔) مسلمانوں کا کام ہے۔ اسلمت کہنا۔ فرمانبرداری کرنا۔ اطاعت کرنا۔ کس کی؟ خدا کی۔ اُس کے رسول کی۔ امیر کی۔ قسام ازل نے ہمارا نام ابتدا سے مسلم رکھا ہے۔ ہمارا کام ہے کہ سلامتی کو پھیلانا۔ امن کو قائم کرنا۔ حکّام کی اطاعت کرنا۔ اپنے امیر کی فرمانبرداری کرنا۔ اسی کا نام مسلمان ہے اور یہی مسلمان کا کام ہے۔

مسلمانو! تم غیر قوموں کی طرف نگاہ دوڑاتے ہو۔ اور ان کے پیچھے چلنا چاہتے ہو۔ اور اپنے ہادی کی ہدایت چھوڑتے ہو اس واسطے تمہیں نہ وہ حاصل نہ یہ حاصل۔ تم اپنی خوبیوں کو ترک کرتے ہو۔ اور دوسروں پر حسد کرتے ہو۔ پس تمہیں دہ یہ ملتا ہے اور نہ وہ۔ سوچو۔ اور غور کرو۔ کہ ابتدا سے خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ عرب کے ملک میں تمہاری کیا تعداد تھی۔ اور اس تعداد کی کیا ہستی تھی۔ دُنیا کی کونسی قوم تھی جو تمہیں مہذب خیال کرتی تھی۔ پھر تم دُنیا بھر کے فاتح بنے۔ اور اُن کو تہذیب سکھانے والے ہوئے۔ بتلاؤ۔ اس وقت کونسا ہتھیار تمہارے ہاتھ میں تھا۔ تمہیں یاد نہ ہو۔ تو میں بتلاؤں۔ کہ وہ

اسلام

تھا۔ جس نے ساری دُنیا کو تمہارے آگے نیچا دکھایا اور وہ مسلمان تھے۔ جو چین سے اسپین تک پھیل گئے۔ اور کوئی انہیں روکنے والا نہ ہوا۔ ہمارے اولوالعزم طبیب پر تم جھنجھلائے۔ جب اُس نے تمہیں کہا۔ کہ تم میں سے اسلامی روح نکل گئی۔ اور یہ میّت اب تو دہ خاک ہے۔ اس پر نہ اتراؤ۔ طبیب کی بات تو تلخ لگی۔ پھر اب تو تمہارے ہی گھر سے نوحہ خوانوں کی آوازیں آنے لگ گئی ہیں۔ کہ ہائے اسلام۔ ہائے مسلمان۔ ہر اخبار یہی رونا رونے لگ گیا ہے۔ کہ مسلمان کہاں ہے۔ علیگڈھ کے دانا پیر مرے تو مدّت ہوئی۔ اس میّت کا جنازہ کبھی پڑھنے کی طرف قوم کو متوجہ کیا تھا۔ مگر اب تو چاروں طرف سے ہائے دُھائی مچ گئی ہے۔ **خواجہ ہمدرد تو بہتیری تشفی دیتے ہیں۔ کہ جو نام زندے کا تھا۔ وہی نام اس مرحوم کی میّت کا ہے۔ مگر یہ تسلّی کب تک کام دیگی۔ اور اس لاشے کو کہاں تک کوئی سنبھالے گا۔** پس سوچو۔ اور غور کرو۔ اور خدا کے بنو۔ اور اُس اسلامی روح کو خدا سے مانگو۔ اگر وہ تمہیں مل جائے۔ تو پھر تم حاکم ہو یا محکوم۔ ہر دو حالتوں میں تمہارے لئے بہشت یہاں موجود ہے۔

مسلمان کریں۔ اس کا جواب آسان ہے۔ کہ وہ

مسلمان بنیں

خدا کے مسلمان بنیں۔ اُس کے رسولوں کے مسلمان بنیں۔ اس کی کتابوں کے مسلمان بنیں۔ حکّام وقت کے مسلمان بنیں۔ اپنے اہل ملک کے لئے مسلمان بنیں۔ خود مسلمان بنیں۔ اور دوسروں کو مسلمان بنائیں۔ تیر سے نہیں۔ بندوق سے نہیں۔ توپ سے نہیں بلکہ اپنے حسن اخلاق سے۔ اپنے نیک نمونے سے۔ اپنی دُعاؤں سے۔ اگر غیر قوموں نے تمہارے ملکوں کو فتح کیا ہے۔ تو تم اُن کے دلوں کو فتح کرو۔ اُن کی فتح بھی تمہاری ہی فتح ہو جائیگی۔

جس راہ پر غیر قومیں ترقی کر رہی ہیں۔ وہ تم سے اتنا دور آگے نکل چکی ہیں۔ کہ تم اب ہزار بھاگو۔ اور دوڑو۔ اور دوڑتے دوڑتے مرجاؤ۔ تب بھی ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہاں خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک قریب کی راہ بنائی ہے۔ جس سے وہ قومیں بے خبر ہیں۔ تم اس راہ کو اختیار کرو۔ اپنے ربّ کو راضی کرلو۔ پھر کوئی نقصان نہیں کوئی کمی نہیں۔ کوئی خسران نہیں۔

ہمارے ایک فاضل دوست ہیں۔ جو دراصل ملک عرب کے باشندے ہیں۔ ایک مدّت تک ایران کی سیر بھی کر چکے ہیں۔ اور اب ایک عرصے سے ہندوستان میں مقیم ہیں۔ ان سے جب کبھی ایران اور عرب کی کمزوریوں کا ذکر آتا۔ تو وہ بڑے وثوق سے فرمایا کرتے کہ ایران میں اتنے کروڑ آدمی ہے۔ اور عرب میں اتنے کروڑ آدمی ہے۔ وہ بڑے طاقتور ہیں۔ ان کا بچہ بچہ سپاہی ہے۔ وہ سارا ملک لشکر ہے۔ اس کی کیا مجال جو اس کی طرف نگاہ کر سکے اور کسی اور قوم کی کیا طاقت ہے۔ جو ان ملکوں کو فتح کر سکے۔ یہ وہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ لیکن جب ایک عرصہ ہندوستان میں رہ کر قوموں کے موجودہ پولٹیکل حالات سے ان کو آگاہی ہوئی۔ اور طرابلس و ایران میں جو مسلمانوں کا حال ہو رہا ہے۔ وہ اُنہوں نے پڑھا۔ تو پہلے تو انہیں بہت جوش ہوا۔ کہ قوم کی موت کے بعد جینا بے سود ہے۔ وہ اُٹھے اور تیار ہوئے۔ کہ وہ ان ملکوں میں جائیں اور اپنی جان قربان کردیں۔ لیکن جب انہیں سمجھایا گیا کہ اس سے قوم کو یا انہیں کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ اور نیز راہ کے مشکلات سے ان کو آگاہی دی گئی۔ اور یورپ کی موجودہ طاقت کا نقشہ اُن کے آگے کھینچا گیا۔ تو وہ ایک گہرے فکر میں مستغرق ہوئے۔ اور بہت دنوں کی سوچ بچار کے بعد یہ بات اُن کے دماغ میں آئی۔ کہ ہم یورپ کا مقابلہ جسمانی نہیں کرسکتے۔ ہمیں چاہئے کہ اُن کی روحوں کو فتح کریں۔ اور انگلینڈ جاکر انگریزی سیکھیں اور پھر وہاں انگریزوں کو اسلام کی تبلیغ کریں۔ جب انگریز اس روحانیت سے مالا مال ہو جائیں گے۔ تو تمام مسلمانوں کی مشکلات خود بخود رفع ہو جائینگی۔ عرب لوگ جوشیلے ہوتے ہیں۔ وہ اس خیال کو پکڑ کر چل ہی پڑنے کو تھے۔ مگر بعض بزرگ دوستوں کے سمجھانے پر کہ وہ اس کام کے لئے موزون نہیں ہیں۔ رُک گئے۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ ان کی نیت بہت نیک تھی۔ اور ان کی فکر نے ایک بہت عمیق اور قابل قدر بات پیدا کی ہے۔

اگر یورپ کو خدا مسلمان ہونے کی توفیق دے دے تو مسلمان کسی ایسی قوم کا نام نہیں۔ جس میں دوسرا شامل نہ ہو سکے۔ یہ ایک وسیع برادری ہے۔ کوئی شخص کسی مذہب و ملت کا ہو۔ کسی ملک و ولایت سے آیا ہو۔ جب وہ مسلمان ہوا۔ وہ ہمارا بھائی ہے۔ ہماری مساجد یسوعی گرجوں کی طرح گوروں اور کالوں کے لئے علیحدہ نہیں۔ ہمارے معبد ہندو مندروں کی طرح ہر ذات کے واسطے جُدا بُت نہیں رکھتے۔ ہماری عبادت گاہیں ریل گاڑی کے کمروں کی طرح ہائی اور لو کلاس کی تمیز نہیں رکھتیں۔ وہاں شاہ و گدا ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ جیل کی طرح مسجد کی سیڑھیاں ریزرو نہیں کی جاتیں۔ ہاں خدا دلوں کو جاننے والا ہر شخص کے ساتھ اُس کی قلبی حالت کے مطابق نیک سلوک کرتا ہے اور وہ علّام الغیوب ہے۔ غرض مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔ اس کا یہی جواب ہے کہ انہیں مسلمان بننا چاہئے اور دوسروں کو مسلمان بنانا چاہئے۔ حضرت مرحوم فرماتے ہیں ؎

از رہ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
بار چوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقین

ہمیں اس خبر کے معلوم ہونے سے بہت خوشی ہوئی کہ ہمارے

معزز احباب لاہور نے اس قسم کے مضامین پر روشنی ڈالنے کے واسطے لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس کا نوٹس اسی اخبار میں دوسری جگہ درج ہے۔ امید ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میں بہت کامیابی ہوگی۔ اور سننے والے ایک سیدھی راہ کو پالیں گے۔ اور ڈگمگانے اور لڑکھڑانے سے بچ جائینگے۔ مناسب ہوگا کہ دوسرے شہروں میں بھی ایسے لیکچر دیئے جائیں۔ اور پیاسوں کو سیراب کیا جاوے۔

چیمبرز انسائیکلوپیڈیا میں مذہب اسلام کے متعلق ایک آرٹیکل ہے جس میں سچائی سے اپنی رائے کا اظہار کیا گیا ہے وہ البتہ انصاف پر مبنی ہے۔ لکھا ہے کہ

"مذہب اسلام کا وہ حصہ جس میں بہت کم تغیر و تبدّل ہوا ہے۔ نہائت کامل اور روشن حصہ ہے اس سے ہماری مراد قرآن مجید ہے [ایڈیٹر الحکم۔ مصنّف سائیکلوپیڈیا کی یہ صریح غلطی ہے۔ قرآن مجید میں کبھی کوئی تغیر و تبدّل نہیں ہوا۔ بلکہ وہ اکیلی ہی دُنیا میں محفوظ کتاب ہے۔] جس میں ناانصافی۔ کذب و غرور۔ انتقام غیبت۔ استہزار۔ طمع۔ اصراف۔ عیاشی۔ بے اعتباری۔ بدگمانی وغیرہ امور کو قابل ملامت بیان کیا گیا ہے۔ اور نیک نیتی۔ فیاضی۔ حیا تحمل۔ صبر۔ بردباری۔ کفائت شعاری۔ راستبازی۔ ادب۔ صلح سچی محبت اور سب سے پہلے خدا پر ایمان لانے۔ اور اُس کی مرضی پر توکل کرنے کو سچی ایمانداری کا رکن اور سچے مسلمان ہونے کی نشانی خیال کی گئی ہے۔" افسوس ہے ہم جیسے مسلمانوں پر کہ چیمبرز انسائیکلوپیڈیا کا عیسائی مصنّف تو اسلام کی نسبت اپنی یہ رائے ظاہر کرے۔ اور ہم ہیں۔ کہ اسلام کے دستور العمل کو تقویم پارینہ خیال کئے بیٹھے ہیں ؎

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

حقیقت الامر یہ ہے۔ کہ جب تک ہم اسلام کے سچے پیرو نہ بنیں گے اور کلام الٰہی کی پاکیزہ تعلیم سے فائدہ اُٹھانے اور اُس پر عمل کرنے کی طرف توجہ نہ کریں گے۔ سچے مسلمان نہیں بن سکتے۔ اور ہمارا دعوٰی اسلام ان باتوں کی عدم موجودگی میں برعکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق ہوگا۔

ایک دوسرے مقام پر یہی مصنّف لکھتا ہے۔ کہ "اسلام نے یورپ میں علوم و فنون کو ترقی دی۔ نویں صدی سے تیرہویں صدی تک یورپ کو مسلمانوں نے مہذّب بنانے میں کوشش کی۔ اور اُس کو جامۂ تہذیب پہنایا۔ قدیم علم ادب اگر مسلمانوں کے محفوظ ہاتھوں میں نہ پہنچتا۔ تو آج مفقود نظر آتا۔ عربی فلسفہ۔ قدرتی چیزوں کی تاریخ۔ جغرافیہ اور علم تاریخ۔ صرف نحو علم کلام کی کتب کا بیشتر ذخیرہ مسلمانوں کی اعلیٰ قابلیت سے آج نظر آرہا ہے۔ اور ہمیشہ اس کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہیگا"

یورپین نکتہ خیال سے اس رائے کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئیے۔ کہ وہ آج اُن علوم میں سے جن کی نسبت یورپین مصنّف کا خیال ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کی زبردست قابلیت کی وجہ سے اشاعت پذیر ہوئے۔ اور ہمیشہ رہیں گے۔ کتنے علوم کے جامع ہیں۔ اور ہم اُن کی حفاظت و اشاعت میں کس کوشش سے کام لے رہے ہیں مسلمانوں کی تباہی کا بڑا سبب یہی ہے۔ کہ وہ اپنے کمال کو اپنے ہاتھوں سے کھو چکے ہیں اور دن بدن وہ علوم ہمارے ہاتھوں سے نکلے جا رہے ہیں۔ جو ہمارا مایۂ ناز ہے۔

کاش مسلمان اب بھی توجہ کریں اور اپنی علمی و مذہبی درسگاہوں کو مدد دے کر اور اپنے بچوں کو اُن میں تعلیم کے لئے بھیجکر اپنے علوم کو محفوظ رکھیں۔ (المشیر)

پنجاب میں عیسوی مذہب کی اشاعت کے متعلق جن قوی وسائل اور کوشش سے کام لیا جا رہا ہے۔ اُس کا اندازہ ہمعصر ہندو کی حسب ذیل تحریر سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ حسب ذیل ہے۔

سال گذشتہ پنجاب کی بائیبل سوسائٹی کے علاقہ میں بائیبل کی (۱۲۷۵۹۱) جلدیں شائع ہوئیں۔ دس سال قبل یہ تعداد (۷۰۲۹۷) تھی۔ گورمکھی زبان میں زبور و امثال کی نظر ثانی کا کام گذشتہ بارہ ماہ میں برابر جاری رہا۔ عہد نامہ جدید کا ترجمہ فارسی و پنجابی میں اختتام کو پہنچا۔ جس کو دیہاتی عیسائی کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ شاخ پنجاب نے ختم شدہ سال میں (۲۱۹۸) بائیبلیں (۳۷۳۰) عہد نامے (۸۹۰۳۲) صحف سماویہ طبع کیں۔ جن کی مجموعی میزان (۹۴۸۳۱) نسخہ ہوتی ہے۔ گذشتہ سال میں یہ تعداد (۷۱۸۱۲) اور ۱۹۰۱ء میں (۵۹۸۰۴) مجموعی طبع شدہ کتابوں کی تھی۔ اس کے علاوہ (۹۸۷۰۵) کا پیاں ہندوستان کی دوسری شاخوں اور لندن کو بھیجی گئی ہیں۔

معزز ہمدردان اسلام کا یہ حال ہے کہ اُس مذہب کی اشاعت و کوشش کا جو تقریباً ڈیڑھ صدی سے ہندوستان میں آیا ہے۔ کہ دُنیا بھر میں اس کی اشاعت کے مؤثر گر متین طریقہ سے کام لیا جا رہا ہے۔ اور ہمدردانِ عیسویت اشاعت مذہب میں جان و مال سے کوشش کر رہے ہیں۔ اور اسلام ہے کہ باوجود عرصہ دراز سے ہندوستان میں موجود رہنے کے ابتک محدود طریقہ پر جاری ہے۔

ہمدردان اسلام کے لئے یہ امر کسقدر تاسف انگیز ہے کہ مسلمان اپنی قوت مذہبی و قومی کو ناگوار اختلافات میں خرچ کرتے ہوئے اسلام کو کمزور و ضعیف بنا رہے ہیں۔ کاش اہم عیسویت سے سبق حاصل کریں اور اشاعت مذہب میں مؤثر و متین طریقہ سے کام لیں۔ کلام اللہ المجید کی اشاعت معقول طریقہ پر کریں۔ اور اُس پر عمل کرنے اور اُس کے احکام کو پھیلانے میں ساعی رہیں۔ اگر اشاعت اسلام کا یہی ڈھنگ رہا اور سرعت کے ساتھ اس کی رفتار بڑھانے میں کوشش نہ کی گئی۔ تو خیال کیا جاتا ہے کہ عنقریب اسلام پر دوسرے وہ مذاہب غالب آجائیں۔ جن کی ہستی نہائت کمزور ہے۔ المشیر

ہمعصر وکیل نے اپنی تازہ اشاعت کے ایڈیٹوریل کالموں میں ریاست حیدر آباد کے ایک حیرت انگیز انقلاب کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ بیان کرتا ہے۔ کہ ریاست حیدر آباد ہندوستان کا سیاسی مرکز ہے۔ تو بلدۂ حیدر آباد بھی صحیح معنوں میں ریاست کا مرکز ہے۔ اور یہ وہ امر ہے۔ جس نے اسلام کے نہائت زبردست حریف عیسائیت کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے۔

ایک خاص اسلامی ریاست میں مذہب کا لامذہبی کے ہاتھوں برباد ہونا سخت حیرت انگیز ہے۔ اگر غیر ہماری کمزوری اور لامذہبی کی حالت سے فائدہ اُٹھائیں۔ تو اُن کا کچھ قصور نہیں سمجھنا۔ مسیحی مشنری مختلف رنگوں میں بلدۂ حیدر آباد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اب وہ پوری جمعیت کے ساتھ حضور نظام کے صدر مقام حیدر آباد میں ڈیرے ڈالنے والے ہیں۔ آجتک اُنہیں کیا کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اس کا بیان ریورنڈ جی۔ ای براؤن صاحب کی زبان سے حسب ذیل ہے۔

"کرسچین مشنری سوسائٹی طلبا میں تبلیغ عیسائیت کے کام کو خاص اہمیت دے رہی ہے۔ طلبا بائیبل کی جماعتوں میں شریک ہوتے ہیں۔ اور خوشی سے انجیل مقدس ہاتھوں میں لئے ہوئے مشنریوں سے ملتے ہیں۔ جن لوگوں کو ہم نے عیسائی بنایا ہے۔ اُن کی تعداد اگرچہ پچاس ساٹھ سے زیادہ نہیں ہے۔ لیکن وہ اعلیٰ خاندانوں کے ہیں۔ یسوع کی بادشاہی رفتہ رفتہ بڑھ رہی ہے"

ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کی سب سے بڑی اسلامی ریاست میں اسلام کس حالت میں ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مسلمان یا تو عیسائی کی بادشاہی میں آجائیں گے یا دہریت میں مبتلا ہو جائیں گے۔ آج عیسائی روئے زمین کے تمام اقطاع و جوانب میں (خدانخواستہ) اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے درپے ہیں اور وہ جہاں موقع دیکھتے ہیں۔ فوراً اپنے مطلب برآری کی کوشش کرتے ہیں۔ ریاست حیدر آباد میں آج یہ موقع پیش ہے۔ اور عیسائیت اپنا کام کر رہی ہے۔ مسیحی مشنریوں کے دندان آز تیز ہو رہے ہیں اُن میں ہمت ہے وسعت ہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ اُنہیں ہر قسم کے وسائل حاصل ہیں۔

کیا محبان قوم اور حامیان ملت بیضا کا یہ فرض نہیں ہے۔ کہ وہ موقع اور مصلحت کو پہچانیں۔ انقلابات زمانہ کو چشم بصیرت سے دیکھیں اور مخالفوں کی کوششوں کو مدنظر رکھیں۔ اور اپنے بھائیوں کو جو بوجہ جہالت یا بوجہ نادانی کے صراط مستقیم سے برگشتہ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اسلام کے مرکز پر لائیں۔ افسوس ہے کہ ہندوستان میں سیکڑوں انجمنیں اور مدعی اشاعت اسلام بزرگ موجود ہیں لیکن وہ موقع و مصلحت کو نہیں دیکھتے ضرورت وقت سے ناآشنا ہیں۔ اور مخالفین اسلام کے طریقہ کو مدنظر نہیں رکھتے۔ کاش یہ لوگ مستعدی سے کام لیں۔ اور دلسوزی کے ساتھ اپنے دعوؤں کو عملی جامہ پہنانے میں مصروف ہوں۔

ہمدردان اسلام اب غفلت کا وقت گذر چکا ہے۔ خدا کے لئے بیدار ہو۔ اور مخالفین اسلام کی چالوں کو غور سے دیکھکر اگر اسلام سے تمہیں کچھ محبت ہے۔ تو بچانے کی کوشش کرو۔ ورنہ تمہاری بے پرواہی ایک دن تمہیں برباد و تباہ کرکے چھوڑے گی۔ الامان

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخین نے دروغ بافیوں کی انتہا کر دی۔ بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرے سے پردہ اُٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھکر مسلمانوں پر احسان کیا۔ جس کا ترجمہ ملک کے اخبار

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف عہ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا خاتمہ

عنوان بالا سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مولوی صاحب کی عمر یا زندگی کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ جس پر لوگ "خس کم جہاں پاک" کا نعرہ بلند کرنے لگیں ایسا نہیں ہوا۔ کیونکہ قانون خداوندی ویمدھم فی طغیانھم یعمھون پر نظر ڈالنے سے ابھی ایسی توقع نہیں۔ اہلحدیث ۱۵ مئی ۱۹۱۸ء صفحہ ۵ کالم ۲۔ بلکہ خاتمہ سے مراد ہماری احمدیوں کے ساتھ ثنائی مباحثات کا خاتمہ ہے۔ جس کو امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث "روغن بادام" بتاکر مرکزی نکتہ پر آگئے ہیں۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۹ فروری سنہ حال میں وہ لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب کو خدا نے الہام کیا کہ امت مرحومہ کو ایک واضح رستہ دکھلاؤ۔ تاکہ یہ بیچارے زیادہ دیر تک ابتلا میں نہ رہیں۔ اس لئے مرزا صاحب نے بحکم خداوندی ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا۔ جس کا نام انہوں نے از خود رکھا "آخری فیصلہ" وہ کیا تھا؟ مرزا صاحب نے لکھا۔ "خداوندا! ہم دونوں (مولوی ثناء اللہ و مرزا) میں سے جو جھوٹا ہے۔ وہ سچے کی زندگی میں مرجائے خدا نے الہامی طور پر جواب دیا اجیب دعوة الداع اذا دعان یعنی میں نے تمہاری (مرزا صاحب کی) دعا قبول فرمالی (مضمون بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

اب تنقیح طلب یہ صرف یہ بات ہے کہ آیا یہ دعا قبول ہوئی یا نہیں؟ مرزا صاحب کے مرید (مگر ہندی) کہتے ہیں نہیں قبول ہوئی۔ ہم کہتے ہیں۔ ضرور قبول ہوئی۔ یعنے خدا نے سچے کی زندگی میں جھوٹے کو اٹھا لیا۔ کیونکہ مرزا صاحب کو اس سے پہلے ایک الہام ہوچکا تھا اجیب کل دعائک میں (خدا) تیری سب دعائیں قبول کرتا ہوں۔ یہ ہے مرزائی مناظرہ کا "روغن بادام" یا مرکزی نقطہ۔ ہمارے دوست اس مرکزی نقطہ کو جسقدر مضبوط پکڑینگے۔ اسی قدر جلدی فتحیاب ہونگے۔

بس ایک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا" بلفظہ ص۲۸

اس کے علاوہ اہل حدیث مورخہ ۲ فروری سنہ رواں میں یوں رقمطراز ہیں کہ

"اُس فیصلہ کے اعلان جس کے ذکر کئے بغیر ہی مرزا صاحب کے مریدوں کو تصور آجاتا ہے۔ جس کا عنوان تھا "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" جس میں صاف مرقوم تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں نہ مرے تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ جس کو بدر مورخہ ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں الہام خداوندی سے قبولیت کا وعدہ بتلایا گیا تھا۔ چونکہ یہ واقعات صحیحہ مرزا صاحب کی نبوت کی منافی ہیں" اس لئے مرزا صاحب صادق نہیں ص۲

اسی طرح کے سوال اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۲۸ء میں کرکے جواب مانگا ہے کہ

اب ہمارا یہی حق ہے کہ کچھ پوچھیں۔ امید ہے وہ (منگیری نامہ نگار بدر) یا اس کا کوئی دوست مددگار ہماری طرح ٹھنڈے دل سے جواب دیں گے۔

(۱) جناب مرزا صاحب نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو یہ دعا شائع کی تھی کہ ہم دونوں (مرزا صاحب اور خاکسار) میں سے جو جھوٹا ہے۔ وہ سچے کی زندگی میں مرے"۔

(۲) مرزا صاحب کو عام طور پر خدائے ذوالجلال نے فرمایا تھا یا نہیں کہ اجیب کل دعائک الا فی شرکائک میں تیری سب دعائیں قبول کروں گا۔ سوا اُس کے جو تیرے قریبی رشتہ داروں کے حق میں ہوگی"۔

(۳) خاص اس معاملہ میں یعنے ۱۵۔ اپریل کی دعا کے متعلق خدا نے قبولیت کا وعدہ کیا تھا یا نہیں؟

غرضکہ ہر ایک اخبار اور کتاب میں مولوی صاحب امرتسری اور نیز اُن کے دام افتادہ اسی بے سرے راگ کو گلے جاتے ہیں۔ دیکھو اہلحدیث مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۲۸ء صفحہ ۳ و ۱۴۔ اگست ۱۹۲۸ء ص۹ و مرقع اگست ۱۹۲۸ء ص۱۱ و ۲۶ و مرقع اکتوبر ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۸ و ۳۰ و رسالہ دعاء مرزا ص۳ وغیرہ وغیرہ۔ الحمد للہ کہ مولوی صاحب امرتسری نے اس معقول اور آسان راہ کو جو حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے صدق و کذب کی معیار تھی "روغن بادام" اور مرکزی نقطہ قرار دیکر تمام مباحثات کا خاتمہ کردیا۔ ہم نے بھی خدا کے فضل سے رسالہ احمدی میں اسی بحث کو اس قدر صاف کردیا ہے۔ کہ اس سے پہلے وہ اتنی صاف نہ ہوئی ہوگی کوئی اعتراض مخالف جماعت کا اس بحث کے متعلق نہیں چھوڑا جس کا قلع قمع نہ کردیا ہو۔ مگر چونکہ وہ رسالہ ہنوز زیر طبع ہے۔ جو شائد ماہ اپریل کے شروع میں شائع ہوگا۔ اس لئے مناسب سمجھا کہ مولوی صاحب امرتسری کی بیقراری اور اضطراب کو جلدی ہی رفع کرکے آپ کو راہ حق و صواب دکھایا جاوے۔ بنا بریں ہم محض خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے اور اُسی کی عطا کردہ نصرت سے نہائت دلیری اور جرأت کے ساتھ

مولوی ثناء اللہ صاحب کو چیلنج

کرتے ہیں کہ اس "روغن بادام" یا مرکزی نقطہ پر اس عاجز کے ساتھ بشرائط ذیل مباحثہ کرلیں۔ اگر اس مباحثہ میں مولوی صاحب نے اپنے دعاوی متذکرہ صدر ثابت کردیئے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار بحکم خداوندی مسیح موعود علیہ السلام نے دیا تھا۔

(۲) خدا نے دعا مندرجہ اشتہار کی قبولیت کا الہام کردیا تھا۔

(۳) احمدی مرزا صاحب کی دعا کو قبول شدہ نہیں مانتے۔

تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ آپ کو اس دعوی میں صادق مان لوں گا اور حسب موقعہ کچھ نقد بھی جس کی تعداد

یک صد روپیہ ہوگی

بطور یادگار فتح آپ کو اسی جلسہ میں بلا عذر پیش کردونگا۔ جس کو مباحثہ سے پہلے بتراضی فریقین کسی شخص کے پاس امانت رکھدیا جائیگا اب اگر میں اس سے تخلف کروں۔ تو لعنت اللہ علی الکاذبین کا مورد بنوں۔ اور اگر آپ اس سے کوئی راہ گریز اختیار کریں۔ تو آپ بھی اسی آئت کے وعید میں داخل ہوں گے۔ اور شرائط مباحثہ یہ ہیں جن میں فریقین کا نفع و نقصان مساوی ہے۔

(۱) یہ مباحثہ نہ دہلی میں نہ امرتسر میں بلکہ ان دونوں شہروں کے درمیان جو شہر ہو۔ اُس میں ہوگا۔ اور میرے خیال میں وہ لدھیانہ ہے اور محفوظ مکان ہوگا۔ جہاں عوام الناس داخل نہ ہوسکیں

(۲) مباحثہ بجز اس "روغن بادام یا مرکزی نقطہ" کے کسی دیگر مسئلہ میں نہ ہوگا۔

(۳) حاضرین میں فریقین کی تعداد مساوی ہوگی۔ کم و بیش نہیں۔ اور یہ تعداد سو سو سے کم نہ ہو۔ زیادہ جسقدر ہوجائے تو مضائقہ نہیں۔ مگر ہونگی برابر برابر۔

(۴) مباحثہ تحریری ہوگا۔ جیسا کہ آپ نے مولوی احمد رضا بریلوی کے ساتھ تحریری مباحثہ منظور کیا تھا۔ دیکھو اپنا دستخطی معاہدہ مندرجہ اہل حدیث مورخہ ۲۹۔ اپریل و ۶ مئی ۱۹۱۰ء ص۱۲

(۵) فریقین کا ایک ایک میر مجلس ہوگا جو اپنے اپنے فریق کی طرف سے تحریری طور پر حفظ امن کا ذمہ وار ہوگا۔

(۶) ایک ثالث علاوہ ان دو میر مجلسان کے ہوگا جس کا تقرر برضامندی فریقین ہو۔ اور ضروری ہوگا کہ وہ اگر مسلمان ہے تو خدا کی قسم کھا کر اپنا تحریری فیصلہ بحث کے خاتمہ پر لکھیگا اور اس فیصلہ پر مناظرین اور فریقین کے میر مجلسان کے دستخط بھی ہوں گے۔ اگر باتفاق میر مجلسان و ثالث ایک ہی مضمون کا فیصلہ ہؤا تو فریقین کو تسلیم کرنا ہوگا۔ بصورت اختلاف کثرت رائے کو ترجیح ہوگی یعنی جس میر مجلس کے ساتھ ثالث کی رائے متفق ہوجاوے۔ وہ فیصلہ بھی قابل تسلیم ہوگا۔ میر مجلسان کو بھی خدا کی قسم کھا کر فیصلہ پر دستخط یا مباحثہ کے متعلق کسی تحریری رائے کے دینے کا حق ہوگا۔ جو رائے مباحثہ کے متعلق بغیر خدا کی قسم کے کوئی ثالث یا میر مجلس دیگا۔ وہ قابل وقعت نہ ہوگی انہی کے فیصلہ پر وہ سو روپیہ کی رقم دی یا واپس لی جائیگی

(۷) ہر ایک تحریر کی نقل بدستخط خود و تصدیق میر مجلسان فریق مقابل کو دی جاویگی۔ جس کی صرف نقل کرنے کے لئے ایک ایک مددگار ہونا چاہیئے۔

(۸) ہر ایک پرچہ بعد تحریر جواب سامعین کو مجیب ہی خود پڑھ کر سنائیگا۔ بعد ازاں حوالہ فریق ثانی بغرض تحریر جواب بجواب کیا جائیگا۔

(۹) جس کا پہلا پرچہ ہوگا اُسی کا آخری پرچہ ہوگا۔

(۱۰) اس بحث میں تعداد پرچوں کی صرف پانچ ہوگی۔ مدعی کے تین منکر کے دو پرچے ہونگے۔

(۱۱) اس بحث میں آپ مدعی ہوں گے۔ کیونکہ آپ کا دعوی ہے کہ مرزا صاحب علیہ السلام کا اشتہار مورخہ ۱۵۔ اپریل بحکم خداوندی تھا۔ اور اس کی قبولیت کا منجانب اللہ الہام بھی ہوچکا تھا۔ اور ہم اس کے منکر ہیں کہ نہ وہ اشتہار بحکم خداوندی تھا۔ نہ اس کی قبولیت کا کوئی الہام ہوا تھا۔ اس لئے بار ثبوت آپ کے ذمہ ہوگا۔

(۱۲) تقرر مکان مباحثہ و تاریخ مباحثہ و وقت مباحثہ و وقت تحریر بتراضی فریقین ہوگا۔

(۱۳) کسی زبانی گفتگو کرنیکا مناظرین کو کوئی حق نہ ہوگا نہ کسی زبانی گفتگو کو قابل جواب سمجھا جائیگا۔

(۱۴) ثبوت دعوی میں اگر عقلی دلائل بجز علاوہ نقلی استدلال

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مصنفوں کی تیز دطراری۔ مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں۔ بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں۔ مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ ماریں۔ کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو۔ تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عمر

طلاء طلسمی کی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلطکاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خود کشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور مطمئن ہوں۔ انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے۔ قیمت ۲ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا۔ اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا۔ قیمت فی بکس ۴

حکیم سرفراز حسین۔ مالک کارخانہ احمر ہیلہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائے گا۔ کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ دردسر۔ نفخ یعنی کھٹے ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ۴ رعہ و ۱۲ ار والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں جو ۱۲ روالی شیشی سے چگنی ہیں

ڈون۔ پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں۔ پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیا کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیا کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک پورے دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایجاد کا ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کیواسطے روح حیا کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جتنک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی۔ کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو آجتک روح حیا کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہتے۔ سنئے! روح حیا کیا چیز ہے؟ روح حیا میں وہ طاقت بھری ہے۔ کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپنے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر میہر لی ناتھ صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیا کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیا رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکاتا ہے۔ اور خون بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی طاقت سے چاق و چوبند کر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں۔ تو بھی پٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں۔ سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود امتیاز مدت کے استعمال ہونے کے پھر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپیہ روح حیا کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیا اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن سے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیا تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا بھی ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ ان کے لئے روح حیا اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ کثرت رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیا بمنزلہ تریاق کے ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے۔ تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا خاص اثر اعصاب پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوان مرد جوانمرد کو شاہ زور اور بوڑھے کو جوان بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیا کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھکر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیا دو روپے آٹھ آنے۔ روح حیا کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سستی۔ اور بے رونقی۔ لاغری وغیرہ دور ہو کر معزولہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی" شیشی کلاں چار روپے چار آنے (للعہ) شیشی خورد دو روپے دو کر روپے دو آنے (عہ)

یہ دونوں دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کرو۔

بقیہ مضمون صفحہ ۱۱ سے فریق ثانی پر حجت قائم کرنی ہو تو وہ نقلی دلائل مسلمات خصم سے ہوں گے۔ نہ کہ اپنے مسلمات سے جو حجت [illegible] نہیں۔

(۱۵) کوئی امر خلاف تہذیب اشارۃً یا کنایۃً کسی فریق کی طرف سے سرزد ہوا تو اس کا جواب دہی میر مجلسان کے ذمہ ہوگی جن کا انہیں اختیار ہوگا کہ ایسے شخص یا اشخاص کو جن سے کوئی حرکت خلاف تہذیب واقع ہوئی ہے مباحثہ سے نکال دیں۔ یا ان سے معافی منگوائیں اور وہ معافی اس فریق کے مناظر کی طرف سے ہوگی جس فریق کی توہین یا تضحیک کی گئی ہے اس پر فریقین کے میر مجلسان تحریر کرکے دستخط کریں گے۔ تاکہ مباحثہ کی اشاعت کے وقت وہ تحریریں بھی ساتھ ہی شائع کی جائیں۔

(۱۶) اختتام مباحثہ پر جس مناظر کو مدمقابل کے جوابات سے اطمینان اور تسلی نہ ہوئی ہو۔ اور استدلال پیش کردہ فریق ثانی یعنے مدعی یا منکر سے کسی طرح کا انکار ہو۔ تو ایسے منکر مناظر کو خدا کی قسم کھاکر یہ لکھ دینا ہوگا۔ کہ میرے اعتراض یا سوال یا استدلال کا کوئی جواب یا صحیح جواب مدمقابل نے نہیں دیا۔

یہ شرائط ہیں۔ جن کی برائی یا بھلائی کا اثر کسی فریق پر کم و بیش نہیں بلکہ مساوی ہوتا ہے۔ مولوی صاحب امرتسری سے ہماری التماس ہے کہ وہ ان شرائط پر ہم سے "روغن بادام" پر مباحثہ کرلیں۔ اگر ان شرائط میں کوئی کمی بیشی یا ترمیم کو وہ چاہیں۔ تو تحریر مطبوعہ کے ذریعے ہمیں مطلع فرمادیں بشرط معقول ہونے اور فریقین پر مساوی اثرانداز ہونے کے ہم منظور کریں گے ورنہ بدلائل اس جواب عرض کردیں گے۔

(نوٹ) ایڈیٹر صاحب بدر و الحکم بھی ہمارے اس چیلنج کو اپنے معزز خریداروں میں نقل فرماکر مشکوری کا موقعہ بخشیں۔ (الحق)

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

نمبر (۵)

گذشتہ نمبروں میں میں نے آریہ مسافر کے بہت سے اعتراضات کا جواب خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے دیا ہے سلسلہ اس غرض سے شروع نہیں کیا گیا کہ اس کا مُنہ بند کر دیا جاوے گا کیونکہ یہ بات تو تجربہ نے بتا دی ہے کہ باوجودیکہ بہت سے اعتراضات کے جوابات بارہا لوگوں کو دیئے گئے ہیں مگر جب کوئی ان کی نئی تصنیف یا اخبار اسلام کے خلاف نکلتی ہے تو انھیں ہی پھر دوہرایا جاتا ہے۔ اگر پہلے سے قبول کرنے کا ذرا بھی پاس ہو تو کم از کم ایک آدھ مرتبہ ہی کسی نے کہا ہوتا کہ ہاں یہ سوال حل ہو گیا ہے۔ اسی طرح مجھے اُمید نہیں کہ آریہ مسافر کسی ایک امر پر یہ کہدے کہ اب یہ محل اعتراض نہیں۔ بلکہ میری غرض اور نیت صرف یہ ہے کہ **اظہار حق** ہو۔

ایک غلط فہمی

جو لوگ احادیث کو زیر نظر رکھ کر اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہیں وہ ایک غلطی میں مبتلا ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہر حدیث کو قطع نظر اس کے کہ وہ اصول حدیث کے لحاظ سے کس درجہ کی حدیث ہے پیش کر دیتے ہیں۔ احادیث کے متعلق یہ امور بخوبی یاد رکھنا چاہیے کہ ان کی تنقید کا ایک عام اور موٹا اصل یہ ہے کہ جو احادیث **تعامل** کے نیچے ہیں یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی پاک جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اکابرات کے عمل درآمد میں آ گئی ہیں ان پر تو کسی قسم کا کوئی شبہ ہی نہیں ہے اگر احادیث کی تدوین نہ ہوتی تو بھی وہ اعمال دنیا میں جاری ہوتے۔ ان کے علاوہ جس قدر بھی احادیث ہیں اگر وہ قرآن کریم کی کھلی کھلی تعلیم اور سنت صحیحہ کے خلاف ہیں تو ہم کوشش کرینگے کہ ان کی صحیح تاویل کریں۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو ہم **حدیث** کو چھوڑ دینگے اور اس اصل کو ہمارے ناظرین خوب یاد رکھیں اور اس امر کو بھی زیر نظر رکھنا چاہیے کہ یہ کوئی ضروری نہیں ہوتا کہ ہم ہر ایک حکم شریعت کے اسرار اور فلسفہ سے واقف ہوں۔ اور نہ اس کی گہری واقفیت ہمیں اس کے عمل پر قادر کر سکتی ہے احکام دینی مصالح نوع انسان پر مبنی ہوتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی رنگ میں اس کی مضرت پیش کرے تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔ پس اس سلسلہ مضامین میں یہ امر زیر نظر رہیگا **وباللہ التوفیق**

لڑکے اور لڑکی کے پیشاب میں فرق

احادیث میں آیا ہے کہ اگر ایسا لڑکا جو ابھی دودھ پیتا ہو پیشاب کر دے تو پانی چھڑک دینا چاہیئے۔ اگر لڑکی پیشاب کرے تو دھو دینا چاہیئے۔ اس حکم کے متعلق فقہائے کرام اور علمائے عظام میں کے تین اقوال ہیں۔ اول وہی جو مذکور ہوا۔ دوم دونوں کو دھویا جاوے۔ سوم دونوں پر پانی چھڑک لیا جاوے۔ اسلام کے احکام میں یہ عظیم الشان خوبی ہے کہ وہ **الدین یسر** کی تعلیم دیتا ہے تکلیف مالا یطاق انسان پر نہیں رکھتا۔ جیسے ایک مریض آدمی ہو یا پانی ملتا ہی نہ ہو تو بجائے وضو کے تیمم کر لے بیمار نماز میں سجدہ نہ کر سکتا ہو تو اشارہ سے ارکان نماز کو پورا کرے۔ اسی طرح اس حکم میں بھی یسر مدنظر رکھا گیا ہے۔ لڑکے کا بول ایک جگہ نہیں ٹھہرتا۔ اور لڑکی کا بول اکثر ایک ہی جگہ پڑتا ہے۔ اور وہ بآسانی دھویا جا سکتا ہے۔ اور لڑکے کا چونکہ متفرق جگہ پڑتا ہے اس واسطے اس کا دھونا مشکل ہوتا ہے علاوہ بریں لڑکی کا بول بباعث کثرت رطوبت زیادہ غلیظ اور بدبودار ہوتا ہے۔ اور لڑکے کی کثرت حرارت اس کے بول کی بدبو کو خفیف کرتی اور رطوبت کو پگھلا دیتی ہے اس لئے اس میں بدبو اور ناپاکی کم ہو جاتی ہے یہ وہ امور ہیں جو اپنے حسن اعتبار سے لڑکی اور لڑکے کے بول میں فرق ظاہر کر رہے ہیں اور انھیں وجوہات کو نور نبوت نے تمیز کر کے ان کے دھونے میں مختلف حکم دیا۔

کتے اور بلی میں تمیز

حدیث میں آیا ہے کہ کتا جس برتن میں سے پی لے اسکو سات بار دھویا جاوے اور اول یا آخر مٹی سے دھویا جاوے اور بلی اس میں سے پیئے تو ایک بار۔

یاد رکھو کہ ان احکام میں بعض روحانی فوائد ہوتے ہیں اور ان کا جاننا موقوف ہے مناسبت کے علم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست اور نور نبوت ایک ایسا مقیاس تھا کہ وہ ان امور کو جانچ لیتے تھے آجکل تو مقیاس الحرارت وغیرہ آلات کے ذریعہ انسان بہتیرے امور کو معلوم کر لینا آسان سمجھتا ہے مگر مجھے تعجب ہے کہ انھیں اس امر کے تسلیم کرنے میں کیا مشکل پیدا ہوتی ہے کہ ایک کامل انسان اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور ایما سے سوسائٹی کے لئے مفید اور مضر احکام کو معلوم کر سکے کتے کے لعاب کی رطوبت کا اثر بہت قوی اور زہریلا ہوتا ہے اور وہ برتن وغیرہ ہر ایک چیز میں یکساں ہوتا ہے۔ علاوہ بریں کتے کی درندگی اُس کی بیحیائی اور بد اخلاقی اس کا غضب اور لالچی ہونا ایسے امور ہیں جو مشاہدہ میں آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس شخص کو جو تقرب الی اللہ کے درجہ سے گر جاوے اور دُنیا اور اُس کی گری ہوئی خواہشوں میں مبتلا ہو جاوے کتے سے تشبیہ دی ہے۔ سفلی جذبات میں اسیر انسان کتے کی تھوتھنی کی طرح ہر وقت نفسانی جوشوں پر جھکا رہتا ہے۔ پس ان امور کو مدنظر رکھ کر اور اُس طبی مصلحت کی بناء پر کہ اس کے لعاب میں رطوبت کا اثر قوی اور زہریلا ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن کو سات بار دھونیکا حکم دیا اور سات بار دھونے کی تاکید اور اس تعداد کا تعین اس امر پر دال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نور نبوت کے ذریعے یہ علم تھا کہ اس حد تک دھونے سے وہ اثر پلیدی اور زہر دور ہو جاتا ہے۔ اور مٹی میں ایک ایسی تریاقی خاصیت ہے کہ وہ بدبو کو دور کرتی ہے۔ اور بعض سمی اثروں کو زائل کر دیتی ہے اور **مٹی سے برتن مانجھنے والی** قوم کو تو اس پر اعتراض کرنا اور تو اور بھی نادانی کا موجب ہے۔ پھر کتا جو چیز کھاتا ہے اس کے ساتھ اس کا مُنہ آلودہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ اپنا منہ صاف نہیں کرتا۔ برخلاف بلی کے کہ وہ اپنے منہ کو چاٹ کر صاف کر لیتی ہے۔ بلی کا خاصہ ہے کہ وہ نجاست سے آلودہ نہیں رہتی جب کوئی چیز کھاتی ہے تو اپنے مُنہ کو صاف کر دیتی ہے اور یہ بات کسی اور جانور میں نہیں ہے کتے کے تو گھر میں بھی رکھنے کی اسی لئے ممانعت ہے ہاں بعض خاص ضرورتوں حفاظت مویشی کھیتی وغیرہ کے لئے رکھا جاتا ہے۔ اور بلی چونکہ عموماً گھروں میں رہتی ہے اس لئے نور نبوت نے ان کے لئے احکام کی صراحت فرمائی۔ آج جبکہ **طاعون** نے اپنے خوفناک حملوں سے ملک کو صاف کر دیا ہے۔ **بلی** اور کتے کے فوائد میں امتیاز کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوربین قوت قدسی کا پتہ لگتا ہے طاعون کے حملے سے بچنے کے لئے بلیوں کا پالنا ایک ضروری امر سمجھا گیا ہے۔ اور بعض ملکوں میں جہاں بلیاں نہ تھیں بلیاں پہنچائی گئی ہیں۔ پس اب تو اس حقیقت کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

جملہ معترضہ

اس جد تک لکھ کر مضمون کاتب کے حوالہ کیا جا چکا تھا کہ ۱۶ فروری سنہ ۱۹۱۲ء کا آریہ مسافر میری نظر سے گذرا اس میں الحکم کے اعتراضات کا بے لاگ جواب" کے عنوان سے آریہ مسافر نے الحکم کی ان گذشتہ اشاعتوں پر کچھ لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ اور قریباً آٹھ کالم کا مضمون لکھا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ خلط بحث کروں اور اس کے جواب الجواب کیطرف توجہ کروں اور نہ یہ سلسلہ الحکم میں کسی مباحثہ کی غرض سے جاری کیا گیا ہے۔ آریہ مسافر بڑی خوشی سے اس کا اعلان کر دے کہ ایڈیٹر الحکم مباحثہ کرنا نہیں چاہتا۔ ہاں مجھے **اظہار حق** مقصود ہے اور جس تعلیم کو حق سمجھ کر ہم دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تائید کے لئے جو کچھ بھی ہم کر سکتے ہیں اس کے لئے خدا کے فضل سے آمادہ ہیں پس میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ مسافر کے ان مطاعن اور دور از مطلب باتوں میں نہ اُلجھ کر صرف ان امور پر توجہ کروں جو مطلب خیز ہوں آئندہ اس کے جواب الجواب میں بھی یہی مسلک مدنظر رہیگا۔ **وباللہ التوفیق**

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

جلد ۱۶ نمبر ۸

الحکم

قادیان دارالامان

۲۸ فروری سنہ ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے صہ

ہندوستان سے باہر سے ۷

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۱۲ / ۲

چہ گویم باتو گرامی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

معارف قرآن مجید

مقتبسہ از انوار افاضات علامہ نورالدین ایدہ اللہ رب العالمین

مذاہب عالم پر سرسری نظر سناتن دھرم تو کوئی مذہب نہیں۔ چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہندوؤں کے تمام لیڈر جمع ہو کر ہندو کی کوئی جامع مانع تعریف نہیں کر سکے۔ نہ کھان پان کا امتیاز رکھنے والوں کو نام ہندو ہے نہ تالیف تناسخ کا۔ نہ وید کے ماننے والوں کا۔ نہ مردے جلانیوالوں کا نہ گائے کا گوشت کھانیوالوں کا۔ ہندوؤں میں وہ بھی داخل ہیں جو مرگھٹ میں آگ جلا کر انسان کی کھوپڑی میں کھانا پکا کر کھاتے ہیں اور انسانی دانتوں کی تسبیح رالا رکھتے ہیں۔

عیسائی مذہب بھی کوئی مذہب نہیں ان میں شریعت جو مذہب کے دستور العمل کا نام ہے لعنت قرار دیگئی ہے۔ سارا دارومدار کفارہ پر ہے۔ معلوم نہیں کفارہ نے انکو کیا فائدہ دیا اور کس طرح سب کی نجات کا موجب ہوگیا۔ اس میں گناہ کی مزدوری موت بتائی جاتی ہے اور یہ کہ عورت کو دردزہ ہوگا۔ اور کہ آدمی اپنے پیشانی کے پسینے سے روٹی کھائیگا۔ اب یہ باتیں جو گناہوں کی سزا ہیں یہ تو اب تک کفارہ پر ایمان لانیوالوں میں بھی ہیں پس کفارہ نے ان کو کیا فائدہ دیا۔

آریہ دھرم سناتن دھرم والے تو بت پرست ہیں۔ ان کے بتوں کی تعداد تو پھر تھوڑی ہے مگر یہ تمام کائنات عالم کو خدا کہتے ہیں کیونکہ مادہ اور روح کو خدا کے برابر ازلی ابدی سمجھتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ مکان اور اس زمانے کا بھی ازلی ابدی ہونا لازم آتا ہے۔ اس سے بڑھکر شرک اور اللہ تعالیٰ کی بیقدری کیا ہوگی کہ وہ چیزیں بنانے میں دوسروں چیزوں کا محتاج ہے اور ان کا خالق ہونے کا نتیجہ ہے ان کے خواص سے نا آشنا اور معبود بننے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ پھر یہ لوگ ابدی نجات کے قائل نہیں تو اس صورت میں ایک مسلمان اور آریہ میں کیا فرق رہگیا۔ اگر مسلمان ان کے نزدیک مکتی نہیں پائیگا تو ایک آریہ بھی تو ابدی مکتی سے محروم رہتے ہیں۔

سنگھ ازم یہ لوگ بھی دو مذہبوں کے مذہب پر چلنے والے ہیں۔ اول تو سنگھ کہتے ہی ہیں سپاہی کو ہیں۔ پھر ان کی اپنی کوئی شریعت نہیں۔ کچھ مسلمانوں کے تابع ہیں کچھ ہندوؤں کے۔

برہمو سماج یہ لوگ بھی عجیب مذہب رکھتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ ہم لوگ خود عقل بات اور کانشنس کی ہدایت پر چلتے ہیں مگر اس کانشنس پر ہزار افسوس جو یہ تعلیم دیتا ہے کہ تمام انبیاء جھوٹے اور دروغ مصلحت آمیز کے پابند تھے سوائے ...

دنیا کے مذاہب نے پیغمبروں کو مانا اور انکو راستباز جانا۔ مگر یہ اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور پھر دعویٰ ہے کہ ہم تو معقول بات ضرور مانتے ہیں اور تجربہ اور مشاہدہ کو صحیح جانتے ہیں۔ کیا یہ بات ان کے تجربہ میں نہیں آئی کہ بیٹھے بیٹھے یکدم بدی یا نیکی کی تحریک ہوتی ہے۔ جب ہر تحریک کے لئے ایک محرک ہے تو کیا وجہ کہ اس بدی یا نیکی کے محرک شیطان یا ملائک پر ایمان نہیں لاتے۔

معیار صداقت مذاہب مختلف مذاہب کا یہ حال ہے اب یہ سوال کہ سچا مذہب کونسا ہے بہت صفائی سے حل ہو سکتا ہے وہی جو فطرت صحیحہ کے مطابق انسان کو دینی و دنیوی ترقیات دلانیوالا ہو اور ہر زمانہ میں اس کے نمونہ خلقت کے سامنے پیش ہوتے ہیں ایک امیر نے مجھے کہا کہ پراچین مذہب سچا ہو سکتا ہے (اس کا مطلب تھا کہ اسلام تو تیرہ سو برس سے ہے وہ سچا نہیں ہو سکتا۔) میں نے کہا بہت صحیح اسلام ہی پراچین ہی ہے۔ کیونکہ ہمارے نبی کریم صلعم کو ارشاد ہوتا ہے فبھداھم اقتدہ وہ کہنے لگا آنحضرت بہت پہلے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا وہ کس کی پرستش کرتے تھے۔ کہا وشنو کی۔ میں نے کہا وشنو کس کی کہا رد رکی۔ پھر کہا اور وہ کس کی کہا برہما کی۔ میں نے کہا برہما کس کی۔ تو کہنا پڑا پرمیشور کی۔ میں نے کہا پس لا الہ الا اللہ کے قائل تھے جو ہمارے مذہب اسلام کا خلاصہ ہے اور یہی پراچین مذہب ہے۔

انبیا کس قدر محتاط ہوتے ہیں جب ابن صیاد کی بعض مشابہ دجال شعبدہ بازیوں کا حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچا تو آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا اتشھد انی رسول اللہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس نے جواب دیا آپ امیوں کے رسول ہیں۔ پھر اس نے اپنی نسبت سوال کیا تو آپ نے جواب دیا میں اللہ کے سب رسولوں کو مانتا ہوں اس سے اس احتیاط کا پتہ چلتا ہے جو انبیا کرتے ہیں۔ یہ اور ان کے پیرو لوگ کبھی تکذیب کی راہ اختیار نہیں کرتے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ میرے دل میں اس وقت کیا ہے تو اس نے کہا دخ روایت میں آیا ہے کہ رسول صلعم نے اسوقت یوم تاتی السماء بدخان مبین کا خیال فرمایا تھا۔ ابن عربی نے اپنا ایک ذوقی اس واقعہ کے متعلق لکھا ہے وہ کہتے ہیں ابن صیاد کو دخ بھی معلوم ہوتا مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے طور پر بغرض تحقیق امر اس کے پاس تشریف لے گئے تھے۔ میں نے اس حکایت سے یہ فائدہ اٹھایا ہے کہ مباحثہ کبھی اپنی خواہش سے نہیں کرنا چاہیئے اور کبھی پہل نہ کرو چنانچہ میرا معمول ہے کہ جب بات گلے پڑ جائے تو پھر میں اللہ سے دعا مانگتا ہوں اور خدا کے فضل سے ہمیشہ کامیاب ہوتا ہوں۔ اور مجھے کوئی ایسا واقعہ یاد نہیں کہ میں نے کبھی مباحثہ میں زک اٹھائی ہو۔ ماموریں کی جدا بات ہے انھیں تو اللہ کے حکم سے بعض وقت چیلنج کرنا پڑتا ہے۔ مگر غور سے دیکھا گیا تو ابتدا ان کی طرف سے بھی نہیں ہوتی۔

ایک علمی لطیفہ بعض لوگوں نے قرآن مجید کی زبان پر اعتراض کیا کہ ان ھذا لشیئ عجاب اور کبارا اور ھزوا خلاف محاورہ و غیر فصیح الفاظ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا کسی زباندان بڈھے کو بلاؤ چنانچہ ایک کو مجلس نبوی میں لے آئے۔ آپ نے اسے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ جب بیٹھا تو فرمایا ذرا آگے آ۔ پھر بیٹھا تو پھر فرمایا ذرا آپ اٹھکر اس طرف تشریف لے آئیں۔ جب وہ اس طرف بیٹھا تو پھر آپ نے فرمایا آپ ذرا یہاں سے اٹھئے اور ادھر آ جائے۔ تو وہ جھنجھلا کر بولا تھا یا محمد اتتخذنی ھزوا و انا شیخ کبار ان ھذا لشیئ عجاب۔ اے محمد کیا تو مجھے خفیف بنانا چاہتا ہے۔ حالانکہ میں ایک بڈھا بڑی عمر کا آدمی ہوں۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ اس طرح پر وہ تینوں الفاظ اس زباندان تجربہ کار فصیح و بلیغ بڈھے کے منہ سے نکلوا لئے اور معترضین نادم ہو کر دم بخود رہگئے۔

لوگ کیوں غافل ہیں ایک بچہ بھی جزو کل میں فرق سمجھتا ہے۔ آپ اسے ایک چیز دیجئے پھر اس سے آدھی لیں۔ تو وہ فوراً اپنی ناراضگی کا اظہار کریگا۔ جس سے ثابت ہوگا کہ وہ جزو کل میں خوب فرق سمجھتا ہے۔ پھر وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کسی چیز کے حصول کے لیے ذرائع کی ضرورت ہوتی ہے اگر کوئی چیز اس کے دسترس سے اونچا یا دور پڑی ہوگی تو وہ اپنی ماں سے اشارہ کریگا کہ وہ مجھے لادو۔ ایسا ہی میں دیکھتا ہوں کہ بالکل روٹی منہ ہی میں ڈالتا ہے۔ میں پچاس سال سے طب کا پیشہ کر رہا ہوں میں نے کوئی مجنون ایسا نہیں دیکھا جو کھانا کھاتے ہوئے منہ کی بجائے کسی اور جگہ ڈالتا ہے ایک زمیندار بھی اس نکتہ کو خوب سمجھتا ہے کہ غلہ کے حصول کیلئے زمین کی کاشت اور پھر اس میں تخم ریزی آب رسانی کی ضرورت ہے۔ اور باوجود اللہ تعالیٰ کو خیر الرازقین جاننے اور ومامن دابۃ الا علی اللہ رزقھا (کوئی جانور نہیں مگر اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے) پر ایمان لانے کے محنت کرتا۔ اور ان اسباب سے کام لیتا ہے۔ ایک بیوقوف سے بیوقوف شخص بھی مانتا ہے کہ آنکھیں بند کریں تو زبان سے نہیں دیکھ سکتے۔ اور مشک کا منہ اگر کھولدیں تو پانی سے خالی ہو جائے۔ غرض یہ تو سب جانتے ہیں کہ سلسلہ اسباب کا مسببات سے وابستہ ہے اور ہر ایک فعل کا ایک نتیجہ ہے اور خدا تعالیٰ کے قواعد و ضوابط اٹل ہیں مگر بڑے تعجب کی بات ہے کہ باین ہمہ لوگ دین میں بد اعمالی و نیک اعمال کے نتائج سے غافل ہیں۔ اور جنت کو بغیر کسی عمل صالح و ایمان صحیح کے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ دین کے بارے میں ان اللہ غفور رحیم (اللہ بخشنہار) ان اللہ علی کل

گوشت شتر سے وضو

بکری کا گوشت اگر کھایا ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اونٹ کا گوشت اگر کھایا جاوے تو پھر وضو کر لیا جاوے۔ گوشت شتر اگر ناقض وضو ہے تو اس میں معلوم نہیں آریہ مسافر کو کیوں تعجب آتا ہے۔ شارع علیہ السلام نے جیسا کہ دو گوشتوں کے درمیان فرق بتایا ہے ایسا ہی دو مکانوں اور دو چرواہوں کے درمیان فرق بتایا ہے یعنی اونٹوں کے چرانے والے اور بکریوں کے چرانے والوں میں۔ یعنی اونٹ چرانے والوں میں فخر اور بڑائی ہوتی ہے اور سکینت اور وقار بکری والوں میں ہے۔ اونٹ کا گوشت کھانے سے امر وضو فرمایا اور بکری کا گوشت کھانے سے امر وضو نہیں کیا۔ یہ ایسا فرق ہے جیسا کہ سود اور خرید و فروخت میں اور مذبوح اور غیر مذبوح میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کا امر فرمایا تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز کے گوشت کا اثر جسم میں بالضرور ہوتا ہے اور جسم کا اثر روحانی ترقی پر بھی پڑتا ہے یہ بحث اگر ضرورت پڑی **حرام حلال** کے مسئلہ میں انشاء اللہ کرینگے۔ اونٹ کے گوشت سے وضو کرنے کے جو اسرار علمائے دین نے بیان کئے ہیں اُن میں سے بعض یہ ہیں کہ اونٹ میں ایک قسم کی سرکشی اور تمرد اور کینہ توزی پائی جاتی ہے یہ افعال شیطانی رنگ رکھتے ہیں اور اس میں آتشی مادہ ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے اس واسطے جب انسان گوشت شتر کھا کر وضو کرتا ہے تو وہ گویا وہ محرکات کم ہو جاتے ہیں اور وضو سے ایک خاص سکینت اور تر و تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔

عید میلاد اور یاد دہانی

گذشتہ سال **عید میلاد** کی بدعت کے متعلق الحکم کو جو جنگ کرنا پڑی تھی وہ ناظرین کو بھول نہیں گئی ہو گی اور **عید میلاد یا مذہب بر رنگ فیشن** کے عنوان سے جو بحث کی گئی تھی اس نے حقیقت الامر کو ہمارے نفس کھول دیا تھا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و اقبال اور شوکت و جلال ہی کے احیاء اور بقا کے لئے قائم ہوا ہے۔ سلسلہ کے بانی علیہ الصلوۃ والسلام نے جس طرح پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور پاک زندگی کو دکھایا ہے وہ ان کی تصنیفات سے ظاہر ہے۔ وہ کارنامے جو ہمیشہ دنیا کی مذہبی تاریخ میں یادگار رہینگے بھول نہیں سکتے۔ جو ان حملوں کے جواب میں آپ سے ظاہر ہوئے جو عیسائی اور آریہ قومیں اسلام پر کرتی ہیں پھر ان کے جانشین اور خلیفہ بلافصل **نور دین** ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی زبردست تحریروں فصل الخطاب۔ نور دین اور تصدیق کے ذریعہ جو خدمت کی وہ عیاں ہے۔ اب تک قرآن کریم کی خدمت میں جس طرح پر وہ لگا ہوا ہے دنیا جانتی ہے۔ ایسی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت اس سلسلہ کے ایک فرد کو ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ شرائط بیعت میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہے۔ اور حضرت مسیح موعود اور خلیفۃ المسیح ہمیشہ اپنے مریدین کو وظائف میں درود شریف۔ استغفار اور لاحول اور فاتحہ بتاتے ہیں۔ مگر سلسلہ عالیہ کبھی پسند نہیں کرتا کہ یہ قوم جس میں وہ اخلاص اور صواب کی روح پھونکنا چاہتے ہیں ایسی باتوں میں گرفتار ہو جو اس کے خلاف ہوں۔ گذشتہ سال سے ان لوگوں نے جو اسلام کے اس قدر ہمدرد ہیں کہ **تعداد ازدواج** کو نعوذ باللہ ناجائز قرار دیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شریعت کے خلاف اپنے اخباروں میں یہ تحریک کرتے ہیں کہ ایسے معاہدات ہوں کہ جو لوگ ایک سے زیادہ بیوی نہ کرینگے عہد کریں ایسی ہی شادیاں ہوں۔ یہ بدعت نکالی ہے کہ **عید میلاد** منائی جاوے۔ اب اس پر زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں صرف یاد دہانی کے طور پر حضرت **خلیفۃ المسیح** کے الفاظ لکھ دیتا ہوں اُمید ہے کہ جماعت ان پر عمل کریگی۔ اور **بلا خوف لومۃ لائم** ایسے لوگوں کے ساتھ شامل ہونے کی ضرورت نہ سمجھیگی۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور امر پر استہزاء کرتے ہیں۔

عید میلاد پر خلیفۃ المسیح کا فتویٰ

(از بدر ۶؍ اپریل ۱۹۱۱ء)

جماعت شملہ کا خط پیش ہوا کہ پیسہ اخبار میں یہ خبر پڑھ کر کہ عید میلاد کے دن لاہور میں احمدیہ جماعت کے جلسہ میں خواجہ صاحب لیکچر دینگے۔ ہم نے بھی عید میلاد کا جلسہ منعقد کیا اس کے متعلق حضور کا کیا حکم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا

عید میلاد بدعت ہے

عیدیں دو ہی ہیں۔ اس طرح لوگ نئی نئی عیدیں بناتے جائینگے اور احمدی کہینگے کہ مرزا صاحب پر الہام اول کے دن ایک **عید** ہو اور یوم وصال پر عید ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے محب تو صحابہ تھے اُنھوں نے کوئی تیسری عید نہیں منائی۔ بلکہ انکا یہی مسلک رہا ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

اگر **عید میلاد جائز** ہوتی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے محب تھے مناتے۔ ایسی **عید نکالنا جہالت کی بات ہے**۔ اور نکالنے والے **صرف عوام کو خوش کرنا چاہتے ہیں ورنہ ان میں کوئی دینی جوش نہیں**۔

اس فتوے کے بعد ضرورت نہیں کہ اس پر کچھ اور لکھا جاوے یہ محض یاد دہانی کے لئے عرض کیا گیا ہے تاکہ ایسا نہ ہو کوئی بھائی غلطی کھائے۔

جناب سر لوئیس ڈین لفٹنٹ گورنر پنجاب کی تقریر کا اثر

انڈیا بھر کی کام کرنیوالی ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر نے مندرجہ ذیل چٹھی بغرض اشاعت بھیجی ہے جسکو میں نہایت خوشی سے درج کرتا ہوں (ایڈیٹر)

"مہاراجہ صاحب فریدکوٹ کی شادی مبارک کے موقعہ پر دربار میں جناب لفٹنٹ گورنر بہادر نے جو تقریر فرمائی تھی اسمیں نہایت موثر الفاظ میں شراب خانہ خراب کی بلا پر توجہ مبذول کیا اور فرمایا:۔

"نیز کونسل وہی کوشش کر رہی ہے کہ شرابخوری کی مضرات کا سدباب ہو جو کہ وسطی پنجاب اور بالخصوص سکھ قوم کو نقصان عظیم پہنچا رہی ہے۔ میں یہ معلوم کرکے خوش ہوں کہ اس معاملہ میں کونسل کی امداد پر قابل اور تعلیم یافتہ اصحاب کی ایک زبردست جماعت (امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی) موجود ہے جس کا ثبوت وہ نہایت دلچسپ ڈرامہ ہے جو غیر پیشہ ور (امیچور ایکٹرز) اصحاب نے گذشتہ رات کیا تھا۔ اور جس کا کچھ حصہ دیکھ کر میں نہایت محظوظ ہوا ہز آنر نے یہ بھی فرمایا کہ اگر ایک بڑی بھاری تحریک سکھوں میں شرابخوری کے انسداد کے لئے ان دنوں میں جاری ہو جائے جبکہ اعلیٰ سکھ خاندانوں میں شادیاں ہو رہی ہیں تو مہاراجہ فریدکوٹ کی شادی کی بہترین یادگار ہوگی"

چنانچہ ہز آنر کی اس قابل قدر تقریر سے متاثر ہو کر سردار بہادر کرپال سنگھ صاحب مانانوالہ نے اسکی قدر کی اور اپنی صاحبزادی کی شادی کے مبارک موقعہ پر بمقام الوالہ ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کو بلا کر ٹمپرنس ڈرامہ ٹمپرنس بھجن اور ٹمپرنس لیکچر کروائے اور میجک لینٹرن بخش و بائسکوپ نے دلچسپ اور سبق آموز مناظر سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ ان کے دیکھنے والے اصحاب کی تعداد آٹھ سو سے کسی حالت میں کم نہ ہوگی۔ تین شب برابر تین بجے رات تک یہ سبق آموز نظارے تماشہ رہے اور تقریباً ہم کارکنان امرتسر ٹمپرنس تعلیم یافتہ ہر ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی اصحاب نے اس مبارک موقعہ پر مختلف مگر دلچسپ طریقوں سے ٹمپرنس پر چار کیا۔ سردار بہادر موصوف نے مبلغ ۱۰۱ روپیہ ٹمپرنس ڈرامہ کے اخراجات اور ٹمپرنس ٹریکٹس کی اشاعت کے لئے دیا۔ اور تقریباً پانچ ہزار ٹریکٹ سوسائٹی نے اس موقعہ پر تقسیم کئے۔ سردار بہادر کے نیک دل دوستوں نے نہایت پریم اور شردھا سے اس شادی کے موقعہ پر تمام اصحاب کی خاطر و تواضع کی۔ اور سردار حاکم سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ ڈسکہ سمدھی سردار بہادر و سردار ہرچرن سنگھ صاحب ضلعدار [illegible] ڈاکٹر ڈھونا [illegible] داس صاحب سردار اودھم سنگھ صاحب انسپکٹر پولیس وغیرہ وغیرہ لالہ گوردا اسرام صاحب ضلعدار وغیرہ لالہ نانکچند صاحب سب انسپکٹر پولیس وغیرہ سردار بنا کھا سنگھ صاحب سردار سوہن سنگھ صاحب۔ سردار بہادر کے صاحبزادہ سرد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُمّةً واحدة

دُنیا میں تمام انسان بلحاظ انسانیت کے ایک ہی گروہ ہیں - ایک ہی جماعت ہیں - اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا ہے - کہ کان الناس امة واحدة (ترجمہ تمام انسان ایک ہی گروہ ہیں) لیکن پھر اس گروہ کے کئی اقسام ہیں - ان میں امراء ہیں - جن کو علی العموم خواہ وہ کسی مذہب کے ہوں - کوئی دینی کاموں دینی اعمال - دینی شوق و ذوق سے ان کو زیادہ سروکار نہیں - الا ماشاء اللہ اسی واسطے قرآن کریم میں آیا ہے وکذالک جعلنا فی کل قریة اکابر مجرمیہا - پھر ہر ایک مذہب میں گدی نشین ہوتے ہیں - ان کو بھی شرعی پابندی کی چنداں حاجت نہیں ہوتی - خاص کر مسئلہ زکوٰۃ سے تو ان کے کان بالکل ناآشنا ہوتے ہیں - پھر کچھ گروہ علماء کا ہوتا ہے - پہلے علماء بحمد اللہ بہتر جانتے - مگر آجکل کے علماء بسبب غربت کے رات دن اپنے کھانے کمانے کے فکر میں ہیں - اور اپنے دیگر محلہ داروں کی طرح دنیوی دھندوں میں مصروف ہیں - گو انہیں مول کے عوض میں جو انہیں اپنے محلہ داروں سے ملتے - نماز بھی پڑھا دیتے ہیں - انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کے مصداق کم ہوتے ہیں - امراء کا خوف محلہ داروں کا ڈر ان کو ہر وقت ستاتا ہے - خوشامدی بن کر تاویلات بیجا سے کام لیتے ہیں - کچھ عوام کا گروہ ہے - جن کو اپنی دنیاداری سے فرصت ہی نہیں - کہ دین کی بات کو سوچ سکیں - نیز ان میں اہل فہم کی کمی ہے - ایک گروہ اخبار نویسوں کا ہے جن میں اکثر اخبار کی اشاعت کی فکر میں ہیں - خواہ وہ قوموں کو آپس میں لڑانے سے حاصل ہو - خواہ قوت باہ اور جوانمردی کے اشتہار چھاپنے سے ہو - غرض ان کو اصل فکر ترقی اشاعت کا ہوتا ہے - اور مستثنیات تو ہر قوم میں ہوتے ہی ہیں - یہاں گفتگو اکثر کے متعلق ہے - خواہ تیز زبانی سے - خواہ کسی بڑے آدمی کے برخلاف شور و شغب اٹھانے سے ہو - مثلاً میاں اہلحدیث ہیں - کہ نام تو انہوں نے اہلحدیث رکھوایا ہے - مگر جو لوگ حدیث کی مخالفت میں سخت سے سخت دریدہ دہنی کر رہے ہیں اُن کی طرف توجہ نہیں کرتے - البتہ ہر اخبار میں احمدیوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ رکھتے ہیں - اور اسی میں اخبار کی اشاعت اور ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور ایسا ہی پیسہ اخبار ہیں جو اگرچہ مذہبی اخبار نہیں ہونے کے مدعی نہیں مگر مذہبی لوگوں کی طرح ہمارے متعلق دینی رنگ کے [illegible] مین کو پسند کرتے ہیں - انا للہ - بشرطیکہ ہمارے سلسلے کے خلاف وہ مضمون اور اس فرض کے ادا میں اوّل نمبر کے نہیں تو کسی سے کم بھی نہیں - ایسا ہی آریہ صاحبان کے اخبار ہیں - کہ کچھ نہ کچھ اناپ شناپ احمدیوں پر حملے کرتے رہنا ضروری خیال کرتے ہیں - کبھی لکھ دیتے ہیں کہ ان میں اختلاف ہو گیا - کبھی چھاپ دیتے ہیں کہ خلافت پر جھگڑا کھڑا ہو گیا - ایک آریہ ایک نوٹ لکھ دیتا ہے - دوسرے اس پر مزید در مزید حاشیے چڑھاتے ہوئے نشر و نقل کرتے چلے جاتے ہیں - اور بے سوچے سمجھے اخباروں کے صفحے کے صفحے سیاہ کرتے چلے جاتے ہیں -

غرض یہ سب گروہ ہیں - مگر ان کے علاوہ قدرت الٰہی سے ایک ایسی مخلوق بھی ہے - جو کچھ خوابیں دیکھتے رہتے ہیں - اور اپنے کشف اور الہام کے ذریعے عجیب عجیب خبریں اپنے اور دوسروں کے متعلق اڑاتے رہتے ہیں - جن میں سے کچھ خاموش ہوتے ہیں - اور ایک وقت تک خاموش رہتے ہیں - پھر جوش انہیں اٹھتا ہے - یہ جوش کبھی ابھرتا ہے - کبھی دبتا ہے - ممکن ہے کہ اُن میں سے بعض مرفوع القلم بھی ہوں مگر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں - جو انبیاء کا بھی مقابلہ کرتے ہیں - اور ہر نبی کے زمانے میں ایسے لوگ ہوتے رہتے ہیں - بائیبل میں ان کا نام فالگیر ہے اور جادوگر رکھا گیا ہے - امت محمدیہ میں مثلاً ابن صیاد جو ہمارے نبی کریم کے عہد مبارک میں مدعی رسالت ہوا - اور آپ سے اس نے خود مدینہ میں گفتگو کی - اور ان سے ان سے ایک مسیلمہ بھی تھا - امت موسویہ میں بلعم باعورا کا قصہ توریت و قرآن دونوں میں ہے - بلکہ قرآن کریم میں تو فرماتا ہے - آتینٰہ آیٰتنا - اور ہمیشہ ہر وقت ہر ایک مجدد کے وقت بھی ایسے لوگوں نے اپنا جوش دکھلایا - ایسے لوگوں کا کام یہ ہوتا ہے کہ کسی جماعت اور گروہ میں اختلاف ڈالیں - کچھ بے شغلے کم فہم ان کی ہاں میں ہاں ملا کر اُن کو ابھارتے رہتے ہیں - مگر یہ گروہ ہمیشہ ناکام رہتا ہے -

اس زمانہ میں ایسے لوگوں کی مثال میں چراغ الدین جمونی ہے - جو مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا تھا - مگر مرض طاعون سے نامراد مرا - فقیر مرزا جس کو حضرت مسیح موعودؑ کی ذلت اور موت کے متعلق الہام ہوا تھا - اور چند روز کے بعد خود ہی مر گیا - ایسا ہی ڈاکٹر عبدالحکیم بھی مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں - تیماپور کے مولوی عبداللہ مہدی بنتے ہیں - اور بھی کوئی کوئی فصلی ملہم کبھی کبھی ایک ہانک لگا دیتا ہے ایک مجنون قادیان میں بھی پھرتا ہے - اس میں شک نہیں - کہ یہ لوگ ایک حد تک قابل رحم ہوتے ہیں - اور ان کو چھیڑنا مناسب نہیں ہوتا اسی واسطے ہم ان کے متعلق چنداں اخبار میں کچھ ذکر نہیں کیا کرتے مگر دوسرے اخباروں کے اڈیٹر - رفقار مرادوں کے کارسپانڈنٹ ان لوگوں کے وجود کو بھی ہماری مخالفت کا معتد بہ ہتیار دکھلاتے ہیں - مومن کو چاہئیے - کہ اپنے ایمان کو استغفار اور دعاؤں کے ساتھ محفوظ رکھے -

(بدر)

دردمند دل کی ایک صدا

حضرت خلیفة المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۱ فروری ۱۹۱۲ء کو بعد درس کلام اللہ کھڑے ہو کر طلباء مدرسہ کو یہ نصیحت فرمائی - ایڈیٹر -

میں اس وقت ایک بات کے لئے کھڑا ہوا ہوں - جب میں بیعت لیتا ہوں - تو چھوٹے چھوٹے بچے میرے ہاتھ پر بیعت کے لئے ہاتھ رکھ دیتے ہیں - اور بڑی کثرت سے ہوتے ہیں - میں ان کو منع نہیں کرتا - میں پانچ مرتبہ قرآن کا درس دیتا ہوں - بیمار بھی ہوں - تمہاری بھلائی کے لئے پانچ مرتبہ درس دیتا ہوں - تمہارے ماسٹر تنخواہیں پاتے ہیں اور مجھ کو تم سے کسی اجر کی توقع نہیں - مجھ کو تم لوگوں سے محبت ہے میری خواہش ہے اور دعائیں کی ہیں - کہ تم میں سے کچھ دیندار بندے پیدا ہوں - یاد رکھو جب تک تم میں سے لائق لائق لڑکے پیدا نہ ہوں گے - تو اسلام کس طرح قائم رہ سکتا ہے - اللہ تعالیٰ نے تمام تمام نظام عالم کو سبب اور مسبب سے وابستہ کیا ہے - جیسے عالم اسباب میں کوئی کام بلا سبب نہیں - اسی طرح کوئی قوم جب تک ترقی کے اسباب پیدا نہ کرے - ترقی نہیں کر سکتی - باقی کھانے پینے وغیرہ میں کتے اور گدھے بھی مشابہ ہیں - عالم اسباب میں بڑا بننے کے لئے تم لوگوں کو بڑا بننا پڑیگا - کھانا نمک سے مزیدار ہوتا ہے - لیکن اگر نمک ہی بگڑ جائے تو کھانا کس طرح یہ تڑپ تمہارے ماسٹروں میں بھی نہیں - تم یہاں آکر کیا کرتے ہو - تم میں بہت سے جرات نماز پڑھتے ہیں - اسلام میں

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور نماز دو بڑے اصول ہیں - آج ایک لڑکا بیمار میرے پاس آیا - اُس کی بیماری اچھی نہیں - تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ تماکو کی کثرت استعمال سے اس کو یہ نقصان پہنچا ہے - میں نے اُس سے پوچھا - تم تماکو پیتے ہو - اُس نے جیب سے سگرٹ کی ڈبیہ نکال کر دکھائی - تم لوگوں سے اکثروں نے جنہوں نے میری بیعت کی ہے - بالخصوص نوجوانوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اگر تم ان عادات بد کو نہیں چھوڑ سکتے - تو ہمارا مدرسہ چھوڑ دو ہم کو تمہاری پرواہ نہیں ہے - تم چلے جاؤ - اللہ تعالیٰ ہم کو تم سے بہتر لڑکے دیدے گا - ایک لڑکا جس پر ہم نے ہزاروں روپے خرچ کئے تھے - اس نے مجھ کو خط لکھا کہ میں تمہارے مذہب سے پھرتا ہوں - اور آج سے تم سے قطع تعلق کرتا ہوں - میں نے اُس کو لکھا کہ تمہارا خوشی کا خط مجھ کو ملا - اللہ تعالیٰ تمہارے عوض ہم کو ایک جماعت عطا کریگا - کیونکہ وہ فرماتا ہے - مَنْ یَرْتَدَّ ..... دیکھو لا الٰہ الا اللہ پر پکے رہو - نمازیں پڑھو - گندے لڑکوں سے بچو - عادات بد مت پھیلاؤ - وہ لڑکے جو عادات بد کو نہیں چھوڑ سکتے - وہ بیشک چلے جائیں - ہم کو ذرا بھی پرواہ نہیں - تمہارے ماسٹر شائد گھبرائیں گے لیکن ہم نہیں گھبراتے -

ریویو

تحفہ بنارس برادرم صادق کا وہ لیکچر ہے - جو انہوں نے کاشی (بنارس) میں دیا تھا - یہ لیکچر نہایت قیمتی چیز ہے - اس میں تبلیغ اسلام اور تبلیغ سلسلہ کا حق بہت عمدگی سے ادا کیا گیا ہے کہیں کہیں عیسائی صاحبان کی بھی خصوصیت سے ضیافت کی ہے - اس قسم کے رسالے مفت شائع ہونے مناسب ہوتے ہیں - اور اگر احباب متعدد کاپیاں لیکر اپنے ہندو دوستوں کو بھیجیں - تو مفید ہو - خصوصاً بنارس اور اس کے نواح میں تو ہزاروں کاپیاں پھیلا دینی چاہئیں عمدہ کاغذ پر چھاپا گیا ہے - ۲؎ قیمت پر دفتر بدر سے لو -

رسالہ اردو اس نام کا ایک ماہواری رسالہ جالندھر شہر سے مولوی فتح محمد خان صاحب جالندھری کی ایڈیٹری سے شائع ہونے لگا ہے - مولوی فتح محمد خان صاحب ایک مشہور اہل قلم اور اہل لسان بزرگ ہیں - رسالہ اردو کے ذریعہ اردو زبان کی بہترین خدمات کی توقع کرنا نامناسب نہیں ہے - وہ لوگ جو اردو زبان کے لئے لچھے دار مضامین لکھا کرتے ہیں - اور اس کے بقا اور قیام کے لئے جدوجہد کیا کرتے ہیں اگر انہوں نے رسالہ اردو کی سرپرستی نہ کی - تو صاف سمجھا جائے گا - کہ اُن کا رونا دھونا محض خیالی اور نمائشی ہے - اس رسالہ کی قیمت صرف تین روپیہ سالانہ ہے - جالندھر شہر سے ملیگا -

شیٔ قدیر (اللہ ہر چیز پر قادر ہے) پڑھنے میں بڑے دلیر ہیں۔

کچھ داؤد و سلیمان علیہم السلام کی نسبت

سورۂ ص میں چند آیات کے معانی نہ سمجھنے کی وجہ سے حضرت داؤد پر تہمت لگا دی ہے کہ آنحضوں نے ایک بی بی کے خاوند کو جنگ میں بھوا کر مروا دیا اور اس کی بی بی سے نکاح کر لیا۔ اور فرشتے انہیں سمجھانے آئے۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ وہ ملائکہ نہ تھے بلکہ دشمن تھے کہ دیواریں پھاند کر آپ کے مکان میں گھس آئے تھے۔ آپ بہت گھبرائے کہ ملک میں انار کسٹوں کا غلبہ ہے اور وہ یہانتک دلیر ہو گئے ہیں کہ شاہی خیموں میں گھس آنے میں تامل نہیں کرتے۔ مگر معاً شاہی رعب ان پر غالب آیا اور انہوں نے ایک جھوٹی بات بنالی۔ آپ نے نہایت متانت سے انہیں جواب دیا۔ اور ظن داؤد انما فتناہ فاستغفر ربہ کے یہ معنی ہیں کہ جب داؤد نے یقین کیا کہ رعایا میں بغاوت اور بدامنی کا زور ہے تو سمجھا کہ کوئی کمزوری اور نقص ہے جس کی وجہ سے [illegible] کے رعب و جلال میں فرق آ رہا ہے۔ اس نے خدا سے مغفرت طلب کی اور خدا کے حضور گر پڑے تو خدا نے آپ کی حفاظت کی اور اپنے تسلی بخش کلام سے ممتاز فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ خلیفہ تو ہم نے تجھے بنایا۔ ان لوگوں کی شرارتوں کا کیا خوف اور کیوں پریشان ہوتے ہو تم حق حق فیصلہ کرتے جاؤ اور عدل و انصاف پر قائم رہو تمہاری ہی فتح ہو گی۔

حضرت سلیمان کی نسبت بعض لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ آپ کی عصر کی نماز قضا ہو گئی۔ تو گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں کو تلوار سے اڑا دیا۔ یہ مجنونانہ فعل ایک نبی کی شان سے بعید ہے۔

بات یہ ہے کہ آپ گھوڑوں کا معائنہ فرما رہے تھے آپ نے فرمایا کہ حب بھی دو قسم کی ہے۔ بعض حبیں دکھ کا موجب ہوتی ہیں جیسے عشق۔ مگر میری یہ حب جو ان گھوڑوں سے ہے پسندیدہ حب ہے۔ کیونکہ ان سے میں اپنے مولا کو یاد کرتا ہوں۔ حدیث شریف میں آیا ہے الخیل معقود فی نواصیھا الخیر الی یوم القیامۃ آپ خدا تعالیٰ کے فضل و احسان بیان کرنے میں مشغول رہے اتنے میں گھوڑے سامنے سے گذر گئے۔ (توارت بالحجاب) آپ نے فرمایا انہیں پھر واپس لاؤ۔ جب پھر گذرنے لگے تو آپ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ گھوڑوں کو پیار کرنے کا یہی طریق ہے۔ اگر مسح کے معنی تلوار مارنے کے ہی ہوں تو پھر سب سے پہلے وضو کرنے والے [illegible] اپنی گردن کاٹ لیا کریں۔

آپ ہی کے متعلق القینا علی کرسیہ جسداً ثم اناب آیا جس سے مراد یہ ہے کہ آپ کا بیٹا نالائق تھا اور ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی

ہے اور رضاء و قرب الٰہی کا مقام ہے۔

ایوب صابر

دوسری کتابوں کے قصے اور خدا کی کتاب میں جو واقعہ گذشتہ بیان ہو اس میں فرق یہ ہے کہ خدا کی کتاب میں صرف قصہ نہیں ہوتا۔ بلکہ بتایا جاتا ہے جو ایسا کریگا وہ بھی انہیں انعامات سے سرفراز ہوگا۔ چنانچہ وذکریٰ لاولی الالباب اور کذالک نجزی المحسنین ایسے پاک کلمات سے اُن کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

حضرت ایوب کے صبر کا بیان کیا ہے۔ انبیا علیہم السلام خدا کے حضور بڑے ادب سے کام لیتے ہیں۔ وہ کسی دکھ کو اس کی طرف منسوب نہیں کرتے۔ جب وہ خدا کے حضور اپنی تکالیف کے متعلق گڑگڑائے تو ارشاد ہوا ارکض برجلک یعنی اپنی سواری کو اس سرزمین کی طرف پھیر جہاں آپ کے لئے آرام کے سامان مہیا ہیں۔ اور وہاں اہل و عیال اور احباب اس کی مثل دئے جاوینگے۔ اور اپنی سواری کو درخت کی ایسی شاخوں سے جن کے ساتھ پتے بھی ہوں چلائے جا مگر اسے ضرر نہ پہنچا۔ یہ دراصل ایک پیشگوئی تھی نبی کریم صلعم سے بھی ایسا ہی معاملہ پیش آنیوالا تھا۔ چنانچہ آپ نے بھی مکہ سے ہجرت فرمائی۔ اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے بہت سے اہل اور وفادار احباب پائے اب بھی جو خدا کی راہ میں ہجرت کرے اس کے لئے امن و آسائش بموجب وعدہ الٰہی یجد فی الارض مراغماً کثیراً وسعۃ موجود ہے۔ اور اگر خیال نہ کرے کہ اگر میں اپنا گھر یا اپنے رشتہ دار چھوڑ کر جاؤنگا تو نقصان اٹھاؤنگا خدا تعالیٰ ایسے شخص کو بہتر سے بہتر احباب اصحاب اور رشتہ دار دیگا۔

راستباز کی پہچان

کسی نبی کسی مامور کے دل میں یہ خواہش پنہاں نہیں ہوتی کہ میں لوگوں کا حاکم بنوں اور بڑا آدمی کہلاؤں وہ مخلوق سے کنارہ کش اور گوشہ نشین ہوتے ہیں پھر خدا تعالیٰ انہیں اپنے حکم سے نکالتا ہے۔ تو وہ مجبور ہو کر پبلک میں آتے ہیں۔ حضرت موسیٰ کو دیکھو کہ آپ کے دل میں ہرگز یہ بات نہ تھی کہ میں قوم کا امام بنجاؤں چنانچہ ارشاد ہونے پر عذر و معذرت کرتے اور اپنے بھائی کو افصح منی سے پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح نبی کریم صلعم فرماتے ہیں ما کان لی من علم بالملاء الاعلیٰ اذ یختصمون مجھے کیا علم تھا کہ ملاء اعلیٰ میں میری نبوت کی نسبت کیا مباحثات ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ ہر مامور کی بعثت پر آسمانوں میں بڑی بحث ہوتی ہے

پھر ہر نبی کے لئے ایک نہ ایک بڑا دشمن اٹھتا ہے جسے ایک وقت مقررہ تک مہلت دیجاتی ہے تاکہ اپنا زور لگا لے اور اپنے تمام قویٰ اور لاؤ لشکر کے ساتھ ناکام رہکر ثابت کر دے کہ یہ مامور حقیقی خدا کا برگزیدہ ہے۔

اسی نبی کے ہر ایک قول و فعل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بناوٹ اس میں بالکل نہیں اس کی کوئی بات بناوٹ سے نہیں ہوتی۔ اور نہ اس کا کوئی فعل تکلف سے ہوتا ہے۔ اور نہ وہ خلقت کو نصیحت و نیوی فائدہ اٹھانے کی امید یا نیت پر کرتے ہیں۔ بلکہ وہ بار بار اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا اجر اللہ پر ہے۔ چنانچہ سیدنا و مولٰنا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو سنا دو ما اسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین

اسی معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے آپ اپنے بارے میں لکھتے ہیں۔

ابتدا سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھکو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار
پر مجھے تونے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
میں نے کب مانگا تھا تیرا ہی ہے سب برگ و بار

اور آپ میں تکلف اور بناوٹ نام کو نہ تھی اس کی شہادت ہزاروں آدمی دے سکتے ہیں نہ تقریر میں کوئی بناوٹ تھی نہ تحریر میں نہ لباس میں اور ان اجری الا علی اللہ پر جو عمل فرمایا وہ تو اب بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ اپنے لئے باوجود اس قدر روپیہ کے آنے کے کوئی جائداد نہیں خریدی۔ اور نہ کوئی نفع اپنی ذات کے لئے مخصوص کیا۔

اللھم صل علی محمد و علی عبدک المسیح الموعود

جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مؤرخوں نے دروغ بافیوں کی انتہا کر دی تھی۔ پادری سے انگلستان کی [illegible] روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرہ سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے جو صرف [illegible] سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی تاریخی۔ فلسفی تمدنی اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے اس حصہ بالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے نمونہ کا پرچہ مہر کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔ [illegible]

مسلمانوں کا مشیر

اخبار المشیر ہے جو اُن کے ملکی اور قومی حقوق کا محافظ اُنکی تمدنی برائیوں کا مصلح اُن کی تعلیم کا حامی اُنکی اتحادی زندگی اور عملی۔ اخلاقی اور مذہبی اور روحانی مذاق پیدا کرنیوالا ملک بھر میں اپنی طرز کا نرالا ہفتہ وار اخبار ہے قیمت صرف تین روپیہ سالانہ

المعلن منیجر اخبار المشیر مراد آباد

لاہور میڈیکل کالج کے پروفیسروں کو پریکٹس کی ممانعت

میڈیکل کالج لاہور کے پرنسپل صاحب نے کالج مذکور کے بعض ہندوستانی پروفیسروں کے نام ایک نرالا اور بھنڈا حکم جاری کیا ہے کہ وہ آئندہ اپنی پرائیوٹ پریکٹس کو جاری نہ رکھیں اس حکم کے وجوہات خواہ کچھ بھی ہوں مگر اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ اس حکم کو لاہور کی تمام دیسی آبادی نے نہایت ناراضگی اور کراہت سے دیکھا ہے۔ میڈیکل کالج لاہور کو قائم ہوئے ایک لمبا زمانہ گذر گیا اور بیسیوں پروفیسر یکے بعد دیگرے یہاں آئے اور کبھی کسی حال میں بھی پروفیسروں کے طبی مشورے سے پبلک کو محروم نہیں کیا گیا۔ ہسپتال کے اوقات مقرر ہیں اور اس کے بعد عوام بھی وہاں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے چہ جائیکہ متوسط الحال اور کاروباری آبادی اس سے فائدہ اٹھا سکے اس کی ایک ہی صورت تھی اور ہے اور یہی کہ وہ تجربہ کار پروفیسر اپنے خارجی اوقات میں اپنی طبی خدمات سے پبلک کو فائدہ پہنچائیں۔ یہی دستور اب تک چلا آیا ہے اور اس میں کسی تبدیلی کا واقع ہونا نہ صرف عام ناراضگی کا موجب ہے بلکہ پبلک کی قیمتی زندگیوں کو نقصان پہنچانا ہے۔ لاہور کے ان پروفیسروں میں وہاں سے کرم بھائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی ہیں جن کی طبی قابلیت کے ذریعہ عام نفع رسانی کا شہرہ ہو رہا ہے۔ جہاں جہاں ان لوگوں نے کالج میں آنے سے پہلے کام کیا ہے وہاں کے باشندے اب تک اس کی شہادت دے سکتے ہیں کہ انھوں نے کس ہمدردی اور شفقت کے ساتھ اپنے [illegible] فرض کو پورا کیا ہے۔ وہاں سکھ پایا

لاہور کی صحت کی جو حالت ہے وہ میونسپل کمیٹی لاہور میں پیش ہونے والی تجاویز سے عیاں ہے ایسی حالت میں ان قابل ڈاکٹروں کے طبی مشورے سے پبلک کو محروم کر دینا ایک سخت ظلم ہے اور ایسی فروگذاشت ہے جس کی تلافی بہت جلد ہونی چاہئے۔ ایسے حالات میں کہ لاہور کی آبادی بڑھ رہی ہے اور وہاں کے متوسط الحال اور شریف لوگوں کو ان ہندوستانی ڈاکٹر صاحبان کے وجود سے خواہ وہ ہندو ہیں یا مسلمان ایک قیمتی مدد مل رہی ہے مناسب تو یہ تھا کہ ان لوگوں کو گورنمنٹ کی طرف سے خاص الونس دئے جاتے تاکہ وہ پبلک کی خدمات کے لئے اپنے اوقات کو اور بھی فارغ کر سکتے مگر برخلاف اس کے انھیں اس پریکٹس سے بھی روکا جاتا ہے جو وہ پہلے سے کر رہے ہیں علاوہ اپنی جیب سے اکثر اوقات نہایت قیمتی ادویات غربا کو تقسیم کرنے اور بعض صورتوں میں ان کے دیگر اخراجات کو بھی برداشت کرتے ہیں غرض یہ حکم سراسر لغو اور نقصان دہ ہے اور ہندو مسلمان اخبارات اس کی لغویت کو ظاہر کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ لاہور میں ہندو مسلمانوں کے متفقہ جلسے کئے جاویں اور اس حکم کی لغویت کو پبلک آواز کے ذریعہ گورنمنٹ کے کانوں تک پہنچایا جاوے اور نہ صرف لاہور میں بلکہ پنجاب اور ہندوستان کے مختلف حصوں میں ایسے جلسے ہونے چاہئیں بالاخر سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ سے ایسی توقع کرنی فضول نہیں ہے کہ وہ اس بے فیضی اور لغو حکم کو منسوخ کر کے لاہور کی آبادی کو خصوصاً اور کل اہل ملک کو عموماً شکر گذاری کا موقع دینگے ✤

ایک زناری کی کمائی وقف ہو رہی ہے

بٹالہ ضلع گورداسپور سے یہ حیرت انگیز خبر آئی ہے کہ مساۃ ارو ڈی کنجری کا ساری عمر کا اندوختہ جو اس نے حرامکاری سے جمع کیا تھا انجمن اسلامیہ بٹالہ کے بعض نادان دوست انجمن مذکور کو اسلامی اغراض کے لئے بصیغہ وقف دلانے کی کوشش کر رہے ہیں ہم ان لوگوں کی نیت پر حملہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں پاتا۔ مگر اتنا ضرور کہونگا کہ اس سے انجمن اسلامیہ ہی کی سخت ذلت اور توہین نہ ہوگی بلکہ اسلام کا مضحکہ اڑایا جاویگا کہ ایک ایسی عورت کا مال جو اپنی عمر بھر فسق و فجور میں مبتلا رہی اور جو اس نے خدا تعالیٰ کے احکام کی صریح خلاف ورزی اور عفت سوزی سے حاصل کیا ہے وہ ایک ایسی انجمن کے سپرد ہو جو مسلمانوں کے لئے بہترین نمونہ ہونی چاہئے ایسے مال لیکر گویا انجمن دوسرے لوگوں کو شوق دلاتی ہے کہ وہ بھی حرامکاری یا سود یا شراب فروشی جوئے وغیرہ کے ذریعہ سے ناجائز اموال پیدا کریں۔ اور انجمن کو بغرض ثواب دیدیں۔ یہ برا نمونہ اور قابل شرم کارروائی بٹالہ کی انجمن کے لئے کلنک کا ٹیکا ہوگی۔ انجمن مذکور کو اس مال کے لینے سے پہلے علماء سے صاف الفاظ میں فتویٰ حاصل کرنا چاہئے میں مفتی یا قاضی نہیں اور فتویٰ دیتے ہوئے بہت کچھ خوف خدا سے کام لینا چاہئے۔ اس لئے اس کے متعلق کوئی فتویٰ دینے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ بجز اس کے کہ اس کی کراہت ظاہر ہے اور مال حرام کا وقف شرعاً جائز نہیں معلوم ہوتا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مال مذکورہ کے لئے باضابطہ مقدمہ بازی شروع ہو گئی ہے انجمن کو کیا ضرورت ہے کہ اس خبیث مال کے لئے لوگوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی کو خرچ کرے وہ اس مال کو الخبیثات للخبیثین پر عمل کر کے چھوڑ دے (ہمارے خیال میں ہمیں اس کا مضحکہ نہ اڑانا چاہیے ان لوگوں کو جو اس مال کے وارثان بازگشت ہیں) بھی یہ کہنے سے نہیں رک سکتا کہ اگر ان میں اب تک وہی عمل جاری ہے جس سے اس نے یہ مال پیدا کیا ہے تو وہ خوف خدا کریں اور توبہ کریں اور پاک اور طیب مال کمائیں اس میں ان کے لئے بہتری اور بھلائی ہوگی۔ نہ صرف ان کی عاقبت سنور جائیگی بلکہ وہ خدا کے فضل سے دنیا میں بھی سرخرو ہو جائینگے۔ غور تو کرو کہ اس مال حرام نے اس زانیہ کو کیا نفع دیا جو تم اس سے توقع کرتے ہو۔ اس کا پہلا کرشمہ تو یہی ہے کہ مقدمہ بازی کی نوبت آئی۔ پھر انجام تک خدا جانے کیا ہو ایسے اموال کا ایک ہی مصرف ہماری سمجھ میں آتا ہے کہ آریوں اور عیسائیوں کی ان کتابوں کے جوابات چھاپ کر مفت تقسیم کئے جائیں جو انھوں نے اسلام کی مخالفت میں لکھی ہیں کیونکہ اس وقت جہاد بالقلم ہے

بہر حال اس مال کو انجمن گوشت خردندان سگ سمجھ کر چھوڑ دے اور وارثوں کو نیک نصیحت کرے اور اس مال کے اس طریق پر خرچ کرنے کا مشورہ دے جو علماء کے نزدیک صحیح ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ خان بہادر میاں غلام فرد صاحب پریسیڈنٹ انجمن اسلامیہ بٹالہ اس وقف کے خلاف ہیں۔ اور انھوں نے عام مجمع میں [illegible] پر اور سٹیشن بٹالہ پر بزور کہا کہ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ رو ڈی کا مال حرام انجمن کے لئے لیا جاوے۔ بہر حال ضرورت ہے کہ اس سوال پر انجمن اسلامیہ بٹالہ دینی پہلو سے غور کرے اس کے متعلق بٹالہ سے ایک مختصر سی مراسلت بھی پہنچی ہے جو درج ذیل ہے

"مساۃ ارو ڈی کنجری (فاحشہ عورت) جو تھوڑے دنوں سے بہت سا مال منقولہ و غیر منقولہ بٹالہ میں چھوڑ کر مری ہے بجز سوائے زنا کے اور کوئی ذریعہ آمدنی نہیں رکھتی تھی سنا جاتا ہے کہ ایک بزرگ اس کے متروکہ مال حرام کو بطور وقف کے انجمن اسلامیہ بٹالہ کو دلانے کی کوشش کر رہے ہیں معلوم نہیں کہ اس میں اصلی غرض کیا ہے کہ انجمن اسلامیہ کو ایسے مال کا لینا شرعاً ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے کیونکہ مال حرام وقف اور اسلامی اغراض میں خرچ نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے [illegible] مال کے لینے میں انجمن اسلامیہ کی سخت بدنامی بلکہ مسلمانوں کی پیشانی پر ایک بدنما دھبہ ہوگا۔ اگرچہ مسلمانوں پر چاروں طرف سے ادبار کی دھواں دھار گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں مگر تاہم یہاں تک نوبت نہیں پہنچی کہ اسلامی اغراض کے لئے ایسا مال حرام ہی لیا جاوے۔ اور شراب کا وقف شرعاً جائز ہے جو ایسے مال حرام کا وقف جائز ہو جاوے کیا اسلام پاک کے کام سوائے ایسے ناپاک مال کے چل ہی نہیں سکتے۔ ہم توجہ دلاتے ہیں کہ بزرگ موصوف اور انجمن اسلامیہ بٹالہ ایسے مال کے لینے سے قطعی پرہیز کریں اور اسلامی اخبارات ایسے امور کے انسداد اور مخالفان اسلام کے حملوں سے اسلام پاک کو بچانے کے لئے اپنا زور قلم دکھائیں۔

راقم ایک خیر خواہ انجمن اسلامیہ بٹالہ"

حضرت صاحب کی کتابوں کی اشاعت کرو

ہمیں احباب کے معلوم ہونے سے بہت افسوس ہوا کہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں کی فروخت بہت کم ہوتی ہے ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ ان کے متعلق اشتہار نہیں دیا جاتا۔ جیسے احباب سب خرید چکے ہوں اور نئے بیعت کنندے ان کی فہرست سے ناواقف ہوں۔ بہرحال ان کتابوں کی کثرت اشاعت کیطرف احباب کو توجہ کرنا ازبس ضروری ہے۔ حضرت میر صاحب نے اسپر دو مضمون لکھے ہیں ایک نظم میں اور ایک نثر میں حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی مضمون انکو سنکر فرمایا ہے اس پر توجہ نہیں اتنا ضرور کہونگا کہ توجہ دلانے کی شکل ہوتی ہے۔ جب تک احباب ان کتب اور ریویو پر توجہ نہیں فرمائینگے کام نہیں چلیگا۔ ہم انشاء اللہ وقتاً فوقتاً حسب ضرورت حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کی فہرست اخبار میں شائع کرتے رہینگے۔ بہرحال وہ مضمون درج ذیل ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمدیوں سے ناصر کی اپیل

ہر احمدی کے سامنے میرا اپیل ہے
کیوں احمدی کتب کی اشاعت قلیل ہے
کیا دلربا کلام ہے کیسے نفیس و پاک
دعوی نہیں ہے کوئی کہ جو بے دلیل ہے
بعضی عبارتوں میں ہے کافور کا مزا
اور بعض میں ملی ہوئی کچھ زنجبیل ہے
انگور جلتے ہیں بہشتی انار و سیب
ہے نہر شیر و شہد کی یا سلسبیل ہے
ہیں نخل باحلاوت و کیلے ہیں بامزا
آب رواں کہیں ہے کہیں چاہ جمیل ہے
حور و قصور ہیں کہیں غلمان ہیں کہیں
ہر اک طرح کی رحمت رب جلیل ہے
دوزخ سے باز رکھتی ہے جنت کی رہنما
ہر اک کتاب گویا کہ زندہ خلیل ہے
شہباز علم و فضل ہے مہدی کا ہر کلام
اعدا کی جو کتاب ہے وہ مثل چیل ہے
عیسیٰ کا ہے کلام بہت عز و شان کا
اس کے مقابلہ میں جو ہے وہ ذلیل ہے
مہدی کا ہے کلام خدا کیطرف سے بس
گویا زبان سے بول رہا جبرئیل ہے
سلطان ہے تم کا ہمارا وہ پیشوا
عیسیٰ کا احمد رسول خدا کا مثیل ہے
اس کی ہر ایک کتاب میں ہے نور و معرفت
عارف وہ تھا خدا کا یہ اس پر دلیل ہے
اے دوستو تم اس کی کتب سے اٹھاؤ فیض
اب زندگی کا عرصہ عزیزو قلیل ہے
میرے پیارو چھوڑ دو تم قصہ خوانیاں
پڑھ پڑھ کے قصہ ہوتی طبیعت علیل ہے
پہچانو اس امام کو اس کا پڑھو کلام
جو راہ وہ بتاتا ہے حق کی سبیل ہے
کیوں اس کی ہر کتاب کو لیتے نہیں ہو تم
کس واسطے تمھاری طرف سے یہ ڈھیل ہے
ناصر کا ہے کلام عزیزوں کو مثل گل
اور دشمنوں کی آنکھ میں مانند کیل ہے

حضرت مسیح و مہدی علیہ السلام کی کتابیں جن میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے نور و برکت ہے اور جو قریباً اللہ تعالیٰ کی تحریک سے لکھی گئی ہیں اور جن میں اکثر عبارتیں بالکل الہامی ہیں جن کے پڑھنے سے ایمان بڑھتا ہے اور دل منور ہوتا ہے علم میں ترقی ہوتی ہے اور قوت استدلال زیادہ ہوجاتی ہے اور جن کا خریدنا اور پڑھنا یا مخالفین میں تقسیم کرنا سراسر کار ثواب ہے آجکل ان کا خریدنا احباب نے چھوڑ رکھا ہے اور کتابوں کا ذخیرہ ردی کیطرح کوٹھریوں میں جمع پڑا ہوا ہے جسکو چوہے اور دیمک کا اندیشہ ہے اس کا زیادہ تجربہ گذشتہ جلسہ پر ہوا کہ مثل سابق کتابیں نہیں بکیں بلکہ کسی نے آکر پوچھا بھی نہیں اور دوسرے لوگوں کے رسالے جو مثل حشرات الارض آجکل شائع ہو رہے ہیں جنکا شمار شاید کہ سو تک پہنچ چکا ہے۔ وہ دست بدست فروخت ہوتے رہے ان کے شائق کم تھے اور سستی کے خریدار بہت روحانی حلوا کم بکا اور پکوڑے زیادہ ایسی کم توجہی حضرت صاحب کی کتابوں کی خریداری میں احمدیوں کو مناسب نہیں ہے شمع کے مقابلہ میں جس طرح کرمک شب تاب کی کچھ قدر نہیں ہوتی اور وہ روشنی کا پورا فائدہ نہیں دیتا اسی طرح حضرت صاحب کی کتابوں کے مقابلہ میں اور کتب و رسائل کا حال ہے۔ جسقدر ان میں روشنی ہے وہ تو حضرت صاحب ہی کی کتب سے اخذ کیگئی ہے اور جو کچھ ان مصنفین کا ہے وہ مغشوش ہے۔ کسی کا شعر ہے جب اصل ملے تو نقل کیا ہے۔ یہاں وہم و خطا کا دخل کیا ہے۔ لیکن میرے خیال میں کچھ گرانی قیمت کتب حضرت صاحب ابھی مانع خریداری ہے اور دیگر کتب و رسائل چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور تھوڑی تھوڑی قیمت پر بکتے ہیں۔ لہذا لوگ انھیں بآسانی شوق کر خرید لیتے ہیں۔ انھیں گراں نہیں گذرتا لیکن یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ حضرت صاحب کی کتابیں تو گویا اصلی چاندی ہیں اور دوسری کتابیں جرمن سلور جیسا کہ اصلی اور نقلی اشیا کا فرق ہوتا کجا اصلی۔ کجا نقلی۔ دونوں میں جب چیز کا فرق ہے تو قیمت کا فرق بھی ضروری لابدی ہے۔ نیز حضرت صاحب کی کتابیں اکثر بڑی ہوتی ہیں اور دوسروں کی چند ورقی کتابیں ہوتی ہیں پھر قیمت کیونکر برابر ہو۔ اصل مطلب یہ ہے کہ احمدی احباب چشم بصیرت وا کریں اور عقل و خرد کی رہنمائی سے غور و تامل فرمادیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے ایسا ہی ہونا چاہیے۔ یا یہ ان کی غلطی ہے مجھے امید ہے کہ آئندہ احباب تلافی مافات کرینگے۔ اور خرید کتب حضرت صاحب میں سستی اور تغافل نہ فرمائینگے۔ اس ذخیرہ کو جو قادیان میں مثل ردی کے پڑا ہوا ہے دنیا کو متمتع ہونیکا موقع دینگے۔ زندگی کا اعتبار نہیں موسم بہار ہمیشہ نہیں رہتا جب خود حضرت صاحب انتقال فرما گئے تو کیا ان کے دیکھنے والے ہمیں بیٹھے رہینگے۔ آخر یہ موجودہ لوگ بھی ایک دن کوچ کر جائینگے حضرت صاحب تو اپنا کام کر گئے کتابیں تصنیف کیں ان کو چھپوایا اب تمھارا کام یہ ہے کہ ان کتابوں کو خریدو اور پڑھو اور لوگوں کو پڑھاؤ۔ اپنے یا دوستوں کو اور اغیار کو دو۔ تاکہ تمھاری طرح ان کی بھی آنکھیں حق کھلیں اور تمھاری طرح وہ بھی اس پاک جماعت میں داخل ہوں اور یہ جماعت بڑھے پھولے اور پھلے۔ اور تمھیں اشاعت اور اعانت کا اجر ملے اور خدا کی جناب میں تم سرخرو اور سرفراز ہو۔ اور تمھارا انجام بخیر ہو۔ اور نیز یہ بھی عرض ہے کہ علاوہ حضرت صاحب کی کتابوں کے رسالہ ریویو بھی کوئے گمنامی پڑا ہوا ہے اس کے خریدار بھی بہت کم ہو گئے ہیں اور رسالوں اور اخبار کی اشاعت زیادہ ہوتی جاتی ہے اور ریویو کی اشاعت روبکمی ہے یہ کیسا ظلم ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بجز جماعت کی دینی سستی کے اور کیا سمجھا جاوے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت صاحب نے اپنی زندگی میں ریویو کی خریداری کی سفارش فرمائی تھی اور لکھا تھا کہ دس ہزار اس کے خریدار ہوں۔ لیکن ہماری جماعت نے ترقی معکوس فرمائی۔ مجھے امید ہے کہ ریویو کے پورے دو ہزار خریدار بھی ہوں۔ یہ نہایت درجہ کی غفلت ہے اس غفلت و سستی کے دور کرنے کے لئے کوئی توجہ احباب کو کبھی دلائی گئی ہے میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے ڈالا لہذا میں نے احباب کی خدمت میں تحریک کر دی۔ اب اس کا قبول فرمانا یا نہ فرمانا احباب کے اختیار میں ہے۔ اور اصل میں ہر کام اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے وہ چاہیگا تو یہ میری تحریک کارگر ہو جاویگی اور سب احمدی بھائی بکشادہ دلی اسے منظور فرمائینگے۔ کتابیں بکنی شروع ہو جاوینگی اور ریویو کے لئے درخواستیں آنے لگینگی۔ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ حسبنا اللہ نعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر

ناصر نواب از قادیان

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی نہ حاصل کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح (مد ظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپکی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں یا ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے اب تک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے

ہدیہ فی پارہ (عہ) ایک روپیہ

نوٹ

آٹھ پارے طیار ہیں آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ (سے) مع محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔

از دفتر الحکم قادیان

جلد ۶ نمبر ۹

الحکم

۷ مارچ ۱۹۰۲ء

قادیان دار الامان

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۵ر
خواص سے .. .. عہ
ہندوستان سے باہر ۶ر
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۲ر

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ...
بعالیجناب سید حامد شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ

مطبع انوار احمدیہ قادیان دار الامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و مالک و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی ایک نئی شہادت

ایک نئی حدیث اس بارہ میں کہ مسیح موعود امام مہدی ہوگا

صداقت کی یہ ایک بڑی بھاری دلیل ہے۔ کہ جس طرف سے دیکھو اس کی تائید میں ثبوت مہیا ہوتے جاتے ہیں۔ جھوٹا ممکن ہے۔ کہ ایک دو باتوں کو توڑ موڑ کر اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کرے مگر اُس کی ایسی تاویلیں ایک دو امور تک چل کر آگے بند ہو جاتی ہیں۔ مگر صادق کی صداقت ہر ایک پہلو سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی ہے جس طرف دیکھو اُس کی سچائی کا ثبوت ملتا ہے۔ ایک جھوٹے مدعی نبوت کا قصہ مشہور ہے۔ جس کا نام لا تھا۔ جب اُس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو لوگوں نے اس سے سوال کیا۔ کہ تو کس طرح نبی ہو سکتا ہے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ لا نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی (صاحب شریعت) نبی نہیں آئے گا۔ اُس نے جواب دیا کہ یہ حدیث میرے نبی ہونے کا ثبوت ہے۔ مگر یہ اس طرح نہیں۔ جس طرح اب تک لوگ اس کو پڑھتے آئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل یہ فرمایا تھا کہ لا نبیٌّ بعدی یعنی میرے بعد ایک نبی پیدا ہوگا۔ جس کا نام لا ہوگا۔ مگر ایک حدیث کو تو اُس نے بگاڑ کر اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کر لیا۔ پر اُس کی یہ کاروائی یہاں تک ہی ختم ہو گئی۔ کوئی اور شہادت وہ اپنے دعوےٰ کی تصدیق میں پیش نہ کر سکا۔ نہ کوئی آسمانی نشان اس کی تائید میں ظاہر ہوا۔ نہ پیشگوئیوں نے اُس کے دعوےٰ پر تصدیق کی مُہر لگائی۔ نہ وہ کوئی ایسی قرآنی آیت اور حدیث پیش کر سکا۔ جن میں اُس کے آنے کے علامات بیان کئے گئے ہوں۔ اور وہ اُس کے زمانہ میں پورے ہوئے ہوں۔ اور نہ خدائے تعالیٰ نے اپنی تائید کے ذریعہ اُس کی سچائی کی شہادت دی۔ اور وہ ناکام و نامراد ہو کر مر گیا۔ اُن کی سچائی پر آسمان بھی گواہی دیتا ہے اور زمین بھی **الوقت الوقت** پکار کر اُن کے سچا ہونے کی شہادت دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا کلام اُن پر نازل ہوتا ہے۔ جس میں زبردست پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ جو اپنے وقت پر منہاج نبوت کے مطابق پوری ہو کر اُن کی سچائی کی شہادت دیتی ہیں پہلے نبیوں کے مقرر کردہ نشانات اُن کے وقت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ اُن کی تائید کرتا ہے اور اُن کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ غرض ہر ایک رنگ میں اُن کی صداقت اپنے تئیں ظاہر کرتی ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں خدا کا مسیح اور مہدی ظاہر ہوا۔ تو اُس نے اپنے دعویٰ کی تائید میں ہزاروں دلیل ایسی پیش کیں۔ گذشتہ انبیاء کی بیان کردہ پیشگوئیاں اس پر منطبق آ گئیں۔ قرآن شریف کی سینکڑوں آیتوں نے اُس کے منجانب اللہ ہونے کی گواہی دی۔ آسمان پر نشان ظاہر ہوئے۔ زمین نے گواہی دی۔ ہزاروں لوگوں نے اپنے رؤیا صالحہ اور سچے الہاموں کے ذریعہ اُس کی صداقت کی شہادت دی۔

خدائے تعالیٰ سے الہام پاکر اُس نے سینکڑوں پیشگوئیاں شائع کیں۔ جو اُسی طرح پوری نکلیں۔ جس طرح خدائے تعالیٰ کے نبیوں کی پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں۔ چنانچہ ان دنوں میں ہی دہلی میں ملک معظم قیصر ہند کے ہاتھ سے خدائے تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کو بیّن طور پر پورا کر دیا۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کی ہر رنگ میں تائید کی آپؑ نے علمی دُنیا کو اپنے معجزے دکھائے۔ آپؑ نے پولیٹیکل دنیا کو بھی نشان دکھا کر اُن پر حجت پوری کی۔ ہر قوم کے مقابل میں آپؑ نے نشان دکھلائے۔ ہر ایک میں آپؑ کے نشان ظاہر ہوئے۔ اور روز بروز ظاہر ہو رہے ہیں۔ آپؑ کی پیشگوئیوں اور پرانی پیشگوئیوں کے مطابق طاعون دُنیا میں ظاہر ہوا۔ زلزلوں نے زمین کو ہلا دیا۔ جنگوں نے دُنیا کو قیامت کا نمونہ دکھا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ نشانات آپؑ کے وقت میں ظاہر ہوئے۔ اور آپؑ کی پیشگوئیاں آپؑ پر صادق آئیں۔ آپؑ نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ مَیں ہی مسیح ہوں۔ اور مَیں ہی **امام مہدی** ہوں۔ اس کی تصدیق میں خدائے تعالیٰ نے آپؑ کے وقت میں آپؑ کے دعویٰ کے بعد رمضان شریف میں مقررہ تاریخوں پر سورج کے کسوف اور چاند کے خسوف کا نشان آسمان پر ظاہر فرمایا۔ جو کہ **امام مہدی** کے ظہور کا ایک بھاری اور مشہور نشان تھا۔ چنانچہ جب یہ نشان ظاہر ہوا۔ تو بہت سے مخالف بول اُٹھے۔ کہ اب اس نشان کو دیکھ کر بہت سے لوگ اس مدعی مہدویت کو قبول کر لیں گے۔ اور اس طرح (اُن کے زعم کے مطابق) یہ نشان اُن کی گمراہی کا موجب ہوگا۔ پھر آپؑ نے اپنے اس دعویٰ کی تائید میں صحیح بخاری کی وہ حدیث پیش کی۔ جس میں آنے والے مسیح کے متعلق لکھا ہے کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ یعنے وہ تمہارا ایک امام ہوگا۔ جو تم ہی میں سے ہوگا۔ پھر آپؑ نے ابن ماجہ کی وہ حدیث پیش کی۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَا الْمَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی یعنے مہدی اور عیسیٰ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ یہ حدیثیں آپؑ کے ظہور سے پہلے موجود تھیں۔ آپؑ نے ان کو اپنے پاس سے نہیں بنایا۔ اسی طرح کسوف اور خسوف کا نشان بھی پہلے سے مقرر تھا۔ آپؑ نے اس نشان کو پہلے سے نہیں لکھ رکھا تھا۔ نہ آپؑ کے اختیار میں تھا۔ کہ اس نشان کو آسمان پر اپنی طاقت سے ظاہر کریں۔ اب خدائے تعالیٰ کے فضل سے آپؑ کے اس دعویٰ کی تصدیق میں ایک اور حدیث نکلی ہے۔ جو مسند امام احمدؒ بن حنبل کی جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ پر درج ہے۔ اور وہ حدیث یہ ہے۔ اس حدیث شریف میں صاف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ آنیوالا مسیح موعودؑ وہی **امام مہدی** ہوگا۔ اور وہ جنگ نہیں کریگا۔ اور وہ حدیث یہ ہے۔ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسی بن مریم اماما مھدیا وحکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ وتضع الحرب اوزارھا (ترجمہ) ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ رہے۔ وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملے۔ وہ عیسیٰ ابن مریم **امام مہدی** ہوگا۔ حَکَم عَدَل ہوگا۔ صلیب کو توڑے گا۔ خنزیر کو قتل کریگا جزیہ دور کر دیگا۔ اور اُس کے زمانہ میں لڑائی اپنے بوجھوں کو رکھ دیگی یعنی وہ دین کے لئے جنگ نہیں کریگا بلکہ دلائل اور نشانات کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کریگا) دیکھو۔ کیسے صریح الفاظ میں اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ آنے والا مسیح **امام مہدی** ہوگا۔ اس سے زیادہ بیّن شہادت کیا ہو سکتی ہے۔ کہ مسیح موعودؑ ہی **امام مہدی** بھی ہوگا۔ پھر اس میں یہ بھی بتلایا گیا ہے۔ کہ وہ جنگ نہیں کریگا۔ بلکہ لڑائیاں موقوف کی جائیں گی۔ کیا اب ہمارے مخالف اس بات پر اصرار کریں گے۔ کہ **امام مہدی** اور شخص ہوگا۔ اور مسیح موعود اور شخص ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسیح موعود ہی کا نام **امام مہدی** رکھتے ہیں۔ اس حدیث نے صحیح بخاری کی حدیث اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کے معنے بھی صاف کر دیئے۔ ہمارے مخالف کہا کرتے تھے۔ کہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ تو نازل ہوگا۔ مگر وہ تمہارا امام نہ ہوگا۔ بلکہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے تھے۔ کہ **امام مہدی** مسیح موعود سے الگ ہوگا۔ اب اس حدیث نے اُن کے اس خیال کی تردید کی اور جو معنے ہم کیا کرتے تھے اس کی تائید کی یعنی یہ کہ مسیح موعود مسلمانوں کا ایک امام ہوگا جو انہی میں سے پیدا ہوگا۔ باہر سے نہیں آئے گا۔

بعض لوگ لفظ عیسیٰ بن مریم پر بہت اڑا کرتے ہیں۔ کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی اسرائیلی مسیح پھر دوبارہ آئیگا۔ اگر وہ ذرا بھی غور سے کام لیتے۔ تو بالکل اس بات پر نہ اڑتے۔ کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا بیان اس بات کا فیصلہ کر رہا ہے۔ کہ اسرائیلی مسیح اور محمدی مسیح یہ ایک وجود نہیں۔ بلکہ دو الگ الگ شخص ہیں۔ کیونکہ اسرائیلی مسیح کا حلیہ بیان کرتے وقت آپؑ نے فرمایا فاما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر یعنے عیسیٰ ابن مریم (جس کو آپؑ نے معراج کی رات میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ دوسرے آسمان پر وفات یافتہ انبیاء کے ساتھ دیکھا) سُرخ رنگ تھا۔ گھونگر والے بالوں والا۔ چوڑے سینہ والا۔ اور آنے والے مسیح محمدی کی نسبت جس کو آپؑ نے ایک رؤیا میں آپؑ نے کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ اور اُسی رؤیا میں دجّال کو بھی دیکھا۔ اُس مسیح کا حلیہ بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں۔ رجل آدم سبط الشعر ینطف او یھراق رأسہ ماء یعنے وہ ایک آدمی ہے۔ گندم گون رنگ والا۔ سیدھے بالوں والا۔ اور اُس کے بال ایسے صاف ہیں۔ کہ گو سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اگر ہمارے مخالف ذرا انصاف اور تدبر سے کام لیتے۔ تو وہ ان دونوں حدیثوں کو دیکھ کر یقین کر لیتے۔ کہ اسرائیلی مسیح اور ہے اور محمدی مسیح اور ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کا حلیہ بالکل اُلٹ فرماتے ہیں۔ ایک کا رنگ گندم گون۔ دوسرے کا سُرخ۔ ایک کے بال گھونگر والے۔ دوسرے کے سیدھے۔ اب یہ دونوں متضاد حلیے کس طرح ایک ہی شخص میں جمع ہو سکتے ہیں۔ یہ دونوں حلیے صاف بتلا رہے ہیں۔ کہ آنیوالا مسیح اور شخص ہے۔ صرف روحانی مشابہت ظاہر کرنے کے لئے اُس کا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا گیا۔ ایسا ہی چونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی سخت مشابہت

روحانی رکھتا تھا۔ اُس کا نام آپ نے محمدؐ بن عبداللہ بھی فرمایا۔ غرض اگر دوسرے سارے دلائل اور نشانات کو چھوڑ بھی دیا جاوے۔ تو صرف احادیث ہی ایک زبردست ذخیرہ آپ کی سچائی کا مہیا کر رہی ہیں۔ دیکھو حُلیہ والی حدیث ہی آپ پر کیسی صادق آئی۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حُلیہ کس غرض سے بیان فرمایا تھا۔ اس میں کیا شک ہے کہ آپ نے آنے والے مسیح کا حلیہ اس لئے بیان فرمایا تھا۔ کہ لوگ اس حلیہ کے ذریعہ اس مسیح کو پہچان سکیں۔ حُلیہ کی غرض ہی یہ ہوتی ہے۔ کہ اُس کے ذریعہ ایک شخص پہچانا جائے دیکھو! اسی حُلیہ کے ساتھ مسیح موعودؑ آیا۔ مگر باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے حُلیہ کے آپؑ پر صادق آنیکے تم لوگوں نے اس کو نہ پہچانا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے باوجود حُلیہ درست نکلنے کے حضرت مسیح موعودؑ کو نہیں پہچانا۔ وہ آنکھیں نہیں رکھتے۔ اور اُن پر اگر قرآن شریف کی کوئی آیۃ کریمہ صادق آتی ہے۔ تو وہ یہ ہے۔ مَن کَانَ فِی هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی۔

دیکھو! آج خدائے تعالیٰ نے ایک اور حدیث نبوی کے ذریعہ تم لوگوں پر حجت پوری کر دی۔ تم کب تک انکار میں لگے رہو گے؟

(ریویو آف ریلیجنز قادیان)

دُنیا کا سب سے بڑا انسان

(از مولوی محمدؐ علی صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز)

دُنیا میں جس قدر بڑے بڑے اور صاحب کمال انسان گذرے ہیں ان سب میں نبی عربی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو خاص امتیاز حاصل ہیں۔ ایک یہ کہ ہر ایک صاحب کمال کا کمال فطرت یا حالات انسانی کے کسی خاص حصہ سے تعلق رکھتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات فطرت انسانی اور حالات انسانی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہیں۔ دوسرے یہ کہ جہاں ہر ایک صاحب کمال نے اسی پہلو میں کمال دکھایا ہے۔ جسے اُس کے زمانہ یا اُس کی قوم یا اُس کے ملک کی حالت پیدا کرنے کی قابلیت رکھتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ایسے ہیں۔ کہ آپؐ کے زمانہ اور آپؐ کے ملک اور آپؐ کی قوم کی حالت اُن کے پیدا کرنے کی قابلیت اپنے اندر نہ رکھتی تھی۔

اگر کوئی شخص دُنیا میں اس لئے بڑا کہلاتا ہے۔ کہ اُس نے اپنی قوم کو پستی سے نکال کر بلندی پر پہنچا دیا۔ تو یہ بڑائی سب سے زیادہ اُس شخص میں پائی جاتی ہے۔ جس نے ایک نہایت ہی گری ہوئی قوم کو جو نہ کبھی اپنے ملک سے باہر نکلی تھی۔ نہ تہذیب اور علم ہی کا اُس میں کوئی چرچا تھا۔ چند سال کے اندر نہ صرف دُنیا کے ایک بہت بڑے حصے کا فاتح بلکہ فتوحات [illegible] تمدن اور علوم و فنون کی روشنی کو تاریک سے تاریک کونوں تک پہنچانے والا بنا دیا۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے۔ کہ اُس نے اپنی قوم کے بکھرے ہوئے اجزا کو اکٹھا کر دیا۔ تو اہل عرب جیسی بکھری ہوئی قوم کو جس کا ایک ایک قبیلہ پشتہا پشت کی خانہ جنگیوں سے ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے [illegible] ہوچکا تھا۔ ایک کرنے والے شخص سے بڑھ کر کون [illegible] بڑا کہلا سکتا ہے۔ جس نے ریت کے ذروں کو جمع کر کے ایک مضبوط پہاڑ بنا دیا۔ وہ پہاڑ جو حوادث روزگار کی خطرناک سے خطرناک ٹکروں کے مقابلہ کے بعد آج بھی ویسا ہی مستحکم ہے۔ جیسا پہلے روز تھا۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا ہے۔ کہ اُس نے خدائے واحد کے نام کو دُنیا میں بلند کیا۔ تو محمدؐ سے بڑا دُنیا میں اور کون ہوسکتا ہے۔ جس کی بعثت کا منشا ہی اعلائے کلمۃ اللہ تھا۔ اور جس نے اس منشا کو ایسے بےمثل انداز میں پورا کیا۔ کہ بُت پرستی اور شرک کے چہرہ پر جو نقاب پڑی ہوئی تھی۔ وہ ہمیشہ کے لئے اُٹھ گئی اور توحید کے نور سے دُنیا جگمگا اُٹھی۔

اگر کوئی شخص اس لئے دُنیا میں بڑا کہلا سکتا ہے کہ اس نے اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی تعلیم دنیا میں پھیلائی۔ تو اُس سے بڑا آدمی دُنیا میں اور کون ہوگا۔ جو اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کا مصداق اعظم ہے۔ جس کے اخلاق کی شمیم سے فضائے عالم معطر و معنبر ہے۔ اور جس کا احسان اس لحاظ سے دُنیا پر ابدالآباد تک رہیگا پر خوشبو جیسے سونگھنی ہو۔ وہ قرآن کریم کے اوراق کی ورق گردانی کرے۔

اگر کوئی شخص فاتح اور کشورکشا ہو کر بڑا ہوسکتا ہے۔ تو کون شخص بڑا ہے اُس جہان کشا سے جس نے یتیمی کے عالم میں پرورش پائی۔ اور باوجود بےیار و مددگار ہونے کے نہ صرف فاتح بلکہ شہنشاہ بلکہ شہنشاہ گر بن گیا۔ اور اُس عظیم الشان سلطنت کا بانی ہوا۔ جو آج تیرہ سو سال کے بعد بھی دُنیا کی متفقہ کوششوں کا جو اُس کے بیخ و بُن سے اُکھیڑنے کے لئے کی جا رہی ہیں نہایت کامیابی سے مقابلہ کر رہی ہے۔

اگر دیانت یا امانت یا راست کرداری بڑائی کا کوئی معیار ہے۔ جس کا مہذب دُنیا کو آجکل نظری طور پر اقرار مگر عملی طور پر انکار ہے تو اُس سے بڑا اور کون ہوگا۔ جو مہد سے لیکر لحد تک اپنے [illegible] اور [illegible] الامین کے سعادت آفرین لقب سے ملقب [illegible]

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے۔ کہ اُس کا نام ایک بڑی قوم کے لئے زندہ طاقت کا کام دیتا ہے۔ تو یاد رکھو محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام میں جو طاقت ہے۔ اس سے بڑھکر اور کوئی طاقت نہیں۔ اس لئے کہ یہ نام شمال و جنوب اور مشرق و مغرب کے تیس کروڑ مسلمانوں کو بلاتفریق رنگ بلا امتیاز ملک وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا کی ربانی رسی میں باندھنے والا ثابت ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہیگا۔

اب دوسرے پہلو کو لو۔ جب کسی قوم یا ملک میں توحید کا چرچا ہو۔ تو ایک بڑے موحد کا پیدا ہوجانا۔ جب فلسفیانہ تحقیق کا عام رواج ہو تو ایک بڑے فلسفی کا پیدا ہوجانا۔ جب قوم یا ملک کی حالت بیرونی حملوں [illegible] پیدا کر رہی ہو۔ تو ایک بڑے فاتح کا پیدا ہوجانا۔ جب [illegible] کی توجہ علم الاخلاق کی طرف ہو۔ تو [illegible] کا پیدا ہوجانا۔ جب قوم میں شعر و شاعری کا شوق [illegible] ایک بڑے شاعر کا پیدا ہوجانا عین اُن حالات انسانی کے مطابق ہے۔ جس کا مشاہدہ تاریخ ہمیں کراتی ہے۔ مگر [illegible]

قوم کے اندر جو شرک کی نجاست سے لتھڑی ہوئی ہو۔ اس سے مطلقاً ناآشنا ہو۔ ایک ایسے شخص کا پیدا ہوجانا جس کے اندر ہی بُتوں سے تنفر ہو۔ اور پندرہ سولہ سال کی عمر میں لات وعزّیٰ کا واسطہ دیئے جانے پر نہایت جرأت سے کہدے کہ مجھے دُنیا میں کسی چیز سے اسقدر نفرت نہیں۔ جتنی ان پتھر کے معبودوں سے ہے اور جو خالص توحید کا معلم واحد ہو۔ ایک ایسی قوم کے اندر جو توہم پرستی میں حد سے گذری ہوئی ہو۔ ایک اعلیٰ درجہ کے فلسفیانہ دماغ رکھنے والے دُشمنِ توہم پرستی کا پیدا ہوجانا ایک ایسی قوم کے اندر جس پر علم کی روشنی کی ایک کرن بھی نہ پڑی ہو۔ اس روشنی کو دُنیا کے تاریک سے تاریک کونوں تک پہنچانے والے انسان کا پیدا ہوجانا ایک ایسی قوم کے اندر جو شیرازہ جمعیت کے بکھر جانے کے باعث اس بات کے سمجھنے سے بھی عاری ہوچکی ہو۔ کہ قومی وحدت بھی کوئی چیز ہے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا کی ندا کے بلند کرنے والے کا پیدا ہوجانا۔ ایک ایسی قوم کے اندر جو اخلاق فاضلہ سے اسقدر دُور جا پڑی ہو۔ کہ اخلاق رذیلہ پر فخر کرنا اُس کا شیوہ ہوچکا ہو۔ خُلُقِ عَظِیْمٍ کا سبق دینے والے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ کا نعرہ بلند کرنے والا کا پیدا ہوجانا۔ ہاں اُس قوم کے اندر جو شراب نوشی اور قماربازی میں کی استیصال کے ایک ہی کوشش کرنے والے کا پیدا ہوجانا۔ پھر اُس قوم کے اندر جو عورت کو اسقدر ذلیل سمجھتی ہو۔ کہ زندہ لڑکیوں کو گاڑ دینا اُس کے بڑے آدمیوں کا فخر ہو۔ عورتوں کی عزت اور عورتوں کے اُن حقوق کے قائم کرنے والے کا پیدا ہوجانا جو آجکل کی تہذیب بھی طبقۂ نسوان کو نہیں عطا کر سکی۔ اور بالآخر اُس قوم کے اندر جس میں صدیوں کی باہمی لڑائیوں سے جنگجوئی کو فخر انسانیت سمجھا جاتا تھا۔ ایک ایسے شخص کا پیدا ہوجانا جو جنگ کے نام سے متنفر ہو۔ یہ وہ باتیں ہیں۔ جن کے لئے تاریخ کسی دوسرے آدمی کا نمونہ نہیں دکھا سکتی۔ اور جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی ظلمتوں اور نجاستوں کے اندر اس نور اس لطافت کو تیار کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

ہم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے نام تک سے کارہ تھے۔ یہ قول کسی قدر تشریح کا محتاج ہے گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کی جانیں بچانے کے لئے آخر لڑائیاں کرنی پڑیں۔ لیکن یہ ایک مجبوری تھی۔ آپ نے لڑائیوں سے بچنے کے لئے جو ممکن تدبیر تھی اختیار کی۔ اپنے صحابہ کی ایک جماعت کو غیر ملک میں بھیجدیا۔ ہر قسم کی تکالیف بغیر مقابلہ کرنے کے سہیں۔ آخر خود بھی باقی صحابہ کے ساتھ شہر کو چھوڑا۔ املاک کو چھوڑا۔ گھربار کو چھوڑا۔ مگر جب کسی طرح دُشمن آپ کے تعاقب سے باز نہ آئے۔ اور مٹھی بھر مسلمانوں کو [illegible] کرنے کے لئے سب متفق ہوگئے۔ تو آخر آپ کو [illegible] کرنی پڑی۔ لیکن اس حالت میں بھی آپ کو جنگ سے اُنس [illegible] چنانچہ [illegible] جب آپ کا پہلا نواسہ پیدا ہوا۔ تو آپ نے حضرت فاطمہؓ سے دریافت کیا۔ کہ تم نے اس کا کیا نام رکھا [illegible] عرب ایک جنگجو قوم تھی۔ اور اُن میں ایسے نام بکثرت [illegible] جو اُن کی اس افتاد طبیعت پر دلالت کریں۔

حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا کہ ہم نے بچے کا نام حرب رکھا ہے جس کے معنی ہیں جنگ۔ آپؐ نے فرمایا نہیں اس کا نام حسن رکھو۔ اسی طرح دوسرے نواسے کی پیدائش پر جب آپؐ نے پھر نام دریافت فرمایا تو جواب ملا کہ حرب۔ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں اس کا نام حسین رکھو۔ حرب کے نام کو حسن اور حسین سے بدلوانا۔ آپؐ کی دلی کیفیات اور قلبی احساسات کا اصلی مرقع ہے۔

مسلم تو صلح کرنے والا ہے۔ جنگ زبردستی لوگ اس کے گلے منڈھ دیتے ہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں کو جنگ کرنی پڑی ہے۔ تو بدرجہ مجبوری یعنے جب اُن کی قومیت اور ہستی کو مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تو آخر انہیں اُنہی ہتھیاروں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ جن سے ان پر حملہ کیا جاتا ہے + (زمیندار)

سیدالانبیاء ختم المرسلین

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و خلفائہ وسلم کی شان بلند

(از ملفوظات احمدیہ) (مرسلہ منشی محمد منظور الٰہی۔ بٹھنڈہ)

جو تشبیہات قرآن شریف میں آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو ظلی طور پر خداوند قادر مطلق سے دی گئی ہیں۔ اُن میں سے ایک یہی آئت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى یعنی وہ (حضرت سیدنا محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم) اپنی ترقیات کاملہ قرب کی وجہ سے دو قوسوں میں بطور وتر کے واقع ہے۔ بلکہ اس سے نزدیک تر۔ اب ظاہر ہے کہ وتر کی طرف اعلیٰ میں قوس الوہیت ہے۔ سو جبکہ نفس پاک محمدی اپنی شدتِ قرب اور نہائت درجہ کی صفائی کی وجہ سے وتر کی حد سے آگے بڑھا۔ اور دریائے الوہیت سے نزدیک تر ہوا۔ تو اُس دریائے ناپیدا کنار میں جا پڑا اور الوہیت کے بحر عظیم میں ذرہ بشریت گم ہوگیا۔ اور یہ بڑھنا نہ مستحدث اور جدید طور پر تھا۔ بلکہ ازل سے بڑھا ہوا تھا۔ اور ظلی اور مستعار طور پر اس بات کے لائق تھا۔ کہ آسمانی صحیفے اور الہامی تحریریں اُس کو مظہر اتم الوہیت قرار دیں۔ اور اُسے آئینہ حق نما ٹھہرا دیں۔ پھر دوسری آئت قرآن شریف کی جس میں یہی تشبیہ نہائت اصفٰے و اجلیٰ طور پر دی گئی ہے یہ ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنے جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ہے۔ جو اُن کے ہاتھ پر ہے۔ واضح ہو کہ جو لوگ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے بیعت کرتے تھے۔ وہ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر بیعت کیا کرتے تھے۔ اور مردوں کے لئے یہی طریق بیعت کا ہے۔ سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے بطریق مجاز آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی ذات بابرکات کو اپنی ذات اقدس ہی قرار دیا۔ اور اُنؐ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ یہ کلمہ مقام جمع میں ہے۔ جو بوجہ نہائت قرب آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے حق میں بولا گیا ہے۔ اور اسی مرتبہ جمع کی طرف جو محبت تامہ دو طرفہ پر موقوف ہے۔ اس آئت میں بھی اشارہ ہے مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ تو نے نہیں چلایا۔ خدا نے ہی چلایا۔ جبکہ تو نے ہی چلایا۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے مقام جمع کے لحاظ سے کئی نام آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ایسے رکھدیئے ہیں۔ جو خاص اُس کی صفتیں ہیں جیسا کہ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا نام محمد رکھا جس کا ترجمہ یہ ہے نہائت تعریف کیا گیا۔ سو یہ غائت درجہ کی تعریف حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی شان کے لائق ہے۔ مگر ظلی طور پر آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو دی گئی۔ ایسا ہی قرآن شریف میں آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا نام نور جو دنیا کو روشن کرتا ہے۔ اور رحمت جس نے عالم کو زوال سے بچایا ہوا ہے آیا ہے اور رؤف اور رحیم جو خدائے تعالیٰ کے نام ہیں۔ ان ناموں سے بھی آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پکارے گئے ہیں۔ اور کئی جگہ قرآن شریف میں اشارات و تصریحات سے بیان ہوا ہے۔ کہ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مظہر اتم الوہیت ہیں۔ اور اُن کا کلام خدا کا کلام اور اُنؐ کا ظہور خدا کا ظہور اور اُنؐ کا آنا خدا کا آنا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اس بارے میں ایک یہ آئت بھی ہے۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ کہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ اور باطل کو بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مراد اس جگہ اللہ جل شانہٗ اور قرآن شریف اور آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہیں۔ اور باطل سے مراد شیطان اور شیطان کا گروہ اور شیطانی تعلیمیں ہیں۔ سو دیکھو اپنے نام میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو کیونکر شامل کر لیا۔ اور آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا ظہور فرمانا خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہوا۔ ایسا ہی جلالی ظہور جس سے شیطان معہ اپنے تمام لشکروں کے بھاگ گیا۔ اور اُس کی تمام تعلیمیں حقیر اور ذلیل ہو گئیں۔ اور اُس کے گروہ کو بڑی بھاری شکست آئی اسی جامعیت تامہ کی وجہ سے سورۂ آل عمران کے تیسرے جزو میں مفصل یہ بیان ہے۔ کہ تمام نبیوں سے عہد و اقرار کر لیا گیا۔ کہ تم پر واجب و لازم ہے کہ عظمت و جلالت شان ختم الرسل پر جو محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہیں ایمان لاؤ۔ اور اُن کی اس عظمت و جلالت کی اشاعت کرنے میں بدل و جان مدد کرو۔ اسی وجہ سے حضرت آدم صفی اللہ سے لیکر تا حضرت مسیح کلمۃ جس قدر نبی اور رسول گذرے ہیں۔ وہ سب کے سب عظمت و جلالت آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا اقرار کرتے ہیں (زینہ۔۔۔)

جاپان کیلئے اسلامی وفد

جاپان میں نیر اسلام کے طلوع کی خبر الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں لکھی جاچکی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے ظاہر کیا تھا۔ کہ اگر مکہ ۲۰ ہزار اور اسلام پر اور حقیقت اسلام کے متعلق مختصر ٹریکٹ وہاں شائع کر دیں تو اگر خدا تعالیٰ چاہے مفید ہوسکتے ہیں۔ اب لاہور کے اخبارات سے معلوم ہوا کہ ایک جلسہ میں بصدارت مسٹر فضل حسین صاحب ایم۔ اے منعقد ہوا تھا یہ تجویز ہوئی کہ جاپان میں ایک وفد اشاعت اسلام کے لئے بھیجا جاوے۔ جس کے لئے اخراجات ڈاکٹر اقبال کی کسی نظم کی فروخت سے مہیا کئے جاویں۔ جہاں تک اشاعت اسلام کا سوال ہے یہ تجویز خوش کن اور خوش نما ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جاپان میں کونسا اسلام پیش کیا جائیگا کیا وہ اسلام جو آجکل کے تعلیم یافتہ لوگوں کی عملی تربیت میں نشوونما پا رہا ہے۔ جہاں معجزات اور خوارق سے ہنسی ہوتی ہے۔ جہاں قرآن کریم سے مدنی آیات کے نکالے جانے کے رزولیوشن بعض اوقات پیش کئے جاتے ہیں۔ جن کے نزدیک نمازوں میں تخفیف کی ضرورت ہے اور روزہ میں ریفرمیشن کی حاجت یا وہ اسلام پیش کیا جائیگا جو اسلام کے مختلف فرقے پیش کرتے ہیں؟ جب تک اس سوال کا حل نہ ہولے تب تک یہ محض یار لوگوں کی سیاحت جاپان سے بڑھ کر کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

اگر ان مدعیان حمائت اسلام کے دل میں اسلام کا درد اور اس کی اشاعت کا جوش ہے اور ملی جوش ہے تو کیا وہ ہندوستان کے مسلمانوں کو مسلمان بنا چکے ہیں؟ کیا شدھی سبھا کے مقابلہ کے لئے کوئی انتظام اُنہوں نے کیا ہے؟ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ مولوی شبلی نعمانی کی چٹھی اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ جس سے ظاہر ہوا۔ کہ بہت سے لوگ مسلمان کہلا کر بھی اسلام سے واقف نہیں۔ چنانچہ اُن کے اپنے الفاظ یہ ہیں:۔

"بہت سے قصبات و دیہات ایسے ہیں۔ جہاں کے مسلمان اسلام کے احکام و فرائض سے بالکل ناواقف ہیں یہاں تک کہ اُن کا لباس وضع بلکہ نام تک ہندوؤں کے ہوتے ہیں"

پس کیا یہ فدایان اشاعت اسلام کئی ہزار میلوں کا سفر کرنے کے بجائے اپنے گھر میں رہ کر ان ناواقفان اسلام کو اسلام سے آگاہ کرنے کی جرأت کریں گے؟ اس کا جواب واقعات سے یہ ہوگا کہ ہرگز نہیں جاپان جانے کے واسطے غریب مسلمانوں کا روپیہ تباہ کرنے کو بہت سے لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ جو ظاہر کریں گے۔ کہ ان کے سینہ اشاعت اسلام کے جوش سے بھرے ہوئے ہیں۔ مگر عملی حالت وہ ہوگی۔ جو حافظ نے اپنے کسی شعر میں بیان کی ہے۔

ممالک غیر میں اشاعت اسلام کا سوال تو ابھی بہت دور ہے۔ اپنے گھر میں حفاظت اسلام کرکے تو دکھاؤ سنٹرل انڈیا میں جاکر دیکھو کہ مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ جو السلام علیکم کے بجائے رام رام کہتے ہیں۔ اور اتنا بھی ان کو معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون تھے۔ اور اگر کلمہ پوچھا جاوے۔ تو جواب ملتا ہے۔ کہ "ہمارا قاضی پانچوں کلمے جانتا ہے"۔ کس قدر شرم کا مقام ہے کہ ہم اپنے ملک میں تو کچھ نہیں کرسکتے اور جاپان جاتے ہیں۔ جہاں اشاعت اسلام کریں گے پہلے مسلمانوں میں یہاں عملی زندگی پیدا کرو۔ اور تبلیغ اسلام کرو پھر باہر نکلو۔ صحابہ اُس وقت باہر نکلے تھے۔ جب وہ اپنے ملک اور قرب جوار کو اسلام پہنچا چکے تھے۔ محض گھر میں لیکچروں سے کچھ نہ ہوگا۔ یہ نری لاف و گزاف ہے۔ اور نہ ان وفود سے کچھ بنیگا۔ یہ محض سیر و تماشہ ہے اگر کچھ کرنا ہے۔ تو پہلے خود اپنی اصلاح کرو۔ اور پھر اپنے اہل ملک کو سمجھاؤ اور پھر باہر جاؤ۔

ہمارے سلسلہ کے دوستوں کو اس تحریک کے متعلق اتنا یاد رکھنا چاہئے (اگرچہ ابھی تک ہمارے دوستوں میں سے کوئی اس تحریک میں شامل نہیں مگر احتیاطاً میں آگاہ کرتا ہوں) کہ گو یہ تحریک انہیں بھی خوشنما معلوم ہو مگر

ان کے لئے سردست اتنا ہی ضروری ہے۔ کہ حضرت اقدس کا انگریزی لیکچر جو لکھن ولائیت میں چھپوایا گیا ہے۔ جاپان اور دوسرے ممالک میں شائع کردیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جاپان میں اشاعت اسلام کے متعلق میرے مہربان بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے حضرت اقدس کو توجہ دلائی۔ ان کا منشا تھا۔ کہ حضرت اقدس جاپان کو کوئی وفد بھیجیں۔ ان ایام میں یہ بحث بڑے جوش سے جاری تھی اور اس کی تحریک ان سے ہوئی تھی۔ کہ آریہ لوگ ایک وفد بھیجنے والے تھے۔ اس موقعہ پر حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک عجیب تقریر فرمائی تھی۔ مَیں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے یہاں درج کردوں۔ اس سے ہمارے دوستوں کو بہت فائدہ ہوگا اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ حالات میں بہت تبدیلی ہوگئی ہے۔ اور اب جبکہ وہاں نیرِ اسلام طلوع ہورہا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم وہاں پہنچیں۔ مگر سردست کتابوں کی اشاعت مقدم ہے۔ وقت آئیگا کہ ہمارا موجودہ امام۔ جس طرح پر خدا تعالیٰ اس کے دل میں ڈالیگا۔ اشاعت اسلام کے لئے کوئی راہ بتائیگا۔ جب تک وہ کچھ پیش نہ کرے۔ ہمارے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اسوہ قابل عمل ہے اور وہ تقریر یہ ہے:۔

"۲۶۔ جون ۱۹۰۶ء ایک دوست نے تحریک کی کہ جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے۔ اور عیسائی لوگ اس بات کی کوشش کررہے ہیں کہ تمام جاپانی عیسائی ہوجائیں۔ آریوں نے بھی لاہور میں جاپانی زبان سیکھنے کے واسطے ایک مدرسہ قائم کیا ہے اور جاپان میں کئی آدمی بھیجے ہیں۔ اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کی جاوے۔"

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "ہر نبی اور رسول کا آخری زمانہ اُس کے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے زمانہ نبوت کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گذرا تھا اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپ کی عمر کا آخری حصہ ہی تھا۔ ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کرچکے ہیں اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورے ہونے کے دن ہیں۔ ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں۔ ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کرکے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈال دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اب اس فیصلہ کو دیکھ لیں اس ملک میں جو جماعت تیار ہوئی ہے۔ ابھی تک وہ بھی بہت کمزور ہے۔ بعض ذرا سے ابتلا سے ڈر جاتے ہیں۔ اور لوگوں کے سامنے انکار کردیتے ہیں۔ اور پھر بعد میں ہم کو خط لکھتے ہیں کہ ہمارا انکار دلی نہیں ہے۔ گویا ایسے لوگ اس آیت کی ذیل میں آجاتے ہیں مَن کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان تاہم جن کے دلوں میں حلاوت ایمانی پورے طور پر بیٹھ جائے وہ ایسا فعل نہیں کرسکتے فی الحال موجودہ معاملات میں ہی توجہ اور دعا کی بہت ضرورت ہے اور ہم خدا پر بھروسہ کرتے ہیں۔ کہ معاملہ دور جانے والا نہیں۔ ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہوسکتی۔ وہ قوم کو بڑھانا چاہتے ہیں اور ہم دُنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو اُن کی پیروی ہمارے لئے منحوس ہوگی۔ اور ہم کو وحی کرنے والے گویا وہی ٹھہریں گے۔ اگر خدا تعالیٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھیگا۔ تو خود ہم کو اطلاع دیگا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں استخارہ ہوتا ہے۔ اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں۔ جب تک پہلے سے خدا تعالےٰ کا منشا نہ ہو۔ ہم کسی امر کی طرف توجہ کرہی نہیں سکتے ہمارا دارومدار خدا تعالےٰ کے حکم پر ہے۔ انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں اکثر ناکامی ہی ہوتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہیگا۔ تو اُس ملک میں طالب اسلام پیدا کریگا۔ جو خود ہماری طرف توجہ کریگا۔ اب آخری زمانہ ہے۔ ہم فیصلہ سُننے کے انتظار میں ہیں۔ ہاں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ مَیں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یہ دن بہت نازک ہیں۔ خدا سے ہراساں و ترساں رہو۔ ایسا نہ ہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جائے۔ اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح بنوگے۔ تو خدا تم میں اور اُن میں کچھ فرق نہ کریگا۔ اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کروگے۔ تو پھر خدا بھی تمہارے لئے کچھ فرق نہ رکھیگا۔ عمدہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایسا انسان ایک بھی ہو۔ تو خدا اُس کی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دُنیا کو بھی غرق کردیتا ہے۔ لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور۔ تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے۔ سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے کہ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے۔ ہمارا ہتیار صرف دعا ہے اور دلوں کی پاکیزگی اگر ہم اپنے آپ کو درست نہ کریں گے۔ تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہونگے اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے۔ ہاں زبان سیکھنے میں کوئی حرج نہیں داشتہ آید بکار۔ اگر ہمیں خدا کا حکم ہو۔ تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں۔ ہم ایسے معاملات میں کسی مشورہ پر نہیں چل سکتے۔ خدا کے منشا کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔"

ظہور مہدی

مسلمانوں پر آجکل جو مصائب اور ابتلا مختلف ملکوں میں آرہے ہیں۔ اُنہوں نے کسی قدر اُن کو تنبیہ کردی ہے۔ اور وہ آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھ بیٹھے ہیں۔ طرابلس اور اٹلی کی جنگ نے ایک طرف۔ ایران اور روس کی لڑائی نے دوسری طرف جو حالت ان اسلامی سلطنتوں کی بنا رکھی ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ان جنگوں کے متعلق تفصیلی حالات یہاں دینے کی ضرورت نہیں اور نہ یہ موقعہ ہے بلکہ میں ایک عجیب بات ناظرین کو سُنانی چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اب مسلمانوں میں خصوصیت کے ساتھ یہ خیال پیدا ہوا ہے۔ کہ یہ زمانہ ظہور مہدی کا ہے۔ کوئی شخص شاہ نعمت اللہ صاحب ولی کے قصائد سے پیشگوئی پیش کرتا ہے۔ کہ ۱۳۳۱ھ ہجری میں ظہور مہدی ہوجائیگا۔ کوئی کسی رنگ میں غرض اس وقت شیعہ۔ سُنی۔ مختلف طریقوں سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اب ظہور مہدی کا وقت آگیا ہے خواجہ حسن نظامی نے جو رسالہ شائع کیا تھا۔ اس میں اُنہوں نے بلاد اسلامیہ کے بزرگوں کی رائیں اور اجتہادات نہیں بلکہ کشوف اور الہامات کی بنا پر لکھا ہے۔ کہ اب وقت آپہنچا ہے یہ سب کچھ ہے۔ مگر مجھے تو ان بیچارے خیالی امیدیں لگانے والے مسلمانوں کی حالت پر رحم آتا ہے۔ کیونکہ ان کا مزعوم مہدی تو نہ آنا تھا اور نہ آئیگا۔

تعجب کی بات ہے کہ جب مسلمانوں پر دنیاوی مصائب آئے تو ان کی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھیں۔ مہدی و مسیح ان کی رہنمائی کرنے لگیں۔ لیکن جو مصیبت دینی رنگ میں ان پر آئی۔ اس کا احساس تک نہیں کیا۔ اعمال بد میں مبتلا ہوئے۔ اعتقادات اور ایمانیات میں ان کی کمزوریاں ظاہر ہوئیں۔ اور مختلف مذاہب کے متبعین نے اسلام پر حملے کئے۔ اور لاکھوں انسان اسلام سے مرتد ہوگئے۔ مگر جنبش نہ ہوئی۔ اور جب اسلامی سلطنتوں پر آفت آنے لگی۔ تو اب دعاؤں کی طرف بھی جھکے۔ اور خواب اور کشوف بھی دیکھنے لگے۔ اور مہدی اور مسیح کے لئے آسمان کی طرف نظریں اُٹھنے لگیں۔ کاش یہی بیداری ان میں آج سے تیس سال پہلے پیدا ہوتی۔ اور انہیں معلوم ہوتا۔ کہ اسلام پر کیا مصائب آرہے ہیں۔ عیسائیوں۔ آریوں۔ برہموؤں۔ دہریوں اور فلسفیوں کے فتنے کیا ستم ڈھا رہے ہیں۔ مگر خیر صبح کا بھولا شام کو اگر گھر آجاوے۔ تو وہ بھولا نہیں کہلاتا۔ مَیں انہیں دردمند دل سے مشورہ دیتا ہوں۔ کہ یہ امیدیں ان کی محض باطل اور خیالی ہیں۔ وہ سوچیں۔ اٹلی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر حملہ کی دھمکیاں دیتا ہے۔ اب انہیں چاہئے کہ رو رو کر پکاریں۔ اور حضرت مسیح کو آسمان سے اور مہدی کو غار سرمن رای سے نکالیں۔ وہ وقت کب آئیگا۔ ایران میں شیخ الاسلام شہید ہوگیا۔ اور یتیموں اور بیواؤں سے گھر بھر گئے۔ طرابلس کی حالت عیاں ہے۔ غرض جہاں دیکھو۔ شور محشر بپا ہے۔ ان بزرگوں کو اب چیخ پکار سے اُتارو۔ اگر اس قیامت خیز ہنگامے میں وہ نہ آئے۔ تو پھر کب آئیں گے۔ مگر اے مسلمانو! تم سوچو اور غور سے سوچو۔ کہ اگر وہ آنے والے ہوتے۔ تو اب تک آگئے ہوتے۔ کیونکہ اب مصائب اسلام کی حد ہوچکی۔ آنے والا آگیا۔ اور اپنا پیام پہنچا گیا۔ تم نے اُسے دیکھا۔ پر شناخت نہ کیا۔ اب بھی ان امانی کو چھوڑ دو۔ اور حق کو اختیار کرو۔ تاکہ تمہیں آسمان سے نُصرت ملے۔

مختصر نوٹ

مجھے ضرورتاً دو تین دن کے لئے باہر جانا پڑا برادرم اکمل نے میری غیر حاضری میں ذیل کے چند نوٹ الحکم کے لئے لکھدیئے ہیں۔ ان میں سے بعض پر میں کسی قدر تفصیل سے پھر لکھنا چاہتا ہوں وباللہ التوفیق

لبیک کی پہلی آواز

تشحیذ ماہ فروری میں میں نے تحریک کی تھی کہ خواتین سلسلہ احمدیہ ہر روز مٹھی بھر آٹا ایک برتن میں جمع کرنا اپنا معمول بنا لیں۔ اور اسطرح پر لنگر خانہ کے اخراجات کے لئے ایک معتد بہ رقم جمع ہو جایا کرے۔ جسطرح گھروں کے کھانے پکانیکا بندوبست عورتوں کے تعلق ہے اسی طرح سلسلہ کے لنگر خانہ کا انصرام بھی مستورات ہی اپنے مبارک ہاتھوں میں لے لیں۔

اس تجویز پر جس سے سکرٹری صدر انجمن احمدیہ بھی متفق ہیں سب سے پہلے منشی غلام حیدر صاحب پٹواری تلونڈی راہ والی کی چٹھی موصول ہوئی ہے کہ انھوں نے اپنے گھر میں یہ مضمون سنا دیا اور اسپر عمل شروع ہو گیا۔ میں منتظر ہوں کہ کس کس جگہ کی جماعتیں اسپر عمل کرتی ہیں۔ اور اس مخلصانہ آواز پر لبیک کہہ کر تعاون علی البر کا دم بھرتی ہیں۔

شکریہ

تشحیذ کے ایک خریدار نے لکھا تھا کہ میرا پرچہ بغیر میری اطلاع کے واپس آ گیا۔ اس کی شکایت بجناب پوسٹماسٹر جنرل ڈاکخانہ جات کی گئی۔ ابعد از تحقیقات سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات گجرات نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس برانچ پوسٹماسٹر کو علیحدہ کر دیا ہے۔ اس توجہ فرمائی اور ایسا سخت نوٹس لینے پر میں محکمہ ڈاکخانہ جات کے بیدار مغز ذمہ وار آفیسرز کا ممنون ہوں۔ بس ایک واقعہ سے دوسرے برانچ پوسٹماسٹروں اور چٹھی رسانوں کو کان ہونے چاہئیں۔ کیونکہ اس مضمون کی چٹھیاں ہمارے دفتر میں موصول ہوتی رہتی ہیں۔ کہ ہمیں اطلاع بھی نہیں اور کام کو ہلکا کرنے یا کسی دوسری وجہ سے جس کی تہ میں بعض اوقات مخالفت سلسلہ بھی کام کر رہی ہوتی ہے ڈاک منشی یا چٹھی رساں نے پرچہ انکاری کر کے واپس کر دیا۔

ہولی لینڈ

ہولی بھی ہولی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن بھی گذر گیا۔ بلکہ ۲۷ فروری کو ہجرت رسول اللہ کا روز تھا۔ اور ۸۔ مارچ کو شروع نبوت کا دن تھا۔ وہ بھی گذر گیا۔ مسلمان جو قسم قسم کی بدعات اور شرک آمیز کارروائیوں اور باہمی فساد و عناد کی باتوں میں منہمک رہتے ہیں انھوں نے غیر اقوام کی تقلید سے دل کھول کر ایسی لغویات اور بیہودگیاں کیں کہ الی اللہ المشتکی۔ ان بزرگوں سے کوئی پوچھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روز میلاد کیا اور روز وفات کیا۔ ان کی بعثت کا تو ایک ایک دن بلکہ مجھ سے پوچھو تو ایک ایک منٹ اس قابل تھا اور ہے کہ ہم "ناصیہ فرسائی آستانہ الوہیت" اس کے لئے عید منائیں۔ پھر ایک دن کی خصوصیت کیا اور اس میں یہ بدعت کیسی صحابہ کرام اور ائمہ عظام سے بڑھ کر اس برگزیدہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شیدا کون ہو سکتا ہے۔ جنہوں نے عملی طور پر اپنے ایثار کا ثبوت دیا۔ اور اس پیارے کے نام پر اپنے مال اپنی اولاد۔ اپنی جان کو نثار کر دیا۔ اور قضی نحبہ اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا سرٹیفکٹ حاصل کر لیا ہے کیا انھوں نے یہ جشن منائے۔ ہرگز نہیں۔ پس دوسرے بادیان ملت پر اس کا قیاس کر کے نبی کی یادگاریں قائم کرنے کی فکر ایک دور از کار خیال ہے۔ مسلمانو تم خود مٹے جاتے ہو تم اپنی یادگار کے قیام کا فکر کرو۔ اس نبی کی یادگار کا فکر کیا جس کی نوبت پانچ بار بجتی ہے۔ اور جس کا مقدس نام کوٹھوں پر چڑھ چڑھ کے لیا جاتا ہے۔ اس کی یادگار تو خود تمھیں ہو۔ پس تم اپنی فکر کرو۔ ہم تو اس کوشش میں ہیں کہ ثابت کریں کہ ہمارا نبی زندہ نبی ہے۔ اور اس کی زندگی کا ثبوت یہ ہے کہ اس کے فیض سے مستفیض اس کے نور سے مستنیر ہو کر اب بھی نبی آتے ہیں اور آپ اس کی وفات کی یادگاریں قائم کرتے ہیں۔ خدا رحم کرے ان حالات پر نظر کر کے مجھے کہنا پڑتا ہے کہ قادیان "ہولی لینڈ" ہے۔ اس میں وہی نمونہ دیکھا جاتا ہے جو "صحابہ کرام" کا تھا۔ نہ یہاں عید میلاد ہوئی۔ نہ ماتم وفات نہ مدرسہ احمدیہ و تعلیم الاسلام میں کوئی رخصت ہوئی اور نہ کوئی اس قسم کا تذکرہ آیا۔ نہ اس کی ضرورت۔ نبی کریم صلعم کی یادگار یہی ہے کہ تم اس کا نمونہ پکڑو تمھاری رفتار تمھاری گفتار تمھاری کردار سے یہ ظاہر ہو کہ تم نبی کے ہو اور نبی تمھارا۔ یہ تو نہیں کہ ناچنے کودنے لہو ولعب میں وقت گذارتا ہو تو نبی کے بنجاؤ اور جب شادی بیاہ۔ موت۔ ولادت کے وقت اس کے ارشادات کی تعمیل کا وقت آئے تو اپنے رسم و رواج کو چھوڑنا دوکھبر معلوم ہو۔ اور اس وقت بھائی لہنا سنگھ اور لالہ بکوڑی مل کا اسوۂ حسنہ اختیار کرو۔ تمھاری اس قسم کی کمزوریاں دیکھ دیکھ غیر اقوام کو یہ کہنے کی جرات ہوئی ہے کہ جب ہند کے مسلمان قومیت کے لحاظ سے ہندو ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وہ بیساکھی۔ دیوالی۔ دسہرہ۔ بسنت پنچمی یہ تیوہار نہ منائیں جبکہ یہ ان کے قومی تیوہار ہیں۔ اگرچہ بدقسمتی سے ان تیوہاروں میں مسلمان عامۃ الناس بڑی دلچسپی اور جوش سے حصہ لیتے ہیں۔ چنانچہ بیساکھی پر گئی اور شیرا کی جگر خراش آواز جو وزیر آباد میں ڈھولک کے ساتھ آتی ہے تو اکثر اس میں اسی نبی کا کلمہ پڑھنے والے ننگ قوم مسلمان ہوتے ہیں۔ مگر ان کا ہندو مشیر اسپر راضی نہیں وہ چاہتا ہے کہ زن و مرد بلاتفریق اس میں شامل ہو کر اپنی قومیت کو باطل کریں۔ مسلمانو ہوشیار ہو جاؤ مسلمان بنو اور ان لغویات کو چھوڑ دو۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ تم امت وسطاً شہداء علی الناس بنائے گئے ہو تمھاری شان میں کنتم خیر امۃ اخرجت للناس یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر نازل ہوا ہے۔ تم امر بالمعروف نہی عن المنکر کرو۔ اور اس طوفان بے تمیزی میں چٹان بنجاؤ۔ اور اس چٹان پر منارۃ المسیح کا لائٹ ہاوس لگاؤ۔ اور غرق ہونے والے جہازوں کو بچاؤ ان بیتشبشوں باکشیش کو اپنے گھروں میں پناہ دو۔ ان کا ہاتھ پکڑنیکے لئے آگے بڑھو مگر یہ نہیں کہ خود بھی انھیں کے ساتھ [illegible] بحر ضلالت میں گر پڑو اور اسکا نام ہمدردی واتحاد رکھو۔ غیر قومیں ایسے طرز عمل سے جو انھوں نے دین کے متعلق اختیار کر رکھا ہے کہہ رہی ہیں کہ "ہم تو ڈوبے ہیں مگر تم کو بھی لے ڈوبینگے"۔ لیکن تم ان خودکشی کرنیوالوں کو اس ارادۂ بد سے باز رکھو۔ اور ان مردوں کو مسیحا کے قدموں میں ڈال دو۔ تاکہ وہ روح القدس زندہ ہو کر ہمیشہ کی زندگی پائیں۔

سیرت نبوی

بڑی خوشی کی بات ہے کہ علامہ شبلی نے اعلیٰ پیمانہ پر سیرت نبوی لکھنے کا ارادہ کیا ہے یہ بہت مبارک خیال ہے اور کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا جو اس کار خیر میں دامے۔ قدمے سخنے مدد کرنا اپنا فرض نہ سمجھے۔ علامہ موصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ روایات پر تنقید کیجائیگی۔ واقع میں یہ بہت ضروری بات ہے بشرطیکہ اس تنقید کی تہ میں معجزات نبوی سے انکار کا رازدارانہ مقصد اپنی کارروائی نہ کرے۔ یہ تو شکر کی بات ہے کہ آپ نے بخاری ومسلم کو اپنی اس عالمانہ ومحققانہ تنقید کا محتاج نہیں سمجھا۔ لیکن میں نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ ایک اور کتاب بھی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بہترین مصالحہ بہم پہنچانیوالی بلکہ ہر طرح سے کامل ومکمل ہے۔ اس پاک کتاب کا نام ایک موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ نے بھی لیا تھا اسکا نام بھی لکھے دیتا ہوں "**قرآن مجید**"۔ اگر تدبر سے اسے پڑھا جاوے تو پیارے نبی کی زندگی کے حالات شرح ولبط سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

دوسری بات جو میں علامہ موصوف کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بیشتر اس کے کہ آپ یورپی تصانیف کا ترجمہ سن کر ان غلطیوں کی اصلاح اور ان اعتراضوں کا جواب دیں جو دیدہ و دانستہ یا غلط فہمی سے سیرت نبوی کے متعلق پائی جاتی ہیں جو کچھ آپ کے نزدیک تحقیق شدہ واقعات کا مجموعہ ہے اسے پبلک کے آگے پیش کر دیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ نبی کریم صلعم کی سوانحعمری کے لئے آپ کو عربی لٹریچر سے مصالحہ مل جائیگا۔

مرزا حیرت کی منہ زوریاں

مرزا حیرت جو ایڈیٹری کی کرسی پر جلوہ فرما ہوتے ہیں تو پھر وہ اپنا کمال اسی بات میں سمجھتے ہیں کہ جو ان کے سامنے آئے اسے لتاڑتے چلے جائیں خواہ بعد میں اس کا خمیازہ بھی اٹھانا پڑتا ہو۔ لیکن اس وقت وہ جو کچھ لکھنا چاہتے ہیں واقعات سے آنکھیں بند کر کے لکھنے میں ذرا بھی نہیں جھجکتے۔ آپ نے اس ہفتہ کے تازہ اخبار میں یہ مضمون چھیڑا ہے کہ دہلی ہمیشہ حاکم ہی چلی آئی ہے۔ اور وہ کبھی محکوم نہیں ہوا اور نہ کسی غیر

ہر لحاظ سے قابل تحسین سمجھیگا۔ کیونکہ بت پرستی و شرک کی تاریکی سے نکال کر وحدانیت کی کوشش کرنیوالا دنیا کے شکریہ کا مستحق ہوتا ہے۔ اور اس لئے ہم سوامی صاحب شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُنھوں نے بہت سے انسانوں کو کفر و شرک کے غار سے نکالنے کی مردانہ وار جدوجہد کی۔ مگر یہ امر قائم الذہن رکھنا چاہیے کہ سوامی صاحب انیسویں صدی کے آخری حصہ میں ہوئے ہیں۔ جبکہ دنیا اور بالخصوص ہندوستان میں انگریزی حکومت کی بدولت ہر طرح امن و چین کا سکہ جاری تھا۔ سفر اور اشاعت خیالات کے تمام ذرائع و وسائل مہیا تھے اور ہر شخص کے جان و مال کی حفاظت کما حقہ طور پر ہو رہی تھی اور کوئی شخص یا جماعت کسی شخص یا جماعت کو اختلاف رائے یا اختلاف عقائد کی بنا پر ستانے یا تنگ کرنیکی مجاز تھی۔ اور جبکہ خود ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان ایک اللہ کی عبادت کرنے والے زندہ مثال کے طور پر موجود تھے اور خود ہندوؤں میں راجہ رام موہن رائے اور کیشب چندر سین کی بدولت توحید پرستی کا کسقدر چرچا ہو چکا تھا جب ایک شخص ہر ایک قسم کی سہولت اور ذریعہ رکھکر ایک کام کرتا ہے اور کئی لاکھ بندگان خدا کے شکریہ کا مستحق سمجھا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ محبوب خدا کہ جس نے تمام دُنیا کو کفر و شرک کی عمیق غار سے نکال کر امن و سلامتی کے کنارے پر لا کھڑا کیا تمام انسانی نسلوں کے شکریہ کا مستحق قرار نہ دیا جائے۔ اب سے تیرہ سو برس پہلے کی دُنیا پر غور کرو اور پھر خاصکر عرب کی حالت پر ایک معائرانہ نظر ڈالو۔ ساری دنیا صراط مستقیم سے بہت دور ہٹ چکی تھی۔ ظلم و جور فسق و فجور کا دور دورہ تھا ایک شخص بھی ایک خدا کی عبادت کرنیوالا نظر نہیں آتا تھا۔ دختر کشی کی رسم عام تھی خونخواری و خونریزی انسانی سرشت کا جزو بن چکی تھی ذرہ ذرا سی باتوں پر خون کے دریا بہ جاتے تھے نہ کوئی قانون تھا اور نہ کوئی ضابطہ تھا۔ جان و مال کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ جس کی لاٹھی اُسی کی بھینس کا نقشہ کھنچ رہا تھا۔ ذرا ذرا سے اختلافات پر جنگ تک نوبت پہنچا دینا اُس زمانہ کے لوگوں کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ دُنیا خدا کو فراموش کر چکی تھی نہ کوئی ویدوں کو جانتا تھا نہ کرشن کے کام سے آگاہ تھا۔ موسوی و عیسوی عقائد مسخ ہو کر بُت پرستی کے مؤید بلکہ محرک بن چکے تھے۔ ان حالات میں فاران کی چوٹیوں پر خدا کا نور چمکا اور وہ نور انسانی صورت میں دنیا کے سامنے آیا۔ اور دُنیا کو نجات کا مژدہ سُنایا۔ ساری دُنیا اس کے گرد پیچھے جھاڑ کر پڑ گئی۔ اپنے بیگانے بن گئے نہ کوئی یار تھا نہ مونس غمگسار۔ ساری دُنیا ایک طرف تھی وہ اکیلا ایک طرف مگر اُس کے اندر نور تھا اور وہ مجسم نور تھا اسکا دل چشمہ ہدیٰ تھا۔ اس کی زبان الٰہی پیغام کی ترجمان تھی صداقت اس کی تسکین تھی اور الٰہی نصرت اس کی تلوار تھی۔ وہ اکیلا ساری دُنیا پر غالب آیا۔ اور ۲۳ سال کے قلیل زمانہ میں ساری مغرور و خود سر دنیا کا سر ایک خدا کے سامنے جھکا دیا۔ ایک ربع صدی میں اُسنے جہان کی کایا پلٹ کر دی بہائم کو انسان اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور خدا اور انسان کے درمیان براہ راست ایک سلسلہ وحدانیت کا قائم کر دیا اے وہ لوگو جو صداقت اور نجات کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہو اس مقدس ذات کے پاک حالات پر غور کرو۔ اور پھر خود ہی خدا لگتی کہدو کہ کیا یہ کام انسان کا کام تھا۔ کیا یہ عظیم ترین انقلاب سوائے مشیت ایزدی کے ظہور میں آسکتا تھا۔ کیا دُنیا میں کوئی مثال ایسے انقلاب کی آنحضرت سرور کائنات سے پہلے یا بعد میں دیکھنے میں آئی ہے۔ ہم مان لیتے ہیں کہ ویدوں کے کوزہ کے اندر وحدانیت کا بحر بیکراں بند ہے۔ ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ بھاگوت گیتا اخلاقی و روحانی فلسفہ کی جان ہے۔ مگر جان برادر دیکھنے والی بات تو یہ ہے کہ کیا اُس وقت دُنیا میں ویدوں یا بھاگوت گیتا کے نام سے بھی کوئی آشنا تھا؟ تعلیم کو چھوڑو کیا اس وقت ہی کوئی شخص ویدوں کا عالم اور عامل اس صفحہ زمین پر موجود ہے جس زمانہ میں فاران کی چوٹیوں پر نور نے چمک کر دنیا کو اُجالا دیا۔ اُس زمانہ کی حالت پر بھی غور کرو تم اُن شخصوں کو اُنکا واجبی شکریہ ادا کر دیتے ہو جو بغیر کسی عظیم قربانی کے اس وحدانیت کے بحر بیکراں میں سے صرف چند قطرے تمہارے حلقوں میں ٹپکاتے ہیں۔ مگر جس پاک وجود نے نور حق کے دریا بہا دیئے اور گھر گھر ہدایت و صداقت کے چشمے جاری کر دیئے اُسکو ناقابل التفات سمجھتے ہو۔ تو بھائیو یاد رکھو یہ تمہاری بدقسمتی کی دلیل ہے اے غافلو سوچو یہ فقرے سوچنے کے لائق ہیں۔

اسی سلسلہ میں اُس تاریخی واقعہ اور حقیقت پر غور کرو کہ دنیا میں جتنے پیامبر اور رسول اور رشی آئے کسی کو اپنی زندگی میں اپنے مشن کی تکمیل کی خدا نے توفیق نہ دی۔ بدھ گوتم اس سنسار میں نصف صدی سے زیادہ تلقین و ہدایت کرتے رہے۔ مگر جب اس پاک بندہ خدا نے اپنی جان جان آفریں کے حوالے کی سوائے تین شخصوں کے دُنیا میں کوئی اُس کے عقائد کا ماننے والا نہیں تھا اس کی وفات سے کئی سال بعد اُس کے ایک شاگرد نے اُس کے عقائد کو ایک ضابطہ کی شکل میں منضبط کیا اور اس مذہب کے پرچار کرنے کا نتیجہ کیا جو بدھ نے رائج کرنے کی کوشش کی تھی پھر اس حکمت الٰہی پر غور کرو کہ خود ہندوستان کے اندر یہ مذہب مضبوط جڑیں نہ پکڑ سکا اور اسے چین جاپان میں جاکر اپنا مامن ڈھونڈھنا پڑا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ وصال ایزدی تک جدوجہد کرتے رہے مگر دُنیا کو ایک الٰہی رشتہ میں منسلک نہ کر سکے ماسوا اسلام کے جتنے مذاہب دنیا میں مروج ہو رہے ہیں سب اپنے بانیوں کی وفات کے کئی سو سال بعد رائج ہوئے۔ ان کے بانیوں کو کبھی معلوم نہیں ہوا کہ جس مذہب کی تلقین وہ کر رہے ہیں وہ کب کس نام سے اور کس صورت میں کہاں کہاں رائج ہوگا۔ مگر آنجناب سرور کائنات کے سپرد خدائے ذوالجلال نے جو مشن کیا اُس کو آنجناب رسالتمآب کی پاک زندگی میں ہی بر سر تکمیل پہنچا دیا۔ اس جلال الٰہی برکت ودعت کی ایک مثال بھی تاریخ عالم میں نہیں ملتی اور ہم مخالفان اسلام کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اس کی ایک مثال بھی دکھا دیں تو ہم اُن کا لوہا مان لیں۔

پھر دیگر مذاہب کے بانیوں کا مذہب اُنھیں کے وطن میں کبھی کامیابی کے ساتھ رائج نہیں ہوا بدھ کہاں پیدا ہوئے کہاں تلقین کرتے رہے مگر آج بدھ مذہب کے پیرو کہاں ہیں۔ بدھ ہندوستان میں جدوجہد کرتے رہے اور مذہب ان کا چین میں جاکر پھیلا اور کیا ان مذاہب کا ایک شخص بھی دعوے کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ مذہب وہی ہے جو اُس کے بانی نے دُنیا کے سامنے پیش کیا تھا مگر اسلام کی تاریخ اسلام کی الٰہی صداقت کی بین شہادت پیش کر رہی ہے۔ اسلام پہلے عرب میں پھیلا اور عرب سے نکل کر تمام جہان میں گونجا۔ دوسرے مذاہب کی مذہبی زبانیں کنج عدم میں معدوم ہو گئیں۔ مگر قرآن شریف کی زبان اسی شان اور آن کے ساتھ نہ صرف قائم و موجود ہے بلکہ دن بدن ترقی کر رہی ہے۔

مندرجہ بالا باتیں بالکل موٹی موٹی باتیں ہیں جن کا علم ہر معمولی تعلیم یافتہ شخص کو ہے۔ پھر تعجب ہی ہے کہ بعض کوتاہ اندیش و بدقسمت لوگ اسلام کے الٰہی حصار میں آکر پناہ کیوں نہیں لیتے۔ اور کیوں مارے مارے اس بادیہ ہستی میں ڈانوا ڈول پھر رہے ہیں۔ جب ایسے شخص کہ جو یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ اُنکا مذہب اُن سے کیا چاہتا ہے اور اُن کے مذہب کی تاریخ کیا ہے؟ کن اصولوں پر وہ قائم ہے اور اُس کا نصب العین کیا ہے۔ اسلام اور رسالتمآب پر اعتراض کرتے ہیں تو واللہ ہم حیرت میں ڈوب جاتے ہیں اور جب غور کرتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ در اصل ان بدقسمتوں کے دلوں پر خداوند پاک نے جہالت کی مہریں لگا دی ہیں اور ان کی روحانی آنکھیں کور ہو چکی ہیں کہ نور کو نہیں دیکھ سکتے۔ یہ آفتاب سروں پر چمک رہا ہے اور وہ چراغ کی تلاش میں بھٹک رہے ہیں ہے ہے کیسے بدقسمت اور قابل رحم یہ لوگ ہیں اُن کے کان بہرے ہو چکے ہیں کہ خدائی آواز کو نہیں سنتے اور اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے معبودوں سے کچھ سُننے کے لئے ہمہ تن گوش ہیں۔ خدا ان لوگوں پر رحم کرے۔

(ملت)

قوم سے ترن کا اثر اس نے قبول کیا ہے۔ اپنی زندانی طبع کے سبب بیں بچتے بنتے آپ قادیان میں چلے آئے ہیں۔ اور اس سبب حواسی کے عالم میں یک اُٹھے ہیں کہ مولوی مرزا غلام احمد صاحب نے بھی بہت زور مارا مگر دہلی کا ایک شخص بھی احمدی نہ ہو۔ اول تو یہ معلوم نہیں ہوا کہ دہلی کا باشندہ سے آپکی کیا مراد ہے کیا دہلی کا باشندہ وہ ہے جو دہلی کی بنیاد پڑنے کے دن سے لیکر اب تک اس میں چلا آتا ہو۔ کیا مرزا حیرت کو کچھ خبر نہیں کہ سب سے پہلے مسیح موعود نے دہلی کو فتح کیا چنانچہ خواجہ میر درد مرحوم کے مقدس خاندان کی لڑکی آپ کے نکاح میں آئی۔ جو اب ام المومنین ہے۔ اور اسطرح سلسلہ احمدیہ کی ابتدائی تحریک کا آغاز دہلی ہی سے ہے۔ اور دہلی پر خدا کے نبی کا فاتحانہ تسلط یہاں تک ہوا ہے کہ دہلی کے مشہور خاندان کے چشم و چراغ ہوتے ہوئے اسی کے ہوکر اسی کے ساتھ چلے آئے۔ کیا مرزا حیرت اس بات سے ناواقف ہے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ دہلی کے باشندے ہیں۔ کیا سید محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل۔ ڈاکٹر محمد اسمعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن دہلی کے باشندے نہیں کیا اخبار الحق کا ایڈیٹر میر قاسم علی صاحب آپکی چھاتی پر مونگ نہیں دل رہا۔ اور کیا وہ اب دہلی کے ہی باشندے نہیں؟ اسی طرح اور بھی نام لئے جا سکتے ہیں۔

پھر اگر حق کا قبول نہ کرنا کوئی اعلیٰ قابل ستائش وصف ہو سکتا ہے تو اس کی تحسین کا کریڈٹ ابوجہل کو اور اس لبتی کو ہونا چاہئے جس کے لئے قرآن مجید میں ما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین آیا ہے۔ (اکمل)

پنجاب کی انتظامی رپورٹ

پنجاب کی انتظامی رپورٹ ۱۹۱۱-۱۹۱۰ء میں اخبارات کے متعلق گورنمنٹ پنجاب نے ظاہر کیا ہے کہ سال مذکور میں کل ۲۴۲۔ اخبار شائع ہوتے تھے۔ جن میں سے ۲۶ بند ہوگئے کسی اخبار پر سرکار کیطرف سے فوجداری مقدمہ نہیں چلایا گیا بعض اخبارات کو فہمائش کی گئی ان میں امرتسر کے مولوی فاضل **ثناء اللہ کا اہلحدیث** اور **مسلمان** بھی ہے اور جالندھر کا آریہ مسافر اور لاہور کا **پرکاش**۔ پنجاب میں مذہبی اخبارات کے سلسلہ میں یہی اخبارات ہیں جن کو فہمائش ہوئی۔ ان اخبارات نے اپنے رویہ میں کسیقدر اصلاح کر لی ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ نوٹس شائع کیا تھا جو مختلف مذاہب کے لیڈروں کے نام آپ نے جاری کیا تھا جس پر اگر عمل کر لیا جاتا تو باوجود اختلاف مذاہب بھی یہانتک نوبت نہ آتی۔ بہرحال جدید پریس ایکٹ کی رُو سے وہی کام ہوگیا جو ہمارا امام چاہتا تھا۔ اور یہ اس کی فتح ہے۔

لیکھرام کا نشان زندہ ہے

ہندوستان کی مذہبی دُنیا آگاہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے **لیکھرام** آریہ مقتول کے اصرار طلب نشان پر اس کی قضاء و قدر کے متعلق ایک نشان شائع کیا تھا کہ ۶ سال کے اندر وہ ایک خارق عادت عذاب سے ہلاک ہوگا۔ کیونکہ یہ بتایا گیا تھا کہ یہ عذاب معمولی تپ یا ہیضہ وغیرہ امراض کی صورت میں نہ ہوگا بلکہ ایک ایسا نشان ہوگا جو خارق عادت عذاب اپنے اندر رکھیگا ۶۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو یہ نشان لیکھرام کے قتل کی صورت میں ظاہر ہوا۔ چونکہ یہ نشان ایک عظیم الشان الٰہی ہیبت اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک **صادق** کی صداقت کی دلیل ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کو قائم رکھنے کے لئے خود آریہ قوم کے اندر تحریک کر دی۔ چنانچہ ہر سال اس کی برسی منائی جاتی ہے۔ اور اس کی مستقل یادگار کے طور پر ایک رسالہ جاری ہے خدا تعالیٰ کے کام عجیب اور حیرت انگیز ہیں۔ جب اس کے قتل کا خیال آتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ تمام واقعہ یاد آ جاتا ہے کہ کسطرح لیکھرام قادیان آیا اور اس نے نشان کے لئے اصرار کیا اور آخر ایک لمبی خط و کتابت کے بعد اپنی قضاء و قدر کی اشاعت کی اجازت دی۔ جس پر وہ ۶ سالہ نشان شائع کیا گیا۔ اس میں شک نہیں ہمارے آریہ احباب نے اس نشان کے قیام کیطرف تو توجہ کی مگر انھوں نے اس سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ خدا ان کی آنکھیں کھولے +

قادیان کی کمیٹی اپنے اختیارات سے باہر نہ جاوے

قادیان کی نوٹی فائیڈ ایریا کمیٹی کے خلاف بعض معاملات میں پبلک کو شکایات پیدا ہو چلی ہیں۔ ہمارے ضلع کے رعایا پرور ڈپٹی کمشنر بہادر کا تو یہ اصول ہے کہ جہانتک ان کی طاقت اور اختیار میں ہے وہ رعایا کو آرام اور فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں ان کے ماتحت حکام اور ذمہ دار لوگوں کا بھی یہی فرض ہونا چاہئے۔ قادیان میں صاحب موصوف تشریف لائے تو آپنے باشندوں کی شکایات کو محسوس کر کے **ہوس ٹیکس** کو اُڑا کر ایسی انتظامی صورت پیش کر دی جو نہایت آسان اور آرام دہ ہے۔ کمیٹی کو پہلے ہی سے یہ سکیم سوچنی چاہئے تھی۔ مگر یہ اس کی قسمت میں کہاں۔ یہ فخر تو صاحب ڈپٹی کمشنر کے لئے رکھا تھا کہ وہ رعایا کی دادرسی کریں یعنے کسی پچھلی اشاعت میں لکھا تھا کہ کمیٹی کو معمولی معاملات پر پبلک سے مقدمات نہیں کرنے چاہئیں گورنمنٹ کی پولیسی خود مقدمات کے خلاف ہے مقدمہ بازی کو گورنمنٹ خود نفرت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اور اس میں رعایا کی بربادی تصور کرتی ہے مقدمات کو کم کرنیکی تجاویز ہمیشہ اسکے زیر نظر رہتی ہیں۔ مگر ہماری کمیٹی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر مقدمات کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے۔ گویا وہ کمیٹی کے روپیہ کو جو پبلک کا روپیہ ہے بیدردی سے صرف کرنے کی پرواہ نہیں کرتی۔ پچھلے دنوں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور ایک اپیل میاں ولایت اور عنایت کیطرف سے دائر ہوا جس پر کمیٹی مقدمہ چلانا چاہتی تھی۔ مگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے اس مقدمہ کو روکدیا اور سائلان کو تعمیر مکان کی اجازت دیدی اس سے کمیٹی کو آئندہ کے لئے سبق لینا چاہئے کہ جہانتک ممکن ہو چھوٹے معاملات پر مقدمات نہیں چاہئیں۔ بعض اوقات کمیٹی اپنے اختیارات سے قدم باہر رکھدیتی ہے اس کے لئے ضرورت ہے کہ جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر مناسب ہدایات صادر فرمائیں۔ مثلاً ایک شخص کمیٹی کے دفتر میں تعمیر مکان کی درخواست پیش کرتا ہے تو کمیٹی بجائے اس کے کہ حفظان صحت کے اصولوں کو مد نظر رکھ کر تعمیر مکان کی اجازت دے جوڈیشل فیصلہ کرنے کے لئے قدم اُٹھاتی ہے۔ اور ملکیت کے ثبوت مانگتی ہے۔ کیا کمیٹی کو کوئی ایسا حق حاصل ہے کہ وہ دیوانی معاملات طے کرے۔ اور ملکیت کا فیصلہ کرے؟ جہانتک میں سمجھتا ہوں کمیٹی کو کوئی اس قسم کا حق حاصل نہیں ہے۔ ابھی تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ شیخ عبدالرحیم صاحب اور مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے نے تعمیر مکان کی درخواست پیش کی اور کمیٹی اس پر تعمیر مکان کی اجازت دینے سے انکار کرتی ہے کہ باشندگان میں سے کوئی درخواست اس کے خلاف دی ہے۔ حالانکہ کمیٹی کو یہ حق نہیں تھا کمیٹی اس درخواست کا فیصلہ بطور خود نہیں کر سکتی۔ اس کے لئے دیوانی عدالتیں کھلی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس تعمیر کو روکنے کیوجہ سے جو نقصان اور تکلیف سائلان کو ہو رہی ہے اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ قدرتاً اس سوال کا جواب یہی ہے کہ کمیٹی ذمہ دار ہوگی۔ اس قسم کی تکالیف عام ناراضی کا باعث ہو جایا کرتی ہیں۔ اس لئے میں **صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر** کے حضور ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی رعایا پروری کی سپرٹ سے کام لیکر اس قسم کے معاملات میں دخل دیکر شکر گذاری کا موقعہ دیں۔

اگر صاحب موصوف مولوی محمد دین بی۔ اے کی درخواست تعمیر مکان والی مثل منگوا کر ملاحظہ فرمائینگے تو یقیناً حقیقت و اصلیت معلوم ہو جائیگی۔ یہ اُمید رکھنا بالکل درست ہے کہ یہ مثل صدر میں طلب ہو کر مناسب کارروائی ہوگی۔

دنیا کو نجات کا راستہ دکھایا جاچکا ہے

گذشتہ سے پیوستہ ہفتہ میں جسقدر آریہ اخبارات ہمکو تبادلہ میں موصول ہوئے وہ سب سوامی دیانند جی مہاراج کے حالات اور اُن کے حسنات سے مملو تھے۔ وجہ یہ ہے کہ دیانند صاحب کی برسی کے موقعہ پر آریہ اخبارات اپنے کالم اُن کے حالات کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ جہاں جہاں بھی آریہ سماج قائم ہے اس دن جلسے منعقد کئے جاتے ہیں اور سوامی کے حالات لوگوں کو سُنائے جاتے ہیں۔ ہم نے ستیارتھ پرکاش اور قریباً تمام ان کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جو آریہ سماجوں کیطرف سے اپنے مذہب کی حمایت یا دیگر مذاہب کی مخالفت میں شائع ہوئی ہیں ان کتب اور اخباری مضامین کے مطالعہ سے یہ بات نمایاں طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ تمام آریہ سماجی سوامی صاحب کی بزرگی و عظمت کے قائل زیادہ تر اس لئے ہیں کہ ہندو کہلانے والی قوم کو بُت پرستی و شرک کی تاریک غار سے نکالنے کے لئے انہوں نے جدوجہد کی۔ اور ساتھ ہی دیگر مذاہب کے برخلاف ہندوؤں کے دلوں میں حقارت و نفرت کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ایک منصف مزاج شخص سوامی صاحب کے پہلے کام کو

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے!

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے۔

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعودؑ مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپنے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں پڑھا۔ تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور ہدایت۔ اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ .... ایک روپیہ (عہ)

نوٹ

آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے (ہے) معہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشتہار ضروری

مجھے اس بات کو معلوم کرکے بہت افسوس ہوا ہے۔ کہ فنڈ یتامیٰ اس وقت پانچ چھ سو روپیہ کا مقروض ہے اور جہاں اس کے اخراجات دو سو روپیہ ماہوار کے قریب یا اس سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ آمدنی پچاس روپیہ ماہوار بلکہ اس سے بھی کم ہے۔ اس لئے میں جماعت کے مخلصوں کو اطرف خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں۔

مذہب اسلام کے دو ہی بڑے جز و ہیں۔ ایک طاعت لامر اللہ اور دوسرے شفقت علیٰ خلق اللہ۔ اس دوسرے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں یتامیٰ کی خبرگیری کے لئے سخت تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں جہاں صدقات کا ذکر آیا ہے۔ وہاں یتامیٰ کا خصوصیت سے ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ پارہ دوم میں قرآن شریف میں فرمایا ہے وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۝ اس آیت میں حقیقی نیکی کو انہی دو حصوں پر منقسم فرمایا ہے۔ جن میں سے پہلے حصہ میں ایمان یا طاعت لامر اللہ کا ذکر ہے اور دوسرے میں مال کے خرچ کرنے یا شفقت علیٰ خلق اللہ کا حکم ہے اور انفاق فی سبیل اللہ میں ذوی القربیٰ کے بعد دوسرے درجہ پر مستحق امداد یتامیٰ کو قرار دیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائیوں پر رحم کرنے کے متعلق جو تاکید فرمائی ہے۔ اس سے حدیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا ہے۔ تری المومنین فی تراحمھم وتوادھم وتعاطفھم کمثل الجسد۔ اذا اشتکی عضوا تداعی لہ سائر الجسد بالسھر والحمی یعنے مومن باہم ایک دوسرے پر رحم کرنے اور ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے پر مہربانی کرنے میں ایک جسم کے حکم میں ہیں۔ اگر جسم کے ایک عضو کو تکلیف پہونچے۔ تو اس کی خاطر سارا جسم تکلیف اٹھاتا ہے۔ اور پھر خصوصیت سے ان بیکس بچوں پر رحم کے لئے جنہیں یتیم کہتے ہیں۔ فرمایا انا وکافل الیتیم لہ ولغیرہ فی الجنۃ ھکذا۔ یعنی میں اور وہ شخص جو یتیم کی خبرگیری کرتا ہے۔ جنت میں اس طرح سے ملے ہوئے ہوں گے۔ جس طرح دو انگلیاں باہم ملی ہوئی ہیں۔ ایک سچے مومن کی آرزو اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے۔ کہ نہ صرف جنت میں ہو۔ بلکہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو۔ اس کے لئے فرمایا۔ کہ جو یہ چاہتا ہے۔ وہ یتیم کا کفیل بن جاوے۔ خواہ وہ یتیم کوئی اس کا اپنا رشتہ دار ہو۔ یا کوئی اور ہو۔ میرے دوستو۔ تم میں سے کون ہے۔ جو یہ نہ چاہتا ہو۔ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں ہو۔ پس تم علیحدہ علیحدہ تو یتیموں کے کفیل بن نہیں سکتے۔ اگر تم اس ثواب میں شریک ہونا چاہو۔ تو یتیم فنڈ کے لئے کچھ اپنے ذمہ لگا لو۔ خواہ وہ کتنی بڑی رقم ہی ہو۔ یہاں انجمن کی زیر نگرانی تمہاری قوم کے بہت سے یتیم بچے پرورش پا رہے ہیں۔ اور بہت سے ہیں۔ جن کی درخواستیں آتی ہیں۔ پس جو شخص تم میں سے جو شخص تم میں سے ان کی پرورش کے لئے چندہ دیتا ہے۔ وہ یتیم کی کفالت کرتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کے مخلص جلد اس طرف توجہ کرکے یتیم فنڈ کی موجودہ حالت کو ایسا بنانے کی کوشش کریں گے۔ کہ اس کے لئے دوبارہ مجھے کہنے کی ضرورت نہ ہو۔

(نور الدین رضؓ)

حضور لاٹ صاحب بہادر پنجاب اور ٹمپرنس ڈیپوٹیشن

امرتسر ٹمپرنس ایسوسی ایشن کی طرف سے ٹمپرنس ڈیپوٹیشن جس میں پنڈت بشن نرائن صاحب رازدان
لالہ رام سرن داس صاحب آنریری مجسٹریٹ۔
لالہ رتن چند صاحب آنریری مجسٹریٹ۔
میاں فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ۔
دیوان امرناتھ صاحب ممبر۔
پادری گلفرڈ صاحب۔
سردار کشن سنگھ صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر بی۔ این ہائی سکول۔
ماسٹر سنت سنگھ صاحب آنریری لیکچرار ٹمپرنس سوسائیٹی اور سکرٹری شامل تھے۔ رنیسٹ ہوس میں جناب ہز آنر سر لوئیس ڈین صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور انور نے ۳ بجے کے بعد شرف باریابی عطا فرمایا۔ سکرٹری ٹمپرنس سوسائیٹی نے ہر ایک کو انٹروڈیوس کرایا۔ ہز آنر نے سب سے بخندہ پیشانی مصافحہ کیا۔ لالہ رام سرن داس صاحب نے حضور انور کو ہار پہنائے پنڈت بشن نرائن صاحب نے صاحب ممدوح الشان کی ان عنایات کا جو آپ نے فرید کوٹ دربار۔ دہلی دربار۔ آبکاری رپورٹ وغیرہ میں فرمائیں اور ٹمپرنس معاملات میں انٹرسٹ لینے کا ذکر کرنے کے بعد عرض کیا۔ کہ ہم حضور کا شکریہ ادا کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے ہیں۔ آپ کے اقبال سے ٹمپرنس سوسائیٹی کو بہت تقویت حاصل ہوئی ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ کی عنایات سے جو زمین ٹمپرنس سوسائیٹی کو ملی ہے۔ وہاں ٹمپرنس ہال کا بنیادی پتھر حضور اپنے دست مبارک سے نصب فرمائیں حضور نے ٹمپرنس ڈیپوٹیشن کی ملاقات اور امرتسر ٹمپرنس سوسائیٹی کے کام پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور ٹمپرنس کام کی ترقی کے متعلق دریافت کیا۔ اور دوران گفتگو میں ارشاد فرمایا۔ کہ گورنمنٹ امرتسر ٹمپرنس سوسائیٹی کی امداد کرے گی۔ اور ہمیشہ امداد کرنے کے لئے تیار ہے۔ شراب خواری سے خرابی ہے۔ لائل پور میں آسودہ لوگ فصل کماد شراب بنانے کے استعمال کے واسطے بوتے ہیں۔ حضور انور نے ریورنڈ گلفرڈ صاحب سے علاقہ ترنتارن کی شراب خواری کی نسبت دریافت کیا۔ ٹمپرنس ہال کے بنیادی پتھر کے متعلق فرمایا۔ کہ ہم کو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مگر کتنا روپیہ جمع کیا گیا ہے۔ سکرٹری نے عرض کیا۔ کہ روپیہ ابھی تک تو جمع نہیں کیا گیا۔ البتہ اب آپ کے اقبال سے بہت جلد فراہم ہو جاوے گا دہلی دربار کے موقعہ پر ٹمپرنس ڈراما وغیرہ کے لئے جو روپیہ خرچ ہوا ہے وہ صرف دو تین ہفتہ میں جمع ہو گیا تھا۔ حضور انور نے فرمایا۔ کچھ روپیہ اکٹھا کرکے ہمکو خبر کرنا چاہئے۔

سب نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا۔ اور واپسی کے وقت ہز آنر نے ہر ایک سے مصافحہ کیا۔ اور ڈیپوٹیشن کامیابی سے واپس آیا۔

نند لال
سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی
امرتسر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک کروہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

جلد ۱۶ — نمبر ۱۰

الحکم

۱۴ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء

قادیان دارالامان

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ... ... صہ/

خواص سے ... ... عہ/

ہندوستان سے باہر ... ... لے ٦/

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ... ... ہے ۱۲/

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر مالک و پبلشر چھپکر شائع ہوا

امّی نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ذیل میں خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کا ایک مضمون عنوان بالا سے درج کیا جاتا ہے۔ جو دہلی کے معزز رسالہ نظام المشائخ کے رسول نمبر میں چھاپا گیا ہے۔ نظام المشائخ کا رسول نمبر ہمیشہ نہایت عمدگی اور قابلیت سے ترتیب دیا جاتا ہے۔ ناظرین ضرور اسے منگوا کر دیکھیں۔ — ایڈیٹر

ترا آنے است کاں با ہیچکس نیست
ترا من از پئے آں مے پرستم

دنیا کے ہر ایک طبقہ یا ہر ایک حصے میں جس قدر نبی اور رسول گذر چکے ہیں۔ ان کی تعداد اگر ایک بڑی تعداد ہے اور اُن کی بعثت اور موجبات یا اسباب بعثت میں اگر فرق ہے۔ تو اُن کی حالتوں اور کیفیتوں اور خصوصیات میں بھی گونہ فرق و امتیاز ہے۔ یہ فرق صرف ان کی الہامی کتابوں اور منقولات ہی سے ثابت نہیں۔ بلکہ اُن کے طرز زندگی اور عمل زندگی کے واقعات بھی اس پر بہت کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔ اسلام کا یہ اصول ہے کہ "دنیا کے ہر ایک حصہ میں مختلف وقتوں پر مختلف نبی اور مختلف رسول مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ اور اُن کی زندگیاں مختلف رنگ میں گذری ہیں۔ اگرچہ بعض اقطاع ملک کے نبیوں کے حالات اور طرز زندگی کی بابت پوری پوری اطلاعات نہ مل سکیں۔ لیکن قرآنی اصول کے مطابق ان کی ہستی اور بعثت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اگر

ہندوستان کے نبیوں یا اوتاروں کی زندگی کے حالات یا طرز گو کسی قدر تاریکی میں ہیں۔ گو کچھ اس وجہ سے کہ تاریخ ایک مسلسل رنگ میں ان پر روشنی نہیں ڈالتی۔ کچھ اس وجہ سے کہ اُن حالات میں بہت کچھ تغیر اور تبدل بھی کیا گیا ہے۔ لیکن قرآنی اصول کے مطابق اُن کے وجود یا ہستی سے ہم انکار نہیں کر سکتے۔

اگرچہ ہندوستان کے بعض مقدسوں کی زندگیاں بت پرستی کا مجموعہ بیان کی جاتی ہیں۔ لیکن ہم اسے ایک تحریف واقعات قرار دیں گے۔ بادیان مذاہب کی زندگیوں میں عموماً اس قسم کے غلط واقعات کا استعمال بھی ہو جاتا ہے۔ یہ قرآن مجید کی کشادہ خیالی اور نبی عربی کی صداقت کا ثبوت ہے کہ بے تعصبی اور حق پرستی کے خیال سے ایسے نبیوں اور ایسے اوتاروں کے دامن تقدس یا دامن نبوت سے ناپاک اور شرمناک داغوں اور دھبوں کو کمال جرأت سے دور کرتا۔ اور یہ کوشش سرسبز کرنا چاہتا ہے۔ کہ اُن کی ذات اور اُن کے تقدس میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے قرآن مجید چونکہ سب سے پچھلی الٰہی یا الہامی کتاب ہے۔ اس کا فرض تھا کہ جو کچھ اس سے پہلے نذر ہو چکا ہے اُس پر کمال دیانت اور کشادہ خیالی سے ریویو کرے۔ قرآن کا یہ دعوٰی ہے "اور کوئی شخص بشرطیکہ کشادہ خیالی اور راستبازی سے کام لے اس دعوٰی کی عظمت اور صداقت سے

انکار نہیں کر سکتا" کہ الہامی کتابوں میں سے صرف وہی ایک ایسی کتاب ہے کہ جو کل مقدسوں کی تائید اور تصدیق کرتی ہے۔ کتنی بڑی وسعت خیالی اور حق پرستی ہے کہ "مسلمانوں سے قرآن دنیا کے کل نبیوں اور اوتاروں کی تعظیم اور تصدیق کراتا ہے اور اُن کی تکذیب اور انکار پر نہیں زور سے تنبیہ کرتا ہے۔"

سمجھ میں نہیں آتا کہ قرآن کی اس سے غرض کیا ہے؟

(الف) کیا دوسرے مذاہب کو خوش کرنا۔

(ب) اُن کی خوشامد کرنا۔

(ج) اُن کا ساتھ دینا۔

ہرگز نہیں۔ اگر قرآن کا یہی مدعا تھا تو چاہئے تھا کہ اصولی امور میں دیگر فرقوں اور دیگر مذاہب سے کوئی اختلاف نہ کیا جاتا اور اُن کی تردید اور تکذیب سے تمام جہان اور تمام فرقوں کو اپنا جانی دشمن نہ بنایا جاتا۔ یہ طریق بیان یا طریق تبلیغ ثابت کر رہا ہے کہ قرآن کی غرض صرف اظہار حق تھی۔ ایک طرف قرآن جدید تبلیغ سے لوگوں سے گالیاں کھاتا ہے اور اُن کی نگاہوں میں از شرق تا غرب نشانہ بنتا ہے۔ اور دوسری طرف صاف صاف الفاظ میں اُن کے مقدسوں اور اُن کے بزرگوں کی تائید اور تصدیق کرتا ہے۔ قرآن کا یہی ایک طریق اس کی

صداقت کی ایک بین اور اٹل برہان ہے۔ حق گو۔ حق پژوہ کی تعریف بھی یہی ہے کہ ہمیشہ خدا لگتی بات کہے کسی طعن و تشنیع اور نفع و نقصان یا خوف و کراہت اور خوشی و ناخوشی کا خیال نہ ہو۔

تعجب ہے کہ اس کشادہ روئی کے صلہ میں قرآن اور اس کے مقدس لانے والے نے دنیا اور دنیا کے بالمقابل فرقوں سے یہ صلہ پایا۔ کہ۔

"اُسے گالیاں دیجاتی ہیں"۔

"گندے لفظوں میں اس کی تکذیب کی جاتی ہے"۔

"نعوذ باللہ۔ اُسے فریبی اور دنیا کا بندہ کہا جاتا ہے"۔

"اس کی پاک زندگی پر شرمناک حملے کئے جاتے ہیں"۔

"اس کے پیروان کو صلواتیں سنائی جاتی ہیں"۔

کیا اس احسان۔ اس دلیرانہ شہادت کا یہی صلہ تھا کہ جو مختلف جہات سے اسے مل رہا ہے۔؟

آخر یہ بے التفاتی بے مہری۔ احسان فراموشی کس قصور کے عوض کس گناہ کے بدلے۔ کیا اس لئے کہ گذشتہ بزرگوں کی تصدیق کی اور اُن پر شہادت دی؟ اور ان کی زندگیوں کے دامن سے گندے اور شرمناک داغوں کو دور کیا اور ثابت کر دکھایا کہ۔

"اُن مقدسوں کی بعثت کی غرض بھی توحید ہی تھی۔ اُن کے چال چلن

ہم سب نبیوں۔ رسولوں اور اوتاروں یا ایسے مذہبی مقدسوں کی زندگیوں اور طرز زندگیوں کا مقابلہ کریں گے۔ تو ہمیں ایک وضاحت کے ساتھ پتہ لگ جائیگا۔ کہ ہر نبی کی زندگی اور زندگی کے واقعات یا پیمانۂ زندگی اور اغراض بعثت یا موجبات بعثت اور نشو و نما ہمیشہ کسی نہ کسی حد تک مختلف رہا ہے۔ گو تعلیمی اغراض اور تبلیغ حق کا مدار قریباً ایک ہی قسم کا تھا۔ لیکن ان امور میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ فرق رہا ہے۔ جو نشو و نما کے متعلق ہوتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی زندگی اور کمالات زندگی اور نشو و نما کا کچھ اور طریقہ تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کوئی اور ہی طریقہ رکھتے تھے۔ مسیح علیہ السلام کی پیدائش اور نشو و نما کسی اور ہی صورت میں ہوا۔ سلیمانؑ۔ داؤدؑ۔ یعقوبؑ۔ حضرت یوسفؑ کی زندگیاں کچھ اور ہی ڈھنگ رکھتی تھیں۔ ہندوستان کے مقدسوں۔ مہادیو جی۔ برہما جی۔ مہاراج کرشن جی اور سری رامچندر جی کی زندگیاں کچھ اور ہی صورت رکھتی ہیں۔ بادی النظر ہی میں معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ان نبیوں اور اوتاروں کی زندگیوں میں کیسا بین فرق ہے۔

آدمؑ کی پیدائش مذہبی خیال سے ایسے طور پر ہوئی ہے۔ کہ جس کی نظیر ما بعد کے مرسلوں میں کہیں بھی نہیں ملتی۔ اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کوئی اور ہی صورت رکھتی ہے۔ موسیٰؑ اور ابراہیمؑ کی زندگی اور طرز بعثت میں بہت کچھ فرق ہے۔ دوسری جانب ہندی مقدسوں کا طرز زندگی دیکھو۔ دیگر انبیاء کے ساتھ بھی اُن کا اس بارہ میں اختلاف ہے۔ درمیانی سلسلوں میں بھی صریح فرق

اور اختلاف ہے۔

اس سے ثابت اور ظاہر ہے۔ کہ جو طاقت نبی کی بعثت عمل میں لاتی ہے۔ وہ خود ہی طرز زندگی۔ موجبات بعثت اور نشو و نمائی طریقوں میں فرق رکھ دیتی ہے۔ تاکہ امتوں پر اس اختلاف کی بھی حجت قائم ہو۔ آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں مسیح علیہ السلام کی ولادت کا طریقہ قوموں اور امتوں پر ایک ایسا اظہار تھا۔ کہ جو ہر صورت میں ایک اعجاز شمار ہوتا ہے۔ چونکہ قدرت یا قانون قدرت درجہ بندی کا نشان ہے۔ اس واسطے نبیوں اور اوتاروں کی بھی مختلف رنگوں میں درجہ بندی ہوتی رہی ہے۔

آدمؑ اور مسیحؑ میں بسلسلہ پیدائش ایک قسم کی نصف حصہ میں مشابہت اور نسبت دکھائی گئی ہے۔ آدمؑ کا نہ باپ تھا اور نہ ماں۔ اُس کے مقابلہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ماں تھی۔ اور باپ کوئی نہیں تھا۔

اسی طرح آدم علیہ السلام اور رسول عربیؐ میں یہ نسبت دکھائی گئی ہے۔ کہ جیسے آدم علیہ السلام نے کسی سے ظاہر میں تعلیم نہیں پائی۔ اسی طرح احمد عربی نے بھی بظاہر کسی سے تعلیم اور تربیت نہیں پائی۔ شروع میں بھی ایک ایسا نبی۔ ایک ایسا رسول دنیا کو دیا گیا۔ کہ جو شروع ہی سے یا فطرت ہی میں الٰہی مکتب کا باعتبار ممتاز فطنت کے تعلیم یافتہ تھا جسے کسی ظاہری مادی مکتب میں بیٹھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ جس کا اُستاد خود قدرت تھی۔ جس کی پاک طبیعت میں وہ تمام مصالحہ بھر دیا گیا تھا۔ کہ جو نبیانہ زندگی اور مطالب کیواسطے لازمی اور لابدی تھا۔

عورتوں کو وعظ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۳ء میں کچھ عرصہ تک یہ التزام فرمایا تھا کہ بعد عصر عورتوں کو تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت بعض تقریریں جو بڑی محنت سے میسر آسکتی تھیں۔ میں نے شائع کردیں۔ اور بعض اس وقت تک باقی ہیں۔ ان میں سے ایک آج درج کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر

اسلام میں ایسے لوگ بھی گذرے ہیں۔ کہ انہوں نے بادشاہ ہوکر فقیری اختیار کی۔ جیسے کہ ابراہیم ادہم تھے۔ جب انہوں نے بادشاہت چھوڑدی۔ تو ایک باغ میں مالی کی نوکری کرلی ایک دن اس باغ کا مالک آیا۔ جو کہ اس ملک کا بادشاہ تھا اور کہا کہ میٹھا انار لاؤ۔ جب ابراہیم ادہم انار لائے۔ تو کھانے پر وہ ترش نکلا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ تو کھٹا ہے۔ میٹھا انار لاؤ۔ وہ پھر دوبارہ لائے۔ تو وہ بھی کھٹا ہی نکلا۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ تم میٹھا انار کیوں نہیں لاتے۔ ابراہیم ادہم نے کہا۔ کہ مجھے کیا معلوم ہے۔ کہ میٹھا کون ہے اور کھٹا کون بادشاہ نے کہا کہ تو باغ میں رہکر کبھی کھاتا نہیں ہے۔ ایسا پرہیزگار تو ہم نے ابراہیم ادہم کو سُنا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ تو وہی ہے۔ اسی طرح آپؒ ایک دفعہ سفر کو جارہے تھے۔ ایک راہب آپکے ہمسفر تھا۔ جب بھوک پر سات دن گذر گئے۔ تو راہب نے کہا کہ آپؒ دعا کریں کہ ہم کو کھانا ملے۔ ابراہیم ادہم نے دعا کی۔ اور کھانا آیا اور دونوں نے کھا لیا۔ جب سات دن پھر گذر گئے۔ اور وہی وقت آیا۔ تو ابراہیم ادہم نے راہب کو کہا۔ کہ اب تم دعا کرو۔ کہ کھانا آوے۔ راہب نے بھی دعا کی اور اسی طرح کھانا آگیا۔ مگر اس وقت ابراہیم ادہم پر وہ وقت تاریک تار ہوگیا۔ اور دل میں کہا کہ اگر دوسرے دین بھی سچے ہیں۔ تو پھر خدا کا قول کہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ کیسے ٹھیک ہوسکتا ہے۔ اگر میری دعا بھی قبول ہوگئی اور راہب کی بھی۔ تو پھر دونوں مذہبوں میں کیا فرق ہوا (راہب عیسائی مذہب کا تھا۔) راہب سے انہوں نے اس کا باعث پوچھا۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ جب تم نے مجھ سے دعا کے لئے کہا۔ تو مجھ پر زمانہ تاریک ہوگیا۔ اور میں نے دعا کی یاالٰہی اگر دین اسلام سچا ہے۔ تو اس کے طفیل اس وقت میری آبرو رکھ لے اور ایک رکابی کھانے کی ابراہیم کے واسطے بھیجدے۔ اور اگر ابراہیم سچا ہے تو اس کے طفیل سے ایک اور کھانے کی رکابی میرے واسطے بھیجدے پس میری اس اضطرار کی دعا کو خدا نے قبول فرمایا اور ہم تم نے کھانا کھایا۔ پس اب اس سے انسان کو دیکھنا چاہیئے کہ یہ کیسا کھلا نشان خدا تعالیٰ نے اُن کو دکھایا۔ لیکن یہ نہ سمجھو کہ خدا پہلے زمانوں میں ایسے نشانات دکھایا کرتا تھا۔ اب نہیں۔ خدا میں وہی طاقت اب بھی موجود ہے۔ اور اس زمانہ میں بھی اسی طرح ظاہر ہے۔ اس وقت بھی مذہبوں کا مقابلہ آکر پڑا اور عیسائی اور آریہ مذہب ہمارے دین اسلام کے مقابلہ پر نکلے۔ عیسائیوں کی طرف سے پادری آتھم اور آریوں کی طرف سے لیکھرام نکلا۔ ہم نے یہ پیشگوئی کی کہ جس کا دین سچا ہے۔ وہ زندہ رہیگا اور جس کا دین جھوٹا ہے۔ وہ اول مرجاویگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ تو مرگئے اور ہم بفضل خدا زندہ ہیں۔ پس خوب یاد رکھو۔ کہ جب تک کسی کا یہ مذہب اور پکا عقیدہ نہ ہو کہ اسلام ہی سچا دین ہے۔ اور دوسرے سب دین جھوٹے ہیں۔ تب تک وہ سچا مسلمان ہرگز ہو نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی اسلام کے سوائے کوئی اور دین اختیار کریگا۔ تو وہ ہرگز نجات نہ پاویگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر عیسیٰؑ اور موسیٰؑ زندہ ہوتے۔ تو دین اسلام کی پیروی کرتے۔ اب دیکھ لو کہ ہم نے سولہ ہزار اشتہار جاری کئے۔ اور سب مذہبوں کو دعوت کی۔ کہ اگر کوئی سچا ہے تو ہم سے مقابلہ کرے۔ مگر کوئی نہیں آیا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ مذہب اسلام ہی سچا ہے۔ آریوں کا یہ مذہب ہے کہ وہ خدا کو کوئی چیز نہیں سمجھتے۔ نیوگ کا مسئلہ بنا کر دوسرے کی عورت حلال سمجھی ہوئی ہے۔ اور عیسائی خدا کو عادل نہیں سمجھتے۔ اُن کا حال یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ دُنیا گنہگار تھی۔ خدا کا ایک بیٹا تھا۔ اُس نے سب خلقت کے واسطے مرنا پسند کیا۔ تو جا کر نجات ہوئی اب دیکھو کہ گناہ کوئی کرتا ہے۔ اور پھانسی کوئی ملتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تمہارا خدا رب العالمین ہے۔ جیسے کہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

یعنی کوئی خوبی نہیں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے درمیان نہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات ہر ایک عیب سے پاک ہے۔ جسقدر عیب ہوتے ہیں اور لوگوں کو تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ وہ انسانوں کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ رحمٰن ہے یعنی انسان کے عمل اور محنت کے بغیر اپنے انعام اُس پر کرتا ہے۔ دیکھو کہ جب سورج بنایا گیا اس وقت آدم کہاں تھا۔ اور چاند بنایا تو ہم کہاں تھے ہندوؤں نے ایسے خدا کو نہیں مانا۔ جس میں یہ صفات ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ سب کچھ عمل سے ہوتا ہے۔ مرد بھی عورت بھی سب اپنے اپنے عمل سے مرد عورت بنتے ہیں جتنی رحمتیں ہیں۔ وہ سب عمل سے پیدا ہوجاتی ہیں۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُس کی ماں کے پستان میں شیر پیدا ہوجاتا ہے اور ابھی وہ ماں کے رحم میں ہوتا ہے۔ کہ اُس کی آنکھ اور کان خدا بناتا ہے۔ پس اس سے ثابت ہے۔ کہ رحمٰن خدا کی ایسی صفت ہے جس کے واسطے ضرورت عمل کرنے کی نہیں۔ دوسری رحمت خدا کی وہ ہے جو عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ مگر عیسائی اس کے بھی قائل نہیں کہ عملوں سے کچھ حاصل ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص مسیح نے اپنی جان دی تو تمام مخلوق بخشی گئی۔ قانون قدرت خدا تعالیٰ کا تو یہ ہے۔ کہ اگر کسی کو کوئی بیماری ہے تو جبتک اس کا علاج نہ کیا جاوے وہ اچھا نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک بچہ بیمار ہے اُس کی ماں اگر دوا نہ کرے وہ کیسے راضی ہوسکتا ہے یا اگر اپنے سر پر کوئی پتھر مارے تو اس سے وہ بیمار کیسے اچھا ہوگا۔ یہ نہایت بیوقوفی کی بات ہے کہ عمل تو کیا کوئی کیا نہ جاوے اور ثواب کے مستحق بنتے ہیں۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کے پھانسی ملنے سے نجات ہوگئی۔ ان کے ملکوں کا یہ حال ہے کہ شراب کی کثرت یہاں تک ہے کہ لنڈن میں اگر شراب کی دوکانیں ایک لائین میں رکھی جاویں۔ تو ستر میل کی لمبی سڑک میں آسکتی ہیں اور زناکاری کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ شراب خود اُم الخبائث ہے اب اس کے مقابل پر دیکھو۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خودکشی نہیں کی۔ آپ نے دعا میں اپنا وقت بسر فرمایا۔ راتوں کو اُٹھ کر دعائیں اسقدر کی ہیں۔ کہ پاؤں سوج سوج گئے۔ اور قدم قدم پر آپ دعا مانگا کرتے تھے ایک پادری نے زنا کیا۔ اور جب اس کو پکڑا گیا۔ اور عدالت میں پیش ہوا تو اس سے پوچھا گیا کہ تُو تو واعظ ہے۔ پھر خود ایسا کام کیوں کیا وہ کہنے لگا۔ کہ تم ہی بتاؤ۔ کہ میں پادری ہوں۔ اور اس بات پر ایمان لایا ہوں کہ ہمارے گناہ عیسےٰ کے مصلوب ہونے کی بدولت بخشے جاوینگے۔ پھر مجھ کو گناہ پر گرفتار کرنے کی کیا وجہ ہے۔ جبکہ میرا ایمان یہی ہے۔ اور یہ میرا اعتقاد پختہ ہے تو پھر کیوں گناہ نہ کیا جاوے۔ دیکھو ایسا ان کا مذہب ہے اور اُس کا یہ نتیجہ ہے۔ لیکن اسلام یہ سکھلاتا ہے کہ کوئی بخشا نہ جاویگا۔ جب تک پوری استقامت سے نیکی نہ کرے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اے فاطمہ تو یہ مت خیال کرنا۔ کہ میں نبی کی بیٹی ہوں میرے لئے تو بخشش ضرور ہوگی۔ تو جب تک اعمال اچھے نہ کریگی۔ کبھی بخشی نہ جاویگی۔ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ کہ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ یعنی میں بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہوں جیسے کسی اعمال ہوتے ہیں اُسی کا بدلہ دیتا ہوں۔ صوفی کہتے ہیں کہ موتوا قبل ان تموتوا اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ حاجتیں بشریت کو دور کردو یعنی بیوی۔ بچہ کی محبت اور کھانے پینے کے جذبات کو نے قابو میں لاکر ایک موت اپنے اوپر وارد کرو۔ اسلام نے اس سے منع نہیں کیا۔ کہ تم عمدہ چیزیں نہ کھاؤ۔ بلکہ اس سے منع کیا ہے کہ جو دُنیا دار جو عمدہ چیزیں کھا کر خوش ہوتے ہیں۔ وہ گویا نفس کو پرورش دیکر راضی ہوتے ہیں اور حلال حرام کی تمیز نہیں کرتے۔ اس سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ جو لوگ حرام کھاتے ہیں سود کھاتے ہیں۔ ان کے مُنہ میں کانٹے ہوں گے۔ اس کے مقابل پر بہشتیوں کی بابت فرمایا ہے کہ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ یعنی بہشتیوں کو نہایت ہی عمدہ عمدہ چیزیں ملینگی۔ جن کو دیکھکر کہیں گے کہ یہ وہ چیزیں ہیں جن کو ہم دُنیا میں کھاتے تھے۔ اور دوزخیوں کو لکھا ہے۔ کہ زقوم یعنے تھوہر کھانے کو ملیگی۔ تو کیا جن کو تھوہر (زقوم) کھانے کو ملیگا وہ بھی کہیں گے۔ کہ ہم دُنیا میں یہ پھل کھایا کرتے تھے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ پوشیدہ طور پر مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ اُن کو قیامت کے دن سب لذتیں میسر ہوں گی۔ کوئی عمل اُن کا دودھ بن جائیگا۔ اور کوئی شہد کا مزہ دیگا۔ نیک اعمال کے اندر خدا نے بڑی بڑی لذات رکھی ہیں اور انہی سے سب کچھ بن سکتا ہے۔ خدا پر یقین کا حاصل ہونا ہر طرح کی چیزوں کو میسر کردیتا ہے۔ دیکھو ہمارے مقدمہ میں کرم دین نے کتنا زور لگایا۔ مقدمہ کیا وہ خارج ہوا۔ پھر نگرانی کرائی مگر انجام کیا ہوا۔ میں نے اُس وقت خواب میں دیکھا۔ کہ ایک گلی تنگ ہے میں اس میں موجود ہوں۔ ایک سانڈ آیا اور وہ میرے پاس سے گذر گیا۔ پھر دوسرا آیا وہ بھی گذر گیا۔ جب تیسرا آیا تو میں نے کہا کہ یہ ماریگا۔ خدا نے مجھے اس وقت یہ دعا سکھلائی کہ

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ

تو جب میں مقدمہ میں گیا تو تین وکیل تھے۔ دو نے تو کوئی کارروائی نہ کی۔ مگر ایک وکیل اڑ کے بیٹھ گیا۔ پھر بھی اُس سے کچھ نہ ہوسکا انسان سمجھتا ہے کہ میں سب کچھ کرسکتا ہوں۔ مگر وہ نہیں سمجھتا کہ روٹی جو وہ کھاتا ہے۔ یہ بھی بجز حکم خدا کے اُسے فائدہ نہیں دے سکتی۔ ہر ایک ذرہ اندر جاکر پوچھتا ہے کہ کہ الٰہی ہم کیا کرو۔ اسی طرح بادشاہوں کو لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ بڑی طاقت والے ہیں۔ باقی دیکھو صفحہ ۷ کالم اول

اس نسبت اور اس مشابہت سے قدرت نے نبیوں کی ابتدا اور اخیر کو ایک ثابت کر کے دکھا دیا - اور بمصداق اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ یہ حجت قائم کی کہ :-

"نبی فطنت اور فطرت میں ہی نبی ہوتا ہے - اُسے کسی ظاہری تعلیم اور تربیت کی ضرورت نہیں ہوتی - اُس کی فطنت اور فطرت ہی جُدا ہوتی ہے - جس طرح کہتے ہیں - کہ شاعر پیدائشی ہوتا ہے - اسی طرح نبوت کا مادہ بھی فطرتی ہی ہوتا ہے - کوئی نہیں یہ ثابت کر سکتا - کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی اپنی عمر یا اپنی زندگی میں کسی سے تعلیم یا تربیت پائی ہو - مذہبی خیالات کے رو سے اس وقت اور تھا ہی کون - کہ جس سے حضرت آدم علیہ السلام تعلیم اور تربیت پاتے - باوجود اس کے یہود اور عیسائی و اہل اسلام حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت اور نبوّت سے انکار نہیں کرتے - ہر فرقۂ مذکورۂ بالا اس کی تائید اور تصدیق کرتا ہے -

اس تصدیق اور اس تائید متفقہ سے ثابت ہوا کہ کسی نبی کا اُمّی پیدا ہونا کسی ظاہری یا کسی مادّی اسکول اور تعلیم گاہ یا کسی انسان کی شاگردی میں نہ منسلک ہونا ایک خاص فضیلت اور عظمت ہے - مذہبی دنیا میں یہ عظمت یہ فضیلت شروع اور اخیر میں صرف دو اولوالعزم نبیوں کے حصے میں آئی :-

—(الف) بہ حصۂ حضرت آدم علیہ السلام

(ب) بہ حصۂ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

گو دوسرے نبیوں اور اوتاروں کی تعلیم کی بابت کوئی ایسی تعلیم گاہ ثابت نہیں کی گئی - کہ جس سے یہ وثوقاً ثابت کیا جا سکے - کہ ان کی تعلیم کا کوئی خاص بندوبست کیا گیا تھا - سوائے ایک دو نبیوں مثل حضرت سلیمانؑ وغیرہ کے - لیکن ان دو نبیوں آدمؑ اور محمدؐ کے بارہ میں تو یہ فیصلہ ہے - کہ وہ اُمّی نبی تھے -

گویا یہ فضیلت انہی دو بزرگواروں کے حصے میں آئی ہے - حضرت آدم علیہ السلام اس واسطے اُمّی رکھے گئے - کہ وہ اس حالت میں ابوالبشر کا درجہ پائیں - اور آخری نبیؐ اس واسطے اپنے جدّ امجد کے نقش قدم پر لایا گیا - کہ وہ ابوالبشر کے نمونہ پر قدرتی تعلیم گاہ سے تعلیم پا کر ہادی ثابت ہو - دونوں میں یہ ایک ایسی نسبت رکھی گئی ہے - جو بجائے خود ایک اعجاز اور فضیلت ہے گویا نبوّت کی دُنیا کا شروع اور خاتمہ ایک ہی رنگ اور ایک ہی صورت پر کیا گیا - اگر شروع کا نبی اُمّی تھا یعنی قدرتی تعلیم گاہ کا تعلیم یافتہ تھا - تو آخری نبی بھی ایسا ہی پیدا کیا گیا - تاکہ دُنیا پر حجت رہے کہ اللہ تعالیٰ مذہبی دُنیا میں کیسے کیسے معجز نما انسان پیدا کرتا ہے -

یہ کہنا کہ کس طرح پر کوئی انسان سوائے ظاہری قاعدہ یا ظاہری طریق کے قدرتی طور پر تعلیم پا سکتا ہے - ایک کمزور خیال ہے - انسان کی ذات میں قوت ذہنیہ متفکرہ مدبرہ وغیرہ جو رکھی گئی ہیں - اور جن کی ہستی سے کوئی انکار نہیں کر سکتا - یہ ہر ایک قسم کی تعلیم کا ذخیرہ اور مخزن یا موجبات میں اول ہیں - اور ظاہری تعلیم پانی ہر ایک تعلیم کا سامان مابعد اگر قدرت نے بطور خود ہر انسان کو یہ سامان دے رکھا ہے - تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں قدرت بطور بعض انسانوں کے واسطے اسی نمونہ پر نبوت کی تعلیم کے سامان پیدا کرنے سے قاصر رہے -

غور کرو اور پھر کہو کہ کیوں اس طریق تعلیم پر کوئی اعتراض کر سکتا ہے -

واقعات سے گو یہ بھی معلوم ہوتا ہے - کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی باضابطہ کسی سے تعلیم نہیں پائی - مگر اب جدید تحقیقات میں اُن کی سیاحت اور سفر سے یہ پایا جاتا ہے - کہ انہوں نے کسی حد تک تعلیم پائی تھی -

لغت میں اُم کے معنی نادر اور اصل چیز کے ہیں - اصل چیز یا اصل حقیقت وہی ہوتی ہے - کہ جس میں کسی کتربیونت کی ضرورت نہ ہو - گویا جو کچھ صانع ازل اور قدرت نے اُس کی ذات میں ودیعت کر دیا - اُسی کے مطابق اس کا نشو و نما ہوتا رہا - اُس میں کسی دوسرے کی آمیزش نہیں - دوسرے الفاظ میں اس کا یہ مطلب ہوا - کہ ایسا شخص فطنت کے اعتبار سے بھی وہ عظمت، وہ فضیلت، وہ سرمایہ - وہ مواد رکھتا تھا - کہ جو اُس کے فرائض منصبی اور ذمہ داریوں کے متعلق

اور اُن کی زندگیوں کے واقعات میں جو لغزشیں بیان کی جاتی ہیں وہ بہتان اور کذب ہے -

یہ باتیں ایسی تو نہ تھیں کہ اُن کا یہ تلخ صلہ دیا جاتا - ہاں اگر اس واسطے رسول عربیؐ کی شان مقدس میں یہ صلواتیں سنائی جاتی ہیں کہ اُس کی زبان اُس کی تعلیم سے چند مسائل - چند اصول دوسروں کے خلاف پیدا ہوتے ہیں - تو یہ ایک دوسری بات اور دوسرا امر ہے -

آؤ ہم مختصر طور پر دیکھیں کہ رسول عربیؐ نے اپنی تعلیم اور تبلیغ اور قرآن میں دوسرے فرقوں کے مخالف کیا کچھ کہا اور کیا کچھ معاندت کی - قرآن اور محمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی بڑی اخلاقی باتیں اور اصول حسب ذیل بیان کئے ہیں :-

(۱) خدا ایک ہے -
(۲) بُت پرستی باطل ہے -
(۳) تثلیث صداقت نہیں رکھتی -
(۴) شرک ایک بڑا گناہ ہے -
(۵) خدا نے اپنی قدرت سے یہ دُنیا پیدا کی -
(۶) وہ قادر مطلق ہے -
(۷) انسان اس کی عبادت کے واسطے پیدا کیا گیا ہے -
(۸) اگرچہ خدا کو انسانوں کی عبادت کی کوئی ضرورت نہیں مگر انسان کا یہ فرض ہے -
(۹) خدا کا وجود اور خدا کی ہستی مختلف طور پر موجودات سے ثابت ہے -
(۱۰) موجودات پر غور کرنے سے خدا کی ہستی کا ثبوت ملتا ہے -
(۱۱) خدا حاضر و ناظر - سمیع و بصیر ہے -
(۱۲) خدا حساب کتاب لیگا - اور جزا و سزا اُس کے اختیار میں ہے -
(۱۳) مرنے کے بعد انسان ایک دوسری زندگی پائے گا -
(۱۴) انسان ایک روح رکھتا ہے -
(۱۵) روح حادث ہے اور باقی ہے -
(۱۶) ہر ایک کم و بیش عمل کا بدلہ ملیگا -
(۱۷) دوزخ اور بہشت کی صورت میں بدلہ دیا جائیگا -
(۱۸) خدا خالق اور قادر مطلق ہے -
(۱۹) وہ قیامت یا حشر کے روز عدالت اور انصاف کریگا -
(۲۰) وہ بخشش بھی کر سکتا ہے اور کریگا -
(۲۱) جو جان گناہ کرے گی - وہی اس کی سزا بھی برداشت کرے گی -
(۲۲) انبیاء اور اوتار بے گناہ یا معصوم ہیں -
(۲۳) موت اور زندگی خدا کے اپنے ہاتھ میں ہے -
(۲۴) اس کا رحم اور فضل سب پر غالب ہے -
(۲۵) وہ ایک اعلیٰ طاقت ہے -

گو ان موٹے موٹے احکام قرآنی میں سے بعض احکام مثل مسئلہ روح - مسئلہ آزادی - مسئلہ حشر - مسئلہ دوزخ بہشت وغیرہ کسی قدر مختلف فیہ ہوں - مگر نہ ایسے کہ ان کا ذکر دوسرے مذاہب میں آیا ہی نہیں - ان مسائل میں سے کوئی سا مسئلہ لے لیجئے - دوسرے مذاہب میں ضرور ہی اُس کا ذکر یا اس کی بحث ہو گی -

چاہے وہ بحث کسی حد تک ذیل اور وضاحت میں اختلاف ہی رکھتی ہو اور چاہے اس کا طریق بیان کیسا ہی الگ ہو - وہ کونسا مذہب ہے - جس میں عبادت - روح - دوزخ - بہشت - جزا و سزا اور ذکر حشر نہ ہو -

رہی یہ بات کہ ان افکار میں گو نہ تضاد اور اختلاف ہے - سو اس سے کوئی نقص تعلیمات قرآنی میں عائد نہیں ہوتا - عبادتی یا روحانی مسائل کے علاوہ چند ایسے مسائل بھی ہیں کہ جنہیں :-

(۱) سوسائٹی (۲) دُنیاوی زندگی (۳) معاشرت کے مسائل کہا جا سکتا ہے -

مثلاً نکاح - میراث - خورد و نوش - تجارت - داد و ستد - جہاد - غلامی حکومت - عدالت وغیرہ وغیرہ - ان مسائل میں بیشک اختلاف ہے لیکن نہ ایسا کہ ان کی ہستی دوسرے رنگ میں یا مذاہب دیگر میں پائی جاتی ہو - ان مسائل میں سے وہ مسائل جن پر زیادہ زور دے کر بحث کی جاتی ہے - حسب ذیل ہیں :-

(۱) کثرت ازدواج
(۲) جہاد
(۳) غلامی

اگر انصاف سے دیکھا جائے - تو ان مسائل کی جدید بحثوں نے ان کے متعلق اعتراضات اور خدشات کو بہت کچھ نرم کر دیا ہے میں ادب سے دریافت کرونگا کہ

کیا تعلیم محمدی یا تعلیم قرآنی سے پہلے دُنیا کی وہ نامور قومیں جو مذہب اور کتاب رکھتی ہیں - ان مسائل سے عملی رنگ میں ناآشنا ہیں

اور اُن سے وابستہ تھا۔

کچھ ضرورت نہ تھی کہ وہ کسی استاد۔ کسی ماسٹر کا اپنی زندگی میں محتاج ہوتا۔ یا کبھی اُسے اپنی زندگی ایسا احساس ہوتا۔ ہمارا یہ مذہب ہے کہ:-

نبوت اور نبیانہ تبلیغ کے متعلق نبیوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے۔ وہ اُن کی فطنت اور فطرت میں ہی ودیعت ہوتا ہے۔ اُنہیں اس بارہ میں تعلیم اور تربیت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ:-

ہر ایک انسان کا ضمیر فطرتی رنگ میں کسی حد تک اُس کا ہادی اور رہنما ہوتا ہے۔ جب ہر انسان جو نبوت کی ذمہ واری اپنی ذات میں نہیں رکھتا ہے۔ یہ سرمایہ رکھتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ وہ اشرف۔ عظیم الشان۔ جلیل القدر انسان جس کے دوش ہمت پر تبلیغ اور ہدایت دینے کا گرانبار جوا رکھا جاتا ہے۔ اپنے ضمیر کے اعتبار سے خصوصیت نہ رکھتا ہو۔ اور اُس کا عالیشان ممتاز ضمیر اور ضمائر سے اعلیٰ اور برتر نہ ہو۔ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ کہ کیوں نبیوں اور اوتاروں کو یہ فضیلت اور برتری نہ دی جائے۔ کہ وہ پیدائش میں ہی نبوت کے جوہر رکھتے ہوں۔ اگر نبوت کا مدار تعلیم پر ہی ہے۔ تو پھر سب سے اول بڑے بڑے فلاسفر اور حکیم ہی نبی ہو سکتے تھے۔ کسی فلاسفر اور کسی حکیم نے اس واسطے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ کہ اُنہیں صرف فلسفہ کی فضیلت اور ملکہ ہی حاصل تھا۔ نبوت کے کوچہ سے انہیں کوئی سروکار نہ تھا۔ یہ ثابت ہے کہ:-

عرب کا نبی ایک اُمّی نبی تھا۔ یعنی اُس نے کہیں تعلیم نہیں پائی۔ اور وہ قدرت کے فیضان کی وجہ سے اپنے فرائض سے آشنا اور واقف تھا۔ اور اپنی ذمہ واریوں سے اُسے پوری آگاہی تھی۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ دُنیا کے اور دھندوں اور کاروبار میں بھی ویسی ہی طور پر ایسا ہی ملکہ رکھتا تھا۔ لیکن چونکہ اس کا ذہن مقدّس اور اس کی فطرت صاف اور مجلیٰ واقعہ ہوئی تھی۔ اس واسطے اُس کی زندگی کا طریق عمل اور اس کی زندگی ہر ایک پہلو سے دوسروں کے واسطے ایک نمونہ تھی۔

ہم آنحضرتؐ کو ان معنوں سے اُمّی نہیں کہتے کہ وہ تعلیم یافتہ نہ تھے۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ انسانی اُستاد کے شاگرد نہ تھے۔ وہ قدرت کے مکتب کے تعلیم یافتہ تھے۔ اور اُن کی نبیانہ تعلیم کامل تھی۔ وہ تعلیم کہ جو فلاسفروں اور حکیموں تعلیم سے اعلیٰ اور برتر تھی اور اپنی ذات اور وسعت میں لاثانی اور اسہم۔ اگر ایک انسان دوسرے انسان کو تعلیم دے سکتا ہے۔ تو کیس طرح مانا جا سکتا ہے کہ خدا اپنے طور پر تعلیم نہیں دے سکتا ہے۔ یا خدا انسانی تعلیم سے کسی کو مستغنی نہیں کر سکتا۔

قرآن کو غور سے پڑھو۔ نہ اس خیال سے کہ وہ اسلام کی کتاب ہے۔ بلکہ اس خیال سے کہ اُس میں کیا کچھ لکھا اور کہا گیا ہے۔ اس سے آپ معلوم کر سکیں گے۔ کہ اُس مقدس شخص سے جسے ایک نبی اُمّی کہا جاتا ہے۔ کیا کچھ ظہور میں آیا ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں کیا کچھ کر کے دکھایا ہے۔ اُسے اپنی مبارک زندگی میں کیا کچھ مہمات اور مقابلے پیش آئے ہیں۔ اور اُن کے متعلق اس کی ہمت اس کا استقلال کس پیمانے کا رہا ہے۔

ایک اُمّی شخص جہان میں بہادری۔ شجاعت تو دکھا سکتا ہے مستقل مزاج بھی اپنے تئیں ثابت کر سکتا ہے۔ لیکن ایسی سنجیدہ تعلیم نہیں دے سکتا۔ کہ جو اُس اُمّی نبی نے ایک جرأت کے ساتھ دی ہے۔ ساری دُنیا مخالف اور برسرپیکار۔ اور یہ بزرگ عربی اپنے ارادہ سے باز نہیں آتا۔ اور اپنے کام میں برابر لگا جاتا ہے۔ اور تعلیم کیا دیتا ہے:-

"تعالوا الی کلمۃ واحدۃ"

"قل ہو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد و لم یکن لہ کفواً احد"۔

"لا تفسدوا فی الارض"

"اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم"

"ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم"

"فعال لما یرید"

"علیٰ کل شیٔ قدیر"

"ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف الیل و النہار لاٰیٰت لاولی الالباب"

"ربنا ما خلقت ھذا باطلا"

"ھو الذی یریکم البرق" الخ

اِن تعلیمات پر انصاف سے غور کرو کہ کیا یہ کسی ایسے شخص کی طبیعت کا نتیجہ ہو سکتی ہیں۔ کہ جو بظاہر محض اُمّی ہو۔ جو عرب کے جنگلوں میں سے کسی دوسرے مہذب ملک میں عمر بھر نہ گیا ہو۔ جس کے اردگرد سوائے چند زمانۂ جاہلیت کے شاعروں اور بُت پرستوں کے اور کچھ بھی نہ ہو۔

اس اُمّی نبی کی تمام تعلیمات اور تبلیغی فتوحات کا ذخیرہ غور اور توجہ کے قابل ہے۔ اس پر غور کرنے سے کوئی منصف انسان کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ نعوذ باللہ فریبی یا دُنیا کا بندہ تھا۔ یا اُس کی تعلیم میں کوئی دھوکا تھا۔

ایک منصف مزاج تھیوسوفیکل نے اس اُمّی کی شان میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔

"آپ اُن لوگوں کے واسطے جو جہالت کی تاریکی میں گھرے ہوئے تھے۔ روشنی لائے"

یہ بالکل درست اور صحیح ہے۔ احمدؐ عربی کا زمانۂ بعثت اپنی نحوستوں۔ ادبار مذہبی اور بت پرستی کی بدولت ایک خاص زمانہ تھا۔ یہ آنحضرتؐ ہی کی ہمت اور استقلال تھا۔ کہ شمشیر توحید سے مقابلہ میں نکل آئے۔ کیا یہ اُس اُمّی شخص کا کام ہو سکتا ہے کہ جو یتیم حالت میں دُنیا کے سامنے آیا۔ جس کا خود اپنے ہی ملک میں کوئی حامی نہ تھا۔

اگر اس کے ساتھ خدا کا نور اور خدا کا ہاتھ نہیں تھا۔ تو وہ کس طرح کامیاب اور سرسبز ہوتا۔ وہ اکیلا اُٹھا۔ اور اب اُس کے شجر تنہائی کا ثمرہ یہ ہے۔ کہ باغ دُنیا میں اس کی امت کی تعداد تیس کروڑ تک شمار ہوتی ہے۔

ان عالمگیر مخالفتوں میں اُسؐ کی ان تھک کوششوں کا سرسبز ہونا واقعی ایک حیرتناک اعجاز ہے۔ اور پھر کتنے عرصہ میں صرف ۱۳ سو سال میں۔ غور کرو۔ اور سمجھو سوچو۔ کیا یہ کام سوائے خدا کی تائید کے بھی ہو سکتا ہے؟ کیا یہ ایک معمولی یتیم کی کوششوں کا اثر ہے؟ نہیں۔ نہیں۔ یہ اُس شاندار عظیم القدر یتیم کی مساعی کا اعجاز ہے۔ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ اور خدا کی مدد تھی۔

باوجود اس کے کہ اسلام کی حکومتیں اور دُنیاوی اقبال آجکل اپنی ہی شامتِ اعمال سے معرض زوال میں ہے۔ مگر پھر بھی اسلام چار کونٹ میں ترقی کر رہا ہے۔

یہ وہ بات ہے کہ جو دوسرے فرقوں کو نصیب نہیں۔ گویا اسلام کی پشت خالی بھی علو لئے ہوئے ہے۔ اُس کی دُنیاوی

"وہ کونسی مذہبی قوم ہے جس میں کثرت ازدواج نہیں ہے۔ اور کس کس قوم کے بزرگوں نے عملی رنگ میں اس کا ثبوت نہیں دیا"

"اور ہزار آدمی میں سے کتنے ایسے آدمی ہیں۔ جو بقول مسٹر شاپن ہائیر کے باوجود ایک بیوی رکھنے کے کثرت ازدواج کے حامی نہیں ہیں"

جہاد دراصل قومی ہمدردی کا مرادف مذہبی رنگ میں ہے۔ وہ کونسی قوم ہے۔ جو قومی ہمدردی کی اپنے اپنے رنگ میں حامی نہیں ہے۔ چونکہ مسلمان جداگانہ کوئی قوم یا قومیت نہیں رکھتے۔ اس واسطے اُنہیں مذہبی رنگ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ:-

قومی ہمدردی کا یہ پایہ اور درجہ ہے۔

اگر اپنے ملک اور اپنی قوم کے واسطے لڑنا اور مرنا جائز ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں پر اس مسئلہ کے متعلق الزام رکھا جائے۔ رہی یہ بات کہ اسلام اور قرآن نے مذہب پھیلانے کی خاطر یہ حکم دیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ قرآن شریف صاف ارشاد کرتا ہے۔

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ

اور اگر بعض لوگوں یا بعض سلاطین کے طریق عمل سے اس پر استشہاد کیا جاتا ہے۔ تو یہ ایک دوسری بات ہے۔ اگر ہم اسے مان بھی لیں۔ تو اُس کا بار یا اُس کا الزام نفس اسلام یا نفس قرآن پر کیسے آ سکتا ہے۔

اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا۔ تو ہم بدلائل یہ ثابت کر دیتے۔ کہ جن جن مسائل پر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ اُن کی یہ حقیقت ہے۔ اور یہ کیفیت۔ نہ اس نیت سے کہ کوئی جارجیت ہو۔ بلکہ اس نیت سے کہ مذاہب میں جو مناقشات پڑی ہوئی ہیں۔ اُن میں اس بحث سے کسی حد تک کمی ہو۔ اُس کی زمانہ کی پیشین گوئی کر رہا ہے۔ کہ لوگ خود بخود اس دلیل کی طرف آئیں گے۔ مثلاً اخبار والا یہی دیکھا گیا ہے۔ کہ مسز اینی بیسنٹ صاحبہ نے ولائت میں کثرت ازدواج کی تائید میں کچھ کہا۔ بعض نے جہاد کی تھیوری پر منصفانہ رائیں دیں۔ بعض نے مثل ایک لاہوری برہمو سماج کے۔ حضرتؐ کی لائف کو صداقت کے ساتھ لکھا۔ اور صحیح واقعات پر روشنی ڈالی۔ یہ آثار کہہ رہے ہیں۔ کہ کوئی زمانہ ایسا بھی آنیوالا ہے۔ کہ صحیح تاویلات کی وجہ سے اسلام کے مقابلے میں وہ پرخاش اور وہ کاوش رفتہ رفتہ کم ہوتی جاوے گی۔ جس کا اب بعض اطراف میں کسی حد تک زور و شور ہے اور جس کی وجہ سے قوموں کے درمیان بدظنیوں کے ناگوار اور دُھندلے بادل چھا رہے ہیں۔ اور جس کی وجہ سے انسانیّت معرض زوال میں ہے۔

وجاہتوں کا ادبار دوسرے رنگ میں اقبال کے پیرائے میں ہے۔

اُمّی نبیؐ نے ہمیں عجز و نیاز کی بھی تعلیم دی ہے۔ اور یہ سکھایا ہے۔ کہ خدا سُنتا اور دعائیں قبول کرتا ہے۔ ہم اپنی موجودہ حالت اور موجودہ پستی کے دور ہونے کے واسطے مقبل سے گڑگڑا کر دعائیں کرتے ہیں۔ کہ خداوند کریم ہماری قوم میں اتفاق اور صلاحیت کی جدید روح پھونکے۔ اور ہم پھر سرسبز ہوں۔ ہم میں علمی ذخائر کی کثرت ہو۔ اور ہم ہر ایک قسم کے علوم و فنون سے بھرپور ہو کر اس آزادی کے زمانہ میں کامیابی کی زندگی بسر کریں۔

ریشۂ درد ما غم از سوداست
مددے از بہارے خواہم

سلطان احمد۔ بہاولپور (پنجاب) (نظام المشائخ)

بقیہ صفحہ ۳۔ مگر اُن کو بھی اس قدر بلائیں لگی ہوئی ہیں کہ ہر وقت دُکھ میں رہتے ہیں۔ خدا کی قدرت کے آگے کسی کی پیش نہیں جاتی حضرت امام موسیٰ رضا کو ہارون رشید نے قید کر دیا تو ایک روز ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ ایک سخت حربہ لئے کھڑا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ ابھی موسیٰ رضا کو چھوڑ دے۔ اُس نے نوکر سے کہا کہ ابھی وزیر کو جا کر کہو۔ کہ جس حالت میں ہے۔ ویسے ہی چلا آوے۔ دیر نہ لگاوے۔ کپڑے پہننے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ جب وزیر حاضر ہوا۔ اس وقت بادشاہ بھی خواب کے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ وزیر سے کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ میں نے تجھے کیوں بلایا ہے۔ وزیر نے کہا کہ مجھے کیا معلوم ہے۔ تو کہا کہ مجھے خواب آئی ہے۔ کہ ابھی موسیٰ رضا کو چھوڑ دیا جاوے ورنہ سخت حربہ سے مجھ کو مارا جاویگا۔ وزیر جب قید خانہ میں گیا۔ تو حضرت موسیٰ رضا نے پہلے ہی فرمایا کہ ابھی میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے فرماتے ہیں کہ اے موسیٰ رضا! تجھ کو تکلیف بہت پہنچی مگر اب غم نہ کھا کہ صبح ہونے سے پیشتر تجھ کو قید خانہ سے باہر کر دیا جاویگا۔ سو دیکھو صبح ابھی نہیں ہوئی ہے۔ وزیر نے کہا کہ حضرت جہاں آپ کی مرضی ہووے۔ وہاں تشریف لیجاویں۔ دیکھلو۔ وہ کتنا بادشاہ تھا۔ مگر خدا کے حکم کے آگے کچھ پیش نہ گئی۔ اب سُنا ہے کہ سلطان روم اپنی سلطنت سے دست بردار ہونا چاہتا ہے۔ اُس کو بھی بہت سی بلائیں پیش آ گئی ہیں۔ کہ وہ بادشاہت سے بیزار ہے۔ ڈگلس کے مقدمہ میں میرے ساتھ کتنی سازشیں ہوئیں۔ ہم کافروں کے حلقہ میں تھے۔ نرے کافر ہی نہیں۔ بلکہ محمد حسین جو مسلمان کہلاتا ہے۔ وہ بھی میرے مخالف گواہی دینے گیا۔ اور ایک ہندو نے بھی بلا اجرت لینے کے وکالت کی۔ اور مجھے کہا کہ میں نے ایک پیسہ نہیں لیا۔ لیکن (ڈگلس) ایسا انگریز تھا کہ کوئی اس سے بات نہیں کر سکتا تھا۔ جب امرتسر میں مقدمہ ہوا۔ تو میرے نام وارنٹ جاری کیا گیا تھا۔ اور حکم تھا کہ مجھکو گرفتار کر کے چالیس ہزار روپیہ کی ضمانت کے ساتھ لیجاویں۔ پیچھے سے مجسٹریٹ کو کسی نے سمجھایا۔ کہ وارنٹ جاری نہ کیجئے۔ مگر خدا کی قدرت کہ وارنٹ اُسی جگہ کتاب میں رہ گیا اور خالی لفافہ یہاں بھیجدیا۔

پھر اُس نے تار کے ذریعہ سے وارنٹ منسوخ بھی کرایا۔ اور میرے پاس آدھی رات کے وقت ایک آدمی آیا۔ اُس کے پاس یہ حکم تھا کہ بڑی عزت کے ساتھ اُس کو لاؤ۔ اور ہمارے پاس پہنچاؤ۔ لوگ چاہتے تھے اور پادری کلارک بھی چاہتا تھا۔ کہ ہمیں ہتھکڑی لگ کر جاؤں۔ پھر جب ہم بٹالہ گئے۔ تو ایک شخص نے یہ بھی کہا کہ اُن کو ہتھکڑی لگا کر لائے ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ آؤ میں تم کو دکھلاؤں۔ وہ دیکھو۔ فلاں جگہ کرسی پر کون بیٹھا ہے تب وہ کہنے والا شرمندہ ہو گیا۔ اور ہماری یہاں تک عزت ہوئی کہ جناب ڈگلس صاحب بہادر نے نماز کے واسطے بڑی خوشی سے اجازت دی اور کلارک نے حاکم سے کہا کہ آپ کو خبر نہیں کہ یہ شخص کہتا ہے۔ کہ میرے چار فرشتے تمہارے بازوؤں پر دبائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ وہ سُن کر ہنس پڑا اور بڑی عزت سے مجھ کو بری کیا۔ ایک راجہ کے ساتھ اسی قسم کا مقدمہ ہوا تھا۔ وہ راجہ پھانسی دیا گیا۔ اور کئی ایسے مقدمے ایسے ہوتے ہیں۔ کہ لوگ بری نہیں ہو سکتے۔ سو یہ آسمانی بادشاہت کا اثر ہے۔ بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ بادشاہت کیا عمدہ چیز ہے۔ مگر یہ زمینی بادشاہت آسمانی بادشاہت کے آگے ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح ہوتی ہے۔ فقط

(۲۰ جولائی ۱۹۰۳ء بعد عصر)

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت الحمدللہ اچھی ہے۔ مگر آپ کے گھر میں اس ہفتہ سخت تکلیف رہی اور ابھی تک تکلیف ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شفا دے۔

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر طرح تندرست ہیں۔ صاحبزادہ صاحب قادیان ہی میں مقیم ہیں

مدرسہ احمدیہ مدرسہ احمدیہ کی ترقی اور بہتری کے لئے صاحبزادہ صاحب جس محنت اور مستعدی سے کام لے رہے ہیں۔ اس نے دیکھنے والوں کو حیران کر دیا ہے۔ یہ ہے ثبوت **دین کو دُنیا پر مقدم کرنیکا**۔ جب تک مدرسہ صاحبزادہ صاحب کے انتظام کے نیچے نہیں آیا ایک طرح پر کسمپرسی کی حالت میں تھا مدرسہ احمدیہ کی طرف حضرت امیر المومنینؓ کو بھی خصوصاً توجہ ہے اور آپ ہی نے صاحبزادہ صاحب کو اس کی طرف توجہ کرنے کی تحریک کی تھی۔ مدرسہ میں طلباء کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے اور اس وقت استی سے متجاوز ہے۔ مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ ہوس میں طلباء کی مزید گنجائش نہیں رہی۔ انجمن کو بہت جلد اس ضرورت کی طرف توجہ کرنے کی حاجت ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے طلباء میں عربی زبان کا مذاق پیدا کرنے کے لئے طلباء کی ایک انجمن قائم کر دی ہے۔ جس میں طلباء عربی زبان میں تقریریں کرتے ہیں۔ اور یہ امر لازمی کر دیا ہے۔ کہ مدرسہ کے طالب علم آپس میں یا عربی دان لوگوں سے اگر کسی وقت بھی دوسری زبان میں کلام کریں گے۔ تو مستوجب سزا ہوں گے۔ راتوں کو اٹھ کر آپ بورڈنگ کا اتفاقی معائنہ کرتے ہیں۔ اور طلباء کی حاضری اور غیر حاضری رخصت بیماری تک آپ کے نوٹس میں آتی آپکو مدرسہ کی بہتری اور بھلائی کا از بس خیال ہے آپ کے نیک ارادوں میں کامیابی عطا فرما وے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام مدرسہ کے سالانہ امتحان آج سے شروع ہیں۔ مد... عمارت کی فکر ہو رہی ہے۔

گرل سکول گرل سکول کی حالت انتظامی کمز... شکل رکھتی ہے۔ اُستانی نئے ... ہے۔ استانی کے لئے کہتے ہیں بہت کوشش کی گئی نہیں ملی۔ میں نے سکرٹری صاحب کو توجہ دلائی تھی کہ ... کبھی کسی الگ انتظام کے نیچے کر دیں کیونکہ تقسیم محنت کام عمدہ ہوتا ہے مگر وہ اپنے مصالحہ انتظامی کو سمجھتے ہیں اور اس میں مزید تبدیلی کو جائز نہیں سمجھتے۔ حضر... فرقہ نسوان کے بہت بڑے حامی ہیں۔ اور تعلیم کی طرف آپ کو جو توجہ ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے پہلا درس جو اٹھ کر ہر روز آپ دیتے ہیں۔ وہ لڑ... ہمارے بزرگ اگر اس مدرسۃ البنات کی طرف توجہ فرماویں کی بڑی ہی مہربانی ہو گی۔ قادیان میں بعض بی بیاں آ... ہوئی ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی مدرسہ کو آنریری ط... معاوضہ لیکر اپنی خدمات دیدیں۔ تو یہ ایثار بہترین نتا... دلا سکتا ہے۔ نری تجویزوں اور اخبارات میں مضمو... سے کچھ نہیں بنتا۔ کام کے لئے آگے بڑھو۔ اور اس کی تعلیم اور تربیت کے لئے اپنے قیمتی وقت کو نثار کرو قادیان کی اُن بی بیوں میں سے جو خدا کے فضل سے تعلیم یا... کوئی اس خدمت کے لئے قدم بڑھا سکتی ہے۔ حضرت خا... بھی للہ مدرسۃ البنات کی طرف توجہ فرماویں اور ا... فرقہ پر رحم فرما کر ان معصوم بچیوں کی تعلیم اور تربیت بھی اگر حضرت صاحبزادہ صاحب کو انتظام کے لئے تحریک ... تو کیا عجب ان پاک وجودوں کی دعائیں آنے والی نسل بننے والی لڑکیوں کے حق میں بارور ہوں۔

۳۔ نواب صاحب قبلہ آج مع الخیر قادیان تشریف فرما... اہلاً وسہلاً و مرحباً۔

۴۔ عالی جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپو... جدید سکیم متعلق نوٹی فائڈ ایریا کے موافق ذبح خانہ اور دھرت اور کوڑے کے ٹھیکے نیلام ہو چکے ہیں۔ مدات کی آمدنی ہوس ٹیکس کے قریباً برابر ہو گئی ہے ... الگ تشخیص ہو گا۔ اب چونکہ کمیٹی کی آمدنی میں کوئی اضافہ ... ہے کیونکہ چوکیداروں کی تنخواہ ایک دوسری مد میں جا... ہے۔ اور نالیاں بھی قریباً بن چکی ہیں۔ ان کی مرمت پر بہت ... خرچ ہوا کریگا۔ اس لئے امید کرنی چاہئے کہ روشنی کے ا... کی طرف توجہ ہو گی۔ بعض اور اصلاحیں بھی کمیٹی کے ا... کے متعلق میں پیش کرنے والا ہوں۔ اور یہ اصلاحیں م... ذاتی رائے اور تجویز نہیں۔ بلکہ باشندگان قادیان کی ... اصلی رائے ہو گی جس طرح پر جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ... اپنی کمال مہربانی سے الحکم کو

...ران پر توجہ فرمائیں گے۔
...صاحب تحصیلدار بٹالہ تبدیل ہو گئے۔ ان کی جگہ
...صاحب تشریف لائے ہیں۔ پنڈت کرتا کشن صاحب
...داس پور یا اور خاص بٹالہ میں رہ چکے ہیں۔ پنڈت
...یک متین اور سلامت رو عہدہ دار ہیں۔ اپنے
...یشہ دیانت اور امانت کے ساتھ ادا کرنے میں مشہور
...یں بلا خوف تردید یہ کہنے کو تیار ہوں کہ وہاں کہیں
...ندو مسلمان کا سوال پیدا نہیں ہوا۔ بہرحال آنے والے
...ب سے ہم خدا کے فضل سے متوقع ہیں۔ کہ وہ اپنی
...ہدے کے فرائض کو ایسے طور پر ادا کرنے کی کوشش
...عایا ان کے عہد کو یاد رکھے۔ ملک صاحب جتنا
...ہے۔ انہوں نے رعایا کی ہمدردی کو اپنے ساتھ
...لیم طبیعت اور مستعدی اور خوش اخلاقی کے
...ترف ہیں۔ بٹالہ والوں نے ملک صاحب کو الوداعی
ہم ملک صاحب کو خدا حافظ اور پنڈت کرتا کشن
کی طرف سے خوش آمدید کہتے ہیں۔

زمیندار × وطن

...سار یم وسخن از راہ غربت گوئیم
...لم اللہ کہ بکس نیست غبارے مارا

...سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ زمیندار اور وطن میں جو مخالفت کی آگ
...بعض ہولخواہان ملت کی کوشش اور ہمدردی سے دبادی
...ار بھڑک اٹھی اور یہ ثابت ہو گیا کہ آگ فی الحقیقت بجھائی ہی
...لینے سے اور وہ پھوڑا جو ایک عرصے اندر ہی اندر پکتا تھا
...ر بہ نکلا۔ ایڈیٹر وطن نے زمیندار کے ذاتی حملوں اور اسکی
...پر (جو وطن کے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضر ہیں) قلم اٹھانے
...مہدار اور صاحب اثر احباب اور اپنے معاصرین کے پاس بغرض استصواب
...و میرے پاس بھی پہنچی ہے۔ اختلاف عقائد کے لحاظ سے زمیندار
...ر دیک دونوں برابر ہیں۔ اور زمیندار نے نقاش کی صورت
...خطرناک گالیاں ہمارے سید و مولیٰ امام علیہ السلام کو
...ن نے نہایت شوق اور مزے لیکر شائع کی تھیں وطن
...نا تھا کہ جس شخص کے اندر یہ گند بھرا ہوا ہو وہ کبھی قوم اور
...نہیں ہو سکتا۔ وطن نے ان گالیوں کو شائع کیا اور دونوں
...دا ھا نتاک کے ماتحت کھیل بنا دیا۔ یہاں تک تو میں نے اپنے
...ے ایک امر کو ظاہر کیا ہے۔ مگر اختلاف مذہبی یا اختلاف رائے
...جازت نہیں دیتا۔ کہ ہم امر حق کے اظہار سے رکیں
...یہ تعلیم ہے لا یجرمنکم شنان قوم ان لا تعدلوا
...خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ اس آئت پر عمل کیا ہے وطن
...ت اسلام کی مخالفت کی تو باوجود یکہ انجمن حمائت اسلام کے
...ارے سلسلہ کے سخت مخالف تھے۔ مگر میری نظر میں انجمن
...کا کام اور اس کے پرانے ممبروں کی جانفشانیاں
...ور اب بھی ایسا انہیں قابل قدر جانتا ہوں جن نے انجمن
...مخالفت پر ... افسوس کیا۔ مجھے یہ بات بھول نہیں گئی

کہ بعض مسلمان ایڈیٹروں اور بعض ذی اثر معاصرین نے مجھے ہر طرح سے چاہا کہ میں انجمن کی تائید میں قلم نہ اٹھاؤں بلکہ میرے بعض دوستوں نے (جو حضرت مسیح موعود میں ہو کر میرے بھائی ہیں) میرا منہ بند کرنے کے لئے ہر طرح کوشش کی۔ مگر وہ اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو سکے دہلی کے بعض اسلامی معاملات میں تنازع شروع ہوا۔ تو ایڈیٹر الحکم نے ان میں وہی پہلو لیا جو اس کے نزدیک حق تھا۔ وطن نے بعض عیسائی کتابوں کی فروخت شروع کی تو میں نے بلا خوف لومۃ لائم اس کی مخالفت کی اور خطرناک مخالفت کی اور میں خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ ایڈیٹر وطن نے اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا۔ اب مجھے یہ ناگوار فرض ادا کرنا پڑا ہے۔ زمیندار اور وطن کی جنگ جہاں تک میرا قیاس ہے ہرگز ہرگز اخلاص پر مبنی نہیں۔ اور نہ وہ

جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا

کی مصداق ہے بلکہ یہ جنگ نہایت بیہودہ اور زمینداری کے الفاظ میں سوقیانہ اور عامیانہ جنگ کا نمونہ ہے۔ میں نے مسلم پریس ایسوسی ایشن کی تحریک کی مگر جب زمیندار نے اس تحریک کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو ہم نے فوراً ان کے ساتھ ہو جانا غنیمت سمجھا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ یہ محض ایک چال تھی چال ہو یا کچھ۔ اگر ایسوسی ایشن کے ذریعہ مسلم پریس کو کچھ فائدہ پہنچتا تو اس کو نہایت مفید قرار دیا جاتا۔ مگر اس کا حشر جوتیوں کے چیلنج پر ہو گیا۔ افسوس ایڈیٹر وطن نے جو قومی خدمت کی ہے۔ خواہ وہ کسی غرض اور مقصد کو مدنظر رکھ کر کی ہو۔ (کیونکہ نیات کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ اور ہم میں سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم کسی کی نیت پر حملہ کریں) اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ قابل قدر ضرور ہے۔ اسلامی دنیا کے متعلق جو معلومات وطن نے مسلمانوں کے لئے بہم پہنچائے ہیں وہ ایک قابل قدر اضافہ ہماری تصنیفات میں ہوا ہے۔ اور یہ کہنا میری دانست میں بے محل نہیں کہ وطن کے ایڈیٹر ہی نے مسلمانوں میں قومی اخبار بینی کا مذاق پیدا کیا ہے ورنہ اس سے پہلے جسقدر اخبارات جاری تھے (وکیل کو میں وطن ہی کی ذیل میں داخل کرتا ہوں کیونکہ ابتدائی نشو و نما وکیل کا ایڈیٹر وطن کے ہاتھوں ہوا!) وہ اپنی کوئی مستقل پالیسی نہ رکھتے تھے۔ مگر وطن کے اجرا نے مسلمانوں کو قومی معاملات سے آگاہ کیا اور ان پر رائے زنی اور تنقید کا اسلوب پیش کیا اور دنیا کے مسلمانوں کے نیک و بد میں شریک ہونے کی اسلامی ہند میں عادت ڈالی حجاز ریلوے فنڈ کے ذریعہ جو خدمت اس نے کی ہے وہ ایسی نہیں کہ مسلمان اسے فراموش کر دیں اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ وطن نے جو تحریک کی اس میں اپنی جیب سے روپیہ دیا ہے صرف دوسروں ہی کی جیبوں کو نہیں ٹٹولا۔ اور اب تعلیمی وظائف فنڈ کے ذریعہ جو کام ہو رہا ہے۔ وہ نہایت مفید اور ضروری ہے۔ ایسی حالت میں ایڈیٹر وطن کی ان خدمات کو زیر نظر رکھتے ہوئے ایڈیٹر زمیندار نے جو ذاتی حملے اس پر شروع کئے ہیں۔ وہ قابل نفرین اور افسوس ہیں۔ اور مسلمانوں کے اخباری مذاق کو بگاڑنے والے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کے فہیم طبقہ اور اہل اثر گروہ کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ اپنی قومی رائے کے ماتحت اس طریق کو بند کرا دیں۔

زمیندار نے بالمقابل جو خدمت قوم کی کی ہے وہ عیاں ہے۔ اس نے قوم میں بیجا جوش پیدا کرنا چاہا ہے جو کچھ شک نہیں بظاہر بیداری کی علامت کہا جا سکتا ہے۔ مگر پھر اس بگڑے ہوئے مذاق اور اٹھتے ہوئے جوش کی اصلاح ان لوگوں کے لئے مشکل ہو گی جو اصلاح کے خواہشمند ہیں اور یہ طریق کسی صورت میں بھی مفید اور مؤثر نہیں اور اصل بات جو میں دیکھتا ہوں وہ وطن اور زمیندار کی جنگ نہیں بلکہ پس پردہ کچھ اور لوگ ہیں جو آنریبل میاں محمد شفیع بالقابہ وغیرہ کے مخالف ہیں اور انہوں نے زمیندار کو اپنا آرگن بنا لیا ہے۔ خدا کی قدرت ہے کہ جب انجمن حمائت اسلام کے خلاف میاں محمد شفیع صاحب کے ساتھ والے برسرپیکار تھے اور وطن ان کا آرگن تھا تو وہ لوگ جو آج میاں محمد شفیع کی مخالفت کر رہے ہیں اور خود چٹھیاں لکھ کر دوسروں کے نام سے چھپواتے ہیں۔ ایڈیٹر الحکم کو گردن زدنی قرار دیتے تھے کہ وہ کیوں میاں محمد شفیع کی پارٹی میں شامل نہیں ہو جاتا۔ مگر مجھے نہ اس وقت آنریبل میاں محمد شفیع سے کوئی عداوت تھی نہ آج ان کے دشمنوں سے عداوت ہے۔ اس وقت اگر میں نے کوئی رائے دی تو محض للہ اور اگر آج کچھ کہتا ہوں۔ تو خدا کے لئے۔ وطن کے ساتھ تو الحکم کا تبادلہ تک انہیں ایام سے بند ہے جبکہ الحکم نے اس کی مخالفت کی تھی اور میاں محمد شفیع کی پارٹی نہ کبھی الحکم کی جنبہ دار اور خریدار تھی اور نہ آج وہ اس کے معاون ہیں میں اس خداداد نعمت کا شکر ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ میں نے خوشامد سے اخبار دینا ہمیشہ شرک کا شائبہ سمجھا ہے یہاں تک کہ میرے بعض دوست ناراض ہوئے۔ اور انہوں نے روپہری اور سنہری تدبیروں سے الحکم کی رائے کو خریدنا چاہا تو میں نے شکرگزاری کے ساتھ عرض کر دیا۔ کہ میں "ضمیر فروش" نہیں بننا چاہتا۔ غرض زمیندار اور وطن کی مخالفت کی اصل کسی اصول پر مبنی نہیں بلکہ اس کی تہ میں بعض خاص لوگوں کی مخالفت کا راز کام کر رہا ہے اور یہ نہایت شرمناک امر ہے اختلاف رائے ہو اور بے شک ہو مگر ذاتیات پر عامیانہ حملے کرنا نہایت نامناسب اور بیہودہ بات ہے۔ وطن اگر محض اس خیال سے کہ اس کی عزت اور آبرو پر حملے ہوتے ہیں خاموش رہیگا۔ تو میں اسے قوم کا سچا لیڈر سمجھونگا۔ ہاں اسے صرف زمیندار کے ان حصوں کا جواب دینا چاہئے جو کسی ایک یا دوسرے پہلو سے قوم کے لئے مضر اور نقصان رساں ہیں۔ اور ان امور کو قطعاً چھوڑ دینا چاہئے۔ جو غیر متعلق ہیں اور اس امر کی ہرگز پرواہ نہ کی جاوے کہ دوسرے لوگ انہیں کیا کہیں گے۔ اگر وہ اخلاص سے خدمت قوم کرنا چاہتے ہیں تو جو امر قوم کے لئے مفید سمجھیں اسے پیش کر دیں۔ اور زید و بکر کا خیال نہ کریں اور اگر انہیں گالیوں کا خوف ہے تو پھر اس بزدلی سے بہتر ہے کہ آئندہ ہمیشہ کے لئے قلم رکھدیں۔ خدمت قوم میں جو گالیاں انہیں ملیں گی۔ قوم خود اس پر غور کرے گی اور عملی رنگ اس کا بہترین جواب ہوگا۔ ایسا ہی میں مسٹر ظفر علی خان صاحب کو یہ مشورہ دیتا ہوں۔ کہ وہ اگر ایڈیٹر وطن سے ذاتی بغض رکھتے ہیں۔ تو اس کے لئے اخبار کو ذریعہ قرار نہ دیں۔ اور اگر اسے کسی معاملہ میں اختلاف رائے ہے اور وطن کے کسی فعل کو وہ قوم کے لئے مضر سمجھتے ہیں۔ تو معقولیت اور متانت سے اس پر رائے زنی کریں۔ ان کی ذاتیات کو درمیان نہ لائیں۔ ان کے لئے یہی بہتر ہوگا۔ اور سب سے بہتر اور مناسب تو یہ ہے

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا الآیۃ

حبل اللہ کو مضبوط پکڑو۔ تفرقہ نہ کرو۔ ورنہ تمہاری ہوا بگڑ جائے گی۔ اور سب سے آخر میں ان لوگوں کو نصحاً للدین مشورہ دیتا ہوں۔ جو اس جنگ کے حقیقی بانی ہیں کہ وہ خدا کے لئے ذاتی اغراض کو قربان کر دیں۔ اور اپنے اختلافوں کی رو میں قوم کو جلنے سے بچائیں۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے!

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ
تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی
قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی
خصوصیت یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔
عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)
کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعودؑ مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظ
سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور۔ ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ............ایک روپیہ عہ

نوٹ

آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خرید ار سے مبلغ آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک
دفتر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی حد کر دی۔ بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرہ سے پردہ اُٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا۔ جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف عہ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی۔ تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسّی صفحہ

باالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔
نمونہ کا پرچہ ۱ہ کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں۔ حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں اور نہانے میں کچھ روکاوٹ نہیں ہوگی۔ ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل میں بنی ہیں۔ مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے۔ سَو گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵ ر ایک سے ۶ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵ ر

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھ جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اس کو دور کرتا ہے اور ریاح جیسے ٹیس چمک پڑ کر رگوں میں لہر کن کئی سی جو کہیں چھوٹنے سے ہو۔ اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۱۶ گولی کی ایک ڈبیہ ۱ ر محصول ڈاک ایک سے ۱۶ ڈبیہ تک

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاص موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر سست اور پژمردہ اور تھک گئی ہو۔ تو اُس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ جو تندرستی کی علامت ہے۔ ہاتھ سے نہیں جاتا۔
استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹیڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں۔ کہ کون سی آپ کو شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ رات کو سوتے وقت ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جو دُنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائے گا۔ کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت یا تپ۔ بدہضمی۔ ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخار۔ نقاہت۔ امراض پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکرانا۔ درد سر۔ نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزاء کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ۱۲؎ و ۹؎

۱۲؎ والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں جو ۹؎ والی شیشی سے چوگنی ہیں۔

۱۲؎ والی شیشی ڈون۔ پی۔ او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مصنفوں کی تیز وطراری۔ مریضوں کی دوڑ دھوپ آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اوّل آزماؤ۔ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں۔ کہ لاکھ ماریں۔ کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو۔ تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عمہ

طلاء طلسمی کثیر السالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتی ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء سے فائدہ اُٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸؎

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا۔ قیمت فی بکس ۴؎

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفید ایجادات دس ہزار نہیں۔ پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آجتک پورے دس لاکھ کی رعیت کو فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کا ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہے ہے۔ سُنئے! روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے۔ کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے کیا آپ نے نہیں سُنا؟ کہ جناب ڈاکٹر میجر بی ناظر صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم در گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکاتا ہے اور خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی طاقت سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں۔ تو بھی بٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ معزز عہدہ داروں۔ سلطنت کے افسروں کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون سا نتیجہ نکلے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہو نے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دُنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا بھی ہے۔ یہ وہ موئی روح ہے۔ جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے ۔حق ہو گئی ہوں۔ اُن کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف مثانہ۔ ضعف باہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا خاص اثر ان اعضاء پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوان مرد۔ جوان مرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھکر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنے روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سستی اور عرق بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معزول طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی استعمال کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے چار آنے (للعہ) شیشی خورد دو روپے دو آنے (عہ)

یہ دونوں دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کرو۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

جلد ۱۶ نمبر ۱۱

الحکم

قادیان دارالامان

۲۱ مارچ ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے .. .. ؎۵ر

خواص سے .. .. ؎۱۰ر

ہندوستان سے باہر .. .. ؎۶ر

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے .. .. .. ؎۳ر ۱۲ر

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

کتبہ سید علی

مضامین اکمل

اس عنوان کے نیچے جب کبھی ممکن ہو۔ قاضی اکمل صاحب کے لکھے ہوئے ہر قسم کے مضامین درج ہوتے رہیں گے۔ وباللہ التوفیق

ایڈیٹر

"مکو اکب دریہ" کی آجکل بہت شہرت ہو رہی ہے۔ یہ دراصل مشکوٰۃ کی احادیث پر مختلف حواشی ہیں۔ منجملہ ان کے مندرجہ ذیل مسائل ہیں جن کو مشتبہ سمجھ کر بطور سوال میں نے اپنی طرف سے حضرت خلافت مآب میں پیش کیا۔ جو جواب درج ذیل ہیں۔

اکمل عفا اللہ عنہ

سوال (۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وتجزی عنہ اذا مر قدامہ بین یدیہ علی قذفۃ حجر (ابوداؤد) اس حدیث کے ماتحت بقدر قذفہ حجر یعنی تین ذراع کے فاصلے سے سجد میں نمازی کے آگے سے گذرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۲۔ جب ایسی ممانعت صرف حضور قلب میں خلل کی وجہ سے ہے۔ تو اگر نمازی کی جگہ میں ہو۔ تو اس حالت میں گذرجانا جائز ہے؟

(۲) متفق علیہ حدیث ہے کہ ایک شخص آیا۔ مسجد میں نماز پڑھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ارجع فصل فانک لم تصل۔ پھر آیا۔ پھر سلام عرض کیا۔ پھر یہی ارشاد ہوا۔ اس حدیث کی بنا پر بعد از نماز بالخصوص صبح نمازیوں کا آپس میں سلام علیکم کہنا کیسا ہے۔ جیسا کہ بعض علاقوں میں دستور ہے۔ کہ نمازی نماز سے فارغ ہو کر ایک دوسرے کو سلام علیکم کہتے ہیں۔

جواب از حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) قذفہ حجر صحیح حدیث میں آیا ہے۔ ذراع بنانا قیاسی یا خیالی امر ہے۔ یہ تو شرع اسلام میں نہیں۔ کہ کوئی آگے نہ گذرے اور نہ سجدہ میں گذرنا ثابت ہے۔ یہ خیالی ڈھکوسلا ہے۔ بلکہ حضور قلب کا ذکر اسلام میں نہیں۔

(۲) سلام کرنا بدعت ہے۔ اور اس شخص کے سلام سے استنباط کرنا تکرار حماقت کرنا ہے۔ ایسے بدعات تمام ملکوں میں ہیں۔ کس کس کا لحاظ کریں۔

نور الدین

تشحیذ کی تحریک کا اثر

تشحیذ کی تحریک کا اثر | منشی کھیر آٹے کے متعلق جو تحریک میں نے ماہ فروری کے لیڈر میں کی تھی۔ اس کے متعلق کئی خطوط آرہے ہیں۔ منجملہ ان کے برادر محمد [illegible] خان صاحب عنبر سکرٹری انجمن احمدیہ پٹیالہ [illegible] انجمن اس پر کاربند ہو گئی۔ میں بذریعہ [illegible] اخبار [illegible] شکریہ ادا کرتا ہوں۔ چوھدری غلام حسین صاحب [illegible] ماسٹر لکھتے ہیں۔ کہ ہر چند میری [illegible] اسی طرح [illegible] فرمائیں گے

[illegible] | [illegible]

[illegible] جناب نواب وقار الملک بہادر آنریری

سکرٹری نے بعد مشورہ پرنسپل صاحب علیگڑھ کالج امتحان دینیات میں پاس کر لینا لازم کر دیا ہے۔ یعنی جو طالب علم دینیات میں کامیاب ہوگا۔ وہ اعلیٰ جماعت میں ترقی کر سکیگا۔ ورنہ کسی جماعت میں ترقی نہ ملیگی"۔ میں چاہتا ہوں۔ ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں بھی اس قاعدہ کی پابندی ہو۔ یعنی جو طالب علم دینیات میں فیل ہو۔ اُسے ہرگز اعلیٰ جماعت میں ترقی نہ دی جائے۔ کیونکہ اس سکول کا اصل مقصد تو وہی ہے۔ جو اس کے نام سے ظاہر ہے۔ پس آئندہ کے لئے اعلان کر دیا جائے کہ دینیات کا امتحان پاس کرنا لازمی ہوگا۔

دوم۔ دینیات کے متعلق اگر انعامی سلسلہ ہو تو بہت موزوں ہے۔ اور اس بارے میں ہمارے احباب کو ضرور دلچسپی لینی چاہئے۔ اور مدرسہ میں جہاں کھیل وغیرہ دیگر مشاغل کے لئے رقوم مقرر ہیں۔ وہاں کوئی حرج نہیں۔ اگر کچھ رقم ایسے انعاموں کے لئے مخصوص کی جائے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب کھیلوں پر انعام تقسیم ہوا تھا۔ تو شیخ یعقوب علی صاحب نے اپنی قیمتی تفسیر کے پارے جو غالباً ستر روپے مالیت کے تھے۔ دینیات میں زیادہ دلچسپی پیدا کرنے کے لئے مفت دیئے تھے۔ اس نیک مثال کی تقلید اگر چند اور بزرگ بھی فرماتے اور ہیڈ ماسٹر صاحب اس کے متعلق خاص سٹپ لیتے۔ تو بہت ہی مبارک بات ہوتی۔

الحق اپنی نئی شان میں

الحق اپنی نئی شان میں | الحق والے نے چند ہفتوں سے ثنائی ہرزہ درائی کی طرف توجہ کی ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کام کے لئے میر قاسم علی صاحب کا قلم جواہر رقم بہت ہی موزوں ہے۔ چنانچہ خصم کو بھی اسکا اعتراف ہے۔ دلدوغہ صفائی کا فرض نہایت ہی نازک ہوتا ہے اور وہ بمشکل اپنے سفید کپڑوں کو چھینٹوں سے بچا سکتا ہے۔ اسی طرح میر صاحب کے لئے بھی مشکلات ہیں مگر امر مجبوری ہے امید ہے ہماری جماعت کے لوگ الحق کے خریدار بڑھانے کی طرف توجہ کریں گے۔ تاکہ احمدیوں کا اخبار دارالسلطنت میں اپنی پوری شان کے ساتھ نکل سکے۔

انجمن انسداد مظالم

انجمن انسداد مظالم | حیوانات پر ظلم کے انسداد کے لئے کئی رحمدلوں کی طرف سے انجمنیں قائم ہیں۔ چنانچہ اب ایک صاحب گدھوں کی نسبت مفصلہ ذیل تجاویز پیش کرتے ہیں۔

(۱) کسی زخمی۔ بیمار گدھے کو کام میں نہ لایا جاوے۔ بوجھ لادنے سے پیشتر گدھے کی طاقت کا اندازہ لگا لیا جاوے چھوٹی عمر کے گدھے کو کام میں نہ لگایا جاوے۔ اپنے ہاں ایسے گدھوں سے کام نہیں لینا چاہئے۔ جو زخمی۔ بیمار یا دیگر کسی تکلیف کے سبب اس کام کے کرنے کے ناقابل ہوں۔ یہ سب کچھ تو ہوا۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ ہمارے دوستوں کو گدھے اور گدھیوں کا فکر ہے مگر اپنے بچوں کا فکر نہیں۔ جن پر بالخصوص دیسی مکاتب میں وہ وہ ظلم توڑے جاتے ہیں۔ کہ الٰہی تیری پناہ! ان مسجد کے ملانوں کو (جو اسی قسم کے مظالم کے سزا میں ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ کے مورد ہو رہے ہیں) یقین ہے کہ پڑھانے کا صرف یہی طریق ہے۔ شاگرد سامنے آیا اور انہوں نے پہلا حرف منہ سے نکالتے ہی ننھے بچے کی گال پر طمانچہ رسید کیا۔ پھر انہیں عجیب عجیب سزائیں دی جاتی ہیں۔ کان پکڑا کر ان کی پشت پر پانی سے بھرے ہوئے گھڑے رکھ دیتے ہیں۔ درخت کی شاخیں کاٹ کر ان سے چمڑا اتار دیتے ہیں۔ کان ایسا سخت مروڑتے ہیں کہ خون نکل آنا تو معمولی بات ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے کان چرے ہوئے دیکھے ہیں۔ جاہل ماں باپ کو صرف یہ کہا جاتا ہے۔ کہ بغیر اس کے پڑھ نہیں سکتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ لڑکے پڑھنے کے نام سے بدکتے ہیں۔ اور ملاں یا حافظ جی کو دیکھ کر اُسے ملک الموت سمجھتے ہیں۔ اور قرآن شریف جیسی پاک کتاب سے بھی ساتھ ہی نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ ایسے خوفناک مظالم کا سدباب کیا جاوے۔ ایک انجمن کے لائق کارکن ان ستمگروں کا پتہ گاؤں گاؤں دورہ کر کے لگائیں۔ پہلے انہیں سمجھائیں۔ نہ باز آئیں۔ تو پھر ان پر مقدمے چلائیں۔ دیہاتی سکولوں میں بھی باوجود ممانعت کے استاد مارنے میں بہت دلیر ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عملی نمونہ اور ان کی پاک تعلیم نے بچوں کو پیار و محبت سے پڑھانے کا طریق جاری کیا۔

جہاں جہاں ہمارے احمدی بھائی ہیں۔ وہ خصوصیت سے ان بچہ کش معلمین کو جو مسجد یا خانقاہ یا پاٹ شالہ میں اس ننھی مخلوق کے خود مختار بے تاج بادشاہ بنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہوش میں لائیں۔ کہ اب وہ اگلا وقت نہیں رہا۔ تمہارا کوئی حق نہیں کہ تم اپنی بیوی سے جھاڑ کھا کر آئے ہو۔ تو اس کا غصہ ان معصوموں پر نکالو۔ جو تمہارے سپرد تعلیم و تربیت کے لئے کئے گئے ہیں۔ نہ کہ تمہارے مظالم کا تختہ مشق بننے کے لئے۔

اطلاع

اگلا اخبار چونکہ ایک خاص پرچہ ہے۔ جو کہ محض تبلیغ سلسلہ اور ابلاغ حق کے لئے ندوۃ العلماء کے جلسہ پر شائع ہوگا۔ اس لئے وہ تاریخ مقررہ سے شاید دو تین بعد شائع ہو۔ اور اس طرح پر وہ ۷ اپریل اور ۲۸ مارچ کے الحکم کا مجموعہ ہوگا۔ یہ پرچہ تمام و کمال ندوۃ العلماء کی نذر ہوگا۔ اور انشاء اللہ العزیز ایک دلچسپ پرچہ ہوگا۔ ناظرین منتظر رہیں۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

نمبر (۶)

گذشتہ ایک دو نمبروں میں بوجہ عدم گنجائش میں اس سلسلہ کو جاری نہیں رکھ سکا۔ میں نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مسافر کی خواہش مباحثہ کے متعلق اظہار کر دیا تھا۔ کہ میں نے یہ سلسلہ مباحثہ کے لئے جاری نہیں کیا۔ میری غرض اظہار حق اور تائید دین ہے اور میں تو تو میں میں میں اُلجھنا پسند نہیں کرتا۔ اس سے نفسانیت پیدا ہوتی ہے۔ اور عموماً حق کو ذاتیات پر قربان کر دیا جاتا ہے۔ مسافر بڑی خوشی کے ساتھ اس کو میرے فرار و انکار پر محمول کرتا ہے اسی سے کھل جاتا ہے کہ اس کی نیت کیا ہے؟ کیا وہ اس مذہبی قمار بازی کا گرویدہ ہے۔ جو بدقسمتی سے مختلف مذاہب کے حاملوں کے درمیان آجکل جاری ہے۔ مجھے اس کے ایسے اعلان اور خوشی پر کوئی افسوس نہیں ہے۔ اگر مسافر کی غرض واقعی حق گوئی اور حق جوئی ہے۔ تو اس کو ایسی دو ... کارروائیوں سے الگ رہنا چاہئے اور جو امر حق سے ثابت ہو جاوے۔ اس کو قبول کر لینے کے لئے اپنے ... کے موافق تیار رہنا ضروری ہے۔ مسافر جو اعتراض کرتا ہے اس کا جواب ہم دیتے ہیں۔ اس ... غور کرنے کے بعد یہ ظاہر کرنا مناسب ہے کہ کس حد تک وہ اسے قبول کرتا ہے۔ بہرحال مسافر کے اعتراضات کا سلسلہ جاری ہے۔ ورنہ میں بھی اس کے جوابات کے سلسلے کو اظہار حق کے لئے جاری رکھتا ہوں۔ وباللہ التوفیق وھو نعم الرفیق۔

مجھے اس امر کا اعتراف کرنے میں خوشی ہے۔ کہ مسافر نے اپنے لب ولہجہ کو الحکم کے مقابلہ میں بہت ہی نرم کر دیا ہے اور وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ ہمارے جوابات کو پورے طور پر درج کر دیا کریگا جس کے لئے میں ان کا شکرگزار ہوں۔ ... غالباً ضروری ... انشاء اللہ العزیز مسافر کے ان تمام اعتراضات کا جواب وقتاً فوقتاً دیا جائیگا جو اس سلسلہ مضامین میں وہ کر رہا ہے۔ گو ان میں ترتیب نہ رہے اور تقدیم و تاخیر ہو جاوے۔ جس کے لئے اسے کوئی افسوس نہیں ہونا چاہئے۔ آج اس کے تازہ ترین نمبر (۷) پر کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

گھی میں چوہا حضرت میمونہ کی ایک روائت پر کہ گھی میں چوہا گر کر مر گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اردگرد کے گھی کو اور چوہے کو نکال کر پھینک دو۔ اور باقی گھی کو کھا لو۔ مسافر صاحب حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طب کے اعلیٰ اصولوں سے ناواقفی ہے۔ کیونکہ پلیگ کے جرم انسانوں تک چوہوں سے پہنچتے ہیں۔ مجھے مسافر کے ڈاکٹر ایڈیٹر کی اس تحریر کو پڑھ کر نہائت ہی تعجب ہوا۔ کہ ایک ... کس طرح پر انکار کرتا ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ گھی ... کی تریاق ہے۔ اور بہت سی زہروں کا اثر اس سے دور ہو جاتا ہے۔ اگر آپ اس سے انکار کریں گے تو اس کے متعلق طبی شہادتیں پیش کی جائینگی۔ چوہا اگر گھی میں مر جاوے۔ تو ... کے وہ جرم ہم گھی میں زندہ نہیں رہ سکتے۔ اور اس میں مزید پیدائش ان کی رُک جاتی ہے۔ اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اردگرد کے گھی کو اور اسے نکال دینے کے بعد باقی گھی کے استعمال میں ... گھی تو وید کے جاننے والوں نے پلیگ کے ضمن میں ... ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ... کیڑوں کو وہ ہلاک کر دیتا ہے۔ پس یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اظہار ہے۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اعلیٰ طبی ناواقفیت اس سے پائی جاتی ہے۔ وہ خود اس حقیقت سے ناآشنا ہیں۔

شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ سے کھانے یا پینے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہ شیطانی فعل ہے۔ نہیں معلوم ہمارے سماجی مسافر کو یہ حکم کیوں بُرا معلوم ہوا۔

دائیں ہاتھ سے کھانا فطرت انسانی کے موافق ہے۔ دُنیا کے تمام لوگ وہ خواہ کسی مذہب وملت کے ہوں۔ دائیں ہی ہاتھ سے کھاتے ہیں۔ اور اگر مسافر بائیں ہاتھ سے کھاتا ہو۔ یا اس کا مذہب اس کی ہدائت کرتا ہو۔ تو یہ امر دیگر ہے۔ ہم اس کے ذمہ وار نہیں۔ مگر مشاہدہ اس امر کی شہادت دیتا ہے۔ کہ دائیں ہاتھ سے کھانا فطرت انسانی میں داخل ہے۔ اور سچے مذہب کی یہی علامت ہے۔ کہ وہ فطرت کے موافق ہو۔ چونکہ اسلام فطرت کے موافق ہے۔ اس نے اس امر کو قائم رکھا۔

علاوہ بریں ہر ایک عضو کے کچھ کام مقرر ہیں۔ ہاتھ بھی اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ بائیں ہاتھ سے استنجا اور طہارت مقرر کی۔ تو لازمی طور پر یہ بات ہونی چاہئے تھی کہ کھانے کے لئے اس کو استعمال نہ کیا جاوے۔ اس لئے دایاں ہاتھ کھانے پینے کے لئے مقرر کیا۔

ان سب باتوں کے علاوہ ایک خاص بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اسلام صداقت اور راستی کی روح نفخ کرنی چاہتا ہے۔ دائیں ہاتھ سے کھانے میں راستی کی تعلیم دینا مقصود ہے۔ کیونکہ دائیں کو راست کہتے ہیں۔ پس انسان جب تدبر کریگا۔ اور عبرت سے کام لیگا تو اس سے راستی کا سبق سیکھے گا۔ اور یہ جو فرمایا کہ یہ شیطانی فعل ہے۔ یہ بھی ظاہر امر ہے۔ شیطانی افعال وہ ہوتے ہیں۔ جو خدا سے دور ڈال دیں۔ پس جو شخص راستی کو چھوڑتا ہے۔ وہ گویا خدا سے دور ہو جاتا ہے۔ یہ الٰہی علم کا دریا ہے۔ جو دائیں ہاتھ سے کھانے اور بائیں ہاتھ سے نہ کھانے کے متعلق دیا گیا ہے۔

انگلیوں میں برکت

انگلیوں کو کھانا کھانے کے بعد چاٹنے کی ہدائت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ وہ بھی ڈاکٹر مسافر کی سمجھ میں نہیں آئی۔ اس لئے میں اسے سمجھاتا ہوں۔ اس میں جو سِر ہے اور حکمت ہے۔ اس پر اگر غور کیا جاوے تو بے اختیار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ سنو! اور غور سے سنو!

یہ بات تمام حکماء کے تجربہ میں آئی ہوئی ہے۔ اور تمام طبیبوں کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ انسان کے ہاتھ کی انگلیوں میں ایک خاص لمس کی طاقت ہے۔ مثلاً ہم اگر کسی کپڑے کی ملائمت کو دیکھنا چاہیں۔ تو سوائے ہاتھ کی انگلیوں کے ... نہیں کر سکتے۔ ... ہے۔ لیکن ہاتھ کے سوا اگر ... ہم پورے کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ اس ایک ... ہے۔ جو صرف ہاتھ بلکہ انگلیوں تک ہی محدود ... انگلیوں سے آنکھ کا جو ایک توجہ کا آلہ ہے خاص تعلق ہے۔ اسی لئے توجہ کرنے والے عامل بھی معمول کی انگلیوں کی طرف آنکھ زیادہ لڑاتے ہیں اور اس طرح سے معمول سے ... کے ذریعہ اپنی آنکھ کی تاثیرات خاطرخواہ طور پر ڈال سکتے ہیں۔ اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو ادویہ ہاتھ سے بنائی جاویں وہ زیادہ فائدہ دیتی ہیں بہ نسبت اُن دوائیوں کے جو مشین کے ذریعہ سے تیار کی جاویں۔ اس لئے کہ انگلیوں سے بناتے وقت آنکھ کی توجہ ہاتھوں پر پڑتی ہے۔ اور ہاتھوں کی خاص برق بھی آنکھ کی توجہ کے وقت اس کے ساتھ مل کر ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے اس لئے وہ دوائی زیادہ مفید ہوتی ہے۔ اس بات کو یورپ والے بھی مانتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہاں لاکھوں من دوائیں اکٹھی تیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ہاتھ سے تیار کرنے میں سالہا سال کی مدت درکار ہوتی ہے۔ اس لئے وہ باوجود اس فرق کے جاننے کے بوجہ مجبوری مشینوں سے دوائیں بنانے کا کام لیتے ہیں۔ پس اسی اصول کے ماتحت کھانا کھانے کے وقت جب انسان انگلیوں سے لقمہ اٹھاویگا تو اس کی آنکھ ہر دفعہ لقمہ لیتے وقت انگلیوں کے سروں پر پڑیگی اور پھر وہی مذکورہ بالا کیفیت مرکب ہو کر کھانے کے انجام پر اثر ڈالیگی۔ اور چونکہ ان دونوں برقوں یعنی چشم اور انگلیوں کی مرکب برقوں کا اثر ظاہر ہوگا۔ تو سب سے زیادہ موثر اس اثر کی انگلیاں ہی ہونگی۔ پس جب انسان کھانے کے بعد پانی سے دھونے یا کپڑے سے پونچھنے بغیر انگلیوں کو چاٹ لیگا۔ تو صاف ظاہر ہے کہ وہ اثر انسان کے معدہ میں بوساطت اس چکنائی کے جو انگلیوں پر چپکی ہوئی تھی۔ پہنچیگا۔ اور معدہ کے فعل یعنی ہضم میں تقویت دیگا اور اس طرح کھانا جلدی ہضم ہوگا۔

(۲) ایک ڈاکٹر نے ثابت کیا ہے کہ منہ کے لعاب اور انگلیوں کی جلد کے ملنے سے منہ کے لعاب میں ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے جو ہاضمہ پر خاطرخواہ اثر ڈالتی ہے۔ اس نے اس بات کے ثبوت میں یہ بات پیش کی تھی۔ کہ جو لوگ کانٹے چھری سے کھاتے ہیں۔ اُن کا کھانا بہ نسبت اُن لوگوں کے جو انگلیوں سے کھاتے ہیں۔ دیر میں ہضم ہوتا ہے اور جو لوگ انگلیاں منہ سے کم چوستے ہیں۔ بہ نسبت ان لوگوں کے جو کھانے کے پیچھے انگلیاں چوستے ہیں کمزور معدہ والے ہوتے ہیں۔ کیونکہ انگلیوں اور منہ کے لعاب کے ملنے سے معدہ کا فعل ہضم عمدہ طور پر انجام پذیر ہوتا ہے۔

(۳) چونکہ کھیلنے پھرنے اور ورزش اور ریاضت سے اور اعضاء کے ہلانے سے معدہ اچھی طرح کام دیتا ہے۔ اور برخلاف اس کے جو لوگ سیر کے عادی نہیں۔ وہ ہمیشہ ہضم

کی شکائت کرتے ہی نظر آتے ہیں۔ اس لئے ہاضمہ درست کرنے کے لئے ورزش ایک لابدی شرط ہے۔ لیکن خورد سال بچے چلنا پھرنا تو کجا برسوں تک چارپائی سے اٹھ نہیں سکتے۔ اور نہ ہی ورزش سال ہا سال تک انہیں نصیب ہوتی ہے۔ اس لئے خداوند کریم نے انہیں ہاضمہ کی درستی کے لئے ہاتھ کے انگوٹھے اور انگلیوں کے چوسنے کا سہل نسخہ عطا فرمایا ہے۔ تمام دُنیا جانتی ہے۔ کہ بچے اکثر اوقات انگلیاں چوستے رہتے ہیں۔ اور یہ بات ہاضمہ کے درست کرنے کے لئے ان کی فطرت میں ودیعت کی گئی ہے۔

(۴) بجو بات کہ نیچر کے قانون کے مطابق بنی نوع انسان کے لئے مفید ہوتی ہے۔ وہ خداوند کریم انسان کو عقل کے ذریعہ اور محنت اور تجربہ کے ذریعے سکھاتا ہے۔ لیکن برخلاف اس کے جو چیز حیوانات اور بہائم کے مفید مطلب ہوتی ہے۔ وہ ان حیوانات کو فطرتاً اور خلقتاً دی جاتی ہے۔ جیسے کہ تیرنا انسان کے لئے مفید ہے۔ مگر بغیر محنت اور تجربہ کے انسان سیکھ نہیں سکتا۔ لیکن بطخ کو بھی اس کی ضرورت ہے۔ مگر اس کو فطرتاً اور خلقتاً عنائت کیا گیا ہے۔ یہ کہیں نہیں دیکھا گیا کہ بطخ کو تیرنے کے لئے تجربہ اور محنت کی ضرورت پڑی ہو۔ اسی طرح اور سینکڑوں مفید اشیاء ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہی کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کا مسئلہ ہے۔ انسان کو تو حضرت سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذریعہ بذریعہ وحی معلوم ہوا۔ لیکن حیوانات کو فطرتاً اور خلقتاً عنائت کیا گیا۔ ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ بلی جب کچھ کھاتی ہے تو پہروں بیٹھ کر چاٹتی رہتی ہے۔ اسی طرح کتا بھی ہاتھ اور پنجے چاٹتا ہوا پایا گیا ہے۔ بلکہ تمام جانور یکساں طور پر اس فعل کا ارتکاب کرتے ہیں اور کھانے کے بعد کرتے ہیں اور صرف انگلیاں ہی چاٹتے ہیں۔ تو صاف معلوم ہوا۔ کہ یہ فعل ہاضمہ کی ترقی کے لئے نہائت مفید ہے اور نہائت ہی مفید ہے بلکہ لابدی ہے اس لئے حیوانات لایعقل کو فطرتاً بتایا گیا۔ اور انسان کو وحیاً بتایا گیا۔ کیسا ہی پیارا رسول ہے۔ جو ایسا مفید اور سہل الحصول علاج ہمیں بتا گیا۔ والحمد للہ رب العلمین

(باقی آئندہ)

حیات نور کا ایک ورق

کبھی کبھی ناظرین الحکم میں ایسے مضامین بھی پڑھ لیتے ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے کوائف زندگی پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان حصوں کو پڑھ کر اکثر احباب کہتے ہیں۔ کہ حیات نور کب شائع ہوگی؟ پس ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ الحکم میں حیات نور کا ایک سلسلہ شروع ہوا تھا مگر بعض مصلحتوں سے اسے الگ شائع کرنا ضروری سمجھا اس کے متفرق اجزا میں سے آج کچھ ناظرین کو سُناتے ہیں۔ حیات نور کی اشاعت کا سوال روپیہ کا سوال ہے۔ میں نے پیغام اکمل کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا۔ کہ میرے ہاتھ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے قلم ہے اور دماغ میں غور وفکر اور ترتیب مضامین کی قوتیں مگر روپیہ نہیں۔ حیات نور کے خواہشمند جو چاہتے ہیں کہ یہ جلد چھپ جاوے۔ انہیں اس سوال کو حل کرنا چاہئے۔ اگر ایک سو مخلص مرد میدان ہوکر پانچ پانچ روپیہ حیات نور کے لئے دینے کا عزم کریں۔ تو یہ کتاب چھپنی شروع ہو سکتی ہے۔ والا خدا جب چاہیگا۔ ایڈیٹر۔

تفہیمات قرآنی حیات نور میں ایک خاص باب تفہیمات قرآنی کا بھی ہے۔ جس میں ان آیات کو لکھا گیا ہے۔ جو خصوصیت سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے کسی ایک یا دوسرے رنگ میں سمجھائی ہیں۔

صراط مستقیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ آپ کے سلسلہ میں بھی کوئی مجاہدات ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہیں۔ عیسائیوں کے رد میں ایک کتاب لکھ دو۔ جب اس تصنیف سے فارغ ہوئے تو پھر دریافت کرنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آریوں کے رد میں ایک کتاب لکھ دو۔ اس پر حضرت نور نے تکذیب براہین احمدیہ نام ایک کتاب کا جواب بشکل تصدیق لکھنا شروع کیا۔ اس مجاہدہ میں جب نور مصروف تھا۔ تو اُس نے دیکھا کہ ایک بد فطرت نے صراط مستقیم سے لواطت کا مفہوم پیدا کیا ہے۔ آپ نے اس کا جواب الزامی لکھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک اور حقیقت کو کھول دیا۔ کہ قرآن کریم نے خود صراط مستقیم کے معنے کئے ہیں۔ ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھذا صراطی مستقیما کیا مطلب کہ بیشک اللہ میرا رب ہے اور تمہارا بھی وہی رب ہے اسی کی عبادت کرو۔ یہی وہ صراط مستقیم ہے جس پر میں چل کر کامیاب ہوا۔ اور جس کی طرف قرآن مجید ہدائت کرتا ہے۔ تب نور نے اپنی کتاب میں سے الزامی جواب کو نکال دیا۔

اٰتنا فی الدنیا حسنۃ کے معنی ایک بار نور ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ کی دعا میں محو ہو گیا اس دعا کا تکرار کر رہا تھا۔ طبیعت میں ایک قسم کا استغراق پیدا ہوا۔ تو حسنۃ الدنیا کے معنے کھلے کہ حسنۃ الدنیا سے مراد ہے صحت۔ علم۔ عمل۔ عبادت۔ توفیق خیر۔ رزق حلال ضرورت کے موافق۔ میرے دل میں اندازہ سے زیادہ کی خواہش نہیں) اولاد صالحہ۔ عمدہ بیوی۔ گھر فراخ۔ ہمسایہ نیک۔ سواری عمدہ لباس عمدہ۔ دوست عمدہ۔ خاتمہ بالخیر۔

چونکہ یہ تفہیم الٰہی تھی اور عین دعا کی ہی حالت میں ہی ہوئی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دعا اپنی قبولیت کا پتہ دے رہی ہے۔ اور اگر نور کی زندگی میں غور کریں۔ تو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ حسنات الدنیا میں سے اس کو کیا حاصل نہیں؟

فوم کا مفہوم نور ایک مرتبہ کوئی اور کتاب پڑھ رہا تھا۔ اور فوم کے معنے لہسن اور گیہوں سمجھتا تھا۔ کتاب مذکور پڑھتے اونگھ آگئی اور رویا میں دیکھا کہ فوم اور بصل خرید رہے ہیں۔ اور اس کی تفہیم یہ ہوئی کہ کتاب اللہ کے مقابلہ میں دوسری کتابیں فوم اور بصل ہیں۔ موسیٰ کی قوم نے فوم اور بصل کی جو خواہش کی تھی اس سے گویا ان کی غرض زراعت کی طرف متوجہ ہونا تھا۔ بحالیکہ موسیٰ علیہ السلام ان کو ایک فاتح قوم کی صورت میں لیجانا چاہتے تھے۔ بہرحال روحانی رنگ میں فوم کی حقیقت نور پر کتاب اللہ کے ماسوا کتابوں میں استغراق دکھایا گیا اور بنی اسرائیل کی خواہش زراعت سمجھائی گئی۔

لاتقربا ھٰذہ الشجرۃ قرآن مجید کے درس میں بہت سے لوگوں نے اس حصہ آیت کے معنی نور کے منہ سے سُنے ہوں گے۔ مگر ایک مرتبہ مجھے نور نے خود سُنایا۔ کہ مجھ کو تمباکو سے سخت نفرت ہے۔ اور اس کے تصور سے بھی جی متلانے لگتا ہے اس کا ایک خاص سر ہے اور وہ یہ کہ میں ایک بار قرآن مجید پڑھتا تھا۔ جب اس آئت پر پہنچا۔ تو میرے دل میں ڈالا گیا کہ شجرۃ سے مراد تمباکو بھی ہے۔ اسی دن سے مجھے سخت نفرت ہے۔ میں ناظرین کو ایک تازہ واقعہ تمباکو سے نفرت کا سُناتا ہوں اور وہ غالباً یاد بھی ہوگا۔ پچھلے دنوں حضرت خلیفۃ المسیح کی توجہ ایک طالب علم کے علاج کے دوران میں اس پر پڑی کہ بدقسمتی سے مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ ہوس میں ناظمین کی غفلت سے سگرٹ نوشی کا رواج ہوگیا ہے۔ اور یہ بیماری بہت بڑھ گئی ہے۔ اس سے آپ کو سخت رنج ہوا۔ بلکہ باوجود بڑے رحیم اور خلیق ہونے کے مسجد میں کھڑے ہو کر اس کی بُرائیوں پر ایک تقریر کی۔ حالانکہ اس روز بوجہ ضعف قرآن مجید کا درس بیٹھ کر دیا تھا۔ اور اس تقریر میں آپ کے اندر ایک جلالی رنگ پایا جاتا تھا اس جوش میں یہاں تک کہہ دیا کہ ایسے لڑکے جو اس کو نہیں چھوڑ سکتے اور اصلاح نہیں کرتے چلے جاویں۔ ورنہ میں بد دعا کرونگا۔ دوسرے لوگ اس حقیقت کو کم سمجھیں گے مگر میں جو خدا کے فضل سے ایک ذوق پسند اور غور کن طبیعت رکھتا ہوں۔ اس نکتہ پر پہنچ گیا کہ چونکہ ایک تفہیم الٰہیہ کے متعلق آپ کو تمباکو سے سخت نفرت ہے۔ اس لئے اس بُرائی کو دور کرنے کے لئے آپ کے اندر ایسا ہی جوش ہونا چاہئے۔

مائدہ خلافت سے کچھ ریزے

حضرت کی صحت الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اچھی ہے۔ آپ کی بیوی بھی اب روبصحت ہے۔ ضعف ہے احباب بدستور دعا کریں۔

لغویات سے بچو ایک روز ان اللہ لا یخلف المیعاد پر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ کیا یہ

نہیں ہو سکتا کہ "اللہ تعالیٰ کسی جنتی کو دوزخ میں ڈالدے"۔
اس پر آپ نے ایک تقریر بڑے جوش سے فرمائی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ قرآن مجید میں بامراد ہونے والے مومنوں کی یہ بھی ایک صفت ہے "والذین ھم عن اللغو معرضون" جو لوگ لغو سے اعراض کرتے ہیں۔ لوگوں نے قرآن مجید کی غرض کچھ اور سمجھی ہے۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ "قرآن مجید کے پڑھنے سے غرض عمل ہے"۔ اس واسطے لغو باتوں میں کبھی وقت ضائع نہ کرو۔ ان لغو امور کی میں مختصر سی مثال سناتا ہوں۔ مثلاً آدم کی پیدائش پر بحث شروع کردی کہ آدم حوا سے پیدا ہوا یا حوا آدم سے؟ وہ کہاں پیدا ہوا؟ جنت کہاں تھا؟ وہاں سے نکل کر کہاں گرا۔ دانہ کس چیز کا تھا یا نوحؑ کی کشتی کس درخت کی لکڑی تھی وغیرہ یہ تمام امور ایسے ہیں کہ ان کو عمل سے کوئی تعلق نہیں۔ پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ اس کو ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ کبھی اس قسم کی بحثوں میں نہ پڑو تفسیروں کو پڑھو۔ تو جہاں اس قسم کی بحثیں آئیں۔ ان کو چھوڑ دو۔ اسی طرح پر بہت سے لوگ خدا تعالیٰ کی صفات پر بحثیں کرتے ہیں۔ اور تم نے دیکھا ہے کہ امکان کذب باری پر کتابیں لکھی ہیں۔ یہ سوال بھی اسی قسم کا ہے۔ میں پھر تاکید کرتا ہوں۔ کہ یہ سب لغو باتیں ہیں۔ پھر اسی سلسلہ میں بعد درس فرمایا۔ کہ قدرت اور طاقت جدا امر ہے۔ اور اس قدرت کا حیز فعل میں آنا امر دیگر۔ مثلاً ایک شخص ہے وہ اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے۔ اس کے قوای درست ہیں۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نکال لیں۔ کہ وہ اپنی لڑکی یا بہن سے بھی جماع کر سکتا ہے؟ ایک شریف اور غیور انسان کب یہ پسند کر سکتا ہے۔ پھر تعجب کی بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے متعلق ایسی ناقص اور ردی صفات منسوب کی جائیں۔ خدا تعالیٰ قادر ہے۔ یہ ایک جدا بات ہے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ افعال ذمیمہ کا ارتکاب بھی کرتا ہے۔ نہایت بے ادبی اور گستاخی اور جرائت ہے توبہ کرنی چاہیئے۔

ایک نومسلم کو اسلامی تلقین

۱۵۔ مارچ بعد نماز جمعہ حضرت امیر المومنینؓ مکان پر تشریف لائے اخویم غلام حسین صاحب دفتر ملٹری اکونٹنٹ راولپنڈی اپنے ایک دوست مسٹر جی سمتھ عیسائی کو پیش کیا کہ یہ مسلمان ہونا چاہتے ہیں اور اسی غرض کے لئے میرے ہمراہ آئے۔ مسٹر سمتھ بعہدہ کمپونڈر شفاخانہ ملازم ہیں۔ حضرتؓ نے اول امیر احمدؐ صاحب قریشی کو حکم دیا۔ کہ ان کے یہ کپڑے جو اب پہنے ہوئے ہیں تبدیل کراؤ۔ یعنی ہمارے گھر سے کپڑے منگوا کر پہنا دو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب مسٹر سمتھ تبدیل لباس کے بعد آئے۔ آپ نے فرمایا "میرا عقیدہ یہ ہے۔ کہ مذہب کا بوجھ جو اللہ تعالیٰ کسی کے اوپر رکھتا ہے۔ تو چونکہ وہ رحیم و حکیم ہے۔ ایسا نہیں کر سکتا کہ جو ایک من بوجھ اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے اس پر دس من بوجھ رکھدے۔ مذہب ایسا صاف اور سیدھا ہونا چاہیئے کہ اس کو عامی جاہل آدمی بھی سمجھ سکے۔ کیونکہ مذہب تو سب کے لئے ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ اگر انسان کا جسم لے سکتا ہے تو جو لوگ کہتے ہیں کہ رامچندر جی پرمیشر کے اوتار تھے۔ یا کرشن خدا تھے۔ تو ان میں اور مسیح کو خدا ماننے والوں میں فرق ہی کیا ہوا۔ پھر جو کوئی جرم کرتا ہے۔ عیسائی عدالتوں میں اس کو سزا دیجاتی ہے۔ گورنمنٹ بھی مجرم کو سزا دیتی ہے۔ پس کفارہ پر تو ایمان نہ ہوا۔ اب اگر یہ کہا جائے۔ کہ کفارہ سے انسان جرم کرتا ہی نہیں۔ تو پوچھنا چاہیئے کہ عیسائی جرم کیوں کرتے ہیں۔ جیلخانوں میں کوئی عیسائی نہ ہونا چاہیئے۔ میری سمجھ میں جو مذہب کامل ہے۔ وہ اسلام ہے اسلام ایسا سیدھا مذہب ہے۔ کہ اس کا کوئی کلمہ چھپا ہوا نہیں۔ کوٹھوں اور بلند میناروں پر چڑھ کر بڑے زور سے پکارتے ہیں۔ اللہ اکبر (اذان دیتے ہیں) اللہ اکبر سے پرے اور کلمہ کیا رہ گیا۔ تمام کائنات کا خالق۔ تمام اچھی اور اعلیٰ صفات سے موصوف تمام عیبوں سے منزہ اور بدیوں سے پاک اور عبادت کے لائق وہ ہے۔ جس کو اللہ کہتے ہیں۔ اس کی ذات جیسی کوئی ذات نہیں۔ اس کی صفات جیسی صفات کسی میں نہیں۔ جو بڑائی ہم اس کی کریں۔ وہ بڑائی کسی دوسرے کی جائز نہیں۔

دنیا میں جو ایسے لوگ آئے کہ انہوں نے نیکی سمجھائی اور خدا تعالیٰ کی رضا کی راہ بتائی۔ بعد میں لوگوں نے ان کو خدا بنا لیا۔ عیسائی خود اس کا نمونہ ہیں۔ حضرت مسیحؑ آئے تھے خدا تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے۔ لوگوں نے خود ہی ان کو خدا بنا لیا۔ ہمارے اسلام نے اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ سکھا کر اور اسلام کا جزو لازم قرار دے کر ہم کو بتایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔ ان کو خدا ہرگز نہ بناؤ۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب ہے۔ کبھی بیٹھے بیٹھے نیکی کا کبھی بدی کا کوئی خیال آجاتا ہے۔ نیکی کا خیال جن ذرائع سے ہوتا ہے ان کو فرشتہ کہتے ہیں۔ نیکی کا خیال آئے۔ تو انسان ضرور اس کو کر گذرے۔ مر کر ہم فنا نہ ہوں گے۔ ہم مر کر کسی اور عالم میں جائیں گے۔ جو ہماری آنکھ سے غائب ہے اور یہ عقل کے خلاف نہیں۔ اسلام کے معنی ہیں فرمانبرداری اور پابند ہونا۔ ہم نے وید۔ ژند۔ استا۔ دساتیر۔ گاتھا۔ فرہنگ وغیرہ پڑھے ہیں۔ اور خوب پڑھے ہیں۔ مذہب کا نام کسی نے کوئی نہیں بتایا۔ ہمارے مذہب کا نام اسلام ہی ایک بڑی بھاری حجت ہے۔ توحید میں

اشھد ان لا الہ الا اللہ

نے کمال کردیا۔ ملائکہ کے متعلق ان کی تحریک ہے۔ پھر مذہب کا نام اسلام ایسا رکھا ہے۔ جو کسی نے نہیں رکھا۔ فرمانبرداری کے نشانوں میں نماز۔ حج۔ زکوۃ۔ روزہ ہیں۔ اگر تمہارا دل میری ان باتوں کو مانتا ہے۔ اور تم سمجھ گئے ہو۔ تو تم مسلمان ہو گئے۔ ورنہ ہم سے سمجھ سکتے ہو۔

یہ واقعہ میں ہاتھ لیکر پھر مختصراً مذکورہ بالا اور حسب معمول بیعت ہوئی) پھر فرمایا۔ میرے آپ فرما ان باتوں میں ہیں۔ اسلام اسی کا نام ہے۔ اسلام کوئی نہیں ہے۔ عیسائی مذہب میں عیسائی ہونے کے بعد کچھ کرنا نہیں پڑتا۔ اسلام میں نماز روزہ وغیرہ فرمانبرداری کے نشان بجا لانے پڑتے ہیں۔ اسلام میں دقت اور تکلیف کچھ نہیں۔ آسانی ہی آسانی ہے۔ نام انسان رکھے اسلام میں رہ سکتا ہے۔ مگر مذہب کے ساتھ بھی تبدیل کر ہی لیتے ہیں۔ میں تمہارا نام عبدالحی رکھتا ہوں۔ عبدالحی ہمارا ایک بچہ ہے"۔

اس کے بعد حاضرین نے عبدالحی صاحب نومسلم مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ حضور اندر تشریف لے گئے اور عبدالحی صاحب اپنے جائے قیام کو اپنے دوست مسٹر غلام حسین صاحب کے ہمراہ گئے۔ والسلام

نورالدین بحیثیت پیر

ایک دن فرمایا کہ بعض لوگ دنیا میں ہیں کہ کوئی ان کا مرید ہو۔ اور مریدوں سے ان کی مختلف اغراض ہوتی ہیں۔ کوئی جمع جتھا بنانا یا روپیہ پیسہ کرنا چاہتا ہے مگر میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں کبھی خواہش کہ لوگ میرے مرید ہوں۔ بلکہ میں نے خود مرید ہونا پسند کیا۔ خواہش۔ آرزو کے بغیر جب اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو میرے ہاتھ پر مرید اور میں پیر ہو گیا۔ تو مجھے پھر کبھی یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی۔ کہ میں ان اموال پر قبضہ کروں۔ میں اپنی ضروریات زندگی کے لئے کسی انسان کا ایک لحظہ کے لئے بھی محتاج نہیں ہوں۔ حتیٰ کہ میری اتنی خواہش بھی نہ کوئی مجھے آکر سلام کرے۔ اموال لینا تو درکنار۔ میری ضروریات زندگی کا وہی متکفل ہے جو ہمیشہ سے رہا ہے۔ ایک مرتبہ انجمن والوں نے میرے وظیفہ کی تجویز کی میں نے اس تجویز کو سنا تو مجھے سخت کرب ہوا ساری عمر خدا تعالیٰ پر بھروسہ کیا کہ وہ آپ ہی دے اور اب انسان کی طرف توجہ ہو۔ میں نے فوراً ان لوگوں کو منع کردیا۔ کہ میں ایسی نہیں لیتا اور نہ مجھے ضرورت ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے محض فضل و مرزا صاحب کے بعد میں نے سلسلہ کی ضروریات کے لئے اپنے چندوں میں سے زیادتی کردی ہے۔ غرض میری خواہش نہ پیر بننے کی تھی الحمدللہ۔ اور اب نے مجھے اس منصب پر مقرر کردیا میں خدا تعالیٰ کی اس فضل کی بے ادبی سمجھتا اگر اس سے پہلو تہی کرتا۔ اس پیر بننے نے میرے مشاغل میں زیادتی کردی کے جوانوں بچوں۔ بوڑھوں۔ عورتوں۔ لڑکیوں۔ بیماروں۔ مقدمات میں زیر بار۔ دلی اور مختلف قسم کے حاجتمندوں کے لئے مجھے بہت وقت دعا کے صرف کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مگر میں خدا ہی کی توفیق سے اس فرض ادا کرتا ہوں جس طرح پیر بننا مشکل ہے اسی طرح مرید بننا بھی سہل نہیں ہے کے معنے بکجانا ہے۔ جو شخص بک جاتا ہے اس کا پھر اپنا کچھ نہیں رہتا تمام آرزوؤں اور خواہشوں کو چھوڑ دینا پڑتا ہے اور پیر کی حسن ظن کے ساتھ لازمی ہو جاتی ہے میں اپنے فرائض کو سمجھ مرید ہونے سے پہلے سوچ لینا چاہیئے کہ تم کسقدر نازک ذمہ داری اٹھاتے ہو۔ بڑھتے ہو۔ بڑی دعائیں اور استخارہ کرنے چاہئیں۔ پیری نہیں ہے ورنہ پیر تو اللہ ہے جو اپنی سے منسوب ہے اترجا بھی پیرا[illegible] ہوتا ہے

ملفوظات محمود (سلمہ اللہ الودود)

اس عنوان کے تحت میں انشاء اللہ العزیز حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ کے ملفوظات یا مکتوبات وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہیں گے۔ ایڈیٹر

مکتوب محمود حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب تقوٰی اور طہارت کے جس اعلیٰ مقام پر ہیں اس کا کسی قدر اندازہ ذیل کے ایک خط سے ہوگا۔ جو آپ نے ایک نہائت ہی مخلص دوست اور سلسلہ کے ایک پُرجوش ممبر کو لکھا ہے۔ اس مخلص نے رسالہ تشحیذ الاذہان کی امداد کے لئے بنک کے سود کی کچھ رقم صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں بھیجنی چاہی تھی۔ کیونکہ وہ یقین کرتے ہیں۔ کہ رسالہ تشحیذ الاذہان خصوصیت کے ساتھ اشاعت اسلام کا کام کر رہا ہے۔ اور وہ کسی شخص واحد کی ملکیت نہیں ہے اور نہ اس کے نفع و نقصان کا کوئی شخص واحد مالک ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اس مخلص دوست کے اس استفسار پر جو خط لکھا ہے۔ میرے مکرم بھائی قاضی اکمل صاحب کو اس کے ایک حصہ کی نقل میسر آئی۔ انہوں نے اپنے روحانی سرور میں دوسروں کو شامل کر لینا چاہا۔ چنانچہ وہ خط ذیل میں چھاپ دیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوگا۔ کہ ہمارا نوجوان معزز و محترم مخدوم جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں اولوالعزم فرمایا ہے۔ تقوٰی کے کس مقام پر ہے اور اس بات کو دیکھ کر ہمیں جسقدر خوشی ہو۔ وہ کم ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے فرزند کے تقوٰی و طہارت اور علم و فضل میں بیش از بیش ترقی فرما دے اور اسے اپنے وعدوں کے موافق قوموں کی رستگاری کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ ایڈیٹر

السلام علیکم × × × × × × میری طبیعت کچھ دنوں بلکہ مہینوں سے بھی زائد عرصہ سے علیل چلی آتی ہے۔ اس لئے پہلے خط کے جواب دینے میں دیر ہوئی۔ جواب لکھنے کے خیال میں تھا۔ کہ آپ کا دوسرا خط ملا۔

اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ تشحیذ اپنے منتظمین کے خیال میں ایک اشاعت اسلام کا خادم ہے۔ اس کے روپے سے کسی شخص کو ذاتی فائدہ نہیں۔ منتظم ایک کمیٹی ہے۔ جس کے ممبر چندہ دیتے ہیں۔ نفع سے ان کو کچھ غرض نہیں۔ میں باوجود ایڈیٹری کا کام کرنے کے رسالہ کا خریدار ہوں۔ اور اس کو مفت لینا جائز نہیں سمجھتا۔ یہ تو تشحیذ کا حال ہے۔ جس سے پتہ چل سکتا ہے۔ کہ یہ سب کام للّٰہی ہے۔ باقی رہی غرض اشاعت۔ موجودہ صورت کی نسبت تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ آئندہ کے لئے بہت امیدیں رکھتا ہوں۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے۔ کہ کسی وقت یہ رسالہ ترقی اسلام کا باعث ہوگا انشاءاللہ۔ میں ہمیشہ اپنا وقت اس کی بہتری کے لئے خرچ کرتا ہوں اور مجھے اس سے [illegible] ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے لکھا ہے۔ کہ مجھ کو اس سے اُنس ہے۔ اس کی مدد اور بہتری سے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ سود کے روپے کو اشاعت اسلام پر خرچ کرنے کی حضرت صاحب نے ایک حد تک اجازت دی ہے۔ مگر باوجود اس کے

فاذنوا بحرب من اللہ

کے حکم پر جب میری نظر پڑتی ہے۔ تو گھبراتا ہوں۔ اور دل کانپ جاتا ہے۔ یہ روپیہ بیشک نفس پر خرچ نہیں ہوتا حضرت صاحب بعض حالات کو مدنظر رکھ کر اجازت دیتے ہیں۔ مگر پھر بھی میرا دل اپنے ہاتھ سے اس قسم کے روپے کے خرچ کرنے سے ڈرتا ہے۔ انجمن کے ممبران نے پہلے بھی یہ سوال اُٹھایا تھا۔ لیکن میں نے اس وقت تک کہ جب تک میں اس کام کو کرتا ہوں۔ روک دیا۔ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت صاحب نے اپنی کتب کی اشاعت میں اس روپیہ کو کبھی خرچ نہیں کیا۔ اور نہ کبھی اپنے ہاتھ سے خرچ کیا۔ آپ کی ہمدردی جس کا اظہار آپ نے تشحیذ سے کیا ہے۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ جزاک اللہ خیراً فی الدنیا والآخرۃ × × × × × × × ×

خاکسار

مرزا محمود احمد۔ ۱۹ مارچ ۱۹۱۲ء

خطبہ جمعہ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو امام مقرر کیا ہوا ہے۔ پنجگانہ نمازوں کی امامت آپ کرتے ہیں۔ اور جمعہ کا خطبہ اور نماز بھی آپ ہی پڑھاتے ہیں۔ ۱۵ مارچ ۱۹۱۲ء کو آپ نے جو خطبہ پڑھا۔ اس کا مفہوم میں اپنے الفاظ میں لکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے خطبہ اس آئت پر پڑھا وقال الذین کفروا لرسلہم لنخرجنکم من ارضنا اولتعودن فی ملتنا الآیۃ۔ فرمایا کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ ہر کوئی اس بات کو چاہتا ہے۔ کہ اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے اس کے ماتحت اور جمیع متعلقین و وابستگان اس کے رنگ میں رنگین ہو جائیں۔ اور اسی کے اعتقادات و خیالات کو وہ اختیار کرلیں اور وہ لوگ۔ جو اس سے نفع اُٹھاتے ہیں۔ وہ اس کے احکامات کو پورے طور پر مانیں اور فرمانبرداری کریں۔ اس خواہش کے ماتحت جو ایک فطرتی خواہش ہے۔ جو لوگ عمل کرتے ہیں۔ اور اس کی پسندیدہ باتوں کو اختیار کر کے اپنا دستورالعمل بناتے ہیں۔ تو وہ ان پر دوسروں سے زیادہ مہربانی فرماتا ہے۔ اور اگر اس کے ماتحت اور متعلقین اس کے احکام کے خلاف کریں تو اس کا اپنا عمل بھی بدل جاتا ہے۔ اور بجائے مہربانی کے ناراضی اور کم توجہی اختیار کر لیتا ہے۔ مثلاً اگر ایک طالب علم اپنے اُستاد کی فرمانبرداری اور متابعت نہیں کرتا۔ تو استاد اس طالب علم سے کبھی خوش نہیں ہو سکتا اور وہ طالب علم استاد سے ان فیوض کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جو بصورت مطیع اور فرمانبردار ہونے کے اس کو پہنچ سکتے تھے۔ ایسا ہی اگر کوئی ایک شخص اپنے گاؤں کے نمبردار کے خلاف مرضی چلتا ہے تو وہ آرام سے رہنے کی توقع نہیں کر سکتا علی ہذا القیاس کسی دفتر کا کلارک اگر اپنے ہیڈ کلارک اور اعلیٰ افسر سے نا چاقی رکھتا ہے تو اسے فائدہ کہاں پہنچ سکتا ہے۔ اس لطیف قاعدہ کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر بیان فرمایا ہے کہ کفار نے اپنے رسولوں کو کہا۔ کہ یا تو آپ ہمارے مذہب میں لوٹ آئیں ورنہ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے۔

یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور مرسل آتا ہے۔ تو اس کی ابتدائی حالت ایک کس مپرسی اور گمنامی کی سی حالت ہوتی ہے۔ وہ ایک معمولی انسان ہوتے ہیں۔ ان کا جمع جتھا کوئی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ تنہا و یکتا ہوتے ہیں ان کو حکومت سے کوئی حصہ اس وقت نہیں دیا جاتا۔ اس میں سر یہ ہے۔ کہ اگر مامور و مرسل بادشاہوں میں سے ہوں۔ تو پھر لوگ اس کی قہری حکومت کی وجہ سے اس کو تسلیم تو کرلیں۔ مگر اس سے وہ غرض جو زندہ ایمان اور معرفت الٰہی کی ہوتی ہے۔ پوری نہیں ہو سکتی۔ یہ اسی صورت میں ہوتا ہے کہ ایک کس مپرس گمنام انسان اُٹھتا ہے۔ اُٹھتا کیا خدا تعالیٰ اسے آپ اُٹھاتا ہے اور وہ خدا کا رسول اور مامور من اللہ ہونے کا مدعی ہوتا ہے۔ اس حالت میں اس کی خطرناک مخالفت ہوتی ہے۔ مگر وہ اس وقت اپنی کامیابی اور منکرین کی ناکامی اور نامرادی کی پیشگوئیاں کرتا ہے۔ اور بالآخر خدا تعالیٰ اسے کامیاب کرتا اور اس کے منکرین کو خائب و خاسر رکھتا ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کا کھلا کھلا ہاتھ اس کی تائید میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور اس سے ایمان اور معرفت الٰہی بڑھ جاتی ہے۔ غرض مامور ابتداً معمولی حالت میں ہوتے ہیں۔ اور ان کی مخالفت میں بڑے بڑے طاقتور اُٹھتے اور پھر ذلیل ہو کر رہ جاتے ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ کافر خدا کے مرسلوں کو اپنے زمانہ اور عہد میں اپنی طاقت اور جماعت پر بھروسہ کر کے کہتے ہیں۔ کہ تم یا تو ہمارے آبائی مذہب میں آجاؤ۔ اور ہماری سوسائٹی اور قوم کے معتقدات اور قوانین کو مان لو۔ ورنہ ہم تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے۔ جب منکرین اور مخالفین کی طرف سے اس شدت اور شوخی کے ساتھ مقابلہ ہوتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اپنے مرسلوں پر وحی کرتا ہے۔ کہ ہم ان منکروں کو یقیناً ہلاک کر دیں گے اور اپنے مرسلوں کو آباد کریں گے۔ کیونکہ ان منکروں نے اپنے منہ سے فتوٰی دیدیا ہے۔ کہ جو شخص کسی کی زمین میں رہتا ہو۔ اس کو مالک زمین کے خلاف نہیں کرنا چاہیئے۔ ورنہ وہ وہاں سے نکال دیا جائیگا۔ چونکہ اصل زمین تو ہماری ہے (یعنی خدا کی) اس لئے اب یہ منکرین انبیاء ہمارے مرسلوں کو دکھ دے کر ہماری مرضی کے خلاف ہو کر یہاں نہیں رہ سکتے۔ پس وہ وعدہ کے موافق ہلاک ہو جاتے ہیں بشرطیکہ وہ توبہ نہ کریں۔ پھر خدا تعالیٰ نے ایک اور عجیب گر کامیابی کا بتایا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ انعامات الٰہیہ اس شخص پر اُترتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے۔

اب غور طلب امر یہ ہے۔ کہ جن رسولوں کا اللہ تعالیٰ نے یہاں ذکر کیا ہے۔ اس وقت تو ان میں سے کوئی موجود نہیں تو کیا اب اس آئت کا مضمون بیکار ہو گیا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں اپنے مامور بھیجتا ہے اس زمانہ میں بھی

قوت پا سکیں۔ سکینۃ النساء کی قربانی سلسلہ میں پہلی قربانی ہوگی۔ جو بغیر کسی معاوضہ کے کام کرنے کا شوق ظاہر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نیک مقصد کے لئے اس کو جزائے خیر دے مگر ابھی ہمیں تین چار اور استانیوں کی ضرورت ہے کیا کوئی اور بی بی بھی اس نیک خاتون کی تقلید کرے گی۔ ایڈیٹر

مدرسۃ البنات قادیان

۱۴ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کے الحکم میں آپ نے زنانہ سکول کی طرف توجہ فرمائی ہے جس کا شکریہ۔ آپ اعلےٰ درد مند دل رکھتے ہیں جو ایک دو فقرے ایسے لکھے ہیں۔ کہ میں بھی اپنے اس درد کو ظاہر کرنے پر مجبور ہو گئی۔ جو عرصہ سے دل میں چھپائے ہوئے تھی اور بعض وقت کچھ لکھنے لگتی۔ مگر قلم رک جاتا۔

میں جب پہلے پہلے قادیان آئی تو مکرمہ مرحومہ چار دو کیلئے لیکن قضا کار بیچاری جنت مکان الفت بیگم کا انتقال ہوگیا اور مجھے حضرت خلیفۃ المسیح رضی کے ارشاد کے مطابق مدرسہ کا چارج لینا پڑا میں نے اس خدمت کو بڑی خوشی سے اپنے ذمے لیا۔ اور تنخواہ وغیرہ کا کچھ خیال نہ کیا اور نہ ان مشورہ دینے والوں کی رائے صائبہ کی کچھ پرواہ کی۔ جنہوں نے مجھے اپنی خدمات اس قدر قلیل معاوضہ پر مدرسہ کے لئے دینے پر ملامت بھی کی۔ کیونکہ میرا منشاء تو یہ تھا۔ کہ میں بھی اپنی بہنوں کے کسی کام آ سکوں۔ اُس وقت پندرہ کے قریب مدرسہ میں لڑکیاں حاضر ہوتی تھیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ہو سکتی تھیں۔ پھر خدا نے مدرسہ کو رونق دی اور لڑکیوں کی تعداد ۳۵ تک پہنچی۔ بلکہ ۴۵ کے قریب بھی۔ لیکن ایک تجربہ کے مشورہ سے ہیڈ ماسٹر صاحب نے اس انتظام کو تسلی بخش نہ سمجھا اور مجھے مدرسہ سے الگ ہونا پڑا اور دعوے یہ کیا گیا کہ ہم بہتر سے بہتر استانی لائیں گے۔ اور اعلیٰ انتظام ہوگا یہ ہوگا وہ ہوگا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت۔ انتظام آگے سے بھی بگڑ گیا۔ اور باوجودیکہ پہلے سے دگنی رقم بھی ماہوار خرچ کی مگر پھر بھی سکول کوئی ترقی نہ کر سکا اور لڑکیاں دن بدن کم ہوتی گئیں۔ نہ کوئی دستکاری ہم نے دیکھی جو کہا جاتا تھا کہ لڑکیاں سیکھینگی۔ مگر اس حالت میں بھی قومی مضمون نگاری میرا کام نہیں رہا۔ بلکہ میں پرائیویٹ طور سے لڑکیوں کو تعلیم دیتی رہی اور یہ میرے لئے بڑے فخر کی بات ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی مجھ ہی سے پڑھتی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی نے مجھے موقعہ دیا۔ کہ میں اسے کچھ تعلیم دوں۔ اور پھر خود ایڈیٹر الحکم کے گھر سے ہی یہ شہادت مل سکتی ہے۔ اور اب بھی بڑی خوشی سے آنریری طور سے بھی یہ خدمت میں اپنے ذمہ لینے کو تیار ہوں۔ لیکن جن مشورہ کاروں اور آپکی جن تحریکوں کی بنا پر پہلے انتظام میں تبدیلی کی گئی۔ اُس کا کیا نتیجہ نکلا۔ والسلام

عاجزہ
سکینۃ النساء از سوہنگی
ضلع گجرات (پنجاب)

جاپان اور اسلامی وفد

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جاپان میں تبلیغ کے لئے جانے والے اسلامی وفد کے متعلق میں نے ایک نوٹ لکھا تھا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس وفد کے بانیوں نے حقیقت حال کو سمجھ لیا ہے اور اس وفد کے صدر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ جاپان جانے کو تیار نہیں۔ بلکہ جاپانی وفد کی تجویز بھی ان کی نہ تھی۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ اشاعت اسلام کی ضرورت ہے اور ہمیشہ ضرورت ہے مگر ابھی ہندوستان میں بہت سے لوگ ہیں جن کو اسلام کی کچھ بھی خبر نہیں غیر قوموں کو درکنار بلکہ مسلمان کہلانے والی ایک کثیر تعداد اسلام سے محض ناواقف ہے اور جو واقف ہے۔ اس میں عملی روح کی ضرورت ہے مبلغین اسلام کے لئے جہاں سچے عقائد اور علم صحیح کی ضرورت ہے۔ وہاں اس امر کی بھی حاجت ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان کا نمونہ ہوں۔ بہرحال مسلمان مطمئن ہو سکتے ہیں۔ کہ کوئی اسلامی وفد سردست ہندوستان سے جاپان جانے والا نہیں۔ جس پر ایک یا دوسری قسم کا اعتراض ہو سکے۔ اور یہ تجویز فی الحال ایک ابال کی طرح بیٹھ گئی ہے۔ پیسہ اخبار نے جو نوٹ اس پر لکھا ہے وہ یہ ہے:۔

"انجمن حمایت اسلام لاہور کے ایک پچھلے جلسہ میں مولوی ظفر علی صاحب ایڈیٹر زمیندار نے بیان کیا تھا کہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے مان لیا ہے کہ آئندہ موسم گرما کی تعطیلات میں جبکہ دو تین ماہ کے لئے چیف کورٹ بند رہیگی۔ وہ اشاعت اسلام کی غرض سے جاپان روانہ ہو جائینگے۔ نیز ان کے سفر خرچ کی بابت اسی جلسہ میں یہ تجویز کی گئی تھی۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے ایک عمدہ نظم لکھی ہے۔ جس کی دس ہزار کاپیاں چھاپ کر ۸ آنہ فی کاپی کے حساب سے فروخت کی جائیں گی۔ اور پانچ ہزار روپیہ اس سے وصول ہو جائے گا۔ جو ڈاکٹر صاحب کے اخراجات سفر کے لئے کافی ہوگا۔ مگر اس پر بعض صاحبان کو یہ اعتراض ہوا۔ کہ کہیں دو ماہ کی قلیل مدت میں بھی کسی غیر ملک میں جہاں کی زبان کا ایک لفظ بھی کوئی مشنری نہ جانتا ہو۔ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کر سکتا ہے۔ جب ڈاکٹر صاحب سے اس کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے اسی قسم کا ایک استفسار خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی اُن سے کیا ہے۔ اور انہوں نے اُن کو لکھ دیا ہے کہ دراصل یہ تجویز میری نہ تھی اور نہ امید ہے کہ میں ان حالات میں سفر جاپان پر روانہ ہوں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ تجویز جوش میں آ کر بیان کر دی گئی تھی اس پر غور و خوض کا موقعہ نہیں ملا۔ واقعی جاپان کو اس وقت اسلامی مشنری وفد بھیجنا بالکل مفید ہوگا۔ جبکہ مولوی برکت اللہ صاحب وہاں دو تین سال رہ کر اور اخبار نکال کر اب دو تین جاپانیوں کو مسلمان کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ تو ڈاکٹر محمد اقبال صاحب صرف دو ماہ رہکر کیا کر سکتے ہیں۔ علاوہ اس کے ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ہندوستان میں رہ کر ہی بذریعہ تصانیف وغیرہ اگر چاہیں۔ تو قوم کی زیادہ خدمت کر سکتے ہیں۔ اور اس پر روپیہ بھی کم خرچ ہوگا۔"

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی صحت الحمد للہ اچھی ہے۔ اور آپ تعلیم و تدریس اور اصلاح قوم کے لئے درد مند دل سے نکلی ہوئی دعاؤں اور عقد ہمت کے ساتھ خدمت دین میں مصروف ہیں۔ آپ کے گھر میں بوجہ اسقاط سخت تکلیف رہی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت رو بصحت ہے۔ اور ضعف و ناتوانی دور ہو رہی ہے للہ الحمد۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مدرسہ احمدیہ کی بہتری اور بھلائی کی تدبیروں میں مصروف ہیں اور ان تدبیروں کی کامیابی دعاؤں سے چاہتے ہیں۔ مدرسہ احمدیہ کا سالانہ امتحان عنقریب ہونے والا ہے۔

انصار اللہ کی جماعت اس اولوالعزم نوجوان نے اللہ تعالیٰ کے فضل و تحریک سے قائم کی ہے اسکا کام اسی کے فضل کے نیچے عمدگی سے ہو رہا ہے۔ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جو نظام حضرت صاحبزادہ صاحب نے قائم کیا ہے۔ وہ نہایت مفید ثابت ہو رہا ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت اچھی طرح سے ہو رہی ہے۔ نئے لوگ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت بخیریت ہیں۔

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے سالانہ امتحان ہو چکے۔ اور نتائج بھی نکل گئے۔ ۱۶-۱ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء تک سکول میں تعطیلات ہو گئی ہیں۔ چونکہ ۱۶ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء سے نیا سال شروع ہوگا۔ اس لئے احباب کے لئے عمدہ موقعہ ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو مدرسہ میں بھیجدیں۔ تاکہ وہ باقاعدہ پڑھائی کر سکیں۔ سال کے درمیانی حصوں میں جو لڑکے آتے ہیں۔ انہیں بعض اوقات جماعت کے ساتھ چلنا مشکل ہوتا ہے۔

۴۔ نواب صاحب قبلہ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے قادیان میں تشریف لے آئے ہیں۔

۵۔ ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن روجھان سے علاج کرکے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اور اب قادیان اور اُس کے نواح کے لوگوں کو اپنے طبی تجربوں سے فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بہت سے لوگوں کی آنکھیں بنائی ہیں۔ اس فن میں خدا کے فضل سے انہیں خوب مہارت حاصل ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے!

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں کبھی کلام نہیں کہ
تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔
اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی
قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے
اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ پر تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی
خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے
یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ موجودہ ملک کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔
عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح (مد ظلہ العالی)
کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان
ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا اگر نہیں تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ .... ایک روپیہ

نوٹ۔ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ ۶ روپے لئے جاویں گے معہ محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان دار الامان ضلع گورداسپور سے طلب کرو

ندوہ نمبر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

ندوہ نمبر

جلد ۱۶ — نمبر ۱۲ و ۱۳

الحکم

۲۸ مارچ و ۷۔ اپریل ۱۹۱۲ء

قادیان دارالامان

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے .. .. .. صہ/

خواص سے .. .. .. عہ/

ہندوستان سے باہر ۶/

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب ۱۲/

چہ گویم باتو گر آئی چہادر قادیان بینی — دو بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا۔

ندوۃ العلماء کے نام ایک کھلا خط

ندوہ کا اجلاس جب کلکتہ میں ہوا ہے تو ندوۃ العلماء کے ناظم معین منشی غلام حسین صاحب عارف کی کی طرف سے دعوتی اطلاع آنے پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مایہ ناز اور واجب الاحترام ممبر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے ندوہ کے نام ایک خط لکھا تھا جو اعلیٰ درجہ کے حقائق و معارف کا مجموعہ تھا۔ ندوہ پر اس کے بعد دس سال گذرنے پر بھی میں اس خط کے مضامین کو ویسا ہی قابل قدر اور قابل غور یقین کرتا ہوں۔ اس لئے ندوہ کے نمبر کو اسی خط سے شروع کرتا ہوں۔ اگر ندوۃ العلماء کے ممبر خدا کے لئے خشیت اللہ کو دل میں جگہ دیکر اسپر غور کرینگے۔ تو اس میں ان کے لئے بہت سی مفید باتیں ملینگی۔ ندوۃ العلماء کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خدانخواستہ ہمیں ندوہ سے کوئی مخالفت نہیں ہے جو کام ندوہ کرنا چاہتا تھا ہم اسے نہایت ضروری اور اہم سمجھتے ہیں۔ مگر ہماری دانست میں اس کے لئے راہ دوسری ہے۔ اور اس کا ذکر اس خط میں ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا امام اور مطاع حضرت خلیفۃ المسیح جو تڑپ اور درد اسلام اور مسلمانوں کے لئے اپنے دل میں رکھتا ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مولوی شبلی کے ایک عربی مضمون کو مفید سمجھ کر اس میں مالی امداد سے اپنے پرہیز نہیں کیا۔ آپ نے سلسلہ کے راجپوتوں کی انجمن نے کچھ روپیہ جمع کیا کہ نومسلم راجپوتوں میں تبلیغ ہو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے مدرسہ الہیات کانپور کے ذریعہ کام کرانے کے لئے روپیہ دیا یونیورسٹی کی تحریک کو مفید سمجھا وہاں روپیہ دینے سے پرہیز نہیں کیا وہ اپنے پہلو میں اسلام اور اہل اسلام کے لئے ایک درد مند دل رکھتے

ہیں۔ اس لئے آپ کے ماتحت جو جماعت ہے اسکو قدرتاً ان تمام کاموں سے ہمدردی ہے جو اسلام کے لئے ہوں۔ مگر جہاں اصلاح کی ضرورت سمجھتے ہیں یا اظہار حق کی حاجت پاتے ہیں وہاں مجبور ہیں کہ حق کہیں۔

اس لئے ممبران ندوۃ العلماء ٹھنڈے دل سے ہمارے اس پیام کو پڑھیں خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہمیں کسی کی تحقیر یا مخالفت مقصود نہیں صرف حقگوئی ملحوظ خاطر ہے۔ اور اگر حق کی لازمی مرارت سے کوئی بات ناگوار خاطر بھی ہو تو اس کے لئے میں ندوۃ العلماء کے ممبروں سے وسعت حوصلہ کی امید کرتا ہوں

بالآخر

من از ہمدردی ات گفتم تو ہم خود فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

ندوۃ العلماء ہو یا خطرناک اخراجات کا بوجھ قوم پر ڈالنے والی ایجوکیشنل کانفرنس یا کوئی انجمن ہو۔ افراد ہوں۔ یا مجموعے ہوں جن لوگوں کو قوم کی ترقی اور اصلاح کی دھن لگی ہوئی ہے اور سچی گداز ش اور قوم کی پستی کے احساس نے انہیں بیقرار کر رکھا ہے انہیں سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ کس قوم کی اصلاح کے درپے ہیں۔ اور وہ کونسا تاگا ہے جو اس سے نکل گیا ہے جس سے اس کا شیرازہ وا ہو گیا اور سارا تانا بانا ادھڑ گیا ہے اور یہ قوم کبھی اوج عروج پر تھی۔ تو کن مضبوط چٹانوں پر اس کا پیر جم گیا تھا اور کیا کلید تھی جو اس کے ہاتھ آگئی تھی جس سے قدرت کے مدتوں کے دفینوں کے قفل کھول لئے تھے اور پھر اس امر میں پاک دل سے غور کرنی چاہیئے کہ آیا اس قوم کے مدرسۃ الفلاح میں یورپ کا تعلیمی کورس بالذات کارآمد ہے؟

مسلمان ایک قوم ہیں جن کے لئے سب سے پہلے یہ کوشش کی گئی تھی کہ ابراہیمی قبلہ کو پہچانیں۔ اس کے لئے قوم کے بنانے والے نے عجیب عجیب تدابیر اور کاروائیاں کیں۔ ایک کنکریلے بیابان میں جہاں مختلف رنگوں کے

پتھر تھے اس نے بڑی صاف اور سیدھی شرک مٹانے کا ارادہ کیا۔ تیئیس برس تک اس سے مختلف رنگوں کے ہٹانے میں لگے۔ ان جلیل القدر رزولیوشنوں کو غور سے پڑھو جو کئی اجلاسوں میں پیش اور پاس ہوتے۔ کسی میں یہ ہے کہ آلہہ باطلہ اٹھا دئے جائیں یہ انسانی ترقی کی راہ میں روک ہیں اور پیش ہو کر ملاء اعلیٰ کے اتفاق سے پاس ہوا کہ ایک ہستی کی پرستش ہو۔ جو تمام محامد عالیہ اور اسماء حسنیٰ کی جامع اور تمام نقائص اور رذائل اور عیوب سے پاک ہے تمام تعلقات سے بڑھ کر اس سے تعلق پیدا کیا جائے تمام اندرونی اور بیرونی قویٰ اور اعضا حنیفیت کے رنگ میں رنگین ہو کر اس کے حضور میں جھک جائیں کسی رزولیوشن کا مفہوم ہے کہ حرامکاری۔ حرامخواری ہر قسم کے ظاہری اور باطنی فواحش اور بدعہدی اور غداری اور بغاوت اور چوری اور فساد کی راہیں انسان کو تباہ کرنے والی چیزیں ہیں۔ ان کا انسداد کیا جائے کسی ریزولیوشن کا یہ مقصد ہے کہ نصرانیت نوع کے پانے اور سچی فلاح اور صلاح کے حاصل کرنے میں خطرناک روک ہے اس کا مسئلہ ولد خدا ہونیکا۔ اور اس کا کفارہ اور تثلیث ایسے ہولناک اور چشمۂ مفاسد ہیں کہ آسمان جس سے پھٹ جائیں۔ اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ چور چور ہو کر گر پڑیں۔ اور اس کی تعلیم اور اس کے نتائج تمام نبیوں کی تعلیم اور ساری کتابوں کی برہمزن ہیں اس غول سے راہ صاف کیجائے کسی میں مذکور ہے کہ اس اعتقاد کو کہ خدا انسان سے کلام نہیں کرتا اور اس پر اپنا زندہ نور بخش اور تازہ بتازہ تسلی بخشنے والا کلام نہیں اتارتا۔ انسان کی روح میں اپنے وصال کی فطری تڑپ پیدا کر کے بھی کبھی ایسی عادت نہیں رکھتا کہ اس کے آگے منہ سے نقاب اٹھانے اور انسان آسمان کے نور کی تائید اور فوق العادت کھڑکیوں کے کھلنے کے بغیر اپنی مادی تلاش اور محدود قویٰ سے کرید کرید کر مصنوعات میں آخر صانع کا کھوج لگا لیتا ہے غرض بڑے زور سے یہ رزولیوشن پاس ہوتا ہے کہ اس ناپاک برہموپنے کی بیخکنی کیجائے۔ اور کہیں بڑی قوت

اور پورے زور سے یہ طے ہوتا ہے کہ ابراہیم کے طریق اور ملت کو اختیار کیا جائے اس لئے کہ آغاز عالم سے سارے راستبازوں اور منعم علیہم کی وہی راہ ہے اسی پر اسمعیل۔ اسحاق۔ یعقوب یوسف۔ موسی۔ داؤد۔ سلیمان۔ اور تمام برگزیدہ لوگ چلکر کامیاب ہوئے غرض قوم بنانے کے لئے اور اس کی راہ روکوں کو دور کرنے کے لیے یہ تدبیریں ہیں جو اس جہان کی انجمن کے احکم الحاکمین پریزیڈنٹ کو سوجھیں اور بنی آدم کے سچے خیرخواہ اور کامل مصلح محمد مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ عمل میں آئیں۔

تیرہ برس تک تو بظاہر یہ رزولیوشن تھیوریوں کے رنگ میں اور وزن میں تھے مگر آگے چلکر ایک اور میدان (مدینہ طیبہ) میں ان پر عملدرامد شروع ہوا۔ باطل معبودوں اور ہاتھوں کی کاریگریوں کے پرستار اور مددگار کاٹ ڈالے گئے۔ ناپاک یہودیت جو ہر ایک تازہ راستی کو بدعت سمجھتی اور اصلاح کے موجدوں اور راستبازی کے ناصروں کی جانی دشمن تھی تباہ کردی گئی اور اصلاح اور ترقی کی نئی بنائی ہوئی سلطنت کے آس پاس سے اس کے منحوس وجود کے خار وخس کو صاف کردیا گیا۔ اور سب سے آخری اور بنائی ہوئی مملکت کے آس پاس سے اس کے منحوس وجود کے خار وخس کو صاف کردیا گیا اور سب سے آخری اور سب سے زیادہ مفید کام جس سے حقیقی ترقیوں اور فلاح کے چشمے بہ نکلے یہ کیا گیا کہ بیت اللہ کو تمام ناراستیوں۔ اور بطلانوں کے ریپریزنٹیٹو (مظاہر ومجالی) سے جو گرچہ گنتی میں تین سو ساٹھ تھے۔ مگر قیامت تک کے نئے نئے پیدا ہونیوالے جھوٹے مذہبوں اور مشربوں اور سکولوں اور تھیوریوں کے جامع اور جڑ تھے پاک اور خالی کیا گیا

یہ ساری کارروائیاں درحقیقت مبادی تھیں۔ اور انسانی فطرتوں کے طیار کرنے اور ایک بڑے مقصد کے حاصل کرنے کے قابل انھیں بنانے کے لئے ایک بڑے کاری مسہل کے قائم مقام تھیں اس کے بعدہ قوانین اور قواعد شروع ہوئے جنہوں نے اس کس مپرسی اور متفرق اور امی قوم کو تہذیب اور تمدن اور سیاست کے ثمرات سے برخوردار کیا۔ اور ان تمام عقائد اور ایمانیات کو جو سر السرار اور جذر قلب سے تعلق رکھتے تھے عملی رنگ میں ظاہر کیا پانچ وقت کی نمازوں کی پابندی کرائی گئی جس سے حقوق الٰہی کی پوری علمی اور عملی حفاظت ہوگئی پھر زکوٰۃ کا حکم دیا گیا اور ہر قسم صدقات ومبرات کا امر ہوا جن سے حقوق عباد کی رعایت مرعی رکھی گئی۔ اس کونسٹرکشن کے بعد ایک اور ڈسٹرکشن شروع ہوا جو اس پہلے ڈسٹرکشن کسی طرح کم نہ تھا۔ یہ مقابلہ اور مجادلہ تھا ان ڈاکوؤں کے ساتھ جو نظام سوسائٹی کو کسی زمانہ میں آرام اور ضبط سے قائم رہنے نہیں دیتے یعنی میخوری اور قمار بازی کی ممانعت کی گئی۔ ان دو اخلاقی عیبوں کو صلاحکاری اور تقوے اور طہارت اور امن عامہ کا سخت دشمن سمجھا گیا اس لئے ضروری ہوا کہ اس تازہ قوم کو جو سارے جہان کے لئے قیامت تک نمونہ ٹھہرنے والے تھے ان عیوب سے پاک کیا جائے

ان تمام باتوں میں غور کرنے کے بعد اصول سیاست مدن کے بڑے سے بڑے واقف کو بھی شرح صدر سے اس امر کا سمجھانا ممکن ہے کہ کیونکر ایک شخص اس حیثیت کا جو ہمارے ہادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی۔ ایسے وقت اور ایسی قوم میں ایسا کامیاب ہوا کہ جس کامیابی کی نظیر آغاز آفرینش سے اب تک کسی مصلح کی تاریخ اور سوانح میں پائی نہیں جاتی۔ ایک مادی یورپین کسی ایک شاخ علم میں ماہر کیوں نہو۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف میں ان حیرت انگیز کارروائیوں اور انقلاب انگیزیوں کو پڑھتا اور پاتا ہے۔ اور اگر مردم خوار متعصب نہو تو فیاضی سے آپ کو بڑا مدبر اور عقلمند اور مصلح قوم مان لیتا ہے اور حقیقت میں اس پر کیا موقوف ہے سپرٹ آف اسلام کا مغربی مصنف اور علی گڈھ سکول کا بانی بھی اس سے زیادہ نہ کہہ سکتا اور نہ سمجھ سکتا ہے اس لئے کہ خدا کے صاف اور صریح تکلیم اور انسانی قویٰ سے بڑھکر اور مفارج وحی اور آواز پر ان کا یقین نہیں۔ مگر حقیقت الامر یہ ہے کہ قوم کے بنانے کے لئے جیسے وہ ننگئے مادی وزمینی عقل اور انسانی تدبیریں اور حیلے اور جوڑ توڑ کام نہیں دے سکتے قوانین اور قواعد کا دینا اور بات ہے۔ اور ان پر عملدرامد کرا دینا اور بات۔ اور جب یہ دیکھا جائے کہ کن مالوف اور معتاد باتوں سے چھڑایا گیا۔ شراب خوری۔ قمار بازی اور عیاشی اور بیباک اور آزاد زندگی اور ہر قسم کی بدکاری حتی بدنظری جو برسوں سے شیر مادر کی طرح لوگوں کو محبوب ومطلوب تھی ان باتوں سے نہیں روکا گیا۔ اور پانچ نمازوں کی پابندی اور روزوں کی پابندی اور عضو عضو پر تقوے اور عصمت اور طہارت کی قید لگادی گئی۔ تمام اختلافوں اور نزاعوں اور خونریزیوں کو جو جنگجو قوموں کا دل پسند شغلہ ہوا کرتی ہیں دور کرنیکا حکم دیکر پرزور الفاظ میں تاکید ہوئی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا الخ غرض ان باتوں کو دیکھ کر عقل کرید کرید کر بیکار ہو جاتی ہے اور کبھی حکم نہیں لگا سکتی کہ یہ کام کسی انسان محض کا ہے۔ یعنی یہ کام ایسے انسان سے پورا ہو سکتا ہے جو اپنی سوچ بچار اور جوڑ توڑ اور منصوبوں کے سہارے سے اٹھتا بیٹھتا ہے پاک اور صاف عقل اسبات پر مجبور ہو جاتی ہے کہ خدائے مقتدر کی تائید اور سماوی نصرتوں کے بغیر اتنی بڑی تبدیل اور انقلاب ممکن نہیں۔ ایسی اصلاح اور تبدیل اسی انسان کا کام ہے جو پرلے درجے کی قدسی قوت رکھتا ہو۔ اس کی جان ساری دنیا سے زیادہ مزکی اور مطہر ہو۔ ایک طرف سفلی آلائشوں اور کدورتوں اور زنگوں سے خود دنیوی علائق اور آلودگیوں کا لازمی نتیجہ ہیں پاک ہوکر اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا اور دائمی اور وفادارانہ پیوند رکھتا ہو اور دوسری طرف مخلوق کے ساتھ ان کی صلاح وفلاح کے لئے بے ریا اور

بیغرض کامل محبت اور تعلق رکھتا ہو یعنی اُس کی دونوں جہتیں پوری اور درست اور ہر ایک قسم کے رخنہ سے محفوظ ہوں۔ انسان کامل ہو اور اہل زمین کے مصالح اور مفاد سے سچی دلچسپی رکھتا ہو اور آسمانی تعلق اور آلہی قرب سے کامل حصہ رکھتا ہو۔ ممکن ہے کہ آجکل کے خشک الفاظ جو آسمان سے قطع تعلق کر کے زمین کے کیڑے بنگئے اور اپنے ہی منصوبوں پر ہر ایک قسم کی قومی ترقی موقوف سمجھتے ہیں اور ہر امر کے لئے یورپ کا اسوہ اور نمونہ چاہتے ہیں اس بات کو استعجاب یا استخفاف کی نگہ سے دیکھیں مگر بات اسطرح ہے اور عنقریب افصح المؤدبین دکھا دیگا کہ حق و حکمت وہی راہ ہے جو پیش کی گئی ہے۔ لیکن یہاں ایک بات بہت تحقیق کے قابل ہے اور فطرت سلیم میں بے اختیار یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ لانظیر اطاعت جو قوم نے دکھائی اور اپنے مالوفات کو چھوڑ کر اس راہ کی پوری پیروی کی جو ہادی نے انھیں دکھائی اور مختلف رائوں اور مشربوں کے لوگ اس کی آواز پر ایک ہو گئے اور اپنے ارادوں اور رائوں اور مذہبوں اور مشربوں اور نفسانی جذبات اور اختلافات کو اس کے امر پر قربان کر دیا بجز کامل اور زندہ ایمان کے اور ایک جانگداز رعب اور سطوت کے جس کے ساتھ عجیب خوف اور خشیت ملی ہوئی ہو۔ یہ اطاعت ناممکن ہے پس یہ کامل ایمان اور زندہ یقین جس سے ان کی پہلی ہستی اور ہوا پر موت آگئی۔ اور تمام روکیں جو معاصی اور ذنوب سے پیدا ہوتی تھیں خار وخس کی طرح جل گئیں کیونکر اور کس راہ سے انھیں حاصل ہوا۔ اس کے اسباب میں غور کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ امام مفترض الطاعت ہادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں دو خصوصیتیں تھیں جن کی تحریک اور تاثیر سے یہ دولت قوم کو ملی

اول پورا اور سچا نمونہ جو تعلیم آپ نے دی اسپر چل کر دکھایا۔ قرآن کریم کے اوامر کی پابندی کامل طرح خود کی اور اس کی نواہی سے اجتناب کیا اس بات نے لازماً دو عظیم الشان فائدے قوم کو پہنچائے ایک یہ کہ اصحاب کے دلوں میں یہ یقین شرح صدر سے پلایا گیا کہ وہ اوامر اور نواہی ضرور خدا کی طرف سے ہیں اور وہ کلام لاریب قاہر و مقتدر خدا کا کلام ہے جس میں وہ مذکور ہیں اس لئے کہ انسان کے جذبات اور قویٰ کی بناوٹ ایسی بنائی نہیں گئی کہ خود تراشیدہ باتوں اور نفس کے سر جوش کی ایسی کامل پابندی کرے کہ تنہائی گھڑیوں میں اور میدان میں کبھی بھی بال بھر انحراف ان کی بجا آوری سے نہ کرے۔ اور زندگی کے تمام واقعات میں اس امر کا صاف صاف ثبوت دے کہ ان احکام کی تعمیل اور عدم تعمیل کی صورت میں اسے جانگداز خوف اور رُوح افزا امید شامل حال رہتے ہیں اس عاشق عارف اور اس امر کو محسوس کرنے والے صحابی کے یہ اشعار پڑھ لو اور سوچو کہ کس احساس اور اہتزاز نے اس کے مُنہ سے نکلوائے۔ جب اس نے رات کے آخری حصہ میں اتفاق سے اپنے محبوب و مولیٰ کو مسجد میں تہجد پڑھتے دیکھا اور مرسل کو خدا کے احکام کی تعمیل میں سرگرم پایا تو کس جوش سے کہا

وفینا رسول اللہ یتلو کتابہ
اذا انشق معروف من الفجر ساطع
یبیت یجافی جنبہ عن فراشہ
اذا استثقلت بالمشرکین المضاجع
اتانا الہدی بعد العمیٰ فقلوبنا
بہ موقنات ان ما قال واقع

دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ آپ کے اسوہ حسنہ کے اتباع کا فوق العادت جوش ان میں پیدا ہُوا۔ درحقیقت اس سے زیادہ موثر کوئی بات نہیں ہوتی کہ بانی اور مصلح کی رفتار اور گفتار میں پوری مطابقت اور مصالحت ہو۔ صحابہ کے چال چلن کا اور اپنے مولیٰ سے لانظیر عشق کا اور اپنے عہد بیعت کے کامل ایفاء کا جو نمونہ ہم دیکھتے ہیں وہ کیوں دوسری قوم میں پایا نہیں جاتا وہ نمونہ نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے دکھایا۔ چنانچہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ وہ بات بات میں بگڑتے اور اپنے نبی کی مخالفت کرتے تھے۔ اور اکثر کوسنے بھی لگ جاتے تھے۔ اور نہ ہی حضرت مسیح کے شاگردوں نے دکھایا جنھوں نے آخری نازک وقتمیں بھی بیوفائی اور غدر کا ثبوت دیا۔

غرض کیا وجہ ہے کہ کسی مرشد کے خدام نے ایسا حیرت انگیز نمونہ کبھی نہیں دکھایا اس کا صاف صاف جواب یہی ہے کہ قرآن کریم کی کامل اخلاقی اور تمدنی اور سیاسی تعلیم پر ہمارے ہادی کامل علیہ السلام نے جیسے خود چلکر اور اُسے اپنی زندگی کی تمام رفتار اور تحریکات کا دستور العمل بنا کر دکھایا۔ اور خدا کیطرف سے آپ کو عمل اور اظہار عمل کے موقعے بھی میسر آگئے ویسے کسی کو بھی بخشے نہیں گئے۔ اور آپکے اخلاق اور اعمال کے تمام مختلف شعبے جو بالقوہ آپ کی پاکذات میں مخفی اور مرکوز تھے مکی اور مدنی دو متضاد اور متخالف زمانوں کی تحریکات کی وجہ سے پوری ظہور میں آگئے اس سے آپ میں قوت قدسی اور عقد ہمت اور تزکیہ اور تطہیر کی طاقت تمام راستبازوں سے زیادہ پیدا ہو گئی۔ جو قوم بنانے کے لئے ایک مصلح میں سب سے زیادہ ضروری شے ہوتی ہے اور اسی نمونہ اور اظہار سے قوم میں سچا خلوص اور وفاداری اور اطاعت پیدا ہوئی۔

دوسری خصوصیت جس سے زندہ ایمان اور منور یقین دلوں میں پیدا ہوا قرآن کریم کا اس صراط مستقیم کو مخصوصاً اختیار کرنا تھا جس کی سخت ضرورت اس کتاب کو تھی جسے ابد تک زندہ اور مبارک رہنا تھا اور جو خدا شناسی اور خدا بینی اور گناہ سوزی اور پاک سازی کا ایک ہی ذریعہ تھا وہ تھے مقتدر نشان اور قاہرانہ پیشگوئیاں جو غیب پر مشتمل تھیں جو اپنے اپنے وقتوں پر بڑے جلال اور کمال سے پوری ہوئیں۔ تمام قرآن کریم ان زبردست پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے اسوقت محل اور وقت نہیں کہ اس اجمال کی تفصیل کی جائے ان امور پر ہم نے اپنے بہت سے خطبوں اور تقریروں میں بحث کی ہے۔ خداوند حکیم علیم کا زندہ اور آخری کتاب میں اس معجزہ اور خرق عادت کو اختیار کرنا اور دوسرے تمام مادی اور مخلوق کے عمل اور صناعت سے ملتبس اور مشابہ ہو جانیوالے معجزات کو ترک کر دینا اس حکمت پر مبنی ہے کہ سچا اور جاودانی علمی معجزہ جو علوم کی گھمسان لڑائی میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ یہی نشان ہیں جو غیبی

اور سیاست میں خوفناک تغیر پیدا ہوا۔ اور آج یہ حال ہے جسے ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور اب علی گڈھ سکول اور ندوہ کوشش کرتے ہیں کہ اس کی وہی صورت و شکل بنا دیں جو پہلے تھی مگر خدا کے لئے ان سکولوں کے انصار اور موئدین غور کریں کہ کیا وہ انھیں پگڈنڈیوں پر قدم مار رہے ہیں جن پر اس قوم کے پہلے بانی نے مارا اور اُن کے ہاتھوں میں وہ ذریعے اور ہتھیار ہیں جن کی ترغیب و ترہیب سے قوم کو اُس تعلیم پر مجبور یا مائل کر دیں جسے وہ چھوڑ بیٹھے ہیں۔ یہ تو مسلم بات ہے اور اس کے ثبوت میں دلائل لانے کی کوئی ضرورت نہیں کہ مسلمانوں کی تباہی حد سے نکل گئی ہے۔ اور اب پھر یہ اُسی آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے ہو گئے ہیں جس سے ایک مبارک اور مقتدر ہاتھ نے انھیں پہلے چھوڑایا تھا۔ وہی اختلاف اور وہی نزاعیں اور وہی مفاسد۔ ہوا بالکل نکل چکی ہے ایمان اور مذہب اور عصبیت جو ایک ہی روح رواں اور اسٹیم ان میں تھا وہ بھی ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ وہی عیاشی اور فسق و فجور۔ شراب خوری قماربازی۔ اور کاہلی ان میں آ گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی عظمت قرآن کی عزت اور خود خدا تعالیٰ کی جبروت اور وقعت دلوں سے اٹھ گئی ہے۔ ان باتوں کی تفصیل کی کوئی ضرورت نہیں ہے دل سے یا زبان سے بولنے والے سب کے سب وہ عیوب بیان کرتے ہیں جو فی الواقع ہیں اور اس قوم میں پیدا ہو جاتے ہیں جو خدا کی حجت نیرہ کے ہوتے ہوئے اس کے خلاف چلنے سے خدا کی نظروں سے گر جاتے ہیں۔ ایجوکیشنل کانفرنس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی سینکڑوں کو نہیں ہزاروں کو بی۔ اے۔ ایم۔ اے بنا لیا ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بنا لیا اور اس کی خواہش اور دلی آرزو کے موافق قوم نیم یورپین بھی بن گئی اس لئے کہ پورے یورپین بن جانے سے تو وہ بھی مایوس ہیں۔ اور پیر بابا تو سرے سے مدت ہوئی جنازہ بھی پڑھ چکے تھے مگر سوال یہ ہے کہ کیا وہ اُمید کرتے ہیں اور ایسی اُمید کرنے کے وجوہ اُن کے پاس ہیں کہ وہ قوم بنجائینگے۔ جس کے بنانے کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے اور اس کے لئے وہ تدابیر اختیار کی گئیں جو اوپر ذکر ہو چکی ہیں اس قوم کو یا قوموں کو مسلمانوں کے لئے اسوہ قرار دینا اور رات دن ان ہی کی باتوں اور فعلوں کو ان کی آنکھوں کے سامنے مزین کرنا جس کی نگاہ زمین کی سطح تک محدود و مقصود ہے۔ اور مادی لذت اور عیش اور بطن اور فرج کی شہوتوں کے دائرہ سے ان کی ہمت باہر نہیں جاتی اور آسمان کی طرف کبھی نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتے سراسر غلطی ہے۔ مسلمانوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ دین کو دُنیا پر مقدم رکھیں اور ان مادہ پرست قوموں کی غایت نظر یہ ہے ان ھی الا حیوتنا الدنیا نموت ونحیا وما نحن بمبعوثین ان کی رات دن کی کوشش ان کے صنائع ان کی ملک گیری کے منصوبے اور کارروائیاں سب سے اصل غرض یہی ہے کہ رذیل اور سفلہ خواہشیں پوری ہوں۔ اگر کچھ لوگ ان میں ایسے بھی ہیں جو ملک گیری اور صنائع کے شغلوں میں مبتلا لوگوں سے ذرا اونچا قدم اُٹھاتے اور دکھاتے ہیں کہ وہ آسمانی زندگی بسر کرتے ہیں تو وہ بدقسمتی سے ایک مردہ انسان کی خدائی پر قناعت کئے بیٹھے ہیں بڑا زور دیا جا رہا ہے ہائی ایجوکیشن پر اور کیا کچھ اس کی خاطر کیا جا رہا ہے۔ بہت خوب اس کی ضرورت سہی اور واقعی ضرورت ہے مگر کیا یہ حق نہیں کہ ایک طرف سے بالکل ذہول ہو گیا ہے یا دانستہ یا اضطراراً پہلو تہی کیا گیا ہے۔ ان مجلسوں نے سب سے پہلے اس اصل کو ضروری سمجھا ہے اور اس پر ایسا توی ایمان رکھتے ہیں جیسا راستباز خدا کے کلام پر کہ کسی کے ذاتی افعال سے تعرض نہو۔ شرائع حقہ کی پابندی اور صوم و صلوٰۃ کا التزام فسق و فجور سے اجتناب تقویٰ و طہارت اور تعظیم شعائر اللہ کو اختیار کرنا مجالسوں اور کانفرنسوں میں ان باتوں کا ذکر حرام ہے۔ جسموں اور قالبوں کا اجتماع ایک مکان میں ہو اور ضرور ہو۔ روحوں میں خواہ کیسے ہی مختلف درجے اور نوع کے میلان اور جذبات ہوں ایک پاک زناکار ایک ریزولیوشن پاس کرے اور دُوسرا آب آتشین سے مست ہوا ہوا خواہ اس وقت اس کے مُنھ سے نجاست کی بدبو آتی ہو اور پاؤں مرکز پر ٹھہر نہ سکتے ہوں اس کی تائید کر دے ایک ایسا شخص جو اسلام کی سچائی اور پابندی سے کوئی نسبت نہ رکھتا ہو مادی خیال کا آدمی ہو۔ دھریہ ہو کوئی ہو۔ نام ہو مسلمانوں کا سا وہ مجلس کا صدر بن جائے۔ شرط یہ ہے کہ کلب من کلاب الدنیا ضرور ہو اور جیفۂ دنیا سے اسے کافی حصہ ملا ہوا ہو۔ میں پوچھتا ہوں اور ہر خدا ترس حق پرست کے دل میں ضرور یہ سوال پیدا ہونا چاہیے کہ کیا اس قوم کا آغاز اور ابتدا ایسے ہی بانیوں اور مقدسوں۔ اور موئدوں اور ناصروں سے ہوئی ہے اور کیا یہ لچھن صلاح و فلاح کے ہیں جو اب اختیار کئے گئے ہیں اور سب سے ضروری بات جو مدار ہے تمام کامیابیوں کی اتفاق اور وحدت ہے اس کا اب تک کوئی وجود نہیں اور نہ اس کے اشراط و آثار پائے جاتے ہیں ندوۃ العلماء خدا کے لئے غور کرے کہ کیا اس کا پانوں بھی اُن ہی آثار پر پڑا ہے جو ایجوکیشنل کانفرنس یا علی گڑھ سکول کے رہرو زمیں پر لگا گئے ہیں یا اس بزرگ انجمن نے کوئی اور راہ اختیار کی ہے اور اگر کوئی اور راہ ہے تو وہ کیا ہے۔ میں ان کو اور تمام سچے مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں اس اعلان کے مقصد سوم و چہارم و پنجم و ششم کی طرف جو ندوۃ العلماء کی طرف سے ۱۲ نومبر ۱۹۱۰ء میں شائع ہوا۔ مقصد سوم ندوہ کی عبارت یہ ہے "اخلاق نبوی کی کامل تعلیم و تربیت کی جائے جس سے ہمارے اطوار اور چال چلن درست ہوں۔ آپس کی پھوٹ کیجگہ قوت متفقہ سے کام لیا جائے" (۴) فروعی اور جزئی اختلاف جس نے اسلام کی مضبوط اور مستحکم عمارت کی جڑ کھوکھلی کر دی مہذب الفاظ اور مہذب پیرایہ میں ظاہر کیا جائے" (۵) احقاق حق اور ابطال باطل نہایت نرمی اور سہولت سے کیا جائے فتنہ و فساد کی نوبت نہ آئے"

(۶) "وہ خطہ جہاں اسلام کا نور دُھندلکے میں پڑا ہوا ہے اور جہاں اسلام کی حقیقت اور حقانیت سے لوگوں کے دماغ ابتک منور نہیں ہوئے وہاں دکھایا جائے کہ اسلام کیا ہے اور اس کے فیوض و برکات کیا ہیں" کیا یہ

مقتدرانہ پیشگوئیوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں علوم وفنون کی اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی کا زمانہ اس سے بہتر کوئی فوق العادت چیز نہیں پاسکتا کہ جس کے آگے سر تسلیم خم کردے۔ انجیل کیوں ایک تنکے کی طرح علوم جدیدہ کی رو کے آگے بہ نکلی اور اس کا سارا شیرازہ گھنگیا۔ اور کیوں ہندوؤں کا مذہب آج بازیچۂ طفلاں بن گیا۔ اسی لئے کہ اس اول الذکر کتاب نے ایسے معجزات پر اپنے صدق کا مدار رکھا۔ جس سے بڑھکر آج یورپ دکھا رہا ہے۔ اور وہ مادی سطح اور انسانی وسعت کے دائرہ سے اوپر اور باہر نہیں اور ہندو مذہب کا سارا دارومدار افسانوں اور کھیلوں پر ہے جو علم اور فضل کی روشنی کے مقابل پاش پاش ہوجاتے ہیں اقتداری پیشگوئیاں جو عظیم الشان غیب پر مشتمل ہوتی ہیں حقیقی معجزات ہیں جن کی مثل لانے پر بشر محض کبھی قادر نہیں ہوسکتا اور دوسرا کوئی ذریعہ اسپر حجاب جہاں میں نہیں جس سے خدا کی ہستی اور کامل صفات پر ایمان آسکے خدا تعالیٰ کا کامل تصرف اور تدبیر اور تعلیب اور ذرات کائنات کو اپنی مشیت اور ارادہ کے موافق تصریف اور تصرف میں رکھنا اور اس کا صفت تکلم اور سمع اور بصر اور بندوں کے ساتھ تعلق کی صفت سے موصوف ہونا۔ غرض خدا تعالیٰ کی ان صفات پر یقین کبھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ جب تک اقتداری پیشگوئیاں سامنے نہ کی جائیں اور پھر وقتوں پر حسب مصالح الٰہیہ پوری نہوں گناہ سوز فطرت جو حرامکاریوں اور بیباکیوں اور گستاخیوں اور رندیوں اور قلاشیوں اور عیاشیوں اور اباحتی چالوں کی زندگی پر موت وارد کردے کبھی حاصل نہیں ہوسکتی جب تک خدا کی عزت پر اور اس کی حرامکاریوں کو بھسم کردینے والی آگ پر سچا ایمان نہو اور دل بول اُٹھے کہ وہ زندہ اور غیور خدا ہے اور اس کا غضب مجرموں اور عاصیوں کے حق میں تیز دودھاری تلوار ہے اور یہ ایمان مل نہیں سکتا جب تک اس وجود اور قائم اور قیوم اور حی مقتدر ہونے کا یقین نہ آجائے اور اس کے لئے

وہی ذریعہ اقتداری پیشگوئی ہے۔ توریت نے بھی یہی نشان بتایا تھا کہ سچا نبی وہ ہوگا جس کے منہ کی باتیں سچی نکلینگی اور قرآن حکیم نے حقیقت کا مدار بالکل ان ہی آیات پر رکھا ہے۔

غرض نفسوں اور خواہشوں کے خلاف ایک تعلیم کا منوا دینا اور اسپر عمل کرادینا اور ہزاروں ناپاک عیبوں اور رہزنوں اور کیسہ بردوں کا راہ سے صاف کردینا۔ آسان بات نہیں۔ کیسی صاف بات ہے کہ اصل مقصود تو خدا کی کتاب کا وہ اخلاقی تعلیم تھی جس پر انسان کی صلاح وفلاح کا دارومدار ہے پھر غیب کی نادرانہ پیشگوئیاں کرنا اور اپنے مخالفوں کی ہلاکت اور اپنی نصرت کی ہمیشہ خبر دینا اور اپنی چال اور اسپر ضروری نصرت اور تائید آسمانی کے مترتب ہونے کی شہادت کے دوسرے منعم علیہم گروہ یعنی نبیوں کی سیرت اور کامیابی کو پیش کرنا جیسا کہ کتاب اللہ ان واقعات سے بھری ہوئی ہے اس کا مطلب کیا ہے بات یہی ہے کہ انسان کی فطرت بغیر انذار اور تبشیر کے کسی کام کے کرنے یا اس سے ہٹنے کیطرف مائل نہیں ہوسکتی یہ ایک ایسا تقاضا ہے جو خالق فطرت نے انسان کی جبلت میں رکھدیا ہے۔ اسی غرض کے پورا کرنے کے لئے بہت زیادہ حصہ خدا کی حکیم کتاب کا منصور و مؤید نبیوں کے قصص اور مقتدرانہ پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے جن سطحی خیال کے فیلسوفوں نے پہلے زمانوں میں اور ان کی کورانہ تقلید سے حال کے لوگوں نے معجزات سے انکار کیا ہے انھوں نے خدا کے کلام کے اس پرحکمت نظام میں غور نہیں کی اور سخت نادانی اور دلیری سے کہدیا کہ قرآن کریم میں نہ تو کوئی معجزہ ہے اور نہ کوئی غیب کی پیشگوئی ہے اور زیادہ تر افسوس کی یہ بات ہے کہ وہ اگلی مردہ اور بے برکت کتابوں میں اور قرآن میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں بتا سکے۔ مجرد تعلیم پر تو وہ ناز نہیں کرسکتے تھے اس لئے کہ

وہ خوب جانتے تھے کہ اخلاقی تعلیم کے متفرق اجزا لامعلوم قدامت کے صحیفوں میں بھی موجود ہیں۔ انسان کی سطح سے بالاتر ہونے اور آسمانی ہونے کے ایک ہی قطعی دلیل تھی اقتداری پیشگوئی جو علوم غیب پر مشتمل ہو اس کا انھوں نے انکار کردیا ایک ظالم نے یہانتک لکھدیا کہ الم غلبت الروم فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سيغلبون في بضع سنين میں کوئی پیشگوئی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پارسی اور رومی طاقتوں کی قوت کا اندازہ کرکے پولیٹیکل نجومی کیسی اٹکل سے بات کہدی۔ کاش وہ ستمگر قرآن کریم کے الفاظ میں غور کرتا تو اس کی سمجھ میں یہ بات بہت جلد آجاتی کہ خدا کا کلام اس کی پست اور سفلی اٹکل سے بالاتر ہے۔ اور اس نے یومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ سے اس پیشگوئی کو دوسری پیشگوئی کرکے دکھانا چاہا ہے کہ یہ پیشگوئی غلبہ روم کی فارس پر انسانی اٹکل نہیں بلکہ خدائے غیب داں مقتدر کے منہ کی بات ہے۔ اس لئے کہ جہاں یہ فرمایا کہ رومی غالب آئینگے معاً فرمایا کہ اسی تاریخ کو بیکس مظلوم مسلمان ظالم قریش پر مظفر و منصور ہوکر خوش وخرم ہونگے۔ (اس پر دیکھو ہمارا مضمون قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی حقیقت پر الحکم نمبر ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ میں) غرض یہی سچے معجزات ہیں جن پر عقل کا سائنس کا اور قانون قدرت کا کوئی اعتراض وارد نہیں ہوسکتا۔ اور یہی ذریعے ہیں جن کی شوکت اور اقتدار کی عظمت کے مقابل خم ہوکر انسان گناہوں کی ناپاک زندگی سے نکل سکتا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ایمان کی پاک زندگی کے زیور سے آراستہ ہوسکتا ہے

حاصل کلام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدرتی تعلیم سے اور ان مقتدر ہتھیاروں کے استعمال سے ایک قوم بنائی جو تین صدیوں تک صراط مستقیم پر رہی۔ اور آخر قانون قدرت کے مقتضیٰ سے طبعی طور پر انقلاب آیا پہلے مذہب اور اخلاق میں پھر لازماً حکومت

اور پاس کرنے کے وقت ان کی ضمیروں نے یقین زلیا کہ یہ مبارک تجویز ہے۔ اور ضرور عمل میں آجائیگی اور اس تاریکی کے وقت میں یہ تجویز نور کا کام دیگی پھر اس پیچدار بات کا مطلب سوا اس کے کیا ہوسکتا ہے کہ جزئی فروعی اختلافات کا مذکور ہی درمیان نہ آنے پائے۔ مگر یہ ناممکن ہے اور ابد تک ناممکن ہے۔ پھر کیا ندوہ یقین کرتا ہے کہ ایک عالم یا عالموں کے اپنے منصوبے اور جوڑ توڑ ایسے تتر بتر ہوچکے ہوئے گلہ کو ایک میدان میں ایک عصا کے نیچے فراہم کرلینگے اور کیا کوئی اس کی نظیر ہے اسلام اور مسلمانان کی تاریخ میں بجز اس مبارک قرن کے جس میں لامعلوم زمانوں کے مختلف الآرا دشمن جانی دوست بنگئے۔ اگر واقعی یہ احساس ندوہ کے دردمند دل کو ہوا ہے کہ اس اختلاف سے اسلام کی جڑ کھوکھلی ہوگئی ہے۔ اس کے علاج اور تدارک مافات کے لئے سچی اور حقیقی راہ پر قدم مارنے کی فکر کرے اور اگر علی گڑھ کے کانفرنس کی طرح رزولوشن بازی ہی مقصود ہے تو وہ بلانے اور اس کا کام پانچواں مقصد بھی میں نہیں سمجھ سکتا۔ جذبات کے مغلوب اور پُرجوش لوگ کیوں کر اس کام سے عہدہ برآ سکتے ہیں۔ اس مقصد کا اور چھٹے مقصد کا انجام اور مطلب ایک ہی ہے۔ احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے ہی اور کن ذریعوں سے ہوسکتا ہے ندوہ نے بیان نہیں کئے اور ممکن ہے بلکہ یقین ہے کہ ان مشکلات پر کبھی غور بھی نہ کی ہوگی۔ جو اس راہ میں راستبازوں کو پیش آتی ہیں۔ آج وہ کون حق ہے جسے وہ پیش کرنا چاہتے ہیں اور وہ کونسا باطل ہے جس کو تباہ و نابود کرنا چاہتے ہیں۔ سب سے بڑا اور اعلیٰ حق یہی ہے کہ خدا کی صفات کاملہ میں کسی مخلوق کو شریک نہ سمجھا جائے۔ اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو خدا کے بعد تمام مخلوقات سے برتر مانا جاوے لاانتہا مسلمانوں نے حضرت عیسیٰ کو ابدی زندہ اور محیی اور ممیت اور شافی اور غیب داں خدا تعالیٰ کی طرح مان رکھا ہے اور یوں اس کی الوہیت کو تسلیم کرکے نصرانیوں کے شرک عظیم کی مدد کر رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت اہانت اور تذلیل کی جاتی ہے کہ وہ مردہ زیر زمین مدفون ہیں۔ اور حضرۃ عیسیٰ زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ عیسائیوں کے ہاتھ میں یہ کاری حربہ خود مسلمانوں نے دیا ہے جس سے عیسائی خود اُن کو ذبح کر رہے ہیں۔ چنانچہ تھوڑے دن ہوئے لاہور کے بشپ بہادر نے اپنے ایک لیکچر میں جسکے سامعین میں سینکڑوں مسلمان تھے مسلمانوں پر خود ان کے اس مسئلہ سے حجت ملزمہ قائم کی اور کہا کہ ایک مٹی میں مل گئے ہوئے انسان میں اور آسمان پر بیٹھے ہوئے وجود میں کوئی فرق بھی تو ہے! اور آخر اس سے مسیح کی الوہیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر استدلال کیا اور اس اعتقاد کے رکھنے والوں میں سے ایک نے بھی اُٹھ کر اس کے دانت نہ توڑے۔ اور مسیح کی عزت اور رسول کامل خاتم النبیین کی ذلت کو شیر مادر کی طرح پی گئے۔ ہاں تو کیا ندوہ طیار ہے کہ اس حق کا احقاق کرے اور بڑا باطل اس وقت حضرت مسیح کی زندگی کا اعتقاد ہے جس سے کروڑوں آدمیوں نے انھیں خدا بنا رکھا ہے۔ اور اس اعتقاد کی اشاعت میں حد سے زیادہ جوش اس انسان کی پرستار قوم کے دل میں ڈالا گیا ہے سب سے بڑا فتنہ جس کی نسبت قرآن نے کپکپا دینے والے الفاظ میں خبر دی کہ تکاد السموات یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا ان دعوا للرحمن ولدا۔ اور بڑا بھاری مفسدہ جس نے پاکیزگیوں اور راستیوں یا یوں کہو کہ اسلام کی جڑ کھوکھلی کردی ہے فتنہ عیسیٰ پرستی کا ہے اور اس کی جڑ ہے عیسیٰ کی زندگی یعنی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ جانا اس کا مان لینا اس کی جڑ کاٹنا اسلام کو سرسبز کرنا اور مسیح کو مردہ ثابت کرنا اسلام میں روح پھونکنا ہے۔ یا ندوہ ناواقف نہیں یا کم سے کم کوئی ایک فرد اس کا تو ضرور واقف ہوگا کہ چھ کروڑ سے زیادہ رسالے اور کتابیں عیسیٰ پرست یا مردہ پرست قوم نے اسلام اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تذلیل و تسفیق میں لکھی ہیں اور یہ دجل اور شدید تعبوث۔ کنواریوں کے خدروں تک میں داخل ہوگیا ہے اور ایک آشوب رستخیز اس سے برپا ہوگیا ہے۔ کیا ندوہ اس باطل کے زہریلے سانپ کا سر کچلنے کو طیار ہے۔ پھر بہت عظیم الشان حق یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی ذات میں کوئی نقص اور عیب روا رکھا نہ جائے اس کی پاک ذات کی نسبت اعتقاد رکھا جائے کہ وہ ہمیشہ سے متکلم اور مدبر بالارادہ متصرف اور سمیع و بصیر ہے۔ اس کی صفت تکلم پر کسی زمانہ میں مہر نہیں لگ سکتی۔ اس لئے کہ یہ اس کی شان میں منقصت کو روا رکھنا ہے۔ اس لئے اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم کی دعا میں صاف ارشاد فرمایا ہے کہ منعم علیہم جماعت کے تمام کمالات کے دروازے سدا کھلے رہینگے۔ اور تاکید فرمائی ہے کہ سب مسلمان یہ دعا مانگا کریں اور بڑا انعام اس کا وہ فیوض اور برکات ہیں جن کا نام ہے مکاشفہ اور وحی اور رویائے صادقہ اور یہی ورثہ ہے ان لوگوں کی جن پر انعام کیا گیا۔ اس لئے کہ اس انعام کے بغیر وہ یقین اور زندہ ایمان مل نہیں سکتا جو گناہ کے پُرزور جذبات پر انسان کو غالب کردے۔ اور اگر ایک طرف تو ان

میں ناظران ندوہ کو متوجہ کرتا ہوں مسٹر شاہدین بیرسٹر ایٹ لا (حال جج چیف کورٹ لاہور) کے اس لیکچر کیطرف جو آپ نے علیگڈھ کالج کے بانی کے عرس پر لاہور میں دیا اور جسے مختصراً سول ملٹری گزٹ نے ۱۹۔ جولائی ۱۹۱۱ء کے پرچہ میں چھاپا ہے۔ اس بیرسٹر کو مسلمانوں کی ذریت کا تربیت کنندہ اور قابل فخر نمونہ کہا گیا ہے اس تربیت دادی کو ایجوکیشنل کانفرنس نے بھی اپنی اعلیٰ پاک مسند پر جگہ دی اور سرفراز کیا خدا کا خدا کے برگزیدہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام اخیار اور ابرار اُمت کا اور بالآخر دین حق کی عزت کا واسطہ دیکر میں ندوہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس لیکچر کو پڑھیں اور غور کریں کہ کیا اسلام کی عزت اور نبی عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کھوئی ہوئی عزت ان لیکچراروں اور قوم کے مایوں سے پھر بحال ہوگی۔ اور کیا ندوہ اس لیکچرار کے فعل اور قول سے متفق ہے۔ اور اگر مخالف ہے تو اس کا اثر قوم کی نئی ذریت کے دلوں سے مٹانے کے لئے اس نے کیا انتظام کیا ہے اور کیا اس اجلاس میں اسپر نوٹس لیا گیا ہے اگر مرا نسے کام بیٹا ہے تو پھر وہ جاگا ہوا کہنا

باتیں اور یہ مقاصد سرسبز ہو سکتے ہیں۔ ان تجویزوں سے اور ان خود تراشیدہ منصوبوں سے جو اختیار کئے گئے ہیں اخلاق نبوی کس ذریعہ اور اسوہ سے سکھائے جائیں۔ کون مرد مزکی اور مطہر اور صاحب قوت قدسیہ اور صاحب نشان و علامات ہے جو ان اخلاق کو سکھلائے۔ کیا ممکن ہے کہ ان اخلاق سے متعلق ہوئے بغیر اور ان صفات کاملہ حسنہ سے متصف ہوئے بدون کوئی دوسروں کے تزکیہ اور تعلیم کا متکفل ہو سکے۔ اخلاق ہیں وہ سب شعبے داخل ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں دکھائے گئے اور جو قوم بننے کے لئے ضروری اور بنیادی پتھر تھے اور جیسا ہم بیان کر چکے ہیں آپ کو علمی اور عملی رنگ میں خدائے حکیم نے وہی اخلاق اور صفات بخشے جو اس جہان کے انتظام اور اصلاح کے لئے ضروری اور دوسرے عالم کی طیاری اور نجات کے حاصل کرنے کے لئے موزوں اور مناسب تھے بڑا سوال یہ ہے کہ ندوہ کس کو پاک کرنے کو پیش کرتا ہے جو محمدیت کے بروز اور مظہر ہونے کا مدعی ہے اور اگر یہ اصلاح کرنا معلوم ہو تو یوں ہی کہ آپ کا سچا خلیفہ کون سا ہے جسے پیش نظر رکھ کر ندوہ کو امید دلائی گئی ہے کہ وہ مقصد اس سے حاصل ہو جائیگا۔ فروعی اور جزئی اختلافات اور نزاعیں مٹائی جائیں گی اور کس ذریعہ سے پاس سے دوستی کیا کوئی ایسی ترکیب مگر دل کش آواز نکلتا ہے جو قوم کے خطرناک جھگڑوں پر بہت جلد یہ اثر کرے کہ اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار اور اس آواز کے سنتے ہی سب جوش سرد پڑ جائیں اور تلواریں میانوں میں کر لی جائیں۔ اور منافرت اور باغضت معانقہ اور مصافحہ سے بدل جائے۔ عادت اللہ نے دکھایا ہے کہ ایک وجود مفترض الطاعت اور مطاع باذن اللہ کے سوا کبھی اس آگ پر پانی نہیں پڑا جسنے کبھی ہزاروں خاندانوں کو راکھ کر ڈالا تھا۔ اور اب پھر ہماری قوم کے خرمن میں لگ رہی ہے۔ بہتوں نے منہ کی پھونکوں سے اور بعضوں نے آستینوں سے اس آگ کو بجھانا چاہا۔ مگر خدا کا قانون قدرت کسی کے لئے کیونکر بدلجاتا۔ وہ کیونکر بجھتی جب تک آسمانی پانی اس پر نہ پڑتا جس کی فطرت آتش کے لئے بنائی گئی ہے اور جس کے برسنے کے بعد سچی اور صاف آواز آتی ہے وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منھا اور فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یاد رکھو اگر آج زہر وہی پھیلی ہوئی ہے اگر وہی مفاسد اور عیوب قوم میں پیدا ہو گئے ہیں جو اس وقت تھے جبکہ پاک اور مقدس ہادی رسول اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوا تو آج بھی پھر اسی کے دوبارہ آنے کی ضرورت ہے جو اس وقت اصلاح قوم کے لئے قائم ہوا اور جس نے اپنی عملی کامیابی پر مہر لگادی۔ عجیب بات ہے اور ہمارے علماء پر اور بھی تعجب ہے کہ وہ کیوں اس سہل بات کو نہیں سوچتے کہ اتنا تو تسلیم کر چکے ہیں کہ اس جاہلیت نے پھر دوبارہ دنیا میں سر نکالا ہے مسجدوں اور خانقاہوں میں عجائب خانوں کی طرح انسانوں کے ڈھیر بھرے ہوئے ہیں مگر روح نہیں۔ خدا تعالیٰ پر وہ ایمان نہیں وہ راستی اور تقویٰ و طہارت نہیں وہ شریعت حقہ کی پابندی نہیں۔ بیباکی اباحت۔ دہریت اور فسق کا مرض عالمگیر وبا ہو رہا ہے پھر باوجود اس بات کے تسلیم کرنے کے اور مرض کے تشخیص ہو جانے کے اصلی علاج کیوں کیا جاتا ہے۔ کیوں اسی پہلے نسخہ کی طرف توجہ نہیں کیجاتی ٭

اور اگر یہ مقصود ہے اس اختلاف کے مٹانے سے کہ سب لوگ نفاق اور مداہنہ سے زندگی بسر کریں اور عقائد اور ایمانیات کی عصبیت اور جوش کی گردن مار دیں۔ ایک محمود آباد کا راجہ سینہ میں خدا کے نبی و ولی کا بغض اور عداوت اور جوش لیکر ندوہ کا پریزیڈنٹ ہو اور وہاں ان قدوسیوں کے ذکر سے زبان آشنا نہ ہو تو کامیابی معلوم بڑی غلطی ہے یورپ کی نظیر کو پیش کرنا ان لوگوں کا معاملہ اور ہے اور تمھارا معاملہ جن کو روشن کتاب اور باہرہ حجت دی گئی اور ہے تم اس کتاب کے اصول کو قائم کرنے اور نبی کریم کی سچی عزت کو بحال کرنے کے بغیر کبھی سرسبز نہ ہو سکو گے۔ ان بہتوں اور نقالیوں سے یقیناً خدا کا غضب بھڑکیگا۔ سب سے پہلے مداہنہ کی تدبیر پر عمل کرنیکا میلان اس شخص میں پیدا ہونا چاہیئے تھا اور تمھارے عملی زعم کے موافق سے ضروری تھا جسکو غیور خدا نے کہا ودوا لو تدھن فیدھنون میں ندوہ کے اس عالمانہ فقرہ کا مطلب سمجھ نہیں سکا کہ فروعی اور جزئی اختلاف کو مہذب الفاظ اور مہذب پیرایہ میں ظاہر کیا جائے۔ مسلمانوں کے عقائد اور مذہب اور ایمان کی دلوں میں بچی ہوئی باتوں پر کچھ اچھا جائے اور پھر ایک قوم بن جائیں اور اشتعال میں نہ آئیں یا منت سماجت کر کے اور ہاتھ جوڑ کے ہر ایک مذہب اور مشرب کو کہہ دیا جائے کہ عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود وہ کونسے الفاظ ہیں اور مہذب الفاظ جیسے مثلاً منکران خلفاء راشدین کو سمجھایا جائیگا کہ تمھاری راہ درست نہیں اور تم خدا کے فعل اور قول کا اختلاف کرتے ہو۔ جبکہ وعدہ استخلاف سے جو خدا کا قول ہے اور حضرت صدیق کو خلیفہ بلا فصل بنا دینے سے جو خدا کا فعل ہے منہ پھیرتے ہو یا فریق ثانی کو کہا جائیگا کہ امامت بلا فصل لاریب حق حضرت علی کا تھا۔ مگر وہ ناتوان تھے بیکس تھے۔ ناچار ان کا حق غصب کیا گیا اور ایسا ہی مقلدوں اور غیر مقلدوں کے نزاع کا فیصلہ کیا جائیگا۔ اور وہ کونسے مہذب الفاظ ہیں جن کی وساطت سے بڑی لطافت اور ملاطفت کے ساتھ ایک خوفناک سکول کی پیرو یا مداح ذریت کو کہا جائیگا کہ نمازوں کی پابندی ضروری شے ہے۔ اور روزے خدا تعالیٰ کا فرض ہیں انسان مسلم پر اور سچی طہارت اور تقویٰ اور خشیت اور انابت ایک مسلمان کا تمغہ ہیں۔ یہ اباحتی اور بے قید زندگی جو تم نے اختیار کر رکھی ہے اور صورت و سیرت سنت حقہ محمدیہ کے خلاف بنا رکھی ہے یہ مناسب نہیں ٭ میں باادب ندوہ کے محترم علماء سے پوچھتا ہوں کہ وہ اسلوب و منہاج تو از راہ کرم بیان فرمائیں جن سے وہ فروعی اور جزئی اختلافات کو مٹائینگے۔ کیا اس لفظی تجویز کو پیش کرنے

٭ نوٹ اخلاص صفحہ ۸ کالم اول کے آخر حصہ میں۔

فیض پر مہر لگ چکی تھی اور خدا تعالیٰ کی وہ صفات اس حد تک پہنچکر ساکن ہو گئیں تھیں تو پھر یہ دعا نعوذ باللہ ایک دھوکا اور جھوٹے دل خوش کن الفاظ سے زیادہ نہیں ہوگی - اور یہ منقصت ہے صفات باری تعالیٰ میں - اور یہ اعتقاد کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی اور اس کے ساتھ آپ کے تمام فیوض اور برکات بھی منقطع ہوگئیں اور آئندہ کے لئے نعوذ باللہ دوسرے لوگوں اور مذہبوں کی طرح آپ کی نبوت بھی مر گئی اور آپ کی صفات عالیہ اور برکات اسنی کی قائم مقامی یا مظہر دہر دزکی راہ بالکل مسدود ہوگئی اس دعا اھدنا الصراط المستقیم کی تکذیب ہوگی اور خدا تعالیٰ کی پاک اور کامل صفات کی سخت ہتک ہوگی اور خدا تعالیٰ کی پاک اور کامل صفات کی سخت ہتک ہوگی اور بڑا بھاری حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ملائکہ واقعی خارج میں ایک مخلوق ہے جسے خدا نے ایمانیات میں داخل کیا ہے - اور جبرئیل علیہ السلام ملکہ نبانی ایک قوت قوائے انسانی میں سے نہیں - بلکہ ایک جدا مخلوق ہے اور قانون قدرت کے موافق خدا کے یہ وسائط ہیں اور یہ وسائط ایسے ہی ہیں جیسے جسمانی عالم میں خدا کے فیوض اور فضایل کے پہنچانے کے لئے قوائے طبعی مثلاً چاند سورج ستارے اور دیگر مادی اشیاء وسائط ہیں اور یہ وسائط خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ اور توحید کی شان پر کوئی زد اور حملہ نہیں - اور بڑا حق یہ ہے کہ دعا حق ہے - اور ایک سبب قوی ہے - منجملہ ان اسباب کے جو مقاصد مطالب کے برلانے کے لئے خدا تعالیٰ نے حسب قانون قدرت بنائے ہوئے ہیں - اور دعا لاریب ایک علت تو یہ ہے معلومات کے لئے اور بقول ایک سطحی خیال کے زمینی آدمی کے نری خوش کن خشک عبادت نہیں - اور مثلاً بڑا حق یہ ہے کہ خدا کے رسولوں اور ماموروں اور مبعوثوں کے صدق کے بڑے بھاری نشان اور علامت معجزات اور خوارق آیات ہیں - اور وہ ہیں اقتداری پیشگوئیاں جو علوم غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہیں اور بے ان کے خدا کا مخفی اور نہاں در نہاں چہرہ اس جہان میں کبھی نظر نہیں آسکتا - کیا ندوہ تیار ہے کہ ان حقوں کا احقاق کرے - اور ان کے مبطلوں کا سر کچلے - بہت خوب اگر ایسے بھاری کام کا بیڑا ندوہ نے اٹھایا ہے تو خدا مبارک کرے مگر افسوس اب تک تو ندوہ کی رفتار اس راہ پر نظر نہیں آتی - جو احقاق حق اور ابطال باطل کی ایک ہی مستقیم راہ ہے - پھر سوال یہ ہے کہ کیا دکھا کر احقاق حق اور ابطال باطل کرینگے اور ان خطوں میں جہاں ابتک اسلام کا گذر نہیں گیا کونسی فضیلت اسلام کی اور دوسرے مذاہب باطلہ اور اس میں مابہ الامتیاز پیش کرینگے - تمام مذاہب باطلہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے مذاہب اور مذاہب کے انصار وخدام اقتداری نشان دکھانے سے قاصر ہیں اور وہ اسی یقین کو شائع کرتے ہیں کہ خوارق عادت کا وجود پچھلے زمانوں کے لئے تھا - اب نہ کوئی اس کی ضرورت ہے اور نہ کسی میں قدرت ہے - اور اس وقت تمام مسلمان بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ کمالات نبوت سب ختم ہو گئے اب نہ تو غیب کے حقائق پر مشتمل اقتداری پیشگوئی کوئی کرسکتا ہے اور نہ ہی اس کی راہ مفتوح ہے - خدا کی صفت کلام اور وحی اور الہام پر مہر لگ چکی ہے ایک نیچری پیرمرد جیسے اس حقیقت حقہ سے منکر ہو جو کہتا ہے کہ کمالات نبوت میں کسی کو سچا جانشین جاننا شرک فی النبوت ہے - اور درحقیقت نبوت کو خشک بے اثر اور متعدی اور مردہ مان کر شرک عظیم کا مرتکب ہو چکا ہے - اور اپنی تحریروں میں مجنوں اور نبی کے تخیلات میں کوئی واضح فارق اور عملی امتیاز نہ دکھا سکنے سے اس بات کا مجرم ٹھہر گیا ہے کہ نبی کو فوق عادت پائے کا انسان ثابت نہیں کرسکتا - ویسے ہی اہل حدیث اور دیگر مسلمان قولاً یا عملاً اس کے منکر ہیں اور بڑے جوش سے اقرار کرتے ہیں کہ خلافت محمدیہ یا بروز محمدی یا زندہ نبوت بے معنی اور بے ضرورت باتیں ہیں

دوسرے مذاہب مثلاً عیسائی اور آریہ بھی اپنے مذہب کی صداقت اور حقیقت کے لئے دلائل دیتے اور ہزاروں صفحے سیاہ کرتے ہیں اور تقریروں میں بھی ان کی زبانیں تھکنے میں نہیں آتیں اسی طرح مسلمان بھی لفظی دلائل اور مباحثات پر اکتفا کرنے کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں دیکھتے - اب سوال یہ ہے کہ اسلام میں اور ان مذاہب میں مابہ الامتیاز کیا ہے جیسے بے فیض اور خشک اور بے برکت وہ مذاہب باطلہ ہیں ویسا ہی اس رنگ میں اسلام ہوا ایک ہی مابہ الامتیاز تھا یعنی زندہ خدا کا نشان جس کے دکھانے کی توفیق باطل کے پرستار ہاتھوں کو کبھی نہیں دی گئی اور نہ دیجائیگی - جیسا کہ خدا کی پرحکمت کتاب فرماتی ہے - عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضے من رسول سو اس کے وجود سے تمام بے برکت اور استخواں پرست قوموں کی طرح تحریکان ندوہ اور دیگر مسلمان بھی منکر ہیں جبکہ یہ حال ہے تو اب میں ندوہ سے باادب عرض کرتا ہوں کہ آپ یورپ میں سید احمد خاں والا اسلام پیش کرینگے جس میں خدا کو محض بیکار اور عضو معطل دکھایا گیا ہے - وحی سے انکار - دعا سے انکار - ملائکۃ اللہ سے انکار اور خدا کی پیشگوئیوں اور خوارق عادات سے انکار ہو اور قرآن کریم کو ایک روکھی اور پھیکی کتاب ثابت کیا گیا ہے - یا کیا آپ اہل حدیث والا اسلام پیش کرینگے جیسا کہ اہل حدیث کے ایک ایڈوکیٹ نے لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں کہا اور افسوس سے اعتراف کیا کہ اب اسلام میں کوئی ایسا شخص نہیں جو کوئی مقتدرانہ نشان دکھا سکے اور خرق عادات امور اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں - اس طرح اس نے اسلام کو پورا بے برکت اور بے اثر ثابت کیا یا آپ ان سجادہ نشینوں اور فقرا اور صوفیوں کا اسلام پیش کرینگے جنہوں نے باوجود اقرار کرنے ختم نبوت کے ہزاروں نبوتیں تراش لی ہوئی ہیں - اور خاتم النبیین کی سنت ثابتہ صحیحہ کو چھوڑ کر اپنا

انتہا بد علت کے بتوں کو سجدہ کر رہے ہیں پھر میں با دب پوچھتا ہوں کہ از راہ کرم اتنا تو فرمائیں کہ وہ کونسا ما بہ الامتیاز نور آپ کے پاس ہے جسے لیکر آپ ان خطوں میں جائینگے جہاں ابتک اسلام کا نور نہیں پہنچا ۔ اور لوگ شناخت کرلینگے کہ آپ بلا ریب ایک صادق اور زندہ اور بابرکت مذہب لائے ہیں اور یقین کرلینگے کہ ان کے مذاہب اس کے مقابل مردہ اور الٹے ہیں کیا آپ حنفی مذہب کی اشاعت کرینگے یا مالکی کی ۔ شافعی کی یا حنبلی کی ۔ پھر یہ بھی لازم ہوگا کہ معاً چشتی مشرب کی تائید ہو یا نقشبندی کی یا قادری کی یا اور دیگر مشربوں کی ۔ پھر یا سُنیوں کے یہ مجموعے ساتھ لے جائینگے یا شیعوں کے قصص و روایات کے مولفات ۔ غرض اس قدر اختلافات میں آپ میں کس فرد یا قوم نے کوئی روشن فیصلہ کی راہ طیار کی ہے ۔ جسے بغیر قوموں کے آگے پیش کرینگے ۔ اور اگر ندوہ کے پاس ہنوز تاریک اور بے مغز لفظ ہی ہیں اور تحیر کے ورطہ میں غوطے کھا رہے ہیں تو کیا وہ ایک صادق اور حقیقی رہبر کی آواز سننے کے لئے تیار ہیں جو خدا کی طرف سے حکم اور مامور ہو کر ان اختلافات کی نار سے بچانا اور قرآن کریم کا وہی پہلا حبل متین ہاتھ میں دیتا اور ایک قوم بناتا ہے ندوہ کو معلوم ہوگا کہ آج کل امریکہ میں ایک شخص جان الگزینڈر ڈوئی نام دعوی کرتا ہے کہ وہ الیاس ہے وہ دوا کا منکر ہے اس کا گمان ہے کہ وہ دعا سے لوگوں کو اچھا کرتا ہے وہ اپنے اخبار اور رسائل میں جن کے بہت سے نمبر ہمارے پاس موجود ہیں ہزاروں آدمیوں کی شہادتیں درج کرتا ہے جو اس کے زعم میں اس کی دعا کے وسیلہ مختلف بیماریوں سے اچھے ہوئے ۔ یہ شخص دوسرے عیسائیوں کی طرح پورا ظالم مشرک ہے اور مردہ خدا کی الوہیت اور کفارہ کیطرف دعوت کرتا ہے ۔ اور اپنے باطل کو زینت دار الفاظ سے سجاتا ہے ۔ عجیب بات ہے کہ بیماریاں بھی وہ پیش کرتا ہے جو نہایت خفیف اور آسان علاج پذیر ہیں اور اپنی دعا کو ان کا چارہ کار بتاتا ہے ۔ اب کون فیصلہ کرے کہ فلاں شخص درحقیقت اس کی دعا سے اچھا ہوا ۔ یا یوں ہی خود بخود صحتیاب ہوگیا اب اس قوم کے باطل کا ابطال کس ذریعہ سے ہو سکتا ہے اور کونسا مذہب حق ان کے مذہب کے مقابل پیش کیا جا سکتا ہے جس کی نسبت صریح دعوی ہو سکے کہ یہ واقعی مذہب حق ہے اور اس کی سچائی کا یہ معیار اور اس میں اور اس کے غیر میں یہ مابہ الامتیاز ہے اس کا جواب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ مقتدر خدا کا زندہ طریق ثابت کرنے کے لئے ازبس ضروری ہے کہ یہ دکھایا جائے کہ اس کے فیوض اور برکات زندہ اور دائمی ہیں اور اس امر کا ثبوت بجز اقتداری اور قاہرانہ پیشگوئیوں اور خوارق عادات امور کے اور کچھ نہیں ۔*

کیا ندوہ کے علم میں کوئی ایسا شخص ہے جو یہ دعوی کرتا ہو کہ اسلام زندہ مذہب ہے اسلام کا خدا زندہ ۔ اسلام زندہ ۔ اسلام کا نبی کریم زندہ اسلام کا مرکز بیت اللہ زندہ ۔ اسلام کی بولی عربی زندہ ۔ قرآن نے جو خوارق اور پیشگوئیوں کا علم بیان کیا ہے اس کا سلسلہ ابتک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہیگا ۔ یہ بات کسی کتاب کے مردہ اور بے برکت اور مسوخ اور مجذوم ہونے کے نشانوں سے ہے کہ اس کے مندرجہ معجزات اور خوارق بطور قصہ اور کتھا کے رہگئے ۔ اور اب ان کا نمونہ دنیا میں موجود نہیں اور درحقیقت قابل تمسخر اور مضحکہ کے وہ مذہب اور کتاب ہے جو یہ دعوی کرے کہ اس کے برکات پہلے تو تھے مگر پھر بند ہوگئے ہیں ۔ اور نہ اس وقت نہ تو کوئی موجود ہے اور نہ ایسا شخص کبھی پیدا ہو سکتا ہے جو ان برکات اور انعامات کا حصہ دار ہو اور دوسروں کو دے سکے اور دشمنان اسلام کو دکھا سکے جو پہلے راستبازوں کو دی گئیں ۔ افسوس رونے اور دانت پیسنے کا مقام ہے کہ ایک مردہ اور جلد فنا ہو جانے والی اور مسوخ ہو جانے والی کتاب توریت کے اتباع اور فیض تعلیم سے بیسیوں راستباز اور منعم علیہم موسیٰ علیہ السلام کی مانند ہوئے ۔ اور خدا نے ان سب برکات و فیوض کا وارث انھیں کیا جو حضرت موسیٰ کو دی تھیں مگر خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاس قدسیہ اور خاتم الکتب قرآن کریم کی یہ تاثیر اور یہ برکت کہ بدقسمتی سے وہ سارا سلسلہ ہی ختم ہو گیا اس لئے کہ نبوت پر مہر لگ گئی اور اس طرح وحی کا تار بند ہو گیا ۔ پیشگوئیوں اور خوارق عادات کا اظہار بند ہو گیا ۔ مصالح الٰہیہ سے شریعت تو تکمیل پا کر بند ہو چکی تھی اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا مگر انعامات اور برکات اور فیوض پر کیوں مہر لگ گئی ۔ اللہ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کیا ہوئے آپ کے ساتھ ہی سارا تانا بانا فیوض و برکات کا اُدھڑ گیا ۔ اس صورت میں خدا تعالیٰ کے اس قول کے

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون کے

کیا معنی ہوئے کیا آپ حفاظت سے لفظوں کی حفاظت مراد لیتے ہیں اور اس سے آگے تجاوز نہیں کرتے اگر یہی مراد ہے تو وہ موجود ہے پھر اس کے ہوتے قوم کیوں بگڑی اور کیوں لفظوں کی ذاتی تاثیر نے خود بخود قوم پر وہی اثر نہ کیا جو اس وقت نظر آگیا اور ایک زمانہ اس کا گواہ ہو گیا جبکہ قرآن کے عمل کا نمونہ صاحب کشش وجود موجود تھا ایسا نہیں بلکہ حفاظت سے مراد اس کی صورت و سیرت الفاظ اور معانی اور برکات اور تاثیرات اور فیوض سب کی حفاظت ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ جس زمانہ میں انسانوں کی ایسی حالت ہو جائے کہ باری تعالیٰ کی ہستی کا انکار ہو جائے اس کی صفات پر اعتراض ہوں اور زمانہ پر فسق و فجور اور بطلان اور شیطان کا سیاہ سایہ پڑ جائے اور تمام صداقتیں اور حقائق حقہ استخفاف اور انکار کی نگہ سے دیکھے جائیں اور پست ہمت سفیہ دشمن قرآن پر زبان طعن دراز کریں اسوقت ایسا آدمی ضرور مبعوث ہوگا جو باطل کے ہر قسم کے حملہ کو دفع کریگا ۔

* آخر غیرت الٰہی نے اس سیاہ دل مشرک کے چارہ کار کے لئے اپنے صادق خلیفہ حضرت مسیح موعود کے دل میں جوش ڈالا ۔ آپ نے ایک بڑا زبردست اشتہار اسلام کی حقیقت اور نصرانیت کے بطلان کے اظہار کے لئے لکھکر اس باطل کے پرستار کو مقابلہ کے لئے بلایا ہے ۔ اور لکھا ہے کہ ہم دونوں میں جو کاذب ہوگا وہ صادق کے سامنے ہلاک ہوگا کیا ندوہ اس حربہ کے سوا کوئی اور حربہ باطل کے مقابل پیش کرکے نحمدہ کہلا سکتا

اس لئے کہ اگر نعوذ باللہ یہ بات نہو تو اس میں اور دوسری مردہ کتابوں میں کوئی فرق نہوگا - یہ پہلا شخص ہے جس نے خدا کی اور تمام نبیوں کی خصوصیات کی یعنی وحی کی، مکاشفہ کی - رویا صالحہ کی - استجابت دعا کی اور پیشگوئیوں کی کھوئی ہوئی عظمت اور عزت بحال کی اور قدرت کی جبروت کا سکہ دنیا میں بٹھا دیا - اور ساری جہان میں ہزاروں اشتہار دیئے کہ اسوقت زندہ مذہب صرف اسلام ہی ہے - اور اس دعوے کے ثبوت میں وہ باذن اللہ تمام وہ برکات اور انعامات اور فیوض دکھا سکتا ہے جو گذشتہ راستبازوں کو دئے گئے اور اب بجز اسلام کے اور کسی مذہب میں ان کا نام و نشان نہیں - یہ پہلا شخص ہے جس نے عیسائی مذہب اور دوسرے ایسے باطل طریقوں کے استیصال کے لئے یہ حربہ نکالا ہے کہ زندہ اور سچی اور خدا کی کتاب کا یہ نشان ہے کہ وہ دعوی بھی آپ ہی کرے اور اس دعوی پر دلیل بھی اپنے اندر سے دے اس سے انجیل کی وید کی اور تمام ایسی مردہ کتابوں کی جڑ کٹ گئی - یہ پہلا شخص ہے جسنے اسوقت کی ساری قوموں پر نصرانیوں پر آریوں پر برہموؤں پر خدا تعالی کی حجت ملزمہ پوری کی - یہ پہلا شخص ہے جسنے اپنی بیعت میں یہ عظیم الشان فقرہ رکھا جو اس کے ہر ایک پیرو کو اقرار بیعت کیوقت منھ سے نکالنا اس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا جس طرح خدا نے قرآن کریم میں دو باتیں رکھیں تھی - جن کے ذریعے سے وہ بابرکت اور ابدی کتاب ٹھہری یعنی عجیب تعلیم اور تعلیم کی حفاظت کے لئے اقتداری پیشگوئیاں دہی انعام اور برکت کا خلعت اسے پہنایا گیا جبکہ تعلیم میں دعوی تھا کہ اسپر چلنے سے خدا خوش ہوتا ہے اور اس کے پیرووں کو اس جہاں کی اور آئندہ کی خوشحالی ملتی ہے اور اس کے خلاف کرنے یا انکار سے خدا کا غضب نازل ہوگا اور راستی کے دشمن تباہ ہوجائینگے اور وہاں دوسرے عالم میں دوزخ میں جلینگے - اس لحاظ سے ضروری تھا

کہ وہ انذار و تبشیر کے وعدے اس جہان میں بھی پورے ہوتے اور یوں آخرت کے عالم اور اس کے ایلام اور انعام کے ثبوت کے لئے بطور توطیہ اور تمہید کے ٹھہر جاتے - لاجرم خدا کے مبشر وعدوں کے مطابق گمنام اور ریگستان کے رہنے والے کسری اور قیصر کے خزائن اور ممالک اور ان کے سونے کے کنگنوں اور مصر و شام کے حور و قصور اور انہار اور غلمان کے مالک اور وارث ہوئے - اس لئے کہ اس تمہید اور مقدمہ سے مہر لگ جائے اور دوسرے عالم کے مواعید صادقہ پر اور آپ کے اعدا تباہ ہوگئے اور اس دنیا کی نار یعنی جنگ کا ہیزم خشک بن گئے - اس لئے کہ سچے ثابت ہوجائیں اس عالم کے تمام خوفناک وعید اگر یہ دو باتیں نہوتیں تو عیب الغیب خدا کی صفات یعنی اس کی قدرتوں اور ارادوں پر ایمان اور اس دوسرے ورا الوراء عالم اور اس کے حالات و کیفیات پر یقین کبھی پیدا نہوتا - توریت و انجیل اور وید اور دوسری مردہ کتابوں میں یہی نقص تھا اور ان ہی دو باتوں کی کمی تھی جس کی وجہ سے یہود قیامت کے منکر ہوگئے اور آخر پچھلی دو قومیں بھی عیسی اصل میں ایک تھیں خدا اور دوسرے جہان کو پس پشت ڈالنے میں بھی ایک ہوگئیں اسی طرح اور اسی رنگ میں قرآن کی عزت کے لئے اسلام کی سچائی کو اس جہان کے دریدہ دہان منکروں پر ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالی نے محمد احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بروز احمد قادیانی کے ہاتھ پر نشان ظاہر کئے - چونکہ دو قومیں اس وقت سخت حملہ اور ظالمانہ روا اسلام پر کرتی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی دل کو کپکپا دینے والی توہین کرتی تھیں اور خدا اور اس کے سچے وعدوں اور وعیدوں سے انھیں انکار تھا ان پر قیامت تک حجت پوری کرنے کے لئے بعد اتمام حجت کی یعنی اسلام کی تعلیم حق اور عجیب کو پیش کرنے کے بعد ان کے دو فردوں یا ظلم و شرک کے پرستاروں کی نسبت موت کی پیشگوئی کی اور آخر خدا کے قہر کی بجلی نے آتھم اور لیکھرام

کے خرمن ہستی کو جلا کر اس ہمارے زمانہ میں اسلام اور بانی اسلام کی صداقت اور حقیقت پر ویسی مہر لگائی جیسے کہ اس خیر القرون میں بدر کی پیشگوئی کے پورا ہونے سے لگی اور اس طرح سے ثابت ہوگیا کہ قرآن کریم کی تعمیل کے اقرار اور انکار میں وہی پہلے کی سی زندہ اور قاہرانہ تاثیر و برکت موجود ہے اس بات نے ایک عالم کو دکھا دیا کہ اس وقت ایک شخص ہے جو دشمنوں کے مقابل اسلام کی عزت کو قائم رکھتا ہے

غرض جو مقاصد اور اغراض ندوۃ العلماء نے اپنے اعلان میں لکھے ہیں اور الفاظ میں ان کے پورا ہونے کے لئے تڑپ اور گذارش ظاہر کی ہے اور دردناک الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہ اسلام کی جڑ کھوکھلی ہوگئی ہے - اب حضرت غلام احمد قادیانی کے ذریعہ سے ان کے پورا ہونے کی سبیل خدا تعالی نے نکالی ہے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو خدا نے اندرونی اصلاح کے لئے مہدی موعود یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات بطور ظل کے دیکر بھیجا ہے - اور بیرونی حملوں کے دفاع اور ان کے مفاسد کی اصلاح کیلئے زمانہ موجودہ کے اقتضاء کے موافق آپکا نام مسیح موعود رکھا ہے - اب آپ کے وجود پاک میں وہ امام مفترض الطاعۃ موجود ہوگیا ہے - جس کے علم کے نیچے متفرق اور منتشر فرقے اکٹھے ہوکر دینوی اور دینی ترقی کرسکتے ہیں - اس امین اور مامون پریذیڈنٹ کی صدارت کے نیچے کسی ممبر کی جرأت نہیں کہ اختلاف اور نزاع کی آگ کو بھڑکا سکے دنیا کو ایک پرسٹیم انجن کی ضرورت تھی جو مختلف گاڑیوں کو کھینچ سکتا سو اب وہ آسمان سے نازل ہوگیا ہے اب تمام برکات اور انعامات قوم کو اسی کے ذریعہ حاصل ہوسکتے ہیں اور وہ تمام سدکیں اور موانع دور سکتے ہیں جو قوم کی ترقی روحانی اور جسمانی کی راہ میں ہیں - ندوۃ العلماء اور دیگر انجمنوں کا فرض ہے کہ اس نافذ السنان کی آواز پر کان لگائیں بے اتفاقی اور اعراض کرنے سے وہ خدا کے نزدیک سخت ملزم ہونگے - ایک لاکھ تک اس سلسلہ کے خدام کی نوبت پہنچ گئی ہے - اور بہت سی

اور اسلام کی کھوئی ہوئی عزت کو بحال کریگا - اور یوں اس ذکر کی حفاظت ہوگی - ہاں میں پوچھتا ہوں کہ ندوۃ العلماء کوئی ایسا شخص دکھا سکتا ہے جس کو یہ اختیار بخشا گیا ہو اس لئے کہ حق کا احقاق اور باطل کا ابطال اور غیر خطوں اور ملکوں میں اور اسلام کا پہنچانا تو ایسے ہی شخص کا کام ہے خشک الفاظ اور بے برکت مُلّا مولوی اور مبتدع صوفی کا تو کام نہیں جبکہ ندوہ کے علم اور رسائی میں ایسا شخص نہیں تو اس نے ان مقاصد کی ترتیب کے وقت کیا سوچا کیا اتنے پر قناعت کر لی کہ شہر بشہر چند خشک اور بے برکت آدمیوں کا اکٹھا ہو جانا ہی اس کام کو پورا کر دیگا - افسوس ندوہ کی حقیقی ماں ایجوکیشنل کانفرنس نے بھی ان نیرہ یا کم و بیش برسوں میں بیشمار ریزولیوشن پاس کئے - اور بیشمار روپیہ برباد کیا مگر اصل مرض کی تشخیص اور حقیقی علاج کی تلاش میں ایک قدم بھی نہ اٹھایا قوم کو بیمار مانا اور مرض یہ قرار دیا کہ انگریزی اعلیٰ تعلیم کے نہ ہونے سے یہ مریض ہلاکت کے قریب آگیا ہے اسکا علاج علیگڑھ کالج یا ایسے انسٹی ٹیوشنوں کے سوا نہیں اور اسطرف کبھی التفات نہیں کیا کہ خدا کو ناراض کر کے یعنی حجت نیرہ کے ہوتے ہوئے قرآن کریم کے موجود ہوتے فسق و فجور کی راہوں کو اختیار کر کے اور شریعت حقہ کی پابندی سے منہ پھیر کر قوم کا یہ حال ہو گیا ہے اور ضروری تھا کہ ایسا ہوتا اس لئے کہ سورۃ فاتحہ کے اخیر میں مغضوب علیہم کے لفظ میں اشارہ ہو چکا تھا کہ ضالین یعنی نصاریٰ کے استیلا اور فتنہ کے وقت مسلمانوں کی حالت علمی اور عملی اور اخلاقی اور سیاسی بالکل یہود کی حالت کے مانند ہو جائیگی - چنانچہ خدا کے زندہ کلام کی یہ پیشگوئی صاف طور پر پوری ہو گئی اور اب کون کہہ سکتا ہے کہ قوم کے ادبار اور نحبت کی حالت ہر رنگ میں مضروب الذلت قوم یہود کی مانند نہیں - غرض مادہ پرست اور بالکل رو بدنیا اور آسمان سے قطعاً منقطع قوموں کی طرح محمدن (اس بے ادبی اور گستاخی سے خدا کی پناہ) ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ نے قوم کی تباہی کے محض زمینی اور مادی اسباب قرار دیئے - اور میٹریلیسٹوں کی طرح معمولی اور ظاہری علت پر سر جھکا دیا - اگر میرے اس بیان میں اعتداء ہے تو مجھ سے زیادہ شکر گذار نہ ہوگا کہ جناب سید مہدی علی صاحب خدا کے حضور میں کھڑا ہونے کے ہول کو مدنظر رکھ کر حقیقت حقہ کے منہ سے نقاب کھولیں اور بالبداہت اسے ذہن میں رکھ لیں کہ ہم ان کے اجلاسوں کے مخالف پریزیڈنٹوں اور بہت سے محرکوں اور مؤیدوں کے حال و قال سے ناواقف نہیں - سوال یہ ہے کہ آیا یہ لوگ اپنے تقویٰ و طہارت اور اتباع رعایت - اور حقوق اللہ اور حق العباد کے لحاظ سے وہ لوگ ہیں جو قوم کے شیرازہ کے لئے ناقابل نقض تاگا بن سکتے ہیں - اور یہی لوگ اس زمانہ میں صحابہ کا بروز ہیں ؟ میں یقین کرتا ہوں میں نے مختصراً بیان کر دیا ہے کہ جب تک قوم کو ابراہیمی قبلہ کیطرف منتفق کر کے متوجہ نہ کیا جائے اور سب سے پہلے یہ کام کیا جائے تب تک کچھ نہوگا - اور میں نے دکھا دیا ہے کہ پہلے جب یہ قوم بنی تھی تو کن ذرائع اور اسباب سے بنی تھی اور اس کی اصلاح کے لئے کیا قانون بنایا گیا اور کیسا بابرکت اور زندہ نمونہ اس قوم کے سامنے پیش ہوا - اور اس مقنن اور ہادی کو کیا صفات اور خصائص دیئے گئے تھے جنسے قوم میں سچی اور لانظیر اطاعت کا مادہ پیدا ہوا اگرچہ ان میں ہر ایک بات طبعاً تفصیل اور بسط چاہتی تھی مگر مجھے مصلحتِ اختصار اور اجمال پر مجبور کیا - میں یقین کرتا ہوں کہ اس کے بعد ضرور یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کارکنوں پر ایک مایوسی کا عالم طاری ہو سکتا ہے کہ اب کیا کیا جائے اور قوم کی اصلاح کے لئے ان صفات کا آدمی کہاں سے لایا جائے لہذا میں زیادہ دیر تک ڈسٹرکشن آمیز بیان کو معرض تحریر میں نہیں لانا چاہتا اور معاً سنا دینا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق منہاج نبوت پر ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے باصاف لفظوں میں یوں کہدیا جائے کہ جیسا کہ زندہ خدا کی کتاب قرآن کریم نے سورہ جمعہ میں فرمایا تھا واخرین منھم لما یلحقوا بھم یعنی وہ رسول پاک جو اُمیوں میں مبعوث ہوا اور اُن کا تزکیہ کیا اور کتاب اور حکمت انھیں سکھائی وہ ایک اور قوم کا بھی ویسا ہی معلم اور مزکی ہوگا جو ابھی صحابہ میں شامل نہیں - اور اس غرض کے لئے اس کی بعثت ثانی ہوگی - اب اس وعدہ کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں تشریف لائے ہیں - یا یوں کہو کہ حضرت غلام احمد قادیانی کے بروز میں جلوہ گر ہوئے ہیں - یا یوں سمجھ لو کہ خداوند علیم حکیم نے حضرت غلام احمد قادیانی کو وہی خو بو وہی برکات وہی انعامات اور وہی معجزات دیکر مبعوث فرمایا ہے۔

ازبسکہ زمانہ بگاڑ اور فساد میں اپنی اسی پہلی حالت پر آ گیا بلکہ فساد کیطرف زیادہ جھک گیا تھا - اور اسی تعلیم کی اسی قوت قدسی کی - ان ہی فیوض و برکات کی ان ہی معجزات و خوارق عادات کی اور مقتدرانہ پیشگوئیوں کی ضرورت تھی اس لئے غیور خدا نے اس پاک اصل کے سچے ظل اور خلیفہ کو جو اس کی اتباع اور اس کے نام میں فانی ہو چکا ہوا ہے اور اپنا کچھ نہیں رکھتا اور اس کی تعزیز اور توقیر اور تجلیل میں ساتدن کوشش کرتا ہے وہ ساری قدرتیں اور طاقتیں دیکر دنیا میں بھیجا کہ از سر نو خدا کی حمد سے دنیا بھر جائے اور زہریلی سانپ کی کچلیاں نکال ڈالی جائیں سب سے پہلے اس شخص نے اور اسی نے یہ اصطلاح نکالی کہ جیسا خدا تعالیٰ زندہ اور قیوم ہے قرآن کریم بھی زندہ رسول ہے یعنی اسلام میں اور دیگر باطل مذاہب میں بڑا بین مابہ الامتیاز یہی ہے کہ جن قدرتوں اور طاقتوں اور معجز نمائیوں کا دعویٰ کسی زمانہ میں ان مذہبوں نے کیا تھا اور اب وہ بے دست و پا اور بے برکت اور مردہ ہو گئے ہیں قرآن کریم کا حال ان کے خلاف ہے اس میں یہ برکت اور تاثیر اور روح حیات ہے کہ جن کمالات اور اقتدارات کا دعوے اس کے برکات کی وساطت سے ایک زمانہ میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا وہ تاثیریں اور برکات اور فیوض اور نشانات ابتک موجود ہیں اور وہ قرآن کے سچے متبع کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔

کتابیں عربی میں فارسی میں اردو میں۔ انگریزی میں اور لاکھوں اشتہار اس کی تائید میں شائع ہوئے ہیں قوم کے لیڈروں پر فرض ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود کے دعاوی اور دلائل میں غور کریں اور پھر یا تو تائید کریں اور اس پاک سلسلہ میں داخل ہو کر قوم کی ترقی کی فکر کریں یا اس کے استیصال کے لئے زور لگائیں اسلئے کہ اسلام کے ہزاروں فرد دن بدن اس میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور اس سلسلہ کا دعویٰ ہے کہ بدون اس کے نہ اس جہان کی فلاح ہے اور نہ اُس عالم میں نجات ہے اور یوں ان دعاوی سے یہ سلسلہ دوسرے سلسلوں کی راہ میں سخت ٹھوکر اور روک ہو رہا ہے۔ اس کی تائید یا تردید سے اعراض یا تغافل کرنا مردمی سے بعید ہے۔ خدا کرے کہ ندوہ اور دیگر انجمنیں اس طرف توجہ کریں اور اول المومنین بنکر دوسرے لوگوں کے لئے بلکہ سارے جہان کے لئے سنت حسنہ کی بنیاد ڈالنے والے ہوں آمین!

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

اس بیان کے بعد جبکہ قوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف دعوت کی گئی ہے اور ایک ہی راہ قوم کیلئے بابرکت اور چشمہ ہدایت تک پہنچانے والی بتائی گئی ہے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان شرائط کو بھی پیش کیا جاوے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے ضروری ہیں اور چونکہ بدقسمتی سے بعض لوگوں نے جو اپنے آپکو علماء میں داخل کرتے ہیں ایسے خیر خواہ قوم اور ناصر اسلام کے حق میں فتویٰ کفر دیا اور عوام کو اس چشمۂ فیض تک پہنچنے سے روکا یہ کہکر کہ اس شخص کے عقائد نعوذ باللہ کفریہ ہیں۔ میں اس وقت ضروری سمجھتا ہوں کہ آپکا مذہب اور شرائط بیعت یہاں دیدوں جو لوگ چاہتے ہیں کہ انھیں حق مل جاوے وہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں کو پڑھیں انشاء اللہ حقیقت کھل جاویگی چونکہ ندوہ کے اجلاس میں سید **رشید رضا** ایڈیٹر **المنار** مصر سے تشریف لائے ہیں اور ہمیں نہایت تنگ وقتیں ان کی آمد کی اطلاع ملی ورنہ ان کی ضیافت طبع کے لئے بھی اس نمبر میں کافی سامان ہوتا اس لئے اس خیال سے کہ وہ کچھ فائدہ اٹھائیں حضرت کی ایک عربی تصنیف مواہب الرحمان میں سے آپکا مذہب درج کر دیا جاتا ہے یہ کتاب خصوصاً ان مصریوں کیلئے لکھی تھی

انا مسلمون نؤمن بکتاب اللہ الفرقان ونؤمن بان سیدنا محمداً نبیہ ورسولہ وانہ جاء بخیر الادیان ونؤمن بانہ **خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ** الا الذی ربی من فیضہ واظہرہ وعدہ ولله مکالمات ومخاطبات مع اولیائہ فی ہذہ الامۃ وانہم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ فان القران اکمل فطر الشریعۃ ولا یعطون الا فہم القران ولا یزیدون علیہ ولا ینقصون منہ ومن زاد او نقص فاولئک من الشیاطین الفجرۃ ونعنی بختم النبوۃ ختم کمالاتہا علی نبینا الذی ہو **افضل الرسل** اللہ ونعتقد بانہ لا نبی بعدہ الا الذی ہو من امتہ ومن اکمل اتباعہ الذی وجد الفیض کلہ من روحانیۃ واضاء بضیائہ انہ خاتم النبیین وعلم المقبولین۔ ولا یدخل الحضرۃ ابداً الا الذی معہ نقش خاتمہ وآثار سنۃ ولن یقبل عمل ولا عبادۃ الا بعد الاقرار برسالتہ والثبات علی دینہ وملتہ وقد ہلک من ترکہ وما تبعہ فی جمیع سنتہ علی قدر وسعہ وطاقتہ ولا شریعۃ بعدہ ولا ناسخ لکتابہ ووصایاہ ولا مبدل لکلمتہ ولا قطر کزنتہ ومن خرج مثقال ذرۃ من القران فقد خرج من الایمان ولن یفلح احد حتی یتبع کل ما ثبت من نبینا المصطفیٰ و

ترجمہ (اسود اس عربی عبارت کا یہ ہے) "ہم مسلمان ہیں خدا کی کتاب قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور رسول ہیں اور اُن کا دین سب دینوں سے افضل ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہ شخص جس نے اُن کے فیض سے پرورش پائی ہو اور اُن کے وعدہ کے موافق ظاہر ہوا ہو اور خدا کلام اور خطاب کرتا ہے اس اُمت کے **ولیوں** کے ساتھ اور وہ انبیاء کے مثل بنائے جاتے ہیں اور حقیقی طور پر وہ نبی نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے۔ اُن کو سوائے فہم قرآن شریف کے کچھ نہیں دیا جاتا۔ وہ نہ زیادہ کرتے ہیں اور نہ کم کر سکتے ہیں قرآن شریف میں سے کچھ۔ اور جو شخص قرآن شریف میں سے کچھ کم و بیش کرے وہ شیطان اور بدکاروں میں سے ہے اور ہماری مراد ختم نبوت سے یہ ہے کہ تمام کمالات نبوت آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئے جو کہ تمام رسولوں سے افضل ہیں اور تمام نبیوں سے اکمل اور ہمارا اعتقاد ہے کہ آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں لیکن وہ شخص جو کہ آپ کا اُمتی ہو اور آپ کی روحانیت سے فیض یافتہ کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور مقبولان الٰہی کے لئے نشان اور بارگاہ رب العزت میں کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ اُس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کا نقش اور اور پیروی کی سند نہو اور کوئی عمل یا عبادۃ قبول نہیں ہوگی جبتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار اور آپ کے دین اسلام پر ثابت و قائم نہو اور وہ شخص ہلاک ہو گیا جس نے آپکو چھوڑ دیا اور بقدر طاقت وسعت تمام امور میں آپ کی پیروی نہ کی۔ کوئی شریعت

من ترك مقدار ذرة من وصاياه فقد هوى ومن ادعى النبوة من هذه الامة وما اعتقد بانه ربي من سيدنا محمد خير البرية وبانه ليس هو شيئاً من دون هذه الاسوة وان القران خاتم الشريعت فقد هلك والحق نفسه بالكفرة الفجرة ومن ادعى النبوة ولم يعتقد بانه من امته وبانه انما وجد كلما وجد من فيضانه وانه ثمرة من بستانه وقطرة من تهتانه وشعشع من لمعانه فهو ملعون ولعنة الله عليه وعلى انصاره واتباعه واعوانه لا نبي لنا تحت السماء من دون نبينا المجتبى ولا كتاب لنا من دون القران وكل من خالفه فقد جر نفسه الى اللظى ومن انكر احاديث نبينا التي قد نقدت ولا تعارض القران مقدم على كل شئ " انتہی بلفظہ الشریف از مواہب الرحمٰن مطبوعہ ۱۹۰۳ء مطبع ضیاء الاسلام قادیان صفحہ ۶۶ تا ۷۰ ۔

جدید آپکے بعد نہیں اور نہ کوئی کتاب آپکی شریعت اور کتاب کو منسوخ کرنیوالی ہوسکتی ہے اور کوئی شخص آپؐ کے کلمہ کو بدل نہیں سکتا۔ اور اب کوئی بارش آپکی بارش جیسی نہیں ہوگی اور جس نے ایک ذرہ برابر قرآن مجید سے روگردانی کی وہ ایمان سے خارج ہوگیا اور ہرگز کوئی نجات نہیں پاسکتا جبتک کہ اُن تمام امور میں جوکہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوچکے ہیں آپ کی پیروی نہ کرے اور جس نے ایک رتی بھر آپ کی وصیت کو چھوڑ دیا پس وہ گمراہ ہوگیا۔ اور جو کوئی اُمت محمدیہ میں سے دعویٰ نبوت کرے اور اُسکا اعتقاد یہ نہو کہ اُس نے یہ فیض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے اور وہ یہ اعتقاد نہ رکھتا ہو کہ بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ کچھ چیز نہیں ہے اور قرآن کریم خاتم شریعت ہے پس وہ ہلاک ہوکر کافروں اور بدکاروں میں جا ملا اور جس شخص نے دعویٰ نبوت کیا اور یہ اعتقاد نہ رکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہے اور یہ جو کچھ اُسنے حاصل کیا ہے آپ کا ہی فیضان ہے اور یہ ایک ثمر ہے آپؐ کے ہی باغ کا اور ایک قطرہ ہے آپکی بارش کا اور ایک شعاع ہے آپکی شعاعوں میں سے پس وہ لعنتی ہے اور اس پر اور اُسکے تمام انصار اور معتقدین اور متبعین اور تعلق داروں پر خدا کی لعنت ہے۔ ہمارے لئے بجز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی پیغمبر آسمان کے نیچے نہیں اور کوئی کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں پس جس نے قرآن مجید کی مخالفت کی اُس نے اپنے تئیں جہنم کیطرف کھینچا اور جس نے آپکی اُن احادیث صحیحہ کا انکار کیا جن کی تنقید ہوچکی اور قرآن شریف کے مخالف نہیں ہیں وہ شیطان کا بھائی ہے جسنے ایمان کو ضائع کرکے اپنے لئے لعنت خریدلی اور قرآن شریف ہر چیز سے مقدم ہے۔

اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔ اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتدا اُس امام الرسل کے حاصل ہوسکیں کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے ہیں۔ جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔ غرض ہمارا اُن تمام باتوں پر ایمان ہے جو قرآن شریف میں درج ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کیطرف سے لائے اور تمام محدثات اور بدعات کو ہم ایک فاش ضلالت اور جہنم تک پہنچانیوالی راہ یقین رکھتے ہیں مگر افسوس کہ ہماری قوم میں ایسے لوگ بہت ہیں جو بعض حقائق اور معارف قرآنیہ اور دقائق آثار نبویہ کو جو اپنے وقت پر بذریعہ کشف و الہام زیادہ تر صفائی سے کھلتے ہیں محدثات اور بدعات میں ہی داخل کر لیتے ہیں حالانکہ معارف مخفیہ قرآن و حدیث ہمیشہ اہل کشف پر کھلتے رہے ہیں۔ اور علماء وقت انکو قبول کرتے رہے ہیں۔ لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہ عجیب عادت ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کا الہام ولایت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں اپنے وقت پر بعض مجمل مکاشفات نبویہ اور استعارات لطیفہ قرآنیہ کی کوئی تفسیر کرے تو بنظر انکار و استہزاء اُس کو دیکھتے ہیں۔ حالانکہ صحاح میں ہمیشہ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف کے لئے ظہر و بطن دونوں ہیں اور اُس کے عجائبات قیامت تک ختم نہیں ہوسکتے اور ہمیشہ اپنے منہ سے اقرار کرتے ہیں کہ اکثر اکابر محدثین کشوف و الہامات اولیاء کو حدیث صحیح کے قائم مقام سمجھتے رہتے ہیں " انتہی بلفظہ الشریف ازالہ اوہام جلد اول صفحہ ۱۳۷ لغایۃ ۱۳۹ مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر ۱۳۰۸ھ

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

زعشاق فرقان و پیغمبریم ٭ بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

ہم قرآن مجید اور پیغمبر خدا کے عاشقوں میں سے ہیں یہی ہمارا مذہب ہے جس پر ہم پیدا ہوئے اور اسی پر ہمارا خاتمہ ہوگا

ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کرینگے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کرکے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شوشہ یا نقطہ اُس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغیر کرسکتا ہو

تنتظرون الی آیات اللہ او لعات عیونکم ما تنظرون ایھا الناس عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم تؤمنون ایھا الناس عندی شھادات من اللہ فھل انتم تسلمون وان تعد واشھادات ربی لا تحصوھا فاتقوا اللہ ایھا المستعجلون افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون انا نصرنا من ربنا ولا تنصرون من اللہ ایھا الخائنون اتقتلوننی بفتاوی القتل او دعاوی رفعتموھا الی الحکام ثم لا تتندمون کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ولن تعجزوا اللہ ایھا المحاربون واللہ انی صادق ولست من الذین یخالفون اتنکروننی وقد تمت علیکم الحجۃ الا تردون الی اللہ او انتم کمسیحکم خالدون الا تتدبرون سورۃ النور والتحریم والفاتحۃ او تکرھون قراءتھا او علی انفسکم تحرمون

ترجمہ اے اہل ایمان دانندہ - آؤ - ایسی بات کی طرف جو ہم تم میں برابر ہے - یعنی ہم قرآن ہی کو حکم بناویں اور وہی بات قبول کریں جو قول الرحمٰن کے مطابق ہو - پس یہی پختہ دین ہے قرآن مجید پر تمام ہدایات کا خاتمہ ہے - اس میں پختہ باتیں ہیں اور آئندہ وگذشتہ خبریں ہیں پس تم اسے چھوڑ کر کس پر ایمان لاؤگے ۔ یقیناً جان لو کہ ہر قسم کی بھلائی قرآن میں ہے - اور بہت بڑی بات وہ ہے جو اس قرآن کے خلاف ہے - اور جو قرآن مجید کے ہدایات کے خلاف بیان ہے وہ ردی ہے - اور اسکو وہی قبول کرے تو کرے جو بد عہد اور نافرمان بارگاہ ایزدی ہے ۔

میں وہ موعود مسیح ہوں خدا کے حکم سے چلتا پھرتا ہوں اور اسی کے لئے تمھیں حق کیطرف پکارتا ہوں ۔ تمھیں ایام اللہ یاد کراتا ہوں - پس کیا تم نصیحت قبول کرنے کو طیار ہو - میں اپنے رب سے کھلے کھلے نشانات کے ساتھ آیا اور مجھے وہ کچھ پڑھایا گیا جو تمھیں نہیں پڑھایا گیا - اور میں نے وہ کچھ دیکھا جو تم کو نہیں دکھایا گیا - کیا تمھیں مجھے جھٹلاتے ہو اور تم میرے پاس آکر مجھ سے یہ نہیں پوچھتے کہ عیسیٰ مر چکا ہے اور اب تمھارے زندہ زندہ کہنے سے وہ زندہ نہیں ہو سکتا - دیکھو ہوش کرو قرآن مجید کی تکذیب پر دلیری نہ کرو۔

اگر مسیح بجسد العنصری آسمان سے نازل ہو نیوالا ہوتا جیسا کہ تمھارا خیال ہے تو پھر اس نے نصاریٰ کے گمراہ ہونے سے کیوں انکار کیا - اور کیوں اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور یہ نہ کہا کہ جو کچھ انھوں نے میرے بعد کیا میں خوب جانتا ہوں میں جب دوبارہ دنیا میں بھیجا گیا تو ان کی کرتوتوں کو دیکھ آیا - اس صورت میں حق تو یہ تھا کہ وہ مولیٰ کے حضور عرض کرتا اے میرے رب میں دنیا میں تیرے حکم سے بھیجا گیا - وہاں چالیس سال رہا - میں نے انھیں اپنی اور اپنی ماں کی پرستش کرتے پایا پس میں نے ان کی صلیبیں توڑ دیں ان کی اصلاح کی ان میں سے بہتوں کو قتل کیا پھر وہ اللہ کے دین میں عاجزی سے داخل ہوگئے - اگر یوں نہیں کیا بلکہ لاعلمی کا اظہار کیا تو پھر اپنے مزعوم عیسیٰ سے پوچھو کہ قیامت کے دن یہ خلاف واقعہ اظہار کیسا - اور یہ شہادۃ حقہ کا انجانوں کی طرح چھپانا کیا معنی رکھتا ہے -

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں خدا کیطرف سے ہوں - اگر تم میں کچھ تقویٰ ہے تو خدا کے نام پر جو حلف کی گئی ہے اس کی قدر کرو - مجھے خدا نے بڑے بڑے نشان دیئے اور قرآن نے میرے سوا اور راہیں بند کر دی ہیں - پس تم کہاں بھاگے جاتے ہو؟

میں صدی کے سر پر آیا جیسا کہ تم سبکو معلوم ہے - اور رمضان میں غیر معمولی کسوف وخسوف ہوئے تاکہ میرے رب رحمٰن سے یہ دو نشان ہوں - پھر طاعون پڑی تاکہ لوگوں کو کچھ فکر پیدا ہو - تمھیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کی آیتوں پر غور نہیں کرتے یا جو کچھ تم دیکھ رہے ہو اسی تمھاری آنکھیں مکروہ جانتی ہیں

اے لوگو سنو! میرے پاس اللہ کیطرف سے شہادتیں ہیں - پس ہے کوئی تم میں سے جو ایمان لائے اے لوگو میرے پاس اللہ کی شہادتیں ہیں پس ہے کوئی تم میں سے جو مانے -

اگر میرے رب کی گواہیاں جو میرے صدق پر ہیں گننے لگو تو گن نہ سکو - پس اے جلد باز شیوہ اتقا اختیار کرو - کیا جب کبھی تمھارے پاس تمھاری دلی خواہشوں کے خلاف کوئی رسول آیا تو تم لگے بعض کی تکذیب کرنے اور بعض سے مقابلہ کرنے ہمیں اپنے مولیٰ سے نصرت دی گئی ہے اور اے بھائیو سنو! تمھاری نصرت نہیں کیجا سکیگی ۔

کیا اپنے قتل کے فتاوی سے مجھے قتل کر سکے! یا ان مقدموں میں کچھ کامیابی ہوئی جو تم نے عدالتوں میں حکام کے آگے پیش کئے کیا ان کا نتیجہ سوائے ندامت کے کچھ اور بھی تمھارے حق میں نکلا ۔

اللہ تعالیٰ نے لکھدیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب ہونگے - پس تم اے مقابلہ کرنیوالو اللہ کو ہرگز عاجز نہ کر سکوگے ۔

اللہ کی قسم میں راستباز ہوں اور اُن لوگوں میں سے نہیں جو احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتے ہیں - کیا تم میرا انتظار کرتے ہو حالانکہ تم پر اتمام حجت ہو چکی - کیا تم نے خدا کے حضور نہیں جانا کیا تم بھی اپنے مزعوم مسیح کی طرح سدا زندہ رہنے والے ہو؟ کیا تم نے سورۃ نور (لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم) اور سورۃ تحریم (ضرب اللہ مثلا للذین آمنوا) اور سورۃ فاتحہ (صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین) پر کبھی تدبر کیا - یا ان سورتوں کا پڑھنا پسند نہیں - اور اپنے نفسوں پر حرام کر لیا؟

آپکی تعلیم کا خلاصہ

گو آپ کی تعلیم آپ کے مذہب سے پتہ لگ سکتی ہے تاہم ان شرائط سے یہ حقیقت کھل جاتی ہے جو ایک شخص کو احمدی بننے کے لئے پہلے اختیار کرنی پڑتی ہیں۔ تعلیم کا کچھ حصہ ندوہ بنے کے شائقین اس ضمیمہ میں پائینگے جو ندوہ میں تقسیم کرنے کے لئے گزشتہ سال کے **یادگاری پرچہ** کی صورت میں شامل کر دیا گیا ہے۔

شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے اقرار اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اُس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور عام مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے

پنجم ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اُس کی راہ میں تیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اُس سے منہ نہیں پھیریگا۔ بلکہ آگے قدم بڑھائیگا۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواؤ ہوس سے باز آجائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا۔ اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے فائدہ پہنچائیگا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اُس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

خدا کے مسیح کا پیغام ندوہ والوں کے نام

حضرت مسیح موعود مغفور نے اہل ندوہ کو ایک پیغام پہنچایا تھا اس ندوہ نمبر کی خصوصیتوں کے لحاظ سے ضروری ہے کہ وہ پیغام پھر ان کو پہنچایا جاوے کیا عجب کوئی رشید اور سعید روح اس سے فائدہ اٹھائے وہ پیغام علماء کرام کی پوزیشن کے لحاظ سے عربی زبان میں ہے میں اسے بالمقابل اردو ترجمہ دیکر شائع کرتا ہوں۔

یہاں پر اس امر کو ظاہر کرتا ہوں کہ ہماری غرض محض حق کو پہنچانا ہے۔ (ایڈیٹر)

یا اهل دار الندوة تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم ان لا نحکم الا القرآن ولا نقبل الا ما وافق قول الرحمان وهذا هو الدین القیم ایها المتقاعسون وان القرآن کتاب ختم به الهدی وفیه کتب قیمة وخبر ما یاتی وما مضی فبای حدیث بعده تؤمنون اعلموا ان الخیر کله فی القرآن والشر کله فی مخالفته فاحذروا ایها المتقون کلما خالف هدی القرآن وقصصه فاعلموا انه سقط ولا یقبله الا الفاسقون وانی انا المسیح وبالحق امشی واسیر والله اهدی واصبح واذکرکم ایام الله فهل انتم تتذکرون وانی جئتکم ببینة من ربی وعلمت ما لم تعلموا وابصرت ما لا تبصرون اتکذبوننی ولا تجیبوننی ولا تسئلون ان عیسی مات ولا یحیی باحیائکم فلا تکذبوا القرآن ایها المجترئون وان کان نازلا قبل یوم القیامة کما تزعمون فلم انکر لما سئل ان ضلت النصاری واعتذر بعدم العلم کما انتم تدرسون ولم یقل انی اعلم ما احدثوا بعدی بما رددت الی الدنیا ورأیت ما کانوا یعملون وکان الحق ان یقول رب انی رجعت الی الدنیا باذنک ولبثت فیهم الی اربعین سنة فوجدتهم یعبدوننی وامی وعلیه یصرون فکسرت صلبانهم واصلحت زمانهم وقتلت کثیرا منهم فدخلوا فی دین الله وهم یضرعون فاسئلوا عیسی کم لم یکذب یوم القیامة ویخفی شهادته وکانت عنده کانه من الذین لا یعلمون وانی اقسم بالله انی منه فخطوا بحلف الله اتکلمون تتقون وانی اعطیت کثیرا من الآیات وسمی القرآن طریقا آخر من دولتین لتعرفون وقد جئت علی رأس المائة کما انتم تعلمون وخسف القمر والشمس فی رمضان لیکونا آیتین لی من ربی الرحمان ثم انزل الطاعون لعل الناس یتفکرون فما لکم لا

ہی جو ہمیں عدل والنصافت اور امن و برکات کیلئے لانظیر سلطنت ہے۔ ممکن ہے میرے یہ الفاظ آپکو پسند نہ آئیں۔ مگر رشید آفندی! میں سچ کہتا ہوں کہ دولت برطانیہ کے تحت میں جو امن مسلمانوں نے پایا ہے وہ کسی اسلامی سلطنت میں بھی میسر نہیں وسی سلطنت کے امن بخش قوانین کا نتیجہ ہے جو اسلام ایک حد تک یہاں محفوظ ہے۔ ورنہ دیگر اہل مذاہب جسطرح اسلام کو کچلنا چاہتے ہیں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ہندوستان میں عیسائیوں کے ماسوا۔ برہمو۔ آریہ دیو سماجی۔ سکھ۔ جینی۔ بدھ اور بیسیوں دوسرے مذاہب اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ بلکہ خود اسلام میں ایسے مذاہب ہیں جو بعض کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول - اور بعض صلوٰۃ زکوٰۃ حج - روزہ کے بھی منکر ہیں اور کہلاتے ہیں مسلمان - ایسی حالتیں اسلام کی حفاظت محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔

پیارے رشید! اگر آپ ہندوستان کے چند شہروں میں پھر کر اور مسلمانوں کی چند مجلسوں یا انجمنوں میں جا کر معمولی انفرمیشن حاصل کر کے واپس چلے گئے تو میں سمجھتا ہوں آپ کا یہ سفر ایک معمولی سفر ہوگا۔ اسلئے میں آپکو توجہ دلاتا ہوں کہ اس سفر میں آپ اس علاج کی تلاش کریں جو مریض قوم کی زندگی اور احیا کا ناقابل خطا نسخہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپنے ہندوستان کے اس عظیم الشان انسان کا دعویٰ ضرور سنا ہے جو **مسیح موعود** اور مہدی مسعود کے نام سے آیا۔ اگر آپ ہندوستان میں آکر اس سلسلہ کے حالات سے بیخبر اور ناواقف گئے تو یقین رکھیں کہ آپنے اپنے وقت اور روپیہ کو گویا ضائع کر دیا۔ اس وقت دنیا کے مسلمان پکار اُٹھے ہیں کہ حضرت مسیح کے نزول اور امام **مہدی** کی بعثت کا یہ وقت ہے لیکن ایک آواز قادیان سے اُٹھتی ہے کہ وہ آنیوالا آگیا چاہو تو قبول کرو۔ وہ نشانات جو اس کی آمد و بعثت کے لئے سرور کائنات نے مقرر کئے تھے پوری ہو چکے اور خود اُس کے ہاتھ پر ہزاروں نشانات ظاہر ہوئے لاکھوں انسانوں نے اسکو قبول کیا اور ایک نئی زندگی پائی

وہ اپنا کام کر کے دنیا سے کوچ کر چکا جسطرح تمام خدا کے مامور و مرسل وفات پاجاتے ہیں اور اب اسکا سچا جانشین خلیفہ بافضل نور الدین نام منہاج خلافت پر قوم کا امام اور رہنما ہے۔ نور الدین کا نام تیرے کانوں کیلئے ناآشنا اور نیا ہوگا اس کا علم و فضل اس کی قرآن دانی اس کا ایثار نفس ہندوستان میں مسلم ہے۔ تو اس کے پاس آ۔ اور فیض حاصل کر رشید آفندی! تو مصر کی سرزمین سے آتا ہے یہ وہ زمین ہے جو ایک مامور صادق مصدوق کی تکذیب کا نشان دیکھ چکی ہے اور ابتک بھی مصر کا عجائب خانہ تیرے سامنے وہ ہیبتناک نظارہ پیش کرتا ہے جبکہ فرعون نے مرد خدا موسیٰ کا انکار اور تعاقب کیا اور بالآخر عذاب موعودہ کا مزا چکھا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ سرزمین اپنے اندر ایک سختی اور شدت رکھتی ہے۔ مگر رشید! تیرا نام مجھے حوصلہ دلاتا ہے کہ تو رشد اور سعادت سے کام لیگا اور اپنے نام کی لاج رکھیگا۔ میں اس مختصر سے خط میں تفصیل بیان نہیں کر سکتا یہ خط صرف ایک دعوت ہے تجھے قادیان آنے کے لئے آ اور شوق و ارادت سے آ ہاں خدا کے لئے قدم اُٹھا کیونکہ خدا تعالیٰ محسنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ میں اس عریضہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ رشد و سعادت کے ساتھ اس سلسلہ کا مطالعہ کریں اور نیکی اور بھلائی کے فرشتہ آپکے ساتھ ہوں۔

عریضة الوداد الی حضرت الاجل الاکرم السید حضرت سیدی سید محمد رشید رضا افندی

مدیر المنار الاغر المحترم

ایها الاخ الصالح المصلح الکبیر اسرک اللہ ورعاک وحفظک وحماک انی قد اسرنی مجیئک الی طرفنا وشکرت اللہ تعالیٰ علی انک دخلت بلدنا فنسال اللہ تعالیٰ ان یجعل سفرک هذا خیراً وبرکة لک ولاهل وطنک آمین ثم یاسیدی انی اطلب من حضرتکم العفو فلا تواخذونی بخطابی لکم وما جرّءنی علی ذلک الا شرفک وجلالة قدرک وکمال علمک وکرم اصلک والضا انک وصیفنا ومن اهل زماننا والازید من ذلک رابطة دین الاسلام لان رابطة الدین اقوی اساس تشادّ علیه دعائم الروابط الاجتماعیة بین افراد ام النوع الانسانی مهما تباینت مشاربهم واختلفت اغراضهم وافلوقت اهوائهم ولعددت لغاتهم فرابطة الدین اقوی مؤثر فی النفوس لانها احرزت الشرفین وهما اتصال سندها بمبدء الکائنات ودوامها الی آخر العمر فیا سیدی انکم وصلتم الی الهند لاجل ان تلاحظوا ساکنیه من المسلمین وتنظروا الی حالاتهم واخلاقهم وعاداتهم وطبائعهم واجتماعهم التمدنی وتنزلهم البشری وغیر ذالک مما لا یخفی علیک وهذه المصائب لیست مختصة بمسلمی الهند بل عامة المسلمین لانما مثلنا هذه الایام فی ایام غربة الاسلام کمثل خابط فی واد فی اللیلة المظلمة او صارخ فی اللظی المضطرمة لان الضلالة قد غلبت وغارات الکافرین عمّت واحاطت واثار التقوی والصلاح قد عفت فیالها من مصائب علینا لو صُبّت علی الجبال لدکتها وکسرتها فلذالک قاموا زعما قومنا وتفکروا فی علاج امراضنا ولکن الامراض تتزاید فما انفعنا دوائهم لانه مجموع من امراض خیالاتهم وسطوح اذهانهم فبقینا فی غمة من امرنا لتصرفت اعداء دیننا فینا کما یتصرف الوصی الخائن الفاجر فی کفالة المعتوه القاصر عن درجة الرشد ولا هم لذالک الوصی الا ابقاء الحجر علی ذالک الصبی لیتمتع بماله وما ورثه من ابیه وجده وذالک لان اللہ ازاغ قلوب علمائنا الذین زاغوا عن اللہ تعالیٰ فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبهم الا من رحمه اللہ تعالیٰ و ... نتقالوا الی الاهواء واستکانوا فی الاراء ووهنوا وکسلوا وذرت ریح الجهل تراجم وسلبت قواهم کلها فصاروا کالمیتین وکذالک بعض حدّاث المدارس متابعون انفسهم بتاثیر فلسفة الدجال انهم ارفی من سلفنا الصالح الذین دخلوا الممالک وافتتحوا البلاد دمصروا الامصار ومدوا ظلال العمران وسهلوا المسالک ...

پھر حضور "مغفور" فرماتے ہیں :-

جو میں سناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے - اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں - اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے - × × × میں صرف یہ نہیں کہتا کہ اگر میں جھوٹا ہوتا تو ہلاک کیا جاتا بلکہ میں یہ بھی کہتا ہوں - موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد اور آنحضرت صلعم کی طرح میں سچا ہوں - اور میری تصدیق کے لئے خدا نے دس ہزار سے بھی زیادہ نشان دکھلائے × × × × یہ جو میں نے کہا کہ میرے دس ہزار نشان ہیں یہ بطور کفایت لکھا گیا ورنہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ایک اگر سفید کتاب ہزار جز کی بھی ہو اور اس میں اپنے دلائل صدق لکھنا چاہوں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ کتاب ختم ہو جائیگی اور وہ دلائل ختم نہیں ہونگے ۔

پھر ارشاد ہوتا ہے :-

اگر میں صاحب معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں - اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو میں جھوٹا ہوں - اگر حدیث معراج میں ابن مریم کو مردہ روحوں میں نہیں دیکھا تو میں جھوٹا ہوں - اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں پھر اخیر پر رقمطراز ہیں - پھر میرے معجزات اور دیگر دلائل نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے طلب ثبوت کے لئے بعض منتخب علماء ندوہ قادیان آویں اور مجھ سے (اب آپ کا خلیفہ موجود ہے) معجزات اور دلائل یعنی نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا ثبوت لیں ۔ پھر اگر سنت انبیاء علیہم السلام کے مطابق میں نے پورا ثبوت نہ دیا تو میں راضی ہوں میری کتابیں جلائی جائیں لیکن اسقدر محنت اٹھانا پڑے باخدا کا کام ہے - پس ہے کوئی باخدا جو اس تحقیق کے لئے قدم اٹھائے - اور ان سے اس وعید سے بچائے جو خدا کے نبی کا انکار کرنیوالوں کے لئے کلام اللہ میں موجود ہے ۔

سیّد رشید رضا ایڈیٹر المنار کے نام ایک خط

میرے معزز ہمعصر ! میں آپ کو صدق دل سے آمد ہندوستان پر خوش آمدید کہتا ہوں - اہلاً وسہلاً و مرحباً - اور دعا کرتا ہوں کہ آپکا یہ سفر آپ کے لئے اور اہل مصر کے لئے بہت سی بھلائیوں اور نیکیوں کا باعث ہو - آمین

اس کے بعد آپ سے معافی چاہتا ہوں کہ باوجودیکہ مجھے آپ سے ذاتی نیاز حاصل نہیں مگر میں آپ کو اس خط کے ذریعہ مخاطب کرنے کی جرأت کرتا ہوں اور سچ تو یہ ہے کہ اس خطاب کے لئے مجھے کسی سابقہ تعارف اور مراسم کی ضرورت بھی نہیں - میرے لئے اس سے بڑھکر اور کیا معرفی کا ذریعہ ہو سکتا ہے کہ آپ میرے ہمعصر ہیں - مگر نہیں اس سے بھی بڑھکر ایک اور رشتہ ہے جس میں میں اور آپ پیوستہ ہو گئے ہیں اور وہ **اسلام** ہے - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے **کل مومن اخوۃ** کے ارشاد کے نیچے تمام مسلمانوں کو جمع کر دیا ہے اور عالمگیر اخوۃ اور برادری کی بنیاد قائم کر دی ہے - مگر افسوس ہم پر کہ ہم نے اس اخوت کو **برادران یوسف** کے رنگ میں تبدیل کر دیا

آپ ہندوستان آئے ہیں تاکہ ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت کا معائنہ کریں ان کی معاشرت - ان کے تمدن [illegible] کی علمی اور عملی حالت پر غور کریں مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ **مسلمانان ہند** کی حالت کا اندازہ ہندوستان میں چندروزہ قیام سے آپ نہیں کر سکینگے - مسلمان ہند کیا مسلمانان عالم آج جس مصیبت اور بلا میں گرفتار ہیں وہ آپ جیسے باخبر اخبار نویس سے مخفی نہیں رہنی چاہیئے مسلمانان عالم ایک عالمگیر مصیبت میں مبتلا ہیں اور تمام اسلامی دنیا میں باخبر اور اہل علم لوگ قوم کی اس درماندہ حالت پر آنسو بہا رہے ہیں اور مریض قوم کے علاج و مداوا کے لئے سعی فرما رہے ہیں - ایسی کوششیں جہاں کہیں بھی ہوں نہایت مبارک اور قابل قدر ہیں - مگر پیارے رشید ! کیا ان آفات اور بلیات کا علاج محض زمینی نسخوں اور دماغی تدبیروں اور مادی منصوبوں سے ہو سکتا ہے یہی ایک سوال ہے جو اس وقت مدبران قوم اور لیڈران ملک کی توجہ چاہتا ہے - اور اسی پر توجہ نہیں۔

جو لوگ قوم کی عنان اپنے ہاتھ میں لیکر اس کی رہنمائی کا دعویٰ کرتے ہیں وہ تین قسم کے لوگ ہیں - اول مشائخ دوم علماء سوم نئی روشنی کے نوجوان۔ مشائخ اگر قوم کا دل ہیں تو علماء دماغ اور نوتعلیمیافتہ اور اہل دول اس کا جسم - مگر کیا یہ امر آپ سے مخفی ہے کہ ان تینوں میں ایک فساد برپا ہے - مشائخ نے علی العموم (الا ماشاء اللہ) سنت نبوی اور شریعت اسلامیہ کو چھوڑ کر ایک نئی شریعت - [illegible] نے [illegible] اور [illegible] ہیں اور ان کی بجا آوری [illegible] و [illegible] اور واجبات تک کو ترک کر نے کے لئے [illegible] ہیں - علماء باہم جوش نفس سے ایک دوسرے کی اکفار و تفسیق میں مبتلا ہیں اور نئی تعلیم اور روشنی کے لوگ تو اپنی زندگی کے ضابطہ اور قانون کیلئے مدبران یورپ کو امام سمجھ بیٹھے ہیں - بجائیکہ انھیں سکھایا گیا تھا **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ** اس طرح پر قوم کا سارا وجود بگڑ چکا ہے ۔

اسلام پر جسقدر حملے اس زمانہ میں دوسرے مذاہب کی طرف سے ہو رہے ہیں اس کی نظیر گذشتہ تیرہ صدیوں میں نہیں ملتی - مصر میں شاید زیادہ سے زیادہ آپ کو عیسائیوں سے واسطہ پڑتا ہو مگر ہندوستان میں جو دنیا بھر کے ممالک سے زیادہ مذاہب اپنے اندر رکھتا ہے اس میں اسلام کی وہی حالت ہے جو بتیس دانتوں میں زبان کی ہوتی ہے اور ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے محض اپنے فضل سے ہمیں **دولت برطانیہ** کے سایہ عاطفت میں رکھا

وبنوا لنا ذالك المجد الذی ساعدنا اعدائنا علی هدمه وانطماس اثره ونفذه المصائب التی احاط شتتنا من التنازع والتفرق فی الکلمة والرای ونسینا قوله تعالی ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم واصبروا ان الله مع الصابرین لجهلنا وخربنا بیوتنا بایدینا وایدی اعدائنا ولا ندری ماذا نفعل فیا سیدی خیر الکلام ما قل ودل وانی ادعوك دعوة مشفق بان تشرفنی بلدنا قادیان وادرك فرصة لا تضاع الآن وسر الینا سیر المجد بعد انقضاء شغلك الذی قصدته ولیس بخافٍ علی حضرتکم ان زماننا هذا زمان المسیح المحمدی الذی اصطفاه الله لتجدید دینه واظهار عظمة نبیه ولنشر یا یاسمینه صلی الله علیه وسلم فامره لدعوة الحق الی دین الاسلام وملة خیر الانام ورزقه من الالهامات والمکالمات والمخاطبات والمکاشفات رزق حسنًا ونحن علی ذالك من الشاهدین وجعله الله تعالی من المحدثین واظهر علی یده الکرامات وجعله مصداقًا لانباء سیدنا ومولانا خاتم النبیین فبعد ذالك جاء الیه الناس من کل فج وبایعوه علی ان یخدموا الاسلام والمسلمین فیا سیدی اقبل الینا ولا تاخذك فی الله لومة لائم لانك قد سمعت سابقًا وعلمت ان امامنا قدس الله سره جاء بالدلائل والبراهین کنصرة الله له بزیادة جماعته وبعثته فی وقت المجددین وعند موسم ظهور الصادقین وایضا صدقه الله تعالی بآیة الکسوف والخسوف فی شهر رمضان وظهور ذی السنین وتغطیته الدجال وجدا لارض وحمار الاقمر وغیر ذالك من الآیات حتی توفاه الله ورفعه الیه فیا سیدی اقبل الینا ولا تخف لان الله عصمنا بدولته البریطانیة من حلول الاحوال وطمس بها آثار الظلم وانزل علینا من الآلاء والاموال الهم فاجزهذه الدولة المبارکة خیر جزائك وانصرها علی اعدائها واعداءك وادخلها من کل شر فی ذراك واهدها الی دینك دین الاسلام ونجها من الف الشرك واتخاذ العبد العاجز الهًا الهم ربنا نجِّ اهل هذه الدولة من الالام واحسن الیهم کما احسنوا الینا وانزل علیهم مائدة من برکاتك امین - وکیف لا نشکرها وندعو لها ونحن تحت حمایتها محفوظون باظهار دیننا الحق ولا یضرنا احد من اهل هذه المذاهب المجموعة فی الهند فیا سیدی اغتنم الفرصة وتعال عندنا واسمع نبذة من کلمات خلیفة المسیح نور الدین لتنفعك فی العاجل والآجل ویریك الله حالًا لا ینکشف عن ید غیره من اهل هذه البلدان ولا من تالیفات محدودة البیان وان شاء الله تعالی تعرف المسیح المحمدی بعین الیقین فیا ایها الشریف الصالح اعمل علی وفق اسمك بالرشید یا رشید ولا تنتظر الی انکار العلماء وتکذیبهم وقد رئیت عاقبة المکذبین فی بلدك المحروسة مصر فتفکر فی هذا المکتوب المختصر والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

(ایڈیٹر الحکم)

مہدی آخر الزمان
اور
نادانوں کا وہم وگمان

آجکل اخباروں میں مہدی مسعود کے متعلق عجیب بے سر اور وہمی وخیالی امیدوں کی بناپر خام آرزوئیں پکائی ہیں کوئی شاہ نعمت اللہ ولی کے نام اور کوئی سنوسی کے کلام سے اور کوئی حکیم امروہی کے اوہام سے انا پ شناپ پیشین گوئیاں بتقرر سال ظہور مہدی نکال نکال کر رہا ہے۔ جن کو سُن سُن کر مسلمانانِ ہاں نام کے مسلمانوں کے مُنہ میں پانی بھر آتا ہے۔ کہ بس اب حضرت امام مہدی آنے والے ہیں۔ جو آتے ہی ایک طرف تو اٹلی کی خبر لیں اور دوسری جانب ایران پر کمک پہنچائیں گے اور تمام دنیا میں اسلامی حکومت کو پھیلائیں گے۔ اور بقرار منتظرین میں سے کسی کو تو سپہ سالار اور کسی کو فوجدار اور کسی کو علم بردار اور جاگیردار بنائیں گے۔ مگر یہ اعلیٰ عہدے صرف علماء اور مشائخ ہی کے حصہ میں آئیں گے۔ بشرطیکہ مقلد وغیر مقلد، شیعہ سُنی۔ وہابی و بدعتی۔ خارجی نیچری وغیرہ فرقوں کے لوگ مخالف کے علماء و صوفیا کے متعلق ناراضی کے ووٹ نہ دیں اور نیز ایک فریق کے علماء دوسرے فریق کے علماء کو بجز مواہیر علی خود مسلمان تسلیم کرلیں۔ اور ان سب باتوں سے خود مہدی علیہ السلام کو بھی قبل ادعاء امامت شیعہ مفتیان کی عدالت سے اپنی خلافت کا سرٹیفکیٹ یا سند حاصل کرنی پڑیگی۔ تب ہی تو وہ امام اور خلیفہ بن سکیں گے مگر اس مشکل کا کونسا حل مہدی منتظر کے پاس ہے کہ دونوں مہدیوں میں سے جو مدینہ میں پیدا ہونے والا یا غار سُرمن رأے میں سے خروج کرنے والے ہوں۔ مہدی کو علماء حال سند خلافت عطا فرما کر امام بنا دیں کیا ایسا نہ ہوگا۔ کہ جب مفتیان دیوبند کے حضور میں خلافت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوں۔ اور وہ یہ آپ سے کہہ بیٹھیں کہ حضرت آپ امام ابوحنیفہ رحمۃ

ـے مقلد بھی ہیں یا نہیں؟ کیونکہ ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے
ہ مہدی علیہ السلام امام اعظم کی تقلید کریں گے پس اگر انہوں
ـنے اپنا مقلد ہونا مان لیا تو ممکن ہے دیوبند سے سند مہدویت
ل جاوے۔ بعد ازاں اُن کو صوفیاء وغیرہ پیر پرست و گور پرست
ماء کے دربار میں جب شرف باریابی حاصل ہوگا۔ تو یہ مقدس
گروہ ان سے سوال کریگا کہ جناب والا استعانت قبور و عرس
یلاد و گیارہویں و تیجہ و دسواں و قوالی وغیرہ شعار اسلام
کے بھی آپ پابند ہیں یا نہیں؟ لاریب ان کے سامنے یا تو
ضور ممدوح ان سب خرافات کا اقرار کریں گے یا انکار بصورت
ار یہاں سے بھی امید کامیابی ہو سکتی ہے۔ کہ سند امامت مل
اـئے۔ بشرطیکہ وہ کسی سلسلہ نقشبندیہ یا سہروردیہ وغیرہ
ں بیعت بھی کرلیں۔ اور بصورت انکار سرٹیفکیٹ کا ملنا
ممکن۔ آگے چلئے۔ جبکہ وہ وارث الانبیاء اہلحدیث علماء
کے دار الحدیث میں جائیں گے۔ تو وہاں آپ کو بڑی دقتیں
ش آئیں گی پہلے تو وہ یہ سوال کریں گے۔ کہ اب تک
پـنے کہاں کہاں سے سند خلافت حاصل کی ہے؟ اس
ت اعلیٰ حضرت دیوبند کا خلافت نامہ اور اجمیر یا پیران کلیر
لیٹن یا گولڑہ وغیرہ کے سجادہ نشینان و بدعتی علماء
، سرگروہ احمد رضا خان کا عطیہ سرٹیفکیٹ پیش کرکے دکھا
یں گے کہ آپ حضرات بھی مجھے امام بنا ڈالئے۔ کیا ان
یفکیٹوں کو ملاحظہ فرما کر جن میں مہدی علیہ السلام کا
ر تقلید امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ تمام بدعات
ہ کا عامل ہونا بھی درج ہوگا۔ یہ اصلی وارث انبیاء سند
لت و امامت دیدیں گے؟ حاشا ثم کلا حاشا۔ وہ تو آپکو
ا امام بناویں گے کہ مہدی بھی یاد رکھیں۔ مُشرک۔
ا سود رخی۔ نا قابل تعظیم اسلام سے خارج خلافت تو کجا
ت مسجد کبھی نا قابل وغیرہ وغیرہ ٹائیٹل دیکر بیرنگ واپس
یں گے۔ یا حکم صادر ہوگا کہ توبہ کرو اور کسی مستند عالم
یث کی سند حدیث دکھاؤ۔ تب تم کو ممکن ہے۔ کہ
لی سی سند مل جائے۔ ورنہ مدرسہ آرہ یا وزیر آباد
میں حدیث پڑھکر آؤ۔ تب سند پاؤ۔ الغرض اس طرح
نک تو مہدی علیہ السلام اپنے لئے تو سنیوں سے
ما امامت کے جھگڑے میں رہیں گے۔ ان سے فارغ

ہوکر اگر نیچر گڈھ المعروف بہ علی گڈھ کی طرف رُخ کیا تو وہاں سے آپ کو تاوقتیکہ کوئی اعلیٰ ولائیتی ڈگری نہ مل چکی ہو۔ اور بہشت و دوزخ و ملائکہ و صوم و صلوٰۃ و وحی و معجزات وغیرہ کے بارے میں تہذیب الاخلاق و رسالہ استجابت دعا و تفسیر سر سید مرحوم کی فلاسفی کے پورے مصدق و قائل نہ بنیں اور مسلم یونیورسٹی میں کوئی معتدبہ رقم نہ داخل کریں۔ اور کوئی نیا تجربہ سائنس کا نہ دکھلائیں۔ اور کالج میں کوئی مہدی ہال نہ بنوائیں۔ کسی خلافت لا ذت کی سند مل سکیگی۔ البتہ نیچریت میں اعلیٰ نمبر پانے سے لیڈر کے خطاب سے فیضیاب ہو سکتے ہیں۔ اور یہی ان کے لئے بڑی خوش قسمتی سمجھو۔ اب ہم چکڑالوی وغیرہ کی طرف سے جو سند ملنے کی امید ہو سکتی ہے۔ اس کو چھوڑ کر سیدھا ایران یا لکھنؤ کے مجتہدین عظام کی بارگاہ میں مہدی مسعود کو جاتے ہوئے پاتے ہیں جہاں کا نقشہ کھینچنا ہماری طاقت سے باہر ہے۔ مختصر یہ کہ سب سے پہلے جب تک حضرت موصوف اصحاب کبار سے تبرا اور تعزیہ اور مجالس عزا سے تولا اور فرقہ سنیہ پر حوصلہ اقرار لعنت و ملامت اور بزرگان اسلام پر سب و شتم اور اہل بیت پر اقرار ورود ظلم و ستم نہ کرلیں وہاں ٹھہرنا بھی محال ہوگا۔ سند مہدویت یا خلافت ملناع

این خیال است و محال است و جنوں

مختصر یہ کہ مہدی آئیں شوق سے آئیں چشم ما روشن دل ما شاد۔ مگر خدا کے لئے ملہم و مجدد و مامور من اللہ و منصور من حکم و عدل خلیفۃ اللہ بن کر نہ آئیں۔ نہ فرقہ ہا مسلمانان میں مذہبی یا شرعی اصلاح و درستی یا کسی مسئلہ کی تصدیق یا تکذیب۔ شیعہ و سُنیوں میں حنفی و شافعی میں۔ مقلد غیر مقلد میں۔ وہابی بدعتی میں۔ نقشبندیہ یا چشتیہ وغیرہ میں فرمائیں۔ صرف کمانڈر انچیف ہوکر آئیں۔ دُنیا بھر کی حکومت مسلمانوں کو دلا جائیں۔ ایران کو روس سے طرابلس وغیرہ کو اٹلی سے چھڑوا جائیں۔ مولویوں ملاؤں صوفیوں سجادہ نشینوں کے گھر مال غنیمت سے بھر جائیں۔ مسلمان مالامال ہو جائیں۔ تاکہ پھر کسی کو نوکری کرنی پڑے۔ نہ مزدوری و تجارت۔ اور سب اپنے مزے چین سے صدیوں کی خام آرزوؤں کو پختہ کرلیں۔ غرضیکہ ایسی شان سے اگر آنا ہو۔ تو سنہ ۱۳۳۰ھ سال رواں کے خاتمہ سے بھی پہلے آجاویں۔ زیادہ انتظار نہ دکھاویں۔ کیا دلچسپ ناول ہے۔ جس کے ہر باب میں بجز عیش و عشرت کی پُر لطف خیالی داستان کے اور کُچھ بھی نہیں مگر سوال تو یہ ہے کہ آیا یہ خواب و خیال ہے یا امر شدنی؟ اس کا دو حرفہ صحیح جواب سُننا چاہو تو یہ ہے۔ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

اُس اسلام میں جو تیس سپاروں کے اندر بین الدفتین ہے جس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی و جسمی نے خدا کے بندوں کو پہنچایا۔ سُنایا۔ بتایا سکھایا اس افسانہ کی شکسپیر کے ناول سے زیادہ وقعت نہیں۔ خودغرض مسلمانوں اور لالچی و طامع انسانوں نے اس بعید از علم و عقل و نقل روایات کو تراشا اور نسلاً بعد نسلاً یہ دل خوش کن داستان میٹھی اور پیاری۔ کانوں کو بھاتی اور دل کو لبھاتی ہوئی معلوم ہوئی۔ تو جہاں اور موضوعات نے گھر بنالیا تھا۔ وہاں ہی اس خواب و خیال نے جگہ پالی۔ اور رفتہ رفتہ۔ ع

ہر کہ آمد بر آں مزید نمود

کے مطابق حاشیے چڑھتے چڑھتے خاصی بوستان خیال بن گئی۔ یاد رکھو یہ تمام باتیں جھوٹ محض ہیں۔ اسلام میں کوئی ایسا مہدی آنیوالا نہیں۔ یہ صرف دل کی بھڑاس ہے اور کُچھ نہیں۔ آئندہ نمبر میں ہم مہدی کے متعلق جو روایات ہیں۔ ان پر بحث کریں گے۔ انشاءاللہ۔

اطلاع

میں ایک دینی سفر پر خدا کے فضل سے جاتا ہوں اگرچہ میں نے انتظام کر دیا ہے کہ اخبار آئندہ وقت پر شائع ہو۔ اس کیلئے ضرورت ہے کہ احباب اخبار کی قیمت اور بقایا کے وی پی بھیجے گئے ہیں وصول کریں

(ایڈیٹر)

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں اور ان ترجمہ اور نوٹوں کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآنمجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ و تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں ✤ ✤ ✤

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے اب تک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں تو ضرور پڑھیں اسمیں نور ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ (عہ؍)

نوٹ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے لئے جاوینگے معہ محصولڈاک دفتر الحکم قادیان دارالامان سے طلب کرو ✤

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی حد کر دی بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرے سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے جو صرف عہ؍ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی تاریخی۔ فلسفی تمدنی۔ اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسّی ۸۰ صفحہ

بالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

نمونہ کا پرچہ ۱ کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔

(منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ)

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ کی گرانی و درد کچھ نہیں ہوگا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آتے ہیں یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبہ رکھنی چاہئے ۱۶ گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵؍ ایک سے ۲ ڈبیہ تک محصولڈاک ۵؍

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بیٹھجاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اسکو پانی کر دیتا ہے اور ریاح جس میں چاپ پڑ کر رگوں میں لہر کنی سی جو کہیں چھونیسے ہو اس دوا کو فوراً آرام ہو جاتا ہے اس لئے دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۱۲ کیجیوں کی ایک ڈبیہ ۵ محصولڈاک ایک سے ۲ ڈبیہ تک ۵؍

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گرشے لنعاق خاطر موجب ہوتا ہے بچہ اگر سست اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً

اسکاٹس ایملشن

دینا چاہئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ جو تندرستی کی علامت ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

تو بیشک بہت ہیں مگر دلائل کم قرآن مجید نے دونوں کام کئے دعاوی اور دعاوی کے ساتھ دلائل بھی ایسے پُرزور کہ انہیں کوئی دنیاوی طاقت باطل نہیں کرسکتی۔ مثلاً بُت پرستی سے منع کیا اور بہت سی دلیلوں میں سے ایک دلیل یہ بھی دی وہو فضلکم علی العٰلمین یعنی انسان غور کرے تو دنیا کی تمام چیزیں اسی کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ پس جو چیزیں مخدوم ہونے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ وہ معبود کس طرح ہوسکتی ہیں۔ یہ بھی ختم نبوت کی ایک دلیل ہے کہ جو دعویٰ کیا ہے اس کی دلیل بھی دی ہے اور یہ بات اور کسی الہامی کتاب میں نہیں اور آئندہ ان سے بڑھکر اور کیا کوئی دلیلیں دیگا۔

سوم۔ تمام مذاہب جو خدا کی طرف سے ہونے کے مدعی ہیں ان میں یہ امر مشترک پایا جاتا ہے کہ وہ دعا کے قائل ہیں۔ الفاظ دعا میں خواہ اختلاف ہو۔ مگر اصل دعا میں کسی کو اختلاف نہیں اب یہ بات بھی دنیا میں نبی کریم صلعم اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ کہ ان کے متبعین ان کے لئے دنیا کے ہر ایک حصے میں دعائے ترقی درجات مانگتے ہیں۔ کسی نبی کا ہرگز ہرگز کوئی مقتدا نہیں جس کے لئے اس کے مقتدیوں نے اس قدر دعا کی ہو۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کم از کم ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے اور زمین گول ہے۔ پس دُنیا میں ہر ایک وقت کسی نہ کسی نماز کا وقت ضرور رہتا ہے اور نماز میں ضرور پڑھا جاتا ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترقی درجات وازدیاد برکات کے لئے خلوص بھرے دلوں سے دعا کی جاتی ہے۔ عیسائی مسیح کے لئے دعا ہی نہیں کرتے۔ اور ایسا ہی ہندو سری رامچندر و کرشن جی کے لئے اس کی ضرورت نہیں سمجھتے ہاں مسلمان ہیں جو اپنے محسن نبی کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور تیرہ سو برس سے بتوالی آناء اللیل ونہار

اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد

پڑھ رہے ہیں۔ پھر دنیا میں مومن مسلمان جو نیک کام آپ کی تحریک و ارشاد کے ماتحت کرتا ہے۔ اس کا ثواب بھی آپ کو ملتا ہے۔ پس اس خزانے سے بھی آپ ہی کی ذات بابرکات خاتم النبیین ٹھہرتی ہے۔

شفاعۃ النبی

بعض لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شافع ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے طلب کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ آئت حجت قویہ ہے ولا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شھد بالحق وھم یعلمون اور جن کو یہ خدا کے سوا پکارتے ہیں۔ وہ شفاعت کے مالک نہیں ہاں یہ بات صحیح ہے کہ ایک شافع ہے جس نے حق کی گواہی دی اور وہ لوگ اسے خوب جانتے ہیں (یعنی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اطیح ایک اور آئت ہے پارہ ۵ رکوع ۹ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اور جب ان لوگوں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو اگر وہ تیرے پاس آتے اور اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت مانگتا تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔

شفاعت کی حقیقت سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ لفظ شفع سے نکلا ہے۔ اور مندرجہ ذیل آئت ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلعم کی اتباع انسان کے گناہوں کی مغفرت کا موجب ہے۔ حضور انور کی ذات ستودہ صفات ایک نور ہے جو اس نور سے تعلق پیدا کرتا ہے اس سے ظلمات دور ہوتی ہیں یہ شفاعت ہے مجرموں کی جنبہ داری کا نام شفاعت نہیں۔ جیسا کہ بعض نادانوں نے غلطی سے سمجھا ہے۔ اور اس پر اعتراض کرتے ہیں۔

حل مشکل

جب کوئی ایسا مسئلہ تمہارے سامنے پیش ہو جس کا جواب تمہیں نہ آتا ہو۔ تو خصم کو محض الزامی جواب دینا جوانمردی نہیں۔ کیونکہ جس بات پر خود تم کو یقین نہیں اسے دوسرے کو منوانا یا ماننے کے لئے کہنا دیانتداری کے خلاف ہے۔ چاہیئے کہ اس آئت یا سوال کو لکھ کر دیوار پر کسی نمایاں جگہ جہاں ہر وقت تمہاری نظر پڑتی رہے۔ آویزاں کرو اور صدقہ و خیرات کرو۔ استغفار بہت پڑھو۔ ایمان بالغیب کے رنگ میں اللہ تعالیٰ سے بہت بہت دعائیں کرو یقیناً یقیناً تم کو سچائی کی راہ نظر آجائیگی۔ قرآن کریم کے ابتدا میں ہی اس نکتہ کو ظاہر کیا گیا ہے۔ فرماتا ہے ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون۔ ہدائت ان لوگوں کا حصہ ہے جو گناہ آلود زندگی سے بچنے والے ہوں۔ پھر ایمان بالغیب رکھیں۔ دعاؤں میں لگے رہیں۔ اور کچھ صدقہ خیرات بھی کریں۔ حضرت امام شافعی رح کا ایک شعر ہے۔

فان العلم نور من الٰہ
و نور اللہ لا یعطیٰ لعاصی

یہ دراصل تفسیر ہے لا یمسہ الا المطھرون کی پس قرآن مجید کے غوامض کی تہ کو پہنچنے اور معضلات مسائل کے لئے پاک زندگی اور مطہر قلب ہونا چاہئے۔ ایک معمولی مہمان کے لئے مکان صاف کیا جاتا ہے اور حتی الوسع کوئی ناپاکی اور گندگی رہنے نہیں دی جاتی۔ تو خدا کے کلام کے معانی کے نزول کے لئے ایک مصفیٰ دل کی کیوں ضرورت نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاملہ میں اگر لوگ اس اصل پر چلتے تو کبھی دھوکہ نہ کھاتے اور نہ مستوجب عید ہوتے۔ چاہیئے تھا۔ کہ وہ خدا کے حضور رو رو کر عرض کرتے کہ الٰہی ہم پر حق کھل جائے۔ استغفار کرتے صدقہ و خیرات دیتے اور پاک زندگی اختیار کرتے۔ انسان جو بُرے کام کرتا ہے۔ ان کی ابتدا ان وسوسوں سے ہوتی ہے۔ جو سینوں میں اُٹھتے ہیں۔ اُن کا علاج یہ ہے۔ کہ جب ایسے خیالات کا سلسلہ اُٹھنے لگے۔ تو اس جگہ کو بدل دے باہر چلا جائے کسی سے باتوں میں لگ جائے۔ موت کو یاد کرے ایک شغل میں اگر وہ سلسلہ نہ ٹوٹے۔ تو دوسرا شغل اختیار کرے۔ تنہا نہ رہے قرآن مجید کی تلاوت شروع کرے عام طور پر لا الٰہ الا اللہ بہت پڑھے۔ الحمد پڑھے۔ استغفار کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کرے اختلافات سے گھبرانا مومن کا کام نہیں اللہ تعالیٰ نے اختلاف کے رفع کے لئے یہ آئت فرمائی ہے لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت وانزلنا معھم الکتٰب والمیزان لیقوم الناس بالقسط و انزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس

نماز کے ارکان قیام۔ رکوع۔ سجود مصیبتوں کے حل ہونے کے ...

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

الحکم

Registered No. L. 77

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت بہر حال پیشگی لی جائے گی

عوام سے ...
خواص سے ...
ہندوستان سے باہر ...
غیر مذاہب اور غیر احباب سے ...

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

جلد ۱۶ | قادیان دارالامان ۱۴- اپریل ۱۹۱۲ء | نمبر ۱۴

معارف قرآن مجید

از فیوضات حضرت خلیفۃ المسیح نور الدین ایدہ اللہ بنصرہ

انہ لعلم للساعۃ

سورہ زخرف کو اگر غور سے مطالعہ کیا جاوے۔ تو صاف کھل جاتا ہے کہ انہ کی ضمیر قرآن مجید کی طرف راجع ہے چنانچہ شروع سورہ میں ہے انا جعلناہ قرآناً عربیاً لعلکم تعقلون وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم یہ انہ قرآن مجید ہے پھر اس سے آگے اسی سورۃ میں دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے وانہ لذکر لک ولقومک وسوف تسئلون یہاں بھی انہ قرآن مجید ہے۔ آگے چل کر تیسرے مقام پر فرمایا وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا واتبعون ھذا صراط مستقیم۔ یہاں کیوں قرآن مجید مراد نہ ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں انسان کے تنزل و ترقی کی گھڑیوں کا علم ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ قومیں کیوں کر بنتی اور بگڑتی ہیں۔ پس تو اے قرآن پڑھنے والے ان میں شک نہ کرو۔ کیونکہ یہ بہت ہی قطعی اور صحیح اور سچی باتیں ہیں۔

اگر یہ ضمیر عیسیٰ کی طرف پھیری جائے تو یہ خرابی پڑتی ہے کہ علم صفت ہے اور مبتدا کی خبر صفت نہیں ہو سکتی۔ پھر اس کا بھی وعندہ علم الساعۃ والیہ ترجعون سے فیصلہ ہو گیا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام علم الساعۃ اور وہ علم الساعۃ خدا کے پاس ہے۔ اور تم بھی اے مخاطبو! اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ ترجعون اور انا للہ وانا الیہ راجعون سے ظاہر ہے کہ اللہ کے پاس زندہ بجسدہ العنصری موجود نہیں بلکہ جس طرح اور ابرار مر کر جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی چلا گیا

سیدنا محمد خاتم النبیین ہیں

مشرق میں ایرانیوں کا اثر تھا اور مغرب میں عبرانیوں کا۔ تمام یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ کے کناروں اور جزائر پر بائبل کا اثر اور ایران اور اس کے قرب وجوار وہندوستان میں ایرانیوں کی کتابوں کا اثر تھا۔ ہاں عرب پر کسی کا اثر نہ تھا۔ ان میں بت پرستی تھی اور مکہ ان کا مرکز تھا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے وہ مرکز فتح کیا جس پر کوئی مغرب یا مشرق کا بادشاہ کامیاب نہیں ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں پہلا حملہ ایران کی طرف ہوا۔ اور ان پر اسلامی تسلط ہوا اور ادھر شام کے ملک کو فتح کرنے کی توفیق حضرت عمرؓ کو ملی۔ اس طرح پر تمام دنیا میں حجت قائم ہو گئی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں کیونکہ جب تینوں مشہور مذہبوں کے مرکز ہماری سرکار نے فتح کر لئے تو اب کسی ہادی کے لئے کونسا عظیم الشان کام باقی رہ گیا جس کو کرنے کے لئے اس کا مبعوث ہونا ضروری تھا۔ اور اب بھی باوجودیکہ اسلام کی حالت نازک ہے۔ اس خصوص میں اسلام کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا کہ اس کے مذہب کا مرکز اس کے اپنے قبضے میں ہو۔ بلکہ دوسری قوموں کے مذہبی مرکز بھی اسلام ہی کے قبضے میں ہیں اور یہ بے نظیر فتح ہے اور لازوال نشان ہے۔ ایک تو یہ ختم نبوت کی دلیل ہے۔

دوم۔ ایک دعویٰ ہوتا ہے ایک دلیل۔ اگلی کتابوں میں دعوے

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک منیجر و ایڈیٹر و پبلشر کے چھپ کر شائع ہوا

یعنی اختلاف رفع ہوتے ہیں کتاب ہے اور بھر ... ن سے جس میں علم مناظرہ شامل ہے پھر لوہا بھی فیصلہ کرتا ہے جو پچھلے زمانہ میں اگر بصورت تلوار فیصلہ کن تھا تو اس زمانہ میں بصورت قلم۔ غرض اسلام نے ہر مشکل کے حل کرنے کے لئے طریق سکھایا۔ مبارک وہ جو قرآن شریف پر عمل کرتے ہیں + (تشحیذ الاذہان)

ہم میں حفاظ قرآن ہوں

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمانیت کے تقاضے سے قرآن مجید نازل کیا اور اس کے جمع اور بیان کا ذمہ لیا جیسا کہ فرماتا ہے ان علینا جمعہ وقرانہ پھر اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ یہ آئت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اس کی مشعر ہے۔ بات دلچسپی سے پڑھی جائیگی کہ ہمارے خدا کا نام السلام ہے اور ہمارے دین کا نام اسلام ہے اور ہمارا قبلہ بھی سلامتی کا گھر ہے چنانچہ اس کی نسبت پیشگوئی ہے کہ کوئی غیر قوم اس پر مسلط نہ ہوگی بلکہ من دخلہ کان آمنا یعنی جو اس میں داخل ہوا۔ وہ امن پا گیا۔ اسی طرح ہماری کتاب جو خدائے وہاب کی طرف سے ہمارے لئے نازل ہوئی۔ وہ بھی ہر قسم کے نقصوں عیوب اور باطل کے حملوں سے محفوظ ہے فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ اور اسی سے یہ بات مستنبط ہو سکتی ہے کہ جس قوم میں یہ خدا کا کلام ہوگا۔ وہ بھی محفوظ رہیگی بلکہ میں تو یہاں تک اعتقاد رکھتا ہوں کہ جس سینے میں قرآن مجید ہوگا اُسے اللہ تعالیٰ ان وساوس شیطانی وہوا جس نفسانی سے محفوظ رکھیگا جو انسان کو جہنم میں لیجاتے اور دنیا میں نافرمانی کی راہ دکھلاتے ہیں۔ شیطان کا اس سینے میں کسطرح دخل ہو سکتا ہے جس میں کہ خدا کا نور بھرا ہوا ہو۔ کیونکہ شیطان تو اسی جگہ حملہ کر سکتا ہے جس میں تاریکی و ظلمت ہو کلام الٰہی ایک نور ہے اس کی روشنی میں کوئی تاریکی کا فرزند نہیں ٹھہر سکتا یہی وجہ ہے کہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب فرمایا اللہ کا ذکر قرآن مجید ہے اور دل کی بے اطمینانی پریشانی جو اعمال شیطانی سے پیدا ہوتی ہے وہ کلام یزدانی سے دور ہو جاتی ہے۔

پس میرے پیارے بھائی اگر برکات سماوی وارضی سے حصہ لینا چاہتے ہیں۔ اور ان کی خواہش ہے کہ ان کی زندگی بے اطمینانی سے خالی ہو اور خدا کی نازل کردہ برکات نبوت سے حصہ لیں تو وہ ضرور جس طرح بن پڑے جتنا ہو سکے کلام الٰہی یاد کریں اور حافظ قرآن کہلائیں۔ مگر قرآن کے حافظ حقیقی معنی کی رُو سے بنیں۔ صرف الفاظ از بر نہ ہوں بلکہ ان الفاظ پر عمل بھی ہو پھر اسی قرآن مجید کو اس دنیائے دنی کے چند روزہ فوائد کے حصول کا ذریعہ نہ بنائیں اور ان پیشوں میں سے ایک پیشہ نہ گردانیں جو حصول معاش کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں ہمارے نبی کریم صلعم کو اس امر کا بڑا اہتمام تھا مشیت ازلی نے آپ کو اُمّی رکھا۔ تاکہ قرآن مجید قبل اس کے کہ تحریر میں آئے آپ کے سینے پر لکھا جائے پھر صحابہ میں ایک ایسا گروہ تھا جن کا کام ہی یہی تھا۔ کہ صبح سے شام تک اور پھر دو تہائی آدھی یا کم از کم تہائی رات اسی قرآن مجید کے پڑھنے میں گزاریں اور اس ارشاد ربانی کی تعمیل ہو جو یہ ہے قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ ورتل القرآن ترتیلا صحابہ کرام نے اپنی زندگی کا مقصد یہی سمجھ لیا کہ قرآن حفظ کریں قرآن پر عمل کریں قرآن کی اشاعت کریں ان میں کئی ایسے تھے جو باہم مل کر تدارس کرتے اور قرآن کے حصے آپس میں تقسیم کر لیتے ایک بھائی اگر سورہ بقر یاد کرتا ہے۔ تو دوسرے کو آل عمران از بر ہے اور تیسرے کو سورۂ نساء پر عبور ہے اس طرح پر ایک جماعت مگر قرآن مجید کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھتی رہی مت سمجھو کہ اسباب کتابت نہ موجود ہونے کی وجہ سے ان کو ایسا کرنا پڑا اور اب اس کی کیا ضرورت ہے جبکہ قسم قسم کے چھاپے خانے نکل آئے ہیں اور قرآن مجید کی یہ کثرت ہے۔ کہ اس کا ناپدید ہونا محال ہے محال تو یقیناً پہلے بھی تھا جبکہ ابھی کوئی چھاپنے کی کل نہ تھی کیونکہ خداوند عزوجل اس کا محافظ تھا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو دیکھئے کہ اس کو محفوظ رکھنے کے لئے کیا اہتمام فرمایا جب کوئی آئت نازل ہوتی فوراً لکھا لی جاتی اور لکھائی بھی ایسے لوگوں سے جاتی جن کی تعریف میں بایدی سفرۃ کرام بررۃ آیا ہے اور پھر یکدم صحابہ میں پھیل جاتی اور وہ اسے حفظ کر لیتے نماز میں امامت کا حق اسے دیا ہے جو اقراءہم بکتاب اللہ ہو پھر نمازوں میں اسی کا کچھ نہ کچھ حصہ پڑھا جانا واجب قرار دیا اور ہر رکعت میں اگر الگ الگ سورۃ پڑھی جائے تو دن رات کی قریباً ۰۰ رکعتوں کے لئے آپ خیال فرماویں کسقدر قرآن مجید یاد کرنا پڑتا ہے پھر یہی قرآن مجید تھا جس کا کچھ حصہ مریضوں کو سنایا جاتا جان کنی کے وقت پڑھا جاتا۔ ہر رمضان شریف میں کم از کم ایک دفعہ سُنایا جاتا غرض یہی کہ قرآن مجید مسلمانوں کی ارواح کی لطیف غذا بن جائے۔ اللہ رب العالمین سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ہزار ہزار رحمتیں نازل کرے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء کو خوب سمجھا اور اس قرآن مجید کے محفوظ رکھنے میں کوئی طریقہ فروگذاشت نہ کیا اس کے حفظ کے لئے باقاعدہ مدرسے قائم کئے جن میں بڑے بڑے عالمان باعمل قاریوں کی نگرانی حفاظ قرآن طیار ہوئے لیکن متاخرین میں یہ بات صرف رسمی رہ گئی۔ قرآن مجید کے معانی سمجھنے یا اُس پر عمل کرنے سے کوئی ذوق نہ رہا محض حروف کے مخارج پر بحث ہو رہی ہے اور نبی کریم کی اس پیشگوئی پر صاد کر رہے ہیں جو ان الفاظ میں ہے کہ یقرءون القرآن ولا یجاوز حلقومہم پھر اسی قرآن مجید کو اپنا ذریعہ معاش بنا رہے ہیں اور کچھ عرصہ سے تو یہ دستور ہو گیا کہ جب دیکھا کہ وہ اپاہج ہے لنگڑا لولا یا نابینا ہے یا کند ذہن ہے تو اسے قرآن مجید کے حفظ میں لگا دیا گویا قرآن یاد کرنا صرف ان لوگوں کا کام رہ گیا جو ناکارے سمجھے جاتے ہیں یہاں تک حافظ اور نابینا مترادف الفاظ ہو گئے۔ مگر پھر بھی میرے نزدیک یہ دستور بہت مبارک تھا اب قوم کی بدقسمتی سے ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے اور حالات بھی کچھ ایسے پیدا ہو گئے کہ جو قرآن مجید کو یاد کرنا ایک فضول کام سمجھتے ہیں یاد کرنا تو کجا بچپن میں پڑھانا بھی محض تضیع اوقات خیال کیا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں میں عمل بالقرآن تو پہلے ہی سے اُٹھ گیا ہے الا ماشاء اللہ اور علم بالقرآن بھی بہت کم ہے صرف قرآن مجید کے الفاظ کا پڑھنا پڑھانا جو رہ گیا ہے یہ بھی جاتا رہیگا اور قال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا کا خون کے آنسو رلانیوالا زمانہ آجائیگا

پس

واقعات کی موجودہ صورت میں وہ قوم وہ پرجوش قوم جو روح القدس سے مؤید ہے جو امۃ قائمہ ہے جو شہداء علی الناس ہے جو اس کبر ضلالت میں اپنا بڑا بوق کرنے والوں کے لئے لائٹ ہوس ہے جو گم گشتگان راہ ہدایت کے لئے نجم الہدٰی ہے اُٹھے اور قرآن اپنے پیارے رحمٰن کے قرآن کی حفاظت کا فرض ادا کرے اس دنیا میں سلسلہ اسباب کا مسببات وابستہ ہے پس وہ قادر و توانا انا لہ لحافظون کو جو پورا کریگا تو آخر انسانوں کے ذریعے سے ہی کریگا پھر دل باخلاص سے معمور دلوں کی آرزو ہے کہ وہ انسان وہ پاک انسان وہ مطیع فرمان یزدان انسان ہم ہی ہوں اور کیوں نہ ہو جبکہ خدا نے اپنے دین کی خدمت کے لئے ہمیں چُن لیا اور اپنے برگزیدہ نبی کی شناخت کی توفیق عطا کی جہاں اُس نے یہ بندہ نواز یاں ہم پر فرمائیں میں اس کی نوازش کے بھروسے پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ خدمت بھی ہم ہی سے لیگا۔

کیوں نہ ایسا ہو کہ ہر ایک احمدی خاندان میں ایک بچہ حافظ قرآن ہو۔ پیارے بھائیو! یہ کوئی بڑی بات نہیں صرف عزم و ہمت درکار ہے آؤ ہم اپنے دلوں میں عہد کر لیں کہ ہر روز تین آیات کم از کم یاد کر لیا کریں گے بظاہر یہ بہت معمولی بات معلوم ہوتی ہے مگر ایک دن آئیگا کہ ہم میں سے ایک بہت بڑی جماعت قرآن مجید کے حفاظ کی پیدا ہو جائیگی میرے مخاطب صرف تعلیم یافتہ بھائی ہی نہیں بلکہ وہ عزیز بھی مخاطبین میں شامل ہیں جو خواندہ نہیں۔ کیونکہ وہ کسی پڑھے ہوئے بھائی سے ایک آیت آدھی آئت ہر صبح سبق لیکر یاد کر سکتے ہیں اور یہ یاد کرنا ان کے کسی کار منصبی میں انشاء اللہ حارج نہیں ہو سکتا۔ ایک زمیندار ہل جوت رہا

کرا کر وہ قرآن مجید صحیح پڑھنا سیکھیں کیونکہ بچپن میں جن لوگوں کو قرآن نہیں پڑھایا وہ خواہ کیسے ہوشیار ہوں پھر بھی پڑھنے میں غلطی کر جاتے ہیں۔ غلطی ... یا تو ایسا تو ضرور پڑھ ... گے الا ماشاء اللہ ...

ملفوظات محمود سلمہ اللہ الودود

۲۰- مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کے خطبہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں

شیطان انسان کے ورغلانے کے لئے مختلف قسم کی راہیں اختیار کرتا ہے۔ اور جس طرح موقعہ پاتا ہے اسکو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مثلاً جس کو دیکھتا ہے کہ غضب میں بڑھا ہوا ہے اس کو اسی راہ سے جسمیں بے صبری کا مادہ ہے اس کو اسی راہ سے کسی میں بیوفائی کا مادہ ہے اس کو اسی راہ سے کسی کو دیکھتا ہے طبیعت میں سختی زیادہ ہے پس اس کو اسی راہ سے غرضیکہ جس جس میں جس جس قسم کی کمزوری ہوتی ہے اسی راہ سے ورغلاتا ہے۔ سب سے بڑا شیطان انسان کا نفس ہے۔ یہ طرح طرح سے بہکانے کی کوشش کرتا ہے باہر سے دشمن آوے تو اس کے دفعیہ کے لئے تدابیر بھی انسان کرسکتا ہے لیکن اپنے نفس کے دھوکہ سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔ صوفیا نے اسی لئے کہا ہے کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن نفس ہے۔ کیونکہ اس کے بہکانے کے طریقے بہت دربیچ ہیں عبادت میں بھی لوگوں کو بہک جانے کا موقعہ ملتا ہے۔ مثلاً سورج کے طلوع کے وقت کوئی نماز پڑھے اور یہ سمجھے کہ میں تو خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں اس میں کیا حرج ہے یا مثلاً عید کے دن روزہ رکھے مگر یہ دونوں منع ہیں۔ عبادت کے ابتلا بھی سخت ہوتے ہیں بعض شخص نوافل کے لئے فرائض کو قضا کر دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں نماز با جماعت کی سخت تاکید ہے حتیٰ کہ جنگ کے وقت بھی جبکہ سخت تنگی کا وقت ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے جماعت کو ضروری ٹھہرایا ہے۔ شمولیت کے لیے شد و مد کے حکم دئے گئے ہیں۔ پس غیر ضروری سمجھ لیا۔ نماز باجماعت بڑی ہی ضروری چیز ہے۔ ممکن ہے لوگ کئی مرتبہ جمعوں کے خطبوں میں اسی جماعت والی بات کو مجھ سے سن کر کہیں کہ بار بار کیوں دوہراتے ہو لیکن یہ مرض چونکہ عام طور پر پایا جاتا ہے اس لئے مجھے بار بار اس کی تاکید کرنی پڑتی ہے۔ بعض لوگ نماز جماعت کو اس لئے ترک کر دیتے ہیں کہ انہیں رکوع و سجود میں خشوع و خضوع کے لئے کافی موقعہ علیحدگی میں ملتا ہے اور جماعت کی نماز میں لمبے لمبے رکوع اور سجود نہیں ہو سکتے۔ اور بعض وقت جو دعاؤں کے لئے جوش پیدا ہوتا ہے وہ رک جاتا ہے۔ یہ بھی میرے نزدیک نفس کا ایک وسوسہ ہے۔ سب سے زیادہ متقی انسان سب سے زیادہ معرفت کو سمجھنے والا انسان وہ ہے جس پر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو نازل فرمایا وہ جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے اور اسی کی ہدایت فرماتا ہے کوئی کہے کہ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود امام ہوتے تھے اس لئے وہ اپنا جوش نکال لیتے ہونگے۔ لیکن یہ بات بھی صحیح نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جماعت کے ساتھ ہلکی سورتیں پڑھا کرتے تھے بلکہ اگر کسی کو سن لیتے تھے کہ لمبی جماعت پڑھاتا ہے تو اس پر ناراض ہوتے تھے پھر ہم نے مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ وہ دوسروں کے پیچھے ہی نماز پڑھتے تھے اور ان نمازوں میں کوئی لمبے رکوع و سجود نہ ہوتے تھے پھر بہت بہت دیر تک بعض اوقات بیٹھ کر امام کا انتظار کیا کرتے تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت ناساز ہوتی اور گھر میں نماز پڑھنے کا موقعہ ہوتا تو حضرت بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے۔ پھر آجکل بھی دیکھو حضرت خلیفۃ المسیح بیمار ہیں تو انہوں نے گھر میں جماعت کا سلسلہ شروع کر دیا اور اکثر دوسرے اشخاص ہی پڑھاتے ہیں اور آسان نماز ہوتی ہے۔

بعض کہتے ہیں نماز میں مزا نہیں آتا۔ یہ بھی شیطانی وسوسہ ہے۔ نماز میں مزا آنے کی شرط قرآن و حدیث میں کہاں ہے۔ نماز کے ادا کا حکم ہے ہمکو حکم بجا لانا چاہیئے اس کی ضرورت نہیں کہ مزے تلاش کرتے پھریں۔ خدا تعالیٰ کے منشاء کے اوپر چلنے کا نام اطاعت و فرمانبرداری ہے ذوق کے پیدا کرنے کا نام فرمانبرداری نہیں اپنے نفس کے مزے کو اطاعت پر ترجیح دینا غلطی ہے پھر میں نے سنا ہے کہ بعض لوگ مسجد میں اس لئے نہیں آتے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے بعض امور پر گفتگو کرنے سے منع کیا ہے اور لوگ وہ سلسلہ کلام شروع کر دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ایک حکم کی تعمیل میں خدا تعالیٰ کے دوسرے حکم کو چھوڑ دینا کیسی غلط راہ ہے۔ اور مسجد میں آکر باتیں کرنا تو جائز ہی نہیں اور کون ہے جو کسی کو باتیں کرنے پر مجبور کرے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کیا وہ کبھی گھر سے باہر نہیں نکلتے۔ جب اس وقت ان سے کوئی ایسے تذکرے نہیں کرتا یا ایسے تذکروں کے خوف سے وہ گھروں سے باہر نکلنا نہیں چھوڑ دیتے تو اس قسم کے وسوسوں سے اس حکم ربانی کو کیوں چھوڑتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم خدا تعالیٰ کے بتلائے ہوئے احکام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کے موافق احکام کی بجا آوری میں کوشش کریں۔ اور بدیوں اور غفلت کو چھوڑ کر نیکی کی طرف متوجہ ہوں آمین

خاتم النبیین ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مخفی در مخفی تعلقات الہیہ کی وجہ سے اس بلند مقام تک پہنچ گئے تھے کہ آپ کے رتبہ کا سمجھنا ایک نہایت مشکل امر ہے بڑے بڑے عظیم الشان انسان دنیا میں گذرے ہیں جنہوں نے اپنے نفسوں ہی کو پاک نہیں کیا بلکہ قوموں کی قوموں کو سدھار دیا۔ اور جو خدا تعالیٰ کے احکام میں ایسے منہمک ہوئے کہ بس فنا ہی ہو گئے لیکن جس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے قدم مارا اس تک کوئی نہیں پہنچ سکا انسانی زندگی کا کوئی سا پہلو بھی لے لیں آپ بےنظیر ہی معلوم ہوتے ہیں۔ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک اور بیکسی اور بے بسی کی حالت سے لیکر ایک ملک کے بادشاہ ہونے تک کی مختلف حالتوں میں کوئی پہلو بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ جس میں آپ کے طریق عمل پر کسی قسم کی حرف گیری کا موقعہ ملے بلکہ جہاں تک غور کریں کمال ہی کمال نظر

بنیہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم
عقابکم۔ تاکہ ایسا نہو کہ وہ کمزور نظر نہیں جو آپ سے
ادنیٰ درجہ کے انسانوں کو بھی خدا یا خدا کا بیٹا قرار
ہی ہیں آپ کو ایسا ہی خطاب دیدیں اللھم صلی
محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم
محمد بجمیعہ (مرزا بشیر الدین محمود احمد)

صدر انجمن کی ماہوار رپورٹ پر سرسری نظر

ان ملت کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ انجمن کی ماہوار رپورٹ متعلق الحکم نے جو قومی رائے پیش کی تھی کہ فضل ہوا کہ اس سال سے سکرٹری صاحب نے کی ضرورت کو عملی طور پر تسلیم کر لیا ہے۔ مارچ کے ماہ کے ساتھ ہی رپورٹ شائع کی گئی ہے وہ بہت مع ہے اور خدا کے فضل سے امید کرنی چاہئے تفصیلی رپورٹ نتیجہ بخش ہوگی ۞ اگر سکرٹری صاحب ازراہ کرم رسالہ کے ساتھ

مجلس مشورہ انجمن میں **فیصلہ شدہ امور** بھی چھاپ دیا کریں تو اس سے قوم کو اس کام کے اندازہ کا موقعہ بھی ملیگا جو ہو رہا ہے۔ اس سے یہ فائدہ کہ انڈر کے **تحریکات** زیادہ موثر ہونگی۔ اور رسالہ کی دلچسپی بڑھ جائیگی۔ اس میں شک نہیں کہ اس سے ممکن ہے اسقدر خرچ کا اضافہ ہو جائے لیکن نتائج اچھے پیدا ہو سکینگے۔ **انجمن حمایت اسلام لاہور** ہمیشہ اپنی روئداد کو رسالہ میں چھاپ دیتی ہے۔ بہرحال امید ہے سکرٹری صاحب اسپر توجہ اور غور فرمائینگے۔ اور اس مشورہ کی بھی قدر کرینگے۔

رپورٹ ماہواری کے مطالعہ سے قوم کو معلوم ہوگا کہ **صیغہ یتامیٰ** کی حالت نازک ہے۔ یہ صیغہ فروری کے آخر میں

یتامیٰ ساڑھے چھ سو روپیہ کے قریب مقروض ہے **یتامیٰ** کو لینے سے انجمن انکار نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ارشاد الٰہی کی نہی کے نیچے آتی ہے۔ اور خود حضرت خلیفۃ المسیح بھی ایک لحظ کیلئے پسند نہیں کر سکتے کہ کسی **یتیم** کی درخواست آئے اور اسے رد کر دیا جائے حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے اعلان ضروری میں قوم کو اس کی طرف متوجہ کیا ہے احباب کوشش کریں کہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے اس اعلان کے موافق بہت جلد اس کمی کو پورا کر کے اس کے مستقل اخراجات کی راہ نکالی جاوے۔

میں انجمن کی خدمت میں یہ گذارش کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ **الوصیت** میں مقبرہ بہشتی کی آمدنی میں **یتامیٰ** اور **مساکین** کا حق رکھا ہے۔ چنانچہ حضرت نے فرمایا ہے:۔ "ان اموال میں سے ان یتیموں اور مسکینوں کا بھی **حق** ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے" اس لئے اس وصیت مہدی کے ماتحت **اگر مقبرہ بہشتی** کی آمدنی میں سے ایک **مخصوص** رقم مستقل حسب حصہ رسدی مقرر کر دیجاوے تو **یتیم خانہ** کی مشکلات مالی میں خدا کے فضل سے ایک راہ نکل سکتی ہے۔

مدرسہ احمدیہ دوسری زیر بار مدات میں سے مدرسہ احمدیہ کی مد ہے جو یکم مارچ کو ایک ہزار روپیہ سے زائد کی زیر بار ہے۔ مدرسہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار میں قائم ہوا ہے اور یہ مدرسہ **دین کو دنیا پر مقدم** کرنیکا ایک معیار ہے۔ اس کے عمدہ انتظام اور تعلیمی نگرانی کے باعث جہاں پہلے اس مدرسہ میں طالبعلم آتے ہی نہ تھے اور وظائف دینے پر بھی میسر نہ آتے تھے۔ اب لڑکوں کی تعداد ۸۰ ہے یہ مدرسہ قوم کی بہترین **آرزوؤں** کو لئے ہوئے ہے حضرت صاحبزادہ صاحب اس کے ناظم ہیں۔ ایسی حالت میں مدرسہ کا زیر بار ہونا داغ ندامت ہے۔ لہٰذا اسپر توجہ ہو اسکو زیر باری سے نجات دلانے کے لئے احباب خصوصاً توجہ فرماویں میری دانست میں مدرسہ احمدیہ میں تھوڑی سی فیس بھی لگا دی جاوے جس سے اس کے بڑھتے ہوئے اخراجات میں سے کچھ حصہ مستقل آمد کا شروع ہو جائیگا۔ اصل بات یہ ہے کہ **امرا** کو تو اس طرف توجہ بہت کم ہے کہ ان کے بچے دینیات پڑھیں۔ مروجہ تعلیم کے بیش قرار اخراجات کو برداشت کرنا ان کے لئے نہایت آسان اور خوشکن ہے۔ مگر دینیات کے مدرسہ میں مفت تعلیم دلانا بھی مشکل

اگر کچھ لوگ ایسے نکل آویں جو اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں بھیجیں اور ان کے اخراجات خود ادا کریں تو مدرسہ احمدیہ کے اخراجات کا بوجھ بہت کچھ ہلکا ہو جاوے۔ جو خدا تعالیٰ اپنے دین کے خادموں کی جماعت کی نصرت اور حمایت خود کریگا جو اس مدرسہ سے نکلنے والی ہے۔ انشاء اللہ العزیز مگر قوم کا فرض ہے کہ وہ بہت جلد اس کی مالی مشکلات میں ہاتھ بٹائیں۔ **مدرسہ احمدیہ** کے لئے جب اشتہار دیا گیا جو ۱۴- جولائی سنہ ۱۹۰۸ء کو جناب مولوی محمد علی صاحب نے بحیثیت سکرٹری صدر انجمن شائع کیا تھا اس میں فراہمی سرمایہ کے متعلق یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ہمارے مکرم بھائی شیخ رحمت اللہ صاحب پچاس روپیہ ماہوار اور جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن اپنی پریکٹس کی آمدنی کا نصف حصہ اس غرض کے لئے دیا کرینگے۔

اگر ان عالی ہمت دوستوں کے طرز پر اور احباب نے بھی مستقل چندے اس مدرسہ کے لئے لکھوائے ہوں تو تعجب نہیں۔ اگر نہیں تو اب کوشش ہونی چاہئے کہ مدرسہ کے مستقل اخراجات کے لئے ماہوار چندوں میں اضافہ ہو سکے ۞

اشاعت اسلام کے صیغہ میں الحمد للہ آمدنی اچھی ہے۔ مگر ریویو کی ترقی اشاعت نہ صرف رکی ہوئی ہے بلکہ روبہ کمی ہے۔ اور سکرٹری صاحب اس کی وجہ **وی پی کا سلسلہ** ہی بتلاتے ہیں۔ اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یوں ہو سکتے ہیں کہ اگر رسالہ مفت دیا جاوے تو اس کی اشاعت برقرار رہ سکتی ہے والا قیمت کا مطالبہ کرنے پر کمی کا خوف ہے۔ یہ امر نہایت دلشکن ہے۔ میں خود اخبار نویس ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اخباروں یا رسالوں کی ترقی کے آجکل کیا اسباب ہیں۔ ریویو ایک مذہبی رسالہ ہے اور مذہبی مذاق ملک میں

آتا ہے۔ اکثر لوگوں میں جن کو بادی النظر میں کامل سمجھا جاتا ہے غور کریں تو بہت ہی کمزوریاں پائی جاتی ہیں لیکن یہ ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی زات ہے کہ نظر کو کتنا ہی باریک کرتے چلے جاؤ آپ کے کمال ہی کمال کھلتے چلے جائینگے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ - یعنی آپ کبھی بھی ہوائے نفس سے کلام نہیں کرتے تھے۔ بلکہ منشائے الٰہی کے ماتحت ہی آپ کے سب کام تھے۔ پھر فرمایا کہ:- وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ یعنی آپ نے جو کچھ پھینکا وہ آپ کا پھینکا ہوا نہ تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکا تھا۔ اسی طرح ارشاد ہوا ہے کہ قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین یعنی کہہ دو کہ میری نماز اور میری قربانیاں اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے۔ غرضیکہ آپ نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے منشاء کے آگے اس طرح ڈالدیا تھا کہ آپ کی ساری زندگی میں ایک نمونہ بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ آپ نے کبھی اپنی بڑائی بھی چاہی ہو۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کرکے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا۔ اور آئندہ کے لئے خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے ایک ہی دروازہ کھلا رکھا گیا۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا دروازہ ہے ایک زمانہ تھا جبکہ مختلف ممالک میں مختلف قوموں کے لئے انبیاء آتے تھے اور ایک کا دوسرے سے کچھ تعلق نہ تھا۔ لیکن آپ کی بعثت کے بعد کوئی شخص مامور نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی مہر نہ ہو بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ آپ کے کمالات اعلیٰ سے اعلیٰ ترقیات کی اُن منازل تک پہنچینگے کہ آپکے اتباع سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں کہ جو بڑے بڑے انبیاء کا مرتبہ رکھتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل - اور آپ کا فیض قیامت تک اسی طرح جاری رہیگا۔ کسی نبی کا سو سال کسی کا دو سو سال کسی کا ہزار سال کسیکا دو ہزار سال تک سلسلہ جاری رہا اور اس کے بعد ان کا . . . نور دلوں کو روشن نہ کر سکا لیکن آپ کا نور جب تک دنیا پر قائم ہے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دلوں کو منور کرتے ہوئے سلوک کی اعلیٰ سے اعلیٰ راہوں کو طے کرتا رہیگا۔

آپ کو دوسرے انبیاء ورسل پر ہزاروں ہی فضیلتیں ہیں مثلاً یہ کہ آپ کے لائے ہوئے دین کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی اور یہ خصوصیت کسی اور مذہب میں نہ تھی بلکہ وہ خاص خاص حالات کے ماتحت ہوتے تھے۔ پھر آپ کے نام کو کلمہ توحید کے ساتھ شامل کیا گیا جو فضیلت کسی اور نبی کو نہیں دی گئی یہ بھی آپ کے ختم پر ایک دلیل ہے آپ پر جس زبان میں کلام الٰہی اترا ہے وہ اب تک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہیگی۔ یہ فضیلت بھی کسی اور مذہب کے بانی کو نہیں ملی - موسیٰ مسیح زرتشت بدھ ویدوں کے رشی کسی رسالت کی زبان اب تک محفوظ نہیں اور کسی ملک میں بھی نہیں بولی جاتی جس کیوجہ سے نہ معلوم اُن کی کتب میں اب تک کیا تغیر و تبدل ہو چکے ہیں۔ آپ کو وہ صحابہ ملے کہ اور کسی کو نہیں ملے جان نثار سپاہی. فرمانبردار. مدبر. محتاط راوی۔ مخلص حافظ قرآن پاک بیبیاں نیک ذریت کامل خلفاء کوئی چیز بھی تو نہیں کہ جس سے آپ محروم رہے ہوں اور جو آپ کی تعلیم کے پھیلنے میں رکاوٹ کا باعث ہوئی ہو

اس کی وجہ کہ آپ خاتم النبیین کیوں ہوئے یہ ہے کہ آپ کل صفات الٰہیہ کے مظہر تھے اور پہلے انبیاء و رسل ایسے نہ تھے چنانچہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ یعنی آپ اللہ تعالیٰ سے ایسے قریب ہوئے کہ دو قوسیں جب ملائی جائیں تو جو اُن کے درمیان فاصلہ رہتا ہے اتنا فاصلہ آپ میں اور اللہ تعالیٰ میں رہگیا (یعنی کوئی فاصلہ نہ رہا) یہانتک کہ وہ بھی نہ رہا اور آپ اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے یعنی آپ نے اپنی کمان رکھی ہی نہیں - خدا کی ہی کمان میں اپنی کمان کو داخل کر دیا۔ اور اسطرح جہاں خدا کا تیر چلا وہیں آپ کا چلا اور جس کی نہایت میں چلا آپ کا تیر بھی اُسی کی نہایت میں چلا تو گویا کل صفات الٰہیہ کے آپ مظہر ہو گئے چنانچہ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ اوتیت جوامع الکلم یعنی ہر قسم کے کمالات مجھے دئے گئے ہیں جس کی تائید قرآن شریف کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔ وعلم آدم الاسماء کلھا۔

پس آپ اللہ تعالیٰ کے تمام اُن صفات کے مظہر تھے جن کا تعلق انسان کی ترقیات سے ہے - اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خاص خاص زمانوں میں اور خاص خاص قوموں اور خاص خاص ملکوں میں خدا تعالیٰ کے خاص خاص صفات کا ظہور ہوتا ہے۔ پس پہلے تو یہ تھا کہ ایک خاص صفت الٰہی کے ظہور کے وقت اُس زمانہ کے نبی کے کمالات اُس کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے اس لئے ایک اور نبی بھیجدیا جاتا تھا لیکن اب خواہ کسی زمانہ میں کسی ملک یا قوم پر کسی صفت الٰہیہ کا ظہور ہونا ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اس صفت کو اخذ کرکے دنیا پر پھیلانے کے لئے موجود ہوتے ہیں اور اسیوجہ سے اب کسی اور نبی یا رسول کے بھیجے جانے کی ضرورت نہیں رہی جو آپ سے الگ ہو کر اپنا سلسلہ قائم کرے بلکہ جو کمالات بھی انسان حاصل کر سکتا ہے وہ آپ ہی کے اتباع سے کر سکتا ہے۔

لیکن باوجود ان کمالات کے جو آپ میں پائے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی عبودیت کو ظاہر کرنے کے لئے فرماتا ہے کہ ما محمد الا رسول قد خلت من

کلمہ لا یترک کلہ یہ مناسب سمجھا کہ جہانتک ہماری سمجھ اور ذہنی قوت مدد سا ہو سکتی ہے اس مضمون پر ضرور کچھ نہ کچھ لکھا جاوے۔ اسی مضمون کے ضمن میں غالباً ہمکو کثرت ازدواج اور پردہ - طلاق وغیرہ کے مضامین پر بحث کرنی پڑیگی جس کے ساتھ یورپین مصنفوں اور دوسرے معترضوں کے خیالات اور آرا کی تنقید ہمارا کام ہوگا اور خصوصیت کے ساتھ ہز ہائنس آغا خانصاحب بالقابہ کی اس تقریر کے ایک حصہ پر جو انھوں نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے گذشتہ جلاس میں کی تھی ریویو کرنا ضروری ہوگا اس تقریر کا ایک حصہ ہم نے اس لئے کہا ہے کہ ہم اس مضمون کی نوعیت کے لحاظ سے جو حصہ اس کے متعلق ہے اسپر بحث کرینگے - اور باقی امور پر اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو کسی دوسری تقریب پر کچھ لکھ سکینگے۔ اگر توفیق ملی - ان امور پر نظر کرکے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ مضمون کوئی معمولی مضمون نہیں ہے جسپر رائے زنی کرنا آسان ہو بلکہ اس مضمون کے لکھنے میں ہم کو بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کرنی ہوگی اور عورت ذات کے متعلق قریباً دنیا کے یا کم از کم انڈیا کے بڑے بڑے مذاہب کے احکام پر نظر کرنی پڑیگی - بہرحال کچھ بھی ہو جہانتک ہم سے ممکن ہوگا ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے اس مضمون پر بحث کرینگے۔

نفس تمدن کیوجہ سے اور اخلاقی طور پر عورت فی نفسہا اس قابل ہے کہ اسکی مناسب تعظیم اور قدر کیجاتی کیونکہ دینی و دنیوی سلسلہ کے کمال میں انبیاء علیہم السلام کی والدہ ہونے کا شرف اسے حاصل ہے وہ جہانتک انسانی نسل اور اس کی ترقیوں کی تاریخ ہماری نظر کے سامنے آسکتی ہے وہاں اول قدم عورت کا پڑتا ہوا دکھائی دیتا ہے اس امر سے کوئی فلاسفر کوئی صوفی کوئی عالم کوئی بادشاہ کوئی نبرد آزما پہلوان غرض کوئی انسان انکار نہیں کر سکتا کہ ساری دنیا کی ماں بہرحال عورت ہی ہے اگرچہ مختلف حیثیتوں اور حالتوں میں اس کے کئی نام کیوں نہ بدل گئے ہوں اور اس میں بھی کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ کم و بیش ہر مذہبی دستور العمل اور کتاب میں یا ہر فرقے کے اخلاقی قوانین میں ماں کی حرمت عزت کسی حد تک قرار دی گئی ہو لیکن دیکھنا یہ باقی ہے کہ اس کی تعمیل کہانتک ہوئی ہے اور اس کی تکمیل کہاں کی گئی ہے۔

جہانتک دنیا کی تاریخ مل سکتی ہے اور جہانتک مختلف قوموں اور ملکوں کے رسم و رواج اور تمدنی حالت کا پتہ ملتا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمیشہ بجز ایک زمانہ خاص کے جس کا ذکر ہم کرینگے انشاءاللہ باوجودیکہ عورت کا جائز احترام ضروری تھا اس ام الدنیا کا انسانی غرور نے مناسب احترام نہیں ہونے دیا - اور اسکو ذلیل اور شرمناک حالت میں رکھا ہے جس سے زیادہ شرمناک حالت غالباً ملنی ہی ناممکن ہو۔

یہ مشاہدہ صحیح ہے جسکو کوئی جھٹلا نہیں سکتا کہ باوجودیکہ ہر فرقہ اور ہر طبقہ کے انسانوں نے اسی کے رحم میں اسی کا خون کھاکر پرورش پائی ہے لیکن انجام کار اسکو کمزور اور حقیر مخلوق سمجھ کر اسپر ہر قسم کے ستم روا رکھے گئے ہیں اور بجز اسلام کے کبھی انسانی ہمدردی اور محبت اس عاجز مخلوق کے لئے جوش میں نہیں آئی یا اگر آئی ہو تو وہ ایسی خفیف اور ناقابل ذکر ہے کہ اسکا بحالت موجودہ کہیں پتہ بھی اب نہیں مل سکتا - مردوں نے عورتوں کو ان کے ہی پیٹ سے نکلکر یہ سمجھا ہے کہ وہ دوسری اشیاء کی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مسخر کر دی ہیں - اور جس طرح وہ چاہیں اُن سے سلوک کریں اور پیش آئیں اس میں کوئی خطا اور گناہ نہیں - لیکن اگر اخلاقی حیثیت سے بھی دیکھا جاوے تو یہ خطرناک ناسپاسی کا داغ ہے - جو انسانی پیشانی پر لگتا ہے۔

اسلام سے پہلے کی تاریخ پڑھو اور مختلف قوموں اور ملکوں کے حالات پر غور کرو تو تمھیں معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی راحت بخش مخلوق جو اس کے لئے لباس قرار دی گئی تھی جو انسان کی کوفت و کلفت میں اس کے لئے سکون کا باعث تھی ایک تاریکی کے گڑھے میں پڑی نظر آئیگی جہاں اسپر ہر قسم کے ستم توڑے جاتے ہیں اور ہر ایک قسم کے ظلم اس کے لئے روا رکھے جاتے ہیں ان کے حقوق غصب کئے جاتے ہیں اور ذلیل ترین حالت میں انھیں رکھا جاتا ہے یہ تو پھر خیر گذری کہ خدا تعالیٰ نے رحمۃ للعلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام دیکر بھیجدیا ورنہ معلوم نہیں یہ فرقہ کہیں تحت الثریٰ میں پڑا ہوتا اور کیا اس کا حشر ہوتا - اور پھر خدا جانے مخلوق کس تباہی اور تاریکی میں مبتلا ہوتی۔

ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ عورت خواہ کیسی ہی دانشمند اور ہوشیار ہو مگر مرد کے سامنے بیوقوف اور نالائق ٹھہریگی اور وہ اس قابل نہیں سمجھی جائیگی کہ کسی اہم معاملہ میں مرد کی مشیر کار اور صلاح کار ہو اور نہ کوئی بات اس کی اس لائق ہو سکتی ہے کہ اسکو قابل پذیرائی سمجھ کر اسپر عمل کر لیا جاوے

عیسائی دُنیا کے خیال کے موافق یسوع مسیح کی شکل میں خدا مجسم ہو کر آیا (معاذ اللہ) مگر ہم کو تعجب اور حیرت ہوتی ہے کہ باوجودیکہ اس عجیب خدا نے بھی معمولی وقت تک اپنی ماں کے پیٹ میں رہکر اس کا خون پیا اور پھر سخت تکلیف کے ساتھ آخر پیدا ہُوا - جس سے بیچاری پاک مریم پر دشمنوں نے کیا کیا الزام اور بہتان لگائے اور بنی اسرائیل کے بزرگ اسوجہ سے کیسی کیسی مشکلات میں پھنسے کہ ان کو باوجودیکہ مریم اور اس کی ماں نے ہمیشہ تارکہ رہنے کا عہد کیا ہوا تھا اس عہد کو توڑنا پڑا اور پھر باوجودیکہ توریت کی شریعت کے موافق حمل میں نکاح بھی جائز نہ تھا تاہم بزرگان یہود کو دفع الوقتی کے لئے اس شریعت کی پاسداری کا خفیف سا خیال بھی نہ آیا اور انھوں نے چٹ منگنی اور پٹ بیاہ کی مثل پر عمل کرکے یوسف نجار کے ساتھ شادی کر دی بجالیکہ اس کی ایک اور بیوی بھی تھی - اور تعدد ازدواج گو توریت کی شریعت کے موافق کچھ ہی اثر اور حکم رکھتا ہو لیکن عیسوی شریعت میں ایک خطرناک بات سمجھی جاتی تھی کا ارتکاب کرنا پڑا - یہ سارے کرشمے یہ ساری مصیبتیں اور مشکلات عیسائی دُنیا کے مجوزہ خدا کے عورت کے پیٹ میں آنیکی وجہ سے پیش آئیں لیکن کمزور عورت ضعیف الفطرت عورت شاید اس امر سے تسلی پکڑتی کہ اب جبکہ خود خدا نے مجھے اپنی ماں بنا لیا ہے (معاذ اللہ) تو اس کی پیدائش کے ساتھ ہی میری مشکلات کا خاتمہ ہو جاویگا اور میری قدرت و عزت ہونے لگیگی

بہت ہی کم ہے۔ دس سال کے اندر جو رسالہ جس کے لئے کئی ہزار روپیہ اعانت کے رنگ میں آیا ہو اگر دو ہزار کی اشاعت تک نہ پہنچے تو الحکم کو اپنی کی اشاعت کا جو محض مالی مشکلات کی وجہ سے ہے کیا [illegible] ہو۔ لیکن میں یہ مشورہ دئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا جس حال میں رسالہ بعض بعض اوقات ایک نان سیکٹرین رسالہ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ پھر بھی اس کا تمام مسلمانوں میں شائع نہ پا جانا خالی از اسباب نہیں ہے۔ ایک ماہوار [illegible] میں جو مہینے کے بعد شائع ہو نامکمل مضامین بہت ہی کم دلچسپی کا خراج ناظرین سے لے سکتے ہیں۔ مسلسل مضامین تو آجکل اخبار میں لوگ ہفتہ وار اخبار میں بھی پسند نہیں کرتے چہ جائیکہ وہ ماہواری رسالہ میں ہوں۔ اس لئے اگر ایسے مضامین اگر مختلف ٹریکٹوں کی صورت میں شائع ہوں تو نہ یہ کہ وہ زیادہ مقبول اور دلچسپی سے پڑھے جا سکیں بلکہ ان کے ذریعے رسالہ کی آمدنی میں ترقی ہو اور رسالہ کا حجم بڑھا دینا چاہئے اس میں جس قدر مضامین بھی درج ہوں پورے ہوں اور مختلف ہوں جیسا کہ آجکل رسالہ تشحیذ الاذہان کی حالت ہے۔ ہمارے احباب اگر رسالہ کو جرنلزم کے اصولوں کے ماتحت ایک بہترین ماہواری مذہبی رسالہ بنانے کی کوشش کریں تو خدا کے فضل سے یہ امید کرنا بیجا نہیں کہ بہت جلد وہ ایک مقبول رسالہ ہو جاوے۔ ہماری جماعت میں جو اہل قلم ہیں وہ رسالہ ریویو کے لئے مضامین لکھ کر ایڈیٹران رسالہ کا ہاتھ بٹائیں آخر ایک دماغ سے جسقدر بھی مضامین نکلینگے ان کی نوعیت ایک ہی قسم کی ہوگی ریویو کی ترقی اشاعت کے لئے یہ بڑا ضروری امر ہے کہ اس کا حجم بڑھایا جاوے اور مختلف احباب اس میں لکھیں اور زیادہ تر ان مضامین پر لکھیں جو آجکل اسلام کے خلاف لکھے جاتے ہیں۔ تفسیر القرآن کو یا تو اس رسالہ کا ایک جزو بنا دینا چاہئے اور یا پارہ پارہ شائع کیا جاوے موجودہ طریق کچھ زیادہ مفید ثابت نہیں ہوا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ مولوی سید سرور شاہ صاحب کی خدمات مستقل طور پر اگر صیغہ تالیف میں بیجائیں بشرطیکہ مدرسہ احمدیہ میں کوئی نعم البدل مل سکتا ہو تو تفسیر القرآن کا کام عمدگی سے انشاء اللہ ہو سکتا ہے۔ یہ بھی شاہ صاحب کی ہمت ہے۔ کہ وہ کچھ کئے جاتے ہیں ان مشوروں کے ساتھ امید ہے قوم رسالہ کی ترقی کے لئے کوشش کریگی۔

مدرسۃ البنات کے متعلق ایک قربانی اور رسالہ اُستانی

مدرسۃ البنات کے متعلق ناظرین الحکم پڑھ چکے ہیں کہ **سکینۃ النساء** اہلیہ قاضی اکمل صاحب نے اپنی خدمات آنریری طور پر دینے کا وعدہ کیا ہے اس پاک تحریک کے بعد قادیان سے ایک اور نیک اور قابل بی بی نے جو **دستکاری** کے علاوہ تعلیم زنانہ پیس کے کام میں مذاق اور اچھا ملکہ رکھتی ہیں اپنے شوہر کے ذریعہ مجھے ظاہر کیا ہے کہ وہ بھی **مدرسۃ البنات** کے لئے اپنی خدمات دینگی۔ اور اسطرح اب صرف ایک **اُستانی** کی سخت ضرورت ہے جو حساب پڑھا سکے۔ اس اُستانی کے مل جانے پر **مدرسۃ البنات** انشاء اللہ العزیز کھول دیا جائیگا اور چونکہ مدرسہ کی معلمات آنریری ہونگی دیگر اخراجات بہت ہی کم ہونگے۔

عورتوں میں تعلیمی اور دینی مذاق پیدا کرنے کے لئے یہ بھی مناسب سمجھا گیا ہے کہ **مدرسۃ البنات** کیطرف سے ایک رسالہ **اُستانی** نام ماہوار شائع ہو۔ اس رسالہ میں وہی مضامین ہونگے جو ہر پہلو سے عورتوں کے مطالعہ اور دلچسپی کے قابل ہوں اور ان میں **دینداری** خانہ داری تربیت اور معاشرت کے پہلوؤں پر جدا جدا بحث ہو اور ہر عمر کی عورتیں اپنے مفید مطلب مضامین کا حصہ پا سکیں۔ رسالہ کو ہر طرح بہتر بنانے کی انشاء اللہ العزیز کوشش کیجائیگی۔ اور یہ امید کرنا بیجا نہیں کہ تشحیذ الاذہان کی کمیٹی [illegible] رسالہ کی اسطرح مدد کرنے سے مضائقہ نہیں کریگی جو مالی نفع و نقصان کے خیال سے الگ اور تجارتی اغراض سے جدا رکھا گیا ہو۔ اور اس کی غرض محض عورتوں کی اصلاح اور بھلائی ہو۔ غرض یہ تجویز ان دوستوں کے سامنے ہے جو مدرسۃ البنات کی ضرورت اور اس کے قیام کی فکر میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رضا کے لئے انہیں ایسی توفیق دے۔ اب میں ذیل میں وہ مضمون درج کرتا ہوں جس کا وعدہ کیا گیا تھا کہ "اسلام میں عورتوں کی حالت پر" جو مضمون نامکمل کبھی الحکم میں شائع ہوا تھا اب وقتاً فوقتاً لکھ کر مکمل کر دیا جاوے یہ مضمون سنہ ۱۹۰۳ء میں ایڈیٹر الحکم نے لکھا تھا اور اسوقت ہز ہائنس **سر آغا خان** بالقابہ نے پردہ اور کثرت ازدواج وغیرہ پر اپنی تقریر میں کچھ مخالفانہ ریمارک کئے تھے۔ اس کے بعد سید دلاور حسین نے کچھ ایسے ہی مضامین لکھے اور پردہ اور کثرت ازدواج وغیرہ پر انہیں ایام میں ریویو میں مضامین نکل گئے اس لئے اب ان پہلوؤں کو چھوڑ کر انشاء اللہ بعض اور پہلوؤں پر بحث ہوگی۔ جو اب تک چھوڑے گئے ہیں۔ پس ناظرین اس پہلے نمبر میں جو ان مضامین کا ذکر ہے اب آئندہ ان پر بہت کم بحث ہوگی۔ یہ مجھے اس لئے ذکر کرنا پڑا کہ پہلے نمبر میں اس کا ذکر ہے۔

اسلام میں عورتوں کی حالت

نمبر اول

آجکل بہت سی تحریکیں اس قسم کی ہو رہی ہیں کہ ہم مندرجہ بالا عنوان پر ایک مفصل بحث کریں چونکہ اصول معاشرت اور تمدن کی روح رواں اور اصل جان ایک معنی سے عورت ہی ہے اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ یہ مضمون بڑی دلچسپی کیساتھ پڑھا جاویگا۔ اگرچہ اپنی اہمیت و وقت کیوجہ سے یہ مضمون اس قابل تھا کہ ہمارے محسن اور مخدوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ یا حضرت مولانا و شیخنا حکیم الامۃ اس پر قلم اٹھاتے اور کچھ عجب نہیں کہ ہماری اس تحریک سے ان کو توجہ ہو جاوے لیکن ہم نے محض اس خیال سے کہ ما لا یدرک کلہ

کے تمام مشہور شہروں اور اسلامی ممالک میں علماء کے ایک گروہ کے ساتھ دورہ کریں اور وہاں کے طریقہ تعلیم نصاب تعلیم اندرونی انتظام اور دوسرے امور کا بغور مطالعہ کر کے ہر نیک اور عمدہ بات کو اخذ کر کے اپنے مدرسہ میں رائج کریں۔

عربی زبان اور عربی علوم اور علم الٰہیات کے پرجوش عاشق حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کو یہ خیال پہلے ہی سے تھا اور آپ نے اپنے بعض تلامذہ کو اپنے اخراجات پر مختلف اسلامی مدارس اور ممالک میں بھیجنے کی بارہا خواہش کی تھی کہ وہ ایک سفر کر کے ان امور پر ایک صراط مستقیم تجویز کریں۔

مگر قدرت نے یہ فخر ہمارے اولوالعزم نوجوان کے لئے رکھا ہوا تھا چنانچہ اس مقصد کو لیکر حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت امام کے حضور اجازت کی درخواست کی جس کو اعلیٰ حضرت نے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اس سفر کیلئے مندرجہ ذیل علماء حضرت خلیفۃ المسیح کے مشورہ سے تجویز ہوئے اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کو یہ عزت نصیب ہوئی کہ وہ اس سفر کے واقعات قلمبند کرنے کے لئے ان بزرگوں کے ساتھ ہو چنانچہ اس قرارداد کے موافق حافظ مولوی روشن علی صاحب مولوی سید سرور شاہ صاحب مولوی قاضی سید امیر حسین صاحب اور مولوی فاضل عبدالمحی عرب حضرت صاحبزادہ کے ساتھ طیار ہوئے ۳ اپریل ۱۹۱۲ء اس سفر کی روانگی کی تاریخ مقرر ہوئی تاکہ ندوۃ العلماء کے جلسہ پر بھی جا سکیں۔ ندوۃ العلماء کے جلسہ پر بعض دوسرے احمدی احباب مثلاً جناب مولوی محمد علی صاحب سکرٹری صدر انجمن احمدیہ اور مولوی خواجہ تیمور صاحب ایم۔ اے (جو آجکل اسسٹنٹ پروفیسر علیگڈھ کالج ہیں۔ یہ نوجوان اپنی ذاتی خوبیوں اور علمی قابلیتوں کے لحاظ سے ایک خاص نوجوان ہے جس نے حضرت خلیفۃ المسیح کی زیر تربیت علوم عربیہ دینیہ کی تحصیل تمام کی ہے۔ اور یہ امید رکھنا خدا کے فضل سے بہت قرین قیاس ہے کہ یہ نوجوان انشاء اللہ العزیز اسلام کے لئے ایک مفید وجود ہوگا۔) بھی جائینگے۔ مگر اس سفر پر یہی وفد جا رہا ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔ اور اس طرح پر وہ دن بھی قریب معلوم ہوتا ہے کہ ایک وفد ممالک اسلامیہ کے مدارس کے نصاب اور طریقہ تعلیم کے ملاحظہ اور تبلیغ کے لئے نکل سکیگا اور حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی کے سنہری اور قابل یادگار واقعات میں ہوگا

غرض جب روانگی کی اجازت اور تجویز ہو چکی تو آخر وہ وقت آ پہنچا کہ روانگی سے پہلے یہ گروہ اپنے امام کے حضور حاضر ہو

روانگی کے لئے اجازت اور طلب دعا

چنانچہ ۲ اپریل ۱۹۱۲ء کو عشاء کی نماز سے پہلے یہ کل احباب حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور حاضر ہوئے۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم ان بزرگوں سے پہلے پہنچ گیا تھا۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح ایک خادم کو کسی خط کا جواب لکھ رہے تھے۔ جب جواب سے فارغ ہوئے تو خاکسار ایڈیٹر الحکم کو قریب بلا کر فرمایا۔

ندوۃ نمبر پر ریمارک

میں نے آپ کا ندوۃ نمبر پڑھ لیا ہے اور خوب غور سے پڑھا ہے۔ مجھے اس میں دو نقص معلوم ہوئے ہیں ایک تو یہ کہ کسقدر سختی سے کام لیا ہے اور اس سختی میں بعض لوگوں کے نام لئے ہیں قرآن مجید کے طرز کو اختیار کرنا چاہیئے۔ قرآن مجید بلا اظہار نام غلط اور باطل عقائد پر زد مارتا ہے۔ اور ایسی زد مارتا ہے کہ کوئی کیا مار سکیگا۔ اگر قرآن مجید میں ابوجہل یا دوسرے منکرین مخالفین کا ذکر بقید نام ہوتا تو ان کی اولاد کو اس کا پڑھنا سخت ناگوار ہوتا۔

انبیاء علیہ السلام اور مامورین کی حالت کچھ اور ہوتی ہے وہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی کسی تحریک کے نیچے بعض لوگوں کے نام لیتے ہیں اور ان کے متعلق بعض اوقات ایک ایسی سختی سے کام لیتے ہیں جو سراسر رحمت ہوتی ہے۔ مگر ہر شخص کا کام نہیں کہ اس طریق کو اختیار کرے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں اپنی تحریروں میں مخالفین کو نام لیکر مخاطب نہیں کرتا۔ اب آپ کو معلوم ہوا ہے کہ فصل الخطاب کس کے لئے لکھی گئی۔ مگر جو شخص فصل الخطاب کو پڑھیگا اور اسے بتایا نہ جاوے۔ اسکو معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس کے جواب میں ہے۔ اس لئے قرآن کریم کے اس طریق کو میں بہت پسند کرتا ہوں۔ مولوی عبدالکریم مرحوم (بڑی لمبی دعا ان کے لئے فرمائی) مجھکو بہت پیارا تھا میں اس کی تقریر اور تحریر کو پیار سے پڑھتا۔ اور سنتا تھا ان کی تحریر میں اور تقریر میں تیزی ہوتی تھی میں اس تیزی کو بھی پسند کرتا مگر باوجود اس پیار کے جو مجھے ان سے تھا

خدا تعالیٰ کی کتاب تو انسے پیاری تھی اور پیاری ہے

عبدالکریم کیا مجھے تو خدا تعالیٰ کی کتاب سب سے پیاری ہے ہاں اس کے لانیوالا بھی میرا محبوب ہے۔ اور بہت ہی محبوب ہے۔ مگر اس کو بھیجنے والا پھر ایک ہی محبوب ہے۔ کہ اس کے سامنے ساری محبتیں فنا ہو جاتی ہیں اور یہ اسی محبوب کا کلام ہے۔

پیارے کی پیاری باتیں ہوتی ہیں۔

اور میری تو یہ غذا ہے۔ پس میں آپکو طرز تحریر اور طرز بیان میں قرآن مجید کے اسلوب کے اتباع کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ غرض مولوی عبدالکریم مرحوم نے ایک مرتبہ حضرت صاحب سے کہا کہ نور الدین کی تحریر میں تیزی نہیں ہوتی۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہاں ان کا طریق ایسا ہی ہے یہ نرم طبیعت رکھتے ہیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ میں ہر قسم کی تحریر اور تقریر پر خدا کے فضل سے قادر ہوں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ جب بولتا ہوں یا لکھتا ہوں تو میرے زیر نظر یہ امر ہوتا ہے کہ

کوئی اس سے نفع اٹھاوے

پس نفع رسان بنو اور جسطرح پر یہ تحریریں مفید اور نفع رساں ہوں اس کو مدنظر رکھو ہمارے طریق کو استعمال کرو اور ہمیشہ یہ مدنظر رکھو کہ کوئی سعادت مند فائدہ اٹھاوے مہدی کے متعلق جو مضمون آپ نے کہیں سے لیا ہے اس کا طرز بیان مجھے پسند نہیں آیا ایسے طرز بیان سے بعض اوقات صداقت مشتبہ ہو جاتی ہے اور لوگ اسکو معمولی پھبتی سمجھ لیتے ہیں اسواسطے صداقت کے اظہار میں ہمیشہ

متانت کی قدر

متانت اور ثقاہت سے کام لینا

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

حضرت مریم کی جو عزت اس فرضی خدا نے کی ہے وہ انجیل کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ کہ ایسے کلمات سے یاد کیا کہ گویا کوئی تعلق ہی نہیں۔ اور ایسے عورت کے لفظ سے پکارا جو کم از کم ایک مہذب کے منہ سے نکلنا آسان نہیں ہے۔ یہ عزت ہے جو عورت کی پہلے کی گئی ہے اور یہ وہ درجہ ہے جو اس ام الکائنات کو دیا گیا ہے۔ یہ تو دو ہزار برس کی بات ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں جسقدر پیچھے آپ چلے جاویں اس ضعیف ہستی کی ایسی ہی حالت نظر آئیگی کہ ایک درد دل رکھنے والا انسان اس منظر کو نہ دیکھ سکیگا۔ اور اس ام الکائنات کی درد انگیز کہانی کو نہ سن سکیگا۔ ہر زمانہ میں ہزاروں ہزار ترقیاں ہوئیں مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ (بجز زمانہ اسلام کے) جب کبھی محروم رہی تو عورت ہی محروم رہی۔ اور معرض زوال میں یہی آتی رہی۔

دنیا میں اُستہ الکبریٰ کی سلطنت کسی زمانہ میں عظیم الشان سلطنت تھی اور مغربی عیسائیت کا مرکز اور پایہ تخت تھی گو کہا جاتا ہے کہ اس سلطنت میں قوانین و آئین کے لحاظ سے ہر قسم کی ترقیاں ہوئیں اور فی الواقعہ ہوئیں مگر جب اس سلطنت میں عورت کے متعلق ہم تحقیقات کرتے ہیں تو اس عہد میں بھی وہ بدترین حالت میں ہمیں نظر آتی ہیں۔

(باقی آئندہ)

ایک دینی سفر

(نمبر اول)

تمہیدی نوٹ ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ حضرت خلیفة المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس سال الوصیت شائع کی ہے اُسی سال جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ آپ کے ایام زندگی اب بہت ہی تھوڑے ہیں اور سلسلہ نہایہ اعراب کے قابل ناز اور مسلم قادر الکلام والعلم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا اور ایسا ہی مولوی برہان الدین صاحب جہلمی بھی وفات پا گئے تو خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں ایک خاص جوش اور تڑپ پیدا ہوئی۔ کہ ایسے لوگ پیدا ہوں جو علوم دینیہ کے باعمل عالم ہوں۔ اس مقصد کے لئے آپ نے اپنے خدام کو فکر اور مشورہ کرنے کی ہدایت فرمائی کہ آیا مدرسہ تعلیم الاسلام کو ایک عربی مدرسہ کی صورت میں تبدیل کر دیا جاوے یا کوئی جدید عربی مدرسہ جاری کیا جاوے۔ اس مضمون پر احباب مقیم قادیان میں بڑے بڑے مشورے ہوئے۔ اور حضرت خلیفة المسیح اور صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؐ کے ماسوا اس وقت تمام اہل الرائے لوگ اس مسئلہ پر متفق تھے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی موجودہ شکل کو بالکل بدل دیا جاوے۔ اور اس کی بجائے ایک عربی مدرسہ قائم ہو۔ ایڈیٹر الحکم اُس وقت اپنے دوستوں کی رائے سے متفق تھا مگر اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور آخر ایک خط لکھا کہ حضور کا خاص منشاء کیا ہے۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ اس مدرسہ تعلیم الاسلام کو توڑ دیا جاوے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ رائے ظاہر ہوئی تو تمام احباب کو اپنی رائے کے تبدیل کرنے میں کوئی دقت اور مشکل پیش نہ آئی۔ بہرحال اُس وقت گو ہمیں حضرت خلیفة المسیح اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی رائے صحیح معلوم نہ ہوتی تھی تاوقتیکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی **صائب رائے** پر مہر کر دی۔ مگر آج تجربہ نے بتا دیا ہے کہ حضرت **خلیفة المسیح** کی باریک اور دوربین نگاہ نے وہ کچھ دیکھا تھا جو ہم نے نہیں دیکھا تھا۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب نے باوجود ایک خوردسال بچہ ہونے کے ایسی **عمدہ رائے** دی تھی جو آج ثابت ہوتا ہے کہ آب زر سے لکھنے کے قابل تھی۔ اور وہ ہمارے لئے جو انگریزی طریق پر قائم شدہ انجمنوں کے اصول پر **کثرت رائے** کے مسئلہ کو ایک لا تبدیل قانون سمجھتے تھے) پہلا موقعہ تھا اس بات کے سمجھنے کے لئے کہ

حق کے مقابلہ میں کثرت رائے کچھ چیز نہیں ہوتی

غرض اس جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مستقل دینی مدرسہ کی بنیاد پڑی جو اس سے پہلے ایک شکستہ اور کس مپرسی حالت میں چلا آتا تھا اور ہمارے مکرم بھائی قاضی سید **امیر حسین** صاحب اس کے مدرس اعلیٰ تھے۔ اگرچہ مدرسہ قائم ہونیکو ہو گیا اور چند روز اس کے متعلق جوش بھی قائم رہا مگر پھر مدرسہ کی حالت انتظام اور نصاب تعلیم اور تعداد طلباء کے لحاظ سے قریباً ایسی ہی ہو گئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے منشاء اور مصالحہ کے ماتحت خدا تعالیٰ کا موعود رسول ہم میں سے گذر گیا۔ اس کے بعد خصوصیت سے اس مدرسہ کی طرف توجہ ہوئی۔ یہانتک کہ حضرت خلیفة المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی پہلی تقریر خلافت میں دینی تعلیم کے انتظام کا آپ کی رائے کے ماتحت ہونیکا اقرار لیا۔ اور پھر رفتہ رفتہ مدرسہ کی اصلاح حالت ہوتی گئی۔ یہانتک کہ اس کا انتظام کلیتاً حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے سپرد ہو گیا۔ یہ

یہ دور جدید مدرسہ کے احیا کا موجب ہو گیا

حضرت صاحبزادہ صاحب کے باجود وجود کے مدرسہ کی حالت میں کیا تبدیلیاں ہوئیں یہ وقت نہیں کہ میں اس پر تفصیل سے بحث کروں مگر مختصراً یہ کہتا ہوں کہ جہاں آپ نے مدرسہ کے نصاب تعلیم مدرسہ کے شان **مدرسہ کے اندرونی انتظام۔ مدرسہ کے طریقہ تعلیم**۔ مدرسہ کے طلباء کی اخلاقی اور صحی نگہداشت ان کی بود و ماند کے متعلق اپنی بہت سی راتوں کو غور و فکر اور دعاؤں کے لئے دن کیا بہت سے دنوں کو اسی فکر میں بسر کر دیا۔ اور اب خدا کے فضل و کرم سے مدرسہ ایسی حالت میں ہے کہ ہم اسے ایک مدرسہ **عربی دینیہ** کہنے کا حق رکھتے ہیں۔

مگر صاحبزادہ صاحب کی انتھک کوشش اور ہمت نے اسی پر اکتفا نہیں کیا وہ چاہتے ہیں کہ مدرسہ میں ان تمام بہترین طریق کو رائج کریں جو آج ایک **عربی علوم** اور **الٰہیات اسلام** کے مدرسہ کے شایان شان ہو۔ اس مقصد کے لئے حضرت صاحبزادہ صاحب کے دل میں ایک تحریک پیدا ہوئی کہ وہ فی الحال **ہندوستان**

روحانی نظارہ جو خلیفۃ المسیح کو سات سال قبل دکھلایا گیا

کتاب نور الدین جو بجواب ترک اسلام مؤلفہ دھرم پال ۱۹۰۴ء میں لکھی گئی تھی اس کے ٹائیٹل پیج پر استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کئی صاحبوں نے لکھا دیکھا ہوگا - یہ دراصل اس روحانی نظارہ کیطرف اشارہ ہے جو آپ کو ان دنوں میں دکھایا گیا - آپ کیا دیکھتے ہیں کہ ہندوؤں کے گھر میں شادی کے بعد ایک مندر کیطرف لیجائے گئے ہیں جس میں وہ بڑے بڑے بُت ہیں - آپ کی موحدانہ طبیعت میں جوش آیا تو آپ نے استغفار پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ ایک بت گر گیا - پھر آپ دوسرے کیطرف متوجہ ہوئے - اور بہت استغفار پڑھا - مگر بُت جوں کا توں موجود تھا - تب آپ کو تحریک ہوئی کہ یہاں لاحول کے تبرے کام لینا چاہیئے - چنانچہ جب آپ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا تو وہ بت پاش پاش ہو گیا اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ نور الدین کی اشاعت کے بعد دھرم پال کا فتنہ آپ کی زندگی میں مٹایا جائیگا - اور دوسرا کام خدا تعالیٰ اپنے ید قدرت سے کریگا - اللہ اکبر ان حالات میں کون کہہ سکتا تھا کہ ایسا ہوگا مگر اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہی دھرم پال جو اسلام کو دنیا کا (نعوذ باللہ) سب سے بُرا مذہب قرار دیتا تھا اب اس کی تعریف میں رطب اللسان ہے - اور جو کتابیں اس نے اسلام کے خلاف لکھی تھیں انہیں خود اپنے ہاتھوں سے جلا چکا ہے - کوئی سعید روح ہے جو اس نشان سے فائدہ اٹھائے -

حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی نوشتہ فراست سے نور الدین صفحہ ۱۳۶ پر ایک سوال کے جواب میں لکھدیا تھا " اب تمہارے تبدیل مذہب کا باعث معلوم ہوا جب تم ایک حالت پر نہیں رہ سکتے تو تمہارا آریہ سماج دھرم پر استقلال بھی معلوم ہوگیا " اس میں سوچنے والوں کے لئے بہت سے نشانات ہیں -

ہوشیار باش

بعض غیر احمدیوں کا یہ قابل اعتراض رویّہ ہمارے نوٹس میں آیا کہ وہ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح کی تصانیف و تقاریر سے کالموں کے کالموں سطروں کی سطریں بلا اظہار نام اپنے مضامین میں درج کرتے یا اول سے آخر تک تمام مضمون اپنے نام سے نکال کر پبلک کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں - ان کو واضح رہے خدا کے فرستادہ خدا کے ولی کا کلام ... اپنے اندر ایک نمایاں اثر اور ایک خاص خصوصیت رکھتا ہے - اگر خاک ڈالنے سے چاند نہیں چھپ سکتا تو اس کی روشنی کب اس سیاہی میں چھپ سکتی ہے - جس کی تہ میں اسے چھپانے کی کوشش کیجاتی ہے - ہم عرصہ دو سال سے ایسا دیکھ رہے ہیں کہ ایک صاحب اپنے مضمون میں درس قرآن شریف کے نوٹ جو بدر میں شائع ہوئے ہیں اُن سے اور حضرت مسیح موعود کی دوسری کتب سے اپنے مضامین میں عبارتیں ملا کر اپنے نام سے شائع کر رہے ہیں - بلکہ مرحوم رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ نے تو یہ خدمت بڑی تندہی سے ادا کی کہ حضور مغفور کی تصانیف و تقاریر سے بلا حوالہ صفحوں کے صفحوں نقل کر دیئے - اس پر زور نوٹس لینا ضروری نہیں سمجھا گیا - وجہ یہ کہ ہمارا مقصود تو پیغام حق پہنچانا ہے نہ کہ ناموری - کوئی حق سے خواہ کسی ذریعے سے سنے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ کوئی شخص اس پاک و معجزانہ کلام کی ایسی قطع و برید کرے کہ مطلب ہی خبط ہو جائے اور اس کا حال اس حسین کی مانند ہو جائے جس کا کوئی نمایاں عضو کاٹ دیا جاوے - یا جسے بدبودار نفرت انگیز لباس پہنا دیا جائے یا اس لکھنے والے کا مقصد یہ ہو کہ بجائے **مسیح موعود** سے ارادت پیدا ہونے کے خود میری ذات ایک بزرگانہ و عالمانہ رنگ میں جلوہ گر ہو - فی الحال ہم نے اشارتاً توجہ دلائی ہے آئندہ ہم مفصل لکھنے پر مجبور ہونگے ❊

مدرسہ احمدیہ

یکم اپریل کو صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے ایک دلچسپ تقریر فرمائی جس میں بتایا کہ اسلام میں دو گروہ ابتدا سے موجود ہیں ایک دنیا کماتے پھر دین کے بھی کام آتے ہیں - ایک وہ ہیں جو دنیا سے منہ موڑ کر محض دین کے ہو جاتے ہیں - یہ سلسلہ منہاج نبوت پر ہے - اس لئے پہلے مقصد کے لئے مدرسہ انگریزی ہے اور دوسرے کے لئے مدرسہ احمدیہ ہے - جو ارشاد ربانی **ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر** کی تعمیل میں ہے - احباب کو چاہیئے کہ اس کی مدد کریں ❊

اس کے بعد آپ نے انعام تقسیم فرمائے صدر انجمن نے ۴۵ روپے انعام مقرر کیا تھا - چوتھی - دوسری پہلی سپیشل جماعت قرآن مجید میں اول رہنے والے کو آٹھ چھ پانچ - تین روپے علی الترتیب اور سارے مجموعہ نمبر کے لحاظ سے دوسری میں اول و دوم کو چھ اور چار روپے اور پہلی میں اول و دوم کو چھ اور چار روپے اور پہلی میں اول و دوم کو پانچ اور تین روپے اور سپیشل میں اول و دوم کو تین اور دو روپے انعام دیا گیا -

شیخ یعقوب علی صاحب کو شاخ دینیات سے ایک خاص دلچسپی ہے آپ نے اپنی قابل قدر تصانیف قریباً پچاس روپیہ کی اس موقعہ پر انعام دین اور آئندہ قرآن ادب میں اول رہنے والے کو ایک اشرفی انعام کا وعدہ فرمایا - مکرم میر ناصر نواب صاحب نے کچھ کپڑے دیئے - چند اور صاحبوں نے بھی اس میں حصہ لیا - اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے - اخیر میں صادق سیالکوٹی نے ایک نظم سنائی - جو اسی وقت فی البدیہہ کھڑے کھڑے تیار کی گئی تھی -

دارالامان کا ہفتہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے اور آپ باقاعدہ درس قرآن و حدیث دیتے ہیں -

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب بمعیت دیگر احباب سفر پر ہیں - سفر محمود کا ایک حصہ چھاپ دیا گیا باقی اگلے ہفتے - حضرت میر ناصر نواب صاحب دورے سے بے فائز المرام واپس آ گئے ہیں - اور دار الضعفاء جس زمین میں تیار ہونے والے تھے اسے بھرتی ڈلوا رہے ہیں آپ نے اشاعتِ نمبر ۴ بھی مرتب کر لیا ہے جو عنقریب چھپ کر شائع ہوگا -

چاہیئے ۔ دہلی کی زبان میں شوخ کلام کرنیوالے بھی ہوتے ہیں۔ مگر مجھے پسند نہیں۔ میرے کتب خانہ میں دواوین اردو میں سے ذوق - غالب اور مومن کے دیوان موجود ہیں۔ مگر سودا اور ابوظفر کا کلام نہیں رکھا اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے کلام میں وہ بات نہیں جو ذوق اور مومن کے کلام میں ہے۔ دہلی کے بعض لوگوں سے مجھے بڑی محبت ہے شاہ ولی اللہ صاحب شاہ عبد الغنی صاحب شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبد القادر صاحب وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ سے میں محبت رکھتا ہوں - آپکو معلوم ہے بار ہا میں نے اسکا ذکر کیا ہے ان کی زبان میں بڑی پاکیزگی اور ثقاہت ہے میں چاہتا ہوں کہ ہمارے دوست اپنی تحریروں میں ان لوگوں کا اتباع کریں۔ آپ ہمارے اسلوب تحریر کا بھی اتباع کر کے دیکھیں۔

یہاں تک حضرت نے گفتگو فرمائی تھی کہ حضرت صاحبزادہ صاحب اور مولوی حافظ روشن علی صاحب اور قاضی مولوی سید امیر حسین صاحب اور مولوی سید سرور شاہ صاحب بھی

تقرر امیر اور نصائح

حصول اجازت کے لئے آحاضر ہوئے مختصراً حضرت نے پھر ان ریمارکس کا ذکر کیا جو پہلے فرمائے تھے پھر فرمایا کہ:

"میں میاں صاحب کو تم پر امیر مقرر کرتا ہوں کوئی سفر بدون امیر کے جائز نہیں اس لئے میاں صاحب کو تمہارا امیر مقرر کیا ہے۔ میاں صاحب کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ **تقوی اللہ** سے اور چشم پوشی سے عموماً کام لیں بہت دعائیں کریں۔ جناب الٰہی میں گر جانے سے بڑے بڑے برکات اترتے ہیں اور آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے امیر کی پوری اطاعت اور فرمانبرداری کریں کوئی کام انکی اجازت کے بدون نکریں۔ علم کا گھمنڈ کوئی نہ کرے میں بھی علوم پڑھے ہیں میں بعض وقت کوئی لفظ بھول بھی جاتا ہوں مگر خدا کے فضل سے خوب سمجھتا ہوں بہت پڑھایا بھی ہے اور پڑھاتا بھی ہوں - مگر میں نے دیکھا ہے کہ محض علوم کچھ چیز نہیں۔

علم آں بود کہ نور فراست رفیق اوست۔

تم بھی اسی **علم** کو حاصل کرو۔ اور یہی اپنا مقصد بناؤ باقی علوم کچھ بھی چیز نہیں ہوتے۔ ان کا گھمنڈ بھی نہ کرنا دعاؤں سے بہت کام لینا۔ یہاں سے **چلتے** وقت راستہ میں کسی قریہ کو نہ کو دیکھو تو برابر دعائیں کرو۔ (وہ دعائیں جو مسنون ہیں)۔ اس مضمون کے آخر میں وہ دعائیں معہ ترجمہ لکھدی ہیں کسی سے مقابلہ ہو تو دعاؤں سے کام لو۔ کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو دعاؤں سے اس کا حل چاہو۔ میرا اپنا تجربہ ہے۔ میں بڈھا ہو گیا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر جاتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ اس کے دل کو کھول دیتا ہے اور آپ اس کی مشکل کا حل بتا دیتا ہے۔

صاحب منار نے سلسلہ کی مخالفت کی ہے اس سے ملو تو بشاشت عمدہ پیرایہ میں اسکو **جتاؤ** کہ گو تم نے مخالفت کی ہے مگر ہم لوگ ایسی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے ۔

علماء سے ملو اگر کسی سے کوئی عمدہ بات ملے تو اسے فوراً لے لو۔ کیونکہ **کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن اخذھا حیث وجدھا** یعنی حکمت کی بات مومن کی گم گشتہ متاع ہے اُسے لے لو جہاں سے ملے۔ پھر چند علماء کے نام بتائے اور چند مدارس کے نام لئے کہ ان سے ملو اور ان مدارس کو دیکھو۔

بالآخر فرمایا۔ دعاؤں سے کام لو۔ اب تم سب میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھدو میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں - پھر بھی دعا کرونگا اللہ تعالیٰ نے موقعہ دیا (باقی دوسرے نمبر میں انشاء اللہ العزیز)

نوٹ میں یہ سلسلہ سفر میں سے ہی لکھ رہا ہوں اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو یہ سلسلہ الحکم کے ناظرین کے لئے علمی اور دلچسپ سلسلہ ہوگا - آپ صاحبان دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحت و عافیت سے ہمکو اور ہمارے اس سفر میں **امام و امیر** حضرت صاحبزادہ صاحب کو فائز المرام حضرت امیر المومنین کے حضور میں پہنچائے اور انکی دعائیں ہمارے حق میں قبول ہوں آمین

(ایڈیٹر الحکم از لکھنؤ)

دعا ابو اللیث محمد اسماعیل صاحب احباب سے دین و دنیا کے حسنات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں ۔ اور عبد المجید خانصاحب کلرک ہیں صاحب بھی (سلسلہ) دعا کے منتظر ہیں۔

مختصر نوٹ از قاضی اکمل

فلیبک علی الاسلام من کان باکیا

اطبا کی کچھ ضرورت نہیں رہی

اصلاح ماہ مارچ میں لکھا ہے کہ ایک عورت کو عارضہ صرع کا تھا ہر قسم کے معالجہ سے عاجز آئی تو اس نے تعزیہ کی نذر کی جس سے اسکو صحت ہو گئی پھر کسی قسم کی شکایت نہوئی۔

۲ - ایک جمعدار کا لڑکا شدید مرض میں مبتلا تھا امید زیست نہ رہی ماں نے تعزیہ کی نذر کی - خدا نے صحت بخشی -

میرے خیال میں اب کیا ضرورت ہے کہ لوگ خواہ مخواہ ڈاکٹروں اور طبیبوں کی فیسیں بھریں اور بڑی بڑی قیمتی دوائیاں خریدنے پر مجبور ہوں۔ صرف تعزیہ کی نذر ماننی کافی ہے مایوس العلاج مریضوں کو مژدہ ہو۔ مگر تعجب ہے کہ شیعہ جو باقاعدہ تعزیئے اٹھاتے ہیں ان میں سے بھی کئی بیمار رہتے ہیں - اور شدید سے شدید مرضوں میں مبتلا ہیں وہ اس اپنے خانہ ساز نسخہ سے کیوں فائدہ نہیں اٹھاتے - پھر خود مدیر اصلاح نے پچھلے سال بڑا لمبا چوڑا مرثیہ پڑھا تھا کہ ہمارا وہ مرگیا وہ دنیا سے سفر کر گیا کیوں اسی نسخہ مجربہ سے مستفید نہوا۔

تعزیہ اٹھانا تو اکسیر تھا ہی مگر ایک واقعہ مندرجہ اصلاح سے معلوم ہوا کہ **ماہ محرم** میں کسی سنت نبوی کا ادا کرنا موجب عقاب ہے چنانچہ "اصلاح" میں ہی یہ واقعہ بڑے تفاخر سے درج ہے کہ سکرٹری صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ نے ماہ محرم میں دعوت دیدی جس کے بعد وہ لڑکا پتنگ اڑانے میں چھت سے گرا اب اس شخص کو اپنے فعل پر ندامت ہے خدا تعالیٰ امت مرحومہ پر رحم کرے اور چودہویں صدی کے ان نئے مجتہدوں سے بچائے جو دین کو رونے پیٹنے اور اپنے تئیں لوہے کی زنجیروں سے زخمی کرنے اور دو چار بالش کی کھچیوں اور برائی ... سے شرع کی سنت ادا کرنے میں مقصود سمجھتے ہیں۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے!

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے!

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے اب تک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں تو ضرور پڑھیئے اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ .... ایک روپیہ

نوٹ۔ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے لئے جاویں گے معہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور طلب کرو

گروکل کا جلسہ اور انتظام

آجکل گورکل کے جلسہ کے لئے لوگ دور دور سے بکثرت آ رہے تھے اور یہی وجہ تھی کہ جس گاڑی میں ہم ہردوار جا رہے تھے اس کے کسی درجہ میں جگہ باقی نہ تھی ہردوار کے سٹیشن پر گاڑی بالکل خالی ہو گئی اور اس وقت ایک عجیب نظارہ تھا سینکڑوں سادھو سنیاسی اور ہزاروں مرد و عورت پلیٹ فارم پر موجود تھے اور کچھ اس افراتفری سے جمع تھے گویا میدان حشر ہے سٹیشن سے باہر گروکل کی طرف سے ایک مختصر سا کیمپ لگایا گیا تھا جس کا انتظام لالہ تھوول صاحب ساکن بھیرہ کے سپرد تھا۔ لالہ تھوول صاحب اپنے ملائمیت جبی فراخ حوصلگی اور مستعد طبیعت کے ساتھ کام کر رہے تھے وہ بہت خوش ہوتے تھے میں نے کیمپ میں جا کر دریافت کیا کہ ہم گروکل جانا چاہتے ہیں انھوں نے ذیل کی بات چیت کی

لالہ تھوول صاحب - آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں!

ایڈیٹر الحکم - ہم لوگ قادیان سے آئے ہیں اور ہمارا مقصد ہے کہ گروکل کی تعلیمی حالت کا معائنہ کریں گو اس وقت ہم اسلامی مدارس دیکھنے جا رہے ہیں مگر راستہ میں گروکل کا دیکھنا بھی ضروری خیال کیا ہے۔

لالہ تھوول صاحب بڑی خوشی کی بات ہے آپ ضرور گروکل جاویں اور قادیان کے ساتھ تو ہمیں بھی ایک طرح ہمدم ہے کیونکہ مولوی نور الدین صاحب ہمارے بھیرہ ہی کے ہیں جن کی ذات پر ہم کو فخر ہے بھیرہ نے ایک ایسا پُتر (فرزند) پیدا کیا

ایڈیٹر الحکم اس میں کیا شک ہے بھیرہ کی خوش نصیبی ہے کہ ایسا وجود وہاں سے آیا - اب تو ہمیں آپ سے محبت ہو گئی اس لئے کہ آپ ہمارے آقا کے ہم شہر ہیں

لالہ تھوول درست ہے ہم کو ہر طرح سے خادم ہوں آپ پہلے کھانا کھائیں۔

ایڈیٹر حکم کھانا تو ہم سر دست نہیں کھائینگے اس وقت ضرورت ہے کہ آپ گروکل کی رہنمائی کریں کیونکہ آج ہم واپس ہو کر رات کو کلکتہ میل میں سوار ہونا چاہتے ہیں

ہم نے اپنا اسباب ریوے سٹیشن پر چھوڑا ہے مگر ہم مطمئن نہیں۔ میں نے اخبارات میں پڑھا ہے کہ اس لائن پر عموماً نقصان ہو جاتا ہے - اگر آپ ہمارا اسباب سٹیشن پر سے اٹھوا کر یہاں منگوا لیں تو شاید بہتر ہو۔

لالہ تھوول بہتر ہے میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔

یہ کہکر وہ اپنا سارا کام چھوڑ کر میرے ہمراہ ہوئے مگر سٹیشن پر جا کر معلوم ہوا کہ خواہ ہم اسباب اسی وقت لیں یا رات کو بہر حال مقرر کرایہ ہمیں ادا کرنا ہوگا اس پر لالہ تھوول صاحب نے کہا کہ آپ بے فکر رہیں ہم اسباب کے ذمہ دار ہیں یہاں ہی اسباب پڑا رہے

غرض وہاں سے فارغ ہو کر ہم کیمپ میں آئے اور لالہ تھوول صاحب نے مناسب ہدایات کے ساتھ ہمیں دو یکہ سواری کے لئے دیئے جنہوں نے کنکھل تک ہم کو پہنچایا وہاں سے پیدل گروکل پہنچے ہردوار کے کیمپ میں جس مستعدی کے ساتھ آریہ قوم کام کر رہی تھی وہ ایک قابل غور سبق تھا تمام والنٹیرز اپنے افسر کا حکم بلا چون و چرا مانتے تھے اور قطعاً اس کی وجہ نہ پوچھتے تھے سینکڑوں سواریوں کا انتظام آسان امر نہیں ہوتا مگر بدون کسی قسم کے شور و غل کے یہ کام ہو رہا تھا - اس نظارہ کو دیکھ کر مجھے حضرت **امیر المومنین خلیفۃ المسیح** نور الدین متعنا اللہ بطول حیاتہ کی ایک بات یاد آ گئی جو ایک موقعہ پر آپ نے فرمائی تھی اور وہ یہ ہے

کہ انسان جس جس قدر اپنے آپ کو قرآن مجید کی حکومت کے نیچے لاتا ہے اسیقدر وہ لاخوف علیھم و لا ھم یحزنون کے نیچے آتا جاتا ہے قرآن مجید کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری انسان کو اس مقام پر پہنچا دیتی ہے جس کا نام جنت ہے اور قطع نظر اور باتوں کے کوئی شخص بھی جو قرآن کریم کی کسی ہدایت پر عمل کرتا ہے وہ اس کا پھل پاتا ہے چراغ کا کام روشنی کا دینا ہے خواہ ایک مومن اس کو جلائے یا فاسق فاجر۔ وہ روشنی ضرور دیگا اسیطرح قرآن کریم کی ہدایت ہے۔

میں نے ایک شخص کو ایک مرتبہ کہا کہ قرآن مجید میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں - وہ ایک ایسی جگہ جاتا تھا جہاں اکثر لوگ زنا میں مبتلا ہو کر ان امراض خبیثہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو اس کو لازمی نتیجہ ہیں اسکو کہا کہ قرآن مجید کی ایک ہدایت کو یاد رکھو لا تقربوا الزنیٰ انہ کان فاحشۃ زنا کے قریب نہ جاؤ یہ بڑی بے حیائی اور بری راہ ہے اس شخص نے اس بات پر عمل کیا اور وہ خدا کے فضل سے محفوظ رہا

اس واقعہ کے بیان سے غرض یہ ہے کہ قرآن مجید کی ہدایت سے کوئی شخص بھی فائدہ اٹھائے وہ اس کا ثمرہ اٹھائیگا اسلام نے ایک امیر کی فرمانبرداری اور امام کی اطاعت کی کتنی تاکید کی ہے - اب جو قوم جو گروہ اس ہدایت پر عمل کریگا اس کے مبارک نتائج اسکو حاصل ہونگے آریہ لوگوں نے اپنے نظام کے لئے اپنے افسروں کی اطاعت کی - اس کا نتیجہ بہرحال اطمینان بخش ہونا چاہئے

المختصر ہم وہاں سے روانہ ہو کر **کنکھل** پہنچے - اور وہاں سے پیدل گروکل کو روانہ ہوئے گروکل کے راستہ میں دریائے گنگا حائل ہے اور وہ اپنی عجیب اور دلکش شان سے پیچ و خم کھاتی ہوئی بہ رہی ہے۔ وادی گنگا کا نظارہ قدرتاً نہایت دلربا واقع ہوا ہے گنگا کا پانی نہایت مصفا اور ٹھنڈا ہے گنگا کی تہ میں بیشمار پتھر پڑے ہوئے ہیں۔ راستہ میں دو تین جا سے گنگا کو عبور کرنا پڑتا ہے جسکو عارضی پلوں کے لئے قابل گذر بنایا گیا ہے۔

دامن کوہ میں درختوں کے جنگل اور جھنڈ میں گروکل کا جھنڈا لہراتا ہے - ۶ بجے کے بعد ہم گروکل کی سرزمین میں جا پہنچے چونکہ گروکل کا جلسہ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے انھیں ایام ایسٹر میں ہونیوالا تھا اس لئے جنگل میں منگل ہو رہا تھا - سینکڑوں کی تعداد میں چھپر بنائے گئے تھے جو جلسہ پر آنیوالوں کے لئے **مہمان خانے** تھے۔ اور یہ کہنا درست ہے کہ گروکل اگر **درویش خانہ** ہے تو وہاں آنے والوں کے لئے **پھوس** کی کٹیا ہی بہترین مکان ہو سکتا تھا جلسہ کا انتظام کرنے کے واسطے بہت نوجوان موجود تھے اور دروازے کے بہت ہی قریب **انکوائری آفس** تھا جہاں پہنچکر ہم نے لالہ منشی رام صاحب کا پتہ پوچھا اور کہا کہ وہاں پہنچا دو ایک نوجوان فوراً ہمارے ساتھ ہوا

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت چندہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

الحکم

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۱۶ | قادیان دارالامان ۲۱ و ۲۸ - اپریل سنہ ۱۹۱۲ء | نمبر ۱۵ و ۱۶

ایک دینی سفر

نمبر (۲)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز دیر تک نصائح فرماتے رہے اور فرمایا کہ ہر قسم کے لوگوں سے ملنا چاہئے اس سے بہت کچھ تجربہ اور فوائد حاصل ہوتے ہیں مومن کو ایک نیت کر لینی چاہئے جو نیک ہو۔ میرا اپنا تو یہ حال ہے کہ

من بہر جمعیتے نالاں شدم ؂ جفت خوشحالاں و بدحالاں شدم

میں چاہتا تھا کہ میاں صاحب کو ساری مثنوی پڑھا دوں مگر جس قدر پڑھ دی ہے وہ کافی ہے باقی اللہ تعالیٰ خود ہی آپ کو پڑھا دیگا۔

فرمایا ہردوار تو مدرسہ الہیات والوں کو یوگ ودیا کے متعلق ضرور بھجانا انہ ضرور ہے یہ بات کہ دو کہ یوگ ودیا کا نتیجہ شاکت مت نکلا ہے اسکو تم کیوں کوئی مفید چیز سمجھتے ہو۔ اس قسم کی نصائح کے بعد بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح نے اس وفد کو اجازت دی اور ۳ / اپریل سنہ ۱۹۱۲ء کو علی الصباح یہ جماعت روانہ ہوئی۔

امرتسر پہنچکر یہ تجویز ہوئی کہ چونکہ گروکل راستہ میں پڑتا ہے بہتر ہے کہ گروکل کو بھی دیکھ لیا جاوے۔ یہ تجویز پاس ہونے کے بعد ہردوار پسنجر سے ہم سب ہردوار کو روانہ ہوئے

افسران ریلوے کے توجہ طلب

اسی موقعہ پر اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات ذمہ وار ملازمان ریلوے کی بے پروائی اور عدم توجہی سے مسافروں کو سخت تکلیف ہوتی ہے ہم نے امرتسر سے ہردوار تک انٹرمیڈیٹ کلاس کے ٹکٹ لئے مگر انٹرمیڈیٹ کلاس کی گاڑی میں مطلق گنجائش نہ تھی مجبوراً تھرڈ کلاس میں سفر کرنا پڑا۔ گارڈ کو اطلاع دی گئی تاکہ زائد کرایہ کا دعویٰ کیا جاوے۔ متواتر کئی سٹیشنوں تک اسے تصدیق کرنے کے لئے عرض کیا گیا تب جاکر اس نے ٹکٹوں پر نشان کر دیا۔ بالآخر ہردوار کے سٹیشن پر آکر اطلاع کی گئی۔ امید ہے ذمہ وار افسر اسپر توجہ کرینگے۔ کہ مسافروں کو ایسے موقعہ پر کوئی دقت پیش نہ آوے۔

ہردوار

ہردوار ہندوؤں کا ایک نہایت مقدس شہر ہے ان کے اعتقاد کے موافق یہ بیت اللہ ہے اور ہردوار کے معنوں کا یہی مفہوم ہے۔ یہ گنگا کے کنارے ایک خوبصورت شہر ہے جو زیادہ تر مندروں ہی کا بنا ہوا ہے۔ اس وقت مجھے ہردوار کی تاریخ لکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ بتانا ہے کہ گروکل کو جانیوالے مسافروں کو اسی سٹیشن پر اترنا پڑتا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مہتمم و پروپرائٹر و پبلشر کے چھپ کر شائع ہوا

المنبر کی فتنہ انگیزی

المنبر جو نئے دن احمدیوں کے منہ آتا رہتا ہے اب ایک تحریر کے ذریعہ پھر کفر و تکفیر کے مسئلہ کو چھیڑ کر ہمیں اس فتنہ میں ڈالنا چاہتا ہے جس سے ہم خدا کے فضل سے کامیابی کے ساتھ نکل چکے ہیں - المنبر یقین رکھے کہ ہم ایسی بے مصرف باتوں میں ہرگز نہیں پڑنا چاہتے ہم دنیا میں کفر پھیلانے کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو مومن بنانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں یہ تکفیر اور فتویٰ بازی آپ کے ملانوں کو مبارک رہے اس مسئلہ پر ایک سیر کن بحث ہو چکی ہے جو حوالہ ۲۴ - مئی کے بدر سے آپ دیتے ہیں اگر اصل پرچہ پڑھو تو اپنے اعتراض کا جواب اسی فقرہ سے آگے پڑھ سکتے ہو - ہمارا عقیدہ ہرگز ہرگز کسی لڑکی کے خواب کی بنا پر نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں وہ فقرہ صاف صاف لکھ دیا جو اس لڑکی نے خواب میں سنا یعنی فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی وما رای۔

پھر دوسرے نمبر میں المنبر حضرت اقدس کے الہامات پر تمسخر اڑاتا اور انھیں گول مول بتاتا ہے اور اپنے چند مزخرفات اٹکل کے تکے پیش کرتا ہے - اور یوں بالواسطہ تمام انبیاء علیہم السلام کے الہامات کا مضحکہ اڑاتے ہوئے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرتا ہے - کاش اسے معلوم ہو کہ الہامی زبان کا یہی طرز ہے اور پیشگوئیوں میں ایمان کو بالغیب رکھنے کیوجہ سے ایک نہ ایک پردۂ خفا ضرور رہتا ہے تاکہ مجتہدین ثواب حاصل کریں - المنبر کے نزدیک تو مسیح کے الہامات بھونچال آئینگے - مری پڑیگی بھی گول مول ہونگے - اور ہم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین پر بھی دل میں اعتراض کھٹکتا ہوگا کہ خداوند عالم الغیب کو ٹھیک ٹھیک وقت معلوم نہ تھا جو بضع سنین کر دیا - درحقیقت کئی ایسے نام کے مسلمانوں کے دلوں میں ایسے ایسے اعتراض پوشیدہ ہیں جو براہ راست تو ظاہر نہیں کرتے مگر حضرت مسیح موعود کے مقابل میں ان کے دل کی باتیں ظاہر ہو جاتی ہیں - مثلاً کہتے ہیں کہ مسیح موعود اسلام کی اشاعت کے لئے آیا تو اب اس پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے - وہ بھی اسلام ہی پیش کرتے تھے جس پر ہم ایمان لاتے ہیں - یہ پہلا قدم ہے دوسرا قدم جب اٹھاتے ہیں تو دائرہ ارتداد میں جا پہنچتے ہیں اور وہ یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تو خدا منوانے کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے پس لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کی کیا ضرورت ہے - یہ سب کچھ مسئلہ نبوت کی ضرورت نہ سمجھنے کیوجہ سے ہے پھر ان لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ جب کسی مسئلہ پر بحث کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ صرف قرآن مجید سے دلیل دینی ہوگی - گویا ان کی نظر میں سنت و احادیث رسول اللہ صلعم اور قیاس صحیح و اجماع امت کوئی چیز نہیں - حالانکہ ایک مومن کی شان یہ ہے کہ وہ کسی مسئلہ پر غور کرتے ہوئے کتاب و سنت و احادیث سبیل المومنین و قیاس صحیح چاروں چیزوں سے کام لے۔

المنبر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر کلام گول مول بتاتا ہے وہ ذرا الہام ہدایت الایام یاتون من کل فج عمیق پر ہی غور کرے کہ ایک شخص ایک گاؤں میں رہنے والا شخص جسے علمی دنیا میں کوئی جانتا بھی نہیں وہ خدا سے خبر پاکر دعویٰ کرتا ہے کہ ایک وقت آئیگا کہ دور دراز علاقوں سے چل کر لوگ آئینگے اور مجھے ایک بہت بڑی جماعت مسلمانوں کی دیجائیگی اور باوجود سخت مخالفتوں کے کامیاب ہونگا اور قاتلانہ منصوبوں سے محفوظ رہکر ۷۵ برس کے قریب عمر پاؤنگا - اور مظفر و منصور اس دنیا سے اٹھایا جاؤنگا اب کیا المنبر اس صداقت سے انکار کرکے کہہ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ لفظ بہ لفظ پورا نہیں ہوا۔ اسے کہتے ہیں خدا کا کلام اور اس کا نام ہے سچا الہام - باقی رہا یہ سوال کہ ہم میں اور تم میں کیا فرق ہے - انشاء اللہ اس پر کسی وقت مفصل بحث ہوگی۔

انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ پر ایک نظر

جب میں نے پروگرام میں دیکھا کہ ہندوستان کے مختلف قابلیت و مختلف طبائع و مذاق کے علماء ایک جلسہ میں جمع ہونیوالے ہیں تو میرے دل میں شوق اٹھا کہ ان سروران کی تقریریں سنوں اور اسلام کی موجودہ حالت کا اندازہ لگا سکوں چنانچہ ۴ اپریل ۱۹۱۲ء میں خلیفۃ المسیح کی اجازت سے لاہور روانہ ہوا

۵ اپریل پہلا اجلاس بہت ہی بیرونق رہا - ایک پیر صاحب کا وعظ تھا وعظ اور لیکچر میں پہلے یہ فرق بیان کیا جاتا تھا کہ وعظ میں بالخصوص آیات و احادیث کا ذکر ہوتا ہے - اور لیکچر میں یہ نہیں ہوتا مگر بعض وعظ سننے سے یہ بات بھی کھل گئی کہ وعظ نام ہے چند بیہودہ اور بے نتیجہ کلمات کا جن کا کوئی سر ہو نہ پیر - بعض قرآن مجید کے پڑھنے میں اپنے علم موسیقی کے کمال کا ثبوت دیا مگر اس طرح حروف اپنے مخارج سے باہر نکل جاتے تھے آپ نے بیان کیا کہ سب نبیوں سے کہا گیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ ورنہ نہ نبوت ملیگی نہ اور کوئی فضیلت - پھر کہا کہ نئی روشنی کے جنٹلمین ہماری باتوں پر ہنستے ہیں - افسوس ہے کہ وہ قرآن مجید نہیں پڑھتے ورنہ وہ اس میں ایک صندوق کا ذکر ضرور پاتے - جو بولی بولتا تھا حضرت موسیٰ اور حضرت شعیب میں [illegible] کے لئے ایک خوفناک جنگ ہوئی - جبرئیل نے فیصلہ کیا - ۹ لاکھ آدمی نے اس عصا کے چھیننے کی کوشش کی میں نہیں سمجھتا کہ حمایت اسلام ایسے مواعظ سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتی ہے اور اسلام کو اس بھونڈی

اور ناظم جلسہ کے کیمپ میں لاکر چھوڑ گیا۔ وہاں سے فوراً ایک والنٹیر اور ساتھ ہوا ہمارا **وفد** وہاں ٹھہرا۔ ایڈیٹر الحکم حضرت امیر **وفد** حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ارشاد کے ماتحت لالہ منشی رام صاحب کے پاس پہنچا۔ لالہ منشی رام صاحب اس وقت ایک یورپین لوآنریبل سے ملنے کے لئے باہر آئے تھے مگر میری اطلاع پر فوراً وہ مجھ سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ اور مندرجہ ذیل گفتگو معمولی مزاج پرسی کے بعد ہوئی۔ یہ کہنا ایک معمولی امر ہے کہ لالہ منشی رام صاحب نہایت اخلاق اور خندہ پیشانی سے پیش آئے۔

لالہ منشی رام صاحب۔ آپ نے بڑی مہربانی فرمائی جو گروکل کی جھوپڑی میں تشریف لائے۔

ایڈیٹر الحکم میرا تو عرصہ سے آپ کے گروکل کو دیکھنے کا ارادہ تھا مگر کبھی فرصت ہی نہیں ہوئی۔ اسوقت اتفاق سے ایک تقریب نکل آئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت ایک کمیشن اسلامی مدارس کے معائنہ کے لئے قادیان سے نکلا ہے جس کی غرض یہ ہے کہ اسلامی درسگاہوں کے طریقہ **تعلیم** اور تربیت انتظام بورڈنگ ہوس۔ نصاب تعلیم اور دوسرے امور پر غور کرے۔ کیونکہ ہمارا ایک **اسلامی** مدرسہ دینیات کا ہے۔ جہاں سے اللہ تعالیٰ چاہے تو مبلغین اسلام پیدا ہوں ہم چاہتے ہیں کہ اگر کسی جگہ سے کوئی عمدہ بات یا انتظام عام یا تعلیم کے متعلق ملے اسے لیکر اپنے سکول میں رائج کریں ہمارے اس وفد کا امیر حضرت خلیفۃ المسیح نے صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو مقرر فرمایا ہے اور چند قابل علماء اور اساتذہ بھی شامل وفد ہیں۔

لالہ منشی رام۔ کیا جناب مرزا صاحب کے صاحبزادہ بھی آئے ہیں۔

ایڈیٹر الحکم وہ اس وقت آپ کے ناظم جلسہ کے کیمپ میں ہیں۔ ہم آج ہی واپس جانا چاہتے ہیں اور یہ جگہ تو نہایت خوشگوار ہے۔

لالہ منشی رام صاحب تو آپ چند دن یہاں ٹھہریں

ایڈیٹر الحکم۔ یہ میرا کام نہیں کہ میں ٹھہر سکوں خواہ میرا دل چاہتا بھی ہو۔ ہم اپنے امیر کے زیر حکم ہیں آپ ان سے دریافت کریں

لالہ منشی رام صاحب۔ بہتر ہے۔ انھوں نے پروفیسر رام دیو صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی کو بلایا۔ اور میرے ساتھ یہ ہدایات دیکر روانہ کیا۔

آپ مرزا صاحب کی خدمت میں چند روز ٹھہرنے کی التجا کریں اور انھیں گروکل میں پنڈت نندلعل صاحب کے کمرے میں ٹھہرا دیں۔ اور سب سے پہلے کھانا کھلا کر آپ کو آرام کرنے دیں۔ اگر وہ کسی وجہ سے قیام نہ کر سکیں تو پھر مہاشہ مرلیلال صاحب ساتھ ہو کر گروکل دکھائیں۔ اور جو امر دریافت کیا جاوے وہ آپ کو بتایا جاوے۔

پروفیسر رام دیو صاحب ایک نوجوان ہیں ان کا نام ہندوستان بھر میں ان کی مسلمہ **قابلیت** اور اعلیٰ درجہ کی قوت تحریر وتقریر کے لئے مشہور ہے ان کو دیکھ کر کوئی شخص قیاس نہیں کر سکتا کہ وہ بی۔اے بی۔ٹی ہیں۔ یا ان خوبیوں کے انسان ہیں جو ان میں پائی جاتی ہیں۔ نہایت سادہ زندگی ہے نہ لباس میں کوئی نمائش ہے نہ کلام میں تکبر اور خود نمائی۔ میں گروکل کے متعلق ایک رائے آخر میں لکھونگا۔ یہاں صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ پروفیسر رام دیو ایک نہایت خوش اخلاق نوجوان ہے اور قومی محبت کے نشہ میں وہ سرشار ہے۔ اپنی صحت اور عافیت کی بھی انھیں کچھ پروا نہیں۔ جسوقت ان سے ملنے کا موقعہ ملا ہے ان کا پاؤں زخمی تھا مگر وہ بدون پروا کئے چلتے پھرتے اور دوڑ دھوپ کرتے ہوئے اپنا فرض ادا کرتے تھے میرے ساتھ آکر انھوں نے دست بستہ حضرت صاحبزادہ صاحب سے اصرار چند روز قیام کرنے کی درخواست کی مگر معذوری ظاہر کرنے پر وہ ہم کو اس کمرہ میں لیگئے جہاں ہم کو ٹھہرانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور سب سے پہلا کام بلا توقف جو کیا گیا وہ یہ تھا کہ

ہمیں کھانا کھلایا گیا

کھانا کھانے کے وقت وہ خود اور دوسرے چند معزز صاحب تشریف فرما رہے اور کھانا کھا چکنے کے بعد لالہ مرلیلال صاحب کو ہمارے ہمراہ کر دیا تاکہ ہم گروکل کو دیکھ سکیں۔

(باقی آئندہ)

مضامین اکمل

دعا

یارب دلِ ناداں کو تو فہم وفراست دے
تو عقل کیاست دے تو علم سیاست دے
پھر کانٹوں پہ تلوہ ہو پھر طور کا جلوہ ہو
پھر من وسلویٰ ہو پھر رزق برمنّت دے
پھر پیار کی باتیں ہوں پھر وصل کی راتیں ہوں
پھر اگلی سی صحبت دے پھر پہلی سی الفت دے

یوسف کا اقرار

اربعین میں حضرت اقدس علیہ السلام نے حافظ محمد یوسف پنشنر امرتسر کے بارے میں لکھا تھا کہ "وہ ایک وقت حضرت عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا کشف بیان کرتے تھے آسمان سے ایک نور نازل ہوا مگر میری اولاد اس سے محروم رہ گئی۔ مگر اب سنا ہے اس سے انکار کرتے ہیں"۔ آخر حق حق ہی ہے۔ حق برزبان جاری۔ اب بعض اپنے منافقات کیوجہ سے آپ اس خبر کی تصدیق فرماتے ہیں۔ دیکھو اہل فقہ مطبوعہ یکم اپریل صفحہ ۳ "عبداللہ صاحب مرحوم بھی کہا کرتے تھے کہ میری اولاد سب دنیادار ہے۔ اسوقت تو ہم عبداللہ صاحب کی باتوں کو ایسا ہی جانتے تھے۔ مگر آج ہم خود دیکھتے ہیں"۔ دنیادار ہونا یا دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد لینے والے کو نہ ماننا ایک ہی بات ہے۔

بقایادار توجہ فرماویں

خریداران الحکم اپنے اپنے ذمہ کا حساب صاف کریں سنہ ۱۹۱۲ء کی قیمتیں پیشگی بھیجا دینگی

صورت میں دکھا کر کیوں غیر مسلموں کو ہم پر ہنسانا چاہتی ہے۔ اس کے بعد ایک اور مولوی صاحب اُٹھے غالباً یہ ان کا پہلا وار تھا۔ اس لئے قابلِ معافی ہے۔ آپ نے اپنی بھرائی ہوئی آواز میں بڑے زور کے ساتھ فرمایا جانتے ہو میں کون ہوں۔ افسوس ہے کہ ایک صاحب نے روک دیا۔ اور جو کچھ وہ کہنا چاہتے تھے دل ہی میں رہ گیا خیر میں انھیں انٹروڈیوس کرا دیتا ہوں آپ مولوی عبدالرحمٰن محی الدین لکھو کے والے کے خلف ہیں جن کا ذکر حقیقۃ الوحی میں ہے اور جو خدا کے نبی کے مقابلہ میں انی مھین من اراد اھانتک کے نشانے بن چکے ہیں۔ تقریر چونکہ دھیمی آواز میں پریشان خیالات کا مجموعہ تھی اس لئے سنی نہیں گئی۔

دوسرے اجلاس میں مسٹر بدر الدین قریشی نے اپنا مضمون سُنایا۔ آپ نے کہا صنعتی سکول کھولے جائیں مسلمان اپنے اپنے خرچ کم کر دیں مسلمان اپنے بھائیوں سے سودا خرید ا کریں جن کے پاس روپیہ ہو وہ بینک میں جمع کرا دے جو اس سے روپیہ بڑھیگا کچھ فائدہ (سود) بھی ملیگا پچھلے زمانہ میں بھی اس قسم کے معاہدے ہوتے تھے کہ اگر تجارت میں فائدہ ہوا تو میں ایک سو روپیہ کی بجائے ایک سو دس دیدونگا؟ مسلمانوں کو اپنی ذات پر بھروسہ کرنا چاہیئے (خدا پر؟) منشی محمد دین صاحب نے اپنا لیکچر صراط مستقیم پر پڑھا۔ پڑھا میں نے اس لئے کہا کہ لکھا ہوا مضمون سامنے رکھا تھا۔ مگر پڑھنے کا طرز ایسا تھا کہ دور بیٹھنے والوں کو یہ بات معلوم نہیں ہوتی تھی آپ نے قرآن مجید سے وہ تمام آیات جمع کی تھیں جن میں صراط مستقیم آتا ہے مجھے بہت خوشی ہوئی کہ ہر بات میں آپ قرآن مجید سے استدلال کرتے تھے گو وہ بعض جگہ غلطی بھی کھاتے تھے۔ لیکن یہ عمل بہت پسندیدہ ہے کہ مسلمان جو بات کہے قرآن مجید سے استنباط کر کے کہے مضمون کے بعض فقرات آپ کے عقائد پر بھی روشنی ڈال رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ شیطان سے میری مراد وہ ملکہ نظری ہے جو صراط مستقیم سے روکتا ہو لوح محفوظ دماغ انسانی کا نام۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ آیت لیستخلفنھم منسوخ نہیں ہوگئی۔ مفتی صاحب نے خدا جانے کبھی یہ سوچا ہے یا نہیں کہ اگر یہ آیت منسوخ نہیں تو کیا وجہ ہے کہ سلسلہ محمدی سلسلہ موسوی کے مطابق ہو اس سلسلہ کا آخری خلیفہ بھی ایک مسیح ہو

قاضی سراج الدین صاحب بیرسٹرایٹ لا یا یوں کہنا چاہیئے چودھویں صدی کے ایڈیٹر کا وقت تھا جب انکا لیکچر شروع ہو چکا تو زمیندار کے ایڈیٹر ظفر علیخاں صاحب اور ان کے ساتھ ایڈیٹر افغان اور تین آدمی اور یہ سٹیج سے اُٹھ کر چلے گئے ان کے جانے کے بعد ایک گوشہ میں صدا آئی کہ ان کو لیکچر کی ضرورت نہیں اور کچھ شور بھی ہوا مگر چونکہ وہ ایک خاص گوشہ میں تھا اس لئے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ پبلک کیطرف سے اظہار ناراضی نہیں بلکہ خاص کارروائی ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انجمن کے منتظمین نے بھی انہیں نہیں روکا یا روکنے کی کوشش ناکام رہی اور یوں اپنے لیکچرار کی بے عزتی چند نوجوانوں کے ذریعہ ہونے دی اس دفعہ انجمن حمایت الاسلام کے جلسہ میں یہ بہت بڑا نقص تھا کہ ایک فریق پر کھلم کھلا چوٹیں ہوتی تھیں اور ایک مشترکہ قومی پلیٹ فارم پر بلا وجہ بے سبب آوازے کسے جاتے تھے حالانکہ ان لوگوں کو انجمن اور اس کے مقاصد سے کوئی تعلق نہیں تھا تیسرے اجلاس میں خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر تھا آپ کی جادو بیانی اور شیریں الصوتی ہونے نے سامعین کو مبہوت بنا دیا اور اسوقت تمام جلسہ گاہ حاضرین سے پُر ہو گئی۔ آپ نے بیان کیا کہ نیومیریکل سٹرنگتھ یعنی تعدادی طاقت بڑھانے کے لئے اشاعت اسلام ضروری ہے اور اس کام کے لئے میری نگاہیں اگر کسی گروہ پر پڑتی ہیں تو وہ وہی ہے جس کو میں بھی ایک فرد ہوں اس فقرہ نے مجھے بڑا مزہ دیا مگر خواجہ صاحب نے اس کی تشریح کی اور فرمایا کہ میری مراد تو تعلیم یافتہ گروہ سے ہے۔ پھر آپ نے ان کیطرف روئے سخن کیا اور انھیں سمجھایا کہ پہلے تم خود اسلام کا نمونہ بننا چاہتے اگر شعائر اور اعمال کا نام اسلام تو بعض موجودہ انگریزی طرز کے مسلمان اور ایک آریہ میں کیا فرق ہے۔ کیا نماز شعار اسلام نہیں کیا یہ کسی وضعی حدیث سے ثابت ہے۔ کیا قرآن مجید میں بار بار اس کا ذکر نہیں کیا جنگ کے وقت بھی نماز پڑھنے کے قواعد کا ذکر قرآن میں نہیں۔ پھر اس سے اس قدر غفلت کیوں ہے۔ اگر بخش اور دین ناموں میں موجود ہونے سے کوئی مسلمان ہو سکتا ہے تو کئی ہندو ایسے ملینگے . . .

. . . .

. . . . اور اگر صرف مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے سے کوئی مسلمان ہو سکتا ہے تو میرے نبی نے فرما دیا ہے کہ ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے خواہ وہ عیسائی کے گھر میں ہو خواہ ہندو کے گھر میں یولد علی الفطرۃ وہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اسلام تو نام ہے اعمال صالحہ کا اور معتقدات صحیحہ کا اعمال کی تو کچھ نہ پوچھو یہاں تو معتقدات کی بھی خیر نہیں افسوس ہے نوجوانوں میں ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو کہتا ہے اسلام کی ترقی وابستہ ہے مذہب کے چھوڑنے پر۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ سولزیشن کے سوا کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ سوال یہ ہے کہ سولزیشن کے کیا معنی ہیں۔ یہی کہ کل قوی فطریہ وہ کام کرنے لگجائیں جن کیلئے وہ پیدا ہوئے ہیں۔ میرے دوستو! اسلام بھی تو یہی ہے فلاح بھی اسیکا نام ہے۔ تم فلسفہ جدیدہ پر ایمان لا کر یہ تو کہتے ہو کہ ہر چیز ایک قانون کے ماتحت ہے مگر انسان بھی تو اسی کائنات کا ایک فرد ہے وہ بھی کسی قانون کے ماتحت ہے یا نہیں یہی الٰہی قانون اسلام ہے فلسفہ قدیم نے انسان کو ارذل مخلوقات عالم بتا کر مشرک بنایا اور فلسفہ جدیدہ نے لارڈ آف یونیورس بتا کر دہریہ بنایا۔ اسلام نے درمیانی راہ اختیار کی اور سورہ عصر میں اس مسئلہ کو واضح کر دیا ایک طرف خلق لکم ما فی الارض جمیعاً اور دوسری طرف ایمان وعمل صالحہ نہ ہونے کی صورت میں ثم رددناہ اسفل سافلین کہا جا سکتا ہے کہ فلسفہ جدیدہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچا ہے۔ جس پر اسلام۔ مگر میں کہتا ہوں ربانی تعلیم اپنے ساتھ ایک روحانیت رکھتی ہے جس سے اخلاقی فاضلہ میں ترقی ہوتی ہے تم

لوگ پیدا ہو رہی ہیں ستر گنتھ کو بڑھانے کے لئے اشاعت اسلام کرو (کاش خواجہ صاحب فرماتے اعلاء کلمۃ اللہ اور خدا کی عظمت وجلال ظاہر کرنے کے واسطے) دیکھو وہ قومیں جن کے مذہب میں دوسروں کو پیغام الہی پہنچانا منع ہے اور جن کی رسوئی اذان کی آواز سے خراب ہو جاتی ہے۔ وہ تو چماروں اور چوہڑوں اور سکھوں کو ایک دستر خوان پر لا رہے ہیں اور تم خاموش ہو پہلے دین سیکھو پھر دوسروں تک پہنچاؤ۔ قرآن اللہ تعالیٰ نے آسان کر دیا اس کے لئے عربی دانی ضروری نہیں بلکہ خدا نے اس کے سیکھنے کا گر بتا دیا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ اور لا یمسہ الا المطہرون یہ معارف وحقائق تقویٰ وطہارت کی زندگی اختیار کرنے سے کھلتے ہیں خواجہ صاحب کا لیکچر ختم ہوا تھا اس لئے ظفر علیخانصاحب نے تحریک کی کہ خواجہ صاحب کو عشاء کے وقت پھر وقت دیا جاوے۔ چنانچہ آپ نے اپنا لیکچر دوسرے وقت میں ختم کیا۔ امرتسری مولوی ثناء اللہ اور حاجی محمد ابراہیم سیالکوٹی کے لیکچر بھی اسی سٹیج پر ہونے والے تھے۔ اور لطف یہ کہ ابراہیم صاحب اور خواجہ صاحب کا وقت بھی ایک ہی تھا۔ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے کہ ابراہیم و ثناء اللہ سے چیلنج ہو چکا ہے کہ ایک سٹیج پر ہم اسی تقریریں ہوں اور پھر دیکھیں کہ حاضرین پر کس کا زیادہ اثر ہوتا ہے اور کون حقائق ومعارف قرآنی بیان کرتا ہے۔ مولوی ابراہیم اس حسرتناک نظارہ کو نہیں بھولیگا کہ خواجہ صاحب کے وقت میں حاضرین بت بنے بیٹھے ہیں اور وہاں سے نہیں اٹھتے جب تک کہ خواجہ صاحب نہیں کہتے کہ جاؤ اب شام کی نماز پڑھو اور آپکے وقت میں لوگ وقت سے ۲۰ منٹ پہلے اٹھنے شروع ہو گئے اور سکرٹریصاحب اٹھ کر تاکید کرتے ہیں کہ صاحبان بیٹھے رہو مولویصاحب کا وعظ سن لو مگر لوگ بہت کم اس ارشاد کی تعمیل کرتے ہیں۔ پھر ابراہیم نے جو کچھ بیان کیا کاش وہ خود ہی اس پر نظر ثانی کریں سوال تو اچھا اٹھایا تھا کہ کیا وجہ ہے قرآن مجید بھی وہی اسلام بھی وہی مگر وہ "خیر وبرکات نہیں" مگر اس کا جواب کچھ نہیں دیا

اور ٹال دیا۔ جیسا کہ لا بد للمسلمین من امیر کے جواب میں سکوت کیا۔ بعد میں دو تین باتیں ایسی کیں جو نفس مضمون سے کچھ تعلق نہ رکھتی تھیں۔ ہاں ثناء اللہ صاحب کی کچھ تعریف کرتے جاتے تھے اور وہ بھی من ترا حاجی بگویم کے اصل پر۔ زندہ باش۔ جزاک اللہ کہتے جاتے تھے۔ یہی حال شیر پنجاب کے لیکچر کا ہوا جن کے لیکچر کا میں کوئی خلاصہ نہیں دے سکتا کیونکہ وہ مجموعہ تھا چند اشعار کا اور مجموعہ تھا چند ایسی باتوں کا جن سے قہقہہ پڑتا تھا اور چند حرکات واشارات کا جو کم از کم میرے نزدیک ایک مولوی فاضل کی شان سے بعید ہیں۔ گو ان کے لئے وہ مایۂ ناز ہوں۔ میں مولوی صاحب کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ وہ خدا کے لئے سوچیں کہ وعظ کا یہ اثر ہونا چاہئے کہ لوگوں کو اس کے کلمات سن کر ہنسی آئے یا یہ کہ دل خوف خدا سے پر ہو جائے اور رقت طاری ہو آپ نے بیان کیا کہ مسلمانوں کو فیشن درست رکھنا چاہئے اور اس فیشن کو سر کے بالوں کی مانگ سیدھی نکالنے اور داڑھی بڑھانے مونچھیں کٹوانے میں ختم کر دیا۔ مولویصاحب! اس پر تو اور کئی غیر مسلم لوگ بھی عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ مسلمان نہیں کیوں آپ نے یہ نہ کہا کہ ہمارا فیشن جو ہم کو دوسری قوموں سے جدا کرتا ہے وہ **نماز** ہے اور یہی وہ چیز ہے جس سے ایک مسلمان کسی صورت میں غیر مسلموں میں مخلوط نہیں ہو سکتا۔ قدرت نے آپ کی آواز بھی باریک بنائی ہے تاکہ آپ کے خود ساختہ لقب کی تردید ہوتی رہے۔ ان دونوں بزرگوں کا ذکر خواجہ صاحب کے ساتھ کرنا ضروری تھا اس لئے ترتیب قائم نہ رہی۔ ہاں تو رات کو نقشبندی محمد عظیم صاحب کا لیکچر دین و دنیا پر تھا۔ جا بجا۔ موقعہ بے موقعہ آپ زور دیتے تھے اور مثنوی مولانا روم کے بعض اشعار کی توضیح کرنا چاہتے تھے۔ دو مرتبہ صدر نے کچھ اٹھ کر کہنا چاہا مگر آپ بند ہوتے تھے۔ بڑی مشکل سے آپ نے اپنی تقریر کو چھوڑا۔ مولوی الف دین صاحب کا مضمون اچھا ہوتا ہے۔ مگر میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ آپ کی تقریر لوگ سنتے کم ہیں۔ آپ نے اپنے مضمون کے بعض حصوں کو

پڑھ کر سنایا۔ اسلام نے ہندوستان میں غیر مسلموں کی معاشرت اور مذہبی عقائد پر کیا اثر ڈالا یہ بیان بہت دلچسپ تھا۔ رات کو ہنری مارٹن صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج نے اپنا لیکچر دیا اور آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب نے صدارت کے فرائض ادا کئے اس کا خلاصہ ایک دوست نے عجیب الفاظ میں بتایا کہ صاحب نے کہا کہ خدا کو واحد جاننا اور مخلوقات عالم کو بھائی ماننا یہ اسلام ہے تو میں مسلمان ہوں۔ صاحب صدر نے کہا۔ اگر یہ کرسچینٹی ہے تو میں کرسچن ہوں۔ یہ سمجھوتہ ہماری سمجھ میں تو آیا نہیں مگر کم از کم اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جو نمونہ آجکل کے بعض مسلمان دکھا رہے ہیں اسے دیکھ کر تعجب نہیں کہ اگر ہنری مارٹن نے یہی اسلام سمجھ لیا ہو اور فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین کا راز حقیقت نہ پایا ہو۔ ہاں تو اس روز (۶ اپریل) صبح صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب کا لیکچر تھا جو آپ نے پنجاب محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس میں دیا۔ صاحبزادہ بہت متین اور پرجوش بزرگوار ہیں۔ خواجہ صاحب سے آپ کو خاص عقیدت ہے۔ چنانچہ آپ اپنے لیکچر میں بار باران کا نام لاتے تھے آپ نے پہلے تو سب دوستوں کو نصیحت کی کہ وہ ایک دوسرے کی نکتہ چینی اپنا پیشہ نہ بنا لیں بلکہ ٹالریشن پکار فرما ہوں اور وسعت قلب پیدا کریں۔ ہم سب مریض ہیں۔ ممکن ہے ایک سے دوسرے کوئی ضرر بھی پہنچے مگر چشم پوشی کرنی چاہئے اور قومی کاموں میں خود غرضی چھوڑ دینی چاہئے۔ کیونکہ ہم مسلمان ہیں جنکو پہلا سبق الحمد للہ رب العالمین کا دیا گیا ہے جب تمام خوبیاں اسی خدائے ذوالجلال کے لئے ہیں تو پھر ہماری خود غرضی کیسی۔ اس وقت ہماری ترقی انھیں دو باتوں پر ہے اصول عبدیت اور اصول نیابت۔ ایک طرف ہم فی الارض خلیفہ ہو کر اپنے مولیٰ کے اغراض ومقاصد کے ماتحت کام کریں اور کل کائنات عالم سے جو ہمارے مسخر ہے کام لیں اور دوسری طرف قومی گاڑی کو چلانے کے لئے بہ صفت موصوف انجنیر نہیں ملتا۔

زین سلانہ کا اور اسطرح اپنے حرائیف پر چوٹ کی۔ آپ کی تقریر بہت پُرجوش ہوتی ہے اور آپ کچھ ایسے بیخود ہوتے ہیں کہ بعض ناگفتنی کلمات بھی منہ سے نکل جاتے ہیں اور ان فقرات سے ایسا پایا جاتا ہے جیسے کوئی عربی عبارت کا ترجمہ کر رہا ہے۔ آپ نے قرآن مجید کو سوس کے جونشان ہیں وہ جمع کرکے اردو میں سنا دیئے اور یوں آیات کی تلاوت کرنے سے بچگئے۔ مگر جن لیکچراروں نے کوئی آیت یا حدیث پڑھی اور پھر بار بار غلط پڑھی ان کیخدمت میں گذارش ہے کہ وہ جہاں درلوٹ کرکے ناتے ہیں خدا کے لئے آیات کو بااعراب لوٹ کرکے سے آیا کریں۔ تاکہ گناہ کے علاوہ میلان کے احباء کو بھری محفل میں خفیف تو نہ ہونا پڑے

حاضرین سے سوال کیا کہ کیا آپ مسلمان ہیں پھر ایک مدرسہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی۔ بلکہ اس پر عمل کرنیکو آمادہ تھے۔ جس میں کلام اللہ سیرت نبوی اور حساب وغیرہ سکھایا جائیگا۔ اور اس کے لئے پچاس ہزار کی ضرورت جتلائی۔ جو ہزار روپیہ لوگوں نے ضمانت کے لئے دیا تھا وہ انجمن کے حوالہ کیا کہ کسی کو وظیفہ دیکر ولایت بھجوایا جائے اور کہا کہ ضمانت کا روپیہ گرہ سے دیدونگا۔ یہ سب احباب کو معلوم ہے کہ ضمانت کا روپیہ محفوظ جمع رہتا ہے بلکہ سود بھی ساتھ ملتا ہے۔ اس لئے جس کے پاس روپیہ ہو اس کے لئے کوئی بڑا ایثار نہیں۔ اس پر جلسہ ختم ہوا۔

الغرض انجمن حمایت اسلام بہت عمدہ کام کر رہی ہے اور اس کی ہر دلعزیزی روزافزوں ہے۔ قیامگاہ اور کھانے کا انتظام اچھا تھا۔ ماشٹر غدین صاحب روشن نے قابل تعریف محنت سے کام کیا۔ ہاں کھانے کھلانیوالوں میں سے ایک صاحب مہمانوں سے بدرشتی پیش آتے تھے

علی العموم میں نے یہ دیکھا کہ مسلمانوں میں روحانیت بہت کم ہے وہ کوئی علمی مضمون صبر کے ساتھ نہیں سُن سکتے۔ ہاں کوئی صاحب چٹکلے سنانیوالے ہوں تو ان کی بات سن لیتے ہیں۔ مسلمان لیکچراروں کو یقین ہو چکا ہے کہ اب ان کی ترقی مذہبی زندگی اختیار کرنے پر ہے

صاحبزادہ آفتاب احمد صاحب نے بھی یہی کہا کہ مذہبی تعلیم کی ضرورت ہے۔ اور منشی ظفر علی صاحب کا یہ فقرہ مجھے بہت پسند ہے کہ اور قومیں ترقی کرتی ہیں تو آگے بڑھنے سے اور ہم ترقی کرینگے پیچھے چلنے سے۔ جوں جوں ہم پیچھے ہٹینگے حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ سے نزدیک ہوتے جائینگے۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ کی شانیں تو بیان کرتے ہیں مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کوئی خدمت قابل ذکر نہیں سمجھتے۔ حالانکہ صدیقؓ کا ایمان قابل رشک صدیقؓ کی مساعی جمیلہ مشکور ہیں۔

صلح حدیبیہ پر ایمانوں کا امتحان ہوا۔ اسوقت معلوم ہوا کہ ایمان کس کا چٹان کی طرح مضبوط ہے۔ پھر وفات النبی کے وقت بیخود ہونا قابل توصیف ہے یا وہ جگر جو نہ صرف خود سنبھلا بلکہ دوسروں کو سنبھالا۔ اور زور سے اعلان کیا من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد الله فانه حی لا یموت

میرے خیال میں حضرت صدیقؓ کے احسانوں سے اولین و آخرین عہدہ برآ نہیں ہوسکتے ہم احمدی تو ان کے خاص طور پر ممنون ہیں۔ آپنے اپنی تقریر سے اس وقت کے فتنہ ہی کو نہیں روکا بلکہ گروہ آخرین کو بھی قابل قدر امداد پہنچائی کیونکہ ما محمد الا رسول پڑھ کر وفات مسیح پر اجماع کی مہر لگادی یہی وجہ ہے کہ میں صدیق اکبرؓ کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں۔ خدائے تعالیٰ انہیں جزائے خیر بخشے

حملہ بر خود میکنی ای سادہ لوح

اہل فقہ سلسلہ حقہ کا ایک شوخ گزادن

مخالف ہے۔ بعض اوقات اس کے قلم سے ایسے اعتراض نکلتے ہیں جن کی زد جناب رسالتمآب پر پڑتی ہے ایک مدعی اسلام کے لئے ڈوب مرنیکا مقام ہے۔ اگر وہ اپنے قلم سے اپنے مقتدا و سردار انبیاء کی جناب میں بلا واسطہ تو نہیں مگر بواسطہ گستاخی کا مرتکب ہو۔ وہ تین آدمیوں کے نام تھا پوری مجنون کے مریدوں

میں گھبرا کر لکھتا ہے۔ "مرزائی جماعت کا انتشار یقینی ہے اور عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے جبکہ مرزا صاحب کا مذہب صرف کتابوں میں رہ جائیگا"

کیوں صاحب آپ ہمارے انتشار سے کیوں گھبراتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسیلمہ کذاب نے دعوی نبوت کیا تھا یا نہیں۔ اس کے پیرو بھی کچھ لوگ تھے یا نہیں۔ ہ اس کی وفات کے بعد ارتداد العرب بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ہے یا نہیں آپ ایسے جلد باز تو اس صورت حالات میں بھی یہی کہتے ہونگے۔ آخر ان کو نادم ہونا پڑا۔ اور یہاں تو آپ ان تین کا بھی ثبوت نہیں دے سکتے قادیان آکر اس سلسلہ کی ترقی کا نظارہ دیکھو اور پھر اپنی ناکام کوششوں پر دل کھول کر نوحہ کرو۔ آپ کو اجازت ہے۔

اہل فقہ کو ہاتھ لگانا حرام

اہل فقہ نے ۱۸ اپریل کے پرچہ میں ایک فتویٰ چھاپا ہے

جس کے الفاظ یہ ہیں۔ "ہر اس چیز کو چھونا جس میں آیت قرآن لکھی ہو حرام ہے" چونکہ اہل فقہ میں آیات کلام اللہ ضرور ہوتی ہیں۔ اس لئے اسکو ہاتھ لگانا حرام ثابت ہوا۔ چونکہ یہ فتویٰ حنفی علماء کیطرف سے شائع ہوا ہے اور اہل فقہ بقول خود پکا حنفی ہے۔ اس لئے کم از کم اسے اور اس کے خریداروں کو اس فتوی پر ضرور عمل کرنا چاہیئے۔

ہاں ایک تجویز یا ترمیم بھی پیش کی گئی ہے وہ یہ کہ آیات و احادیث کا صرف ترجمہ اخبار میں چھپ جایا کرے۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ کیونکہ اگلی امتوں کی کتابیں جو محرف ہوئیں تو بہت بڑا سبب یہی ہے کہ ان کی الہی کتابیں ترجمہ در ترجمہ ہوتی گئیں۔ اور اصل کتب نسیاً منسیا ہوگئیں۔ خدا مسلمانوں کو ایسی حرکت ناشائستہ سے بچائے۔ ترجمہ تو مترجم کا اپنا خیال ہوتا ہے۔

معذرت

چونکہ فصل کی کٹائی کے دن ہیں اس لئے چندایک مشکلات کی وجہ سے ۲۱ اپریل کا الحکم شائع نہ ہوا۔ اس لئے یہ پرچہ ۲۱ و ۲۸ اپریل کا شائع ہوتا ہے امید کہ ۷ مئی کے پرچے میں سب کسر نکالدیجائیگی۔

یہ ضرورۃ الامام ۔ نام کی طلب صادق تھی ۔ خدا صاحبزادہ صاحب کی چشم بصیرت کو وا کرے اور وہ اس انجینیر کو پہچان سکیں ۔

صاحبزادہ کا ایک اور لیکچر ۷ اپریل کو ہوا اس میں آپنے اپنے نوجوان تعلیم یافتوں کو مفید نصائح کیں اور انھیں کہ گورنمنٹ سے قوم سے ہمارے تعلقات نہایت معتدل ہونے چاہئیں ۔ اپنی خودداری کو قائم رکھیں مگر وہ خود پسندی کی حد تک نہ پہنچے ۔ ہمیں چاہیئے کہ وہ فضولیاں چھوڑ دیں اور صرف کارنکٹائی ۔ اور پتلون پر اپنی عزت کا دارومدار نہ سمجھیں اور شراب جو ام الخبائث ہے اس سے قطعی طور پر کنارہ کریں ۔ بلکہ کسی انگریز کو بھی دعوت میں نہ پیش کریں ۔ اس سے ان کی نگاہ میں ہماری عزت ہوگی ۔ ہمارے لئے وہی پرانی شراب کیف انگیز ہے جو تیرہ سو برس گذرے خمخانہ توحید میں تیار کیگئی اور ساقی کوثر نے ہمیں پلائی ۔

خواجہ دل محمد کی نظم نعت نبی میں بہت اچھی تھی آپنے رسول اللہ صلعم کے غار حرا سے قوم کی ہدایت کیلئے تشریف لانے کا سین دکھایا جو بہت ہی دل پسند و دلاویز تھا ۔ شیخ عبدالقادر صاحب تو یوں لیکچر دیتے ہیں جیسے کوئی بے تکلفی سے باتیں کرتا ہے ۔ یہ طرز مجھے بہت ہی پسند آیا ۔ وہ کیا کر رہے آپ کیا کر رہے ہیں کے عنوان کی ماتحت آپ نے ولایت کے قومی کاموں کا یہاں کے کاموں سے مقابلہ کیا ۔

اصول عدم مزاحمت ۔ "جیو اور دوسروں کو بھی زندہ رہنے دو" پر خاص زور دیا ۔ بہتر تھا کہ وہ صحابہ کرام کی نظیر بھی دیتے ۔ اور اس اصل کو کتاب و سنت سے پیش کرتے ۔ مگر شیخ صاحب مجھے مغربی تمدن و تہذیب کے سامنے کچھ مرعوب معلوم ہوتے تھے ۔ آپ نے اُن قربانیوں کا ذکر بھی کیا جو ہمسایہ قوم پنجاب میں دکھا رہی ہے ۔ جو واقعی مسلمانوں کے لئے شرم دلانیوالی ہیں ۔

مولوی عبدالمجید صاحب وکیل نے اپنی نظم شروع کی مگر صرف دو بند پڑھنے پائے تھے کہ انھیں بٹھا دیا گیا اور ایک نابینا حافظ کو کھڑا کر دیا گیا ۔ یہ میرے نزدیک قوم کے بگڑے ہوئے مذاق کا جنازہ تھا جو اس وقت اُٹھایا گیا ۔ حافظ صاحب نے کہا کہ میں نظم جب پڑھونگا کہ مجھے روپیہ کے کھنکھنانے کی آواز آئے اور کہا میرا مقصود تو روپیہ جمع کرنا ہے ۔ یہ دل کو صدمہ پہنچانے والا فقرہ میں نے بعض اور لیکچراروں اور شاعروں سے بھی سُنا ۔ کیوں نہ ہمارے لیکچروں اور نظموں کا مقصد خدا تعالیٰ ہو ۔ یہ باتیں تو خود ہی حاصل ہو جاتی ہیں ۔ ایک مومن کے لئے یہ کلمہ موجب ندامت اور کفر کی حد تک پہنچانیوالا ہے ۔ کہ ایک لا الہ الا اللہ کہنے والے کا مقصد متاع قلیل یعنی چند ٹکے ہوں ۔ مومن کی تو دُنیا بھی دین کے حکم میں ہے بشرطیکہ نیت نیک ہو ۔ حافظ کی نظم مجھے تو ایسی اچھی معلوم نہوئی نہ اُس میں کوئی انوکھی بات تھی مگر لوگ ہیں کہ تالیاں پیٹ پیٹ کر اپنے وقار کا ماتم کر رہے ہیں ۔ ایک صاحب اُٹھے اور کہا کہ میں دس ہزار چھپوا کر شائع کرونگا ۔ ایک اور صاحب نے بھی اتنا خرچ دینا منظور کیا اور چندہ بھی ہوا مگر عجیب طریق سے ۔ ایک آئینہ نیلام ہوا اور اُس کی قیمت غالباً ۵ تک پہنچی ۔ تو ایک صاحب نے کوٹ اُتار دیا ۔ اور اس پر بولیاں ہوتی رہیں ۔ پھر کوٹ واپس دیا گیا ۔ ایک پیسہ نیلام ہوا ۔ غرض جو کچھ کسی نے دینا تھا وہ دیا ۔ لیکن اس بھونڈے طریق سے جس میں خشیت اللہ اور فی سبیل اللہ کا انداز نہیں پایا جاتا تھا ۔ کیا اچھا ہوتا کہ یہی روپیہ آداب صدقہ کے ساتھ دیدیا جاتا ۔ مگر جب قوم کا مذاق بگڑتا ہے تو ایسی باتوں کا خیال نہیں رہتا ۔ بعض مصرعوں پر بھی چندہ ہوا چنانچہ جب اس نے پڑھا " اس دی ڈاکٹری دے آگے کی حکمت یونانی تو ہمارے مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ۵ عنایت فرما کر اپنی وسعت قلبی اور قدردانی کا ثبوت دیا ۔ خیر یہ چندہ کا موقعہ تھا ۱۲ بجے تک چندہ ہوتا رہا ۔ پچھلے پہر ایک دو لیکچر ہوئے ۔ مگر لوگ ڈاکٹر اقبال شاعر نازک خیال کے انتظار میں تھے ۔ جلوہ صاحب نے اپنی ایک نظم سُنائی ۔ اور پگڑی نیلام پر چڑھائی ۔ پگڑی آپکے ہاتھ میں تھی اور ساتھ ساتھ اشعار سناتے تھے جسپر کچھ چندہ ہوا اور پگڑی آپ کو واپس ملی ۔

جناب اقبال اُٹھے اور ایک رباعی پڑھی جس کا آخری مصرعہ تھا ۔ "مسلم ہے جو تو پھر وطن سے کیا کام"

اسپر خوب تالیاں بجائی گئیں ۔ میں نے اپنے پاس بیٹھنے والے ایک دو صاحبوں سے پوچھا یوں صاحب! آپ اس کا کیا مطلب سمجھے ۔ تو اُنھوں نے کہا صاف ظاہر ہے کہ اگر تم مسلمان ہو تو غبار وطن کیوں خریدو ۔ پھر باہر نکل کر بھی بعض لوگوں سے پوچھا وہ بھی یہی سمجھے ۔ پھر آپ نے اور چند اشعار پڑھے جب آپ اس شعر پر پہنچے

کوئی آج مسلم خستہ جاں کو یہ جا کے میرا پیام دے
کہ وطن ہے دشمن آبرو تو اماں ہے ملک حجاز میں

تو اس وقت بھی بڑے زور سے تالیاں بجائی گئیں اس وقت بھی لوگوں نے یہی سمجھا کہ روئے سخن اخبار وطن کی طرف ہے ۔ کچھ بھی ہو اور میں خوب جانتا ہوں کہ ڈاکٹر اقبال کے پاس کافی عذرات اس کے متعلق ہونگے لیکن بہتر تھا کہ جیسے جناب اقبال کا پایہ سخن بہت بلند ہے اسی طرح وہ ایسے ناخوش آئند مناقشات سے اپنے تئیں الگ رکھتے ۔ دوستی کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہوتا ہے ۔ لاہور کی پبلک خصوصاً وہ جو جلسہ حمایت الاسلام میں موجود تھے جہانتک میں دریافت کرسکا وہ سب کے سب وطن اور ملت سے بیزار معلوم ہوتے تھے ۔ اور لوگ ظفر علیخاں پر جان دینے کو ملیا تھے جب صاحب موصوف نے رات کو اپنا لیکچر شروع کیا تو جس کثرت سے نعرہ ہائے شاباش بلند ہوئے وہ حیران کر دینے والے تھے اس میں کچھ شک نہیں کہ کسی کلمہ پر بیشک بیشک یا نعرہ تحسین کی آواز پہلے ایک دو سے شروع ہوتی جو مخصوص کونوں سے باضابطہ طور پر کسی قدر وقفے کے ساتھ آتی مگر پھر عام لوگ ان کا ساتھ دیتے تھے ۔ ظفر علی نے کہا یہ جلسہ ہے بیرا بھرا اور نتھو

یہ ضرورۃ الامام - امام کی طلب صادق تھی - خدا صاحبزادہ صاحب کی چشم بصیرت کو وا کرے اور وہ اس انجینر کو پہچان سکیں۔

صاحبزادہ کا ایک اور لیکچر ۱۴ اپریل کو ہوا اس میں آپ نے اپنے نوجوان تعلیم یافتوں کو مفید نصائح کیں اور کہا کہ گورنمنٹ سے قوم سے ہمارے تعلقات نہایت معتدل ہونے چاہئیں - اپنی خودداری کو قائم رکھیں مگر وہ خود پسندی کی حد تک نہ پہنچے - ہمیں چاہیے کہ وہ نفضولیاں چھوڑ دیں اور صرف کارنکٹائی - اور پتلون پر اپنی عزت کا دارومدار نہ سمجھیں اور شراب جو ام الخبائث ہے اس سے قطعی طور پر کنارہ کریں - بلکہ کسی انگریز کو بھی دعوت میں نہ پیش کریں - اس سے ان کی نگاہ میں ہماری عزت ہوگی - ہمارے لئے وہی پرانی شراب کیف انگیز ہے جو تیرہ سو برس گذرے خمخانہ توحید میں تیار کیگئی اور ساقی کوثر نے ہمیں پلائی۔

خواجہ دل محمدؐ کی نظم نعت نبی میں بہت اچھی تھی آپ نے رسول اللہ صلعم کے غار حرا سے قوم کی ہدایت کیلئے تشریف لانے کا سین دکھایا جو بہت ہی دل پسند و دلاویز تھا۔ شیخ عبدالقادر صاحب تو یوں لیکچر دیتے ہیں جیسے کوئی بے تکلفی سے باتیں کرتا ہے - یہ طرز مجھے بہت ہی پسند آیا - وہ کیا کر رہے آپ کیا کر رہے ہیں کے عنوان کی ماتحت آپ نے ولایت کے قومی کاموں کا یہاں کے کاموں سے مقابلہ کیا۔

اصول عدم مزاحمت - "جیو اور دوسروں کو بھی زندہ رہنے دو" پر خاص زور دیا - بہتر تھا کہ وہ صحابہ کرام کی نظیر بھی دیتے - اور اس اصل کو کتاب و سنت سے پیش کرتے - مگر شیخ صاحب مجھے مغربی تمدن و تہذیب کے سامنے کچھ مرعوب معلوم ہوتے تھے۔ آپ نے اُن قربانیوں کا ذکر بھی کیا جو ہمسایہ قوم پنجاب میں دکھا رہی ہے - جو واقعی مسلمانوں کے لئے شرم دلانیوالی ہیں۔

مولوی عبدالمجید صاحب وکیل نے اپنی نظم شروع کی مگر صرف دو بند پڑھنے پائے تھے کہ انھیں بٹھا دیا گیا اور ایک نابینا حافظ کو کھڑا کر دیا گیا - یہ میرے نزدیک قوم کے بگڑے ہوئے مذاق کا جنازہ تھا جو اس وقت اُٹھایا گیا - حافظ صاحب نے کہا کہ میں نظم جب پڑھونگا کہ مجھے روپیہ کے کھنکھنانے کی آواز آئے اور کہا میرا مقصود تو روپیہ جمع کرنا ہے - یہ دل کو صدمہ پہنچانے والا فقرہ میں نے بعض اور لیکچراروں اور شاعروں سے بھی سُنا - کیوں نہ ہمارے لیکچروں اور نظموں کا مقصد خدا تعالیٰ ہو - یہ باتیں تو خود ہی حاصل ہو جاتی ہیں - ایک مومن کے لئے یہ کلمہ موجب ندامت اور کفر کی حد تک پہنچانیوالا ہے - کہ ایک لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کا مقصد متاع قلیل یعنی چند ٹکے ہوں - مومن کی تو دُنیا بھی دین کے حکم میں ہے بشرطیکہ نیت نیک ہو۔ حافظ کی نظم مجھے تو ایسی اچھی معلوم نہوئی نہ اُس میں کوئی انوکھی بات تھی مگر لوگ ہیں کہ تالیاں پیٹ پیٹ کر اپنے وقار کا ماتم کر رہے ہیں - ایک صاحب اُٹھے اور کہا کہ میں دس ہزار چھپوا کر شائع کرونگا - ایک اور صاحب نے بھی اتنا خرچ دینا منظور کیا اور چندہ بھی ہوا مگر عجیب طریق سے - ایک آئینہ نیلام ہوا اور اُس کی قیمت غالباً ۲۰ تک پہنچی - تو ایک صاحب نے کوٹ اُتار دیا - اور اس پر بولیاں ہوتی رہیں - پھر کوٹ واپس دیا گیا - ایک پیسہ نیلام ہوا - غرض جو کچھ کسی نے دینا تھا دے دیا - لیکن اس بھونڈے طریق سے جس میں خشیت اللہ اور فی سبیل اللہ کا انداز نہیں پایا جاتا تھا - کیا اچھا ہوتا کہ یہی روپیہ آداب صدقہ کے ساتھ دیدیا جاتا - مگر جب قوم کا مذاق بگڑتا ہے تو ایسی باتوں کا خیال نہیں رہتا - بعض مصرعوں پر بھی چندہ ہوا چنانچہ جب اس نے پڑھا " اس دی ڈاکٹری دے آگے کی حکمت یونانی تو ہمارے مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ۲۰ عنایت فرما کر اپنی وسعت قلبی اور قدردانی کا ثبوت دیا - خیر یہ چندہ کا موقعہ تھا ۱۲ بجے تک چندہ ہوتا رہا۔ پچھلے پہر ایک دو لیکچر ہوئے - مگر لوگ ڈاکٹر اقبال شاعر نازک خیال کے انتظار میں تھے - جلوہ صاحب نے اپنی ایک نظم سُنائی - اور پگڑی نیلام پر چڑھائی - پگڑی آپ کے ہاتھ میں تھی اور ساتھ ساتھ اشعار سُناتے تھے جسپر کچھ چندہ ہوا اور پگڑی آپ کو واپس ملی -

جناب اقبال اُٹھے اور ایک رباعی پڑھی جس کا آخری مصرعہ تھا - "مسلم ہے جو تو پھر وطن سے کیا کام"

اسپر خوب تالیاں بجائی گئیں - میں نے اپنے پاس بیٹھنے والے ایک دو صاحبوں سے پوچھا کیوں صاحب! آپ اس کا کیا مطلب سمجھے - تو اُنھوں نے کہا صاف ظاہر ہے کہ اگر تم مسلمان ہو تو خار وطن کیوں خرید و - پھر باہر نکل کر بھی بعض لوگوں سے پوچھا وہ بھی یہی سمجھو - پھر آپ نے اور چند اشعار پڑھے جب آپ اس شعر پر پہنچے

کوئی آج مسلم خستہ جاں کو یہ جا کے میرا پیام دے
کہ وطن ہے دشمن آبرو تو اماں ہے ملک حجاز میں

تو اس وقت بھی بڑے زور سے تالیاں بجائی گئیں اس وقت بھی لوگوں نے یہی سمجھا کہ روئے سخن اخبار وطن کی طرف ہے - کچھ بھی ہو اور میں خوب جانتا ہوں کہ ڈاکٹر اقبال کے پاس کافی عذرات اس کے متعلق ہونگے لیکن بہتر تھا کہ جیسے جناب اقبال کا پایہ سخن بہت بلند ہے اسی طرح وہ ایسے ناخوش آئند مناقشات سے اپنے تئیں الگ رکھتے - دوستی کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہوتا ہے - لاہور کی پبلک خصوصًا وہ جو جلسہ حمایت الاسلام میں موجود تھے جہانتک میں دریافت کر سکا وہ سب کے سب وطن اور ملت سے بیزار معلوم ہوتے تھے - اور لوگ ظفر علیخاں پر جان دینے کو طیار تھے جب صاحب موصوف نے رات کو اپنا لیکچر شروع کیا تو جس کثرت سے نعرہ ہائے ثنا اُن کی بلند ہوئے وہ حیران کر دینے والے تھے اس میں کچھ شک نہیں کہ کسی کلمہ پر بیشک بیشک یا نعرۂ تحسین کی آواز پہلے ایک دو سے شروع ہوتی جو مخصوص کونوں سے باضابطہ طور پر کسی قدر وقفے کے ساتھ آتی مگر پھر عام لوگ ان کا ساتھ دیتے تھے - ظفر علی نے کہا یہ جلسہ ہے پیرا بھرا اور نتھو

زین سلانہ کا اور اسطرح پر اپنے حریف پر چوٹ کی - آپ کی تقریر بہت پُر جوش ہوتی ہے اور آپ کچھ ایسے بیخود ہوتے ہیں کہ بعض ناگفتنی کلمات بھی مُنہ سے نکل جاتے ہیں اور ان فقرات سے ایسا پایا جاتا ہے جیسے کوئی عربی عبارت کا ترجمہ کر رہا ہے - آپ نے قرآن مجید کی سوسن کے جو نشان ہیں وہ جمع کرکے اُردو میں سنا دیئے اور یوں آیات کی تلاوت کرنے سے بچگئے - مگر جن لیکچراروں نے کوئی آیت یا حدیث پڑھی اور پھر بار بار غلط پڑھی ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ جہاں ورلوٹ کرکے ناتے ہیں خدا کے لئے آیات کو با اعراب لوٹ کرکے ادا کریں - تاکہ گناہ کے علاوہ میلان کے احباء کو بھری محفل میں خفیف تو نہ ہونا پڑے - حاضرین سے سوال کیا کہ کیا آپ مسلمان ہیں پھر ایک مدرسہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی - بلکہ اس پر عمل کرنیکو آمادہ تھے - جس میں کلام اللہ سیرت نبوی اور حساب وغیرہ سکھایا جائیگا - اور اس کے لئے پچاس ہزار کی ضرورت جتلائی - جو ہزار روپیہ لوگوں نے ضمانت کے لئے دیا تھا وہ انجمن کے حوالہ کیا کہ کسی کو وظیفہ دیکر ولایت بھجوایا جائے اور کہا کہ ضمانت کا روپیہ گرہ سے دیدونگا - یہ سب احباب کو معلوم ہے کہ ضمانت کا روپیہ محفوظ جمع رہتا ہے بلکہ سود بھی ساتھ ملتا ہے - اس لئے جس کے پاس روپیہ ہو اس کے لئے کوئی بڑا ایثار نہیں - اس پر جلسہ ختم ہوا -

الغرض انجمن حمایت اسلام بہت عمدہ کام کر رہی ہے اور جس کی ہردلعزیزی روزافزوں ہے - قیامگاہ اور کھانے کا انتظام اچھا تھا - ماسٹر غدین صاحب روشن نے نہایت تعریف محنت سے کام کیا - ہاں کھانے کھلانیوالوں میں سے ایک صاحب مہمانوں سے بہ درشتی پیش آتے تھے علی العموم میں نے یہ دیکھا کہ مسلمانوں میں روحانیت بہت کم ہے وہ کوئی علمی مضمون صبر کے ساتھ نہیں سُن سکتے - ہاں کوئی صاحب چٹکلے سنانیوالے ہوں تو ان کی بات سن لیتے ہیں - مسلمان لیکچراروں کو یقین ہو چکا ہے کہ اب ان کی ترقی مذہبی زندگی اختیار کرنے پر ہو

صاحبزادہ آفتاب احمد صاحب نے بھی یہی کہا کہ مذہبی تعلیم کی ضرورت ہے - اور منشی ظفر علی صاحب کا یہ فقرہ مجھے بہت پسند ہے کہ اور قومیں ترقی کر تی ہیں آگے بڑھتے ہیں اور ہم ترقی کرینگے پیچھے چلنے سے - جوں جوں ہم پیچھے ہٹینگے حضرت ابوبکرؓ - حضرت عمرؓ - حضرت عثمانؓ سے نزدیک ہوتے جائینگے - پھر میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ کی شان میں تو بیان کرتے ہیں مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کوئی خدمت قابل ذکر نہیں سمجھتے - حالانکہ صدیقؓ کا ایمان قابل رشک صدیقؓ کی مساعی جمیلہ مشکور ہیں -

صلح حدیبیہ پر ایمانوں کا امتحان ہوا - اسوقت معلوم ہوا کہ ایمان کس کا چٹان کی طرح مضبوط ہے - پھر وفات النبی کے وقت بیخود ہونا قابل توصیف ہے یا وہ جگر جو نہ صرف خود سنبھلا بلکہ دوسروں کو سنبھالا - اور زور سے اعلان کیا من کان یعبد محمداً فان محمداً قدمات ومن کان یعبد اللہ فانہ حی لا یموت

میرے خیال میں حضرت صدیقؓ کے احسانوں سے اولین و آخرین عہدہ برآ نہیں ہو سکتے ہم احمدی تو ان کے خاص طور پر ممنون ہیں - آپ نے اپنی تقریر سے اس وقت کے فتنہ ہی کو نہیں روکا بلکہ گروہ آخرین کو بھی قابل قدر امداد پہنچائی کیونکہ ما محمد الا رسول پڑھ کر وفات مسیح پر اجماع کی مہر لگادی یہی وجہ ہے کہ میں صدیق اکبرؓ کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں - خدائے تعالیٰ بخیر جزائے خیر بخشے

حملہ برخود میکنی ای سادہ لوح

اہل فقہ سلسلہ حقہ کا ایک شوخ گردن

مخالف ہے - بعض اوقات اس کے قلم سے ایسے اعتراض نکلتے ہیں جن کی زد جناب رسالتمآب پر پڑتی ہے اور ایک مدعی اسلام کے لئے ڈوب مرنیکا مقام ہے - اگر وہ اپنے قلم سے اپنے مقتدا و سردار انبیا کی جناب میں بلا واسطہ تو نہیں مگر بواسطہ گستاخی کا مرتکب ہوا وہ تین آدمیوں کے نام تیا پوری مجنون کے مریدوں

میں گھنوا کر لکھتا ہے - "مرزائی جماعت کا انتشار یقینی ہے اور عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے جبکہ مرزا صاحب کا مذہب صرف کتابوں میں رہجائے"

کیوں صاحب آپ ہمارے انتشار سے کیوں گھبراتے ہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسیلمہ کذاب نے دعوی نبوت کیا تھا یا نہیں - اس کے پیرو بھی کچھ لوگ تھے یا نہیں - ہم اس کی وفات کے بعد ارتد العرب بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ہے یا نہیں آپ ایسے جلد باز تو اس صورت حالات میں بھی یہی کہتے ہونگے - آخر ان کو نادم ہونا پڑا - اور یہاں تو آپ ان تین کا بھی ثبوت نہیں دے سکتے قادیان آکر اس سلسلہ کی ترقی کا نظارہ دیکھو اور پھر اپنی ناکام کوششوں پر دل کھول کر نوحہ کرو - آپ کو اجازت ہے *

اہل فقہ کو ہاتھ لگانا حرام

اہل فقہ نے ۸ اپریل کے پرچہ میں ایک فتویٰ چھاپا ہے

جس کے الفاظ یہ ہیں - ہر اس چیز کو بلا وضو چھونا جس میں آیت قرآن لکھی ہو حرام ہے" چونکہ اہل فقہ میں آیات کلام اللہ ضرور ہوتی ہیں - اس لئے اسکو ہاتھ لگانا حرام ثابت ہوا - چونکہ یہ فتویٰ حنفی علماء کیطرف سے شائع ہوا ہے اور اہل فقہ بقول خود پکا حنفی ہے - اس لئے کم از کم اسے اور اس کے خریداروں کو اس فتوی پر ضرور عمل کرنا چاہیئے -

ہاں ایک تجویز یا ترمیم بھی پیش کی گئی ہے وہ یہ کہ آیات و احادیث کا صرف ترجمہ اخبار میں چھپ جایا کرے - یہ بڑی خطرناک بات ہے - کیونکہ اگلی اُمتوں کی کتابیں جو محرف ہوئیں تو بہت بڑا سبب یہی ہے کہ ان کی ایسی کتابیں ترجمہ در ترجمہ ہوتی گئیں - اور اصل کتب نسیاً منسیا ہوگئیں - خدا مسلمانوں کو ایسی حرکت ناشائستہ سے بچائے - ترجمہ تو مترجم کا اپنا خیال ہوتا ہے -

معذرت

چونکہ فصل کی کٹائی کے دن ہیں اس لئے چند ایک مشکلات کی وجہ سے ۲۱ اپریل کا الحکم شائع نہ ہوا - اس لئے یہ پرچہ ۲۱ و ۲۸ - اپریل کا شائع ہوتا ہے امید کہ ۷ مئی کے پرچے میں سب کسر نکالدیجائیگی -

هوالقاهر فوق عباده

۴۶ ہزار ٹن وزنی ۸۸۲ فٹ لمبا ۹۲ فٹ چوڑا ۔ ۹۷ فٹ بلند دنیا کا عظیم الشان امریکن جہاز جس پر ۱۱ لاکھ ۵۰ ہزار پونڈ لاگت آئی تھی ۔ جس میں سیر گاہیں ۔ تیرنے کے حوض ۔ بے تار برقی غرض راحت رسانی کے اعلیٰ ترین سامان تھے ۔ برفانی ٹیلوں سے ٹکرا کے جن کی لمبائی قریباً ایک سو میل تھی ۱۵ ۔ اپریل کو شمالی امریکہ کے انگریزی مقبوضہ نیو فونڈ لینڈ کے قریب ۔ غرق ہوگیا ۔ ۱۰ ۔ لاکھ پونڈ کے تو ہیرے ہی تھے ۲۳۵۰ آدمیوں میں صرف ۸۶۸ بچائے جا سکے ۔ جس سے ثابت ہوگیا کہ هوالقاهر فوق عباده ۔ انسان خواہ کسی قدر ترقی کرے مگر اللہ تعالیٰ کی طاقت بہت زبردست ہے ۔

مدینۃ المہدی

حضرت خلیفۃ بخیر و عافیت ہیں ۔ اور درس قرآن مجید و احادیث میں مشغول

حضرت صاحبزادہ صاحب مع علماء ابھی تک سفر پر ہیں جلد واپس آنے کی اُمید ہے ۔

خطبہ و نماز جمعہ خود حضرت خلیفۃ المسیح پڑھاتے ہیں ۔

سکول انگریزی کی عمارت بنانے کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی فراہمی کی اپیل کی گئی ہے ۔ گورنمنٹ نے ۳۰ ہزار دینا منظور فرمایا ہے ۔ بشرطیکہ ہم ساٹھ ہزار روپیہ تعمیر مدرسہ پر خرچ شدہ دکھا دیں ۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے اس جمعہ کے خطبہ میں قوم کو اپنے عہد پر جو ان کے دست مبارک پر کیا ہے ثابت قدم رہنے اور اپنے میں نیک نمونہ بنانے کی تاکید اکید فرمائی کیونکہ عہد شکنی کا نتیجہ نفاق ہے ۔ فاعقبهم نفاقا فی قلوبهم الی یوم یلقونه بما اخلفوا الله ماوعدوه وبما کانوا یکذبون

اور فرمایا کہ بدظنی سے بچو اور بدنام ہونے سے بھی بچو ۔ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے ۔ والله مخرج ماکنتم تکتمون جو کچھ تم چھپاتے ہو اللہ اسے ظاہر کرنیوالا ہے ۔ جو شخص ایک انسان کے سامنے تو بدی کرنے سے جھجکتا ہے ۔ مگر خدا کو حاضر ناظر جان کر پھر بدی کرتا ہے ۔ اس نے خدا کو نہیں پہچانا ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال کی توفیق بخشے ۔

مراکش بھی گیا

وکیل لکھتا ہے کہ وہ ملک جس کو مسلمانوں نے ۶۸۲ء میں فتح کیا تھا ۔ ۳۱ مارچ گذشتہ کو پیرس (دارالسلطنت فرانس) میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ سلطان مراکش نے اس عہد نامے پر دستخط کر دئیے ہیں جس کی رو سے آئندہ یہ ملک فرانس کا ایک ماتحت صوبہ رہجائیگا ۔ موجودہ سلطان مولائے عبدالحفیظ ۱۹۰۷ء میں تخت نشین ہوا تھا یورپ کا اثر و رسوخ روز بروز بڑھنے سے شورش بڑھتی گئی اور ابتری پھیل گئی قوم نے انکو معزول کر کے مولائے زین العابدین کو تخت نشین کرنے کا فیصلہ کیا ۔ فرانس نے مولائے عبدالحفیظ کی حمایت کے بہانے فوجکشی کی اور سلطان مراکش اس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن گئے ۔ موجودہ حالات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ اسلامی سلطنت کے اس انتہائی

بھارت سیوک اوشدھالیہ گجرات پنجاب کی موجودہ طبی دنیا کو حیرت میں ڈالنے والی اور فن طبابت سے بے بہرہ خود غرض بے حد اشتہاری لوٹیروں کو شرمندہ کرنے والی جادو اثر ادویات کے استعمال سے

حیرت انگیز صحتیابیاں

گورنمنٹ عالیہ کے حضور میں سرکاری اسٹامپ کے کاغذ پر حلفی تحریر داخل ہو کر دہ دوائی خانہ کی بچت کی پائی پائی رفاہ عام اور مریضوں کی ہی نذر کر دی جاتی ہے ۔ اپنے ذاتی مصارف کے لئے ایک پیسہ بھی حرام برابر ہے

صاحبان جہاں دیگر اشتہاری دوا فروش لکھ پتی بننے کے خواہشمند ہیں وہاں جناب حکیم لالہ میاداس جی نے علاوہ اپنے باون برس کے تجربات طبابت میں اکسیر الاکسیر ثابت شدہ ادویات سے کئی لاکھ لاعلاج مریضوں کو مختلف امراض سے صحتیاب کرنے کے گذشتہ سال میں عنقریباً پانچ ہزار روپیہ کی رقم نقد اور ادویات کی شکل میں دیزرشن کے مریضوں کی مفت نذر کر دی ہے کیونکہ ان کی دنیاوی ضروریات پر تماکی ایار دلیں سے طبابت کے سوائے دیگر ذرائع سے پوری ہو رہی ہیں انکا منشا کہ شن اپنے علاج و ادویات سے صحتیاب اشخاص کی نیک دعاؤں سے اپنی عاقبت کو سنوار نیکا ہے اور یہ تمام حالات اخبارات کا مطالعہ کرنیوالے احباب پر بخوبی روشن ہو چکے ہیں دو سال کے قلیل عرصہ میں آپ اس بزرگ کی ادویات سے صحتیاب شدہ بیسیوں اعلیٰ سرٹیفکیٹ اخبارات میں دیکھ چکے ہیں جو بڑے بڑے مشہور اور پرانے روائی عامنجات کو نصیب تک نہیں ہونگے یہ اشتہار کسی مالی فائدہ کے لئے نہیں دیا جاتا بلکہ یہ صرف اس لئے دیا جاتا ہے کہ جن لوگوں کو اس بزرگ کی بے غرض پبلک خدمات کا حال معلوم ہو وہ اگر چاہیں تو ان سے فائدہ اٹھاویں اور اس کے حق میں دعائے خیر دیں کسی صاحب سے ہرگز ہرگز کوئی غلط یا خاص استدعا نہیں بلکہ جب تک بار بار اطمینان جم سکے صرف وہ اپنے وقت کے دھنونری کی جادو اثر ادویات سے فائدہ اٹھاوے سلسلہ اور دریا جاری ہم کی تاجپوشی کی خوشی میں اس بزرگ کی ساڑھے تین ہزار روپیہ کی وقف کردہ رقم میں سے مبلغ ڈیڑھ ہزار روپیوں کی ادویات یعنی انت بل رسائن اور طلا مایوسین پبلک کو مفت نذر ہو چکی ہیں انعامی ڈبوں کا نتیجہ اخبار ہندوستان اور آریہ گزٹ میں گزشتہ ہفتہ شائع ہو چکا ہے ۔ اب یکم جون ۱۹۱۳ء کے مبلغ دو ہزار کی باقی ماندہ رقم میں سے مندرجہ ذیل ادویات خاص ۱/۴ رعائتی قیمتوں پر پبلک کی نذر کی جاویگی جس صاحب کا جی چاہے منگالے ورنہ پھر قیمت مقررہ سے ایک پائی بھی کم نہ لیجاویگی ۔

چند تازہ اور بلا جان پہچان بلا استدعا موصول شدہ معززین کی قابل دید شہادتیں (۱) شری بابو لال سیوک ایم بی اے کلاس گورنمنٹ کالج لاہور میرے دوست نے انت بل رسائن کی از حد تعریف کی ہے میں نہایت خوش ہوں کہ آپ نے ایک ایسی اعلیٰ دوائی پیدا کر کے خلق خدا کی کئی امراض کو دور کیا ہے میرے مہربان دوست مجھے لکھتے ہیں کہ انت بل رسائن چہرہ پر خاص سرخی پیدا کرتی ہے ۔ دماغ تمام دن کام کرتے نہیں تھکتا طبیعت میں خاص کسادٹ پیدا نہیں ہے جسم کا بوجھ بھی بڑھ گیا ہے ۔ غرضیکہ معہ اصل عجیب اور اکسیر ہے ... میں تولہ کے استعمال کے ہیں بذریعہ ڈاک ... تولہ کے لئے اور ارسال فرما دیں ...... وغیرہ (۲) جناب بابو لچھمن داس صاحب پوسٹ ماسٹر کھیوڑہ (سندھ) جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا تھا صرف بیس تولہ ہی مریض کو بیشک بہت فائدہ ہوا ہے تمام بہت کچھ ترک کیا ہے اور دیگر بیشمار فوائد نظر آتے ہیں ۔ میں ان بزرگ و رفیق آثار کا تہ دل سے شکر گزار ہوں ...... وغیرہ (۳) جناب ڈاکٹر سردار کرپال سنگھ صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس ملتان آپ کی معجون کیا ہے آبحیات ہے ۔ مردہ ہڈیوں میں جان ڈالنا دل و دماغ کو ہر وقت خوش رکھنا دراصل سے بڑھ کر طاقت پیدا کرنا آپ کی معجون کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے ۔ دو ماہ سے احتلام بالکل نہیں ہوا ...... وغیرہ (۴) جناب مہتہ گیان چند صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر چیف کورٹ پنجاب ۔ میں آپ کو انت بل رسائن کے واقعی ایک لاثانی مقوی دوائی ثابت ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں مریض کہتا ہے اس معجون سے اس کے جسم میں ایک روح آگئی ہے اس پبلک خدمت کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ (۵) جناب منشی سید احمد صاحب پوسٹ ماسٹر قدس ضلع سیالکوٹ ۔ میں نے انعامی سلسلہ میں آپ سے جو طلا مایوسین کی چار روپیہ مقررہ قیمت والی شیشی صرف ایک روپیہ عوض منگائی تھی اسکے استعمال سے مریض کو وہی جادو نما اثر ہوا اور آپکے نیک خیالات میں تو حق ہے ...... وغیرہ (۶) بارہ برس کے پرانے مرض سوزاک کے ایک مریض کی دردناک تحریر جناب پنڈت کشن چند جی شرما پٹواری از مقام دلٹو تحصیل قصور مریض کو مرض سوزاک کی بارہ برس سے تکلیف تھی اور اب وہ بہانک تنگ آگیا تھا کہ اسکی زندگی کی امید بالکل منقطع ہو چکی تھی دوستوں اور عزیزوں کو کہدیا تھا کہ اب کوئی دم کی بات ہے پیشاب کرتے وقت وہ دھاڑیں مار مار کر روتا تھا کہ ہائے ایشور میں مر گیا اسکی ضعیفہ والدہ اسکو دیکھ کر غش کھا جاتی یا مستورات تصویر کیطرح بلاساں ہو جاتی ۔ خویش و اقارب آنسو بھر لاتے ۔ اور مریض سو دو کر گھائل ہو جاتا ۔ موت کے منہ میں تڑپتا ۔ غرضیکہ اس کی دردناک کہانی کے لئے ایک دفتر درکار ہے ۔ آخر بارہ برس کے بعد اور ڈی کی طرح اسکی سنی گئی اور آپکا اشتہار دیکھ کر آپ سے دوائی منگائی ۔ دوائی کیا تھی جادو تھی ۔ ایک ہفتہ کے استعمال سے اب یہ حال ہے کہ جب وہ پیشاب کرتا ہے تو بلا تکلیف کے زور زور سے ہاتھ اٹھا کر پکارتا ہے ۔ حکیم میاداس تیرا جہان میں بھلا ہو ۔ تیری عمر دراز تیرے خاندان ... نے میری جان بچائی اور اس کی زبان پر یہ شعر آپکی شان میں ورد رہتے ہیں ۔ بے شبہ دعوے تلمیذ وہ کرتا فوراً زندہ دنیا میں اگر آج فلاطوں ہوتا ۔ جب تلک قائم رہے پر ماتماں یہ آسمان ۔ تب تلک زندہ رہے میاداس! با عز و شان ۔ مریض کو دیکھ کر لوگ آپ کے اوصاف مسیحائی پر حیران ہوتے ہیں ...... وغیرہ دو چار صفحات کا طویل خطبہ ہے جس میں اتنی تعریف ہے کہ حکیم میاداس جی شائع کرنے کی اجازت نہیں دیتے (بندہ مشتہر)

اشتہار لمبا ہو گیا ہے باقی تازہ شہادتیں آئندہ ۔ قیمت حسب ذیل ہے (۱) انت بل رسائن مقررہ چھ روپیہ ۔ رعائتی چار روپیہ بیس تولہ کے لئے جو ایک ماہ کے لئے کافی ہے ۔ (۲) طلا مایوسین ۔ مقررہ چار روپیہ رعائتی دو روپیہ شیشی ۱/۴ (۳) کام جیت وٹی یہ تازہ طیار کردہ ہے اجزا تبت کے پہاڑ اور گوداوری دریا کے کنارے سے بشکل دستیاب ہوئے ہیں ۔ ستر بہتر سال تک کی عمر کے گئے گذرے بجلوقوں اور نامردوں کو نئی شادی کا خواہشمند نہ بنا دیوے تو قیمت بھی واپس اور ہماری شکایت اخبارات میں شائع کرنے کے لئے خرچ بھی ہمارا ۔ قیمت چالیس گولی مقررہ پندرہ روپیہ رعائتی دس روپیہ ۔ بیس گولی سے کم روانہ بدنامی کا اندیشہ ہے ۔ (۴) شربت سوزاک و زخم برائے ایک ہفتہ مقررہ قیمت چھ روپیہ رعائتی ۴ (۵) امرت چورن جریان و احتلام کی سلو اکسیر دوائی برائے تین ہفتہ مقررہ تین روپیہ رعائتی اڑھائی روپیہ اس دوائی کے متعلق دو ہزار سارٹیفکیٹ موجود ہیں ۔ (۶) عجیب الاثر ربلا ترشی بائز دور نہیں ہوتا ۔ مقررہ قیمت تین روپیہ درجن رعائتی دو روپیہ محصول سب کا معاف ۔ دیگر امراض کی اکسیر ادویات بھی دو تہائی قیمت پر یکم جون ۱۹۱۲ء تک جھوٹ کا ایک لفظ ہمارے لئے گناہ کبیرہ ۔ جس کا اطمینان جم سکے وہ منگا دے کسی کی خوشامد نہیں ۔

المشتہر

آنریری منیجر بھارت سیوک اوشدھالیہ ۔ گجرات (پنجاب)

سفرنامہ محمود (سلمہ الودود)

الحکم میں "ایک دینی سفر" کے عنوان سے اس سفر کے مسلسل حالات شروع کئے گئے تھے - جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے معہ مولوی سید سرور شاہ صاحب، مولوی قاضی میاں امیر حسین صاحب و مولوی حافظ روشن علی صاحب اور مولوی سید عبدالحی عرب صاحب و خاکسار راقم ہندوستان کی اسلامی تعلیم گاہوں کے طریقہ تعلیم اور نصاب تعلیم وغیرہ امور کو دیکھنے کی غرض کر ۲۴ اپریل کو شروع کیا تھا - میرا اپنا خیال یہی تھا کہ اس سفر کے کل حالات الحکم میں شائع کر دئے جاویں لیکن سفر کے خاتمہ تک اس قدر مجموعہ امور قابل اندراج کا جمع ہو گیا - کہ انکو الحکم میں شائع کرنا مشکل معلوم ہونے لگا۔ علاوہ بریں کل حالات کے شائع ہونے کے لئے ناظرین کو عرصہ دراز تک انتظار کرنا ضروری ہوتا۔ باوجود اس کے بھی میری یہی رائے تھی کہ میں اس سفرنامہ کو اخبار ہی کے ذریعہ شائع کرتا۔ مگر بعض مخلص دوستوں نے مجبور کیا کہ اس سفرنامہ کو ایک کتاب کی شکل میں شائع کرنا چاہیے - تاکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو یہ زیادہ مفید اور موثر ہو سکے - اس لئے مجھے اپنے مخلص احباب کے مشورہ پر کاربند ہونا پڑا - آئندہ یہ سفرنامہ الحکم کے ذریعہ شائع نہ ہوگا - مگر انشاء اللہ العزیز ایک سفرنامہ کی صورت میں جلد سے جلد شائع کرنے کی کوشش کی جاوے گی۔ اس سفرنامہ میں جہاں ہندوستان کے مشہور اسلامی مدارس کے حالات پر روشنی ڈالی جاویگی وہاں حتی الوسع ان شہروں کے مسلمانوں کی عام حالت پر بھی ایک تنقیدی نظر ہوگی جہاں جہاں یہ اسلامی مدارس واقع ہیں اور اسی ضمن میں ان کو بھی انشاء اللہ العزیز بیان کرنے کی کوشش کی جاویگی جو ان شہروں اور علاقوں میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کے لئے ضروری ہیں - اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ سفر محض اسلامی تعلیم گاہوں کے معائنہ کے لئے کیا گیا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کے محض فضل سے میں نے آنکھ بند کر کے نہیں بلکہ کھلی آنکھوں سے کیا ہے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے مختلف مقامات پر جو پبلک تقریریں کی ہیں وہ سب کی سب اس میں انشاء اللہ العزیز درج ہونگی - اور مختلف علماء سے جو مکالمے ہمکو کرنے پڑے ہیں ان کو بھی اس سفرنامہ میں درج کر دیا جاویگا - چونکہ اس سفرنامہ کے بشکل کتاب شائع ہونے میں بھی ایک وقت لگیگا اس لئے یہ ضروری ہوا کہ اجمالی طور پر اس سفر کے ضروری ضروری حالات آج کے اخبار میں شائع کر دئے جاویں و باللہ التوفیق (ایڈیٹر)

ہردوار

گروکل کانگڑی کے مدرسہ اور کالج کو دیکھ کر واپسی پر ہم نے ہردوار میں اس مقام کو دیکھا جسکو ہرکی پوڑی کہتے ہیں۔ یہاں کا نظارہ جہاں ایک طرف ہندو قوم کی اس مذہبی ارادت کا مظہر ہے جو انکو دریائے گنگا کے ساتھ ہے وہاں وہ ہندو قوم کی سوشل حالت کو آشکارا کرتا ہے کہ کس طرح پر اس قوم کی مستورات بالحاظ حیا و شرم سینکڑوں نہیں ہزاروں مردوں کے سامنے ننگے نہانے میں مضائقہ نہیں کرتیں - وہاں کے پنڈوں کی حالت بھی عجیب اور قابل غور ہے کہ ہندوؤں کی وہ مذہبی ارادت جو انھیں پنجاب و ہند کے مختلف اقطاع سے کھینچ کر وہاں لاتی ہے - وہاں کے رہنے والوں پر اس سے زیادہ موثر نہیں کہ انھیں اول درجہ کا ہوشیار دنیادار بنا دے - حقیقت میں بت پرستی اور وہم پرستی کے یہ کرشمے نئے اور انوکھے نہیں ہیں وہ قوم جو ایک دریا کو اپنی نجات کا ذریعہ اور ہمیشہ کے آرام کا وسیلہ قرار دیتی ہو اس کا اس طرح پر ان کے ہاتھوں منڈھا جانا کچھ بھی تعجب خیز نہیں ہے - اس نظارہ کو عبرت اور دلچسپی سے دیکھتے ہوئے ہم لکھنؤ کو روانہ ہوئے اور ۵ اپریل ۱۹۱۲ء کو آٹھ بجے کے قریب ہم لکھنؤ پہنچ گئے -

لکھنؤ

ہردوار سے ہم نے پنجاب میل کی بجائے ایک معمولی مسافر گاڑی میں پہلے ہی پہنچ گئے - لکھنؤ کے سٹیشن پر ندوۃ العلماء کی کمیٹی استقبالیہ کی طرف سے دارالعلوم کے والنٹیرز موجود تھے - انھوں نے ہمارا اسباب نکلوا کر گاڑیوں میں رکھا لکھنؤ کے اسٹیشن پر اسی گاڑی سے ہمارے بھائی شیخ محمد تیمور صاحب ایم - اے - اسسٹنٹ پروفیسر علیگڈھ کالج بھی اترتے ہوئے ملے جنکو مل کر طبیعت میں خاص خوشی پیدا ہوئی - ندوہ کے والنٹیر صاحبان ہمکو گولہ گنج کے دارالعلوم میں لے آئے۔

کوئی امیر نہیں

میں جتنے ندوۃ العلماء ان والنٹیرز صاحبان سے دریافت کیا کہ کیوں صاحب! آپ کا امیر کون ہے؟ تو انھوں نے بڑی بے تکلفی سے جواب دیا کہ ہم سب اپنی اپنی جگہ آفیسر اور امیر ہیں اور کسی خاص کو ہمارا امیر مقرر نہیں کیا گیا - یہ سنکر ہمارے قافلہ کو تعجب ہوا کہ وہ قوم جو دعویٰ کر کے اٹھی ہے کہ وہ اسلام کی علمی اور عملی اشاعت کریگی ابھی یہ جانتی ہے کہ اسلام کے اس زبردست اصل کو جو اتحاد اور اتفاق کے شیرازہ کا واحد ذریعہ ہے ترک کر بیٹھی ہے - اور باوجود اس کے مسلمانوں کو یہ ... کہ ایک مرکز کی ضرورت ہے اس افسوس کو ساتھ لیتے ہوئے ہم گولہ گنج کے دارالعلوم میں پہنچے جہاں ہمارا عارضی قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔

سید رشید رضا کی آمد

مصر سے سید رشید رضا ایڈیٹر المنار لکھنؤ پہنچے ہوئے تھے - ان کے استقبال کے لئے پہلے سے اعلان کیا گیا تھا ہمارے احباب بھی استقبال کے لئے سٹیشن پر موجود تھے مگر نتیجہ یہ دیکھ کر مایوسی ہوئی کہ ہم اس گاڑی سے اترے ہی تھے سید رشید رضا کے استقبال کے لئے لکھنؤ کی عام اسلامی پبلک موجود تھی بہت ہی مختصر سا مجمع تھا جس میں زیادہ حصہ دارالعلوم کے طلباء کا ... مفتی صاحب

رجسٹرڈ ایل نمبر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

الحکم

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت چندہ

حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ... عہ

خواص سے ... عـہ

ہندوستان سے باہر ... لـہ

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ... ۱۲ آنہ

چہ گویم باتو گر آئی چہ در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۱۶ | قادیان دار الامان - ۱۴ مئی - سنہ ۱۹۱۲ء | نمبر ۱۷

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

اور اعتقادی تو ئیل کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں بامحاورہ ترجمے کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹس کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپکی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپنے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ

نوٹ آٹھ پارے طیار ہیں۔ آٹھوں پارے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے لئے جاوینگے۔ محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان دار الامان سے طلب کرو۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

دارالعلوم کی جدید عمارت

نہایت شاندار دریائے گومتی کے قریب بنائی گئی ہے جو ابھی نا مکمل حالت میں ہے۔ اس دارالعلوم کے ساتھ **مسجد** جو اسلامی نشان ہے ابھی تک نہیں بنائی گئی۔ بعد میں شاید بنائی جاوے لیکن کیا اچھا ہوتا اگر دارالعلوم کی عمارت کھڑی کرنے سے پہلے ایک مسجد تیار کیجاتی۔ مسجد کے نہونے کی وجہ سے اس جلسہ میں مہانوں کو نماز کے لئے سخت تکلیف اور دقت اُٹھانی پڑی۔ یہانتک کہ اذان کی آواز تک کسی کان میں نہ آئی۔ ہم نے بار ہا توجہ دلائی تو ایک خیمہ میں نا مکمل سا انتظام کیا۔ اس کمی کو قریبًا تمام مہانوں نے بہت بُری طرح محسوس کیا۔ اور گورکھپور کے مشہور لیڈر اور مصنف تاریخ اسلام نے نہایت زور کے ساتھ اس فروگذاشت پر اپنے مضمون میں ریمارک کئے ہیں

خیموں کے ذریعہ عارضی دارالشفاء۔ انکوائری آفس ڈیوٹی شاپ بنائے گئے تھے اور جلسہ کے لئے دارالعلوم کا ہال تجویز کیا گیا تھا جسکو شامیانے کی عارضی چھتوں سے مسقف کر کے خوب آراستہ کر دیا گیا تھا کھانے کا انتظام پہلے دن سخت قابل افسوس تھا۔ دوسرے دن ہم نے اپنے کھانیکا انتظام شہر میں کر لیا۔ مگر بعد میں ناظمان جلسہ کے بیحد **اصرار** اور الحاح پر وہیں رکھا۔ اسوقت انتظام طعام میں اصلاح بھی ہوگئی۔

داخلہ اجلاس

جلسوں میں شمولیت کے لئے داخلہ کے ٹکٹ تھے جو ممبروں کو پانچ روپے اور وزیٹروں کو دس روپے ادا کرنے پر ملتے تھے۔ یہ طریق نہایت بیہودہ اور قابل اعتراض ہے اس سے بہتر ہے کہ جلسہ میں چندہ کی عام اپیل ہو جو زیادہ مفید ہوسکتی ہے۔ علماء اور اڈیٹران اخبار کے لئے اعزازی ٹکٹ تھے مگر ہم سب کو ٹکٹ خریدنے پڑے۔ چنانچہ للعہ ندوہ کے ٹکٹ گھر میں داخل کر کے ٹکٹ لئے۔

ڈبل بد انتظامی

شبلی صاحب نے مجھے کہا تھا کہ آپ لوگوں کو ٹکٹ خریدنے نہیں چاہئیں۔ آپ کے پاس جلسہ سے قبل ٹکٹ پہنچ جاوینگے۔ اور مسٹر ممتاز حسین صاحب بیرسٹر نے لکھا تھا کہ اڈیٹران اخبار کے لئے اعزازی ٹکٹ آپکے پاس پہنچینگے مگر نہ شبلی صاحب کو یاد رہا اور نہ مسٹر ممتاز حسین کو۔ جب ہم نے ٹکٹوں کی قیمت داخل کر دی تو ابوالکلام **آزاد** صاحب نے معذرت ظاہر کی اور کہا کہ آپ کو قیمت واپس دیجائیگی۔ اور ساتھ لینی ہوگی۔ میں نے کہا یہ ہم نہیں کرینگے اور نہ اسکی ضرورت ہے۔ باوجود ان باتوں کے مسٹر ممتاز حسین صاحب کے دفتر سے میری غیر حاضری میں ایک

وی پی ٹکٹوں کا پہنچا

جو تا دیان کے دفتر الحکم میں وصول کر لیا گیا گویا دوہری **قیمت وصول** کی۔ شبلی صاحب کو اس بد انتظامی کی اطلاع دی گئی۔ ان امور کی تفصیل اور وہ ساری خط وکتابت سفرنامہ میں انشاء اللہ ہوگی۔

جلسہ کا آغاز

۲۰ اپریل ۱۹۱۲ء سے جلسہ کا آغاز تھا اور ساڑھے آٹھ بجے سے ۱۱ بجے تک پہلا اجلاس قرار پایا تھا۔ مگر ناظم ندوہ مولوی عبدالحی صاحب ۹ بجے سے پہلے آپ ہی تشریف نہ لا سکے۔ ابھی جلسہ کی کارروائی شروع نہوئی تھی کہ طلباء دارالعلوم نے **ناراضگی** کا اظہار کر دیا۔ اور یہ ناراضگی ایسا رنگ اختیار کر چکی تھی کہ قریب تھا کہ **سٹرائک** ہوجاتا اس ناراضگی کی وجہ تھی کہ طلباء کی نشست کے متعلق نہایت بیہودہ جھگڑا ناظمان جلسہ نے کر دیا۔ وہ طلباء جنھیں قوم کے سامنے ایک خاص اعزاز سے پیش کرنا چاہیئے تھا انکو جلسہ میں ایسی جگہ بیٹھنے کے لئے اجازت دی گئی جہاں سے وہ جلسہ کی کارروائی کو پورے طور پر نہ سن سکیں۔ طلباء کی شکایت معقول تھی آخر خدا خدا کر کے یہ فتنہ فرد ہوا اور جب دیکھا کہ جلسہ میں حاضری بہت کم ہے تو مجبورًا انھیں طلباء کو اجازت دینی پڑی کہ وہ ہال میں آکر بیٹھیں۔ سید **شبلی** صاحب ہال میں داخل ہوئے تو تمام حاضرین کو ان کی تعظیم کے لئے اُٹھنا پڑا۔ اور جلسہ کی کارروائی کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا مسلمانوں کے بعض جلسوں میں عمومًا اور ندوۃ العلماء کے جلسہ میں خصوصًا یہ تماشا ہوا کرتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کے

تلاوت قرآن کریم

لئے بھی چند منٹ نمائش کے لئے رکھے جاتے ہیں مرثیہ خوانی اور بادخوانی کے لئے تو گھنٹے نکال لئے جاتے ہیں اور قرآن مجید کے لئے صرف چند منٹ۔ اور وہ بھی اس غرض سے کہ کوئی شخص کھڑا ہو کر چند آیات تلاوت کرے۔ **قرآن مجید کے ہجر** کا یہ ایک موثر جسپر انشاء اللہ العزیز مفصل بحث سفرنامہ میں ہوگی مولوی عبدالحی صاحب نے اعلان کیا کہ اب سید عبدالحق صاحب حقی بغدادی قرآن کریم کی تلاوت کرینگے۔ حاضرین جلسہ تعظیمًا کھڑے ہوجائیں۔ مگر خدا جزائے خیر دے

سید بغدادی کو

کہ اس نے نہایت جرأت اور حوصلہ سے کہا کہ **قرآن مجید کی تعظیم محض کھڑے ہونے سے نہیں ہے** کہ اس سے کچھ نہیں بنتا۔ قرآن مجید کی حقیقی تعظیم اس پر **عمل کرنا ہے**۔ چنانچہ اس بات کوشن کر سب طرف سے مرحبا کے نعرے بلند ہوئے۔ اور مولوی عبدالحق صاحب نے قرآن کریم کی چند آیات مختلف مقامات سے نہایت عجیب انداز اور جوش سے تلاوت کیں۔ انتخاب مناسب موقعہ تھا۔

پہلی تقریر

قرآن کریم کی تلاوت کے بعد استقبالی کمیٹی کے صدر انجمن اور رئیس سر راجہ تصدق رسول خاں خان بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی۔ تعلقدار جہانگیر آباد کی تقریر تھی۔ مگر وہ تشریف نہ لائے۔ اسطرح جلسہ کا آغاز جیسے بوقت یا بعد از وقت ہوا۔ اسطرح یہ پہلی بدنظمی پروگرام میں ہوئی۔ اس لئے اس کی کو مسٹر ممتاز حسین صاحب بیرسٹر نے پورا کیا۔ ان کی تقریر نہایت مختصر تھی۔ اور میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ استقبالیہ کمیٹی کی صدارت کی تقریر سے اس کا **کچھ تعلق نہ تھا**۔ چند منٹ کے اندر یہ تقریر ختم ہوئی تو ہال **تالیوں** سے گونج اُٹھا

رشید رضا کی گاڑی کو دارالعلوم کے طلباء سے کھچوایا یہ ایک

تماشا تھا جو ندوہ نے لکھنؤ میں دکھایا

شبلی ایک مؤرخ کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے مگر شاید وہ اس قسم کے اعزاز اور تکریم کی مثال اسلامی تاریخ میں پیش نہ کر سکیگا۔ اسپر مفصل بحث انشاءاللہ سفرنامہ میں ہوگی۔

سید رشید رضا کو مسٹر ممتاز حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا کے ایوان میں ٹھہرایا گیا۔ جو ایک وسیع اور پرفضا جگہ ہے۔ اسی مقام پر سید عبدالحق صاحب حقی بغدادی کے ذریعہ ایڈیٹر الحکم کو سید رشید رضا سے انٹروڈیوس کی عزت حاصل ہوئی۔ سید عبدالحق صاحب حقی بغدادی کو ایڈیٹر الحکم اس دن سے جاننے کی عزت رکھتا ہے جبکہ وہ حافظ عبدالرحمن صاحب امرتسری سیاح بلاد اسلامیہ کے ساتھ امرتسر آکر ان کے مکان پر فروکش ہوے تھے۔ بعد میں سید **عبدالحق** صاحب بمبئی میں امام مسجد کی حیثیت سے اپنے قابل قدر خطبوں کیوجہ سے ملانوں میں بدنام ہوئے اور فتادی کفر تک نوبت پہنچی۔ اس وقت بھی سید صاحب نے خاکسار ایڈیٹر الحکم کو یاد فرمایا تھا اور اب اس تجدید ملاقات سے وہ پرانی یاد تازہ ہو گئی۔

مسٹر ممتاز حسین صاحب سے ملاقات

اس موقعہ پر میں نے ضروری سمجھا کہ مسٹر ممتاز حسین صاحب سکرٹری استقبالیہ کمیٹی سے ملاقات کروں چنانچہ میں نے ان سے ملکر اس خط و کتابت کے متعلق ذکر کیا جو ان سے قبل جلسہ کی تھی۔ مگر افسوس ہے وہ اس کے متعلق کوئی علم نہ رکھتے تھے۔ اور یہ تعجب انگیز بات تھی۔ اُنھوں نے یہ بھی فرمایا کہ وہ اس وقت اس قدر معروف ہیں کہ ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں۔ کیونکہ سید رشید رضا کے قیام کے متعلق ٹھیک وقت پر انھیں بتایا گیا تھا کہ وہ ان کے ایوان میں ٹھہرائے جاوینگے۔ اس لئے انکی معروفیت اور ناواقفیت برمحل تھی۔

جمعہ کی نماز

جمعہ کی نماز کے لئے ایک عجیب تماشا ہوا۔ **ندوۃ** کے بعض ارکین دریافت کرتے پھرتے تھے کہ جمعہ کے لئے۔ کس مسجد میں نمازی کثرت سے جمع ہوتے ہیں۔ تاکہ سید رشید رضا کو وہاں لے چلیں۔ یہ سوال جسقدر عجیب تھا ویسا ہی افسوسناک تھا۔ گویا ان بزرگوں کو معلوم نہیں کہ **جمعہ کہاں ہوتا ہے ؟**

اس وقت تک ہمارے دوستوں کو خبر ہو چکی تھی وہ حضرت صاحبزادہ صاحب سے مل کر فیصلہ کر چکے تھے کہ **امین آباد** پارک میں قاضی محمدؐ اکرم صاحب کے مکان پر ہمارا جمعہ ہوگا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے جو قادیان میں بھی امام ہیں اور وہاں ہمارے امیر تھے نماز جمعہ پڑھائی۔ اور **لتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر** پر ایک مناسب خطبہ پڑھا نماز جمعہ سے فارغ ہو کر حضرت صاحبزادہ صاحب دارالعلوم کو واپس تشریف لے گئے۔ اور خاکسار معہ سید عبدالحی عرب مولوی فاضل کے شبلی صاحب سے ملاقات کے لئے ان کے کمرہ میں چلا گیا۔ جو پاس ہی تھا۔

شبلی سے ملاقات

شبلی صاحب سے ملاقات کے وقت مولوی حبیب الرحمن صاحب شروانی رئیس بھیکن پور اور مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی بھی موجود تھے۔ میں مسٹر ممتاز حسین صاحب کے پاس ایک یادداشت بعض امور کے متعلق چھوڑ آیا تھا اس کے متعلق شبلی صاحب سے مختصر سی گفتگو ہوئی۔ یہ امور محض قیام داخلہ اجلاس وغیرہ کے متعلق تھے اس اثناء میں علماء کے داخلہ

داخلہ علماء بذریعہ ٹکٹ

اجلاس ندوۃ کے متعلق مزید گفتگو شروع ہوگئی۔ شبلی صاحب اور بعض دوسرے لوگ چاہتے تھے کہ علماء کو اعزازی ٹکٹ قیام و طعام کے دئے جاویں مگر نیو فیشن کے لوگ چاہتے تھے کہ نہیں علماء ٹکٹ دیں اسپر میں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا جسکو شبلی صاحب نے پسند کیا۔ اور دوسرے لوگوں نے بھی اس کی تائید کی۔

جو لوگ علماء کے ٹکٹ کے لینے کے حق میں تھے انھیں خیال تھا کہ یوں ہی پرائے نام مولوی بعض کھانا کھانے کے لئے آجاتے ہیں اسی کے خلاف مجھے بولنا پڑا۔ کہ ایکطرف ندوہ علماء پیدا کرنا چاہتا ہے۔ دوسری طرف ان کو اس قدر گراتا ہے کہ ان کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں قرار دیتا کہ وہ ندوہ کے جلسہ پر چند وقتوں کی روٹی کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ کیسی **مضحکہ خیز** بات ہے اس مباحثہ نے اس وقت عجب لطف پیدا کر دیا۔ اسی ضمن میں میں نے شبلی صاحب سے

ایک فتوی

ذکر کیا کہ کیسے تعجب کی بات ہے کہ یہاں ایک **احمدی** کا نکاح کسی غیر احمدی کی لڑکی سے ہونیوالا تھا مگر علماء نے اس میں رخنہ ڈالدیا اور عدم جواز نکاح کا فتوی دیا۔ شبلی صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو جواز کا فتوی دیدیا ہے اور دارالعلوم کے دوسرے علماء بھی دینگے۔ میں نے کہا یہ غلط ہے کہ آپ کے دارالعلوم کے دوسرے علماء اس کی تائید کریں۔ بلکہ انھوں نے انکار کر دیا ہے۔ مولوی ٹونکی صاحب کی طرف خطاب کرکے میں نے کہا کہ یہ بھی مفتی ہیں۔ آپ ان سے ہی فتوی لیں۔ اس پر ایک لطیف مذاکرہ ہمارے عقائد اور مسئلہ نبوت کے متعلق ہوا۔ کیونکہ مولوی عبداللہ ٹونکی نے یہ اعتراض کر دیا تھا۔ جسپر میں نے کہا کہ **مطلق نبوۃ** کا اجراء تو خود شبلی صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں۔

اس مختصر سے مذاکرہ کے بعد پھر ہم واپس اپنی فرودگاہ پر پہنچے۔ وہاں سے حضرت امیر قافلہ (صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ) کے ہمراہ دارالعلوم ندوۃ کی جدید عمارت میں جہاں جلسہ گاہ اور قیام گاہ مہمانان قرار پایا تھا پہنچے۔ اور وہاں ہی فروکش ہوئے۔

وہ ایسی سبکری سے کام لیتے ہیں۔ لیکن میں اس افواہ کی بزور اور بلاخوف تردید تردید کرتا ہوں ہرگز ہرگز صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے لئے ناظمان ندوہ سے کوئی درخواست نہیں کی گئی۔ جسکو انھوں نے رد کیا ہو۔ ہاں جمعہ کی تعطیل ریزولیوشن کی ضرورتاً تائید مزید کے لئے صاحبزادہ صاحب سے پرائیوٹ طور پر استصواب ہوا۔ اور صاحبزادہ صاحب نے منظور کر لیا تھا۔ لیکن اس کے لئے نہ وقت تھا اور نہ ضرورت

ندوہ کے جلسہ کی روئدادیں اخبارات میں شائع ہوتی ہیں۔ اور ان اخبارات میں شائع ہوتی ہیں جو سلسلہ کے دشمن ہیں مگر کسی میں یہ واقعہ نہیں چھپا۔ اس لئے میں ندوہ کے ناظموں کے دامن کو اس تنگ خیالی اور کم ظرفی کے داغ سے جو اس افواہ کے پھیلانے سے لگایا گیا ہے پاک قرار دیتا ہوں اور یہ اتہام ہے جو ان پر لگایا گیا ہے۔

تیسرا اجلاس

تیسرا اجلاس بعد مغرب وعظ کا تھا۔ اس حصہ میں ناظمان جلسہ میں سے کوئی موجود نہ تھا گویا یہ سمجھا گیا تھا کہ یہ ایک بیہودہ کام ہے جس کے لئے انھیں اپنا وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے عجیب و غریب وعظ بیان فرمایا اور اسطرح جلسہ کا پہلا دن ختم ہوا۔

ناظرین اس امر کو نوٹ کر لیں کہ میں صرف جستہ جستہ واقعات لکھ رہا ہوں۔ تفصیلی حالات کے لئے وہی سفرنامہ ہے جس کی توفیق خدا تعالیٰ نے دی تو لکھا جائیگا۔

وباللہ التوفیق

دوسرا دن

ندوۃ العلماء کے دوسرے دن کے اجلاس میں سب سے اول مولوی سید سلیمان صاحب نے تصحیح اغلاط تاریخی کی رپورٹ پیش کی۔ سید سلیمان صاحب کی کوشش اور محنت قابل قدر تھی جو خدمت ندوہ نے ان کے سپرد کی تھی انھوں نے نہایت کوشش و محنت سے اسے پورا کیا۔ اور میرا خیال ہے کہ سید سلیمان صاحب ایک قابل قدر نوجوان ہے۔ انھوں نے بعض درسی کتب مثل مارسڈن صاحب کی ہسٹری میں سے وہ انتخاب پیش کئے جو اسلام کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن کریم کے متعلق نہایت غلط فہمی پھیلانے والے تھے اور ایک مسلمان بغیر سخت رنج اور غصہ کے انکو نہیں پڑھ سکتا۔ اسباب میں ندوہ نے جو کوشش کی ہے وہ قابل شکرگذاری ہے۔ یوپی کے ٹیکسٹ بک کمیٹی نے ان غلطیوں کی اصلاح کا وعدہ کر لیا ہے۔ سید سلیمان صاحب نے اپنی تقریر میں اس امر کا اظہار بھی کیا کہ محض غلطیوں کی اصلاح ہی ہمارا کام نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ ہم کو ہندوستان کی اسلامی تاریخ خود لکھنی چاہئے۔ اور اس کو داخل نصاب کرانا چاہئے یہ رائے بھی سید صاحب کی وزندار اور قابل عملدرآمد ہے۔

سید سلیمان صاحب کی اس تقریر پر سید رشید رضا صاحب نے بحیثیت پریسیڈنٹ عمدہ ریمارک کئے۔ اور انھوں نے بتایا کہ یوروپین لوگوں نے جو اسلام پر اعتراض کئے ہیں ان میں سے بعض نے تو محض سوء الفہم سے کئے ہیں اور بعض نے بدنیتی سے۔ رشید رضا کی تقریر حسب معمول عربی میں تھی اس موقعہ پر بعض لوگوں کو خیال گذرا کہ جس حال میں سید سلیمان صاحب کی تقریر اردو میں تھی انپر تنقید فی الفور کرنے کا کام جو سید رشید رضا نے کیا ہے کیا اسکی وجہ یہ نہیں کہ وہ دراصل اردو سمجھتے ہیں۔ مگر عمداً کہتے ہیں کہ نہیں جانتا۔ بہرحال ان کی تنقید عمدہ تھی ان کی تقریر کے بعد شبلی صاحب نے ندوہ کی ضرورت پر ایک مبسوط تقریر کی اور ندوہ کی نامکمل عمارت کے لئے چندہ کی درخواست کی جس پر معقول چندہ ہوا اس کے بعد شبلی صاحب نے وقف علی الاولاد کی کارروائی پر لوگوں کو آگاہ کیا۔ اب تک جو کام اس سلسلہ میں ہوا ہے وہ حوصلہ افزا ہے۔ اور مرزا آبادی صاحب کی نظم پر اس اجلاس کا خاتمہ ہوگیا۔ جو عجیب انداز سے پڑھی گئی تھی۔ تعجلۃ

اس تاریخ کے دوسرے اجلاس میں مولوی سید سلیمان صاحب نے جدید عربی الفاظ کی ایک ڈکشنری پیش کی اور عربی زبان کے متعلق ان کی تقریر ویسی ہی محققانہ تھی جیسے صبح کے اجلاس میں تصحیح واقعات تاریخی کے متعلق مجھے پھر ایکبار کہنا چاہئے کہ یہ نوجوان اپنے فرض کو شناخت کرتا اور اپنے اندر کام کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔

چونکہ اس کتاب اور تصحیح تاریخ کے متعلق سید سلیمان صاحب کی تقریر پر انشاء اللہ میں کسیقدر بسط سے لکھونگا یہاں اسیقدر ذکر کافی ہے۔

اس کے بعد ایک ریزولیوشن حیدرآباد دکن کے اماموں اور خطیبوں کے متعلق پیش ہوا۔ کہ ان کی مذہبی تعلیم کا انتظام ریاست کیطرف سے کیا جاوے۔ اس ریزولیوشن پر مختلف تقریریں ہوئیں اور درمیان میں بعض موقعوں پر کچھ نوک جھونک بھی علماء اور انگریزی خوانوں کے درمیان ہوئی۔ بعض اوقات معاملہ حد سے بڑھ جاتا تھا۔ بہرحال خیر و خوبی سے آج کے دونوں اجلاس ختم ہوئے رات کو مولانا آزاد کا وعظ رکھا گیا تھا مگر وہ وقت ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب کو دیا گیا

خواجہ صاحب کا لیکچر

خواجہ صاحب نے جو لیکچر ۵ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء کو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں پڑھا تھا وہی ندوہ کے اجلاس میں دوہرایا۔ اور نہایت قابلیت سے دوہرایا۔ خواجہ صاحب کے لیکچر کے متعلق ایک وقت بھی شبلی صاحب اور ان کے بعض دوستوں کو پیش آئی وہ یہ تھی کہ کسی شخص نے مولود کے لئے ایک رقم ندوہ کو دی تھی اور اس غرض کے لئے مولوی عبدالحمید صاحب علماء فرنگی محل میں سے ایک قابل بزرگ کو بلایا گیا تھا۔ پرانے فیشن کے لوگ چاہتے تھے کہ پہلے مولوی صاحب کا وعظ ہووے اور نوجوان چاہتے تھے کہ پہلے خواجہ صاحب کا لیکچر ہو جاوے۔ بالآخر مولوی عبدالحمید صاحب کو اس جلسہ کا صدر قرار دیکر خواجہ صاحب کا لیکچر شروع ہوا اور نہایت قابلیت سے ہوا۔ اس لیکچر کا خلاصہ میرے مکرم

تالیاں بجانا

میرا خیال تھا کہ اس اسلامی جلسہ میں کم ازکم اس بد نظمانہ رسم کی صدا بلند ہو گی۔ مگر میری حیرت کی حد نہ تھی جبکہ میں نے دیکھا کہ علماء کے منہ پر بھی مہر سکوت لگی ہوئی ہے۔ آخر میں خود اٹھا اور میں نے کہا:-

صاحبان! کس قدر افسوس اور شرم کا مقام ہے کہ ایک اسلامی جلسہ ہو۔ ایک ایسی جماعت کی طرف سے ہو جو علماء کی جماعت کہلاتی ہو جو علماء پیدا کرنے کی مدعی ہو اور جس کی غرض و غایت ایسے نوجوان پیدا کرنا ہو جو اسلامی علوم کے سچے وارث اور سچے مسلمانوں کا عملی نمونہ ہوں مگر اس کے جلسہ میں اس طریق اظہار مسرت کا استعمال ہو جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ کیا اسلام نے اظہار مسرت کے لئے کوئی طریق نہیں بتایا؟ پھر کیوں اسے چھوڑ کر یورپ کو اپنا امام بناتے ہو۔ تمہاری ترقی کا مدار یورپ کی اتباع پر نہیں بلکہ قرآن کی اتباع اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو امام بنانے پر ہے۔ اس طریق کو کم ازکم اس اسلامی جلسہ کی حیثیت سے ہی چھوڑ دو۔ اور مہربانی کر کے تالیوں کی بجائے مرحبا۔ جزاک اللہ کہو۔ یا درود شریف پڑھو

میرے اس کہنے پر پنڈال میں تھوڑی دیر کے لئے سناٹا ہو گیا اور عام رائے اس کے حق میں تھی۔ بلکہ ایک مولوی صاحب نے یہ بھی کہا کہ تالیاں بجانا عورتوں کا کام ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے اجلاس میں یہ سلسلہ بند رہا

اس کے بعد مولوی شبلی صاحب نے صدر انجمن کے انتخاب کے لئے تقریر کی اور سید رشید رضا کو ندوۃ کے اس اجلاس کا صدر تجویز کیا جس کی عام تائید ہوئی ؎

صدر انجمن کے انتخاب کے بعد سید رشید رضا نے اپنی تقریر شروع کی یہ عربی زبان میں تھی سید رشید رضا نہایت بے تکلف اور سلاست سے کلام کرتے تھے۔ ان کے بیان میں زور آتی جوش اور تسلسل خوب تھا۔ گو ان کی تقریر کو صرف چند آدمی سمجھ سکتے تھے مگر ان کے لب و لہجہ کا اثر حاضرین پر پڑتا تھا۔ آخر میں جب انھوں نے دیکھا کہ ہمارے احباب خصوصیت سے ان کی تقریر کو سمجھ رہے ہیں تو انھوں نے ان کی طرف ہی اپنی تقریر کے اکثر حصہ میں رُخ رکھا یہ تقریر ہمارے لئے نئی نہ تھی۔ جو کچھ انھوں نے بیان کیا اس سے بہت زیادہ خدا کے فضل سے ہم **قادیان** میں سن چکے تھے۔ جیسا کہ ناظرین کو اصل تقریر کے مطالعہ سے معلوم ہو گا۔

اس کے بعد وہ تین خطوط اور تاروں کا مضمون سنایا جانا تھا جو دوسرے اجلاس میں سنایا گیا (جو بعض بزرگان قوم نے عدم شمولیت جلسہ کی وجہ سے اظہار افسوس یا کامیابی جلسہ کی دعا کے لئے دئے تھے) یہ ایک رسم ہے جو مسلمانوں کے جلسوں میں پوری کی جاتی ہے اور بجائے کوئی کام کی بات کرنے کے ان لغویات میں وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ ایک شخص اگر نہیں شامل ہو سکا تو اس کے خط پڑھ دینے سے کیا فائدہ ان تاروں اور خطوط کے بعد **تجویز بافی** کا موقعہ تھا۔ چنانچہ وہ شروع ہوا ؎

تجویز بافی اور انجمنیں

یہ بھی ایک رسم ہو گئی ہے کہ ایسے موقعوں پر کچھ ریزولیوشن پہلے سے تجویز کر دئے جاتے ہیں اور ان کے محرک اور موید تجویز ہو جاتے ہیں اور اس رسم کو پورا کرنے کے لئے اس جلسہ میں وہ ریزولیوشن پیش ہونے شروع ہوتے ہیں چنانچہ ندوۃ اس فن میں دوسری انجمنوں سے کب پیچھے رہ سکتا ہے۔ بعد پہلا ریزولیوشن ینبوع اور جدہ کے محاصرہ کے متعلق شکریہ کا پیش ہو کر پاس ہوا اور اس کے ساتھ پہلا اجلاس ختم ہوا ۲ بجے سے ۵ بجے تک تھا۔

دوسرا اجلاس

اس اجلاس میں اخبار مانفیسٹو اور اظہار مبارکباد کی تجویزوں کو نکال کر دو کام کی باتیں تھیں۔ ایک **تعطیل جمعہ** کی درخواست۔ دوسرے ترجمۃ القرآن انگریزی کی اشاعت اور یہ دونوں امور مولوی شبلی صاحب نے پیش کئے۔ الحکم کے ناظرین جانتے ہیں کہ تعطیل جمعہ کی درخواست وہی درخواست ہے جو حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود نے سنہ ۱۸۹۶ء میں پیش کی تھی۔ اور اس پر بعض ناعاقبت اندیش مخالفوں نے سخت مخالفت کی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین اور خلیفہ بلافصل حضرت امیر المومنین مولوی نورالدین صاحب نے اس تجویز کا احیاء کیا۔ اور اب مسلمانوں نے اس کی ضرورت کو محسوس کیا اور اپنے عمل سے بتا دیا کہ مہدی نے جو کہا تھا

یاد آئینگے تمھیں میرے سخن میرے بعد

بالکل درست تھا۔ بہرحال تعطیل جمعہ کا ریزولیوشن پیش ہوا اور پاس ہوا۔

ایک غلطفہمی کا ازالہ

جملہ معترضہ کے طور پر مجھے ایک غلط فہمی کا ازالہ کرنا ہے جو مجھے قادیان آ کر معلوم ہوئی۔ یہاں یہ مشہور ہوا ہے اور نہ صرف یہاں بلکہ بعض دوسرے شہروں میں بھی کہ حضرت صاحبزادہ مرزا **بشیر الدین محمود احمد صاحب** (جو مدارس اسلامیہ کے معائنہ کے لئے ایک وفد کے امیر ہو کر گئے تھے اور ندوۃ کے جلسہ میں موجود تھے) کے لئے ندوہ کے اجلاس میں ایک لیکچر کی کوشش کی گئی جس کو ناظمان ندوہ نے مسترد کر دیا۔ اگر اس قسم کی کوئی کوشش ہوتی اور ناظمان ندوہ سے ہمیں اسی قسم کا جواب ملتا تو بجز اس کے کہ ناظمان ندوہ کی تنگ دلی کا اظہار ہوتا اس سے اور کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ جبکہ ہماری طرف سے اس قسم کی کوئی تحریک ندوۃ کے جلسہ میں ہوئی ہی نہیں تو پھر اس قسم کی افواہوں کا پیدا ہونا نہایت افسوسناک ہے۔ اس سے خود ندوہ کے ناظموں کی ذات پر بد نما دھبہ لگتا ہے کہ وہ ایسے بد اخلاق اور کم حوصلہ ہیں کہ ایک طرف تو کل فرقوں کو ملانے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسری طرف

ہوئے ہیں - مدارس کے مقابلہ اور وجوہات ترجیح ایک جداگانہ مضمون ہے جو یہاں نہیں لکھا جاسکتا

حضرت صاحبزادہ صاحب کا لیکچر

۹ر اپریل کو حضرت صاحبزادہ صاحب کا ایک لیکچر قیصر باغ کی بارہ دری واجد علیشاہ مرحوم میں ہوا - اس لیکچر کا اشتہار نہایت تنگ وقت میں شائع کیا گیا تھا اور لیکچر **خصوصیات سلسلہ** پر ہونیوالا تھا - بہت تھوڑے لوگ اس جلسہ میں شامل ہوئے فرنگی محل کے مدرسہ کے بعض طالبعلموں نے آکر شور بھی ڈالا - پھر بھی یہ جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ہوا - حافظ روشن علی صاحب نے بھی ایک تقریر کی - اور ایڈیٹر الحکم نے افتتاحی اور آخری تقریر مختصر الفاظ میں کی - اس جلسہ سے ہمیں یہ اندازہ کرنے کا موقعہ مل گیا کہ لوگ سلسلہ کی باتیں سننے کو طیار ہیں - کیونکہ اس کے بعد لکھنؤ کے جس محلہ اور حصہ سے ہم لوگ گذرتے تھے لوگ دریافت کرتے تھے کہ پھر لیکچر کب ہوگا - اور شہر کے بعض روساء سے جو ہمیں ملنے کا موقعہ ملا اور اُن کو تبلیغ کرنیکا اتفاق ہوا تو اُنھوں نے حوصلہ کے ساتھ ان باتوں کو سُنا - لکھنؤ کے مدارس کو دیکھکر اور علماء سے ملکر اور بعض قابل دید مقامات کو دیکھ کر حضرت صاحبزادہ صاحب بنارس تشریف لے گئے اور قاضی سید امیر حسین صاحب اور مولوی سید روشن علی صاحب کے ہمراہ خاکسار ایڈیٹر الحکم کانپور کو چلے گئے ؂

سید رشید رضا سے ملاقات

غالباً ناظرین کو خیال ہوگا کہ ہم سید رشید رضا سے ملے یا نہیں - اس کا جواب مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ ہمیں سید رشید رضا سے ملنے کا موقعہ ملا - انکو حضرت اقدس کی تمام عربی تصانیف پیش کیگئیں اور بالآخر اسپر اتمام حجت کیا گیا - اس کے ملنے میں اس کے ملنے میں بعض مشکلات پیدا ہوئیں - لیکن آخر موقعہ مل گیا -

اس سے کیا گفتگو ہوئی اور علماء لکھنؤ سے ملاقاتوں کے وقت کیا کیا تذکرے ہوئے ان کی تفصیل کا لطف انشاء اللہ سفرنامہ میں آئیگا -

لکھنؤ میں سلسلہ کا کام

لکھنؤ میں اشاعت سلسلہ کا کیا کام ہوا اس کا مختصر تذکرہ قیام لکھنؤ کے حالات کو ختم کرتا ہے - دار العلوم ندوہ کے ایام قیام میں مختلف لوگوں کو زبانی تبلیغ کے علاوہ استفتا جو حقیقۃ الوحی کا ضمیمہ ہے تقسیم کیا گیا - اور اکثر لوگوں کے ساتھ سلسلہ کے امتیازی مسائل پر مذاکرہ ہوتے رہے - لکھنؤ میں ایک پبلک لیکچر ہوا دو خطبوں میں تقریریں ہوئیں - مختلف لوگ مکان پر آکر سوالات کرتے رہے اور ان کا جواب دیا جاتا رہا - علماء سے ملنے پر ان کے شکوک سُنے اور ان کا جواب دیا گیا - اخبار الحکم کی دوسو کا پیاں ندوہ کا نمبر اور گذشتہ سال کے یادگاری نمبر کی تقسیم کی گئیں - ایک معزز غیر احمدی نے گڑیہ میں تبلیغ کے لئے بلایا مگر وہ وقت پر نہ پہنچ سکے اس لئے وہاں جانا نہ ہوسکا ؂

لکھنؤ کی احمدی جماعت

لکھنؤ کی احمدی جماعت بہت مختصر ہے - مولوی مرزا اکبر الدین احمد صاحب اس کے سکرٹری ہیں - اور وہ سلسلہ کی اشاعت کرتے رہتے ہیں - وہ تو لکھنؤ کے باشندے ہیں - دوسرے احباب باہر سے آئے ہوئے ہیں جلسہ کے بعد کے ایام میں ہم انجمن کے مہمان رہے فرداً فرداً سب کا شکریہ مشکل ہے اس لئے سب کے لئے دعا کرتے ہیں - کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے نیک ارادوں میں کامیاب کرے -

کانپور ۱۴ر اپریل کو ہم کانپور پہنچے - اور بابو معراج الدین صاحب انسپکٹر صفائی (جو ہیرامن کے پردہ میں رہتے ہیں) کے مکان پر جا اُترے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعجازی نشانات میں سے وہ اخوت بھی ہے جو مسلمانوں میں سے گم ہوگئی تھی - ایک احمدی جب کسی جگہ جاتا ہے اور وہاں کسی دوسرے احمدی کو پاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ مسافر نہیں بلکہ اپنے گھر میں ہے - اسطرح سفر کی کوفت اور وحشت سراسر دور ہو جاتی ہے - بابو معراج الدین کے ساتھ ہی ڈاکٹر سید غلام غوث وٹرنیری انسپکٹر رہتے ہیں اُنھوں نے تین مہینے کی رخصت لی تھی مگر وہ ہمارے انتظار میں ابھی ٹھہرے ہوئے تھے پاس ہی سید حکیم قربان حسین صاحب رہتے تھے گویا ہم احمدی محلہ میں جا ٹھہرے - البتہ بابو علی بخش صاحب اور سپرنٹنڈنٹ کسیقدر فاصلہ پر رہتے تھے مگر وہ بھی ہمارے قیام کانپور کے ایام میں اپنے اوقات ملازمت کے بعد ہمارے پاس رہتے - کانپور کی عام حالت وہاں کے مشہور مقامات اور تاریخی واقعات پر بحث کرنیکا یہ موقعہ نہیں کانپور ہمکو ۱۷-اپریل ۱۹۱۲ء تک صاحبزادہ صاحب کا انتظار کرنا پڑا - ۱۷- کو صاحبزادہ صاحب بھی پہنچے اور اسی تاریخ کو ہم نے کام شروع کر دیا -

ایک الہام

حضرت صاحبزادہ صاحب نے آتے ہی بیان کیا کہ مجھے راستہ میں ایک الہام ہوا ہے

انک تہدی من احببت

مدرسہ جامع العلوم

کانپور کا مشہور مدرسہ جامع العلوم ہے - یہ مدرسہ جامع مسجد میں واقع ہے - وہاں ہی طلباء کے رہنے کے لئے حجرے بنائے گئے ہیں جہاں وہ فرش پر سوتے ہیں - اس مدرسہ کا انتظام عملی طور پر ہمارے مکرم دوست خانصاحب محمد سعید خانصاحب مالک مطبع نظامی کانپور کے سپرد ہے - درس نظامی کے سسٹم پر یہاں تعلیم دیجاتی ہے - مولوی احمد علی صاحب اول مدرس ہیں - کچھ عرصہ گذرتا ہے مدرسہ میں کچھ تنازع بعض انتظامی امور کیوجہ سے ہوگیا - اور کچھ طلباء اور

مخدوم مولانا اکمل نے الحکم کے گذشتہ پرچہ میں دیدیا ہے مجھے افسوس ہے کہ یہ غلط خیال بعض کے دل میں ہے

کہ اشاعت اسلام یونیورسیکل سٹرینگتھ بڑھانے کے لئے یعنی تا مسلمانوں کو اشاعت اسلام اس لئے کرنی چاہیئے۔ مجھے اس صاف گوئی کے لئے معاف رکھا جاوے۔ اشاعت اسلام کے اندر یہ پولٹیکل مسئلہ مخفی نہیں ہے اور نہ اہل اسلام نے اس غرض کیلئے کبھی اشاعت اسلام کے کام کو اختیار کیا۔ اسطرح ہم اشاعت اسلام کے کام کو مشکوک کر دینگے۔ تھوڑی دیر کیلئے اس سے وہ نوجوان جو پولیٹیکل پلیٹ فارم پر آنے کو ہی اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ سمجھتے ہیں خوش ہو جاوینگے مگر اس کے نتائج اسلام اور اہل اسلام کے حق میں مضر ہیں۔ گویا ہم گورنمنٹ کو اپنی اشاعت اسلام کی تحریک کو خوفناک رنگ میں دکھانا چاہتے ہیں یا اسکو کم از کم موقعہ دیتے ہیں کہ وہ مشکوک نگاہوں سے اسکو دیکھے۔ اشاعت اسلام کی یہ غرض نہ کبھی تھی اور نہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اشاعت اسلام کی اس علت کو نفرت کی نظر سے دیکھا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک خطبہ میں لاہور کے ایک دھریہ کے واقعہ کو بیان کر کے بتایا کہ اس نے خواہش کی تھی کہ صرف مردم شماری میں مسلمان لکھوایا جاوے تو پولٹیکل حقوق مل جاویں حضرت مسیح موعود نے انکو سخت نفرت کی نظر سے دیکھا تھا اس لئے اس غلطی کا ارتکاب مسلمانوں کو نہیں کرنا چاہیئے۔ اسلام اس لئے پھیلایا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں اکیلا **امن اور سلامتی پھیلانیوالا دین ہے**۔ اسلام اس لئے پھیلایا جاتا ہے کہ وہ عظیم الشان اخوت اور محبت پیدا کرتا ہے۔ اسلام اس لئے پھیلایا جاتا ہے کہ دنیا کے لئے رحمت ہے۔ اسلام اس لئے پھیلایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا مذہبی فرض ہے کہ وہ جس چیز کو اپنے لئے پسند کریں اپنے بھائیوں کیلئے بھی اسے پسند کریں۔

اسلام اس لئے پھیلایا جاتا ہے کہ اس کے لانیوالا کل نوع انسان کیطرف رسول ہوکر آیا ہے۔ غرض اشاعت اسلام کے سوال کو کسی پولٹیکل تحریک یا نیومیریکل سٹرینگتھ سے تعلق نہیں گو یہ امر دیگر ہے کہ جوں جوں اسلام پھیلیگا اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھیگی۔ لیکن جوں جوں یہ تعداد بڑھیگی اور سچے مسلمان پیدا ہونگے جیسا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا منشاء ہے اسیقدر دنیا میں ایک امن اور سکون کی لہر چلیگی بعض یورپین مدبروں نے جو اسکو ایک خطرہ سمجھ رکھا ہے یہ ایک غلط خیال ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی تو اسپر بھی دل کھول کر بحث اس سفرنامہ میں کرسکونگا۔

غرض خواجہ صاحب کا لیکچر اور مولوی عبدالحمید صاحب کے وعظ پر جو نہایت عمدہ قابل عمل تھا اس دن کی کارروائی ختم ہوئی۔

ندوۃ العلماء کے جلسہ کا آخری دن

ندوہ کے اجلاس کے آخری دن میں کوئی زیادہ قابل ذکر بات بجز اس کے نہیں ہوئی کہ شبلی صاحب نے حفاظت اسلام کے متعلق ایک تحریک کی۔ تعجب ہے شبلی صاحب نے اس بھرے مجمع میں تو یہ تحریک کی۔ لیکن جب ہم ان کے مکان پر انسے ملے اور ان اعتراضات کا جو قرآن کریم پر آریہ یا عیسائی یا انگریزی خواں مسلمان کرتے ہیں ذکر کیا اور ان کی تحقیقات معلوم کرنی چاہی تو آپ نے فرمایا اس کا فکر مت کرو جو مرتد ہوتا ہے ہونے دو یہ **ماؤف عضو ہیں ان کو کاٹ دو جو شخص اسلام پر شبہ رکھتا ہے اسکو الگ کردو**۔ یہ دو رنگی ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس اجلاس میں طلبائے ندوہ نے تقریریں کیں۔ ایک نوجوان کو بھاشا میں تقریر کرنے کے لئے کھڑا کیا گیا جسنے راجہ رامچندر کا قصہ سنانا شروع کیا ایڈیٹر الحکم نے شبلی صاحب کو توجہ دلائی کہ آپ مہربانی کر کے اس قصہ کہانی کو چھوڑ کر اسے روح و مادہ کے انادی یا غیر انادی ہونے پر گفتگو کرنے کی تحریک کریں جب یہ کہا گیا تو وہ دونوں صاحب چپکے سے بیٹھ گئے

اشاعت اسلام کے لئے کچھ لڑکے طیار کئے جاتے ہیں۔ ان کو عربی لباس جلسہ میں پہنایا گیا تھا۔ چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے انھوں نے جو کچھ بیان کیا اچھا کیا۔ عربی زبان میں تقریر کرنے کے لئے مولوی عبداللہ صاحب طالب علم درجہ تکمیل کو کھڑا کیا گیا جسنے اپنی بساط کے موافق بیان کرنے کی کوشش کی اس کے علاوہ مرنے والوں کے لئے دعاء خیر اور جلسہ میں خدمت کرنیوالوں کا شکریہ اور صدر جلسہ کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اس شکریہ میں جو اردو زبان میں **شبلی صاحب** نے کیا اور اسکو عربی میں سید سلیمان صاحب نے بیان کیا۔ ایک عجیب بات مجھے معلوم ہوئی اور وہ یہ ہے کہ سید صاحب نے فرمایا کہ

مصر اسلام کا قبلہ و کعبہ ہے

میں اس جملہ کا مطلب اس وقت تک نہیں سمجھتا۔ رشید رضا نے نہایت درد آمیز لہجہ میں اس شکریہ کا جواب دیا۔ اور خوب دل کھول کر تقریر کی۔ اور بالآخر جلسہ ختم ہوا۔ ہم دارالعلوم ندوہ سے اٹھ کر امین آباد پارک میں آگئے۔

اور ۹ اپریل سے ہم نے مدارس کے دیکھنے کا کام شروع کیا اور علماء سے ملنے کا وقت نکالا۔

لکھنؤ کے مدارس کا معائنہ

لکھنؤ کے مدارس کے معائنہ میں ہم نے دارالعلوم ندوہ اور علماء فرنگی محل کے مدارس دیکھے اور دارالعلوم کے اساتذہ اور علماء فرنگی محل سے ملنے کا موقعہ ملا علماء فرنگی محل کا مدرسہ جو مولوی **عبدالباری** صاحب کے زیر اہتمام جاری ہے دارالعلوم ندوہ کے مقابلہ میں نہایت قابل قدر اور وہاں کے علماء ایثار سادگی اور وسعت معلومات کے لحاظ سے ندوہ کے مقابلہ میں بڑھے

مدرس وہاں سے چلے گئے - اور ایک جدید مدرس رکھا گیا اس مدرسہ کے نظام و طریقہ تعلیم وغیرہ کے دیکھنے کے بعد کسی دوسرے مدرسہ کے یہاں دیکھنے کی ضرورت بجز مدرسہ الٰہیات کے نہ تھی - خانصاحب نے اپنی ذات خاص کی طرف سے یا مدرسہ کیطرف سے

مناظرہ یا مبادلہ خیالات

ایک مختصر سی پارٹی ہم لوگوں کو دی اس موقعہ پر وہاں کے مدرس دوم نے جو بڑے فلسفی سمجھے جاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق سلسلہ گفتگو شروع کیا اور سوال کیا کہ احادیث میں جو ابن مریم کا ذکر ہے اس سے مرزا صاحب کیونکر مراد ہو سکتے ہیں - ان کا نام تو مسیح ابن مریم نہیں - اس سوال کا نہایت لطیف جواب جناب حافظ روشن علی صاحب نے دیا - مگر بدقسمتی سے ان مدارس میں جو فلسفہ پڑھایا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ طلباء میں ایسی قابلیت پیدا کریں کہ وہ کسی بات کو تسلیم نہ کریں بلکہ ہر امر کے رد کرنے کے دلائل پوچھیں اس لئے نا ممکن تھا کہ مولوی صاحب اسکو تسلیم کر لیتے - اس سوال و جواب کو اپنے موقعہ پر انشاء اللہ العزیز ہم درج کرینگے - جس روز ہم مدرسہ مذکور کے طریق تعلیم کو دیکھنے گئے ہیں اس روز حسن اتفاق سے مولوی احمد علی صاحب کے درس حدیث مشکوٰۃ میں نواس بن سمعان کی مشہور حدیث تھی اس کے متعلق جو موشگافیاں جناب مولانا احمد علی صاحب نے فرمائیں وہ سے باید شنید کی مصداق ہیں - اور امید ہے ناظرین انھیں پڑھ کر محظوظ ہونگے - اور انھیں معلوم ہوگا کہ علماء کو کیا کیا مشکلات پیش آتی ہیں اور وہ ان سے کیونکر نکلنا چاہتے ہیں - بہرحال ہم خانصاحب کے شکر گذار ہیں کہ انھوں نے ہمیں پورے طور پر مدرسہ کے معائنہ در ضروری واقفیت بہم پہنچانے میں کافی مدد دی

مدرسہ الٰہیات

مدرسہ جامع العلوم کے بعد ہم نے مدرسہ الٰہیات کانپور کا دیکھنا ضروری سمجھا - کیونکہ یہ مدرسہ ایک قسم کا مشنری مدرسہ ہے - جہاں سے مبلغین اسلام پیدا کئے جاتے ہیں - یہ مدرسہ کانپور کے تاجران چرم کی عالی ہمتی کا نتیجہ ہے - جہاں دوسرے مدارس میں قرآن کریم کی تعلیم کی طرف گویا مطلق توجہ نہیں وہاں الٰہیات کے مدرسہ میں قرآن کریم پر بہت زور دیا جاتا - ہرچند طلباء کی تعداد بہت کم ہے مگر یہ نیکی بات ہے کہ یہاں وہی طالبعلم آتے ہیں یا کم از کم آ سکتے ہیں جن کے دل میں اشاعت اسلام کے لئے جوش اور جذبہ ہوتا ہے - اس مدرسہ کے پروفیسر مولانا **آزاد سبحانی** ہیں جو ایک خلیق اور فلاسفر مزاج نوجوان ہیں - آجکل سنسکرت پڑھ رہے ہیں چونکہ مدارس کے متعلق تفصیلی رائے ہم نے سفرنامہ میں ظاہر کرنے کا خدا کے فضل سے ارادہ کیا ہے اسلئے یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ یہ مدرسہ مغتنمات سے ہے - اور کانپور کے تاجران چرم مبارکباد کے قابل ہیں معائنہ مدرسہ کے وقت میں جناب **سکرٹری صاحب** مدرسہ مذکور ہمارے ساتھ رہے - جن کی مہربانی کے ہم شکر گذار ہیں

کانپور میں صاحبزادہ صاحب کا لیکچر

بنارس سے واپسی پر حضرت صاحبزادہ صاحب کی طبیعت ناساز تھی مگر کانپور کے احباب نے چاہا کہ ایک پبلک تقریر کریں - اگر صاحبزادہ صاحب یا ہم لوگ چاہتے تو کانپور میں آپ کے متعدد لیکچر ہو سکتے تھے - مگر چونکہ صاحبزادہ صاحب کو چار دن سفر بنارس میں صرف کرنے پڑے اور ان کی طبیعت بھی نصیب اعدا درست نہ تھی اس لئے آپکا منشا کسی پبلک تقریر کا نہ تھا تاہم احباب کے بجد اصرار پر آپ نے منظور کیا کہ وہ

خصوصیات سلسلہ عالیہ احمدیہ

جملہ معترضہ

پر پبلک تقریر کریں - اشاعت سلسلہ کے متعلق اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ سلسلہ کے اصولوں کو کھول کھول کر بیان کیا جاوے - بعض لوگوں کا خیال ہے کہ راستہ صاف کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ ہماری پبلک تقریروں میں سلسلہ کا نام تک نہ آوے - حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ۴ - و ۵ - مئی ۱۹۱۲ء کو یہ سوال پیش کیا گیا تو حضرت صاحب نے اسکو نہ صرف ناپسند کیا بلکہ اسکو ایک قسم کا نفاق بتایا (اے خدا تو ہم سب کو نفاق سے محفوظ رکھ آمین)

حقیقت میں اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ ہم اشاعت سلسلہ میں اگر اپنے عقائد اور اصولوں کو پیش نہ کرینگے تو لوگ اس سے کیونکر واقف ہونگے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اس قسم کا ایک واقعہ پیش آچکا ہے جو ہمارے لئے حجت اور خضر راہ ہے - لاہور کے اخبار وطن نے ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کے متعلق ایک معاہدہ کرنا چاہا تھا کہ اس میں سلسلہ کا ذکر نہ ہو اس تجویز کو جس حقارت اور نفرت کی نظر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا تھا وہ ان خطوط اور تحریروں سے عیاں ہے جو سنہ ۱۹۰۵ء کے آخر اور سنہ ۱۹۰۶ء کے اوائل میں اخبارات اور میگزین میں شائع ہو چکی ہیں خود جناب مولوی محمد علی صاحب نے ایک مبسوط خط ایڈیٹر وطن کے نام لکھا تھا جس میں انھوں نے کھول کر بیان کیا تھا کہ " میں جو کچھ اس رسالہ میں لکھونگا اس میں اپنے عقائد کا پابند رہونگا اور یہ **منافقانہ کارروائی مجھ سے ہرگز نہو سکیگی کہ اپنے عقائد کو چھپاؤں -** " پھر آگے چل کر لکھا " میں چونکہ علی وجہ البصیرۃ اس عقیدہ پر قائم ہوں اس لئے یہ ہرگز نہیں ہوگا - کہ اسلام کے فضائل اور اس کے خصوصیات کو بیان کرتے وقت میں اس بات کو چھپا لوں اور اس کا ذکر نہ کروں ایسا کرنا میرے نزدیک **وہی نفاق ہے** جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان المنافقین **فی الدرک الاسفل من النار** - پھر آخر میں مولوی صاحب نے لکھا " کہ میں تو اس بات سے حیران ہوں کہ ان باتوں کو الگ کرکے جس کا ذکر

[illegible] کیا گیا ہے

کیا اسلام غیر قوموں کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے؟

ایک ہی امتیازی نشان اسلام کا ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کی برکات کا دروازہ آج تک کھلا ہے ورنہ خالی قصے کسی مذہب کی سچائی ثابت نہیں کر سکتے۔ اس اصول کو چھوڑ کر نہ توحید ہی ثابت ہوتی ہے نہ رسالت۔ اسلام کی توحید کو پھر کیا فضیلت رہی۔ یہودی بھی خدا کو وحدہ لا شریک مانتے ہیں اور برہمو وغیرہ بھی۔ رسالت کا ثبوت اس لئے نہیں رہتا کہ رسالت کی غرض تو یہ تھی کہ رسالت کے چراغ سے دوسرے لوگ بھی اپنے چراغوں کو روشن کرینگے مگر وہ نور جو نبی تک پہنچا ہے اس کا کوئی حصہ اس کی امت کو نہیں پہنچتا تو اس کی تعلیم سے کیا فائدہ اور اس کی رسالت کس طرح ثابت ہو گی۔ یہی ایک امتیازی نشان اسلام کا ہے اسکو چھوڑ کر اسلام کو پیش کرنا عبث ہے۔"

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ اسوہ ہمارے سامنے ہے اور خود اعلیحضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کبھی پسند نہیں کرتے کہ تبلیغ سلسلہ میں سلسلہ کے اصولوں کو پیش نہ کیا جاوے۔ پس اس راہ کو جو ہمارے لئے پہلے کبھی مفید نہیں ہوئی اور نہ وہ مخصوص اور معمول بہ ہے چھوڑنا چاہیے حضرت صاحبزادہ صاحب نے پسند کیا کہ وہ خصوصیات سلسلہ پر تقریر کریں۔ اس اعلان سے یہ بھی غرض تھی کہ آنیوالے وہی لوگ ہونگے جو ہمارے سلسلہ کے متعلق واقفیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور وہ اس مطلب کے لئے طیار ہو کر آئینگے۔ **کہ انھوں نے کیا سننا ہے۔**

حضرت صاحبزادہ صاحب کے منظور فرمانے کے بعد [illegible] سوال اعلان کا تھا پبلک جلسوں کے لئے بعض وقت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ غیر احمدیوں کی طرف سے ہوں مگر حضرت صاحبزادہ صاحب [illegible] کو قائم کرنا چاہتے ہیں وہ نہیں پسند کرتے کہ وہ دوسروں میں مدغم اور منغم ہو جاوے پس اس جلسہ کے اعلان کو سید قربان حسین صاحب (جو وہاں کی جماعت کے سکرٹری قرار پائے ہیں) کی طرف سے دینا تجویز ہوا۔ اور ۱۸ اپریل کو جس کی شام کو لیکچر ہونا تھا۔ ۱۰ بجے کے قریب اعلان ہو گا وہاں کی جماعت نے نہایت مستعدی سے اس اعلان کو بقدر اپنی ہمت کے شائع کیا۔ اس میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ اگر کسی شخص کو کچھ دریافت کرنا ہو تو وہ ظہر اور عصر کے مابین دریافت کر سکتے ہیں چنانچہ

مختصر مناظرہ

ظہر اور عصر کے درمیان مدرسہ جامع العلوم کے طلباء جمع ہو کر آئے اور حضرت مسیح موعود کے اس نشان پر کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن ہو گا گفتگو کرتے رہے۔ ان لوگوں نے ایک اعلان غلط واقعات کی بنا پر شائع کیا ہے اس کا جواب عنقریب انشاء اللہ دیا جاویگا۔ اور یہ تفصیلی واقعات سفرنامہ میں ہونگے۔

لیکچر گاہ اور لیکچر

لیکچر کے لئے طلاق محل کا میدان تجویز کیا گیا تھا جو ہمارے قیامگاہ کے پاس ہی تھا شہر کے کسی معزز اور مقتدر انسان کو پریسیڈنٹ بنانا ہم نے پسند نہیں کیا کیونکہ یہ نہایت نامناسب امر ہے کہ ایک احمدی لیکچرار کے وقت غیر احمدی صدر مجلس ہو۔ صاحبزادہ صاحب کی طبیعت بہت ناساز تھی اور ہم سب اور وہ خود بھی مطمئن نہ تھے کہ تقریر کر سکینگے بعد مغرب لوگوں کا ہجوم ہوا اور کوئی بارہ سو کے قریب شرفاء کا مجمع ہو گیا۔ سب کے بیٹھنے کے لئے فرش ہی تجویز کیا گیا تھا۔ کرسیوں اور بنچوں کا انتظام ہماری طاقت سے باہر تھا اور ایسے تکلفات میں پڑنا ہم نے پسند کیا۔

پہلے مولوی عبدالحی صاحب عرب نے قرآن مجید میں سے سورۃ حدید کی تلاوت کی اور پھر حافظ روشن علی صاحب نے مختصر سی تقریر کی بالآخر حضرت صاحبزادہ صاحب آئے ان کی غرض تو اس وقت اتنی ہی تھی کہ وہ اپنی علالت کا عذر کر دینگے مگر کھڑے ہونے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید و نصرت کی اور ایک عجیب اور اچھوتا طریق دعوت حق کا آپکے دل میں ڈالا کہ تمام سننے والے مسحور ہو گئے۔ باوجودیکہ ان کے مالوفہ عقائد کی کمزوریاں نہایت جوش کے ساتھ بیان کی گئیں اور ان کی شناعت کو کھول کھول کر بتایا گیا مگر اس وقت ان کی حالت ایسی تھی کہ وہ نہایت توجہ کے ساتھ اسے سن رہے تھے۔ یہ کہنا کہ اس لیکچر کا اثر کیا ہوا؟ میرے قلم کے اظہار سے باہر ہے دیکھنے والے جانتے ہیں دو گھنٹہ تک تقریر ہوئی اور تقریر کے ختم ہونے کے بعد لوگوں کا ایک اژدہام صاحبزادہ صاحب کی طرف متوجہ کا اور وہ نثار ہوتے اور ہاتھ چومتے تھے اور متعدد درخواستیں ہو رہی تھیں کہ ابھی اسپر اور بیان کیا جاوے۔ اور کچھ روز قیام ہو مگر صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ اللہ **تعالیٰ نے میرے دل میں یہی ڈالا ہے کہ اب میں یہاں سے روانہ ہو جاؤں۔**

دوسرے روز جبکہ ہم ایک تاجر کتب سے ملنے کو جاتے تھے تو شہر کے بعض عمائد نے خواہش کی کہ آپ قیام کریں اور لیکچر دیں مگر وقت نہ تھا۔ غرض یہ لیکچر نہایت کامیابی اور خدا کے فضل سے نہایت پاک تاثیروں کے ساتھ ہوا۔ اور اسطرح ہم کانپور میں تبلیغ کرنے کے بعد **شاہجہانپور** کو روانہ ہوئے۔ جہاں کی جماعت نے متعدد خطوط بھیجکر درخواست کی تھی کہ خواہ تھوڑی دیر کے لئے ہو۔ حضرت صاحبزادہ صاحب وہاں قیام کریں اس تحریر کے وقت تک جو خطوط کانپور سے آئے ہیں وہ نہایت حوصلہ افزا اور تسلی بخش ہیں اور اللہ کے فضل سے ہم امیدوار ہیں کہ یہ **تبلیغ** اپنا اثر پیدا کریگی وباللہ التوفیق ؏

شاہجہانپور ۱۹ اپریل کو شام کے چار بجے کے قریب لکھنؤ ہوتے ہوئے پنجاب میل میں شاہجہانپور روانہ ہوئے لکھنؤ سٹیشن پر مرزا کبیر الدین احمد صاحب اور منشی نذیر الدین

صاحب سپلائی ایجنٹ گاڑی کی روانگی تک ہمارے پاس رہے - اور ۷ بجے کے قریب ہم لوگ شاہجہانپور پہنچے ریلوے سٹیشن پر کل جماعت موجود تھی جو نہایت محبت اور خلوص سے ملی تھی اور ہم سب کو حافظ مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری کے مکان پر ٹھہرایا گیا - ان کی ہی تحریک پر حافظ روشن علی صاحب نے ایک مختصر سی تقریر اسی وقت قبل نماز عشا فرمائی اور دوسرے روز صبح کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک دل کو ہلا دینے والی تقریر فرمائی - ۱۰ بجے کے قریب ۲۰ - اپریل کو ہم روانہ **رامپور** ہوئے -
شاہجہانپور میں مولوی سراج الدین صاحب خانپوری جو بریلی میں تجارت چرم کرتے ہیں - حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں آپہنچے - اور نہایت اخلاص اور درد آمیز لہجہ میں اُنھوں نے بعض نعتیں اور حضرت صاحب کی نظم پڑھی - وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریر سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اُنھوں نے

بیس روپے اس تقریر کی اشاعت

کے لیے دینے کا وعدہ کیا اور عہ۵ مجھے دے بھی دیئے - یہ تقریریں فی الحقیقت عجیب وغریب معارف کا مجموعہ ہیں - اور اس قابل ہیں کہ کثرت سے ان کو شائع کیا جاوے - اللہ تعالیٰ دوسرے احباب کو بھی توفیق دیوے تو اس کار خیر میں شریک ہو جائیں

شاہجہانپور کا ذکر نا مکمل ہوگا اگر میں یہ بیان نہ کروں کہ شاہجہانپور کی جماعت نے اخلاص اور محبت سے ہماری مہمانداری کی اور ہر شخص ان میں سے اپنے صدق ووفا کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے حافظ مختار احمد صاحب کے والد ماجد ایک قابل قدر وجود ہیں جو علوم عربیہ کی پوری تحصیل کئے ہوئے ہیں ان کا حافظہ ایک بے نظیر حافظہ ہے کہ جس کتاب کو ایکمرتبہ پڑھ کر اس کے مضامین کو اور صفحوں کے صفحوں کو یاد رکھتے ہیں عربی زبان میں تحریر کرنے پر قادر ہیں اور اس کے علاوہ آریوں اور دوسرے مذاہب کے اصولوں سے خوب واقف ہیں - نہایت سادہ زندگی بسر کرتے اور زہد وریاضت کا ایک نمونہ ہیں - ایسے قابل قدر **وجود** خدا کی ایک نعمت ہوتے ہیں - ارادہ کیا ہے کہ ان ہزاروں صفحات میں سے جو اُنھوں نے قلمبند کئے ہیں بعض مستقل مضامین شائع کرسکوں - و باللہ التوفیق

رامپور | شاہجہانپور سے ہم رامپور پہنچے - برادرم **ذوالفقار** سٹیشن پر آملے اور دو دن اُنھوں نے نہایت محبت سے مہمان رکھا رامپور کا مدرسہ عالیہ دیکھا - جس پر ریاست کا ایکہزار روپیہ سے زائد خرچ ہوتا ہے اور مولوی عبید اللہ صاحب بسمل باوجود علالت ہمارے پاس رہے - اور مراد آباد تک چھوڑنے آئے - مولوی سید محمد شاہ صاحب محدث سے بعض احادیث کے متعلق مختصر سی گفتگو ہوئی ابوطیب عرب صاحب سے تعلیمی امور میں مشورہ لیا اور وہ سوالات جو علماء سے ہم نے دوسری جگہ پوچھے تھے ان سے پوچھے - اُنھوں نے اپنی سمجھ کے موافق جواب دیا -

امروہہ | ۲۲ / اپریل کو وہاں سے روانہ ہو کر امروہہ پہنچے - سٹیشن پر وہاں کی جماعت موجود تھی حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کے لیے تو یہ دن عید سے کم نہ تھا - **جوش محبت** اور خوشی میں ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے - اُنھوں نے مہمان نوازی میں کمال کر دیا اس قسم کا اکرام ضیف صفات انبیا میں داخل ہے - حضرت فاضل امروہی صاحبزادہ صاحب کے لیے خاص ادب دل میں رکھتے ہیں باوجودیکہ صاحبزادہ صاحب اور ہم سب اس لحاظ سے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخص مخلص احباب میں سے ہیں اور جو قربانی سلسلہ کے لئے اُنھوں نے کی ہے وہ بے نظیر ہے - اور جو خدمات اُنھوں نے سلسلہ کی کی ہیں ان کی جزا اللہ تعالیٰ کے سوا ادا نہیں ہو سکتی ان کا جائز احترام کرتے مگر وہ اپنی محبت اور اخلاص میں بہت بڑھے ہوئے تھے اُنھوں نے چند روز قبل رویا میں دیکھا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بلباس ابراہیم میرے گھر آئے ہیں - اس کی تعبیر یہ آپ نے صاحبزادہ صاحب کی آمد سے کی - اور ابراہیمی شان سے حق مہمانی ادا کیا دوسرے دن آپ کے مکان پر ایک مختصر سا جلسہ ہوا جس میں بعض غیر احمدی بھی شامل تھے - صاحبزادہ صاحب نے ایک **تقریر فرمائی**

امروہہ میں آجکل طاعون کی وجہ سے بعض خاص نشانات ظاہر ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہماری جماعت کو وہاں محفوظ رکھا - والحمد للہ غرض جسقدر عرصہ ہم امروہہ میں رہے نہایت ہی محبت واخلاص کے ساتھ سلسلہ کی تبلیغ کا ذکر رہا - آخر مولوی صاحب نے بادیدہ گریاں ہم کو اجازت دی اور ہماری درخواست پر **اپنا پیارا بچہ مدرسہ احمدیہ کیلئے عطا فرمایا**

دہلی | ۲۳ / اپریل ۱۹۱۲ء کو ہم دہلی پہنچے اور ۲۵ تک دہلی میں رہکر وہاں کے مدرسہ حسین بخش عبد الرب امینیہ اور فتح پوری کو دیکھا -

دہلی میں حضرت صاحبزادہ صاحب اور حافظ روشن علی صاحب کی طبیعت ناساز رہی - ان مدارس میں سب سے ردّی حالت مدرسہ حسین بخش کی ہے - مدرسین اخلاق سے بے بہرہ محض پائے اور جو کچھ حالت ہے وہ دوسرے موقعہ پر درج ہوگی انشاء اللہ العزیز

دیوبند | دہلی سے ۲۵ / کو روانہ ہو کر رات کے آٹھ بجے دیوبند پہنچے - اور سرائے میں قیام کیا ۲۶ کو جمعہ تھا -

دیوبند میں جمعیتہ الانصار کے ناظم مولوی عبید اللہ صاحب کے ذریعہ وہاں کے مہتمم صاحب اور دوسرے بزرگوں سے ملنے کا موقعہ ملا اور ان بزرگوں نے مدرسہ عالیہ دیوبند کے معائنہ کا ہمیں موقعہ دیا اور مدرسہ کے متعلق تمام ضروری امور سے واقفیت بہم پہنچائی - جہاں مدرسہ میں مولوی بشیر احمد صاحب جیسے خوش اخلاق اور وسیع الحوصلہ مدرس ہیں وہاں بعض ایسے بزرگ ہیں جو اپنے جوش تعصب کی وجہ سے ہمارے مخدوم مکرم مولوی سید سرور شاہ

صاحب کو قتل کی دھمکی دینے سے باز نہ رہے۔ بہر حال مدرسہ دیوبند کے ناظمین مدرسہ کی ضرورت زمانہ کے ماتحت اصلاحی نظام پر چلانے کی کوششیں کر رہے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ دیوبند کے مدرسہ میں ایک **اسلامی مدرسہ** کی شان نمودار ہے۔ یہاں کے علماء سے ہمیں تبادلہ خیالات اور استفادہ کا موقع نہیں ملا تاہم ناظم صاحب مدرسہ جو مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ ہیں بہت اخلاق اور مروت سے پیش آئے جو انکو فطرتاً ملا ہے۔ ایسے بزرگوں کی دعائیں مدرسہ کے حق میں **بابرکت** ہوتی ہیں۔ مدرسہ دیوبند کی خصوصیات وغیرہ پر تو سفرنامہ میں ذکر ہوگا یہاں اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کوشش کر رہا ہے کہ انگریزی خوانوں میں دینیات اور علوم **عربیہ** کا مذاق پیدا کرے۔ دو تین گریجویٹ اور انڈر گریجویٹ تعلیم پا رہے ہیں اور وہ نہایت ذہین و ذکی ہیں۔ مولوی عبید اللہ صاحب ایک خاص دل و دماغ کے بزرگ ہیں جو اسی مدرسہ کے فرزند ہیں مدرسہ کی بہتری کے لئے ایک خاص جوش ہے اور وہ رات دن اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔

ایک غلط فہمی

گذشتہ ایام میں دیوبند میں ہندو مسلمانوں میں فساد ہو گیا تھا جس کے متعلق مقدمات کا سلسلہ جاری ہے اور غالباً دیوبند میں **تعزیری** پولیس بٹھائی جانیوالی ہے اس فساد میں دیوبند کے مدرسہ کے طلباء کی شمولیت کا شبہ بھی کیا گیا ہے یہ کوشش برادران وطن کی نہایت نامناسب اور ایک مذہبی درسگاہ پر رکیک حملہ ہے۔ مدرسہ دیوبند اس قسم کی شرارتوں میں حصہ نہیں لے سکتا۔ اور اس کے ناظم جو مدرسہ کی شہرت اور عزت کو قائم رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں وہ کبھی طلباء کو اس قسم کی شورہ پشتیوں میں حصہ نہیں لینے دیتے۔ یہ صرف اسی مدرسہ کو بدنام کرنے کی کوشش ہے میری سمجھ میں کل مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس غلط فہمی کا شکار ہونے سے مدرسہ کو بچانے کی متفق کوشش کریں۔

دیوبند میں احمدی

ہمیں یہ دیکھ کر بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کو جی چاہا کہ ہر جگہ احمدی سلسلہ نے خدا کے فضل سے اپنی جگہ نکالی ہے۔ دیوبند جو ہمارے مخالفین کا ایک طرح پر مرکز ہے وہاں بھی خدا تعالیٰ نے بعض ایسے قلوب پیدا کر دئے ہیں جو اسی سلسلہ کے عاشق و خادم ہیں۔ ان میں سے میاں فقیر محمد صاحب ایک نہایت مخلص نوجوان ہے۔ بظاہر ایک غریب مگر دل کا دولتمند ہے۔ اس نے سلسلہ عالیہ کو دعاؤں کی قبولیت کے نشان سے شناخت کیا ہے۔

دیوبند سے سہارنپور

دیوبند سے روانہ ہو کر ہم سہارنپور پہنچے اور برادرم عبد العزیز صاحب المہد کے مکان پر ٹھہرے۔ اسی روز بعد عصر جامع مسجد کو دیکھا جو ایک شاندار اسلامی عمارت ہے۔ دوسرے روز مدرسہ مظاہر العلوم کا معائنہ کیا مدرسہ مظاہر العلوم کا ایک شاندار بورڈنگ زیر تعمیر ہے۔ جس میں ۸۴ کمرے زیر تعمیر ہیں جن میں سے ایک خاصہ حصہ تیار ہو چکا ہے۔ مولوی عنایت الٰہی صاحب مہتمم مدرسہ ایک خوش اخلاق بزرگ ہیں جو سارے معائنہ میں ہمارے ساتھ رہے۔ اتفاق سے برادرم حافظ عبد المجید صاحب منصوری سے آئے ہوئے تھے انھوں نے ایک بڑے پیمانہ پر وفد کو ٹی پارٹی دی۔ جس میں مولوی عنایت الٰہی صاحب بھی ہمارے ساتھ شریک ہوئے۔ مدرسہ مظاہر العلوم کا کتبخانہ بھی بڑا کتبخانہ ہے جس میں **براہین احمدیہ** اور **الہدی** بھی موجود ہیں کتبخانہ میں مدرسہ کا ایک **عجیب فوٹو** بھی لگا ہوا ہے۔ جو نہایت خوبصورتی سے لیا گیا ہے۔ اس سے علماء سہارنپور کی وسعت خیال کا پتہ ملتا ہے۔

مسجد کے زیر سایہ خرابات چاہیئے

سہارنپور میں اس کا خصوصیت سے ثبوت ملا کوئی مسجد ایسی ہماری دیکھنے میں نہیں آئی جس کے گرد و پیش بازاری عورتوں کے اڈے ہوں۔ سہارنپور کے مسلمانوں کو اسطرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور ان بازاری عورتوں کو ان مقامات سے اٹھا دینا چاہیئے۔

واپسی

سہارنپور سے ۲۸ کی شام کو ہر وفد پسنجر میں عازم دارالامان ہوا اور خدا کے فضل و کرم سے ۲۹ کو اپنے آقا و مخدوم **امام** کے حضور قبل ظہر پہنچ گئے حضرت امام نہایت خوشی اور مسرت سے ملے۔ اور ہر طرح شفقت و محبت کا اظہار فرمایا اور سادات کو وفد کی خاص دعوت کی ان **دعاؤں** کا تو نہ شمار اور نہ حساب جو آپ ہم اپنے خادموں کے لئے کیں آپ کی شفقت کا ایک مختصر سا نمونہ اگر میں ظاہر نہ کروں تو یہ مضمون ناقص سا رہ جائیگا۔ اتفاق سے کئی روز تک آپ کے پاس **وفد** کا کوئی خط نہیں پہنچا گو سلوک ہر روز اطلاع دیتے تھے آپکو اسقدر فکر دامنگیر ہوا کہ آپ نے ایک خاص آدمی (برادرم مکرم چودھری فتح محمد صاحب بی۔ اے) کو دریافت حالات کے لئے روانہ کیا اور اس سے پہلے ایک تار دیا تھا جس کا کوئی جواب نہ ملا (کیونکہ وہ تار ہمیں ملا ہی نہیں) تو فوراً انھیں روانہ کیا گیا اور چودھری صاحب یلغار کرتے ہوئے دہلی جا کر ملے۔ حضرت امام کی اس شفقت اور محبت کو دیکھ کر ہماری جو حالت ہو سکتی ہے اس کے بیان کی قلم میں طاقت نہیں بجز اس کے کہ صدق دل سے "ایسے محسن کی ترقی عمر و درجات کے لئے دعا کریں" اللہ تعالیٰ کا شکر کہ اس نے ایسا محسن اور درد دل رکھنے والا امام ہمکو دیا و للہ الحمد

اسی سلسلہ میں حضرت امیر الضعفاء حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ نے ایک دعوت دی جزاہ اللہ احسن الجزاء یہ ہمارا مختصر سا سفرنامہ اس کی تفصیلات کے لئے آپ منتظر رہیں اور

سفرنامہ محمود

الحمد للّٰہ والمنۃ جو ولد اسلامی مدارس کے معائنہ کے لئے گیا تھا وہ ۲۹- اپریل ۱۹۱۲ء کو دارالامان پہنچگیا اس سفر سے واپس آکر میری طبیعت اچھی نہیں رہی سفر میں بھی عموماً طبیعت خراب رہی اس وقت تک بھی بعض شکائتیں ہیں تاہم سفرنامہ کا مختصر سا خاکہ اس اخبار میں شائع کردیا گیا ہے اور تفصیلی حالات انشاء اللّٰہ العزیز سفرنامہ میں لکھونگا جیسا کہ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں لکھا گیا تھا کہ کٹائی فصل کی وجہ سے مزدور نہیں ملتے اس وقت تک وہ شکایت کم و بیش باقی ہے۔ کیونکہ جب تک اناج گھروں میں نہ آجاوے۔ مزدوری پیشہ لوگ مصروف رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اخبار میں توقف ہوا کوشش کی جا رہی ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان روکوں کو درمیان سے اٹھا دے جو الحکم کی اشاعت پر بعض اوقات موثر ہوتی ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی تحریک اعانت پر میں نے سرپرستان الحکم کو ایک سرکلر لیٹر کے ذریعہ توجہ دلائی ہے۔ اور خدا کے فضل سے امید کی جاتی ہے کہ وہ توجہ کرینگے میری غیرحاضری کی وجہ سے جن احباب کے ارشادات کی تعمیل نہوئی ہو یا صحیح طور پر تعمیل نہوئی ہو وہ اس فروگذاشت کے لیے مجھے معذور سمجھیں والسلام

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی
ایڈیٹر الحکم

اطلاع

خریداران الحکم اپنی ذمگی بقایا اور سال رواں کی قیمت بھیجکر شکرگذاری کا موقعہ دیں مطبع سے جو وی پی بھیجے جارہے ہیں انھیں وصول کریں اس وقت مطبع میں روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ (خاکسار ایڈیٹر)

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

۲۱ ۔ مئی سنہ ۱۹۱۲ء

الحکم

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت پیشگی

حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے ...... عہ

خواص سے عہ

ہندوستان سے باہر ۔ عے

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے

چوگوبم باتو گرائی چہاد رقادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۱۶ قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے نمبر ۱۹

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک چھپا

مدرسہ عالیہ احمدیہ

ناظرین الحکم کو گذشتہ نمبر کے مطالعہ سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے سخت محنت اور جفاکشی کے ساتھ جو دورہ کیا ہے اس کی غرض اور مقصود یہ تھا کہ دوسرے اسلامی مدارس میں جو طریقہ تعلیم یا نصاب تعلیم یا طریق تربیت مروج ہے اگر اس میں سے کوئی مفید بات ہمیں اپنے دار العلوم احمدیہ میں رواج دینے کے قابل مل سکے تو اسے اختیار کریں۔ اسی مقصد کو مدنظر رکھ کر دار العلوم احمدیہ کے قابل اور لائق اساتذہ کو ساتھ لیا گیا تھا۔ اس سفر کے نتائج انشاء اللہ العزیز احمدی پبلک کے سامنے آجاویں گے۔

مدرسہ عالیہ احمدیہ کی ضرورت پر اب کچھ زیادہ کہنے کی بات نہیں رہی۔ احمدی قوم سلسلہ عالیہ کی غایت کو سمجھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو احیاء اسلام کے لئے قائم کیا ہے اور اسلام کے احیا اور بقا کے لئے ایسے علماء کی ضرورت ہے جو انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کے مصداق ہوں جن میں وہ فراست ہو جو اتقوا فراسۃ المومن میں بتائی گئی ہے علما کی ایسی جماعت محض علوم کی درسی کتابوں کے پڑھ لینے سے پیدا نہیں ہو سکتی تعلیم کا اصل جوہر تو تربیت ہے۔ اگر تربیت ساتھ نہ ہو تو تعلیم ایک حد تک مضر ثابت ہوتی ہے ہمارے اس دینی دار العلوم کی خوش قسمتی ہے کہ یہ اس بزرگ سیرۃ نوجوان کے انتظام کے نیچے ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک نمونہ کو روز و شب دیکھا ہے اور نیز حضرت خلیفۃ المسیح کے پرشفقت ہاتھوں میں تعلیم و تربیت حاصل کی ہے۔ میری مراد صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد سے ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کو بتایا کہ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا اور دین کا چراغ ہوگا۔

یہ خدا کا بتایا ہوا اولوالعزم مدرس بنی دار العلوم جیسی کہ قدر جوش اپنے دل میں رکھتا ہے اس کا مختصر اندازہ اس کام پر ہو سکتا ہے جو وہ دار العلوم کے لئے کر رہا ہے مدرسہ کے طلباء کے لئے خصوصیت سے بڑی لمبی دعائیں رات کی سنسان گھڑیوں میں کرنا اس کا معمولی شیوہ ہے جبکہ آبادی آدم کی آدھی سرزمین سوتی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ نوجوان اٹھتا اور قوم کے ان بچوں کے لئے جن کی تربیت اور تعلیم کی ذمہ داری اس کے ہاتھوں میں حضرت امام نے دے رکھی ہے رو رو کر دعائیں کرتا ہے۔ وہ دعائیں کیا ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے سوا اور ان فرشتوں کے سوا جو انہیں رب العزت کے حضور پہنچاتے ہیں کون جان سکتا ہے۔ مگر یہ بات ظاہر ہے کہ وہ دعائیں ان کی روحانی بھلائی اور اخلاقی بہتری اور دنیوی کامیابی کے اجزا پر مشتمل ہوتی ہیں۔ پس کیا ہی مبارک ہیں وہ بچے اور کیسے خوش قسمت ہیں وہ والدین جن کے بچے ان دعاؤں کے نیچے پرورش پا رہے ہیں۔ میں مدرسہ احمدیہ کے ان تمام طلباء اور ان کے والدین کو اس اعلیٰ نعمت کے حصول پر مبارکباد دیتا ہوں۔ میری خوشی کی کوئی حد نہیں رہتی جب میں اس اولوالعزم بزرگ کی ان دعاؤں کا تصور بھی کرتا ہوں۔

پھر آپ طلباء کی حاضری، غیر حاضری، رخصت بیماری کے تمام معاملات روزانہ اپنے نوٹس میں لاتے ہیں اور ان کی تعلیمی حالت کا معائنہ تو معمولی امر ہے بورڈنگ ہوس کا اتفاقی معائنہ کرکے دیکھتے رہتے ہیں کہ طلباء کی اخلاقی نگہداشت کیسے ہو رہی ہے ان باتوں کے علاوہ آپ نے اپنے اوقات گرامی کا ایک خاص وقت اس سال ایک جماعت کو دیا ہے جس جماعت کو یہ فخر حاصل ہوا ہے میں اسے اور بھی خوش قسمت قرار دیتا ہوں کہ ان کے سامنے اس اولوالعزم انسان کی زندگی کا پاک نمونہ سامنے رہتا ہے اس جماعت کو کس دلسوزی سے پڑھاتے ہیں یہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے دوسرے مدرسوں میں ایک تنخواہ پانیوالا معلم بھی اس محنت سے کام نہ لیتا ہوگا جس محنت سے یہ کسی معاوضہ کا کبھی خواستگار نہ ہونیوالا پاک وجود کام کرتا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کا ارادہ ہے اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق اور وقت دیا تو اس ایک جماعت کو آپ اس وقت تک کہ دار العلوم احمدیہ میں ان کا تعلیمی کورس درجہ تکمیل تک پورا ہو پڑھاتے رہیں گے یہ عظیم الشان ارادہ اس پیشگوئی کے نیچے ہے جو آپ کے اولوالعزم ہونے کی ہے۔ پھر اس کے ساتھ ہی آپ نے طریقہ تعلیم میں اس فطرتی طریق کو مدنظر رکھا ہے جو اس وقت کہیں بھی رائج نہیں تعلیم زبان عربی کے لئے آپ ایک ایسا کورس طیار کر رہے ہیں جو فطرتی طریق تعلیم پر مبنی ہوگا۔ اس وقت اس کی مزید تشریح میں نہیں کر سکتا میری غرض اس مختصر سے مضمون میں یہ بتانا ہے کہ مدرسہ احمدیہ میں آنیوالے طلباء کو بعض خاص فوائد حاصل ہیں اس لئے احباب کو چاہیئے کہ ابھی جبکہ آغاز سال ہے وہ اپنے بچوں کو بھیجدیں مدرسہ احمدیہ کے لئے افسوس ہے سکول اور بورڈنگ میں گنجائش کم ہو گئی ہے۔ جسقدر کمرے بورڈنگ اور مدرسہ کے لئے اس وقت تک دیئے گئے تھے وہ سب پر ہیں اور ایک جماعت بورڈنگ ہوس میں بیٹھ کر تعلیم پاتی اور بورڈروں کے لئے تنگی ہو رہی ہے۔ چونکہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کا عظیم الشان کام شروع ہے اس لئے کسی جدید عمارت کا کام شروع ہونا مشکل ہے۔ میری رائے میں اگر امسال موسم گرما کی تعطیلات میں مدرسہ احمدیہ کے طلباء کا بعض خاص اساتذہ جیسے مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب مدفیوضہٗ کی نگرانی میں ایک وفد بھیجا جاوے تو احمدی قوم اسے بڑی خوشی سے لبیک کہیگی۔ اور اس مرتبہ وفود کی تقسیم کر دیجاوے۔ یعنی کچھ علاقے مدرسہ احمدیہ کے لئے مختص کر دیئے جاویں اور کچھ ضلع مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے مدرسہ احمدیہ کے طالب العلم آخر مبلغین کی جماعت خدا کے فضل

... والے ہیں جو لنگر منگوا سکے
يدعون الى الخير کے ارشاد عالی کے
ماتحت تیار ہو رہی ہے۔ ان کے باہر نکلنے سے
قوم کو انشاء اللہ اندازہ کرنے کا موقعہ مل سکے گا کہ
یہ مدرسہ کس قسم کے طالبعلم طیار کر رہا ہے۔ اس
تجویز کے ماتحت جو وفد نکلیگا وہ انشاء اللہ العزیز بامراد
واپس آئیگا۔ خدا کا برگزیدہ مامور اپنی قوم میں **دین**
کو دنیا پر مقدم کرنے کی ایک سپرٹ
پیدا کر گیا ہے وہ بچے جو کل کو حضرت امام کے
سلسلہ کے روشن چراغ ہونیوالے ہیں جب قوم
کے دروازے پر مدرسہ کی ضروریات کو لیکر
جائینگے احمدی قوم اپنے ان نونہالوں کے دامن
گوہر مراد سے [illegible] بھی پُر کرنے کو تیار ہیگی۔
مدرسہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات قوم کی ذمہ
داری کو بڑھا رہی ہیں۔ مدرسہ تعلیم الاسلام جو ہماری
دوسری آنکھ ہے اس کے لئے فیس کی ایک بڑی
اعانت ہے گورنمنٹ کی امداد ہمارا ہاتھ بٹا
رہی ہے گویا دوسرے الفاظ میں یوں سمجھو کہ اب
وہ قریبًا اپنا بوجھ آپ اٹھا رہا ہے۔ لیکن مدرسہ
احمدیہ کی تمام ضروریات قوم کو پورا کرنا ہے
اس کے لئے اگر عمارت کی ضرورت ہے تو اس کا
انتظام قوم کو کرنا ہے اس کے لئے اگر وظائف
کی حاجت ہے تو یہ روپیہ قوم نے دینا ہے کیونکہ
اس مدرسہ میں نہ فیس کا لگانا موزوں ہو سکتا
ہے اور نہ سرکاری امداد مل سکتی ہے اور نہ
لینی چاہیئے۔ خدا کے فضل سے ہم امید کرتے ہیں
کہ قوم اپنے اس فخر اور وقار کو قائم رکھنے کے لئے
توجہ کریگی۔ مدرسہ احمدیہ کے لئے خصوصیت سے
مستقل چندہ دینے والوں کی حاجت ہے اور
ایسے بزرگوں کی ضرورت ہے جو اپنے بچوں کو
اپنے خرچ پر مدرسہ احمدیہ میں تعلیم کے لئے
بھیجیں ساری توفیق اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں

لنگر خانہ کی ترقی

لنگر خانہ کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام نے آخری وقت تک اس
کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا آپ کی وفات کے
بعد لنگر خانہ کا انتظام صدر انجمن کے ہاتھ میں آیا
صدر انجمن نے اپنے مقدور بھر اس کے بہترین
انتظام کے لئے کوشش کی مگر ایک خاص باعث
سے اس کے متعلق تسلی بخش انتظام کے لئے
حضرت صاحبزادہ صاحب کو توجہ کرنیکا ارشاد
فرمایا تھا۔ اسیطرح پر لنگر خانہ کیطرف توجہ کرنے
کا حکم دیا ہے صاحبزادہ صاحب نے لنگر خانہ
کے انتظام کا چارج لے لیا ہے اور وہ اس
کے لئے ایک انتظامی سکیم سوچ رہے ہیں
اللہ تعالیٰ نے آپ کی طبیعت میں غور و فکر کی
قوتیں فطرتًا رکھی ہیں اور اولوالعزم تو آپ کا
نام ہی رکھا ہے آپ نے ایک زمانہ تک حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کی اس دلسوزی کو دیکھا ہے
جو آپ کو لنگر خانہ کے متعلق تھی۔ جسطرح پر وہ
اکرام ضیف چاہتے تھے اور مہمانوں کی دلجوئی اور
راحت رسانی کا جسقدر فکر آپ کو تھا وہ حضرت
صاحبزادہ صاحب روز و شب دیکھتے تھے۔ پھر
حضرت خلیفۃ المسیح نے جس درد اور
جوش کے ساتھ آپ کے سپرد یہ خدمت کی ہے
وہ ان دعاؤں کو اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت
خلیفۃ المسیح آپ کے لئے کرتے ہیں ان اسباب کے
ماتحت یہ یقین کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ
کرنا ہے۔ کہ لنگر خانہ کی بہت جلد اصلاح ہو سکیگی۔
قوم کا کام اب یہ ہوگا گو پہلے سے بھی وہ اس کام میں
مصروف ہے مگر اب سے زیادہ مستعدی اور ہمت
سے کام لینا پڑیگا کہ لنگر خانہ کی ضروریات پر نظر کرکے
اس کی مالی حالت کی اصلاح کے لئے وہ متوجہ ہو
مہمان خانہ کی عمارت کا سوال بہت ضروری ہے
مہمان خانہ کے متعلق ضروری سامان چارپائیاں
وغیرہ مطلوب ہیں اس کے لئے جن علاقوں میں چارپائیوں
کے لئے بان میسر آسکتا ہے وہاں سے احباب
بان روانہ کریں اور ایسا ہی دوسری ضروریات کے
متعلق خیال رکھیں۔ صاحبزادہ صاحب کو لنگر خانہ اور
مہمان خانہ کے انتظام میں اسیقدر سہولت ہوگی
جسقدر احباب اسطرف زیادہ متوجہ ہونگے صاحبزادہ
صاحب کو مصروفیت مدرسہ احمدیہ
تشحیذ الاذہان اور انصار اللہ
کے کام کے متعلق پہلے سے ہے یہ اور اضافہ ہے۔ اس لئے
قطع نظر ان مالی امدادوں کے جو احباب کو ان کاموں
کے چلانے کے لئے دینی لازمی ہیں سب سے بڑی
ضرورت یہ ہے کہ احباب **دعا کریں کہ "اللہ
تعالیٰ ہماری آنکھوں کے اس نور
کو ترقی دے** اور وہ اپنے نیک کاموں
میں ہر قسم کی سہولتوں کو پاتا ہوا **تندرستی
اور عافیت کے ساتھ رہے"**
انصار اللہ خصوصًا صاحبزادہ صاحب کے لئے
دعائیں کریں۔

حیات نور کا ایک ورق

حضرۃ خلیفۃ المسیح کی سیرۃ کا کام میرا دماغ ہی نہیں
قلم بھی خدا کے فضل سے کر رہا ہے۔ اور اگر
ایک سو بزرگ اس مقصد کے لئے پانچ
پانچ روپیہ دینے پر آمادگی ظاہر کر دیتے
تو میں انشاء اللہ العزیز اس پاک سیرۃ
کو پریس میں دینے کے لئے طیار ہو سکتا
ہوں۔ الحکم میں حیات نور کے اوراق
مختلف وقتوں میں دیئے گئے ہیں۔ اور الحکم
کے ناظرین انکو پڑھ کر جسقدر مسرور ہوئے
ہیں اسکا اندازہ ان خطوط سے ہو سکتا
ہے جو وقتًا فوقتًا میرے پاس آتے مگر

میں ہند، حیات نور کی قدردانی کا اندازہ
ان خطوط سے کرنا چاہتا ہوں جو اس کی اشاعت
و طبع کے لئے اپنی جیب کو حرکت دے
سکیں چند دوستوں نے مجھے پہلے لکھا تھا کہ
وہ اس مقصد کے لئے پانچ پانچ روپیہ دینے
کو طیار ہیں مگر میں ان کے خطوط محفوظ نہیں
رکھ سکا یا کم از کم ان کی تلاش کے لئے کافی
وقت چاہیئے۔ اس لئے وہ بھی پھر اطلاع دیں
جس وقت سو آدمی اس کام میں مدد دینے
والے پیدا ہو جائیں اسی وقت انشاء اللہ
العزیز حیات نور کی تکمیل اور طبع کا کام
شروع ہو جائیگا۔ اب عملی توجہ بتائیگی کہ
کہ احمدی قوم اپنے امام کی سیرت کو کس جوش سے
لینا چاہتی ہے۔ اور یہ خدا کا خاص فضل ہے
کہ وہ بالاتفاق ایڈیٹر الحکم کو اس
لائف کی ترتیب کا کریڈٹ دینے کو آمادہ ہے (ایڈیٹر)

غضب اور غصہ کے نظارے

نور الدین انسان ہے انسانی قوتوں
اور جذبات کا وہ ایک مجموعہ ہے۔ اور یہ امر اس کے
کمال کی ایک دلیل ہے۔ جن لوگوں نے فلسفہ
قویٰ پر کتابیں لکھی ہیں انھوں نے بھی اور علم اخلاق
کے مصنفین نے بھی بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ انسان
کو جس قدر قویٰ دئے گئے ہیں وہ دراصل اعلیٰ درجہ
کی خلاقی قوتیں ہیں اور اخلاق کے سرچشمے ہیں۔ امام
غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں فلسفہ اخلاق پر
بحث کرتے ہوئے دکھایا ہے کہ خلق کے اصلی ارکان
حلم غضب اور شہوت ہیں اور ان ہر سہ
قوتوں کے اعتدال کا نام حسن اخلاق رکھا
گیا ہے۔ پس نور الدین کے اخلاق کے
موازنہ میں حیات نور کا مؤلف اس پیمانہ اور میزان
کو اپنے زیر نظر رکھتا ہے مجھے یہاں نور الدین
کی زندگی میں غضب اور غصے کے بعض نظارے
دکھانے مقصود ہیں

اگرچہ فلسفہ اخلاق کی تقسیم کے موافق غضب کے نظاروں
میں اس کی خودداری - دلیری - آزادی - استقلال
ثبات - وقار وغیرہ شاخوں کا ذکر اس کے واقعات
زندگی میں دکھا سکتا ہوں لیکن اخبار اس
پورے بیان کا متحمل نہیں۔ اس کی تشریح اور تفصیل
خدا کے فضل سے حیات نور میں ہوگی

غضب اور غصہ انسان کے اندر دراصل اس کی عزت
و آبرو اور جان و مال کی حفاظت کا ذریعہ ہیں اس
قوت کا خاصہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی انسان کو قولاً یا
فعلاً ضرر پہنچانا چاہے تو یہ قوت جوش میں آکر اس کا مقابلہ
کرتی ہے۔ اس لحاظ سے اس کے بقا کے لئے یہ
قوتیں ضروری ہیں پس جب ہم کہتے ہیں کہ نور الدین
کو غصہ آتا ہے یا وہ بعض وقت غضب میں ہوتا
ہے تو اس سے ہم کبھی یہ مفہوم نہیں لے سکتے کہ
ایسا کہنے سے اس کی ہتک کرتے ہیں
جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں۔ دیکھنے کے
قابل تو یہی نظارہ ہے کہ جب نور الدین غصہ میں
آتا ہے تو کیوں آتا ہے اس وقت اس سے جو افعال
سرزد ہوتے ہیں وہ اس کو کس رنگ میں پبلک کے
سامنے پیش کرتے ہیں۔ کیا اس حالت میں غور و فکر
انجام اندیشی اور خود اختیاری سے وہ نکل جاتا ہے
اور جو کچھ کرتا ہے بے اختیار ہو کر کرتا ہے یا اس حالت
میں بھی اس کا اپنی ان قوتوں پر کوئی قابو دل ہوتا ہے؟
یہ موازنہ اور معائنہ نہایت دلچسپ ہے۔ اس کے لئے آؤ
تمہیں میں نور الدین کے گھر میں لے چلوں
نور الدین کی یہ پرائیوٹ زندگی ہے۔ اس وقت
اس کے مریدوں اور دوستوں کا کوئی حلقہ اس کے
سامنے نہیں جن میں اسے اپنے وقار اور متانت
کو قائم رکھنا ایک دنیادار اور خود غرض انسان کے
خیال کے موافق ضروری ہو۔ وہ جوش میں ہے اور
اس کی غضبی قوت ہیجان میں ہے مگر یہ اعتدال پسند وقار
اور متانت کے نیچے۔ اس کی مخاطب اس کی رفیق اور
غمگسار بیوی ہے وہ اسے ڈانٹتا ہے کس بات پر؟
کیا اس لئے کہ اس نے خانہ داری کے معاملات میں کوئی
نقص پیدا کر دیا ہے۔؟ کیا اس لئے کہ اس نے نور الدین
کے کھانے پینے کے انتظام میں سستی کی ہے؟ کیا اس لئے
کہ اس کے مال کو بیجا خرچ کر دیا ہے؟ ان باتوں میں
سے ایک بھی نہیں اس لئے کہ وہ عورتوں کے حقوق کا
بہت بڑا حامی ہے وہ عورتوں کے مالی معاملات کی تفتیش
اور تحقیق کو خانگی نزاعوں اور کدورات کا مقدمۃ الجیش
قرار دیتا ہے اور اس نے اپنی عملی زندگی سے یہ دکھا دیا
ہے کہ تمام عمر میں کبھی اس نے اپنی بیوی کے اثاثہ
کا جائزہ نہیں لیا اور جو دیا اس کا حساب نہیں پوچھا
کھانے پینے کا وہ اپنے بقائے نفس کے لئے
ایک حد تک حاجتمند ضرور ہے۔ مگر وہ کسی عادت
کا غلام نہیں جو کچھ اس کے سامنے رکھ دیا گیا اسے
ہمیشہ الحمد للہ کہہ کر کھا لیا ہے۔ پھر یہ جوش کیوں ہو
اس جوش کی علت معلوم ہونے پر اس غضب کی
حقیقت کھل جاتی ہے اور یہی نور الدین کی زندگی
میں اس قوت کے استعمال کا راز ہے ؛

نور الدین اپنے گھر میں مستورات اور لڑکیوں کو قرآن
مجید کا درس دیتا ہے قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا
اور سننا سنانا اور سمجھانا اس کی زندگی کا مقصد اور
اس کی روحانی غذا ہے۔ جہاں کثرت سے مستورات
جمع ہوں اور صبح سے لیکر نو دس بجے تک یہ سلسلہ
جاری رہے وہاں گھر کے کاروبار میں وقت کا پیدا
ہونا ضروری امر ہے۔ اور بڑے سے بڑے حوصلہ
اور خلیق عورت تو کجا مرد کا گھبرا جانا ممکن ہے ان عورتوں
یا لڑکیوں کے اجتماع کی وجہ اور تنگی مکان کے باعث
خلیفۃ المسیح کی بیوی کسیقدر تیزی یا ترشروئی سے
ان قرآن سننے والیوں سے پیش آئی ہے نور الدین
کو یہ ادا سخت ناگوار ہوئی ہے کہ کیوں قرآن

کریم پڑھنے والیوں سے اسطرح سے سلوک کیا جاوے جہاں ہم دوسرے گھروں میں دیکھتے ہیں کہ سالن میں نمک کی کمی بیشی پر یا معمولی مٹی کے ایک برتن کے ٹوٹ جانے پر آفت بپا ہو جاتی ہے نورالدین کو اپنی معاشرت میں اگر کوئی چیز بیوی پر ناراض کر سکتی ہے تو وہ ایک ہی امر ہے کہ

اس کی وجہ سے قرآن کریم کی تبلیغ و اشاعت میں کوئی روک نہ ہو

کیا وہ اپنی اس تنبیہ میں کیا زبان یا ہاتھ کی سختی سے کام لیتا ہے؟ نہیں وہ اسے وعظ کرتا ہے مگر اس کے لہجہ میں صرف تنبیہ کا رنگ ہے نورالدین جو کچھ کہتا ہے اس کا مفہوم یہ ہے۔

"اللہ تعالیٰ کا شکر کرو تمہارے گھر میں اس قدر قرآن شریف کھلتے ہیں قرآن مجید کی تلاوت پر خدا تعالیٰ کے برکات اترتے ہیں۔ میں کس قدر سخت بیماری کے منہ سے نکلا ہوں۔ زندگی کا کیا اعتبار ہے میری بیماری میں تم نے دیکھ لیا تھا کہ ایک زمانہ تک مجھے اس نعمت کا موقعہ نہیں ملا تمہارے گھر میں کون آتا تھا۔ اب خدا تعالیٰ نے مجھے پھر موقع دیا کہ اپنے فضل سے مجھے زندگی دی۔ صحت دی میں خدا کے کلام کو سناتا ہوں اور جب تک زندہ رہونگا سناتا رہونگا۔ جب اس کا فضل شامل حال ہو۔ پس ان آنیوالیوں کی کثرت سے اگر تم گھبراتی ہو تو مجھے تکلیف دیتی ہو مجھ سے دعا لو۔ ناراض نہ کرو۔ اور پھر ایسی بات پر جو مجھے کبھی پسند نہیں ہے"

ناظرین یہ مفہوم ہے جو تیسرے واسطہ سے میرے پاس پہنچا۔ یہ نورالدین کے غضب کا نظارہ ہے۔ یہ غضب کیسا مبارک کیسا خوش آئند ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غصہ کی حالت میں اپنی زبان اور ہاتھ پر قابو رکھتا ہے اور انھیں خدا تعالیٰ کی حکومت کے نیچے رکھتا ہے۔ کسی شخص کے اخلاق کے موازنہ کا وہ وقت عجیب ہوتا ہے جب وہ کسی غصہ کی حالت میں ہو یا کسی تکلیف میں مبتلا ہو مجھے نورالدین کی زندگی میں ایسے نظارے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے اور ان تمام موقعوں میں نہ صرف میں نے بلکہ سینکڑوں انسانوں نے اس کو دیکھا ہے کہ اعتدال سے نہیں گذرتا۔ اور اگر کچھ کہتا ہے تو صرف نصیحت اور وعظ

ابھی چند روز کا ذکر ہے قرآن مجید کا درس ختم ہو کر نیا دور شروع ہونیوالا تھا بعض خدام کیطرف سے ایسی باتیں سامنے آئیں جو صراط مستقیم سے ہٹی ہوئی اور اخلاقی کمزوری کا مظہر تھیں۔ اسپر آپ کو رنج و غصہ آیا اور اس کا اظہار درس میں کیا۔ اور بڑے جوش سے کیا۔ مگر آخر میں فرمایا۔

"اگرچہ آج مجھے سخت جوش آیا ہے اور اس جوش کیوجہ سے تڑپ کم ہوتی ہے مگر اللہ کے فضل سے قرآن مجید نہایت اخلاص اور روز ہی سے سنایا ہے۔ اور یہ جوش اور غصہ تمہاری بھلائی کے لئے ہے میرا جی نہیں چاہتا کہ میں تمہیں ایسی حالتیں دیکھوں جو خدا کی پسندیدہ نہیں"

ایک لائق ڈاکٹر کی قابل قدر خدمات

اگرچہ ہماری محسن گورنمنٹ اپنے وفادار اور دیانتدار ملازموں کی خدمات کی ہمیشہ قدر کرتی ہے مگر بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی شخص کی خدمات نمایاں طور پر پیش نہیں ہوتی ہیں جس کیوجہ سے ایک قابل قدر ملازم اپنے حقوق سے محروم رہجاتا ہے۔ ہاں جب کبھی اس کا معاملہ ذمہ دار آفیسروں کے سامنے آتا ہے وہ اسپر توجہ کرتے اور اس کے حقوق کی حفاظت فرماتے ہیں اسی امید پر میں آج اپنے مکرم دوست ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب پنشنر ... اسسٹنٹ سرجن کی خدمات کا مختصر سا تذکرہ کر کے افسران بالادست کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایسے قابل اور وفادار شخص کی گذشتہ خدمات کا لحاظ کر کے اسے شاہی عطوفت سے نوازا جاوے۔

یہ ایک ظاہر بات ہے کہ ایک ڈاکٹر کی پوزیشن بڑی نازک اور ذمہ داری کی پوزیشن ہے۔ ایک ایک موقعہ پر اس کے سامنے مریض کی زندگی اور موت کا سوال آجاتا ہے جسقدر ڈاکٹر خوش اخلاق خداترس اور اپنے فن میں ماہر اور تجربہ کار ہو اسیقدر اس کا وجود مفید ہو سکتا ہے۔ ورنہ ذرا سی بے احتیاطی سے جان جانیکا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے اسکو اپنے فن میں بڑا محتاط اور سنجیدہ ہونا چاہیئے۔

ڈاکٹر الٰہی بخش جن کا ذکر میں اس مضمون میں کرنا چاہتا ہوں میڈیکل کالج کے زمانہ سے پنشن لینے کے وقت تک ہمیشہ ایک لائق اور معتمد علیہ ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔ یہ امر ان کے ان کثیر التعداد سندات سے ظاہر ہے جو وقتاً فوقتاً انھیں ملے ان کی قابلیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ جب سکول سے کامیاب ہو کر نکلے تو سب سے اول رہے۔ جسپر اس زمانہ کے دستور کے موافق ان کو انعام دیا گیا۔ دوران ملازمت میں بعض نہایت مشکل اور خطرہ کے مقامات پر ان کی ڈیوٹی رہی مگر انھوں نے ایک جفاکش اور مستقل مزاج انسان کی طرح اپنے فرائض کو ادا کیا۔ جہاں جہاں انھوں نے کام کیا ہمیشہ وہاں کی پبلک اور اعلیٰ آفیسران کے کام اور اخلاق سے خوش رہے۔ اسوقت موقعہ نہیں کہ میں ان مقامات کا ذکر کروں جہاں انھوں نے بطور ایک میڈیکل آفیسر کے کام کیا میں صرف ایک دو خاص موقعوں کا ذکر کرونگا۔

ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کی قابلیت مستعدی اور سلسلہ دیانتداری اور کونفیڈنس کی وجہ سے انھیں چترال کے مہتری دربار کے لئے منتخب کیا گیا مہتر چترال کے دربار میں ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کرنے کیلئے

سمجھتے صادر کرتے۔ یہ اسکو مناسب نہیں تھا کہ ایک مخفی سوسائٹی کی طرح وہ لوگوں کو ایک تحریک سے متاثر کرتے۔ آئندہ امید ہے کہ کوئی شخص اس قسم کی بیجا جرأت نہیں کریگا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ایک امام کے ماتحت ہے۔ اگر کوئی تحریک یا تجویز سلسلہ کی بہتری اور بھلائی کے لئے کسی کے خیال میں آئے تو اس کا پہلا کام یہ ہے کہ اسے حضرت امام کے سامنے رکھے اس کی فراست اس کا تجربہ اس کی ذہانت اور علم خدا کے فضل سے وسیع اور نیک ثمرات پیدا کرنیوالا ہے۔ یہ تو صرف اس **اصولی غلطی** کا اظہار ہے جو اس معاملہ میں پشاور کی جماعت سے ہوئی ہے اور نہایت مکروہ ہے

اب میں اس تجویز کے دوسرے پہلوؤں پر غور کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ تجویز مذکور محض اقتصادی پہلو کو لیکر پیش کی گئی ہے۔ گو اس کے موجبات اور محرکات شنید کچھ اور ہیں مگر یہ بتایا گیا ہے کہ چونکہ **اخبارات قوم پر محض ایک بوجھ ہیں اس لئے انکو بند کر دیا جاوے**

یہ عجیب منطق غالبًا بہت ہی تھوڑے دماغوں میں آسکیگی۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص کو اپنے بہت سے بچوں کو قتل کر دینا چاہیے کیونکہ ان کی وجہ سے زیادہ خرچ ہوگا۔ اور پچھلے جوان بچوں کو قتل کرکے اب ایک جدید بچہ پیدا کرینگے جو نئے فیشن کے اصولوں پر پرورش پائیگا۔ اس کا خرچ کم ہوگا۔ اگر کوئی شخص ایسا خیال دنیا کے سامنے پیش کرے تو غالبًا اسکو عقلمند کوئی نہ کہیگا۔

اگر یہ کلیہ درست قرار دیا جاوے تو ہمارے پشاوری دوستوں کو بہت مشکلات پیش آئینگی اور رفتہ رفتہ وہ **لنگر خانہ** پر ہاتھ صاف کرینگے اور کہدینگے کہ یہ بھی بوجھ ہے۔ مدرسہ بھی بوجھ ہے خصوصًا مدرسہ احمدیہ۔ دونوں کو ملا کر ایک کردو اس قسم کی بہت سی تجویزیں پیش کرنیکا انھیں موقعہ ملیگا۔

اخبارات کی کثرت قوم کے **قومی** مذاق اور **علمی** مذاق کا ثبوت ہے۔ جسقدر زیادہ اخبارات قوم میں ہونگے اسی قدر اس کی علمیت بڑھیگی کسی قوم کی علمی ترقی اور دلچسپی کا ثبوت اس کے پریس سے ہوتا ہے۔ مگر ہمارے پشاوری احباب چند پیسوں کی خاطر قوم کے علمی **مذاق** کو کچل دینا چاہتے ہیں۔ یا بالفاظ دیگر یہ کہو کہ جو بات ۱۶ سال کے عرصہ میں پیدا ہوئی ہے آج اس کا نام و نشان مٹا دیا جاوے۔ اُس زمانہ میں جبکہ قوم **کمزور** اور اُس کے **افراد** کی تعداد نہایت کم تھی اُس وقت وہ ایک سے زیادہ اخبارات کو نہایت عمدگی سے چلا سکتی تھی مگر آج وہ اس قابل نہیں رہی (نعوذ باللہ من ذالک) اس سے بڑھ کر قومی **عظمت** کی ہتک اور کیا ہوگی؟ کاش! ہمارے دوست اس تجویز کے نتائج اور اثرات پر غور کر لیتے تو کبھی ایسی بات مُنہ سے نکالنے کی جرأت نہ کی جاتی۔

مجھے کیا ان تمام لوگوں کو جو قادیان میں رہتے ہیں اور باہر والوں میں سے بھی اکثروں کو علم ہوگا کہ جب مسجد **نور** کی تعمیر شروع ہوئی اور اس کی شمالی اور جنوبی دیواریں معمولی طرز پر طیار ہونے لگیں تو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے سخت ناپسند کیا کہ کیوں اس کو ایسے طرز پر بنایا جاوے جس سے اس میں توسیع کی گنجائش نہو۔ بلکہ ان اصولوں پر اس کو بنایا جاوے کہ توسیع کے لئے آسانی ہو فرمایا تھا کہ کیا تم **چاہتے ہو کہ ہم سے پیچھے آنیوالی قوم یہ سمجھے کہ وہ لوگ بڑے تنگ حوصلہ تھے**

آپ کے اس ارشاد پر ان شمالی اور جنوبی دیواروں کو **محراب دار** بنا دیا گیا تاکہ جب قوم کو اللہ تعالیٰ اپنی ضرورتوں کے لحاظ سے موقعہ دے وہ اسکو آسانی کے ساتھ وسیع کرلے۔ یہ واقعہ میں نے محض اس لئے لکھا ہے کہ ہمارا امام کیسی عالی **حوصلگی** اور **بلند ہمتی** کی روح ہم میں **نفخ** کرنا چاہتا ہے غور کرو **ساعات عسر** میں تو قوم ایک سے زیادہ اخبارات کے چلانے کو بار نہ سمجھے اور آج حضرت **مسیح موعود** علیہ السلام کے **وصال** کے بعد **خلافت اول** میں جو خدا کے فضل سے سلسلہ عالیہ کی **تاریخ ترقی کا سنہری باب** ہے اور جو عظیم الشان کامیابیوں کی جو بعد میں آنیوالی ہیں بنیادیں رکھ رہی ہے یہ **بدفالی** کیجاوے۔ **کہ اخبارات کو بند کر دو۔**

یہ کیسی شرمناک **حرکت** اور خطرناک **بدعت** ہے۔ آنیوالی نسلیں تمہاری ہمت و حوصلہ کی تعریف کن الفاظ میں کرینگی آہ! **لا تقتلوا اولادکم من خشیۃ املاق** پر بھی نظر نہیں۔ اس پہلو سے دیکھو کہ یہ تجویز کیسی سلسلہ کی **ہتک کرنے والی**۔ قوم کی **بے ہمتی** اور **کم حوصلگی** کا اعلان کرنیوالی ہوگی۔ (خدا نکرے کبھی ایسا ہو اور انشاء اللہ العزیز یہ نہیں ہوگا) ہاں اگر **پشاور** کے ان مجوزین کو یہ بوجھ اور دکھ معلوم ہوتا ہے اور قومی اخبارات کی کثرت ان کے لئے **سوہان روح** ہے تو وہ اخبارات کو بند کردیں خود نہ خریدیں اور دیکھ لیں کہ کیا ان کے ایسا کرنے سے کچھ نقصان پہنچ سکتا ہے میں اپنے ان **معزز** اور **مکرم دوستوں** کو جو پشاور ہی میں الحکم اور دوسرے اخباروں کے سرپرست ہیں مستثنیٰ کرتا ہوں میں جانتا ہوں ان کو ایسی **لغو تجویز** سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ دل سے قومی اخبارات کی کثرت کے خواہشمند ہیں۔ پھر اس **تجویز** پر غور کرنیکا ایک اور پہلو ہے اور وہ یہ کہ اس تجویز پر عمل کرنا گویا بعض **نشانات** کو مٹا دینا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ **الحکم** اور **بدر میرے دو بازو اور پر ہیں**۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شخصیت سے مراد **سلسلہ عالیہ احمدیہ** ہے۔ اب انکو بند کرنے کے معنی دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ

تم چاہتے ہو ان پروں کو کاٹ ڈالو

مقدمہ ما [illegible] میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام [illegible]
جو پیشگوئی انجام مقدمات کے متعلق کی تھی وہ شائع
شدہ آج بھی موجود ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود
نے انجام مقدمات کو اپنے متقی۔ محسن راستباز ہونیکا
ثبوت ٹھہرایا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ ان مقدمات میں
ایک عظیم الشان **مقدمہ الحکم ڈیفیمیشن**
کیس بھی تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل
ہاں محض فضل سے

الحکم کو ایک نشان بنادیا

اس نشان کو اب مٹانے کی کوشش ! خدا سے ڈرو
بدر جاری ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
منشاء اور اجازت سے ہوا۔ بعد میں اس کی ضرورت
ظاہر ہوگئی کہ وہ اور الحکم ہی آپ کے دو **زندہ گواہ** اور
بازوان سلسلہ قرار پائے الحکم کو اس کے
وجود سے تقویت ہوئی۔ **قوم** نے بتادیا کہ قوم اپنے
دوسرے اخبار کی سرپرستی کو طیار ہے۔ برادرم افضل
مرحوم کی وفات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بدر
کے متعلق اعلان فرمایا **خدا تعالیٰ کے فضل**
اور رحم سے اس اخبار کی قسمت جاگ
اٹھی کہ اسکو ایسا لائق اور صالح
ایڈیٹر ہاتھ آیا خدا تعالیٰ یہ کام ان
کے لئے مبارک کرے۔ اور ان
کے کاروبار میں برکت ڈالے آمین
ثم آمین"

حضرت مسیح موعود کی یہ **دعا** اپنے اندر ایک **نشان**
رکھتی ہے۔ عزیز **صادق** کے ہاتھوں بدر نے اس
دعا کے ماتحت جو **ترقی** کی ہے وہ ایک **روشن**
امر ہے۔ لیکن آج اگر اسے بند کرنیکا منصوبہ کیا جاوے
تو گویا اس **نشان** کو مٹادیا جاوے ؞

تشحیذ الاذہان وہ تو حضرت مسیح موعود کی منظوری سے
آپ کے **لخت جگر** کی ایڈیٹری میں محض اشاعت
اسلام و سلسلہ عالیہ کے لئے شائع ہوا اور اس
توجہ نے جو حضرت مسیح موعود کی آرزوؤں اور تمناؤں

[illegible] اس [illegible] آنکھوں پر جگہ دی رسالہ
نے نہایت مفید اور قابل قدر کام کیا۔ مگر آج
جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا ہے اور خدا کے
فضل اور تائید سے حقائق کا دریا بہا رہا ہے
ایک آواز اٹھتی ہے کہ

تشحیذ کو بند کردو یہ بوجھ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت اور منشاء کے
ماتحت **نور** اور **الحق** حضرت **خلیفۃ المسیح**
کے عہد میں جاری ہوئے ان کے **عہد خلافت**
کی اس نشانی کو ہم آج ہی مٹا کر نعوذ باللہ یہ
بتانا چاہتے ہیں کہ اس مبارک عہد کی ترقیاں
نہایت غیر مستقل اور **ناپائدار** ہیں۔ **الحق**
پر سخت سے سخت ابتلا آئے۔ اللہ تعالیٰ نے
ان ابتلاؤں میں سے تو اسے بچایا۔ اور زندہ رکھا
مگر ہم اب

گلا گھونٹ کر مارنا چاہتے ہیں

خود **حضرت** خلیفۃ المسیح کی رائے اور خواہش
کیا ہے وہ آپ کے **طرز عمل** سے ظاہر ہے مطبع
ضیاء الاسلام اپنی ہی غلطی سے بند ہوا
اس کا صدمہ اب تک حضرت **خلیفۃ المسیح**
کو ہے۔ اور آپ نے اپنی بعض تقریروں میں اسکا
ذکر فرمایا۔ افضل مرحوم کی وفات پر احیاء بدر
کے لئے آپ نے جو کچھ اہتمام فرمایا اس میں ظاہر
کیا کہ

"**میرا دل گوارا نہیں کرسکتا تھا کہ**
قادیان سے کوئی مفید سلسلہ
جاری ہو اور وہ رک جاوے
البدر کا چند روزہ وقفہ رنج
تھا"

وہ عارضی وقفہ بھی آپ کے لئے موجب **رنج** تھا
تو کیا اب جبکہ ایک درخت **ثمر دار** ہوگیا
وہ پسند کریگا کہ **اسکو کاٹ دیا جاوے**؟
کبھی نہیں۔

الحکم کے متعلق جو نزلہ میں نے آپ میں دیکھی
ہے اسکو میں خوب جانتا ہوں۔ **عہد خلافت**
میں جس قدر مالی مدد آپ نے الحکم
کو دی ہے اس سے پہلے کبھی
نہیں دی۔ مجھے علم بھی نہیں ہوا میرے
بعض **قرضے** آپ نے ادا کر دئے۔ اور ادا کرنے
کے بعد **مجھے** اطلاع ملی۔ کوئی تحریک الحکم کی اشاعت
کے لئے میں نے نہیں کی جن میں سب سے پہلے
حصہ نہیں لیا۔ اور الحکم کے نقصان کے ایک حصہ
کو پورا کر دینے کی تسلی دی۔ بعض ایسے موقعہ پیش
آئے کہ

الحکم بند نہ کرنیکا مجھ سے عہد لیا

یہ واقعات **الحکم** کے پڑھنے والوں سے مخفی نہیں
الحق کی ضمانت کے موقعہ پر جو تعلق حضرت **خلیفۃ المسیح**
کو تھا وہ کسی دوسرے انسان کو تو کیا خود **میر قاسم**
کو ہوگا۔ یہ کیوں ؟ صرف اس لئے کہ کوئی مفید کام سلسلہ
میں جاری ہوکر بند نہ ہو

تشحیذ آپ کو کس قدر **پیارا** ہے۔ دوسروں کو
علم نہیں۔ بلکہ تشحیذ تو حضرت خلیفۃ المسیح نے ہی جاری
کرایا کیونکہ آپ اس کے مربی اور صدر تھے۔
غرض ان تمام حالات کو زیر نظر رکھ کر ایسی تجویز پیش کرنا
نہایت **کمزوری** اور **کم ہمتی** ہے اور وہ لوگ
جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ان مبارک تحریکوں کو زندہ

سلہ حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی وفات کے بعد سالانہ جلسہ میں جو تقریر کی تھی اس میں
فرمایا تھا " ہمارے شیخ یعقوب علی اٹھتے ہیں وہ کہتے
ہیں مشینوں کے ذریعہ کام ہونا چاہیئے اور مشینیں آنی
چاہئیں اس کے لئے اتنے ہزار چاہئیں **میں کہتا**
ہوں کروڑ مانگتا ہے تو یہ بھی ضروری ہے"
یہ اولوالعزمی کی روح ہے کیا آگر نیو الاعلان کیا
چاہتا ہے؟ اور اخبارات کو بند کر دینے
والے بزرگ کیا ؞

دکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور آپ خود ... سے
بھی گوارا نہیں کر سکتے کہ ایسی آواز کہیں سے
آئے - پس ایسی بیہودہ تحریکوں سے قوم
کے احساس کو نقصان پہنچانا نامناسب اور انھیں
غلط راستہ پر چلانے کی کوشش ہے - اگرچہ
میں جانتا ہوں کہ اس تحریک کے کچھ اور اسباب بھی
ہیں - لیکن جس امر کو زیر نظر رکھ کر اسے پیش کیا گیا ہے
وہ بھی نہایت لغو اور بیہودہ ہے - میں یقین نہیں
کرتا کہ مجوز کے سوا کوئی اس کی تائید کرے تاہم رفع
وہم اور غلط راستے سے بچانے کے لئے میں نے
یہ مختصر مضمون لکھدیا ہے - میری اپنی تو یہ حالت ہے
کہ مجھ سے حضرت خلیفۃ المسیح نے عہد
لیا ہوا ہے کہ الحکم کو بند نہ کرونگا
اس لئے ہمیشہ خدا تعالیٰ کے فضل
اور توفیق کی دُعا کرتا رہتا ہوں کہ
میں اپنی زندگی بھر اس عہد کو نباہ
سکوں دما توفیقی الا باللہ العلی العظیم
پس میں تو کبھی ایسی تجویز کو ذرا بھی وقعت کی نظر سے
نہیں دیکھنا چاہتا - دوسروں کو مغالطہ سے بچانے
کے لئے اس قدر لکھنا پڑا - خدا تعالیٰ ہمارے
برخود غلط دوستوں کو سمجھ دے وہ خدا کے فضل
کے متوقع رہیں - ترقی کو روکنا بدفال ہے - وہ
خدا جو قوم میں تحریر کے مذاق کو پیدا کرتا ہے
اس کے سامان بھی پیدا کریگا - بہرحال کوئی شخص اس
قسم کی تجویز کی تائید کر کے آنیوالی نسلوں کے لئے بُرا
نمونہ چھوڑنے کی کوشش نہیں کریگا - یہ تجویز سراسر
بیہودہ اور ناقابل عمل ہے *

اعلان

چونکہ چٹوں کی جدید کاپیاں لکھی جانیوالی ہیں اس لئے
جو احباب اپنا پتہ تبدیل کرنا چاہیں وہ اطلاع دیں - اور
آیندہ یہ بھی تجویز ہے کہ ہر چٹ پر تاریخ خریداری اور شرح قیمت
سالانہ درج کردیجاوے تاکہ خریداران اخبار کو معلوم رہے کہ انکی
قیمت کب ختم ہوگی - اور پچھلے بقایا سب صاف ہوجا ضروری

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیریت
ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بدستور قرآن
مجید اور بخاری کا درس دیتے ہیں - قرآن مجید کا
درس جدید آپ نے شروع فرمایا ہے اس مرتبہ
جس طرز پر آپ درس دے رہے ہیں وہ اچھوتے
حقائق ہیں - اللہ تعالیٰ انھیں توفیق دے کہ وہ
لیسے کئی درس دیں - اور ہمیں توفیق عطا فرمائے
کہ وہ اصل غرض حاصل کرسکیں جو اس سے
مقصود ہے یعنی **عمل**

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت بھی
بحمد اللہ بعافیت ہیں - حضرت صاحبزادہ صاحب نے لنگر
خانہ کے اہتمام کا چارج لے لیا اور اس کی اصلاح
کے لئے فکرمند ہیں -

(۳) دور الضعفاء کا کام عنقریب شروع ہونیوالا
ہے - اللہ تعالیٰ حضرت ناصر کی خاص نصرت فرمائے

(۴) حیدرآباد دکن سے احمدی احباب کی مخلص
جماعت کا ایک قافلہ یہاں آیا جن میں حضرت مولوی
میر محمد سعید صاحب ڈاکٹر ظہور اللہ صاحب - شیخ
حسن صاحب سید نعیم اللہ صاحب - محمد غوث
صاحب گلبرگی - مومن حسن صاحب - عبدالکریم
صاحب شیخ عبدالحمید صاحب و شیخ محمد یوسف
عمری صاحب - شیخ عبدالعزیز صاحب شیخ عجب شیر
صاحب شیخ محمد مرتضیٰ صاحب - سید حسین
صاحب - سید پیر شاہ صاحب میر فضل احمد
صاحب مولوی عبدالقادر صاحب ڈاکٹر صاحب نے
اپنے صاحبزادہ کو مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخل
کرایا - اللہ تعالیٰ اسے برکت دے -

(۵) مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے ہفتہ واری
اجلاس نہایت کامیابی سے ہو رہے ہیں -
گذشتہ جمعہ کو جو جلسہ ہوا اس میں میاں احمد
بخش طالبعلم جماعت ششم اور شیخ محمود احمد
صاحب طالب علم جماعت سوم نے معنی خیز تقریریں
کیں - حیدرآبادی بزرگوں نے معہ اس
موقعہ پر چندہ دیا - اور مدرسہ کے قیام کو
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض نشانات
کا مظہر قرار دیا - مولوی محمد سعید صاحب نے
اپنے بچہ کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنیکا وعدہ
فرمایا - حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب
امروہی کا بچہ سید یوسف حسن ...
ہوچکا ہے - مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ ...
اور مدرسہ میں بہت تنگی ہے - قوم کی
خاص توجہ بکار ہے -

(۶) مولوی عالم شیخ عبدالرحمٰن صاحب نو مسلم
لاہوری مدرس مدرسہ احمدیہ ...
فاضل کے امتحان میں شریک ...
احباب ان کی کامیابی کے لئے ...
اور **انصار اللہ** کے جنرل ...

(۷) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر
احمد صاحب نے **کانپور** ...
کرنے کے لئے ایک اعلان ...
کے لئے کانپور بھیجا ہے - غرض ...

(۸) **مدرسۃ البنات** کا ...
بہن **سکینۃ النساء** نے ...
کے آنے کے ساتھ لڑکیوں کی ...
بہت بڑا اضافہ ہوگیا ہے - ...
اخلاق سے وہ لڑکیوں کو پڑھا ...
قابل قدر ہے - ابھی مدرسہ ...
دو استانیوں کی ضرورت ہے -
ایڈیٹر الحکم عنقریب مدرسہ کے ...
سکیم پیش کرنیکا خدا کے فضل ...
میں بہن سکینۃ النساء کو مبارکباد ...
کہ حق بحقدار رسید

بھیرہ کے مشہور مقدمہ توہین مورتی کا فیصلہ عدالت اپیل سے

اخبار بین دنیا واقف ہے کہ بھیرہ کے بعض معزز مسلمانوں پر وہاں کے ہندوؤں نے ایک مقدمہ توہین مورتی کا چلایا تھا۔ اور ہندو پریس نے آسمان سر پر اٹھا لیا تھا اسکا فیصلہ عدالت ڈسٹرکٹ جج سے ہوا تھا اس زمانہ میں نہ صرف وہ معزز ملزمان بری ہوئے بلکہ مدعی پر زیر دفعہ ۱۹۳ و ۲۰۹۔ مقدمہ چلانیکا حکم ہوا تھا۔ اس کا اپیل مدعی نے ڈویژنل کورٹ میں کیا۔ اب اس کا فیصلہ عدالت اپیل سے بھی وہی بحال رہا ہے عام لوگوں کی اطلاع کے لئے اس فیصلہ کو شائع کیا جاتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آخر حق کی فتح ہوئی (ایڈیٹر)

بھیرہ کے مشہور جھگی کے معاملہ کے ایک ضمنی مقدمہ میں جہاں صاحب ڈویژنل جج شاہپور بمقام سرگودھا کے فیصلجات اپیل دیوانی ملک وزیر چند پلیڈر وکیل اپیلانٹ۔ خانصاحب شیخ عبد الحق پلیڈر وکیل رسپانڈنٹ ۱ مسٹر سراج الدین احمد ایڈوکیٹ وکیل رسپانڈنٹ ۲ رسپانڈنٹان اصالتاً بھی حاضر ہیں۔ اپیلانٹ بھی اصالتاً حاضر ہے۔

فیصلہ۔ یہ بھیرہ کی جھگی کے مقدمہ کی شاخ ہے جس میں مسٹر کادون آئی سی ایس۔ سب ڈویژنل مجسٹریٹ نے بتاریخ ۲۲۔ نومبر ۱۹۰۹ء زیر دفعہ ۱۲۹ ایکٹ نمبر ۲۰۔ بابت ۱۸۹۱ء یعنی میونسپل ایکٹ سابقہ بادا ہریداس کو مجرم قرار دیا تھا اور اسپر بپاداش خلاف ورزی تحریری نوٹس جو بہ طریق جائز میونسپل کمیٹی بھیرہ نے نافذ کیا تھا مبلغ عہ جرمانہ کیا تھا بادا ہریداس کو اس جھونپڑی یا جھگی کے ہٹانے کے واسطے نوٹس دیا گیا تھا جو اس نے منڈی کے صحن میں بنائی تھی۔ اور یہ مسلم ہے کہ صحن مذکور پر کوچہ کی تعریف حاوی ہے۔ بادا ہریداس بیراگی فقیر ہے۔ اور جھگی میں اس کے پاس ہندو دیوتاؤں کی مورتیاں تھیں۔ میں نے اس کی درخواست نگرانی حکم مسٹر کادون بتاریخ ۲۔ مئی ۱۹۱۰ء نامنظور کی اور اس کی مزید نگرانی بعدالت چیف کورٹ آنریبل سر آرتھر ریڈ نے بتاریخ ۵۔ جولائی ۱۹۱۰ء نامنظور کی از اں بعد میونسپل کمیٹی بھیرہ نے اپنے ریزولیوشن ۵۸۹ رقم زدہ ۱۱۔ نومبر ۱۹۱۰ء کی رو سے یہ فیصلہ کیا کہ بادا ہریداس کو ایک نوٹس دیا جاوے کہ نوٹس وصول ہونے کے چوبیس گھنٹے کے اندر جھگی کو ہٹاوے اور بصورت خلاف ورزی کمیٹی جھگی کو حسب دفعہ ۱۴۷ (۳) میونسپل ایکٹ اپنے افسران کے ذریعے ہٹوا دیگی۔ تاریخ ۲۱۔ دسمبر ۱۹۱۰ء بادا ہریداس پر اس نوٹس کی تعمیل ہوئی تھی اس نے جھگی کو نہیں ہٹایا اور آخر کار تاریخ ۲۔ مئی ۱۹۱۱ء جھگی اور اس کی توسیع مسٹر ویکفیلڈ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر مسٹر کوکس صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس و تحصیلدار صاحب پریزیڈنٹ اور سکرٹری و چند ممبران میونسپل کمیٹی کی روبرو ہٹا دی گئی۔ موجودہ نالش دلآزاری کی بنا پر ہرجانہ دلانیکا دعویٰ ہے۔ ہریداس کی طرف سے نہیں بلکہ ایک شخص گنڈا مل کیطرف سے جھگی کے ہٹائے جانے کے بنا پر نہیں بلکہ شیو کی دو مورتیوں کے ہٹائے جانے کی بنا پر جھگی میں سے نہیں بلکہ منڈی کے چاہ ملحقہ جھگی مذکور کے طاق میں سے میونسپل کمیٹی پر نالش نہیں کی گئی بلکہ محمد علی جعفری اور فضل کریم ممبران کمیٹی کی ذات پر کی گئی۔ بیانات مندرجہ عرضیدعویٰ یہ ہیں کہ جب جھگی ہٹائے جانے کے بعد ڈپٹی کمشنر بہادر و صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بہادر اور دیگر افسران جا چکے تھے دونوں مدعا علیہم نے چاہ مذکور کے دونوں مدعا علیہم نے چاہ مذکور کے طاق میں سے شیو کی مورتیوں کو گروا دیا۔ انھیں ٹھوکریں لگائیں مدخاکروبان کے حوالہ کر دیا۔ اور خاکروبان نے ان مورتیوں کو وہاں سے ہٹا دیا۔ مدعا علیہم کے ان افعال نے مدعی کی دلآزاری کی اور اس نے مبلغ الـ(؟) بطور ہرجانہ دلانیکا دعویٰ کیا۔ فاضل ڈسٹرکٹ جج نے نالش کو خارج کیا ہے اور قرار دیا ہے کہ مدعا علیہم نے شیو کی دو مورتیوں کو چاہ مذکور سے نہیں ہٹایا اور کہ ہر دو مورتی ہائے مذکور بطور توسیع جھگی کے ہٹائی گئی تھیں۔ اور چونکہ کسی شخص نے ان کو اپنا نہیں تبلایا۔ گنڈا رام برہمن کانسٹبل پولیس نے ان کو پورے پورے احترام سے ہٹایا۔ ان کو ایک چارپائی پر رکھا اور مندر واقعہ محلہ بھیرہ میں لیگیا۔ مدعی بناراضی حکم مذکور اپیل کرتا ہے قطع نظر دیگر معزز شہادت بحق مدعا علیہم کے مسٹر ویکفیلڈ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور مسٹر کوکس صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس کی تحقیق اور معین شہادت کی موجودگی میں اس امر میں ذرہ برابر شک و شبہ باقی نہیں رہتا کہ مدعا علیہم نے شیو کی دو مورتی ہائے مذکور کو نہیں ہٹایا اور یہ کہ اس لئے مدعی کو ان کی ذات کے خلاف کسی قسم کی بھی بنائے دعویٰ حاصل نہیں ہے متعدد موجبات اپیل پر فرداً فرداً بحث کرنا غیر ضروری ہے مدعا علیہم کی متعلق شہادت محولہ بالا کی موجودگی میں شہادت پیش کردہ مدعی سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میں اپیل کو خارج کرتا ہوں خرچہ رسپانڈنٹوں کو ملے۔ سرگودھا ۱۳۔ اپریل ۱۹۱۲ء

دستخط ایس ایس ہیرس ڈویژنل جج شاہپور ڈویژن

مقدمہ فوجداری ملک وزیر چند پلیڈر بجانب سائل و مسٹر عبد القادر بیرسٹرایٹ لا وکیل سرکار بحث سنی گئی۔ حکم ڈسٹرکٹ جج شاہپور نے گنڈا مل مدعی پر زیر دفعات ۱۹۳ و ۲۰۹ تعزیرات ہند مقدمہ چلانیکا حکم عملاً زیر دفعہ نمبر ۴۷۶ ضابطہ فوجداری صادر کیا ہے گنڈا مل حکم مذکور کی نگرانی کی درخواست کرتا ہے میرا فیصلہ بر اپیل دیوانی ۱۳ بابت ۱۹۱۲ء رقم زدہ تاریخ امروزہ دیکھا جاوے۔ حکم عدالت ماتحت صحیح ہے اور اس میں مداخلت

صحیح ہے اور اس میں مداخلت کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں ہے۔ درخواست نامنظور کی جاتی ہے دستخط ایس ایس ہیرس ڈویژنل جج ڈویژن شاہپور

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے - اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے - مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے -

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹس کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں -

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں - انکو کیا آپنے اب تک نہیں پڑھا - اگر نہیں تو ضرور پڑھیں - اس میں نور ہدایت اور شفا ہے

ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ

نوٹ: ... تیار ہیں آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے لئے جاوینگے - معہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان سے طلب کریں -

بھارت

قیمت سالانہ صرف دو روپیہ

اردو کا ہفتہ وار اخبار جو کہ ہر شکر کے دن جالندھر شہر سے شائع ہوتا ہے

اس کی خصوصیتوں میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں - (۱) آریہ سماج کے سدہانتوں پر نہایت متانت کے ساتھ بحث کرتا ہے اور باہمی جھگڑوں کیطرف سے آریہ پرشوں کی توجہ کو ہٹا کر ان کے اندر دھارمک وچار اور سوادھیائے کے لئے رچی پیدا کرتا ہے اس کی تقریباً ہر ایک اشاعت میں کسی نہ کسی ویدک سدہانت پر بحث ضرور کیجاتی ہے (۲) یہ ویدک دھرم کو اس کی اپنی روشنی میں پرگٹ کرتا ہے اور غیر مذاہب کے پرچارکوں کے کئے ہوئے اعتراضوں کا جواب دینے میں سنجیدگی اور سبھیتا کو ہاتھ سے نہیں دیتا (۳) یہ شخصی اخبار نہیں ہے اس لئے ذاتی جھگڑے اسکے اندر جگہ نہیں پا سکتے - (۴) یہ آریہ پرشوں میں آرگنیزیشن کیلئے عزت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور انھیں اپنی آرگنیزیشن کو مضبوط بنانے کی اپیل کرتا ہے - (۵) یہ آریہ سماج کا حقیقی آرگن ہے - کیونکہ یہ اپنے تئیں اس یا اس ذات کے پیچھے نہ لگا کر ساری سماج کی بہبودی کے لئے کوشاں رہنے کو ہی اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا ہے - (۶) ستری شکشا اور پتت ادھار اس کے خاص کاریہ کشیتر ہیں - (۷) یہ بھارت ورش کے ... کی لوٹن کو اونچا کرنے کی کوشش کرتا ہے -

انہی خصوصیتوں کے باعث آریہ پبلک اور خصوصاً آریہ پبلک نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے آریہ سماجوں نے کمال سرگرمی اور جوش کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا ہے قیمت باوجود ان سب خصوصیتوں کے نہایت ہی کم یعنی صرف دو روپے سالانہ

ملنے کا پتہ منیجر بھارت جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

نمبر ۲۲/۲۱ — ۷/۱۴ جون سنہ ۱۹۱۲ء — جلد ۱۶

الحکم

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نرخ قیمت چندہ

ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے — ۵ؔ

خواص سے — ۱۰ؔ

ہندوستان سے باہر — ۷ؔ

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے — ۱۲ؔ

چھ گویم بانو گرائی بچھاور قادیان ہینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

اور اعتقادی نوٹوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہ حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور ان ترجمہ اور نوٹس کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مد نظر رکھ کر لکھے گئے ہیں ؂

عاشق قرآن کریم حضرت مولٰنا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ

نوٹ آٹھ پارے طیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے لئے جاوینگے۔ مع محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر شائع ہوا۔

صدر انجمن کی ماہواری رپورٹ پر سرسری نظر

صیغہ یتامیٰ حضرت خلیفۃ المسیح نے یتامیٰ کی امداد کے لئے جو تحریک کی تھی اس کا نتیجہ الحمد للہ تسلی بخش ثابت ہوا اور یہ مد صرف ۱۴ار کی مقروض رہ گئی ہے۔ سکرٹری صاحب توجہ دلاتے ہیں کہ چونکہ اس مد کا ماہوار خرچ **دو سو روپیہ** ماہوار ہے اس لئے اس مد کے اخراجات کے لئے مستقل چندے کا انتظام ہونا چاہیئے۔ گذشتہ سال کی رپورٹ کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰۴ انجمنیں ایسی ہیں جن کے کھاتے صدر انجمن کے دفتر میں ہیں پس اگر ہر ایک انجمن قطع نظر اس کے کہ وہ چھوٹی ہے یا بڑی اپنے ماہوار چندوں میں **دو روپیہ** ماہوار کا اضافہ کریں تو ایک **معقول رقم** مستقل طور پر **یتامیٰ** کے اخراجات کے لئے وصول ہو سکتی ہے۔ بعض انجمنیں ایسی بھی ہونگی جو دو روپیہ ماہوار سے زیادہ بآسانی دے سکینگی اور بعض کے لئے شاید یہ رقم زیادہ ہو۔ بہرحال میری رائے میں سکرٹری صاحب **ایک سرکلر لیٹر** اس تجویز کے متعلق جملہ انجمنوں کے پاس بھیجکر دریافت کریں مجھے یقین ہے انشاء اللہ العزیز **یتیم خانہ** کے اخراجات اس طریق پر نکل آئینگے۔ صیغہ **یتامیٰ** کی رپورٹ کے ضمن میں ایک **امر** ایسا ہے جسکو کوئی **احمدی** مسرت کے ساتھ نہیں پڑھ سکیگا

جملہ معترضہ ایک قابل اعتراض شادی ایک غیر احمدی نے اپنے لڑکے کی شادی پر جو کسی احمدی کے گھر ہوئی ہے **یتامیٰ کی** امداد میں کچھ روپیہ دیا ہے۔ اور طلباء مدرسہ کی شیرینی کے لئے بھی کچھ دیا ہے۔ اس کے لئے میں اسے جزاہ اللہ احسن الجزا کہتا ہوں مگر سوال یہ ہے کہ غیر احمدی کا ایک احمدی کے گھر شادی کرنے آنا یہ امر کہاں تک درست ہے؟ اور یہی امر ہے جو نہایت **افسوسناک** اور اخلاقی **کمزوری کا مظہر ہے۔** اخبار نویس اپنے نازک منصب کے لحاظ سے مجبور ہے کہ وہ اس غلطی سے قوم کو آگاہ کرے جو کسی ایک فرد کی کمزوری سے پیدا ہونیوالی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہرگز یہ اجازت نہیں دی کہ **کوئی احمدی اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو دے۔** اس مطلب کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک خاص اشتہار دیا اگرچہ وہ لوگ جو آپس اور عارضی اتحاد کی راہ میں ایسی تجویزوں کو مضر (نعوذ باللہ) قرار دیتے ہیں میرے اس دخل در معقول کو پسند نہ کریں مگر میں اخلاقی جرأت سے کام لیکر اس قسم کی شادیوں کے خلاف آواز اٹھانا ضروری خیال کرتا ہوں۔ تاکہ آئندہ یہ **باطل** ہماری جماعت میں اپنا سر نہ نکالے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اشتہار کے بعض فقرے یہاں درج کرتا ہوں تاکہ وہ بھولی ہوئی بات ہمارے دوستوں کو معلوم ہو جاوے یہ نہایت ہی بری **نظیر** ہے جو **فیض اللہ چک** میں قائم کی گئی ہے۔

گذشتہ سفر میں جب ہم لکھنؤ پہنچے تو ایک غیر احمدی کی لڑکی کے ساتھ ایک احمدی کی شادی کا سوال لکھنؤ میں بڑے زوروں پر تھا۔ لڑکا اس غیر احمدی کے عزیزوں میں سے ہی تھا۔ مگر وہاں کے علماء نے جب یہ فتویٰ دیا کہ ایک احمدی سے نکاح درست نہیں ہے تو ان تمام تعلقات قرابت کو بالائے طاق رکھکر اس **غیر احمدی** نے جواب دیا ہے۔ اور غریب **احمدی** کو بہت سی تکلیف کے علاوہ مالی نقصان بھی اٹھانا پڑا۔ کیا تمہارے اندر اتنی غیرت بھی نہیں؟ جتنی اس لکھنؤ کے غیر احمدی میں تھی۔ اس احمدی نے جو استقلال دکھایا وہ اور بھی قابل تعریف ہے۔ اس نے نکاح نہ کرنا منظور کیا مالی **نقصان** اور شماتت کو برداشت کیا مگر یہ گوارا کیا تو سلسلہ حقہ سے انکار جس کے لئے کہا جاتا تھا کہ تم مخفی طور پر کر دو۔ آہ! ہم ابھی سے اس قدر کمزوری کا اظہار کرنے لگے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اشتہار باہمی ناطہ رشتہ کے لئے دیا تھا اور اس میں جن حدود کی پابندی ہم پر لازم کی تھی اگر ان کو **ترک کر دینگے** (خدا نہ کرے کہ ایسا ہو) تو یاد رکھو کہ احمدی جماعت سے تعلق نہیں رہ سکتا۔ غور کرو ان الفاظ پر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس میں لکھے ہیں:-

"چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اور اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے۔ اور اب ہزاروں تک اس کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ اور عنقریب بفضلہ تعالیٰ لاکھوں تک پہنچنے والی ہے (الحمد للہ پہنچ گئی ہے۔ ایڈیٹر) اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان کے باہمی **اتحاد** کے بڑھانے کے لئے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے لئے لڑکوں اور لڑکیوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے **ہیں ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اس جماعت میں داخل نہوں۔** اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں۔ مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں خاندان میں پرہیزگاری میں خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی **ضرورت** نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں **کافر** کہتے ہیں اور ہمارا نام دجال رکھتے ہیں یا خود تو نہیں مگر ایسے

صاحب آفیسر مدرسہ عالیہ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح کے استصواب سے ایسی تحریک کریں تو خدا کے فضل سے کیا بعید ہے کہ یہ تحریک بارور ہو - اور اگر ہر ایک انجمن اس مقصد کے لئے بالاوسط **دس روپیہ** ماہوار بھی دے تو ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار مستقل آمد مدرسہ احمدیہ کی صورت میں آسکتا ہے - مگر اسوقت یہ صرف تجویز ہی ہے **عملیات** میں اسی وقت آسکتی ہے کہ اسپر متواتر زور دیا جاوے - اور تحریک ہو -

تعلیم الاسلام

مدرسہ تعلیم الاسلام کی مالی حالت الحمد للّٰہ اچھی ہے - اور اب جبکہ فیس کا اضافہ ہوگیا ہے اور بھی بہتری کی اُمید ہے - اللھم زد فزد سرکاری امداد میں **طلباء** کی **تعداد** کو بھی بڑا دخل ہے احباب اگر اپنے بچوں کو یہاں بھیجیں تو **بیک کرشمہ دوکار** اس سے مدرسہ کی مالی حالت پر بھی اثر پڑتا ہے - اور قوم کی دینی اور تعلیمی حالت پر بھی میں نے ایک سالانہ جلسہ پہ یہ ظاہر کیا تھا کہ اگر ہر **احمدی** جو اپنے بچے کو تعلیم دینے کی استطاعت رکھتا ہے یہاں بھیجدے اور مدرسہ میں طلباء کی خوب کثرت ہو تو یہ مدرسہ بدون کسی مزید چندہ کی خواہش کے اپنے خرچ سے چل سکتا ہے جسقدر طلباء کثرت سے ہونگے اُسیقدر مدرسہ کی آمدنی میں اضافہ ہو سکتا ہے - قوم اسپر توجہ کرے - رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک وہ کمی طلباء کی بھی پوری نہیں ہوئی جو امتحان سالانہ کے بعد ہو جایا کرتی ہے - چونکہ اس وقت سال کا شروع ہے اور بورڈنگ میں بھی گنجائش ہے احباب اپنے بچوں کو بھیجیں -

(باقی آئندہ)

اعلان

بقاماداران مہربانی کرکے اپنے حساب صاف کریں ورنہ اخبار انکے نام بند کردیا جائیگا

(ایڈیٹر)

لیڈر یا امام

ایک عرصہ سے دیکھا جا رہا ہے کہ اخبارات اور پبلک لیکچروں میں اس مضمون پر طبع آزمائی ہو رہی ہے کہ ہمارا لیڈر کون ہے؟ - اس سوال کی تہ میں جہانتک مینے غور کیا ہے صرف ایک ہی غرض ہے کہ بعض اُن لوگوں کو جو دینوی وجاہت - اعزاز اور اثر میں ترقی کر گئے ہیں دوسرے لوگ جو ابھی تک اس مقام پر نہیں پہنچے - کسی ایک یا دوسرے پہلو سے گرائیں اور آپ آگے بڑھنے کی کوشش کریں - والّا اگر یہ مقصد اور غرض نہیں ہے تو اس **سوال** کو اس وقت چھیڑنے کی کچھ حاجت نہ تھی - اور جو لوگ مسلمانوں کی دینوی معاملات میں رہنمائی کر رہے ہیں اپر حملہ نہ کیا جاتا - ان کے اخلاقی معائب بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی - بہرحال اب جبکہ یہ سوال پیدا ہوگیا ہے تو میں بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ اسپر اپنے خیالات کا اظہار کروں -

اس سے پہلے کہ یہ بتایا جاوے کہ ہمارا **لیڈر یا امام** کون ہے یا اس میں کیا صفات ہونی چاہئیں یہ معلوم کرنا چاہئے کہ آیا فی الواقعہ کسی **لیڈر یا امام** کی ضرورت ہے بھی یا نہیں؟ اس میں شک نہیں کہ انسان بالطبع **آزادی** اور **حریت** کو پسند کرتا ہے اور جوں جوں اس کے خیالات میں **نشوونما** اور اس کی **دماغی** اور ذہنی قابلیتوں میں ایک بلند پروازی پیدا ہوتی جاتی ہے اسیقدر وہ **آزادی** کی قدر کرتا اور اپنے آپ کو مختلف بندشوں سے نکالنے کی فکر کرتا ہے - مگر جہاں اس کی فطرت میں آزادی ہے وہاں خود اس کے جسم میں ہی بعض قوتیں ایسی ہیں کہ وہ دوسروں پر حکومت کرتی ہیں - اور پھر انسانی سوسائٹی میں آکر ایک آزاد سے آزاد قوم بھی خواہ کیسی ہی قوت کے ساتھ یہ اعلان کرے کہ شخصی حکومت کی ضرورت نہیں بلکہ جمہوریت ہونی چاہئے تو بھی اسے بالآخر ایک ہی شخص کے فرمان کے نیچے آنا پڑیگا -

جن لوگوں نے فرانس کی جمہوریت کی تاریخ پڑھی ہے اور اس کے انقلاب کے واقعات ان کے سامنے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ شاہی خاندان کو برباد کرنے والی قوم بجز اس کے نہ رہ سکی کہ اس **جمہوریت** میں بھی ایک پریسیڈنٹ کو منتخب کرے - اس **نظام ظاہری** سے فطرتی طور پر پتہ لگتا ہے کہ **فطرتی طور** پر ایک انسان کو ایک ہی شخص کے ماتحت آخر آنا پڑتا ہے - کیا کسی نے دیکھا ہے کہ کوئی **کمیٹی** کوئی **کونسل** کوئی **پارلیمنٹ** ایسی ہے جس میں **صدر مجلس** نہو - یہانتک کہ کوئی گھر اس بات سے خالی نہیں جس کے انتظام کے لئے سارے کنبہ کو ایک **ذی اقتدار شخص** کے ماتحت ہو کر چلنا نہ پڑے - اور وہ مختلف طبیعتیں - مختلف مذاق اور جذبات کے ممبران **خاندان** کو ایک **نظام** کے نیچے چلاتا ہے -

پس جبکہ یہ ایک **فطرتی** اور **طبعی امر** ہے تو ایسی صورت میں انسان اس سے الگ نہیں ہو سکتا دُنیا میں دو قسم کے نظام ہیں ایک **جسمانی** اور دوسرے روحانی اور ان دونوں سلسلوں کیلئے ایسے لوگوں کی حاجت ہوتی ہے جو قوم کو ایک مرکز پر جمع رکھیں - یہ **شخص** جو ان مختلف خیالات و جذبات کو ایک مرکز پر جمع کرکے قوم کو ایک **فرد واحد** کی شکل میں لاتا ہے اور اُس کو اپنے اشارے کے نیچے چلاتا ہے آجکل کی **ولایتی اصطلاح** میں **لیڈر** کہلاتا ہے اور ہماری **مذہبی** اور روحانی اصطلاح میں اس کا نام **امام** رکھا جاتا ہے اور قرآن مجید میں اس کو **خلیفہ** کے نام سے بھی نامزد کیا گیا ہے **نظام تمدن** کے شیرازہ کا **دھاگہ** یہی پاک وجود ہوتا ہے - اسلام نے ضرورت **امام**

لوگوں کے تابع ہیں۔ یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔ جبتک پاکی اور سچائی کے لیئے بھائی بھائی کو نہیں چھوڑیگا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں نہیں"۔

اس اشتہار پر غور کرو فماذا بعد الحق الا الضلال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اشتہار اور اعلان کے خلاف کرکے غیر احمدی کو لڑکی دینا ایک احمدی کی شان سے بعید ہے اور یہ نہایت بُری نظیر ہے جو قائم کی گئی ہے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ اسکو کوئی احمدی پسند کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ انتظام جماعت میں اتحاد اور سلسلہ کی عظمت کو قائم کرنے کے لیئے اور سچا اخلاص پیدا کرنے کے واسطے رکھا تھا جکو افسوس ہے اس طرح توڑا گیا ہے۔

پس دوسرے احمدی بھائی محتاط رہیں اور وہ اس غلطی کا ارتکاب کبھی نہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگیں کہ وہ اس ابتلا کے نیچے آویں۔ حضرت خلیفۃ المسیح جب نکاح کے خطبہ پڑھا کرتے ہیں تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا ضرور تکرار کیا کرتے ہیں کہ اکثر لوگ شادی کرتے ہیں ان کے اغراض حسن وجمال یا اعلیٰ خاندان یا مال و دولت ہوتی ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ محض تقویٰ اور دین کے لیئے شادی کرے۔ حقیقت میں تقویٰ اللہ بجائے خود ایک ایسا وصف ہے کہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا وصف مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایک دولتمند ممکن ہے شادی کے بعد مفلس ہوجاوے۔ اور ایسا ہی دوسرے امور جو ملحوظ تھے وہ کسی ایک دوسری وجہ سے قائم نہ رہیں مگر تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ

اگر یہ جڑ رہے سب کچھ رہا ہے

بہرحال ہماری قوم کو حضرت امامؑ کی بتائی ہوئی حدبندیوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ایسا نہو کہ شیطان کسی ایک یا دوسرے راستہ سے انکو بھٹکا دے۔ میرا کام ایک بھولی ہوئی بات کو یاد دلانا ہے۔ اور بس

زکوٰۃ مد زکوٰۃ کے آمد و خرچ میں اپریل ۱۹۱۲ء میں ترقی ہوئی للہ الحمد۔ اس مہینہ میں آئندہ اخراجات میں سکرٹری صاحب کمی کی اُمید دلاتے ہیں۔ میری آرزو یہ ہے کہ اس مد کی بھی آمدنی بڑھے اور اخراجات بھی۔ ہاں خدا کے فضل سے اس وقت کبھی ہم اُمیدوار ہیں کہ زکوٰۃ کا بہت سا روپیہ جمع ہو اور اُس کا لینے والا کوئی نہ ملے مد زکوٰۃ سے بہت کام اس وقت نکل رہے ہیں۔ یہی تو قومی فنڈ ہے۔ اگر اس مد کی آمدنی زیادہ ہو تو مسلمانوں کے لیئے بہت کچھ ہو سکتا ہے زکوٰۃ اور صدقات خصوصیت سے امام کے ہاتھ میں جانے چاہئیں۔ احادیث سے یہی ثابت ہے۔ اور قرآن کریم بھی اسی پر اشارہ کرتا ہے۔ جو لوگ بطور خود زکوٰۃ کا روپیہ خرچ کرتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں ان کا فرض یہی ہے کہ وہ یہاں بھیجیں اور اس بات کو کبھی نہ بھولیں۔

مساکین اس فنڈ میں ماہ گذشتہ میں آمدنی کم ہوئی ہے مدرسہ احمدیہ۔ تعلیم الاسلام اور شاخ صنعتی میں اسی وجہ سے وظائف کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ افسوسناک امر ہے۔ قومی توجہ بکار ہے۔

اشاعت اسلام اشاعت اسلام کی آمدنی ماہ گذشتہ میں کمی اور خرچ میں بیشی ہوئی ہے۔ جس میں پانسو روپیہ مشنگ آف اسلام کی ایک ہزار کاپی کی جلد بندی کا ہے۔ یہ رقم ایک پہلو سے تجارتی رنگ رکھتی ہے۔ انگریزی اور اُردو میگزین کی اشاعت میں ترقی ہو رہی ہے۔ مگر تفسیر میں کمی ہے۔ اور اس کی وجہ اس کی بروقت اشاعت کا نہونا ہے۔ خواہ اس کے اسباب کچھ بھی ہوں مگر احمدی قوم قرآن کریم سے محبت رکھنے والی قوم کے لئے یہ عار ہے۔ کہ وہ تفسیر قرآن کی خریداری سے بیدل ہو رہی ہے۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب تفسیر کے لئے جو محنت کر رہے ہیں اس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ سفر میں جہاں اُنھیں چند منٹ بھی ملتے وہ اس کام میں لگ جاتے۔ اگر تفسیر اسطرح شائع نہیں ہو سکتی۔ تو بہتر ہے کہ جس طرح ایڈیٹر الحکم پارہ پارہ شائع کر رہا ہے تفسیر سروری بھی پارہ پارہ شائع ہو بہرحال اس کی اشاعت ضروری چیز ہے اور قوم کو اس کی قدر کرنی چاہیئے خود قرآن مجید نجماً نجماً نازل ہوا۔ اور ۲۳ برس کے زمانہ تک اُترتا رہا۔ تفسیر کے لیئے اس قدر اضطراب اور بیدلی کیوں ہو۔

مدرسہ احمدیہ مدرسہ احمدیہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی روح اور جان ہے۔ اس کے لیئے جسقدر توجہ ہو تھوڑی ہے۔ مدرسہ کی مالی حالت ابھی تک کمزور ہے جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر اس یادگار احمد کے لیئے معقول وعدے کئے تھے وہ ادھر توجہ فرمادیں۔ اور مدرسہ کو زیادہ زیر باری سے نجات دلانے کا ایک یہ بھی طریق ہے۔ کہ ایسے لوگ اپنے بچوں کو بھیجیں جو اس کے اخراجات خود ادا کریں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری انجمنیں جن کی تعداد سالگذشتہ کی رپورٹ کے موافق ۱۴۷ ہے کم از کم ایک ایک دو دو لڑکوں کے کل اخراجات اپنے ذمہ لیں۔ ان اخراجات میں ان کے تعلیمی اخراجات بھی شامل کر لیئے جاویں۔ خود جناب صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد

پہنچی ہے وہیں سننے والوں کو زمین پر بٹھا دیتی ہے۔ ایک جھگڑا ہوتا ہے مخالف قوتیں پورے جوش اور ہیجان میں ہیں گروہ کہتا ہے الا انجا ہملیتر ہیے انا منکم اور اس سے نار حرب پر فوراً پانی پڑجاتا ہے یہ تھی وہ قوت اور طاقت جو ایک لیڈر کے اندر ہونی چاہئے۔ اور یہ ہو نہیں سکتی۔ جب تک اللہ تعالےٰ اسکو بھیجا ہوا نہ ہو اس غرض کے لئے اس زمانہ میں جسکو مبعوث کیا ہے اور وہ حضرت مرزا **غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام** کا پاک وجود ہے۔ وہ اپنا کام کر کے دنیا سے رخصت ہو چکا ہے۔ مگر چونکہ یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے وحدۃ کو قائم اور زندہ رکھنے کے لئے قائم کیا ہے اس لئے اس نے خود اپنے فضل سے نہ کسی انسانی طاقت اور انتخاب رائے سے ایک شخص کو اسکو **قائم مقام** کھڑا کر دیا۔ اسی طرح پر جیسے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کھڑا کر دیا تھا۔ اس میں یہ قوت پائی جاتی ہے کہ وہ مختلف خیالات کے لوگوں کو ایک مرکز پر قائم رکھتے۔ چنانچہ اس کا نمونہ موجود ہے یہ کہنا کہ ہم لوگوں میں اختلاف رائے نہیں ہوتا ایک قسم کا فضول تکلف اور نمائش ہے۔ اور اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ ہم فطرتی جذبات کو گویا مٹا دیتے ہیں۔ اختلاف ہوتا ہے مگر وہ اختلاف ایسا نہیں کر مٹ نہ سکے۔ جب **امام** کا حکم اس اختلاف کے متعلق صادر ہوتا ہے ہر دو فریق اپنی اپنی جگہ امن سے بیٹھ جاتے ہیں۔

اس سے پایا جاتا ہے کہ یہ سلسلہ **ربانی سلسلہ** ہے اور اللہ تعالیٰ خود اس کا حافظ و ناصر ہے۔

دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں اور گروہوں میں جب اختلاف ہوتا ہے تو پھر وہ ایسے گندے اور ناپاک نتائج پر جا کر ختم ہوتا ہے کہ اس کے بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے۔ پس مسلمانوں کو ایک امام کی ضرورت ہے اور وہ بغیر اس کے **ایک مرکز وحدۃ** پر جمع نہیں ہو سکتے۔ اور وہ امام دینی امام ہو سکتا ہے کیونکہ دنیوی معاملات میں اختلاف رائے کا کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ ابھی پچھلے دنوں تعلیم جبریہ کے متعلق مسلمانوں میں **جدوجہد تھی**۔ وہ لوگ جو زیادہ **دور اندیش** اور مدبر تھے وہ تعلیم جبری کے قانون کو قوم کے لئے مضر بتاتے تھے بالمقابل ایک اور گروہ پیدا ہوا کہ جس نے **جبریہ تعلیم** کے مخالفوں کو ایسے آڑے ہاتھوں لیا کہ ان کو دامن چھوڑانا مشکل ہو گیا لیکن اگر یہ دونوں ایک امام کے ماتحت ہوتے۔ اور اس کے سامنے یہ اختلاف آتا تو وہ جس فریق کے خیالات کو صحیح سمجھتا اس کے حق میں فیصلہ دیتا۔ اور دوسرا **فریق** وہیں خاموش ہو جاتا۔ مگر اب ان **لیڈران قوم** کی پارٹیاں اپنے اپنے خیال کی تائید میں ہر قسم کی کوشش کر رہی ہیں اس سے غرض **قومی مفاد** اور **اخلاص** قطعاً نہیں بلکہ **پاسداری سخن** ہے۔ ایسی حالت میں کیا یہ توقع ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں کو اس قسم کے لیڈروں سے کوئی فائدہ پہنچے۔ ہاں یہ ضروری امر ہے کہ جب مسلمان ایک امام کے ساتھ تعلق رکھیں اور اس کے فیصلوں کو **ناطق** قرار دیں تو ایک **مجلس شوریٰ** بھی ضروری ہے۔ جس میں قوم کے **اہل الرائے** اور **تجربہ کار** لوگ مل کر معاملات پیش آمدہ پر غور کریں اور ان معاملات میں اس رائے کو تفوق ہو جو قرآن کریم کے ارشاد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے ماتحت ہو۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کیا جاوے جب تک یہ نہیں ہوگا **فلاح** کی اُمید کم ہے۔

اور اب یہ حالت ہے کہ قومی مجلسوں کو جو اتحاد کے لئے بنائی گئی ہیں اور قوم کی صحیح اور اصلی رائے کے موازنہ کا پیمانہ سمجھی گئی ہیں۔ اتحاد کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ اور وہ بجائے **مجالس شوریٰ** کے دھڑہ بندی کے اڈے اور **جتھے** ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ **امام** کے ساتھ تعلق نہیں۔

ریمارک

چودھویں صدی راولپنڈی | راولپنڈی کے مشہور اور قابل شہر چودھویں صدی کا مکرر اجرا اسلامی پریس میں ایک مفید اضافہ ہے۔ **قاضی سراج الدین صاحب** ایک تجربہ کار اور مشہور اخبار نویس ہیں۔ اس وقت جبکہ بعض اسلامی جراید مسلمانوں کو پولیٹکل معاملات میں غلط راستہ پر لیجا رہے تھے چودھویں صدی کا اجرا عین ضرورت کے موافق ہوا ہے چودھویں صدی نے برٹش گورنمنٹ کے متعلق مسلمانوں کو جس پولیٹکل عقیدہ کی طرف رہنمائی کی ہے وہ قابل قدر ہے مجھکو چودھویں صدی کے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اس کے ایڈیٹر کا نام اخبار کی **عمدگی** کی بہترین ضمانت ہے۔ چودھویں صدی ہمیشہ عمدہ کاغذ پر خوشخط شائع ہوا کرتا ہے اور اس مرتبہ بھی وہی پہلی شان اس میں موجود ہے۔ البتہ قیمت میں بہت کمی کر دی ہے یعنی صرف ۴ سالانہ۔ خدا کرے کہ چودھویں صدی کا یہ اجرا مستقل ہو۔ آمین

لغات جدیدہ | ان چار ہزار الفاظ کی تشریح و تحقیق پر جو آجکل کی عربی زبان میں مستعمل ہوتے ہیں یہ لغات مولوی سید سلیمان صاحب ماڈرن عربک پروفیسر دار العلوم ندوۃ نے تیار کی ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس کے متعلق اُنھوں نے بڑی محنت اور توجہ سے کام لیا ہے مولوی سید سلیمان صاحب کی یہ خدمت عربی زبان کی بیش قدر خدمت ہے۔ آجکل کے عربی جراید اور رسالجات اور جدید تالیفات کے مطالعہ میں یہ اکیلی کتاب ہے جو مدد دے سکتی ہے۔ یہ کتاب ہر ایسے شخص کے ہاتھ میں ہونی چاہئے جو **عربی زبان** سے کچھ بھی محبت رکھتا ہے۔ افسوس ہے کتاب پر کوئی قیمت نہیں لکھی ہوئی ہے میری رائے میں جس قیمت پر بھی یہ کتاب بیچا دی سستی ہے۔ میں مولوی سلیمان صاحب کو اس تالیف پر مبارکباد دیتا ہوں

دروس الادب | مولوی سید سلیمان صاحب نے ایک اور قابل قدر کام کیا ہے۔ اُنھوں نے عربی زبان کے نصاب کے لئے دروس الادب کے سلسلہ میں دو حصے شائع کئے ہیں جو ابتدائی عربی تعلیم کے لئے نہایت مفید ہیں یہ رسالہ اسلامی مدارس میں اگر ادب کے ابتدائی نصاب میں داخل کئے جاویں تو نہایت عمدہ ہیں اس قسم کے رسالجات کی قدر کرنا گویا عربی زبان کی اشاعت و ترویج کے علاوہ ایسے مصنفین کی حوصلہ افزائی ہے۔ ان رسالوں کی قیمت بھی درج نہیں غالباً چند آنے ہوگی میں سفارش کرتا ہوں کہ ہمارے دوست ان رسائل کو ضرور خرید...

کو ایسا واضح کیا ہے کہ ہر **نماز** میں ایک **امام** کا ہونا ضروری قرار دیا۔ اور ہر تین آدمیوں پر جو سفر کریں کم از کم ایک **امیر** کا ہونا لازمی رکھا۔ مگر امتداد زمانہ سے جہاں مسلمانوں کی دوسری خوبیاں اور کمالات جاتے رہے یہ رنگ بھی نہ رہا۔ اور کوئی وجود ایسا نہ رہا جو بڑھنے والے اختلافات کو مٹا دے اور قوم کے **جذبات** کو ایک مرکز پر رکھے۔ میری غرض اس مضمون میں **امام** یا **لیڈر** سے وہ شخص مراد نہیں ہوگا جو صرف نماز میں آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھا دیتا ہے۔ اور نہ **امام** سے مراد وہ شخص ہے جو کسی خاص **فن** یا علم میں اعلیٰ درجہ کی **اجتہادی** قابلیت رکھتا ہو۔ بلکہ میری غرض اس جگہ اس امام سے ہے جو قوم کے **شیرازہ** کو قائم رکھ سکے۔ یا کم از کم قوم کو ایک نیک مقصد کی طرف رہنمائی کر سکے اس مضمون کے مختلف حصے اور شعبے ہو سکتے ہیں۔ مگر مجھے زیادہ تفصیل میں جانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔

ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کی اپنی حکومت تھی اور اس وقت **حکومت** مذہبی حکومت تھی یعنی وہی لوگ حکمران تھے جو **دینی امور** میں بھی قوم کے **لیڈر** یا رہنما اور **امام** تھے یہ وہ زمانہ ہے جسکو **خلافت راشدہ** کا زمانہ کہتے ہیں۔ اور **عصر سعادت** بھی اس کا نام رکھا گیا ہے۔ تمام فیصلے شریعت کے حکم کے نیچے ہوتے تھے حکومت شریعت کے تابع تھی اور باوجود اس کے **حریت** اور **آزادی** کا یہ عالم تھا کہ ایک بڑھیا عورت بھی **خلیفہ** یا **امام** کے سامنے جرأت کے ساتھ اپنے مطالبات پیش کر سکتی۔ اور اپنے **شرعی** استدلال بطور حجت بیان کرتی۔ اور وہ **خلیفہ** یا **امام** پورے صبر و سکون کے ساتھ اور بڑے حوصلہ اور شرح صدر سے اس کے مطالبات کو سنتا اور اگر اپنی غلطی پاتا تو پھر کسی قسم کی ندامت یا خفت کے ادنیٰ احساس یا خیال کے اسے تسلیم کر لیتا۔ یہ عہد سعادت تمام خوبیوں کا جامع تھا پھر جس جس قدر یہ زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوتا گیا اسیقدر **حکومت** اور **شریعت** کی دو جدا جدا شاخیں ہوتی چلی گئیں۔ یہاں تک کہ **خلافت** کا مفہوم صرف ایک **سلطان یا حکمران** تک محدود ہو گیا وہ اپنی قہری حکومت سے تمام قوم کو ایک مرکز پر جمع رکھتا اور وحدت **ارادی** کی دوسری صورت تبدیل ہو گئی۔ تاہم **وحدت** کی روح رہی۔ اس حالت میں بھی شریعت کے احکام کو عزت دیجاتی مگر پھر اس حالت میں بھی تغیر ہونا شروع ہوا اور آخر نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں نہ وہ قہری **وحدۃ** رہی اور نہ **ارادی وحدۃ** وہ ایک منتشر جماعت کی شکل میں رہے اور **وحدۃ** کی مختلف صورتیں ان میں قائم ہوئیں۔

کوئی دینی سلسلہ قائم ہوا کچھ لوگ اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ کوئی طوائف الملوکی کے سلسلہ میں نکل گئے۔ غرض وہ **فطرتی** اور **طبعی** جذبہ ضرورۃ امام کا کسی نہ کسی رنگ میں چلا آیا۔ پھر اس سے بھی آگے نکل کر مسلمان اپنی حکومتوں کو کھو کر دوسروں کے رعایا بنے اور دوسری قوموں کے ساتھ مل کر انھیں رہنا پڑا۔ اور اپنی ضروریات میں وہ ہمسایہ قوموں سے مقابلہ کرنے لگے۔ نتائج ہوئے۔ یہ وہ حالت ہے جس میں ہم اب ہیں۔

اب مسلمانوں کے اندر وہ **طبعی جذبہ** تو ہے کہ بجز ایک لیڈر یا رہنما یا **امام** کے ہمارا کام نہیں چل سکتا مگر وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہمارا **لیڈر** وہ شخص ہے جسکو ہم منتخب کریں۔ یا ہماری فلاں اغراض کو پورا کرنیوالا ہو۔ مختلف **مذاق** مختلف اغراض کے لوگوں کا ایک نقطہ پر جمع ہونا یا **ایک وجود** کو اپنا **امام** بنا لینا آسان امر نہیں ایسا **امام** اگر اپنے منتخب کرنے والوں کے منشا کے ماتحت کام نہ کرے تو اسپر ہر طرف سے ملامت کی بوچھاڑ ہوتی ہے اور ایک میونسپلٹی کے ممبر کی طرح اپنے انتخاب کے موقع پر اسکو ہر کس و ناکس کی خوشامد اور دلجوئی کرنی پڑتی ہے۔ اگر ایسے لیڈروں سے جو ہم نے آپ بنائے ہیں کام چل سکتا ہے تو پھر یاد رکھو کہ یہ قوم اگر آج نہیں تو کل ضرور ڈوبیگی اسی طریق نے آج **امام** یا **لیڈر** کے لفظ پر ایک جنگ و جدل برپا کر رکھا ہے۔ لاہور کے اسلامی پرچوں کی جنگ و جدل کا ابھی خاتمہ نہیں ہوا کہ ہندو قوم کے **لیڈر گر** اخباروں نے ہندو کانفرنس کی صدارت کے متعلق بڑے بڑے قابل اور شریف بزرگان قوم کی پگڑیاں اتار کر رکھدیں۔ اور جو لوگ چند روز پیشتر مسلمان لیڈروں کا تماشہ دیکھ رہے تھے وہ خود اسی میدان میں تماشا بن کر اتر آئے۔

جبکہ لیڈروں کی حالت ایسی ہو تو قابل غور امر یہ ہے کہ ہمارا **لیڈر پھر کون ہو**۔ کیا کوئی ایسا شخص جو قومی اور شخصی انتخاب کا نتیجہ ہو یا وہ جسکو اللہ تعالیٰ اس کام کے لئے خود مبعوث کرے؟ قومی اور شخصی انتخاب کا نتیجہ کبھی سود مند نہیں ہوا یہ وہی انتخاب ہے جو دستوری حکومتیں کرتی ہیں ان کے نتائج کیا نکل رہے ہیں۔ تاریخ کے خونی ورق اس کے گواہ ہیں اس لئے مجھے اسپر زیادہ بحث کی حاجت نہیں ہے۔

قرآن مجید نے **نظام اتحاد** کے لئے یہی قرار دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کسی پاک وجود میں وہ قوت بناتا ہے جو مختلف خیالات اور مختلف طبقات کے لوگوں بدون کسی قہری طاقت کے ایک مرکز پر جمع کر سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ کیا قوت تھی جس نے عرب جیسی جنگجو اور اکھڑ قوم میں وہ **اتحاد** پیدا کیا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ وہ ایک مسجد میں کھڑا ہوا حکم دیتا ہے کہ بیٹھ جاؤ اس کے اس حکم میں کیا قوت اور تاثیر ہے کہ جہاں جہاں یہ آواز

بعض مضامین ہونگے - و باللہ التوفیق یہ گو لائف کا ایک جزو ہو سکتا ہے - مگر در اصل یہ اس تاریخ کا ایک جزو ہوگا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ ہے اب میں کسی لمبی تمہید کے بغیر خاتمہ کا اعلان اور صاحبزادہ کی رائے کتاب عسل مصفی پر شائع کر دیتا ہوں ۔ ایڈیٹر

حضرت امیر المومنین سیدنا مولوی نور الدین رض کی سوانح عمری

چونکہ ایک خاص ضرورت نے مجھکو اس اعلان کی تحریک کی ہے - لہذا بلا کسی تمہید کے مختصر اور صاف صاف لفظوں میں برادران ملت کی خدمتمیں التماس ہے کہ جنوری سنہ حال سے میں اس کوشش میں لگا کہ حضور امیر علیہ السلام کی سوانحعمری کسیطرح جلد شائع ہو - یہ خیال میرے دل میں پوری طاقت کے ساتھ اس وجہ سے پیدا ہوا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے موجودہ امام کی لائف نہ صرف ہم لوگوں کے لئے ہی اکسیر ہدایت اور کیمیائے سعادت سے بڑھکر ہے بلکہ دوسروں کے لئے تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے - میں نے اول پندرہ روزے رکھے اور روزانہ دعا کرتا رہا - اس کے بعد میں نے اپنی چھ سالی کی درس کی کاپیاں اور نوٹ بکیں نکال کر مطالعہ کیں تو اُن میں حضور رض کی لائف کے متعلق بڑی کثرت سے جواہرات کے خزائن موجود پائے وجہ احباب میری قادیانی زندگی سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ مجھکو ابتدا ہی سے حضور رض کی ایک ایک بات کے محفوظ کر لینے کا کسقدر شوق ہے - چنانچہ میں نے آپ کی خاص تعلیمات اور مذہب و اعتقاد تو اقوال و تجارب علمی نکات اور لطائف علیحدہ نکالے پھر آپ کی مصنفہ کتابوں - خطبوں - اور مفصل لیکچروں سے جو طبع ہو چکے ہیں آپ کے اقوال علیحدہ جمع کئے یہیں تک کام ہونے پایا تھا کہ مخدومی مفتی فضل الرحمن صاحب نے مجھے کو وہ اصل مسودہ دیا جو کہ حکیم نیر دزالدین صاحب لاہوری کی فرمائش سے حضور نے اپنی طبی سوانح عمری کے متعلق خود لکھوایا تھا اور شاید ۱۹۰۸ء کے الحکم میں بھی شائع ہوا ہے میں نے اس مسودہ کو بھی اپنی کتاب میں شامل کرنے کا قصد کیا - لیکن معاً میرے دل میں خیال آیا کہ اگر حضور رض اسی طرح اپنی ساری سوانح عمری خود ہی لکھوا دیں تو اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے - لیکن حضور کے اشغال کی کثرت ایک طرف ڈراتی تھی - دوسری طرف یہ خیال اور بھی مایوس کرنے والا تھا کہ بہت سے لوگوں نے اس بات کی خواہش ظاہر کی ہے اور بعض نے کوششیں بھی کی ہیں کہ حضور اپنی سوانح عمری لکھیں - لیکن اب تک کوئی کامیاب نہیں ہو سکا تو کس شمار و قطار میں ہے - لیکن الحمد للہ مجھ کو دعاؤں پر اعتماد ہے اُس نے مجھ کو مایوس نہیں ہونے دیا - میں نے پھر بڑے جوش کے ساتھ راتوں کو اُٹھ کر دعائیں کرنا شروع کیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے جب ڈرتے ڈرتے عرض کیا تو آپ نے منظور فرما لیا - اور اب آخر ماہ فروری سے لیکر اب تک یہ دستور رہا کہ جس دن کوئی خاص سبب مانع نہو تو میں روزانہ پنسل اور کاغذ لیکر خدمت میں حاضر ہوتا ہوں آپ مجھ کو کبھی پانچ چھ کبھی سات آٹھ ورق لکھوا دیتے ہیں - میں اپنے مقام پر پہنچکر شام تک یا رات کے پچھلے حصہ تک اُسکو صاف کر لیتا ہوں - اسطرح حضور کی خود لکھوائی ہوئی سوانح عمری ایک مفصل و مبسوط کتاب بنگئی ہے - زمانہ پیدایش سے لیکر ایام طفولیت لاہور رامپور - لکھنؤ - بھوپال - بمبئی - عدن - جدہ و مکہ معظمہ - مدینہ منورہ - بھیرہ کشمیر وغیرہ کے تمام حالات آجتک تحریر ہو چکے ہیں اور اب انشاء اللہ تعالیٰ چند ہی روز میں قادیان تک پہنچنے کی اُمید ہے - چونکہ میں روز کے روز صاف کر لیتا ہوں اور حضور نے ترتیب اور عبارت کی چستی و درستی کو خود خاص طور پر ملحوظ رکھا ہے (جس کا مفصل بیان میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنے دیباچہ میں بیان کرونگا - اس لئے کتاب قریباً تیار ہے اور اب عزم یہ ہے کہ حضور کی ہی خود لکھوائی ہوئی سوانح عمری کو ایک مستقل کتاب کی حیثیت سے شائع کر دیا جائے - جسمیں ایک دیباچہ اور خاتمہ لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں - باقی وہ مصالحہ جو میں نے اپنی نوٹ بکوں اور حضور کی کتابوں اور مطبوعہ لیکچروں سے جمع کیا ہے اس کے بعد دوسرے حصہ کی شکل میں شائع ہو - یا حضرت شیخ صاحب کی حیات النور کے کام آئے (یہ یاد رہے کہ حیات النور ایک دوسری قسم کی چیز ہے - اور اُس کی ضرورت بدستور باقی رہیگی) میری خواہش ہے کہ حضور کی یہ سوانح عمری اعلیٰ سے اعلیٰ کاغذ اور اعلیٰ سے اعلیٰ لکھائی چھپائی کے ساتھ شائع ہو - اور قیمت بھی اس کی صرف اس قدر ہو جو لاگت کے قریب قریب ہو تاکہ کتاب کی اشاعت میں روک واقعہ نہو - میرا ارادہ ہے کہ یہ کتاب آگرہ یا کانپور میں چھپوائی جاوے - چنانچہ خط و کتابت شروع کرتا ہوں - میں خدا تعالیٰ کی ذات سے قوی اُمید رکھتا ہوں کہ اُس نے اس وقت تک جسطرح میری مدد فرمائی ہے آئندہ بھی مجھکو بے نصیب نہ رکھیگا - اور یہ کام چونکہ اُسی کی رضامندی کے لئے کیا ہے اس لئے مجھ کو یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں ضرور کامیاب ہو جاؤنگا - دُنیا چونکہ عالم اسباب ہے لہذا گذارش ہے کہ سردست میرے پاس روپیہ موجود نہیں اور کتاب کی اشاعت کے لئے اگر صرف پانچسو چھپوائی جائیں تین سو سے چار سو روپیہ تک کا تخمینہ ہے - کتاب کی قیمت جو لاگت کے قریب قریب ہوگی ایک روپیہ سے ضرور زیادہ ہوگی - احباب سے صرف اس امداد کا خواہاں ہوں کہ وہ ایک ایک روپیہ پیشگی قیمت کتاب کا بھیجدیں - کتاب چھپنے پر پیشگی قیمت دینے والوں کو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور رعایت دیجاویگی - یعنی اگر سوا روپیہ تک کتاب کی قیمت ہوئی تو اسے ایک روپیہ میں بھیجدیجائیگی - اسطرح پیشگی قیمت مانگنے کی رسم کچھ معیوب ہی سمجھی جاتی ہو اور میں اپنے دل میں بہت شرمندہ ہوں لیکن دوستوں سے فرمائش کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے ضرور دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھ کو اس کام میں ضرور سرخرو کرے - اور کسیکو مجھسے شکایت کا موقع نہو - آمین میرے بعض

نئی کتابوں کی تحریکیں

مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ میں دو کتابوں کے متعلق دو اشتہاروں کو شائع کر دوں۔ ایک تو خود مولف کتاب نے برنگ اشتہار بھیجا ہے۔ دوسرے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہم کی رائے ہے۔ پہلا اشتہار حضرت **خلیفۃ المسیح** مدظلہ العالی کی سوانحعمری کا ہے اور دوسری رائے کتاب **عسل مصفیٰ** کے متعلق ہے۔

عسل مصفیٰ میرے مکرم بھائی مرزا خدابخش صاحب کی تصنیف ہے۔ اور یہ کتاب سلسلہ کے لئے جسقدر مفید ثابت ہوئی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ تمام بزرگان قوم اور عام افراد ملت نے اسکو پسند کیا اور مصنف کو مجبور کیا کہ وہ اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کریں۔ مصنف نے نہایت کوشش اور محنت سے اس کی ترمیم اور اصلاح ؛ نئی کتاب لکھی ہے۔ یہ کتاب بدون پیشگی قیمت وصول ہونے کے چھپنی مشکل ہے اس لئے احباب اس کے لئے **پیشگی** روپیہ مرزا خدابخش صاحب کے نام روانہ کریں۔ کہ یہ مفید اور ضروری کتاب جلد تر چھپ جاوے۔

دوسری کتاب حضرت **خلیفۃ المسیح** کی لائف ہے زیادہ صاف الفاظ جیسا کہ کتاب کے مولف میرے مکرم بھائی محمد اکبر شاہ خانصاحب اس کی ترتیب کے متعلق اعلان کرتے ہیں وہ ایک **آٹوبایوگریفی** ہے کتاب کی نوعیت کے متعلق مولف نے اپنے اعلان میں کھول کر لکھ دیا ہے مجھے اسپر کچھ اضافہ کرنے کی ضرورت نہیں البتہ اس قدر مجھے کہنا چاہئے کہ میں نے حضرت **خلیفۃ المسیح** کی ایک **لائف** لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا اور **حیات نور** کے نام سے وہ الحکم میں چھپنی شروع ہوئی مگر بعض خاص اسباب کے ماتحت اسکو علیحدہ کتاب کی صورت میں شائع کرنیکا عزم کیا گیا۔ وقتاً فوقتاً **حیات نور** کے اوراق الحکم میں شائع کئے گئے۔ جنکے شائع ہونے پر الحکم کے ناظرین نے نہایت پسندیدگی کا اظہار کیا۔ لیکن میں نے کبھی پسند نہیں کیا کہ ایسے خطوط کو الحکم میں درج کروں۔ جو ایڈیٹر کی شخصیت یا اس کی کسی تالیف کے متعلق تعریفی پہلو لئے ہوئے ہوں بہت ہی کم کبھی کوئی خط خاص حالات کے ماتحت شائع کیا گیا ہے۔ اگر کبھی ایسا ہوا ہے۔ بہرحال **حیات نور** کی تالیف و ترتیب کوئی ایسا کام نہ تھا اور نہ ہے کہ اسے بعجلت کیا جا سکتا۔ اسی اثنا میں جبکہ میں اس کے متعلق اعلان کر رہا تھا میرے مکرم بھائی خانصاحب محمد اکبر شاہ خانصاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی سوانحعمری کا اعلان کیا۔ جو بدر کی کسی گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ اور اب کسی قدر ترمیم کے ساتھ الحکم میں دیا جاتا ہے میں طاقتوں کے تصادم کو پسند نہیں کرتا۔ اس سے پہلے جب الہامات مرزا کے جواب کے لئے میں نے اعلان کیا تو اس کے بعد بعض دوستوں نے اعلان کیا کہ ہم الہامات مرزا کا جواب لکھتے ہیں تب میں نے مناسب سمجھا کہ وہ الہامات کا جواب لکھیں اور میں خاموش رہا۔ لیکن آخر کئی سالوں کے بعد پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ہی موقعہ دیا کہ میں اس کا جواب شائع کر سکوں۔ اسیطرح اب جبکہ میرے مکرم بھائی خانصاحب محمد اکبر شاہ خانصاحب حضرت خلیفۃ المسیح کی سوانحعمری کے شائع کرنے کا اعلان کرتے ہیں غیر ضروری سمجھتا ہوں کہ **حیات نور** کے لئے آئندہ کوئی تحریک کروں اسوقت تک جب اللہ تعالیٰ پھر اس کی ضرورت پیدا کرے اور مجھے توفیق دے۔ میں اپنی تحریک کی یہ بھی **کامیابی** اور اس کا پھل سمجھتا ہوں کہ یہ محسوس کر لیا گیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی **لائف لکھنی** ضروری ہے۔ میری گذشتہ تحریک پر ۴۰ دوستوں نے پانچ پانچ روپیہ مجھے اس کام کے لئے دینے کا وعدہ کیا ہے اور باقی ۶۰ کی تعداد کا پورا ہونا میں خدا کے فضل سے یقینی سمجھتا تھا۔ لیکن اب جبکہ اس کام کو ایک عرصہ تک یا بالکل (جیسا مشیت ایزدی میں ہوگا) چھوڑتا ہوں۔ میں ان چالیس دوستوں کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسیطرح پر انھیں **نیک کام** کرنے کی توفیق دے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ اور میرے دوسرے دوست مجھے مجبور کرینگے کہ میں اس **حیات نور** کو جس کے اوراق وہ الحکم میں دیکھ چکے ہیں شائع کر دوں مگر میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ خانصاحب نے جو نہایت محنت اور اخلاص سے کام کیا ہے وہ احمدی پبلک میں آ جاوے اور جب وہ میری ایک محسوس کردہ ضرورت کو پورا کر کے میرا ہاتھ بٹاتے ہیں تو مجھے خوش ہونا چاہئے اس لئے میں ان کے اعلان کو نہایت خوشی سے شائع کرتا ہوں۔ خانصاحب میرے خاص دوستوں میں سے ایک ہیں جنکو میرے ساتھ مخلصانہ محبت اور وفادارانہ اخوت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح سے انھیں ایک عشق ہے۔ (اگر عشق کہنا جائز ہو) پس ایک **عاشق** اپنے معشوق کو جس رنگ میں دیکھتا ہے وہ عیاں ہے۔

اس لحاظ سے بھی میں چاہتا ہوں کہ وہ کتاب کی اشاعت کے لئے خانصاحب کی مدد کریں۔ ایڈیٹر الحکم کے اپنے پروگرام تالیفات میں **مشاہیر سلسلہ** کی لائفوں کا سلسلہ داخل ہے اور الحکم کے ناظرین اس سے خوب واقف ہیں اور میں خدا تعالیٰ کے خداداد فضل پر شکر گذار ہوں۔ کہ اس نے قلوب میں یہ بات ڈالدی ہے کہ الحکم کا **ایڈیٹر** ایسی تالیفات کا **اہل** ہے۔ اس لئے میں **حیات نور** کے کام کو بالفعل بند کر کے اس کے حصص کو وقتاً فوقتاً الحکم میں انشاء اللہ شائع کرتا رہونگا اور اپنی تالیفات کے سلسلہ میں سفر نامہ کے بعد انشاء اللہ العزیز ”سیدنا نور الدین **کی خلافت کے چار برس**“ نام ایک مختصر رسالہ شائع کرونگا جس میں انشاء اللہ بعض نہایت

کا کیا مقام ہو سکتا ہے کہ ہمارے شدید بلکہ اشد مخالف بھی سیدنا احمدی کی بیان کی ہوئی صداقتوں پر آہستہ آہستہ ایمان لا رہے ہیں۔ اور اسی راہ پر چلنے میں اپنی نجات سمجھتے ہیں۔ جو چودھویں صدی کے پیغامبر مصلح نذیر نے سمجھائی۔ بشرطیکہ یہ سب کچھ اخلاص سے بغیر کسی خوف ظاہری و مشکل پیش آمدہ کے ہو۔

گوجرانوالہ کا تاجر چرم سنبھل جائے

از اکمل

الحکم میں اس سے پہلے اشارۃً اشارات بیان ہو چکی ہے کہ بلا اظہار نام اکثر لوگ حضرت مسیح موعود و خلیفۃ المسیح کی تحریروں کی نقل دوسرے اخباروں میں شائع کرتے ہیں اور نام تک نہیں لیتے افسوس کہ ہمارے دوست منشی نورالدین صاحب گوجرانوالہ نے اسطرف توجہ نہیں فرمائی۔ باوجود اور بہت سے مضامین کے رسالہ صوفی میں جو شذرات چھپے ہیں ان کا بہت سا حصہ بدر کے درس قرآن مجید کے نوٹوں سے ماخوذ ہے۔ ماخوذ کے یہ معنی ہیں کہ نقل مطابق اصل ہے۔ اور مجھے سب سے پہلے اس بات کا علم اس لئے ہوتا ہے کہ یہ نوٹ اس خاکسار کے لکھے ہوئے ہیں میرے خیال میں یہ کارروائی کچھ قابل تعریف نہیں اگر یہ روش منشی صاحب ترک کر دیں تو ان کے اصلی وقار میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ اور نہ اس طرح ان کی کچھ عزت سالوشناس و اقفکار حقیقت آگاہ لوگوں میں بڑھ سکتی ہے۔

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ طلب

کسی نیک اور بیدار مغز حاکم کا مقرر ہونا ہمیشہ رعایا کی خوش قسمتی اور بیدار بختی کی دلیل سمجھا جاتا ہے اس لحاظ سے گورداسپور کی رعایا بھی خوش قسمت ہے کہ میجر اے سی الیٹ صاحب بہادر اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر ہیں آپ رعایا کی ہمدردی اور خبر گیری کا خصوصیت سے خیال رکھتے ہیں۔ اور لوگوں کو ہر طرح موقعہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے معروضات پیش کریں۔ مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ وہ ملاقات کے دن اسبات کو زیادہ پسند فرماتے ہیں کہ لوگ اپنی ضروری باتوں کو پیش کریں۔ بمقابلہ اس کے کہ محض خوشامدی لوگ جمع ہو کر کہیں کہ ہم صرف سلام کو آتے ہیں صاحب موصوف نے قادیان کے باشندوں کی ضروریات اور شکایات متعلقہ نوٹی فائڈ ایریا کمیٹی قادیان پر جو توجہ فرمائی ہے اس کا ذکر ایک سے زیادہ مرتبہ الحکم میں ہو چکا ہے اور باشندگان جدید انتظام پر جو ہوس ٹیکس کی موقوفی کے بعد کیا گیا ہے اطمینان ظاہر کرتے ہیں لیکن ابھی ایک اہم سوال ہے جو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی توجہ چاہتا ہے اور آپ کی ادنی توجہ سے اس کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ یہاں قادیان میں ہماری جماعت کے بعض افراد نے قادیان کے ایک حصہ دار مالک سے اس کی مملوکہ زمین خریدی اور اسپر تعمیر مکان کی درخواست کمیٹی میں حسب ضابطہ پیش کی جسپر کئی مہینے گذرتے ہیں۔ اسپر بعض لوگوں نے ایک درخواست صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی حضور میں پیش کی کہ یہاں مکانات نہ بنائے جاویں وغیرہ وغیرہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جب گذشتہ جنوری میں بہ تقریب دورہ یہاں تشریف لائے تو ان لوگوں نے جو ایسی تحریکوں کے پیش رو تھے موقعہ پر صاحب ممدوح کے حضور عرض کیا مگر آپ نے جو قیمتی اور سنہری جواب ان لوگوں کو دیا ہم اس لئے اس سے خوش نہیں کہ ہمارے مفید میں تھا بلکہ اس لئے کہ حق اور انصاف یہی تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر شکایت ہے تو عدالت کھلی ہے نالش کرو ہم اسطرح پر کچھ نہیں کر سکتے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے اس جواب میں انگریزی قانون کی عزت اور عدل و انصاف کی پوری شان پائی جاتی ہے۔ قادیان کی کمیٹی میں جب وہ درخواستیں پیش ہوئیں تو چاہیئے تو یہ تھا کہ کمیٹی چونکہ تصفیہ حقوق کے اختیارات نہیں رکھتی اس لئے مکانات کی تعمیر کی اجازت محض اس بنا پر نہیں رُکنی چاہیئے کہ کوئی دوسرا شخص اس زمین کے متعلق اپنا دعویٰ پیش کرتا ہے یا اسکو اپنی ملکیت قرار دیتا ہے ان مقاصد کے لئے عدالتہائے دیوانی اور مال کھلی ہیں کسی جگہ بھی میونسپلیٹیوں کو یہ حقوق نہیں دیئے گئے قریباً چھ مہینے سے یہ معاملات معلق چلے آتے ہیں جن سے تعمیر کنندگان مکانات کو علاوہ تکلیف کے مالی نقصان بھی پہنچتا ہے۔ کیونکہ جو سامان تعمیر جمع کیا گیا تھا وہ خراب ہو رہا ہے۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ یہ معاملہ اگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور پیش ہوتا تو ابتک کبھی کا فیصلہ ہو جاتا۔ اسمیں شک نہیں کہ تحصیلدار صاحب بٹالہ نے جو اس کمیٹی کے میر مجلس ہیں اصل مالکان اراضی کو دو تین مرتبہ بلایا اور وہ کسی ایک یا دیگر وجہ سے حاضر نہیں ہو سکے تاہم خود ایڈیٹر الحکم نے بحیثیت یکے از خریداران تحصیلدار صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب کو اس معاملہ پر کمیٹی کے اغراض کے ماتحت توجہ کرنی چاہیئے **تصفیہ حقوق** کا سوال دیوانی عدالتوں کے متعلق ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ تحصیلدار صاحب جو ایک پرانے تجربہ کار ہیں اسکو خوب سمجھتے ہیں کہ تصفیہ حقوق کا کام کمیٹی کے فرائض میں داخل نہیں مگر ان عرائض کے متعلق تحقیقات کرنا بھی وہ ضروری سمجھتے ہیں اسوجہ سے وہ ان درخواستہائے تعمیر مکانات کو التوا میں رکھنے کے لئے گونہ مجبور ہیں۔

اس لئے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ہی کی حضور ادب سے عرض کیا جاتا ہے کہ چونکہ حضور کو اپنی رعایا کے ساتھ ایک محبت اور ہمدردی ہے۔ ان درخواستہائے تعمیر کے متعلق حضور توجہ فرماویں اور ہماری تکالیف اور نقصان پر نظر فرماویں جو اس بے وجہ تعویق کے باعث ہو رہا ہے۔ چونکہ حضور کو خدا تعالیٰ نے خاص ملکہ عطا فرمایا ہے اس لئے یہ امید برمحل ہے کہ چند منٹوں میں یہ معاملہ حضور کے سامنے آکر صاف ہو سکتا ہے۔

الحکم کی اگلی اشاعت میں مدرسہ احمدیہ کے طالبعلموں کے نام خطوط ایک سلسلہ انشاء اللہ العزیز شائع ہوگا

احباب اسبات کے خواہاں ہیں کہ میں مسودہ اُن کو دیدوں اور وہ کتاب کو خود شائع کردیں۔ لیکن یہ مجھکو گوارا نہیں ہوا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کام کو میں خود ہی کروں اے میرے اللہ میری مدد کر۔ آمین۔

جو لوگ میری اس گذارش پر توجہ فرماکر پیشگی قیمت بھیجنے سے مدد فرمائینگے وہ ضرور انشاء اللہ تعالیٰ عنداللہ ماجور ہونگے۔ اگرچہ میں بھی سپاس گذار ہونگا

والسلام عاجز

اکبر شاہ خاں نجیب آبادی۔ مقیم دارالعلوم قادیان ضلع گورداسپور

عسل مصفّٰی پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کا ریویو

بعض کام ایسے ہوتے ہیں اور ایسے وقت میں شروع کئے جاتے ہیں کہ ان سے انسان بہت سی برکتیں حاصل کرتے ہیں کتاب عسل مصفّٰی بھی میں سمجھتا ہوں کہ اسی نیک ارادہ سے اور مبارک وقت میں لکھی گئی ہے کہ سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے اس سے فائدہ اُٹھایا ہے مرزا خدابخش صاحب نے ایسی محنت اور کوشش سے اس کتاب میں سلسلہ احمدیہ کے ضروری مباحث کو خود اُن کتابوں سے درج کیا ہے کہ جنکے ماننے میں خود غیر احمدیوں کو انکار نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اسکو دیکھ کر ان سے کچھ جواب بن نہیں پڑتا۔ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے جو اس کتاب کو دیکھ کر اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں اور نتیجہ سے ہی ایک کام کا حسن و قبح معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مسیح نے فرمایا ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اور یہ کتاب اپنے پھلوں کے لحاظ سے بہت شیریں اور مفید ثابت ہوئی ہے میرے خیال میں ہر ایک احمدی کو اسے اپنے پاس رکھنا چاہئے کیونکہ مخالفین کے اعتراضات کے وقت ایک بینظیر مددگار ثابت ہوئی ہے۔ انشاء اللہ واللہ اعلم بالصواب

مرزا محمود احمد

اخبارات سلسلہ کے متعلق تجویز کا حشر

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اخبارات سلسلہ کے متعلق ایک لغو اور بیہودہ تجویز کا ذکر کیا گیا تھا ناظرین یہ سن کر یقیناً خوش ہونگے کہ یہ تجویز اپنی لغویت اور ناقابل عمل ہونے کی حیثیت سے آئندہ اس قابل بھی نہیں رہی کہ آنے والی احمدیہ کانفرنس میں پیش ہو۔ چنانچہ صدر انجمن احمدیہ کے ایک قریبی اجلاس میں اس کے متعلق فیصلہ ہوگیا ہے مجھے پہلے سے ہی یہ خیال تھا کہ صدر انجمن احمدیہ کے ارکین ایسی لغو اور بیہودہ تجویز پر توجہ نہیں کرسکتے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کسطرف سے پیش ہو۔ جو لوگ اخبارات خریدتے ہیں وہ اپنی **خوشی** اور **قومی محبت** کے جوش سے خریدتے ہیں اس کے لئے انہیں کوئی مجبور نہیں کرتا اور بجز رسالہ میگزین کے جس کیلئے ہمیشہ زور دیا جاتا ہے اور بعض ایسے لوگ بھی خریدتے ہیں جو پڑھے لکھے نہیں ہوتے اور بعض قومی رسالہ سمجھکر اسکو لینا ضروری سمجھتے ہیں اس کے علاوہ اخبارات کا خریدنا محض افراد سلسلہ کی قدردانی پر موقوف ہے اس بارہ میں الحکم خدا کے فضل سے سب سے زیادہ خوش قسمت ہے کہ وہ باوجود اپنے نقائص اور کمزوریوں کے اپنے خریداروں کو قائم رکھ سکا ہے۔

تعجب ہے کہ جو لوگ اخبار خریدتے ہیں انھیں تو بوجھ معلوم نہ ہو اور دوسرے لوگ جو نہیں لیتے وہ دردسری کے بوجھ کا احساس کریں۔ بہرحال تجویز مذکور اپنی عملی صورت میں آکر فیل ہوگئی ہے۔ اب آئندہ اسپر کچھ بھی بحث کرنے کی حاجت نہیں۔ اس لئے جن بزرگوں نے الحکم کی تائید کے لئے مضامین لکھے تھے وہ مجھے معاف کریں کہ میں انکو درج اخبار نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اب ان کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

الہامات مرزا کا جواب

اہلحدیث امرتسر نے مجھ سے الہامات مرزا کے جواب کے متعلق استفسار کیا ہے۔ میں اس کے جواب میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ گو الہامات مرزا کا جواب متفرق طور پر تو متعدد مرتبہ چھپ چکا ہے۔ اور مجموعی رنگ میں بھی میرے مکرم بھائی قاضی اکمل صاحب نے ایک مضمون کے ذریعہ اس کا جواب دیدیا تھا تاہم امرتسری منکر جو ایڈیٹر الحکم کے لکھے ہوئے جواب کا خواہشمند ہے اسکو معلوم رہے کہ الہامات مرزا کا جواب خدا کے فضل و کرم سے میں لکھ چکا ہوں اور کاتب بھی اسے ختم کرچکا۔ اس کی آخری کاپیاں پریس میں جاچکی ہیں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ اسی مہینے میں شائع ہوجائیگا۔ یہ رسالہ ۲۰ جزو سے زائد صفحوں پر ختم ہوا ہے اور پہلی مرتبہ اس کی ایکہزار کاپیاں چھاپی گئی ہیں۔ قیمت ۱۲؍ مجلد ہوگی جو صاحب چاہیں دفتر الحق دہلی میں درخواست کریں۔

مسیح موعود کی فتح

از قاضی اکمل

کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی جس میں ہمارے سید و مولیٰ نے گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات حکومت کا تذکرہ کھلے الفاظ میں نہ کیا ہو اور اس سلطنت کو موجودہ اسلامی سلطنتوں کے مقابل میں آیہ رحمت نہ قرار دیا ہو۔ افسوس کہ یہ مُلّاں لوگ اُسوقت خدا کے مرسل کو خوشامدی قرار دیتے اور اس کے اس فعل کو پسند نہ کرتے تھے۔ مگر شکر ہے کہ اب آہستہ آہستہ اسی صداقت کی طرف آرہے ہیں۔

بھیں کے مولوی کرم الدین نے جو خدا کے مامور سے مقابلہ کرکے شکست کھا چکا ہے اور جس کے لئے الحکم کا وجود ایک قہری نشان ہے ۲۲ مئی کے روزنامچہ میں سے متعلق خفیہ پولیس کی چھان بین کی بری زبان سے شکایت کرتا۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کی برکات حکومت کا معترف اس سے زیادہ ہمارے لئے اور خوشی کا کیا مقام ہوسکتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

نمبر ۲۲ و ۲۳ — ۲۱ - جون ۱۹۱۲ء — جلد ۱۶

الحکم

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت جو ہمیشہ پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۵ روپیہ

خواص سے ۱۰ روپیہ

ہندوستان سے باہر ۶ روپیہ

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۱۲/ آنہ

پتہ گم بانو گرا کی چہار قادیاں بینی

دوا بینی - شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اسوقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹس کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

کے کورس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپکی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا

اگر نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ

نوٹ آٹھ پارے طیار ہیں آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے معہ محصولڈاک دیے جاوینگے۔

دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی مالک وایڈیٹر و پبلشر شائع ہوا

مضامین اکمل

حضرت اقدس کی سوانح عمری | شیخ یعقوب علی صاحب لکھے

معاف فرمادیں اگر میں ان سے اخلاص کے ساتھ یہ کہدوں کہ وہ اپنی دماغی قابلیت کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کی حضور میں پوچھے جائینگے۔ اگر وہ اسباب کی موجودگی میں خدا کے سچے نبی اور صادق مامور کی سوانح عمری لکھنے میں کوتاہی و کاہلی فرمائینگے۔ احمدی قوم اپنی مقتدا و مولیٰ کی لائف دیکھنے کے لئے ہمہ تن انتظار ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ شیخ صاحب کے پاس اس کا میٹیریل بہت کچھ جمع ہے۔ اور ابھی وہ لوگ بھی زندہ ہیں جن کے سامنے حضرت جری اللہ نے اپنا بچپن گذارا یہی بہت عمدہ موقعہ ہے اگر آپ ہماری آرزو کو پورا کر دیں مجھے پورا یقین ہے کہ جب آپ اس کام کو شروع کرینگے تو جو کچھ مشکلات موجودہ صورت میں نظر آتی ہیں وہ سب انشاء اللہ حل ہو جائینگی۔ خدا تعالیٰ آپ کو توفیق بخشے۔ واللہ الموفق

خلیفۃ المسیح کی روانگی

۱۵- جون- صبح ۴½- بجے حضرت امیر المومنین معہ اہل بیت و حضرت صاحبزادہ والا تبار و دیگر رفقاء لاہور روانہ ہوئے۔ خدا تعالیٰ بخیر و عافیت ان کو واپس لاوے۔

حمد بیحد اُس خداے پاک کی | جسنے بھیجا ہے محمد سا نبی
اس نبی پر ہوں ہزاروں ہی سلام | جسکا مظہر ہے مسیح احمدی
اس مسیحا پر مری جاں ہو فدا | نور سے پھیلی ہے جس کے روشنی
روشنی ایسی کہ ان ظلمات میں | رہنمائی کرتی ہے انسان کی
[illegible] کیونکر خدا | آؤ دکھلائیں نمونہ ہم ابھی
[illegible] یہ پیری کا وقت | اور پھر گرمی کی شدت، بڑی
[illegible] کرشمے دیکھئے | عذر باطل ہوگئے یکدم سبھی
[illegible] محبت ہو پیارا | اس کے عہدوں کی وفا لازم ہوئی
[illegible] | کام وہ جو کرکے دکھلائیں ابھی

صد ہزاراں دل کہ ہمراہ تو اند
این نہ پنداری کہ تنہا مے روی

المرء یؤخذ باقرارہ

بخاری کی ایک حدیث پر اہل فقہ کے نامہ نگار نے اپنی نادانی سے اعتراض کیا اور اسے موضوع ٹھہرایا۔ ہم نے لکھا کہ حدیث کو موضوع ثابت کرنا ہے تو اس اصول سے کیجئے جو محدثین کے نزدیک مسلم ہے۔ امام غزالی فلسفہ کے امام مانے جاسکتے ہیں ان کے کہنے سے (بشرطیکہ اس کا ثبوت ہو) حدیث موضوع نہیں ہوسکتی۔ اسپر اہل فقہ بڑے جوش میں آکر لکھتے ہیں "امام غزالی جیسے سمجھدار اور فلسفی کی تنقید کا کیوں اعتبار ہونا چاہئے؟"

سو ہم امام غزالی رح کی کتاب سے مندرجہ ذیل کو کرتے ہیں:-

"اور روایت ہے کہ قاضی ابو یوسف آخر برس میں اپنا مال اپنی بی بی کو ہبہ کر دیا کرتے تھے اور اس کا مال اپنے نام اس سے ہبہ کرا لیتے۔ تاکہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے۔ یہ بات کسی نے حضرت ابو حنیفہ رح سے نقل کی آپ نے فرمایا کہ یہ امر ان کی فقہ کی جہت سے ہے۔ اور درست فرمایا۔ اس لئے کہ یہ حیلہ صرف دنیا کے فقہ کا ہوا۔ مگر اس کا ضرر آخرت میں ہر گناہ سے بڑھ کر ہے" (باب العلم صفحہ ۳۷ ترجمہ احیاء العلوم الدین)

میں ایڈیٹر اہل فقہ سے سفارش کرونگا کہ وہ ایکبار پھر اپنا لکھا ہوا فقرہ پڑھے امام غزالی کی تصانیف کو دیکھ کر یہ امر بالبداہت تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ علوم کے ہر ایک شعبہ میں کمال رکھتے تھے × × ×

یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا امام غزالی جیسے سمجھدار اور فلسفی کی تنقید کا کیوں اعتبار ہونا چاہئے؟ امام ابو یوسف رح کے متعلق تنقید ملاحظہ ہو۔

قرآن مجید کا اعجاز

اللہ نے قرآن مجید میں اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ بحری سفر میں بچانیوالا وہی ایک ہستی ہے جو انسان کا ہر حالت میں نگران اور ہر مشکل سے اسکو نکالنے والا ہے۔ آجکل کے ساز و سامان پر مغرور ہو کر بعض نادان اس صداقت کی ہنسی اڑانے لگے تھے کہ خدا کی قہری تجلی نے ٹائٹنک جہاز کے غرق کرنے کی صورت میں اپنا ظہور کیا اور بڑے بڑے سائنس دانوں اسباب پر بھروسہ کرنے والوں کو منوا کے چھوڑا کہ خدا ہے اور ضرور ہے۔ اور اس کا یہ کلام بالکل سچ ہے۔ ربکم الذی یزجی لکم الفلک فی البحر لتبتغوا من فضلہ انہ کان بکم رحیما۔ واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ۔ فلما نجٰکم الی البر اعرضتم وکان الانسان کفورا (بنی اسرائیل)

اس کے بعد میں نے تعجب سے بعض لوگوں کی زبانی سنا کہ ان اصبح ماؤکم غورا فمن یاتیکم بماء معین۔ موجودہ زمانہ میں شہری لوگوں کے لئے عبرت انگیز آیت نہیں ہوسکتی جنہیں گھر بیٹھے بیٹھے چوتھی چوتھی منزل پر نلوں کے ذریعہ پانی پہنچتا ہے۔ اگرچہ یہ اس قائل کی غلطی تھی کیونکہ نلوں کا منبع تو وہی چشمے اور کنوئیں ہیں جن کو خدا تعالیٰ ایک پل میں سُکھا دے تو مجال دم زدن نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں بھی سمجھا دیا چنانچہ روزانہ زمیندار سے معلوم ہوا کہ دہلی کے پانی کے نل یکدم بند ہوگئے پھر بہت کوشش کی گئی مگر کچھ ایسا نقص واقع ہوگیا کہ تمام شہر والوں کو پانی نہ مل سکا تب سب پکار اُٹھے جو اس آیت قل ارءیتم ان اصبح ماؤکم غورا فمن یاتیکم بماء معین" کا جواب ہے اللہ یاتینا بہ وھو ربنا ورب العلمین

اب آگیا ہوش

روزانہ پیسہ میں ایک مضمون چھپا ہے کہ وہ رجال جو ناشکیبا مراد مشہد مقدس میں امام علی رضا کے روضہ کے وہ بیش قیمت جواہرات دیتے ہیں

کہ **خلیفہ** بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا اور کہا کہ وہ مفسد فی الارض اور یسفک الدم ہے۔ مگر انھوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا۔ تم قرآن مجید میں پڑھ لو۔ کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو۔ تو میں اسے کہدونگا کہ

آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے

اگر وہ ابیٰ اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے۔ تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری **خلافت** پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے اسجدوا لآدم کی طرف لے آئیگی اور اگر **ابلیس** ہے تو وہ اس دربار سے نکل جائیگا۔ پھر دوسرا خلیفہ داؤد تھا یا داؤد انا جعلنا خلیفۃ فی الارض۔ داؤد کو بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ان کی مخالفت کرنیوالوں نے تو یہانتک ایکی کوشش کی کہ وہ انارکسٹ لوگ آپکے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور کود پڑے مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا کون تھا جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خلیفہ بنایا رافضی اب تک اس خلافت کا ماتم کر رہے ہیں مگر کیا تم نہیں دیکھتے کروڑوں انسان ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ

مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے

یہ وہ مسجد ہے جس نے میرے دل کو بہت خوش کیا اس کے بانیوں اور امداد کنندوں کے لئے میں نے بہت دعا کی ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ میری دعائیں عرش تک پہنچی ہیں پس اس مسجد میں کھڑے ہو کر جس نے مجھے بہت خوش کیا اور اس شہر میں آکر اس مسجد میں آنے سے خوشی ہوئی ہے۔ میں اس کو ظاہر کرتا ہوں کہ جس طرح پر ... اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالیٰ نے **خلیفہ** بنایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی نے **مجھے خلیفہ بنایا ہے۔** اگر کوئی کہے کہ **انجمن** نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ

مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے پس مجھکو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے **بنانے کی قدر کرتا اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں** اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ **اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔**

اب سوال ہوتا ہے کہ خلافت حق کس کا ہے؟ ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود ہے۔ جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے پھر داماد ی کے لحاظ سے نواب محمد علی خاں کو کہدیں پھر خسر کی حیثیت سے ناصر نواب کا حق ہے یا ام المومنین رضی کا حق ہے جو حضرت صاحب کی بیوی ہیں یہی لوگ ہیں جو خلافت کے حق دار ہو سکتے ہیں مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو لوگ خلافت کے متعلق بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا حق کسی اور نے لے لیا وہ اتنا نہیں سوچتے کہ یہ سب کے سب میرے **فرمانبردار اور وفادار** ہیں اور انہوں نے اپنا دعویٰ میرے سامنے پیش نہیں کیا۔

مجھے بدر کے ایک فقرہ سے بہت رنج ہوا کہ کوئی مرزا صاحب کا رشتہ دار نورالدین کا مرید نہیں۔ یہ سخت غلطی ہے جو کی گئی ہے۔ مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود۔ بشیر۔ شریف۔ نواب ناصر۔ نواب محمد علی خان کرتا ہے۔

تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا

میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا۔ بلکہ میں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں ان کو خدا کی رضا کے لئے **محبت** ہے **بیوی** صاحب کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں۔ ایڈیٹر بدر کا فرض تھا کہ وہ ایسی تحریک فوراً تردید کرتا اور لکھدیتا کہ یہ جھوٹ ہے **میاں محمود بالغ** ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے۔ ہاں ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ سچا فرمانبردار نہیں۔ مگر نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا **سچا فرمانبردار** ہے اور ایسا فرمانبردار کہ **تم میں ایک بھی نہیں** جس طرح علی۔ فاطمہ۔ عباس نے ابوبکر کی بیعت کی تھی اس سے بھی بڑھ کر مرزا صاحب کے خاندان نے میری فرمانبرداری کی ہے۔ اور ایک ایک ان میں سے مجھ پر فدا ہے کہ مجھے کبھی وہم بھی نہیں آسکتا کہ **میرے متعلق انہیں کوئی وہم آتا ہو۔** سنو! میرے دل میں کبھی یہ غرض نہ تھی کہ میں خلیفہ بنتا۔

میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا۔ تب بھی میرا یہی لباس تھا میں امراء کے پاس گیا اور معزز حیثیت میں گیا مگر تب بھی یہی لباس تھا مرید ہو کر بھی میں اسی حالت میں رہا مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ کیا خدا تعالیٰ نے کیا میرے خیال و وہم میں بھی یہ بات نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے **مصالح** سے چاہا مجھے تمہارا امام اور **خلیفہ** بنا دیا اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے۔ ان کو بھی میرے سامنے **جھکا دیا**۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔ اس اخبار کو جس نے ایسا غلط واقع لکھا ہے اب بھی تلافی کرنی چاہئے اور ایسے طور پر کہ ہمارے پیارے **محمود** اور اس کے بھائیوں سے پوچھکر تلافی کرے میں کسی کا خوشامدی نہیں مجھے کسی کے سلام کی بھی ضرورت نہیں اور نہ تمہاری نذور اور پرورش کا محتاج ہوں اور خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا وہم بھی میرے دل میں گذرے۔ اللہ تعالیٰ نے مخفی در مخفی خزانہ مجھے دیا ہے کوئی انسان اور بندہ اس سے واقف نہیں۔ میری بیوی میرے بچے تم میں سے کسی کے محتاج نہیں اللہ تعالیٰ آپ ان کا کفیل ہے تم کسی کی کیا کفالت کروگے جبکہ تم فقرا ہو واللہ الغنی وانتم الفقرا۔ **جو سنتا ہے وہ سن لے** اور خوب سن لے اور جو نہیں سنتا اس کو سننے والے پہنچا دیں کہ

یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہنچی رافضیوں کا عقیدہ ہے

اس سے توبہ کر لو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا **خلیفہ** بنا دیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ **جھوٹا اور فاسق** ہے فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو **ابلیس** نہ بنو۔

مسئلہ اکفار دوسرا مسئلہ جس پر اختلاف ہوتا ہے **اکفار** کا مسئلہ ہے اپنے مخالفوں کو کیا سمجھنا چاہیے؟ اس مسئلہ کے متعلق تم آپس میں جھگڑتے ہو۔ ہمارے بادشاہ۔ ہمارے آقا مرزا صاحب نے اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے مگر تم پھر بھی جھگڑتے ہو سنو! ایک امام مثنوی روم کے مصنف ہیں وہ علم کلام کی کتاب ہے گرو **حدۃ وجود** والے ان کے ہر قول کو وحدۃ وجود میں لے آتے ہیں اس نے ایک جگہ مذاہب کے اختلاف کو بیان کر کے لکھا ہے

وحدۃ اندر وحدۃ است این مثنوی

گویا مثنوی ایک راہ بتائیگی اور یہ مثنوی **وحدة** سے باہر نہیں جائیگی اگر اس کے معنی کوئی اور کرے یہ اس کا اختیار ہے۔ ایک جگہ وہ کہتا ہے ؎

بشنو از نے چوں حکائت مے کند
وز جدائیہا شکائت مے کند

نے میں کوئی بولتا ہے تو وہ بھی بولتی ہے یہ انبیاء علیہم السلام کی شان ہے وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتے بلکہ خدا تعالیٰ کے بلانے سے بولتے ہیں اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

خدا تعالیٰ کے رسولوں کی اتباع خدا تعالیٰ کی اتباع ہے اور ان کی اتباع سے منحرف ہونا اور انکار کرنا اللہ تعالیٰ کا انکار ہوتا ہے **خدا تعالیٰ** کی ہستی کا اقرار کبھی مکمل اور **مؤثر** نہیں ہوتا۔ جب تک انبیاء علیہم السلام کی **نبوت** پر یقین اور ایمان نہ ہو۔ انبیاء علیہم السلام کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کا پتا لگ جاوے اور چونکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے وقت لوگ خدا تعالیٰ سے غافل اور دور ہوتے ہیں اور اُن میں اور خدا تعالیٰ میں ایک تفرقہ اور جدائی ہوتی ہے اس لئے

وز جدائیہا شکائت مے کند

وہ **نبوی نے** اس تفرقہ و جدائی کی شکائت کرتی ہے یہ بہت دقیق اور طویل مضمون ہے اس وقت اس پر زیادہ نہیں کہتا۔ **انبیاء** کی ضرورت اور ان پر **ایمان** کے متعلق قرآن مجید نے کھول کر بیان کیا ہے۔

غرض مثنوی کے مصنف نے ایک حکائت لکھی ہے کہ پچھلی قوم کو ایک ہادی کے ماننے میں سہولت ہوتی ہے کیونکہ وہ جانتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کس وقت آتے ہیں؟ اُن کی آیات کرامات معجزات کیا ہوتے ہیں؟ کیونکہ پہلے انبیاء کی ایک جماعت آچکی ہوتی ہے مگر پہلوں کو مشکل ہوتی ہے ان کے مقابلہ میں پچھلوں کو سہولت اور آسانی ہوتی ہے۔ وہ پہلوں کی تعلیم پیش کر دیتا ہے۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ باوجودیکہ پہلے نبی پچھلوں کے لئے راہ صاف کر جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی پیچھے آنے والوں پر ان کی قوم اعتراض کر دیتی اور ان کا انکار کر دیتی ہے پس یہ کیسی صاف راہ ہے کہ

ہر نبی کے زمانہ میں لوگوں کے کفر اور ایمان کے اصول کلام الٰہی میں موجود

ہاں جب کوئی نبی آیا اس کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے متعلق کیا دقت رہ جاتی ہے؟

اچھا یہی کرنی اور بات ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے **کفر۔ ایمان** اور **شرک** کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ پہلے **نبی** آتے رہے ان کے وقت میں دو ہی قومیں تھیں۔ **ماننے والے** اور نہ **ماننے والے**۔ کیا ان کے متعلق کوئی شبہ تمہیں پیدا ہوا؟ اور کوئی سوال اُٹھا کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں جواب تم کہتے ہو کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کیا کہیں؟

قرآن مجید میں ایک مثال اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۚ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝ فرمایا ایمان ہو یا کفر ہو۔ شرک ہو۔ فسق ہو۔ نفاق ہو۔ ان کی مثال ایک درخت کی سی ہے ایمان کی **مثال** ایک پاک درخت کی سی ہے اور کفر۔ شرک۔ فسق۔ نفاق وغیرہ کی مثال ایک **خبیث** درخت کی سی ہے جب وہ زمین میں بویا جاوے تو ایک **لو** نکلتی کوئی اس کو دیکھ کر نہیں کہہ سکتا۔ کہ گھاس جتنا ہوگا۔ یا بڑ کے درخت جتنا ہوگا۔ پھر وہ بڑھتے بڑھتے ایک زمانہ میں اپنی حقیقت خود بتا دیگا۔ جب وہ بڑ کا درخت ہوگا تو بڑ کی طرح بڑھیگا اور پھیلیگا اور آخر بڑ ہی کہلائیگا اب اگر اس کے ایک دو پتہ توڑ ڈالو۔ تو کیا کہہ دوگے کہ بڑ سوکھ گیا۔ جب ہزار دو ہزار پتہ توڑ کر لے آوگے تو اسی درجہ تک اس کی حیثیت کم ہو جائیگی پھر جب لاکھ دو لاکھ پتے اتار لوگے تو اور بھی گھٹیگا پھر جب اس کی ڈالیاں اور شاخیں کاٹ دوگے تو اور بھی۔

دیکھو اونٹوں والے پیپل کے درخت کو کاٹ لیتے ہیں۔ ڈالیاں کاٹنے سے ابھی درخت موجود ہوتا ہے اور جڑ کٹ جاوے تو کچھ نہیں رہتا۔ اسی طرح کفر۔ شرک۔ فسق اور

نفاق ہے۔

ایک شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا۔ دوسرا کہے مانتا ہوں اس صورت میں اللہ تعالیٰ کو ماننے والا مقدم ہے اب ایک اور ہے جو اللہ تعالیٰ کو ماننے کے ساتھ کہتا ہے بُت کو بھی سجدہ کر لو مگر دوسرا کہتا ہے بُت پرستی نہیں کرنی چاہئے۔ اب یہ **موحد** اس مشرک کے مقابلہ میں مقدم ہے۔ پھر ایک اور ہیں جو **نبیوں** کو مانتے ہیں اور دوسرے نہیں مانتے اب نبیوں کو ماننے والا منکر سے **مقدم ہوگا** ایک قوم ہے جو ادریس اور یحییٰ کو مانتی ہے قرآن شریف ان کو **صابی** کہتا ہے یہ قوم اب بھی ہے یہود بہت سے نبیوں کو مانتے ہیں مگر **مسیح** کا انکار کرتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو **مسیح** کا بھی اقرار کرتے ہیں پس جو مسیح کو مانتے ہیں وہ اُن کے منکروں سے قریب ہوگئے پھر عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اقرار کر دیا۔ ابوبکرؓ ان سب سے افضل ہوگیا۔ اب صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین۔ اولیاء اللہ۔ چشتی۔ قادری۔ سہروردی ہوں یا نقشبندی ہوں۔ رفاعی ہوں یا احمدی (مرزائی) ہوں ان میں راستبازوں کے ماننے والے اور ٹھٹھے کرنے والے اپنے مراتب رکھیں گے جو انکار راستباز کا کرتا جاویگا وہ گرتا جاویگا۔

یہ بنیاد **رافضیوں** نے رکھی ایک رافضی نے مجھے ایک رسالہ دکھایا جس کا نام طریق نجات تھا اس نے تمام اولیاء پر **ایک لعنت کا باب** الگ رکھا ہے۔ تمام محدثین پر **لعنت کا باب الگ**۔ میں نے اسے دیکھ کر کہا کہ تم نے حد کر دی ہے تمہیں کچھ بھی نصیب نہ ہوگا وہ **چھوٹا ہی مر گیا**۔ جیسا میں نے ابھی کہا ہے یہ رفض کا شعبہ ہے جو خلافت کی بحث تم چھیڑتے ہو یہ تو خدا سے شکوہ کرنا چاہئے کہ میرہ کا سہنے والا خلیفہ ہوگیا۔ کوئی کہتا ہے کہ خلیفہ کرتا ہی کیا ہے لڑکوں کو پڑھاتا رہتا ہے کوئی کہتا ہے کہ کتابوں کا عشق ہے اسی میں مبتلا رہتا ہے۔ ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو۔ مجھ پر نہیں یہ خدا پر لگینگی جس نے **مجھے خلیفہ بنایا** یہ لوگ ایسے ہیں جیسے رافضی ہیں۔ **جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر اعتراض کرتے ہیں**۔ غرض کفر و ایمان کے اصول تم کو بتا دیئے گئے ہیں۔

حضرت صاحب خدا کے مرسل ہیں اگر

وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے۔ تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے۔ جس میں آنیوالے کا نام نبی اللہ رکھا ہے پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔

اب ان کے ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے۔ عربی بولی میں کفر انکار ہی کو کہتے ہیں ایک شخص اسلام کو مانتا ہے اس حصہ میں اس کو اپنا قریبی سمجھو جس طرح پر یہود کے مقابلہ میں عیسائیوں کو قریبی سمجھتے ہو اسی طرح پر یہ مرزا صاحب کا انکار کر کے بھی ہمارے قریبی ہو سکتے ہیں اور پھر مرزا صاحب کے بعد میرا انکار ایسا ہی ہے۔ جیسے رافضی **صحابہ** کا کرتے ہیں۔

ایسا صاف مسئلہ ہے مگر نکمے لوگ ان میں بھی جھگڑتے رہتے ہیں "نکمے" لوگ ہیں اور کام نہیں ایسی باتوں میں لگے رہتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو قلعے فتح کرتے ہیں اور ایک یہ ہیں۔

کیا کوئی خلافت کے کام میں روک ہے

تیسری بات یہ ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے اور وہ میرے دوست کہلاتے ہیں اور میرے دوست ہیں وہ کہتے ہیں کہ خلافت کے کام میں روک **لاہور** کے لوگ ڈالتے ہیں میں نے قرآن کریم اور حدیث کو استاد سے پڑھا ہے اور میں دل سے سمجھتا ہوں۔ میرے دل میں قرآن اور حدیث صحیح کی محبت بھری ہوئی ہے۔ **سیرۃ** کی کتابیں ہزاروں روپیہ خرچ کر کے لیتا ہوں ان کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے اور یہی میرا ایمان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔

آدم اور **داؤد** کا خلیفہ ہونا میں نے پہلے بیان کیا اور پھر اپنی سرکار کے خلیفہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ جس طرح پر ابو بکر اور عمر خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہما اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے مجھے **مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا** اب اور سنو

انا جعلناکم خلائف فی الارض

تم سب کو بھی زمین میں اللہ تعالیٰ نے ہی خلیفہ کیا۔ یہ خلافت اور رنگ کی ہے پس جب خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو کسی اور کی کیا طاقت ہے کہ اس کے کام میں روک ڈالے۔

لاہور میرا گھر نہیں میرا گھر کبھی بھیرہ میں تھا یا اب **قادیان** میں ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ **لاہور کا کوئی آدمی نہ میرے امر خلافت میں روک بنا ہے نہ بن سکتا ہے** پس تم ان پر بدظنی نہ کرو۔

قرآن مجید میں فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث اللہ تعالیٰ نے یہی تعلیم دی ہے بدظنی سے ہٹ جاؤ۔ یہ برکا کر دیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدظن بڑا جھوٹا ہوتا ہے پس تم بدظنی نہ کرو۔

اب بھی میرے ہاتھ میں ایک رقعہ ہے وہ لکھتا ہے کہ لاہور کی جماعت **خلافت** میں ایک روک ہے میں ایسا اعتراض کرنے والوں کو کہتا ہوں کہ یہ بدظنی ہے اس کو چھوڑ دو۔ تم پہلے ان جیسے اپنے آپ کو **مخلص بناؤ**۔ لاہور کے لوگ مخلص ہیں حضرت صاحب سے انہیں **محبت** ہے۔ غلطی انسان کا کام ہے۔ ہر کسی سے ہو جاتی ہے ان سے بھی غلطی ہوتی ہے یہ جدی بات ہے مگر ان لوگوں نے جو کام کئے ہیں تم بھی کر کے دکھلاؤ۔

میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ جو **لاہوریوں** پر بدظن ہے کہ وہ خلافت میں روک ہیں اسے یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بدظنی کرنے والے کو یہ سرٹیفکیٹ ملتا ہے ان الظن اکذب الحدیث اور اللہ جل شانہ نے فرمایا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم وہاں سے اثم کا خطاب ملتا ہے۔ بدظنی سے پھر غیبت نصیب ہوتی ہے اور اس کے متعلق فرمایا لا یغتب بعضکم بعضا۔ پس مخلصوں پر بدظنی کرتے ہو اور میرا دل دکھاتے ہو۔ خدا سے ڈرو۔ تمہارے لئے میں دعائیں کرتا ہوں ان سے محروم نہ بنو۔

اگر مان لیا ہے تو شکر کرو نہیں تو صبر کی دعا موجود ہے۔ میں باوجود اس بیماری کے جو مجھے کھڑا ہونا تکلیف دیتا ہے اس رقعہ کو دیکھ کر سمجھاتا ہوں کہ **خلافت کیسری کی دوکان کا سوڈا واٹر نہیں**۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا (اللّٰھم متعنا بطول حیاتہ) **تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہیگا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دیگا۔**

تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو **مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے**۔ اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو۔ میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔

دیکھو! میری دعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں میرا مولا میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ **میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے**۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کر لو۔

وہ اخبار نویس * جو لکھتا ہے کہ کوئی رشتہ دار میرا معتقد نہیں توبہ کر لے وہ مرزا صاحب کے رشتہ داروں سے پوچھ لے۔ مرزا سلطان احمد صاحب کی بیوی اور بچے تک تو میرے مرید ہیں اور وہ آپ حضرت صاحب کی زندگی میں بھی میرا معتقد تھا پس جو ایسا کہتے ہیں کہ رشتہ دار میرے مرید نہیں۔ جھوٹ کہتے ہیں۔

کیا کفر کا لفظ بھیانک معنے رکھتا ہے اور کفر بمعنے انکار نہیں؟

اگر کہو کہ لاہور کے لوگ خلافت میں روک ہیں تو میرے مخلص دوستوں پر بدظنی ہوتی ہے اسے چھوڑ دو۔ جو شخص

---

* **حاشیہ**۔ برادرم صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص خدام میں سے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح رض صاحب کے ساتھ انہیں ارادت تامہ ہے انہوں نے جو مضمون رئیسا... میں سے نقل کیا تھا گو اس کی اجمالی تردید پہلے صفحہ پر کی تھی اس سے وہ شبہ جو **حضرت خلیفۃ المسیح** رض نے ظاہر کیا باقی رہتا تھا اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے غلطی سے لوگوں کو بچانے کے لئے اس پر زور دیا اور برادر **صادق** کی محبت اور ایمان نے ایک لحظہ کے لئے بھی گوارا نہ کیا کہ اس کی تردید نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے اسی روز شام کو اس کی تردید میں ایک اشتہار شایع کر دیا۔ بدر ۲۰ جون ۱۹۱۲ء کے ساتھ ضمیمہ ہوا ہے۔ جزاہ احسن الجزاء۔ ہیڈیٹر

لنی کرتا ہے وہ نہیں مرتا جب تک اس میں مبتلا نہ ہو۔ میں سُنتا
ں تم آپس میں اختلاف کرتے ہو۔ اختلاف انسان کی فطرت
ہے یہ ہٹ نہیں سکتا مگر اس کو شغل نہ بناؤ۔ جس امر
للہ تعالیٰ نے تم کو جمع کر دیا ہے اس وحدۃ کے مرکز کو نہ
ور دو۔

کبھی کبھی مجھے ان حالتوں کو دیکھ کر بددعا کا جوش آتا ہے
پھر رحم سے کام لیتا ہوں۔ توبہ کر لو۔ ہماری زندگی
ں چھوڑ دو۔

تھوڑے دن صبر کرو۔ پھر جو پیچھے آئیگا اللہ تعالیٰ جیسا چاہیگا وہ تم سے معاملہ کریگا

نو! تمہاری نزاعیں تین قسم کی ہیں۔ **اول** اُن امور اور
سائل کے متعلق ہیں جن کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے

جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں۔

ن پر حضرت صاحب نے گفتگو نہیں کی۔ اُن پر بولنے کا تمہیں
کوئی حق نہیں جب تک ہمارے دربار سے تم کو اجازت
ملے۔ پس جب خلیفہ نہیں بولتا یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا
ں نہیں آتا۔ ان پر رائے زنی نہ کرو۔

جن پر ہمارے امام اور مقتدا نے قلم نہیں اُٹھایا تم ان پر
ت نہ کرو۔ ورنہ تمہاری تحریریں اور کاغذ ردی کر دیں گے
یں سے کوئی تصنیف کرتا ہے۔ اور اگر کہو کہ تمہارا قلم
ں لکھ سکتا تو کیا ہم بھی نہ لکھیں تو نور الدین۔ تصدیق
مل الخطاب۔ ابطال الوہیت مسیح کو پڑھ لو۔ مجھے
نا آتا ہے اور خوب آتا ہے مگر خدا تعالیٰ کی ایک مصلحت نے
ک رکھا ہے اور **وہاں خدا نے روکا ہے۔**

اب بھی تمہارے رسائل میں غلطیاں ہوتی ہیں اور میں دیکھتا
ں کہ ان میں غلطیاں ہوتی ہیں۔ مگر خدا نے چاہا ہے کہ خاموش
ں تم کیا ہستی رکھتے ہو کہ جو نہ میرے دربار سے اجازت
تی ہے نہ خدا کی طرف سے تمہیں امر ہوتا ہے اور تم جرأت کرتے
۔ دیکھو یاد رکھو۔ تمہاری کوئی جماعت نہ بنیگی تم لکھ رکھو
ئی ایسی جماعت بنا نہ سکو گے۔

پس میری بات کو یاد رکھو اور بدظنی چھوڑ دو۔ تفرقہ نہ کرو۔
ضرت صاحب نے جو فیصلہ جس امر میں کر دیا ہے اس کے خلاف
نہ کہو نہ کرو۔ ورنہ احمدی نہ رہو گے۔ یہ خیال چھوڑ دو کہ لاہور کے
لوگ خلافت کے امر میں روک ہیں۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو پھر خدا
مسیلمہ کا سا معاملہ کریگا۔

جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھو۔ درود اور استغفار پڑھو۔
حلال طیب کماؤ اور کھاؤ۔ ان بیہودہ باتوں سے کوئی نفع نہیں
اُٹھا سکتے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان نکما نہیں بیٹھ سکتا۔ میں نئے تجربہ
کی سپارش نہیں کرتا بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ حالت ایسی ہی ہے کہ
اگر بیوی اچھی خوبصورت مل گئی تو صرف شہوانی کام رہ گیا۔ اسی شہر
میں ایک بڑا آدمی گذرا ہے ایک انگریز اس سے ملنے کو آیا اُس کو اس نے
اپنی فوج کا معائنہ کرایا۔ رسالے۔ پیادے۔ توپخانہ وغیرہ دکھا کر
پوچھا کہ کیسی فوج ہے اس نے شکریہ ادا کیا اور اظہار مسرت کیا۔
فوج سامنے کھڑی تھی مگر حکم دیا کہ خاص کی فوج لاؤ۔ اندر سے
بڑی خوبصورت عورتیں ہتھیار لگائے ہوئے آگئیں اس انگریز
سے پوچھا کہ ایسی فوج بھی دیکھی ہے اس نے کہا کبھی نہیں۔ اس رئیس
نے کہا کہ پہلی فوج میری ہے اگر وہ بغاوت کر دے
تو میں اکیلا اسے تہ کر سکتا ہوں۔ مگر اس فوج کے مقابلہ میں ہمیشہ
شکست کھاتا ہوں۔

غرض کچھ مسلمان تو اس کام میں لگے ہوئے ہیں اور تیار ہیں
اور کچھ وہ ہیں جو نکمے ہیں۔ سارا دن مباحثات کرتے ہیں۔ ان سے
پوچھو فرشتوں نے اعتراض کر کے کیا لیا تھا پس تم ان جھگڑوں کو
چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير

تم میں ایسے لوگ ہوں جو خیر مسلّم کی طرف بلانے والے ہوں۔
پسندیدہ اور بھلائی کے کاموں کا امر کریں اور ناپسند باتوں کو
روکیں وہ مظفر و منصور ہوں گے اب میں پھر نصیحت کرتا ہوں
میرے بڑھاپے اور بیماری کو دیکھ لو اپنے اختلافوں کو دیکھ لو کیا
یہ تمہیں خدا سے ہٹا دیں گے۔ اگر نہیں تو پھر ہماری بات مانو اور
محبت سے رہو۔ اور اس طرح پر رہو کہ میں تمہیں دیکھ کر اسی طرح
خوش ہو جاؤں جس طرح مسجد کو دیکھ کر خوش ہوا۔ جس طرح شہر
میں داخل ہو کر مسجد کو دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی۔ خدا کرے کہ

جاتے ہوئے مجھے یہ آواز دے کہ تم باہم ایک ہو۔ اور تم محبت سے رہتے ہو۔

تم بھی دعاؤں سے کام لو۔ میں بھی تمہارے لئے دعا
کرونگا۔ و باللہ التوفیق۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر لاہور کے متعلق زمیندار اخبار نے ایک غلط فہمی
پھیلائی جس کی بنا پر روزانہ پیسہ اخبار میں ایک نہایت بیہودہ اور دل آزار
مضمون شائع کیا گیا ہے اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح
حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ کو وہ بھی گالیاں
اس نادان نے دی ہیں اور ان گالیوں کا محرک اوّل زمیندار ہے جس نے غلط فہمی پھیلائی
حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر لاہور جو میں نے نوٹ کی تھی۔ اب ترتیب کے بعد
حضرت خلیفۃ المسیح کی اصلاح اور درستی کے بعد میں اسے شائع کرتا
ہوں اس کو پڑھنے کے بعد ان تمام یاوہ گوئیوں کی خود بخود تردید ہو جائیگی
جو ہمارے معتقدات کے متعلق پھیلائی گئی ہیں دیانت اور تقویٰ کا
تقاضا تو یہ تھا کہ یہ لوگ اس تقریر کے شائع ہونے تک انتظار کرتے۔
مگر اللہ تعالیٰ کو ان کے خبث کا اظہار مقصود تھا وہ ظاہر ہو گیا۔
حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ کی تقریر تو واضح اور مبرہن تھی۔ مگر

عقل کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ قبلہ تھا تیرا رُخ کافر و دیندار کا

دیکھنا چاہئے کہ یہ جلد باز اس تقریر کی اشاعت کے بعد کہاں تک اپنی
غلطیوں کی اصلاح کی جرأت کرتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح نے
تمام نزاعوں کا فیصلہ ایک ہی جملہ سے کر دیا ہے۔

"جن مسائل کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے
جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ
وہ احمدی نہیں"

اس کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ کوئی جھگڑا باقی رہ جاتا ہو جس مسئلہ پر
پر تم قول فیصل چاہو وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں تقریروں
میں دیکھ لو جو فیصلہ حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ہے۔ وہ ہی فائق
اور اصل ہے۔ اب حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ نے
جو ایمان اور مذہب ظاہر فرمایا ہے وہ بھی بغیر کسی ایچ پیچ کے صاف لفظوں
میں بتا دیا ہے کہ وہ خدا کے مرسل اور نبی ہیں کونسی بات ہے
جو انہیں اپنے معتقدات کے اظہار کے لئے روک سکتی ہے۔ یہ

"دجال خزانہ لیگیا" مراد مشہد مقدس امام علی رضا کے روضہ کے وہ بیش قیمت جواہرات و دفینے ہیں جن کی مالیت کروڑوں تک پہنچتی ہے۔
اخیر میں لکھا ہے افسوس امام آخرالزماں کے آنے سے پہلے ہم لٹ گئے۔
افسوس کہ جب یہ صداقت خدا کے سچے مسیح و مہدی آخری زمانہ کے امام علیہ السلام سے ظاہر کی بائیبل میں صاف لکھا ہے جوج روس اور ٹوبالسک کے سردار۔ تو یہ علماء اپر کفر کے فتوے لگانے لگے اور کہتے تھے کہ یاجوج ماجوج دجال وغیرہ کوئی عجیب الخلقت مخلوق ہے۔ لیکن اب خود ہی ماننے لگے اور امام آخرالزماں کے ظہور کے منتظر ہیں۔ جو بجلی کی طرح پورب سے پچھم تک چمک کر دیدہ ہوں روشن بھی کر گیا اور یہ ابھی تک آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائے ہیں یا اس سر من رائی کی غار پر مرثیہ خوانی کر رہے ہیں اور بعض مکے و مدینے کی طرف کان لگائے بیٹھے ہیں کاش ان کو معلوم ہوتا۔ کہ خدا نے اپنے مامور کی پیدائش و ظہور کے لئے اسی گاؤں کو پسند کیا جو حدیث کے مطابق قدعہ کے نام نامی سے موسوم ہے۔ اور الحکم والعدول تھا اس نے تمام اختلافی مسائل میں ایک قول فیصل دیکر ہمیشہ کے لئے ہماری نزاعوں کو مٹا دیا۔ اب جوں جوں ان کو ہوش آئیگا یہ مانینگے۔ وصدق ما قال ؎

امروز قوم من نہ شناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

اس قسم کے فتن و مصائب و بلیات کی خبریں پڑھ کر سر عجز و نیاز خدا کے حضور جھک جاتا ہے۔ کہ ہم ایسی محسن و عادل گورنمنٹ انگریزی کے زیر سایہ امن و آرام سے بسر کر رہے ہیں جس کی وفاداری و اطاعت کا عہد ہم اپنے امام علیہ السلام کے دست حق پرست پر کر چکے ہیں۔ تعجب ہے کہ ان حالات میں بھی بعض نادان ملاں اپنے منہ سے [illegible] یہی بات نکالتے ہیں جو کبھی کفار کے منہ سے نکلتی تھی۔ اور قرآن شریف میں اس کا ذکر ہے۔

چنانچہ کل اہل حدیث ۲۰۔ جمادی الثانی میں ایک شخص کا مضمون پڑھا ہے جو کہتا ہے کہ "ایک دیہاتی مقام کے مرزا صاحب کو نبی مان لیں؟" گویا آپ کے خیال مبارک میں نبی کے لئے شہری ہونا ضروری ہے۔ اور یہ آیت قرآن مجید کی بھول گئے۔ لولا انزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم۔ اھم یقسمون رحمت ربک نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوٰۃ الدنیا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجٰت الآیۃ۔

دکھوں سے بھری ہوئی زندگی

جیون تت لاہور

آریہ سماج کا ارگن ہے جس کے ممبر اور پھر ان کا پیشوا اپنے قصور نظر کی وجہ سے اس حی و قیوم قادر مطلق علیم و خبیر مالک الکل۔ خالق و رازق مستجمع جمیع صفات کاملہ ذات بابرکات اللہ کا منکر ہے جس کے فیض سے دم دم کے ساتھ یہ نہایت درجہ کے ناشکرے اور احسان فراموش مستفیض ہو رہے ہیں ان کے تمام اعتراضوں کا خلاصہ میں نے قریباً تین سال سے باقاعدہ جیون تت کے لفظ لفظ کے مطالعہ سے یہی معلوم کیا ہے کہ اگر خدا ہے تو وہ طوفان کیوں لاتا ہے۔ طاعون کیوں بھیجتا ہے۔ آدمیوں کو کیوں مارتا ہے۔ کسی کو تکلیف و مصیبت کیوں پہنچتی ہے۔ یہ لوگ جہاں اپنا عارضی حق ملکیت رکھتے ہیں وہاں تو بڑے دعوے سے کہتے ہیں کہ ہم جو جی چاہے کریں کوئی ہمیں روکنے والا کون۔ اور ہماری آزادی میں خلل انداز کیسا۔ لیکن خدا تعالیٰ کو اپنی مرضی کا پابند اور ایک طرح اپنے حکموں کی ماتحت رکھنا چاہتے ہیں اور ایسا کہنے میں ان کو مطلق شرم نہیں آتی۔ یہ بدبخت قوم ایک موٹا کر کو چیرتے پھاڑتے دیکھ لیں تو اس پر حسن ظن کرتے ہیں۔ لیکن اگر خدا کسی کی اصلاح کے لئے کسی کو امتحان میں ڈالے یا کسی قصور کی سزا دے یا اس کے کسی پوشیدہ خلق حسن کے اظہار کے لئے اس پر کوئی ابتلا لائے تو یہ اپنی حماقت کی وجہ سے ظلم ظلم پکار اٹھتے ہیں۔ یہ نادان زمیندار کو نہیں سمجھتے کہ وہ دانے کو مٹی میں ملا دیتا ہے اور وہ اس زمیندار کو برا نہیں کہتے۔ آخر ایک سرسبز کھیتی کی صورت میں وہ منتقل ہو جاتا ہے۔ لیکن کسی آدمی کو اگر خدا بلا میں ڈالے تو یہ چیخ اٹھتے ہیں۔

حکومت کی طرف سے ہر روز کئی پھانسی چڑھتے ہیں۔ کئی قید ہوتے ہیں۔ مگر یہ اسے منصف و رحیم و عادل ماننے پڑ لیا رہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے اگر کسی پر موت وارد ہو یا کوئی علاقہ اپنے ظلموں کی وجہ سے تباہ ہو تو یہ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ اسی دنیا میں دیکھتے ہیں کہ وہ ایک بادشاہ کے احکام کے سمجھنے سے قاصر ہیں تو پھر اس وراء الوراء ذات کے احکام کے حکم و مصالحہ پر کیونکر اطلاع پا سکتے ہیں

الغرض ۱۵۔ جون کے جیون تت میں شری دیوگرو بھگوان کے پرانے خطوط چھپے ہیں ایک خط کے فقرے حسب ذیل ہیں

"یہ موسم میرے لئے اس بیماری کی حالت میں خاص کر جیسا کچھ دکھ دہی اور مصیبت کی چیز بن رہا ہے اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ × × × اس مصیبت کے سوا جو اور کئی قسم کی الجھنیں اور کشمکش رہتی ہیں وہ الگ ہیں۔ لیکن خیر زندگی آخر کشمکش کے لئے ہے مگر پھر بھی ان الجھنوں اور مصیبتوں کی کوئی حد ہونی چاہئے۔ میرے لئے کب وہ حد پوری ہوگی اس کا زمانہ کے ساتھ پتہ لگ سکیگا"

آخری فقرے جس جلے ہوئے اور مایوس قلب کے انسان کے منہ سے نکل سکتے ہیں اس کا اندازہ ناظرین لگا سکتے ہیں۔ کہ ایک دھریہ کی زندگی کس قدر دکھوں سے بھری ہوتی ہے۔ اور کیسے رنجدہ نظارے اس کے [illegible]

تم سامنے آتے رہتے ہیں یہ سب کچھ کیوں اس لئے کہ خدا پر ایمان نہیں کیونکہ ان کے مقابلے میں ایک خدا پرست بڑے اطمینان کی زندگی بسر کرتا ہے وہ مشکل سے مشکل دقتیں نہیں گھبراتا [illegible] اطمینان ہے کہ میرا مولا ہے جو مجھے اپنے رحم و غریب نوازی سے ایک منٹ میں ان تکالیف سے نکال سکتا ہے صرف اتنی سی بات میں غور کرنیوالوں کے لئے بہت سے ثبوت [illegible]

تحدیث نعمۃ بزبان ناصر

اعلیٰ حضرت قبلہ میر **ناصر نواب** صاحب کا ایک مضمون جو گویا **تزک ناصر** کا ایک اجمالی بیان ہے الحکم میں چھاپنے کی **عزت** مجھے حاصل ہوتی ہے حضرت **میر ناصر نواب** صاحب مدظلہ العالی کا **نام نامی** اس امر سے مستغنی ہے کہ میں انھیں احمدی پبلک میں روشناس کراؤں اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کاملہ سے **ناصر نواب** کے نام کو **ابدی زندگی** عطا فرمادی ہے۔ اور فنا کا ہاتھ اس نام پر اپنا قابو نہیں چلا سکتا۔ **میر ناصر** انسان ہے خدا کی ایک ممتاز مخلوق ہے وہ اپنے وقت پر (اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں برکت دے۔) اس دنیا سے جانیوالا ہے مگر جری اللہ فی حلل الانبیاء کے **مخاطب** و **مطہر** و مہدی و مسیح سے اسکا جو **پیوند** ہے اس نے اس کو **زندہ جاوید** کر دیا ہے۔ اگر **مسیح و مہدی** بقائے دوام اور حیات **ابدی** کا تاج پہن چکا ہے۔ اور یقیناً پہن چکا ہے تو **ناصر نواب** اس کے ساتھ ہے۔ وہ شخص جو **ام المومنین** کا باپ ہو اور جس کے نسب اور اعزاز کی اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے تعریف کی ہو دنیا کے کسی انسان اور سفیہ کی ناقدر شناسی اس کی **شان بلند** کو گرا نہیں سکتی۔ ناصر زبان حال سے ایسے کہہ سکتا ہے ؎

مفوبلے وقرترک سجدہ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سے ذوق کب رتبہ ہو کم میرا

میں حضرت میر **ناصر نواب** کی اس تزک کے اجمال کو اس لئے درج نہیں کرتا کہ میں اسے اپنا ایک **مخدوم و محسن** آقا سمجھتا ہوں اور اس کے خاندان کا میں ادنیٰ چاکر ہونے کی **قابل ناز** عزت رکھتا ہوں۔ نہیں بلکہ اس بیان ناصر میں حقائق ہیں اس کی **متوکلانہ زندگی** اور الٰہی دستگیری کے اعجازی کرشمے ہیں جن سے متاثر ہوئے بغیر انسان نہیں رہ سکتا اور جن کو پڑھ کر **اللہ تعالیٰ** اور اس کے **رسول** پر ایک عارفانہ **ایمان** پیدا ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ **حقیقی ایثار نفس** اور **قربانی** اس کا نام ہے جو اس **ممتاز** اور **مخدوم قوم** بزرگ نے کی ہے اس کو بہ لحاظ اس رشتہ کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہے یہ عزت حاصل ہو مگر وہ قوم کے ضعیف مہاجرین کے لئے در بدر اور کو بکو پھر کر چندہ جمع کرے۔ اس کے سفر آرام دہ ریلوے کے درجوں میں ہوں نہ اس میں کوئی نمائش اور تعلّی ہو۔ بلکہ نہایت سادگی سے فی الواقعہ ایک ضعیف و غریب کی طرح لمبا سفر کرکے ہزاروں روپیہ **نوع انسان** کے فائدہ کے لئے جمع کئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے وجود کو **نافع الناس** بنایا ہے۔ اس کی **اولاد** بھی **نافع الناس** ہے۔ ایسا پاک وجود خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں کا نشان ہے۔

میری دلی آرزو اور تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری اولاد کو اور ہر احمدی کو حضرت **خلیفۃ المسیح** کی اطاعت اور وفاداری میں **خاندان ناصر** کی چاکری میں سچے مسلمان کی طرح وفات دے۔ میں اب اس پر زیادہ نہیں لکھتا۔ ناصر کا اپنا بیان درج کر دیتا ہوں۔ خدا کرے کہ وہ بہتوں کی ہدایت کا موجب ہو آمین (ایڈیٹر)

اے دوستو ناصر کی کہانی سن لو
ہے اس پہ خدا کی مہربانی سن لو
ہر چیز کو ہے موت و تغیر در پیش
مولا کی ہے ذات جاودانی سن لو

زمانہ بھی عجیب چیز ہے۔ ایک زمانہ تھا میں نہ تھا پھر ایک زمانہ آیا کہ میں پیدا ہوا۔ اور دلی شہر میں جنم لیا خواجہ میر درد صاحب علیہ الرحمۃ کے گھرانے میں پیدا ہو کر نشوونما پایا۔ اور ان کی بارہ دری میں کھیل کود کر بڑا ہوا۔ ان کی مسجد میں پڑھا کرتا تھا ماں باپ کے سایہ میں پرورش پا رہا تھا کوئی فکر و اندیشہ دامنگیر نہ تھا کہ ناگہاں میرے حال میں ایک تبدیلی پیدا ہوئی جس کا بظاہر کسیکو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اتفاقاً میرے والد ماجد کسی کام کے لئے بنارس تشریف لے گئے۔ اور شاہ آباد آرہ میں ہیضہ سے ان کا انتقال ہوگیا اور میں مع اپنی دو ہمشیرہ کے یتیم رہ گیا اور میری والدہ حالت جوانی میں بیوہ رہ گئیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ سامان معیشت بظاہر کچھ نہ رہا فقط **اللہ** ہی کا آسرا تھا دادا صاحب اگرچہ موجود تھے مگر وہ اسی سالہ ضعیف تھے اور کچھ جائداد بھی نہ رکھتے تھے اور جو جائداد تھی وہ ہمارے خاندان سے جا چکی تھی اور مفلس محض رہ گئے تھے۔ اسپر ظاہر آراستہ رکھنا بھی ضروری تھا ایک سوتیلے بھائی صاحب کچھ آسودہ حال تھے انھوں نے توجہ نہ فرمائی کیونکہ عرب کا خون پھیکا پڑ گیا تھا۔ نانا صاحب نے کفالت اختیار کی اور ماموں صاحب نے ہم سب کا بوجھ اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جنت نصیب کرے آمین یتیمی کے صدمات سے ہنوز مخلصی نہوئی تھی اور بے پدری کا غم نہ بھولا تھا کہ یکایک دنیا میں ایک اور سخت تبدیلی پیدا ہوئی کہ اکثر لوگ تخت سے تختۂ زمین پر گر پڑے۔ اور اہل وطن پر ایک تازہ بلا نازل ہوئی۔ یعنی سنہ ۱۸۵۷ء غدر تشریف لے آیا۔ انگریزی فوج نے کسی جھگڑے پر سرکار سے بغاوت اختیار کی۔ اور ہندوستان کی فوجوں میں عام سرکشی پھیل گئی اور جا بجا سے فوجیں فساد کرکے دلی میں آکر جمع ہوگئیں انگریزوں نے بقیہ فوجوں کو جمع کیا اور گورہ فوج کو اطراف سے اکٹھا کرکے وہ بھی برگشتہ فوج کے تعاقب میں دلی میں پہنچے اور دلی کا محاصرہ کر لیا۔ دلی کے لوگ حیران و پریشان یہ ناگہانی تماشہ جبراً قہراً دیکھتے رہے مگر کسی کو اس قدر دسترس نہ تھی کہ اس آتش فساد کو

اُس نے مانا - جسکو میں نے پیر بنایا اس نے بھی اس سے بلا تامل بیعت کی چنانچہ عبدالحمد صاحب غزنوی نے میرے ساتھ بیعت کی - نیز مرزا صاحب کو جب میں نے تسلیم کیا تو اس نے بھی مان لیا ایسی بیویاں بھی دُنیا میں کم میسر آتی ہیں - یہ بھی میری ایک خوش نصیبی ہے جس کا میں شکر گذار ہوں کئی لوگ بسبب دینی و دنیوی اختلاف کے بیویوں کے ہاتھ سے نالاں پائے جاتے ہیں جو گویا کہ دُنیا میں دوزخ میں داخل ہو جاتے ہیں - میں تو اپنی بیوی کے نیک سلوک سے دُنیا ہی میں جنت میں ہوں - ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم - شادی کے تین سال بعد میرے گھر میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک با اقبال اور نیک نصیب لڑکی پیدا ہوئی جو لڑکوں سے زیادہ مجھے عزیز ہے - جس کو اللہ تعالیٰ نے بڑا عالیشان مرتبہ بخشا ہے وہ ہمارے زمانہ کی خدیجہؓ اور عائشہؓ ہے رضی اللہ عنہا - اس کے پیدا ہونے کے بعد میری والدہ صاحبہ کی دعاؤں کی برکت سے جس جائداد کے حاصل کرنے کے لئے میرے باپ پورب جا کر وہیں رہ گئے تھے ہمیں بغیر ظاہری کوشش کے پانچ ہزار روپیہ کی قیمتی جائداد حاصل ہوئی جس کی آمدنی ماہوار ہے - جب میری عمر ۱۲ سال کی ہوئی اور بیکاری کے سبب سے آوارہ ہو چلا تو میری خیر اندیش والدہ نے پھر میرے ماموں صاحب کے پاس لاہور میں بھیجدیا وہاں پہنچکر میں ان سے ایک سال تک تعلیم پاتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر ماموں صاحب کی سفارش سے بعہدہ سب اوورسیری امرتسر میں ملازم ہوگیا - اس وقت اس عاجز کی عمر ۱۴ سال کی تھی - اب میرے حال میں ایک اور تغیر پیدا ہوا - میں سٹھیالی اور کاہنووان میں ایک مدت تک ملازم رہا اور چند سال کے بعد کچھ عرصہ قادیان میں رہنے کا مجھے اتفاق ہوا اور حضرت مرزا صاحب سے بذریعہ ان کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کے جو میرے ماموں صاحب کے واقف تھے ملاقات ہوئی

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ حضرت مرزا صاحب براہین احمدیہ لکھ رہے تھے - ہنوز وفات مسیح ناصری کا تذکرہ بالکل نہ تھا اور وہ بزعم دنیا آسمان ہی پر تشریف رکھتے تھے چند ماہ کے بعد اس عاجز کی بدلی قادیان سے لاہور کے ضلع میں ہوگئی - اس وقت چند روز کے لئے بندہ اپنے اہل و عیال کو حضرت مرزا صاحب کے مشورہ کر ان کے دولت خانہ چھوڑ گیا تھا - اور جب وہاں مکان کا بندوبست ہوگیا تو آکر لیگیا - مینے اپنے گھر والوں سے سُنا کہ جب تک میرے گھر کے لوگ مرزا صاحب کے گھر میں رہے مرزا صاحب کبھی گھر میں داخل نہیں ہوئے بلکہ باہر کے مکان میں رہے - اس قدر اُن کو میری عزت کا خیال تھا وہ بھی عجب وقت تھا - حضرت صاحب گوشہ نشین تھے عبادت اور تصنیف میں مشغول رہتے تھے - لالہ شرمپت اور ملاوامل کبھی کبھی حضرت صاحب کے پاس آیا کرتے تھے - اور حضرت صاحب کے پاس آیا کرتے تھے اور حضرت صاحب کے کشف اور الہام سُنا کرتے تھے - بلکہ کئی کشوف اور الہاموں کے پورے ہونے کے گواہ بھی ہیں - اس وقت یہ سچے اور نرم دل تھے اس کے بعد قوم کے دباؤ میں آکر حضرت صاحب سے جُدا ہو گئے - اور یہ دونوں جب حضرت صاحب کا نکاح دلی میں میرے ہاں ہوا تھا تب بھی ساتھ گئے تھے - اسوقت یہ مصدق تھے پیچھے مکذب بنے - اس وقت حضرت مرزا صاحب کی شہرت بالکل نہیں تھی - کوئی جانتا بھی نہ تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب کسی زمانہ میں مسیح موعود و مہدی مسعود بنینگے - اور تمام جہان میں ان کی شہرت ہو جاویگی - اور ان کے پاس دور دراز ملکوں سے لوگ حاضر ہونگے - اور ان کو ملک ملک سے تحفے پہنچینگے - چند سال کے بعد مجھے خبر ملی کہ براہین احمدیہ مرزا صاحب نے چھپوا کر شائع فرمادی ہے - بندہ نے بھی ایک نسخہ خریدا پھر عاجز نے چند امور کے لئے حضرت مرزا صاحب سے دعا منگوانے کے لئے خط لکھا جن میں سے ایک امر یہ بھی تھا کہ دُعا کرو مجھے خدا تعالیٰ نیک اور صالح داماد عطا فرماوے - اس کے جواب میں مجھے حضرت

مرزا صاحب نے تحریر فرمایا کہ میرا تعلق میری بیوی سے گویا نہونیکی برابر ہے - اور میں اور نکاح کرنا چاہتا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے کہ جیسا تمہارا عمدہ خاندان ہے ایسا ہی تمکو سادات کے عالیشان خاندان میں سے زوجہ عطا کرونگا - اور اس نکاح میں برکت ہو گی اور اس کا سب سامان میں خود ہم پہنچاؤنگا - تمہیں کچھ تکلیف نہیں ہوگی - یہ آپ کے خط کا خلاصہ ہے بلفظہ یاد نہیں - اور یہ بھی لکھا کہ آپ مجھپر نیک ظنی کرکے اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کردیں اور تا تصفیہ اس امر کو مخفی رکھیں اور رد کرنیمیں جلدی نہ کریں مجھکو یہ نہیں لکھا تھا کہ تمہارے ہاں یا دلی میں نکاح ہوگا مجھے الہام ہوا ہے - لیکن بعض اپنے احباب کو اس سے بھی مطلع فرمایا کہ دلی میں سادات کے خاندان میں میرا نکاح ہوگا - پہلے تو میں نے کچھ تامل کیا کیونکہ مرزا صاحب کی عمر زیادہ تھی اور بیوی بچہ موجود تھے اور ہماری قوم کے بھی نہ تھے مگر پھر حضرت مرزا صاحب کی نیکی اور نیک مزاجی پر نظر کرکے جس کا میں دل سے خواہاں تھا مینے اپنے دل میں مقرر کرلیا کہ اسی نیک مرد سے میں اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ کردوں - نیز مجھے دلی کے لوگ اور وہاں کی عادات و اطوار بالکل نا پسند تھے - اور وہاں کے رسم و رواج سے سخت بیزار تھا اس لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتا تھا - کہ میرا مربی و محسن مجھے کوئی نیک اور صالح داماد عطا فرماوے یہ دعا میں نے بار بار اللہ تعالیٰ کی جناب میں کی آخر قبول ہوئی - اور مجھے ایسا بزرگ صالح - متقی خدا کا مسیح و مہدی نبی اللہ و رسول اللہ خاتم الخلفاء اللہ تعالیٰ نے داماد عطا فرمایا جسپر لوگ رشک کریں - تو بجا ہے اور میں اگر اسپر فخر کروں تو کچھ بیجا ہوگا اس نکاح سے چند سال پیشتر میرے گھر میں پانچ بچوں کے مرنے کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوکر زندہ رہا جس کا نام محمد اسمعیل رکھا - جو اب میر محمد اسمعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن ہیں - میں ضلع لاہور سے تبدیل ہوکر پٹیالہ و مالیر کوٹلہ کیطرف گیا وہاں سے چند ماہ کے بعد نقشہ نویس ہوکر ملتان میں پہنچا - اب زمانہ نے بہت سے رنگ بدلے - اور میرے حال میں کئی

فرنگی کا۔ پوربیئے شہر پر مسلط تھے۔ اور برائے نام بہادر شاہ کو بادشاہ بنا رکھا تھا۔ ایک اندھیر پڑا ہوا تھا اور ہر شخص کو اپنی جان و مال کا دغدغہ لگا رہتا تھا۔ دن کا چین اور رات کا آرام حرام ہو گیا تھا۔ جوں جوں محاصرہ تنگ ہوتا جاتا تھا توں توں شہر کی آفت بڑھتی جاتی تھی شہر پر اس قدر گولے پڑتے تھے کہ فصیل اور اس کے متصل مکانات چھلنی ہو گئے تھے۔ بعض لوگ گولوں سے ہلاک بھی ہوتے جاتے تھے چند ماہ کے محاصرہ کے بعد دلی انگریزوں نے فتح کر لی۔ اور باغی فوج وہاں سے بھاگ گئی۔ دلی والوں کی شامت آئی۔ کر گیا داڑھی والا اور پکڑا گیا مونچھوں والا۔ نانی نے خصم کیا اور نواسہ پر جرمانہ ہوا۔ فتحمندوں نے شہر کو برباد کر دیا اور فتح کے شکریہ میں لاکھوں آدمیوں کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ مجرم اور غیر مجرم میں تمیز نہیں تھی۔ چھوٹا بڑا۔ ادنیٰ اعلیٰ برباد ہو گیا۔ سوائے چیدہ چیدہ چماروں سقوں وغیرہ کے یا ہندوؤں کے خاص محلوں کے کوئی لوٹ مار سے نہیں بچا۔ ایک طوفان تھا کہ جس میں کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ غرضیکہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس گیا۔ شہر کے لوگ ڈر کے مارے شہر سے نکل گئے اور جو نہ نکلے وہ جبراً نکالے گئے اور قتل کئے گئے یہ عاجز بھی ہمراہ اپنے کنبہ کے دلی دروازہ کی راہ سے باہر گیا چلتے وقت لوگوں نے اپنی عزیز چیزیں جنکو اُٹھا سکے ہمراہ لے لیں۔ میری والدہ صاحبہ نے اللہ اُن کو جنت نصیب کرے میرے والد کا قرآن شریف جو اب تک میرے پاس ان کی نشانی موجود ہے اُٹھا لیا۔ شہر سے نکلکر ہمارا قافلہ سر بصحرا چل نکلا اور رفتہ رفتہ قطب صاحب تک جو دلی سے ۱۱ میل پر ایک مشہور خانقاہ ہے جا پہنچا وہاں پہنچکر ایک دو روز ایک حویلی میں آرام سے بیٹھے تھے کہ دنیا نے ایک اور نقشہ بدلا یکایک ہارسن صاحب افسر رسالہ معہ مختصر اردل کے قضا کی طرح ہمارے سر پر آ پہنچے۔ اور دروازہ کھلوا کر ہمارے مردوں پر بندوقوں کی ایک باڑہ ماری اور جس کو گولی نہ لگی اس کو تلوار سے قتل کیا۔ یہ نہیں پوچھا کہ تم کون ہو ہماری طرف کے ہو یا دشمنوں کے طرفدار ہو اسی یک طرفہ لڑائی میں میرے چند عزیز راہی ملک عدم ہو گئے پھر حکم ملا کہ فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ ہم سب زن و مرد و بچہ اپنے مردوں کو بے گور و کفن چھوڑ کر رات کے اندھیرے میں حیران و پریشان وہاں سے روانہ ہوئے۔ لیکن بسبب رات کے اندھیرے اور سخت واہگوں کی تیرگی کے رات بھر قطب صاحب کی لاٹ کے گرد طواف کرتے رہے صبح کو معلوم ہوا کہ تیلی کے بیل کی طرح وہیں کے وہیں ہیں۔ ایک کوس بھی سفر طے نہیں ہوا۔ صبحکو نظام الدین اولیاء کی بستی میں پہنچے اور وہاں رہکر چند روز اپنے مقتولوں کو روتے رہے۔ زیادہ دقت یہ پیش آئی کہ اب بعض کے پاس کچھ کھانے کو بھی نہ رہا تھا۔ کہ ناگہاں رحمت الٰہی نے دستگیری فرمائی ایک میرے ماموں صاحب محکمہ نہر میں ڈپٹی کلکٹر تھے ان کا کنبہ ہم سے پہلے پانی پت میں پہنچ چکا تھا۔ جب ان کو ہماری پریشانی کا حال معلوم ہوا تو اُنھوں نے اپنے چھوٹے بھائی کو چند چھکڑے دیکر ہمارے لینے کے لئے بھیجا وہ ہم سب کو ان چھکڑوں پر بٹھا کر پانی پت لے گئے وہاں پر پہنچکر ذرا ہمیں آرام و اطمینان ملا یعنی ہمارے حال میں ایک اور تغیر و تبدل ہوا۔ ڈھائی برس ہم وہاں رہے پانی پت کے لوگوں نے دلی کے برباد شدہ لوگوں سے نیک سلوک کیا اور ان کو اپنے ہاں جگہ دی۔ ان کے لئے سامان آرام مہیا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بخشے اور اُن کی اولاد پر رحم فرماوے۔ ڈھائی سال کے بعد پھر دلی آباد ہوئی۔ اور تمام بیوطنوں کو ان کے وطن میں آباد ہونے کی اجازت مل گئی اہل دلی چاروں طرف سے آکر آباد ہونے لگے میرا کنبہ بھی دلی میں آکر اپنے اپنے گھروں میں آباد ہوا۔ بجز گھروں کی چار دیواری کے اور سب کچھ لٹ چکا تھا۔ یہانتک کہ ہمارے گھروں کے کواڑ بھی لوگ اُتار کر لے گئے تھے۔ صرف چوکھٹیں باقی رہگئیں تھیں۔ اب دنیا نے اور رنگ بدلا۔ اس وقت میری عمر بارہ سال کی ہو چکی تھی اُس وقت میری عالی حوصلہ ماں نے میری بہتری اور تعلیم کے لئے مجھ میرے ماموں **میر ناصر حسین** صاحب کے پاس ملک پنجاب میں بمقام مادھوپور ضلع گورداسپور بھیجدیا تین چار سال تک میں اپنے ماموں صاحب کے پاس مادھوپور میں رہا۔ مگر میری کوتاہی کے باعث کوئی علم مجھے حاصل نہوا۔ اور میں نے اپنے بڑے بھائی صاحب کے مشورہ سے انگریزی پڑھنے سے انکار کر دیا۔ ہاں یہ فائدہ مجھے ہوا کہ میرے بزرگ بدعتی تھے میں اہل حدیث بنگیا اور خاندان شاہ ولی اللہ صاحب سے مجھے محبت ہو گئی۔ یہ بھی مذہبی تبدیلی مجھمیں خدا کے فضل سے پیدا ہوئی ورنہ بظاہر اس کی کوئی صورت نہ تھی۔ کیونکہ میرے ماموں صاحب رتڑ چھتڑ المعروف مکان شریف کے مرید تھے۔ اور ہمارا اصلی خاندان یعنی خواجہ میر درد صاحب کا گھرانہ بھی مبتلائے بدعات ہو چکا تھا اور برائے نام حنفی المذہب کہلاتا تھا اب ایک اور عالیشان تغیر مجھمیں پیدا ہوا یعنی ۱۶ سال کی عمر میں میری فہمیدہ اور دانا اماں نے نشیب و فراز زمانہ کو مد نظر رکھ کر میری شادی ایک شریف اور سادات کے خاندان میں کر دی اور میرے پاؤں میں بخیال خود ایک بیڑی پہنادی۔ تاکہ میں آوارہ نہوں۔ اس باعث سے میں بہت سی بلاؤں اور ابتلاؤں سے محفوظ رہا۔ اور میری والدہ صاحبہ کی اس تجویز نے مجھے بہت ہی فائدہ پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جنت نصیب کرے۔ آمین۔ اس بابرکت بیوی نے جس سے میرا پالا پڑا تھا مجھے بہت ہی آرام دیا۔ اور نہایت ہی وفاداری سے میرے ساتھ اوقات بسری کی اور ہمیشہ مجھے نیک صلاح دیتی رہی اور کبھی بیجا مجھ پر دباؤ نہیں ڈالا نہ مجھکو میری طاقت سے بڑھکر تکلیف دی ۔

میرے بچوں کو بہت ہی شفقت اور جانفشانی سے پالا کبھی بچوں کو کوسا نہ مارا اللہ تعالیٰ اسے دین و دنیا میں سرخرو رکھے۔ اور بعد انتقال جنت الفردوس عنایت فرماوے ہر حال عسر و یسر میں میرا ساتھ دیا جسکو بیٹے نانا اُسکو

تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ آخر میں ملتان سے فرلو رخصت لیکر دلی پہنچا اور اپنی فرمانبردار بیوی کو لڑکی کے نکاح کے بارہ میں بہت سمجھا بجھا کر راضی کیا۔ اور سوائے اپنی رفیق بیوی کے اور کسی کو اطلاع نہیں دی۔ اس واسطے کہ ایسا نہو کنبہ میں شور پڑ جاوے اور میرا کیا کرایا کام بگڑ جاوے اور میری والدہ صاحبہ و دیگر اقربا بالغ ہوں انجام کار ۱۸۸۵ء میں مینے حضرت مرزا صاحب کو چپکے سے بلا بھیجا اور خواجہ میر درد صاحب کی مسجد میں بین العصر والمغرب اپنی دختر نیک اختر کا حضرت صاحب سے گیارہ سو روپیہ مہر کے بدلے نکاح کر دیا۔ نکاح کا خطبہ مولوی نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے پڑھا وہ ڈولی میں بیٹھ کر تشریف لائے تھے۔ کیونکہ ضعف اور بڑھاپے کے باعث چل پھر نہیں سکتے تھے۔ عین موقعہ پر مینے اپنے اور اپنی بیوی کے رشتہ داروں کو بلایا اس لئے وہ کچھ کر نہ سکے۔ بعض نے تو گالیاں بھی دیں اور بعض دانت پیسکر رہ گئے۔ جانبین سے کوئی تکلف عمل میں نہیں آیا۔ رسم و رسوم کا نام تک نہ تھا۔ ہر ایک کام سیدھا سادھا ہوا مینے جہیز کو صندوق میں بند کر کے کنجی مرزا صاحب کو دیدی اور لڑکی کو چپ چپاتے رخصت کر دیا۔ برخلاف اس کے ہمارے کنبہ میں لاکھ لاکھ مہر بندھا کرتا ہے اور دنیا کی ساری رسمیں جو خلاف شرع ہیں ادا کیجاتی ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک کہ مروجہ بد رسوم میں سے ہمارے ہاں کوئی بھی نہیں ہوئی۔ یہ قصہ خصوصًا اس واسطے لکھا ہے کہ اکثر احمدی احباب نکاح کا حال پوچھا کرتے ہیں کہ تمھارے ہاں حضرت مرزا صاحب کا تعلق کیونکر ہوا۔ بار بار متفرق اصحاب کے آگے دوہرانے کی اب ضرورت نہیں رہی لوگ اس تحریر کو پڑھ لینگے اسوقت میر محمد اسمعیل کی عمر تین چار سال کی تھی۔ یہ بھی میرے حال میں ایک تبدیلی تھی اور زمانہ کا ایک عظیم پلٹا تھا جس کے سبب سے میں ایک بڑا اور تاریخی آدمی بنگیا۔ چند اپنی برادری کے دنیادار آدمیوں کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ نے مجھے لاکھوں سچے محب اور ہزاروں مومنین صالحین عطا فرمائے جو مجھے بجائے باپ کے سمجھتے ہیں۔ اور آئندہ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونگے وہ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ مجھ پر بھی درود بھیجا کرینگے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ یہ باتیں عاجز نے بطور فخر و تکبر کے نہیں لکھیں بلکہ بطور تحدیث نعمت تحریر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما بنعمت ربك فحدث بعد اس کے میری تبدیلی انبالہ چھاونی کو ہوگئی وہاں حضرت مسیح علیہ السلام ہمارے ملنے کے لئے تشریف لائے یہ پہلا شرف تھا جو مجھے حاصل ہوا۔ لیکن میں نے اس کی شکرگذاری نہیں کی۔ کیونکہ میں اس نعمت کی شناخت سے نابینا تھا۔ پھر اس عاجز کی تبدیلی ایک بزرگ نے جو مجھسے ناراض ہو گئے تھے لدھیانہ میں کرادی۔ لدھیانہ میں بھی چند بار حضرت مرزا صاحب مع اہل و عیال ہم سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ عرصہ تک لدھیانہ میں رہے سنہ ۱۸۸۹ء میں سلسلہ بیعت لدھیانہ میں شروع ہوا اس وقت میں احمدی نہیں ہوا تھا اور نہ میں حضرت صاحب کو مسیح و مہدی مانتا تھا۔ لہذا مینے بیعت نہیں کی تھی میں منافق نہیں تھا کہ بظاہر بیعت کر لیتا اور دل میں مرزا صاحب کو سچا نہ سمجھتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے راستباز اور صاف گو بنایا ہے یہ بھی بحمد اللہ تعالیٰ کے افضال میں ایک بڑا فضل ہے۔ لدھیانہ کو ایک اور بھی خصوصیت ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے وہاں آکر حضرت مرزا صاحب سے ہنگامہ آرائی کی۔ اور ایک بڑا مباحثہ ہوا چونکہ محمد حسین کو آتش حسد نے جلا رکھا تھا اور وہ بار بار مشتعل ہو ہو جاتا تھا اور چونکہ دلائل اس کے ہاتھ میں نہیں تھے اسکو غصہ بہت آتا تھا۔ اس لئے مولوی محمد حسین صاحب کو سخت شکست ہوئی۔ اور وہ دیوانہ وار حملہ کرنیکو تھا کہ حضرت مرزا صاحب وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے۔ لدھیانہ میں میرے ہاں بعد اور پانچ بچوں کے انتقال کے ایک اور لڑکا محمد اسحٰق پیدا ہوا اور بہ برکت دعائے مسیح و مہدی اللہ تعالیٰ نے اُسے عمر بخشی۔ محمد اسحٰق نام اگرچہ محمد اسمعیل کے ساتھ نسبت رکھتا تھا مگر ایک سبب اس نام رکھنیکا یہ بھی ہوا جبکہ یہ عاجز لدھیانہ میں تھا اور ہنوز محمد اسحٰق حمل میں تھا کہ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی لدھیانہ میں آئے۔ میں نے اُن کی ملاقات کے لئے محمد اسمعیل کو لیگیا۔ کیونکہ ہنوز ہم میں اور اہل حدیث میں سخت تفرقہ نہیں پڑا تھا۔ اور وہ ہمارے سخت دشمن نہیں بنے تھے۔ نیز مولوی نذیر حسین صاحب میرے استاد بھی تھے اور دلی کے اہل حدیث کے سرگروہ تب مولوی نذیر حسین صاحب نے محمد اسمعیل کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر کہا کہ ؎

براۓ کردن تنبیہ فساق — دوبارہ آمد اسمعیل و اسحٰق

جب اسحٰق پیدا ہوا تو میں نے محمد اسحاق نام رکھا۔ لدھیانہ سے ایکدفعہ میری تبدیلی پٹیالہ میں ہوئی جہاں سے میں قادیان میں بتقریب جلسہ جو پہلی دفعہ قادیان ہوا تھا گیا۔ اس مرتبہ حضرت صاحب کی سچائی مجھ پر کھلی اور میں نے حضرت مرزا صاحب کو امام اور مسیح تسلیم کر کے ان سے بیعت کر لی۔ بعض باتیں ایسی ہیں کہ بالترتیب نہیں یاد آئیں۔ وہ متفرق طور پر لکھتا ہوں کہ فائدہ سے خالی نہیں۔ حضرت صاحب کے ہاں پہلی دفعہ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام عصمت بیگم رکھا گیا تھا وہ چند سالہ ہو کر لدھیانہ میں انتقال کر گئی تھی۔ اس کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جسکو بشیر اول کہتے ہیں۔ اس لڑکے اور لڑکی کی پیدائش اور موت پر بھی لوگوں نے شور مچایا تھا۔ لڑکی کی پیدائش سے پہلے حضرت صاحب نے اشتہار دیا کہ میرے ہاں ایک عالیشان لڑکا ہوگا۔ مگر یہ نہیں تحریر فرمایا تھا کہ وہ اسی حمل سے ہوگا۔ جب لڑکی پیدا ہوئی تھی تو مخالفین نے عجب فضول اتہامات رکھے کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی معاذ اللہ غلط نکلی۔ لیکن وہ خود غلطی پر تھے جب بشیر اول پیدا ہوا تو یہ عاجز انبالہ میں تھا۔ اس کے عقیقہ پر انبالہ سے چلا تو بٹالہ میں آکر دیکھا کہ سخت طوفان باراں بپا ہے۔ اور راہ قادیان ناقابل گذر بنگیا ہے تاہم میں نے ایک ٹچر کرایہ کی اور اسی طوفان میں روانہ ہو کر شام کے

قریب قادیان کے قریب پہنچا۔ یہانتک کہ اس قدر قریب ہوگیا کہ قادیان نظر آنے لگا۔ مگر رستہ میں پانی اس قدر تھا کہ راہ ناقابل گذر تھا۔ اندیشہ تھا کہ کسی گڑھے میں گر کر ڈوب نہ جاؤں۔ لہٰذا بناچاری واپس ہوکر ایک گاؤں میں رات کو زمین پر پڑا رہا۔ صبح کو بھی کوئی صورت قادیان پہنچنے کی نظر نہ آئی کیونکہ بارش بند نہ ہوئی تھی لہٰذا واپس چلا گیا یہ قصہ بھی عجیب تھا۔ اس لئے تحریر کردیا ایک مرتبہ میں انبالہ میں تھا کہ حضرت صاحب کا تار گیا کہ وہ جان بہ لب ہیں فوراً آؤ۔ فوراً میں قادیان میں پہنچا لیکن آکر دیکھا تو آرام ہوچکا۔ اور حضرت صاحب اچھی حالت میں تھے ان دنوں میں جب میں آیا کرتا تھا تو حضرت صاحب مجھے رخصت کرنے بھی جایا کرتے تھے ان دنوں میں زیادہ مہمان نہیں آتے جاتے تھے۔ پٹیالہ سے پھر لدھیانہ میں میری تبدیلی ہوگئی۔ اور وہاں مکرر پٹیالہ میں گیا اسوقت حضرت صاحب دلی میں تشریف لے گئے۔ اور دلی کے مولویوں کو اپنے مامور ہونے اور وفات مسیح کے معاملہ میں تبلیغ فرمائی۔ خصوصاً مولوی نذیر حسین صاحب سرگروہ اہل حدیث کو اس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے بلایا۔ مگر وہ سادہ مزاج تھے۔ شاگردوں کو ڈر ہوا کہ کہیں حق ان کے منہ سے نکل جائے اس لئے ان کو مرزا صاحب کے روبرو ہونے دیا اور چالاکیوں سے کام لیتے رہے اور چاہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ذلیل کرکے دلی سے نکالدیں لیکن خود ہی ذلیل ہوئے اور ان کی سخت پردہ دری ہوئی۔ بہت مشکل سے مولوی نذیر حسین صاحب جامع مسجد میں پانچہزار آدمیوں کے مجمع میں تشریف لائے۔ جہاں مرزا صاحب معہ چند رفقاءُ کے درمیانی دروازہ میں شیر کی طرح اللہ تعالیٰ پر توکل کئے بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب باوجود پانچ ہزار مددگار اور اسقدر کثیر یاروں کے بھی مرزا صاحب کے مقابل میں نہیں آئے۔ بلکہ مسجد کے ایک گوشہ میں چھپے بیٹھے رہے اور ٹالمٹولا کو سپر بنایا اور گفتگو تک ان کے شاگردوں نے نوبت نہ آنے دی۔ انجام کار سرکاری منصوں نے مجمع کو مباحثہ سے مایوس ہوکر متفرق کردیا۔ اور حضرت مرزا صاحب کو بحفاظت ان کے ڈیرہ پر پہنچادیا اس عرصہ میں دلی کے لوگوں نے اپنی شرارت کا خوب نمونہ دکھایا اور کوئی بھی بھلا مانس وہاں نظر نہ آیا۔ وہ شہر جو علما فضلا اور حکماء کا منبع اور مرکز تھا معلوم ہوتا تھا کہ مرکز و منبع بہائم ہے۔ یا درندوں کا ایک جنگل ہے اور یہ مثل مشہور اس پر صادق آتی تھی "مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب"۔ آخر حضرت مرزا صاحب ان لوگوں سے مایوس ہوکر پٹیالہ میں تشریف لائے جہاں یہ عاجز ملازم اور مقیم تھا وہاں بھی نیم ملاؤں نے حضرت صاحب سے بہت شرارت کی اور کم بختی کی داد دی اور کچھ فائدہ مرتب نہ ہوا۔ ناچار حضرت صاحب قادیان واپس تشریف لے گئے۔ خدا کی قدرت پٹیالہ سے میری تبدیلی فیروزپور میں ہوگئی کچھ عرصہ کے بعد حضرت صاحب معہ اہل و عیال ہم سے ملنے کے لئے فیروزپور میں تشریف لے گئے احباب بھی ان کے ساتھ تھے ایک ماہ تک ہمارے ہاں رہے اسوقت میاں محمود چھوٹے بچے تھے اور میاں بشیر تو گود ہی میں شیر خوار تھے۔ اس وقت کچھ عرصہ گذر چکا تھا جبکہ بمقام امرتسر حضرت صاحب میں اور ڈپٹی عبداللہ آتھم میں دین اسلام کی صداقت اور موجودہ مذہب عیسائی کی صداقت کی بابت گفتگو ہوچکی تھی اور پندرہ روز تک یہ مباحثہ رہا تھا۔ حضرت صاحب نے اپنا ایک الہام سنا کر اس مباحثہ کو ختم کیا تھا۔ الفاظ الہام مجھے یاد نہیں قریباً الہام یہ تھا کہ چونکہ ہمارے پندرہ روز اس مباحثہ میں گذرے ہیں اس لئے پندرہ ماہ تک اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے میں جھوٹوں کو ذلیل کرونگا۔ اور اسکو ہاویہ میں گرادونگا۔ بشرطیکہ وہ حق کیطرف رجوع نہ کریں اگر حق کی طرف رجوع کریں تو عذاب سے محفوظ رہیں۔ اور سچوں کو عزت دونگا وغیرہ اس الہام کے دو پہلو تھے۔ ایک عذاب کا اور ایک رجوع کا۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم اس وقت ڈر گیا اور اس الہام سے سخت متاثر ہوا۔ اور اس قدر ڈرا کہ امرتسر سے بھاگ گیا۔ فیروزپور میں جاکر اپنے داماد میاں داس کے مکان پر رہا پھر بھی سخت خوفناک تھا۔ اور نہایت ڈرتا رہتا تھا۔ اسے پریشان خوابیں آتیں اور ہر دم اسے اپنی موت پیش نظر رہتی تھی۔ اس کی کوٹھی کے پاس ایکدفعہ بندوق کی آواز خدا جانے اصلی تھی یا وہمی اس نے اور اس کے معاونین نے سنی اور خیال کیا کہ مرزا صاحب نے اپنا الہام پورا کرنے کے لئے بعض کچھ لوگ مقرر کر رکھے ہیں کہ وہ مجھے ہلاک کردیں پھر سوچا کہ یہاں محکمہ نہر میں ان کے خسر میر ناصر نواب نقشہ نویس ہیں۔ شاید انہیں کی وساطت سے یہ کام انجام پذیر ہو لہٰذا ان کو یہاں سے نکالنا چاہیئے واللہ اعلم کسطرح میری تبدیلی فیروزپور سے ہوتی مردان کی ہوئی یا کرائی گئی یہ بھی ایک تغیر تھا جو مجھ پر وارد ہوا لیکن اس کے ایک ہی پہلو پر ہر ایک شخص نے خیال دوڑایا دوسری طرف کو فراموش کر دیا۔ بالکل ڈپٹی عبداللہ آتھم کی موت کا خیال بلا استثنا دلوں میں پکا لیا۔ آخر کار پہلا پہلو غلط نکلا یعنی وہ مرا نہیں بلکہ رجوع والا پہلو درست ثابت ہوا۔ لیکن جب تک اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کو مطلع نہیں کیا اور حضرت صاحب نے لوگوں کو بذریعہ اشتہارات اطلاع نہیں دی ملک میں ایک تلاطم بپا ہوگیا اور ہماری جماعت کے اکثر اشخاص مصیبت میں مبتلا ہوگئے اور آفت میں پھنس گئے۔ میں چونکہ مردان میں نیا گیا ہوا تھا اور وہاں کے لوگوں سے میری ملاقات زیادہ نہیں تھی میں اس ابتلا کے وقت محفوظ رہا ❊

اب ایک اور تبدیلی میرے حال میں واقع ہوئی مردان میں میرا دل نہیں لگتا تھا نہایت پریشانی کیحالت میں چند ماہ مہینے وہاں گذارے۔ آخر گھبرا کر مہینے فرلو لی۔ اور ہنوز فرلو ختم نہیں ہوئی تھی کہ میری پنشن منظور ہوگئی اور میں قادیان میں ہمیشہ کے واسطے مقیم ہوگیا۔ میں جس وقت قادیان میں آیا تھا وہ زمانہ تھا کہ جب شریف احمد پیدا ہوئے تھے۔ محمد اسمعیل کو اس وقت لاہور میں تعلیم کے لئے بھیجا گیا وہ لاہور میں تعلیم پاتے رہے ایف اے پاس کرنے کے بعد اسسٹنٹ سرجن کلاس میں داخل ہوئے اور پانچ برس کے بعد امتحان پاس کرکے اول رہنے کے سبب سے ہوس سرجن بنے اور اب اللہ تعالیٰ

کے فضل سے اپنے ہمچشموں اور ہمعصروں میں معزز اور ممتاز ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک
یہ سب حضرت صاحب کی دعاؤں کی برکت ہے۔
جن کے مجھپر اور میرے متعلقین پر بے انتہا کرم تھے محمد اسحق کی عمر اس وقت پانچ سال کی تھی اور لاغر بیمار رہا کرتا تھا۔ مدرسہ میں تیسری جماعت میں پڑھا کرتا تھا۔ چونکہ اسے اکثر بخار رہنے لگا میں نے سمجھا کہ اگر تعلیم جاری رہی تو یہ بچہ ہلاک ہو جاویگا اس لئے مدرسہ سے اُٹھا لیا۔ تھوڑا عربی کا سبق مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے جاری رکھا۔ جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا انتقال ہو گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح سے تعلیم شروع کی۔ اور چند سال بعد مولوی کا امتحان دیا اور اول نمبر پہ پاس ہوا۔ پھر گذشتہ سال میں مولوی فاضل کا امتحان دیکر پاس کیا اور اب مدرسہ احمدیہ میں معلم ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی دن پروفیسر ہو گا۔ الحمد للہ علی ذالک
بندہ سرکاری نوکری سے فارغ ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کی خدمت میں مشغول ہو گیا گویا کہ میں ان کا پرائیوٹ سکرٹری تھا خدمتگار تھا۔ انجینیر تھا۔ مالی تھا۔ زمین کا مختار تھا۔ معاملہ وصول کیا کرتا تھا میں نے حضرت صاحب کے اکثر معجزات بچشم خود دیکھے بلکہ خود میری ذات اور میرے گھر والوں اور بچوں پر ان کا اثر ہوا زلزلہ کے وقت نہایت اندیشہ ہوا کہ خدا جانے محمد اسمعیل کا کیا حال ہوا۔ ممکن ہے زلزلہ میں کہیں کسی مکان کے تلے دب کر مر گیا ہو۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ مرا نہیں مجھے الہام ہوا ہے کہ ڈاکٹر محمد اسمعیل وہ ڈاکٹر ہو گا۔ محمد اسحق کو دو دفعہ طاعون ہوا۔ آپ کی دعا سے اچھا ہوا اور آپنے پہلے ہی فرمایا تھا کہ یہ مریگا نہیں۔ ایکدفعہ تین چار گھنٹہ میں بخار بھی جاتا رہا اور گلٹیاں بھی دور ہو گئیں۔ مجھے ایک دفعہ سخت گردہ کا درد ہوا میں نے جب آپکو بلایا تو دیکھ کر فوراً واپس ہو گئے۔ تنہائی میں جا کر دعا شروع کر دی جسکا اثر فوراً ہوا۔ اور یہ عاجز اچھا ہو گیا۔ ایکدفعہ ہم سب حضرت مرزا صاحب کے ہمراہ دلی گئے وہاں میں سخت بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اور محمد اسمعیل میرا بیٹا سخت پریشان ہو گئے۔ حضرت صاحب نے مولوی حکیم مولوی نورالدین صاحب کو تار دیا کہ فوراً چلے آؤ۔ وہ فوراً دلی چلے گئے اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرما دی اور حضرت صاحب میرے تندرست ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ ابتدا میں جب کہیں حضرت صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا تھا چنانچہ جب آپ لاہور میں تشریف لے گئے جس سفر میں آپکو سفر آخرت پیش آیا تب بھی بندہ آپکے ہمراہ تھا اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جان سکتا۔ حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپکا حال دیکھا تو آپنے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپنے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی یہانتک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ ایک طرف تو ہمپر آپ کے انتقال کی مصیبت پڑی تھی دوسری طرف لاہور کے شہر لشت اور بدمعاش لوگوں نے بڑا غل غپاڑہ اور شور و شر برپا کیا تھا اور ہمارے گھر کو گھیر رکھا تھا کہ ناگاہ سرکاری پولیس ہماری حفاظت کے لئے رحمت الٰہی سے آ پہنچی اور اس نے ہمیں ان شریروں کے دست تظلم سے بچا کر بحفاظت تمام ریلوے سٹیشن تک پہنچا دیا۔ ہم سرکار دولتمدار انگریزی کے نہایت شکر گذار ہیں جس نے ہمیں امن دیا اور ہمارے کینہ دشمنوں سے ہمیں بچایا۔ ہم اسی رات کو حضرت صاحب کا جنازہ قادیان آ پہنچے یہ واقعہ ہوئی ۱۹۰۸ء کا ہے، ۲۷ کو قادیان میں پہنچکر قبل از دفن ہم سب نے مولوی نورالدین صاحب پر بیعت خلافت کی اس کے بعد آپ کا لقب خلیفۃ المسیح ہوا۔ اب میرے متعلق کوئی کام نہ رہا کیونکہ وہ کام ہی نہ رہا۔ دنیا سے اُٹھ گیا۔ میر صاحب میر صاحب اب مدہم پڑ گئیں۔ بلکہ کمی اور میر صاحب پیدا ہو [illegible] شک ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا عزور مجھ سے مفقود ہوا [illegible] رہا کیونکہ کوئی ناز بردار نہ رہا۔ حضرت صاحب کی جدائی [illegible] غم اور آپکے سلسلہ کے کاموں سے سبکدوشی نے پریشان کر دیا اسی پریشانی میں اس عاجز نے ضعف کی حالت کو بیکسی کے عالم میں پاکسان کی خدمت کے [illegible] مستعد ہو گیا اور تمام جماعت میں پھر کر مسجد نور نامہ [illegible] ہسپتال مردانہ و زنانہ اور دار الضعفا کے لئے چندہ [illegible] جمع کرنا شروع کر دیا۔ مسجد تو ایک سال سے زیادہ [illegible] کر طیار ہو گئی ہے اور ہسپتال کے واسطے دو [illegible] گذر چکے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے [illegible] صدر انجمن احمدیہ کے پاس تین ہزار روپیہ جمع کرا [illegible] اب ہسپتال کا بنانا یا نہ بنانا مولوی صاحب موصوف کی مرضی اور اختیار میں ہے۔ جب وہ چاہینگے بنا [illegible] میرے اختیار سے یہ بات باہر ہے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد بنا دینگے۔ تین ہزار روپیہ دار الضعفا کے [illegible] اسوقت میرے پاس جمع ہے جس سے دس مکان [illegible] برسات انشاء اللہ تعالیٰ بنائے جائینگے۔ اور دس [illegible] جب اور روپیہ جمع ہو جائیگا تو تعمیر ہونگے کیونکہ میرے [illegible] کی جگہ نواب محمد علی خانصاحب نے حضرت صاحب کے پاس عطا فرمائی ہے۔ ہائے دنیا تیری عجیب کر [illegible] ہیں میں نے اس تھوڑے زمانہ میں ترقیاں بھی دیکھیں [illegible] بھی ملاحظہ کئے لیکن میرے مولا نے جسقدر فضل کئے اس کا شکر میں ادا نہیں کر سکتا۔ اس میرے [illegible] نے مجھے انسان بنایا۔ مسلمان بنایا۔ عالی نسب اپنے پیارے ابراہیم و اسمعیل اور اپنی نیک اور [illegible] ہاجرہ کی نسل میں پیدا کیا۔ پھر اپنے بندے رسول [illegible]

محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی بن ابی طالب و خدیجۃ الکبریٰ فاطمۃ الزہرا کی اولاد میں ہونے کی عزت بخشی۔ امام حسین امام زین العابدین امام باقر و امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم اجمعین کی نسل میں ہونیکا شرف بخشا۔ پھر خواجہ محمد ناصر و خواجہ میر درد صاحب علیہ الرحمۃ کی ذریت میں پیدا کرکے دلی کے معزز خاندان میں بنایا۔ بیوی معزز شریف اور رحمدل عطا کی۔ بچے نہایت شریف اور اہل کمال اور مؤدب بخشے بیٹی وہ عنایت فرمائی جو قیامت تک بسبب مسیح علیہ السلام کی بیوی ہونے کے معزز اور ممتاز رہے گی اور ام المومنین ہو کر ایک عالیشان قوم کی ماں کہلائیگی۔ نواسے ایسے عطا فرمائے جو ہر ایک آیت اللہ اور نشان عظیم جن کا ثانی ملنا مشکل ہے داماد ایسا دیا جس کا ثانی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نہیں۔ حضرت صاحب سے پہلے عبد اللہ غزنوی سے بیعت کی تھی۔ وہ بھی اپنے وقت کا لاثانی پیشوا تھا اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔ بعد حضرت صاحب کے جس سے بیعت کی وہ بھی نسب اور علم و عمل بلکہ خصوصاً علم قرآن و حدیث میں یگانۂ آفاق ہے ؎

جو دیا حق نے مجھے اچھا دیا ٭ جو دیا رتبہ مجھے اعلیٰ دیا

الحمد للہ ثم الحمد للہ اب بھی اگر میں مبارک اور لائق مبارکباد نہیں تو اور کون ہوگا۔ احمدی تو مجھے اپنا بزرگ ہی سمجھتے ہیں۔ غیروں سے ہمارا تعلق نہیں وہ جو چاہیں کہیں جو چاہیں سمجھیں میرے اللہ جلشانہٗ نے مجھے بڑی عزت بخشی ہے۔ اب دوسروں کی عزت افزائی کا میں محتاج نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا رتبہ بخشا ہوا اچھا ہوتا ہے یا لوگوں کا۔ لوگ تو غلط راہ بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ صراط مستقیم پر رہتا ہے کبھی وہ پاک پروردگار غلط راہ اختیار نہیں فرماتا۔ وہ تمام اغلاط سے پاک ہے۔ جو اس عالم الغیب کے خلاف کرتا ہے۔ وہ خود سرکش یا بیوقوف ہے اس سے ناراض ہونا بھی حماقت ہے البتہ جو نقص مجھ میں ہیں مجھے ان کا خیال ضرور چاہئے۔ کہ وہ میری عزت کے چاند کے واسطے حکم گرہن رکھتا ہے مجھمیں چند عیب ہیں۔ ایک غصہ زیادہ ہے اور محل وبیمحل آجاتا ہے۔ دوسرے ہر کہ ومہ سے بے تکلف ہو جاتا ہوں۔ تیسرے کینہ وروں کی طرح اندر کچھ نہیں رکھتا۔ ظاہر کر دیتا ہوں اور چھوٹے بڑے کی رعایت نہیں کرتا۔ جو بات حق ہوتی ہے اس کے ظاہر کرنے میں مجھے کبھی تامل نہیں ہوتا۔ میری نظر میں امیر و غریب یکساں ہیں لوگ اس سے چڑاتے ہیں اور سخت گھبراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور انھیں ہدایت دے۔ جو ان میں سے حقیقی عیب ہے اس سے مجھے پاک کرے۔ آمین۔ لوگ بھی سمجھتے ہیں وہ بسبب دوری کے میرے اور میرے محبوب کے حالات سے واقف نہیں۔ مجھ پر میرا مسیح اس قدر مہربان تھا کہ میری اور اس کی چارپائی میں ایک دیوار فقط حائل ہوا کرتی تھی۔ اور کبھی کبھی رات کو بھی کوئی خواب یا الہام ہوتا تھا تو مجھے بھی سنا دیتے تھے۔ پھر اس کے بعد اوروں کی نامہربانی کا شکوہ عبث اور ہیچ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر کس قدر احسان ہیں میرے آبا بھی تمام دنیا سے زیادہ معزز و ممتاز تھے اور میرا داماد و اولاد بھی اس زمانہ کے لوگوں سے کس قدر بلند مرتبہ ہیں اب ان سے کمتر لوگوں کی طرف نظر رکھنا اور ان سے کسی چیز کا آرزومند ہونا اللہ تعالیٰ کی ناشکری نہیں تو اور کیا ہے۔ کل دنیا تو خدا کو بھی نہیں مانتی رسول سے بھی بے پروا ہے صحابہ و اہلبیت کو گالیاں دیتی ہے۔ اللہ و بس باقی ہوس۔ اب اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ میرا مولا مجھے سچا ایمان عطا فرماوے اور پکا مسلمان کرکے مارے اور اپنے پاس سے عزت اور جاودانی دولت بخشے۔ آمین۔ و للہ العزۃ و لرسولہ و للمومنین و لکن المنافقین لا یعلمون و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(ناصر نواب قادیان ۲۲ مئی ۱۹۱۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کا سفر لاہور

(اجمالی بیان)

تقریب سفر جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے حضرت خلیفۃ المسیح ۱۵-جون ۱۹۱۲ء کو لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر کی غرض حضرت **مسیح موعود علیہ السلام کے ایک وعدہ کا ایفا تھا** آپ نے اپنے ایک خادم شیخ رحمت اللہ صاحب سے کیا تھا

اس غرض کے ساتھ آپ نے یہ **نیت** بھی کی تھی کہ **لاہور** میں اپنی جماعت کو خصوصیت سے نصیحت فرمائینگے اور بعض امور میں جو اختلاف ہو جاتا ہے اسکو مٹانے کی للہی کوشش کرینگے اور اگر موقعہ ملا تو **تبلیغ حق** بھی کریں۔ ان پاک اغراض کو لیکر آپ نے اس شدت گرما اور ضعف و علالت میں لاہور کا سفر گوارا کیا یہ ایک عملی تعلیم تھی قوم کے لئے استقلال۔ ہمت عزم صحیح اور تبلیغ حق اور عام نفع رسانی کے لئے سچا جوش پیدا کرنے کی ٭

روانگی سے پہلے آپ کی نصیحت خدام قادیان کو چونکہ شیخ صاحب نے چند مخصوص دوستوں کو مدعو کیا تھا اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح کو اپنی جماعت کو نصیحت کرنی پڑی کہ کوئی شخص لاہور میرے ساتھ نہ جاوے۔ ورنہ میں وہاں پہنچکر اپنے سید و مولا آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر وہاں اس کا اعلان کر دونگا۔ کہ یہ لوگ میرے ساتھ نہیں آئے۔ یہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی دعوت میں مدعو تھے اور ایک شخص زائد چلا گیا تو آپ نے وہاں پہنچکر اس کے

آسان نہیں۔

پھر ہر ایڈیٹر اخبار کا فرض ہے خدا کا فرض ادا ہو یا نہ ہو مگر وہ قوم کے لئے ایک فرض رکھتا ہے اگر اسے ادا نہ کیا گیا تو قوم کو سخت نقصان پہنچیگا اور وہ ہلاک ہو جائیگی اور قوم نہ رہیگی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اپنی پُرزور تحریروں سے فلاں کو ہلاک کر دیا اور فلاں کو بگاڑ دیا۔ وہ اوروں کے بگاڑنے اور بنانے کے مدعی ہیں مگر اپنا کچھ نہیں بنا سکتے۔ غرض ان اخبارات اور رسالوں کی اسقدر کثرت ہے کہ میں تو ان کی طرف توجہ بھی نہیں کر سکتا کتابیں پڑھنے کا مجھے ایسا خیال اب بھی ہے کہ لاہور میں داخل ہوا تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ میری جیب میں کچھ روپیہ ہیں۔ کچھ بیوی کو دیدوں گا اور کچھ بچوں کو دیدوں گا۔ اور کچھ میرے پاس رہیں گے۔ ان سے ایک کتاب منگوائی۔ اس کے بیسیوں نسخے کیا شائد سو کی تعداد میں ہمارے ہاں ہوں۔ مگر میں نے اس کا ایک نسخہ اور منگوا لیا باوجود اس وسیع تجربہ کے میں دیکھتا ہوں کہ اگر میں کچھ کہوں تو شاید میری بات مانو یا نہ مانو۔

میرے بھی اختلاف ہیں عمر۔ علم۔ مجلس۔ صحبت کتابوں کے مطالعہ کی کمی بیشی کے لحاظ سے ہزاروں ہی اختلاف ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ یہ اختلاف کا نظارہ مٹ نہیں سکتا۔ اختلاف تو دُنیا میں رہیگا ہی **لا یزالون مختلفین**۔ مگر باوجود اختلاف کے گورنمنٹ کی تلوار نے کیسا جھکا یا ہوا ہے۔ تمہارے ساتھ کی قومیں **ایجیٹیشن** پھیلاتی ہیں اور بعض اوقات اپنے خیال کے موافق فائدہ بھی اُٹھاتی ہیں اور ان ارسٹ پیدا ہوتے ہیں اور ایسی باتوں سے بزعم خود کچھ حقوق پیدا کر لئے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ تمہارا نام و نشان مٹا دیں مگر خدا کا فضل ہے کہ تم ان حرکات سے بچے ہوئے ہو اور ایسی راہوں سے الگ ہی رہنا چاہئے کیونکہ اسی میں برکت ہے غرض اختلافات کا سلسلہ وسیع اور اختلاف کا نظارہ دلربا ہے۔ اختلاف دنیا سے مٹ نہیں سکتا

میری غرض درس کلام الٰہی ہے

وہ **رونق عالم** کا موجب ہے جبکہ ایک **وحدت** کے نیچے ہو۔ پس میں تمہیں تمہارے خالق کا کلام سُنانے کو کھڑا ہوا ہوں۔ وہ تمہاری **فطرتوں** کا خالق ہے اور فطرت کا صحیح اور کامل علم رکھتا ہے اس خالق الفطرت نے تمہیں کوئی ایسا حکم نہیں دیا جو تم نہ کر سکو بلکہ وہ احکام دیئے ہیں جو تمہاری طاقت اور مقدرت کے نیچے ہیں چنانچہ وہ فرماتا ہے **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا**۔ انسان کی ممکن وسعت اور فعل اور ترک فعل کی جو مقدرت اسے حاصل ہے اسی وسعت ممکن کے ساتھ ہم حکم کرتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں کہتے جو طاقت سے باہر ہو۔ یہ بالکل جھوٹ ہوگا۔ اگر کہدو کہ فلاں امر و حکم ہماری طاقت سے باہر ہے۔ کیونکہ یہ آئت قرآنی شہادت ہے۔

پس اگر میں کچھ کہوں تو تم کہہ سکتے ہو کہ تم فطرت سے آگاہ نہیں لیکن جب میں کلام الٰہی سناتا ہوں۔ جو خالق و عالم فطرت کا کلام ہے تو تمہارا یہ اعتراض بھی اُٹھ جائیگا۔ افسوس ہے لوگوں نے فطرت کے معنے بھی گندے کر لئے ہیں اور فطرت کو شرارت کا مفہوم قرار دیا ہے مگر یاد رکھو فطرت **دین قیم** کا نام ہے پس تمہارا یہ عذر کہ ہماری طاقت سے باہر یا فطرت کی استعداد کے خلاف ہے میری اپنی تقریر پر تو ہو سکتا ہے مگر خالق و مالک کے کلام پر نہیں اور میں وہی پیش کرتا ہوں۔

اس **کلام کا علم** اور **قدر** جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ جو قرآن کریم کے متعلق فرمایا **ذالک الکتٰب لا ریب فیہ**۔ یہی ایک کتاب ہے جس میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں یا شک و شُبہ کی گنجائش نہیں۔ ریب کے دو معنی ہیں شک و شبہ اور ہلاکت۔ اور دونوں ہی یہاں خوب لگتے ہیں۔ قرآن کریم میں شک و شبہ نہیں بالکل درست ہے اس کی ساری ہی تعلیم **یقینیات** پر مبنی ہے ظنی اور خیالی نہیں یا آجکل کی اصطلاح میں یوں سمجھ لو کہ قرآن مجید میں **تھیوریاں** نہیں بلکہ **بصائر** ہیں۔ وہ **یھدی للتی ھی اقوم** ہے۔

پھر قرآن مجید میں ہلاکت کی راہ نہیں یہ بھی سچ ہے کیونکہ اس میں تو **شفا للناس** ہے۔

غرض کلام الٰہی کی تعریف کی حد کر دی کہ **یہی ایک کتاب** ہے اور کتاب ہی نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کیا عمل کیا کہ اس کے سوا اور کوئی کتاب دیکھی ہی نہیں **تورات** ممکن تھی مگر اس کے لئے بھی کہتے ہیں۔ **فاتوا بالتوراۃ** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی لاؤ اور پڑھو۔ پس میں اسی کتاب کی چند آئیتیں سُناتا ہوں۔

متقی بنو

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ ایمان والو۔ متقی بن جاؤ اور جو تقویٰ کا حق ہے وہ ادا کرو۔ اور نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار رہو۔ گویا تم موت کو کہدو کہ آ جب تیری مرضی ہے تو ہم کو مسلمان پائیگی۔

موت کا کسی کو کیا علم ہے کہ کب آ جائیگی اور یہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تمہیں ایسی حالت میں موت آوے کہ تم **کامل فرمانبردار** ہو۔ یہ بڑا مشکل مرحلہ ہے جو کبھی طے نہیں ہو سکتا جب تک ہر گھڑی انسان موت کے لئے تیار اور فرمانبردار نہ ہو۔ موت کے وقت انسان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ طب کے لحاظ سے جو طب مجھے آتی ہے میں بتاتا ہوں ½ میں نے اس لئے کہا کہ کچھ حصہ تو ڈاکٹر لے گئے جو سرجری کے متعلق ہے اور کچھ عورتوں اور بوڑھیوں کے حصہ میں آ گئی ہے کچھ دائیوں اور حلوائیوں کے حصہ میں آئی ہے۔ کچھ کمانگروں عطائیوں کنجروں اور کنجریوں اور پہلوانوں کے حصہ میں آ گئی ہے ½ ہمارے حصہ میں بھی آیا ہے۔

اس **طب** کی رُو سے میں کہتا ہوں کہ اس وقت بعض غشی کی حالت میں ہوتے ہیں گھر والے کہتے ہیں حضور اسقدر روپیہ دیتے ہیں صرف ایک بات کرا دو مگر وہ ایک بات بھی نہیں کر سکتے فہم بھی باقی نہیں رہتا تمام حواس اور طاقتیں زائل ہونے لگتی ہیں بڑی بڑی بیماریاں آتی ہیں۔ ماں کہتی ہے بیٹا! تم پہچانتے ہو میں کون ہوں۔ بہن کہتی ہے بھائی! میں کون ہوں۔ وہ مُنہ بھی ادھر نہیں کرتا۔ آنکھ جواب دے دیتی ہے اور کان کام نہیں کرتے جبکہ انسانی زندگی کا ہر لمحہ موت کے قریب کر رہا ہے اور حکم یہ ہے کہ **مسلم** مرو۔ تو انسان کو چاہئے کہ اس کی تیاری کرے اس تیاری کے لئے قرآن مجید نے ایک راہ بتائی ہے کہ

متقی بنو

سلسلہ علت معلول

آج جو کام کر رہے ہیں اُس کی کل تیاری کی تھی اور آج جو کر رہے ہیں یہ کل کی تیاری ہے یہ سلسلہ حکماء نے نامتناہی مانا ہے بات وہ بھی پتہ کی کہتے ہیں مثلاً غور کرو ہم کل یہاں آئے کیوں؟ ایک عمارت کی ایک اینٹ رکھنی تھی۔ ایک شخص متمول ہو پھر وہ تاجر ہو۔ لاہور کا باشندہ ذی وجاہت ہو۔ ہمارے ساتھ اس کا تعلق ہو۔ وہ ایک عمارت بنوائے اس عمارت میں قوم کا بھی

ملاقات کا منشا ہے مگر پھر کہا گیا کہ اس جماعت کو صرف ضرورت مشورہ کے لئے لایا گیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اچھا پھر ہتیار پہن کر نہ آویں مگر خالد نے کہا کہ ہتیار تو صرف ہمارا لباس ہے ہم ننگے کس طرح پر آسکتے ہیں۔ آپ یہ اندیشہ کیوں کرتے ہیں جنگ میں سو آدمی اتنی بڑی فوج کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں یہ بات اُن کی سمجھ میں بھی آگئی اور انہوں نے ان کو بُلالیا اندر جاکر انہوں نے اتنی پھرتی کی کہ ماہان میچ میں گھر گیا۔ خالد آگے بڑھے تو ماہان نے کہا کہ میں نے تو صرف تم کو بُلایا تھا اتنے آدمیوں کو کیوں تکلیف دی۔ خالد نے کہا کہ مشورہ کے لئے لایا ہوں۔ اگر ضرورت پڑے تو یہاں ہی مشورہ ہو جاوے۔ اس **وحدۃ** نے یہ فائدہ دیا کہ وہ خوشامد کی باتیں کرنے لگا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر ذرا بھی رنگ بدلا تو خیر نہیں۔ غرض اس نے جب بہت محبت اور خوشامد کا اظہار کیا تو خالد نے کہا کہ ہمارا کمانڈر انچیف کیا سمجھے گا کہ آپ نے محبت سے ہم کو بلایا ہے اس کے لئے کوئی نشان چاہئے۔ مرنے جینے کو تو ہم کچھ سمجھتے ہی نہیں اس نے کہا کہ میں آپ کو کیا نشان دوں۔ خالد نے کہا مال و دولت کی ہمیں ضرورت نہیں۔ ہمیں تم ضرار کو دیدو۔ اور اس کے ساتھ ہی کہا کہ اب وہ یہاں آجانا چاہئے۔ کیونکہ وہ میری جوڑی کا سپاہی ہے میں پسند نہیں کرتا کہ تنہا جاؤں۔ آخر اس نے سوچ لیا کہ یہ سو آدمی ہے اور مرنے ملنے پر طیار ہے۔ یا تو میں یہاں ہی مرتا ہوں اور یا یہ ضرار کو لئے بغیر نہ جائیگا اس لئے ضرار کو بلایا مگر ضرار نے کہا کہ میں نہیں جانا چاہتا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیا تامل ہے۔ اُس نے کہا کہ یہاں سے نہیں جاؤنگا جب تک وہ چار سپاہی جو میرے ساتھ قید ہیں میرے ساتھ نہ ہوں۔ آخر ان کو بھی بلایا گیا اور ان سب کو خالد کے ساتھ روانہ کر دیا گیا اور وہ بڑی خوشی سے مکان پر آگئے۔ یہ بات تھی کہ ان میں ایک دوسرے کی ہمدردی، عاقبت اندیشی، ہر معاملہ میں گہری نگاہ کرنا موجود تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے جنگوں میں اور تمدن اور معاشرہ میں نمونہ بن کر دکھا دیا تھا اور وہ اس امتحان اور مدرسہ میں پاس ہو چکے تھے وہی لوگ تھے جنہوں نے **خشن پوش** ہو کر ایک ایک اونٹ یا بکری کے مالک ہو کر جب باہر نکلے تو انہوں نے تمدن و معاشرہ کے اصول وضع کئے اور سلطنت قائم کی اور بڑے بڑے فتوحات کئے۔ اس قسم کے عجائبات ان کے سیاسی امور میں ہیں۔ کہ اگر ان کی صرف غیر قوموں کی تقریروں ہی کو کوئی الگ کر کے پڑھے تو ساری دُنیا کی سیاسی عقل آسکتی ہے۔ ان تقریروں میں بڑی بڑی قوموں کے سیاسی امورات اور عاقبت اندیشیوں کے اشارات ہیں۔

موجودہ حالت

مگر اب مسلمانوں کی حالت کیا ہے؟ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان نے کہا کہ وہ قلعہ فتح کر لیا۔ میں حیران ہوا کہ اب قلعہ کہاں فتح ہوا اُس کے دوست سے پوچھا تو اس نے کہا کہ "ایک کنواری سے زنا کر لیا"۔ افسوس اب ایک ہی کمال رہ گیا ہے۔ لاہور میں اتنے اشتہار قوت باہ کے نکلتے ہیں کہ شائد سارے ہندوستان میں نہ ہوں اور ان میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ امساک اور قوتِ باہ کا اتنا دعویٰ ہوتا ہے کہ پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے۔ ایک اور اشتہار سیالکوٹ یا کسی اور جگہ سے نکلتا ہے "سنیاس کا چھوہارا اور لوہے کی لاٹھ" غرض اب ساری طاقت اسی ایک طاقت کے مضبوط کرنے میں رہ گئی ہے۔ غرض مجھے سیاسی امور پر لیکچر دینے کی ضرورت نہیں نہ میں خود سپاہی ہوں نہ سپاہی بنانے لگا ہوں۔ میرا باپ شائد سپاہی ہو کیونکہ مجھے یاد ہے کہ ایک کوٹھا تیروں۔ کمانوں اور بندوقوں کا بھرا ہوا تھا۔ میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ یہ کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر یہ نہ ہو تو کیا یہاں **امن** رہ سکتا ہے۔ وہ قرآن بہت پڑھتے تھے اسی کا اثر ہے کہ مجھے بھی قرآن کریم سے بڑی محبت ہے۔

غرض نہ میں نے پولٹیکل لیکچر دینا ہے نہ اکانمی اور اقتصاد پر تقریر کرنی ہے میں مختصر سی بات کے لئے کھڑا ہوا ہوں کرسی کی ٹیک سے کام لے رہا ہوں ورنہ پاؤں اجازت نہیں دیتا۔

مصنفین اسلام

پھر اسلام میں بڑے بڑے لکھاری (مصنفین) موجود ہیں۔ امام رازی جنہوں نے تفسیر کبیر لکھی ہے چھوٹی سی بات پر ہزاروں صفحے لکھ سکتا ہے۔ ان کے بعد تقسیم مضمون سلاست بیان۔ اور عمدہ طرز پر ذہن نشین کرنے والے امام غزالی ہیں اور انہوں نے نہایت مفید اور بابرکت کتابیں لکھی ہیں جس خوبی سے انہوں نے مضامین کو کھولا ہے۔ اس کی نظیر کم ملتی ہے۔ میں تیرہ سو برس کے مصنفوں میں تین کا نام لے سکتا ہوں۔ تیسرے ابن سینا ہیں۔ اپنے فن کا بڑے لکھنے والا ہے ایسا احاطہ خیالی طور پر مضامین کا کرتا ہے کہ ڈاکٹر بڑی محنت اور جدوجہد کے بعد کوئی بات نکالتے ہیں تو اس کے احاطہ سے باہر نہیں۔

اس زمانہ میں تحریر ایک خاص فن ہے۔ ہمارے حضرت کو اللہ تعالیٰ نے خاص توفیق بخشی تھی **تحریری رنگ** میں آپ کو اعجازی **نشان** دیا گیا تھا۔ میں بھی آپ کی زندگی میں کچھ لکھدیا کرتا تھا مگر آپ کے بعد ایک اور ضرورت کو میں نے مدنظر رکھا ہے اس سے فرصت نہیں ہوتی۔ وہ کیا؟

میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔

پس اب نہ مجھے کسی لمبی تقریر کی ضرورت ہے اور نہ تحریر کی میں چند باتیں تمہاری بھلائی اور تمہارے فائدہ کے لئے کہتا ہوں اور خدا کی رضا کے لئے کہتا ہوں۔

اختلاف کا نظارہ

میں دیکھتا ہوں تم یہاں تھوڑے سے آدمی ہو مگر سب کی پگڑیاں الگ۔ کوٹ الگ۔ جوتے جدا جدا ہیں۔ طرز غذا الگ ہے۔ چہرے کے خط و خال۔ قد۔ آواز سب جدا جدا ہیں۔ اس طرح پر تو یہ اختلاف اور بھی بڑھا۔ پھر ہر ایک کی صحبتیں الگ۔ فرقے الگ کتابوں کے مطالعہ الگ۔ خیالی سلسلے الگ اور اب یہ دائرہ اختلاف اور بھی وسیع ہو گیا۔ اور اگر غور کرو۔ تو یہ اختلاف پیدائش سے ہی شروع ہے کسی کی ماں کسی تمدن کی ہے اور کسی کی کسی رنگ کی۔ میری ماں ایک **اعوانی** عورت تھی ان میں مردوں کی تعلیم کی طرف بھی توجہ نہ تھی۔ چہ جائیکہ عورتوں کی طرف ہو مگر میری ماں خدا کے فضل سے پڑھی ہوئی تھی۔ غرض ہر ایک کے ماں باپ کی تربیت جدا۔ پھر محلہ کی لڑکوں کی صحبت کا اثر جدا۔ اس سے آگے چل کر سکولوں اور بورڈنگ ہوسوں میں ایسی تعلیم کی ہوا چلتی ہے کہ ہمارے تو فرشتوں کو بھی خبر نہیں شیطان کو ہو گی۔ پھر کلبوں۔ ڈیبیٹنگ ناولوں اور اخباروں کے اثرات۔ پھر ہر مضمون پر اسقدر رسالے اور اخبارات ہوتے ہیں کہ بعض وقت انسان حیران ہو جاتا ہے مجھے بھی کتابیں پڑھنے کا جنون ہے مگر آجکل اسقدر رسالے۔ اخبارات اور کتابیں نکلتی ہیں کہ ان سب کا پڑھنا

اور مسافر نوازی کرنا بعض اوقات مسافروں کے ریل پر پیسہ نہیں رہتے ایسے لوگوں سے سلوک کرنا ضروری ہے۔ نمازوں کو قائم رکھنا عسر یسر۔ ... ہو یا صلح۔ راحت ہو یا رنج۔ افلاس اور غریبی ہو یا امیری۔ ان تمام مرحلوں میں اللہ کو ناراض نہ کرنا یہ تمام امور مختصراً تقویٰ کے اصول ہیں۔ جو شخص ان پر کاربند ہوگا وہ متقی ہوگا۔ تقویٰ کے نتائج بہت ہیں مگر ایک ان میں سے یہ ہے کہ **متقی کی موت مسلمان کی موت ہوگی**

اعتصام بحبل اللہ

اس اصل کو قائم رکھنے کے لئے ایک اور قاعدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے اور وہ یہ ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کہ سب حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ مدرسوں میں رسہ کشی کا ایک کھیل ہوتا ہے اور تم نے دیکھا ہوگا اس میں دو پارٹیاں ہوتی ہیں۔ ایک ایک طرف۔ دوسری دوسری طرف جس طرف کے لڑکے **وحدۃ** کے ساتھ مل کر زور نہ لگائیں وہ جیت نہیں سکتے۔ یہ لڑکوں کی فطرت میں ایک امر رکھدیا ہے مسلمانوں کو بھی ایک **حبل اللہ** دیا گیا ہے ان کا فرض ہے کہ سب کے سب مل کر زور لگائیں۔ اب قرآن کریم کے اعتصام کے مسلمان مدعی ہیں۔ ایک طرف جڑ کاٹنے کے لئے **آریہ**۔ برہمو سناتنی۔ مسیحی۔ دہریہ۔ ملحد اس رسہ کو کھینچ رہے ہیں اور زور لگا کر اپنی طرف لیجانا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف تم نے اس **حبل اللہ** کو پکڑنے کا دعویٰ کیا ہے ان مخالف اقوام میں سے **برہمو** سب زیادہ خطرناک ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑے نرم ہیں مگر میں ان کو سب سے بڑا دشمن اسلام سمجھتا ہوں کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو مکالمہ الٰہی میں دغا باز اور جھوٹے قرار دیتے ہیں (نعوذ باللہ) اور یا پاگل اور کم عقل کہتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ دروغ مصلحت آمیز پر عمل کرتے تھے اسی طرح ملائکہ کے وجود کو شرک قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ نبوت کے کارخانہ کا مدار ملائکہ پر ہے اور بھی باتیں ہیں جن کے بیان کی اس وقت ضرورت نہیں مجھے برہمو لوگوں سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا ہے انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے۔

ایسا ہی سناتن لوگ پہلے اعتراض نہ کرتے تھے مگر اب وہ بھی کہنے لگے ہیں۔ مسیحی لوگوں نے تو اسقدر کوشش کی ہے کہ عقل و وہم و فکر میں نہیں آ سکتی۔ تین ہزار اعتراض انہوں نے اسلام پر کیا ہے اور شبہ ڈالتے ہیں مالی طمع دیتے ہیں اور بہت سے ذریعے لوگوں کو مسیحی بنانے کے اختیار کر رکھے ہیں ضلع سیالکوٹ میں ایک شخص پر خطرناک مقدمہ تھا۔ اس کو کہا گیا کہ عیسائی ہو جاؤ تو شاید بچ جاؤ۔ چنانچہ وہ مسیحی ہو گیا اور روئیداد مقدمہ میں یہ امر بھی آ گیا کہ مسیحی ہونے کی وجہ سے شبہ کیا جاتا ہے اور گواہی میں مخالفانہ شہادت تعصب مذہبی کے باعث ہے۔ اس سے وہ بچ گیا کیونکہ مجسٹریٹ نے فیصلہ میں لکھدیا کہ گو شہادت قوی ہے مگر مذہبی عداوت کا رنگ رکھتی ہے۔ بعد میں اس نے چاہا کہ مسجد جو اس نے بنائی تھی۔ اسے توڑ کر گرجا بنا دے۔

میرا ایک دوست لاٹ صاحب سے ملنے گیا ملاقات کے دوران میں لاٹ صاحب نے خود اٹھ کر ایک نہایت خوبصورت بائبل لا کر دی اس امیر نے مجھ سے ذکر کیا تو میں نے کہا کہ کیا کبھی تم نے بھی کسی اپنے ملنے والے غیر مذہب کے آدمی کو کہا کہ قرآن پڑھا کرو وہ بولا ہم تو یہ کام ملاؤں ہی کا سمجھتے رہے ہیں۔

اب مسیحیوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کا جدید طریق اختیار کیا ہے۔ سڑکوں پر دائرہ اور تکیہ بناتے ہیں تاکہ وہاں آنے جانے والوں کو تبلیغ کریں۔ سوچو کہ وہ کسقدر کوششیں قرآن کریم کے برخلاف کر رہے ہیں۔ مگر مسلمانوں کی حالت اس سے بالکل جدا ہے۔ انہیں خبر بھی نہیں کہ

دنیا میں کیا ہو رہا ہے

پس یاد رکھو کہ اگر پوری طاقت و ہمت اور یکجہتی سے اس **حبل اللہ** کو مضبوط نہ پکڑو گے تو مخالفین اسلام اس رسہ کو لیجائیں گے (خدا نکرے ایسا ہو)

اس رسہ کو مضبوط پکڑنے سے یہ مطلب ہے کہ **قرآن مجید** تمہارا دستور العمل ہو۔ تمہاری زندگی اس کی ہدایتوں کی ماتحت ہو تمہارے ہر ایک کام۔ ہر حرکت و سکون میں جو چیز تم پر حکمران ہو۔ وہ خدا تعالیٰ کی یہ پاک کتاب ہو جو **شفا اور نور** ہے۔

یاد رکھو۔ دنیا ایک مدرسہ ہے اس مدرسہ کی رسہ کشی میں وہی کامیاب ہوگا۔ جو **حبل اللہ** کو ہاتھ سے نہ دیگا۔ پس اس وقت ضرورت ہے کہ تم میں **عملی زندگی** پیدا ہو۔ اور تفرقہ نہ ہو۔ میں پھر تمہیں اللہ کا حکم سناتا ہوں **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا**۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت

افسوس ہے کو اب ان امور پر سوچنے کی بھی فرصت نہیں ان کے مشاغل ہی اور ہیں کہیں وہ پولیٹکل امور میں الجھے ہوئے ہیں اور کہیں انجمنوں کے فکر ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ قوم اس وقت سدھر جاویگی جب وہ دوسری قوموں کی طرح **ایجیٹیشن** کریگی اور اپنے حقوق کے لئے اپنی طاقت پر بھروسہ کریگی۔ دوسرا کہتا ہے نہیں قوم کو جو نقصان پہنچا ہے وہ اس لئے پہنچا ہے کہ وہ سود نہیں لیتی مسلمانوں کا لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ رائیگاں جاتا ہے ایک کہتا ہے کہ اخبار میں یہ آرٹیکل نہ لکھا تو کچھ نہیں۔ دوسرا کہتا ہے کہ یہ رسالہ نہ ہوا۔ تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ قوم میں اگر میں اگر کوئی خوبی پیدا ہو سکتی ہے تو اسی راہ سے ہوگی غرض جو جس کے جی میں آتا ہے کہدیتا ہے۔

میں تمہیں کہتا ہوں۔ یہ نجات کی راہیں نہیں۔ ان باتوں سے کچھ نہ بنیگا ایک ہی راہ ہے کہ حبل اللہ کو **مضبوط پکڑو** جب تک قرآن مجید کی ہدایات کے مطابق تمہارا عمل درآمد نہ ہوگا۔ اور اس حبل اللہ کو مضبوطی سے نہ پکڑے رہوگے۔ تم کامیاب نہیں ہو سکتے پس تفرقہ نہ کرو۔ تم اعداء تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک ہوئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آگ کے کنارے سے نکلے ہو۔ آئندہ اس آگ سے بچو۔

بحث خلافت

تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے بادشاہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک کیا اور پھر اس کے بعد میرے ہاتھ پر تم کو تفرقہ سے بچایا۔ اس نعمت کی قدر کرو۔ اور نکمی بحثوں میں نہ پڑو۔ میں نے دیکھا ہے کہ آج بھی کسی نے کہا کہ **خلافت** کے متعلق بڑا اختلاف ہے حق کسی کا تھا اور دی گئی کسی اور کو۔ میں نے کہا کسی رافضی کو جا کر کہدو کہ علیؓ کا حق تھا ابو بکرؓ نے لے لیا۔

میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کی بحثوں سے تمہیں کیا **اخلاقی یا روحانی** فائدہ پہنچتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے چاہا **خلیفہ** بنا دیا اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جھکا دیں۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر بحث کرو تو سخت حماقت ہے۔

میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے۔

حصّہ ہو۔ اور پھر اس نے کہا کہ آکر دعا کرو۔ تو ہم آگئے۔ ہمارا یہاں آنا کسقدر اسباب اور نتائج کا سلسلہ رکھتا ہے پھر وہ قوم جس کا اس کی عمارت میں حصہ ہے کیونکر بنی؟ ایک مرزا (علیہ السلام) آیا اس نے لوگوں کو نصائح کیں اور اشتہار دیئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور و مرسل ہو کر آیا ہے اس تاجر نے اس کو **قبول** کیا اور اس کی وفات کے بعد اس نے ہمارے ساتھ تعلق کو قائم رکھا۔ مرزا صاحب نے ایسا کیوں کیا پھر یہ لاانتہا اسباب اور نتائج کا سلسلہ ہے۔ غرض ان اسباب کے ماتحت ایک بات ہوئی کسی نے تم کو خط لکھے تم آگئے پھر تمہارے آنے کے مختلف اغراض ہیں کوئی اس لئے آگیا کہ اس تقریب پر میں کیا کہتا ہوں۔ اس نے سن لیں کسی نے کچھ سوچا اور کسی نے کچھ زیر نظر رکھا ایک ایڈیٹر ہے وہ اس واقعہ کو تاریخ سلسلہ کا ایک واقعہ قرار دیکر تاریخ کا ایک ورق بڑھانا چاہتا ہے میں کہتا ہوں اچھا ہے تم بھی ایک ورق تاریخ میں الٹا دو۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہوگا اور کیونکر ہوگا۔ غرض ہر شخص مختلف اسباب کے نیچے یہاں آیا۔ اور پھر مختلف نتائج ان اسباب سے پیدا ہونگے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ علت معلول کا سلسلہ ایک لنبا سلسلہ ہے پس میں تمہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ **تم بھی مسلمان ہو کر مرنا۔** اور اس کے لئے اگر آج تیاری نہیں کرتے تو مسلمان ہو کر مرنا تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر کہو کہ مرنے کے وقت مسلمان ہوجائیں گے اور کلمہ پڑھ لیں گے تو یہ ایک خیال باطل ہے۔ آج ہی کچھ تیاری کروگے تو کچھ بنے گا۔

ایک مثال

اس وقت جو حالت ہوتی ہے وہ میں تمہیں طبی تجربہ سے بتا چکا ہوں۔ ایک مثال کے ذریعہ اور بھی واضح کرتا ہوں۔ ایک کنچنی تھی۔ میں نے اس کو بہت نصیحتیں کیں آخر میں نے اس کو کہا کہ **تم بدکاری سے توبہ کرلو۔** میں جوان تھا وہ اپنے گھر کے خوبصورت حصّہ کو زیور سے خوب آراستہ کرکے میرے پاس آتی رہی اور مجھے یہ بھی کہتی تھی کہ توبہ کرلی۔ آخر وہ کوئی تین چار ماہ غائب رہی اور پھر بڑے تزک احتشام سے آئی اور مجھے کہا کہ مولا! توبہ اور بھوک سے مرنے لگے تھے اس واسطے اب کے ہولی میں توبہ توڑ دی۔ اس کی یہ بات سُن کر میرے دل میں جوش پیدا ہوا اور میں نے معلوم کیا کہ اس نے کوئی بڑی بدکاری کی ہے اور اس طرح پر اس نے توبہ کی تذلیل کی ہے اس نے کہا کہ وہاں سے ہم کو چار سو روپیہ ملا۔ اس کی یہ باتیں سُن کر میرے دل میں سخت جوش آیا اور میں نے کہا یہاں سے چلی جاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا رحم کیا ہے تم مجھ کو گرفتار کرنا چاہتی تھیں وہ داؤ نہیں چلا۔ اب **توبہ کی حقارت کرتی ہو** یاد رکھو اب تمہیں توبہ نصیب نہ ہوگی۔ جب وہ گھر گئی تو اس پر فالج گرا اور زبان بند ہوگئی اس کا لڑکا دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور کہا کہ یہ حالت ہے۔ وہ روپیہ لائی تھی کہیں رکھدیا ہے اور بتا نہیں سکتی اس کو اس کے مرنے کا جو غم تھا وہ تھا ہی اس کے ساتھ ایک اور مصیبت تھی کہ پانچ سو روپیہ روٹی پر پہلے دینا پڑتا تھا۔ میں نے اس کو کہدیا کہ وہ بات نہیں کرسکیگی مگر اس نے بہت منت کی کہ آپ دیکھیں تو سہی مگر مجھے یقین تھا کہ **توبہ نصیب نہ ہوگی**۔ میں نے اس کو کہدیا کہ زبان تو چل نہیں سکیگی۔ البتہ اگر تم میری بات مانو۔ تو تمہیں ایک نکتہ بتاتا ہوں۔ تمہارا پانچسو روپیہ بچ جاویگا۔ غرض میں اس کے ساتھ گیا اور دیکھا کہ زبان پر بھی فالج تھا۔ میں نے اس کو کہا کہ اس کو آواز دو اب کانوں میں کچھ نہیں سامنے ہو کر دیکھ لو آنکھوں میں بھی کچھ نہیں۔ میں یہ تماشا قدرت کا دیکھ رہا ہوں تم اب کسی اور کو بلا کر علاج کراؤ میں علاج نہیں کرسکتا۔ اس وقت میں نے ان کو کہا کہ تمہارے گھر میں فلاں عورت ہے اس کو بلاؤ۔ وہ نہایت خوبصورت اور نوجوان تھی۔ جب وہ آئی تو میں نے اس کو مرنے والی کی حالت دکھا کر کہا اس کو دیکھ لو اگر توبہ کرلو تو بہتر ہے ورنہ میں اور فتویٰ دیتا ہوں۔ یہ لوگ ایسی باتوں کے بہت معتقد ہوتے ہیں وہ ڈر گئی اور اس نے کہا کہ توبہ کرتی ہوں۔

تب میں نے اس لڑکے کو کہا کہ اگر تم وہ پانچسو جو روٹی پر صرف ہوتا ہے خرچ نہ کرو تو کنجر ہی برا کہیں گے کوئی شریف برا نہ کہیگا اور **مادہ فاسد** اب توبہ کرتی ہے تم کھانا موقوف کردو اب خواہ ان کنجروں کی تعریف حاصل کرلو۔ خواہ شرفاء کی۔ خدا نے اس کو سمجھ دیدی اور اس نے مان لیا اور کہا کہ پانچ سو بچ گیا دوسرے بھائی کو کہا اُس نے بھی مان لیا۔

مسلمان مرو

میری غرض تمہیں داستان سنانا نہیں اس واقعہ سے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ کہتے ہیں۔ مرتے وقت توبہ کرلیں گے وہ جھوٹے ہیں اس وقت کس کو ہوش رہتی ہے۔ اس وقت کوئی فہم نہیں ہوتا۔ ہاں خدا تعالیٰ کے بعض بندے ہوتے ہیں جن کو دیکھا ہے کہ مرتے ہوئے بھی کچھ کہتے جاتے ہیں ان میں ہندوؤں کو بھی دیکھا ہے۔

جب یہ حالت ہے کہ انسان کے اپنے اختیار میں نہیں کہ مرتا ہوا مسلمان مرے تو اس کی آج فکر کرو۔ مسلمانی کی موت تب ہی ہوسکتی ہے کہ ابھی سے تیاری ہو پھر جس وقت چاہے موت آجاوے اس کا گر اس آئت میں بتایا ہے کہ **متقی بن جاؤ**۔ مسلمان مرنے کا طریق تقویٰ ہے پس میں بھی چاہتا ہوں کہ

تقویٰ اختیار کرو اور ایسا تقویٰ جو تقویٰ اللہ کا حق ہے

عقائد اسلامی

تقویٰ کیا ہے عقائد صحیح ہوں اور ان کے موافق اعمال صالحہ ہوں اور اخلاق فاضلہ ہوں۔ عقائد صحیحہ کیا ہیں؟ ہمارے عقائد بہت آسان ہیں۔ اوّل ایمان باللہ! اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام محامد اور اسماء حسنیٰ کا مجموعہ اور مسمّیٰ اور تمام بدیوں سے منزہ یقین کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور وجود اور ہستی سے امید و بیم نہ رکھنا اور کسی کو اس کا شریک اور ند نہ ماننا وہ اپنی ذات میں یکتا۔ اپنی صفات میں بے ہمتا۔ اپنے اسماء اور افعال میں لیس کمثلہ شئی ہے۔ اٹھتے بیٹھتے اسی کا نام لینا اسی کو نافع اور ضار یقین کرنا اور کسی سے اللہ کے سوا تعلق نہ ہو۔

پھر ملائکہ پر ایمان لانا ضروری ہے جو تمام نیک تحریکوں کے محرک ہیں اور ان پر ایمان لانے کی یہی غرض ہے کہ انسان ان پاک تحریکوں پر عمل کرے پھر اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے پھر اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً دنیا کی اصلاح اور بھلائی کے لئے اپنے پاک نبیوں کو بھیجا۔ اور ہم ان تمام نبیوں پر ایمان لاتے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے یا جن کا ذکر نہیں ہوا۔ اور ان انبیاء کی **نبوت اور بعثت** میں ہم کوئی فرق نہیں کرتے۔ اس پاک گروہ نے خدا تعالیٰ کا کلام مخلوق کو پہنچایا پھر جزا و سزا پر ایمان لانا یعنی مسئلہ تقدیر کو ماننا کہ وہ حق ہے جزا حق ہے۔ حشر نشر۔ پل صراط۔ جنت و نار سب حق ہیں یہ تو عقائد صحیحہ

اس کے بعد اعمال صالحہ ہیں کیونکہ زندہ اور مثمر ایمان وہی ہے جس کے ساتھ اعمال صالحہ ہوں۔ ان میں **نماز** ہے۔ زکوٰۃ ہے **حج** اور **روزہ** ہے اخلاق فاضلہ کو حاصل کرنا اور رذائل سے بچنا۔ قرابت داروں۔ **یتامیٰ**۔ مساکین سے اپنے مال سے سلوک

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

الحکم

نمبر ۲۴ جلد ۱۶

۷ - جولائی سنہ ۱۹۱۲ء

قادیان دار الامان

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو حال ہیں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ... [illegible]
خواص سے ... [illegible]
ہندوستان سے باہر ... [illegible]
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ... [illegible]

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے!

اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم مولنا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے اب تک نہیں پڑھا

اگر نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں اس میں نور۔ ہدایت اور شفا ہے

ہدیہ فی پارہ .... ایک روپیہ

نوٹ۔ آٹھ پارے تیار ہیں آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے معہ محصولڈاک لئے جاویں گے

دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان دار الامان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ... [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی دوسری تقریر

۱۲ جون ۱۹۱۲ء کو ۶ بجے شام کے حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک پبلک تقریر فرمائی جس کے لئے ایک اعلان شائع کیا گیا تھا۔ وقت مقررہ پر آپ نے احمدیہ بلڈنگ کی مسجد میں کھڑے ہوکر مندرجہ ذیل تقریر فرمائی چونکہ وقت بہت تنگ تھا اس لئے ۱۷ کی صبح کو ایک تیسری تقریر اور آپ نے کی۔ یہ تقریر بھی حسب معمول حضرت خلیفۃ المسیح رض کی اصلاح کے بعد شائع کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝

یہ چند آیات جو میں نے پڑھی ہیں۔ یہ قرآن کریم کی ابتداء میں لکھی ہیں۔ غالباً ہر ایک مسلمان یا یوں کہو کہ ہر ایک مسلمان جو کبھی نماز پڑھتا ہو ان کو یاد رکھتا ہے۔ یہ آیتیں تمام مذاہب اسلام میں جس قدر بھی وہ ہوں اور تم جانتے ہو کہ کم از کم میں مذاہب اسلام کو جانتا ہوں۔ وہ شیعہ ہوں یا ناصبی ہوں۔ سنی ہوں یا صوفی ہوں۔ مذاہب اربعہ کے پابند ہوں یا گروہ اہل حدیث ہوں سب کے سب عملی طور پر نماز میں اس سورت کو پڑھ لیتے ہیں۔ بعض اس کے پڑھنے میں لفظ فرض کا کہہ لیتے ہیں اور بعض واجب کا۔ پھر بعض آئمہ فرض اور واجب میں فرق نہیں سمجھتے اور بعض یہ فرق نکال کر اعتقادی طور پر فرق کر لیتے ہیں نہ عملی طور پر۔

اسلام کا عام احسان اسی سورۃ میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا واقع ہوئی ہے اور اس سورۃ پر غور اور تدبر کرنے سے مجھے ایک اور ایک دو کی طرح (اور اس سے بھی زیادہ کیونکہ کہتے ہیں آنکھ کی ایک مرض میں ایک کے دو نظر آتے ہیں) کامل یقین ہے کہ اسی آیت نے دُنیا پر احسان عام کرنا چاہا ہے۔ یہ آیت ایک مسلمان کو نوع انسان کے تمام **راستبازوں** اور **برگزیدوں** کی اتباع کی تعلیم دیتی ہے وہ خواہ کسی ملک اور کسی قوم میں ہوئے ہوں کیونکہ اس میں یہ نہیں کہا کہ ان لوگوں کی راہ بتادو جو محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہیں یا صحابہ اور تبع تابعین کے متبع ہیں یا ان کی راہ جو اجماع اور قیاس صحیح کے قائل ہیں یا احادیث کے قائل ہیں یا صوفی مشرب ہیں کسی خاص قوم اور فرقہ کا نام نہیں لیا بلکہ کوئی ہوں ہاں منعم علیہ ہوں۔ وہ **یہودیوں** میں ہوں۔ **عیسائیوں** میں ہوں۔ **مجوس** ہوں۔ آریہ **ورت** میں ہوں۔ کنفیوشس کے متبع ہوں۔ کسی قوم اور کسی ملک میں ہوں۔ کتنا وسیع **خیال** اور عام **احسان ہے**۔ جس کی تعلیم اسلام دیتا ہے۔ جو نعمت تیرے حضور مسلّم ہے اور جو انعامات تو نے اپنے اسی برگزیدہ لوگوں پر خواہ وہ کہیں بھی ہوں کئے ہیں انہیں لوگوں کی **راہ** ہم مانگتے ہیں کہ اس کی آگاہی عطا کرو۔ یہ تو تم جانتے ہو کہ زمین گول ہے اور یہ بھی جانتے ہو کہ ہر جگہ ہر وقت کوئی نہ کوئی **نماز** کا وقت ضرور رہتا ہے۔ کہیں **عصر** کہیں **مغرب**۔ کہیں **ظہر**۔ کہیں عشا۔ اور کہیں فجر۔ غرض ایک جگہ ایک نماز کا وقت دوسری جگہ دوسری نمازوں کے اوقات ہوں گے۔ پس گویا ہر وقت یہ آیت پڑھی جاتی ہے اس غور و فکر کے بعد میں نے اپنی خوشی کی کئی باتیں اس سے نکالی ہیں

اول۔ تمام مذاہب میں جن سے میری مراد تاریخی مذہب ہیں یا صاف الفاظ میں یوں کہو کہ جو کسی نبی کے ماتحت سمجھے جاتے ہیں **دعا** ایک ایسی چیز ہے کہ اگر اس کا انکار کیا جاوے تو ساری نبوتیں باطل ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ نبوتوں کی **بنیاد ہی دعا** پر ہے میں آپ بھی دعاؤں کا بہت ہی قائل اور معتقد ہوں اور میں نے دعاؤں کی قبولیت کے ایسے نظارے دیکھے ہیں کہ کوئی **فلسفہ** اور **سائنس** میرے سامنے **دعا** کو باطل نہیں کر سکتا

دوم۔ اس دعا نے دُنیا کے تمام راستبازوں اور **برگزیدہ** لوگوں کی تعظیم و اطاعت کی تعلیم ہر مسلمان کو دی ہے۔

اب جبکہ رات اور دن کا کوئی وقت نہیں گذرتا جبکہ یہ دعا نہیں مانگی جاتی کہ **منعم علیہ** کی راہ دکھا دو۔ اور تمام مذاہب دعا کے قائل ہیں اور یہ دعا اس قدر مانگی گئی ہے جس کی حد نہیں کم از کم پانچ نمازوں میں جو ہر وقت دُنیا میں پڑھی جاتی ہیں مسلمان یہ دعا مانگتے رہتے ہیں اور **دُعا** میں یہ خاصیت ہے کہ جب وہ اضطراب اور توجہ تام سے مانگی جاوے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔

دعا اور کوشش بعض لوگ دعا کے منکر ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ زبان سے کہہ دینے سے کیا بنتا ہے؟ مگر مجھے تعجب ہے کہ تمام خواہشیں جب دل سے اُٹھتی ہیں تو پھر وہ زبان پر آتی ہیں اور اس کے بعد ان کا اثر تمام اعضاء پر پڑتا ہے۔ ہاتھ۔ پاؤں سب اسی کے ماتحت کام میں لگ جاتے ہیں اور بعض وقت اس کے لئے اتنی کوشش کرنی پڑتی ہے کہ مال پر بھی اثر پڑتا ہے۔ کم سے کم بعض معاملات میں وکلاء کو اور کورٹ فیس کے لئے روپیہ دینا پڑتا ہے یہ تمام کرشمے اس ایک خواہش کے ہیں۔ جو دل میں پیدا ہوئی پھر کیا یہ تعجب کی بات ہے کہ دل کی خواہش باقی اعضاء پر متاثر ہو کر ان کی مساعی سے بار آور ہو جاوے اور **زبان** سے اگر اللہ تعالیٰ کے حضور التجا اور دعا کی جاوے تو وہ کامیاب نہ ہو سب بے اثر اور فضول قرار دیا جاوے وہ تمام مساعی جو ایک شخص کسی مطلب کے لئے کرتا ہے اور ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک شخص بیٹھا ہوا سر بگریبان کسی امر کے متعلق سوچ رہا ہے یہ سب کے سب دعا ہی کے عجائبات ہیں مگر ایک محجوب انسان سمجھ نہیں سکتا یہ **غور و فکر** اور کوشش ایک محجوب کی دعا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑانا اور پکارنا عارف کی دعا ہے۔ جس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ بھولے ہیں جو نبیوں کے بتلائے ہوئے اصل سے انکار کرتے ہیں۔

کوشش کو مقدم کیا ہے اور دراصل کوشش بھی ایک قسم کی دعا ہی ہوتی ہے لیکن یہ ابتدائی درجہ دعا کا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ پر ایمان لاتا ہے۔ اور **اسباب** کی زنجیروں سے نکل جاتا ہے وہ اس کی **عارفانہ** زندگی ہوتی ہے اس مقام پر وہ بے اختیار ہو کر **ایاک نستعین** ہی پکارتا ہے۔ غرض یہ دعا ہی ہے مسلمان جب نماز کے لئے تیار ہو کر آتا ہے۔ تو پہلا کام وضو ہے

وضو

مسلمان جب نماز کے لئے تیار ہو کر آتا ہے۔ تو پہلا کام وضو ہے۔ غالب گناہ ہاتھ۔ پاؤں کے متعلق ہوتے ہیں اس لئے ان کو وضو میں دھوتا ہے گویا یہ بتاتا ہے کہ جہاں جہاں میرا ہاتھ پہنچتا ہے میں اس کو دھونے کے لئے تیار ہوں باقی کے لئے آپ مدد کریں۔ **وضو** کی ظاہری حالت **ایاک نعبد** کے نیچے ہے اور اس کی اصل **حقیقت** اور **روح** جو اندرونی طہارت اور باطنی پاکیزگی ہے۔ وہ **ایاک نستعین** کے ماتحت ہے۔

اذان میں اصول اسلام کا اعلان

پھر نماز میں آنے سے پہلے کوشش کی اور بھی حد کر دی پانچ وقت نمازوں کے یا اس اصل کے مطابق جو میں نے ابھی بتایا ہر وقت ہی دنیا کے ہر حصہ میں اسلام کے اصول پیش کرتا ہے اور وہ یہ کہ بلند مناروں پر چڑھ کر اذان دیتا ہے اس کے معنی اعلان کے ہیں۔ پہلے بتاتا ہے کہ ہم ہیں کون؟ اللہ اکبر کہہ کر بتاتا ہے کہ ہم اس قوم سے تعلق رکھتے ہیں جو اللہ کو سب سے بڑا سمجھتی ہے تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ اسے یقین کرتی ہے اسی کا ہم دنیا میں اعلان کرتے ہیں اور بڑی بھاری شہادت چار مرتبہ ہوتی ہے اس لئے یہ بھی **اَللّٰہُ اَکْبَر** چار مرتبہ کہتا ہے۔ پھر اور تشریح کرتا ہے کیونکہ شاید کوئی اور بھی اللہ اکبر کہتا ہو۔ اس لئے بتاتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو تمام حاجت روائیوں کا مرکز اور اپنے آپ کو کامل محتاج یقین کرتے ہیں۔ اس لئے دل سے کہتے ہیں

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ !!

اس کلمہ نے ایک مومن مسلمان کو تمام دنیا سے ناامید کر دیا ہے کیونکہ **الٰہ** کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ کوئی **معبود** نہیں کوئی محبوب اور مطاع نہیں مگر **اللہ**۔

نبی کریم کی خاص عظمت

پھر دنیا میں راستباز ضرور آئے ہیں اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی عظمت کے اظہار کے لئے کوئی کسر نہیں رکھی۔ اس مقصد کے لئے عزت۔ آبرو جان و مال اور عزیز وطن کی کوئی پرواہ نہیں رکھی۔ اس کو پہنچایا اور بہتوں کو منوایا مگر تھوڑا ہی عرصہ ان پر گذرا کہ ان کے متبعین نے ان کو **معبود** قرار دیدیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو آخر میں آئے۔ آپ نے سوچا کہ میرے بہت سے بھائی جو لا الٰہ الا اللہ کے خادم تھے۔ بڑے خاکسار اور شریف الطبع اور نہایت ملنسار اور باخلاق طبیعت کا انسان مسیح تھا۔ مگر **عقلمندوں** نے اُن کو بھی خدا بنا کر چھوڑا۔ اس دانش و عقل پر کہ ایک انسان کو خدا بنا لیا اب کہتے ہیں کہ ہمارے ذریعہ روشنی پہنچتی ہے یہ اچھی روشنی ہے۔ روشنی کا قاعدہ یہاں تک مجھے معلوم ہے اس کے اندر کاربن ہوتی ہے اور وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتی رہتی ہے۔

ملت ابراہیمی کے مقتدا اور مقتدی اولاد ابراہیم تھے۔ مگر انہوں نے اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنا لیا اس غلطی میں دنیا کو مبتلا دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق ہمیشہ کے لئے شرک کی بنیاد اکھیڑ دی اور ہر وقت اس کا عام اعلان کرا دیا **اشھد ان محمدا رسول اللہ** اس پاک کلمہ نے ایسی احتیاط کر دی کہ آئندہ یہ غلطی نہیں ہو سکتی آپ نے کھول کر بتا دیا کہ میں **عبد** ہوں اور **رسول** ہوں۔ اذان میں اس کلمہ کو رکھنے سے یہی غرض ہے۔ کہ **ادیان** مذہب کو معبود بنانے کی غلطی اس قوم میں پیدا نہ ہو پھر جامع **تعظیمات الٰہیہ** کی دعا نماز ہے اور تمام اُن راہوں سے جو مظفر و منصور ہونے کی راہیں ہیں **حی علی الفلاح** کہکر واقف کیا اس کو اس قدر بلند آواز سے پہنچایا کہ خلقت کو کبھی شبہ نہ رہے۔

مخفی مذاہب

میں نے ایسے مذاہب دیکھے ہیں جو اپنی تعلیم کو مخفی رکھتے ہیں۔ ان میں بڑا مذہب **فری میسن** ہے اس کی تعلیم اور حالات عام نہیں ہوتے۔ اس میں بعض مصالح ملکی بھی ہیں اس لئے بڑے بڑے عہدہ دار اس میں شامل ہوتے ہیں۔ لوگوں نے فریمیسنری کے متعلق عجیب باتیں سُنائی ہیں مگر فریمیسن ان کو مس کرنے نہیں دیتے ہیں۔

شاکت مت

پھر ہندوؤں میں ایک قوم ہے جو اپنے مذہب کو مخفی رکھتی ہے لاہور اور امرتسر میں وہ پڑے ہوں گے۔ وہ بھی اپنے مذہب کو بہت ہی مخفی رکھتے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ جو تعلیم **تعظیم الٰہیہ** اور شفقت علیٰ خلق اللہ پر مبنی اصول رکھتی ہو اس کے چھپانے کی ضرورت ہو سکتی ہے میں نے بہت سوچا ہے مگر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ اس لئے ان تمام مخفی مذاہب کے مقابلہ میں **اسلام** پانچ وقت روزانہ بلند آواز سے اپنے کل عقائد کو کھول کر بیان کرتا ہے۔ کیونکہ اسلام میں کوئی مخفی راز نہیں۔

اِسلام کا امتیاز

اگر کسی نے شخصی ضرورتوں کے لئے ایسی کوئی انجمن بنائی ہو تو اس کا ہمیں علم نہیں مگر یہ میں جانتا ہوں کہ اسلام کسی **مخفی سوسائیٹی** کی تعلیم نہیں ورنہ اور جہاں تک میں نے اسلام کو سمجھا ہے اس کی کوئی ایسی بات نہیں جو مخفی رکھی گئی ہو

بہرحال ہمارا مذہب تو ایسا کھلا ہے کہ پانچ وقت پہنچایا جاتا ہے زمین چونکہ گول ہے اس لئے یہ کہنا درست ہے کہ ہر وقت کہ اس کے اصولوں کو سنایا جاتا ہے۔ اس پر ۱۳۳۰ سال گذر گئے ہیں اور یہ برابر سُنایا جاتا ہے۔

غرض اس آیتہ میں اسلام کے احسان عام کی تعلیم ہے جو دنیا میں ایک امن اور سلامتی پیدا ہو سکتی ہے۔ جبکہ یہ تعلیم دی ہے کہ ہمیں **منعم علیہم** کی راہ دکھاؤ۔ اس میں کسی قوم اور ملک کو مخصوص نہیں کیا۔ پس ہم کہتے ہیں جو بھی تیرے حضور انعمت ہیں اُن کے قدم بقدم چلاؤ۔

اسلام کی تعلیم عالمگیر صلح کا دوسرا اصل

پھر ایک اور احسان عام نے یہ کیا کہ اپنے متبعین کو یہ تعلیم دی **لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ** اور پھر فرمایا۔ کوئی معبود کسی قوم کا ہو۔ کسی کو گالی مت دو۔ قرآن کریم چونکہ اپنے دعویٰ کے ساتھ دلائل بیان کرتا ہے اس لئے اس تعلیم کی خوبی عقلی دلیل سے سمجھائی کہ جو لوگ اللہ کے سوا اور معبودوں کو پکارتے ہیں۔ تم ان کے معبودوں کو گالی نہ دو کیونکہ اگر تم ایسا کرو تو وہ اللہ تعالیٰ کو گالی دیں گے اس عقلی دلیل سے ہماری قوم کو بتایا ہے کہ کسی دوسری قوم کے معبود کو ہم گالی نہیں دے سکتے اور یہ فخر

صرف قرآن مجید کو حاصل ہے

کوئی کہے تم کیا جانتے ہو؟ میں کہتا ہوں کہ میں نے بائیبل

ـنے اور کثرت سے پڑھا ہے اس میں یہ تعلیم نہیں۔ تین وید ہیں (دیر ہوا کہ سُنے ہیں) اور خوب پڑھے ہیں۔ ہندوستا ... ژند کو خود پڑھا ہے اور خوب پڑھا ہے مگر یہ تعلیم کسی مذہب کے معبود کو گا [illegible] دو۔ ان میں نہیں۔ قرآن کریم [illegible] آنحضرت کے لئے [illegible] مسلمانوں کو ایسا [illegible] [illegible] تعلیم دی کہ [illegible] مخالف کی دعا سکھلائی ... مذہب پر یہ احسان عام کیا کہ ان کے معبودوں کو ... منع فرمایا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ معبودان ... کی تردید منع کی اس کے لئے الگ اصول اور طریقے ہیں ... یہاں صرف وہ بات بتائی جو امن اور سلامتی قائم رکھتی ہے۔

اسلام کا ایک اور احسان

پھران احسانات کے ساتھ ایک اور احسان ... نے کیا جو میرے خیال میں دُنیا کے کسی ریفارمر اور ... نے کو نہیں سوجھا وہ یہ ہے:-

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

... بعض اوقات خود حفاظتی کا حکم دیتے ہیں اور اس سے غرض ... اگر یہ نہ ہو تو گرجے تباہ ہو جاویں۔ مندر، شوالے اور یہود کے معبد تباہ ہو جاویں اور ہم نہیں چاہتے کہ وہ تباہ ہوں کیا ... ری اصل دُنیا کی کسی مذہبی کتاب میں پایا جاتا ہے؟ اگر ... انجیل میں ہوتا تو مسیحی لوگوں نے جو سلوک اپنے مخالف لوگوں کے معبدوں سے کیا ہے وہ نہ ہوتا۔

... تاریخ کو پڑھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ مسیحی لوگوں نے کس قدر معبد ڈھائے جن کا آج نام و نشان بھی نہیں مثلاً ... اموں کا بڑا عظیم الشان مندر تھا جہاں سکندر اعظم ... حج کرنے آیا تھا مگر آج کوئی بتا نہیں سکتا کہ وہ مندر ... تھا؟

اسقدر تنگ دلی۔ ضد اور تعصب اور ہٹ اسلام پسند ... کرتا کہ معبد گرا دیئے جاویں۔ مسلمانوں نے جہاں ... سو برس۔ ہزار اور گیارہ سو برس [illegible] کیلئے

اس ملک کے معابد اب تک موجود ہیں اور ان کو تباہ نہیں کیا۔ مگر بڑی روشنی سکھلانے والی قوم سے پوچھیں کہ ٹرائے کا مندر کہاں تھا؟ تو نہیں بتا سکتے نشان تک مٹا دیئے بلکہ یروشلم جیسی جگہ جو بائیبل میں بھی مقدس سمجھی گئی تھی پاش پاش کر دی گئی [illegible] قربانی کی گئی شاید کوئی [illegible] [illegible] مگر بائیبل پڑھیں گے تو اس کے خلاف پائیں گے اس کے بالمقابل دیکھو کہ سپین اور فلسطین میں کیسی پرشوکت اسلامی سلطنت تھی مگر دیکھ لو پُرانے سے پُرانے معبدوں کو چھیڑا نہیں بلکہ فاروق اعظم کے زمانہ میں جب وہ یروشلم تشریف لے گئے تو وہاں کے بشپ نے کہا کہ یہاں نماز پڑھ لو۔ انہوں نے فرمایا کہ تم بڑے ناعاقبت اندیش ہو اگر میں یہاں نماز پڑھ لوں تو مسلمان اس گرجہ کو مسجد بنالیں گے۔ ہماری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نجران کے عیسائی آئے اور اتوار کا دن تھا۔ آپ نے فرمایا میری ہی مسجد میں گرجا کر لو۔ وہ لوگ رومن کیتھولک ہونگے۔ مگر کس حوصلہ کے ساتھ ان کو اجازت دی اس سے پایا جاتا ہے جہاں وہ احسان عام کرتے تھے وہاں

القائے عام بھی ان کا مذہب تھا

خود ہندوستان میں پہلی صدی ہجری میں عرب آئے اور کم از کم ساڑھے گیارہ سو سال تک اسلامی سلطنت یہاں رہی قصّہ تو مشہور ہے کہ عالمگیر سوا من جنیو روزانہ اتروا کر کھانا کھاتے تھے مگر اس الزام دینے والوں سے اگر حساب پوچھیں کہ تم حساب دان ہو۔ مہربانی کرکے بتاؤ کہ سوا من جنیو پہننے والے کس قدر انسان ہوتے ہیں اور عالمگیر کی سلطنت پر اس حساب کو پھیلائیں تو پھر ہندوستان کیا ساری دُنیا کو بھی پورا کر دیتے۔

اس عرصہ دراز میں اسلام کے معابد پر اسلامی سلطنت نے کیا اثر کیا؟ ان کی موجودگی خود ظاہر کرتی ہے۔

ہاں آزادی کو نہیں روکا قبول مذہب میں اسلام نے آزادی کو قائم رکھا۔ جبکہ کہا لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ اگر کوئی شخص اپنی مرضی سے مسلمان ہو جاوے تو اس کا اختیار ہے پھر بھی بڑے بڑے قیود ساتھ رکھے ظاہر میں اگر مسلمان ہوا اور دل میں [illegible] تو اسے منافق ٹھہرایا اور

اس کے متعلق فتوٰی یہ ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔

ایسے لوگ کبھی کسی اعزاز اسلام میں شریک نہیں کئے جاتے غور کرو کیسی خطرناک قید ہے سوائے اس کے شرح صدر سے داخل اسلام ہوں کوئی تحریک مسلمان بنانے کی نہ تھی اور میرے خیال میں تو اسلام میں داخل ہونے کے لئے کچھ روکیں بھی تھیں۔

جزیہ

منجملہ ان کے ایک جزیہ ہے نا واقف لوگوں نے جزیہ پر اعتراض کئے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ جزیہ تو اسلام سے روکنے کا موید تھا۔ جزیہ ایک ٹیکس ہے جو ہر ایسے شخص سے وصول کیا جاتا جو مسلمان نہ تھا۔ مگر مسلمانوں کے ملک میں امن اور چین سے تجارت کرنا چاہے تو جہاں مسلمانوں کو اپنے اموال کا ۱/۴۰ و ۱/۲۰ و ۱/۱۰ دینے کا حکم ہے وہاں اس غیر مسلم کو ۴ ۱/۲ ماشہ سونے سے زیادہ نہ دینا پڑے اور حسب حیثیت کم ہو جاوے۔

مسلمانوں کو مقررہ حصّہ زکوٰۃ کے علاوہ اور صدقات بھی دینے پڑتے بلکہ جان بھی دینی پڑتی مگر اس قوم کو جو مسلم نہیں اپنی حفاظت جان و مال کے بدلہ میں ایک نہائت ہی خفیف ٹیکس دینا پڑے اور اس پر بھی اعتراض ہو۔ تعجب!

میں نے کہا ہے کہ جزیہ اسلام سے روکنے کی تائید کرتا ہے۔ غور کرو کہ ایک مسلمان جس کے پاس دس کروڑ ہو تو وہ پچیس لاکھ زکوٰۃ دے مگر جو مسلمان نہیں وہ صرف ۴ ۱/۲ ماشہ سونا جو چھ سات روپیہ کا ہو دیکر مخلصی کرا سکتا ہے۔ اب ایک دُنیا دار تو یہی کرے گا کہ جزیہ دینا ضروری ہے کیونکہ مسلمان ہونے سے بڑی بھاری مالی قربانی کرنی پڑیگی۔

اور اگر اس پہلو کو چھوڑ کر کھلی جزیہ بھی پر غور کریں تو کوئی متمدن سلطنت ایسی نہیں جو ٹیکس کو ضروری نہ سمجھتی ہو اور آجکل تو ٹیکسوں کی وہ بھرمار ہے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے اور پھر وہ سب ضروری ہیں۔ روز بروز تمدنی ضروریات کی وجہ سے رنگ برنگ کی تدبیروں سے ٹیکس لگائے ہیں۔ ہوا مکانات۔ پانی پر ٹیکس۔ جنگلوں پر ٹیکس۔ دریاؤں پر ٹیکس حرفوں پر ٹیکس۔ مکانوں پر ٹیکس۔ خوردنی اشیاء پر ٹیکس گاڑیوں پر ٹیکس۔ کتوں پر ٹیکس۔ جانوروں پر ٹیکس

مگر جسقدر جزیہ کو بُرا سمجھا جاتا ہے ٹیکس کو بُرا نہیں سمجھا جاتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض تعصب اور ہٹ کا نتیجہ ہے **انصاف** اور **غور** کو اس میں دخل نہیں ورنہ یہ

جزیہ

احسان عام میں داخل سمجھا جاتا

اسلامی جنگوں پر ایک نظر

یہ تو جزیہ کی حقیقت ہے۔ رہیں لڑائیاں وہ الگ چیز ہیں ان کے تعلقات دین سے نہیں ہوتے مثلاً آج جو تم لوگوں کے خیال میں روشنی کا زمانہ ہے اور امن اور صلح کا عہد ہے کیا لڑائیاں مٹ گئیں۔ بلکہ جس قدر بحری اور بری لڑائیوں کی ہتھیاروں کی ایجاد ہوئی ہے پہلے زمانوں میں اس کی نظیر کبھی نہیں ملتی سمندر میں جاؤ۔ ہوا میں جاؤ۔ قاتل ہتھیار تمہارے لئے موجود ہیں بعض ہتھیاروں کے موجد سے کہا گیا کہ یہ بد امنی کی راہ ہے انہوں نے جواب دیا کہ ان ہتھیاروں سے جنگ کا دامن لمبا نہیں ہوتا جلد فیصلہ ہوجاتا ہے۔ پھر جب ہم غور کرتے ہیں تو کیا کوئی زمانہ لڑائیوں سے خالی گیا ہے اگر عام جنگیں نہ ہوں تو خانہ جنگیاں ہی شروع ہوجاتی ہیں بوئروں کی جنگ ابھی چھڑی ہی نہ تھی ایک میرے دوست نے کہا کہ اب **جنگ کا خاتمہ** ہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد بوئروں کی جنگ چھڑ گئی۔ تب میں نے اس سے پوچھا کہ کیوں عیسائی جنگ کا خاتمہ ہوگیا؟ پھر میں نے کہا کہ دونوں ہی پراٹسٹنٹ ہیں۔ اس نے کہا ہاں! آپکا اعتراض درست ہے جاپان کو اگر معزز بنایا تو جنگ نے۔ غرض جنگ دنیا سے کبھی دور نہیں ہوئی اور یہ ایک اٹل چیز ہے اس کے اسباب الگ ہیں

ہندو قوم میں جنگیں

ہندو اگر جنگوں پر اعتراض کرتے ہیں تو ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ کرشن جی پہلے تھے یا رام چندر جی۔ جب مہابھارت اور گیتا کو پڑھتے ہیں تو راما اوتار کا ذکر نہیں پاتے اور رامائن کو پڑھتے ہیں تو اس میں کرشن جی کا ذکر نہیں۔ بالمیک مفصل تاریخ رام کی ہے اور تلسی رامائن عام فہم تاریخ ہے مگر اس میں کرشن دیو کا ذکر نہیں اور مہابھارت اور گیتا میں کرشن کا بہت بڑا تذکرہ ہے مگر راما اوتار کا نہیں۔ ان دونوں کے متعلق جب ہم غور کرتے ہیں تو بڑے ہی ہر دلعزیز ہیں جو گرشتشٹ سے رام چندر جی کی تعلیم کا پتہ لگتا ہے وہ ان کے استاد کی کتاب ہے وہ بہت نرم چلنے والے تھے اگر گرم ہوتے تو بن باس کے وقت فوج کو گانٹھ سکتے تھے اور اجودھیا میں خون کی ندیاں بہا دیتے عورت کا مقابلہ چیز ہی کیا تھا مگر اپنا وطن چھوڑ دیا جنگل میں رہنا اختیار کیا باوجود اس نرمی کے دیکھو جنگ کیسی اٹل ہے جنگل میں بھی جنگ کرنی پڑی اور اس حد تک مخالف قوموں کو نیچا دکھایا کہ دکن کی جن لوگوں نے سیاحت کی ہے وہاں ڈھیڑ قوم چوہڑوں سے بھی زیادہ بدتر ہے وہ راون کے طرفدار تھے اب رام لیلا پر چاہے مسلمانوں سے مقدمات کریں مگر مجھے ایک خاص واقعہ یاد ہے کہ ایک جگہ بڑی رام لیلا ہوتی تھی ایک بڑے عالم ودوان اس میں شریک نہ تھے میں نے پوچھا کہ آج آپ نہ تھے۔ اُس نے کہا کہ وہ بڑے ملیچھ ہیں۔ برہمن کو مارا۔

اور یہ بھی کہا کہ راجہ سے پوچھو کہ رام لیلا کے بعد پراشچت کیوں کرتا ہے؟ دوسرے دن مجھے موقعہ ملا تو میں نے اس رئیس سے پوچھا کہ کل بڑا تماشا ہوا۔ اس نے کہا ہاں۔ اگلے سال زندہ رہے تو پھر راون کو ماریں گے۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ تو بڑے مضبوط ارادے رکھتے ہیں مگر رات کو کیا رسم ہوئی تھی کہا ہاں پراشچت ہے راون برہمن تھا۔ برہمن کو مارنا بڑا گناہ ہے اس لئے پراشچت کرنی پڑتی ہے۔ میں نے کہا کہ آپ گناہ بھی سمجھتے ہیں اور کرتے بھی ہیں تو کہا یہ اور بات تھی۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑائیاں اور چیز ہیں۔ ان کے اسباب الگ ہوتے ہیں اور وہ اٹل ہوتی ہیں

کرشن جی گوپال تھے متھرا میں بارش کے دنوں میں عجیب نظارے نظر آتے ہیں انہوں نے ایک قوم کے آگے ایک قوم کی سپارش کی تھی اور سپارش بھی اتنی کہ ان کو پانچ گاؤں دیدو۔ کوروں کے سامنے پانڈو کی سپارش کی تھی مگر مصلحت ملکی سے انہوں نے نہ مانا۔ آخر مہابھارت کی جنگ جیسی خطرناک تھی اسے ہمارے ہندو دوست خوب جانتے ہیں۔ ہمیں تو کہا جاتا ہے کہ بڑا ظلم کیا **مگر اس وقت کیا ہوا تھا۔**

سکھوں کا عہد

ہماری آنکھوں کے سامنے پنجاب اور پھر لاہور ہے گرو گرنتھ صاحب کے بچپن کیسے گذرے ہیں اور بابا صاحب کے شاگردوں کا نام سکھ تھا جو اچھی باتیں سیکھ کر عمل کرتے ہیں مگر دسویں **خلیفہ** کے وقت بات کہاں تک جا پہنچی۔ سکھ کے بجائے آئندہ سنگھ کہلائے جس کے معنے شیر کے ہیں۔ یہ جنگی رنگ تھا۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جنگی امور اور مصالحہ پر مبنی ہوتے ہیں۔ میں نے کہا ہے کہ اسلام میں مروت عام ہے اور وہ مذاہب کا ابقا چاہتا ہے۔ پھر اگر کوئی کہے کہ جنگ کیوں کئے تو میں نے تاریخی واقعات سے بتایا ہے کہ **صوفیوں کو بھی کرنے پڑے ہیں۔**

عیسائی قوم

اب وہ قوم باقی ہے جو کہتی ہے مبارک وہ جو دل کے غریب اور حلیم ہیں اور ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دو۔ کوئی چادر مانگے تو کرتا بھی دیدو۔ ایک میل بگار کے لئے بلائے تو دو میل چلا جائے مگر باوجود اس تعلیم کے گولیوں۔ رفلوں۔ جنگی جہازوں اور تارپیڈو دیکھ لے آئے دن کی جنگی ایجادوں کو دیکھ لو۔ پھر پتہ لگ جاویگا۔ وہ تعلیم اب کہاں ہے؟

غرض تمام مذاہب جو اسلام کی جنگوں پر اعتراض کرتے ہیں وہ خود اس میں مبتلا ہیں۔ باوجود اس کے اسلام کی لڑائیاں دفاعی تھیں۔ چنانچہ فرمایا **وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین**

تاریخ ہند کی غلطیاں

ہاں ہمارے بچے بہت معذور ہوسکتے ہیں میں نے ایک بچے کے ہاتھ میں تاریخ ہند دیکھی اس میں سیواجی اور عالمگیر کے حالات کو دیکھا۔ سیواجی نے کہیں خوشامد سے کام لیا ہے اور کہیں دھمکی سے مورخ وہاں کہتا ہے کہ یہ سپاہیانہ طرز ہے سیواجی بڑا بے نظیر سپاہی تھا کیسی ترکیب کی ہے پہاڑوں اور راستوں کا بڑا ماہر تھا۔ فلاں موقعہ پر کیسی مخفی ہوا۔ پھر وہی لفظ جب عالمگیر کے متعلق استعمال کرنے پڑے تو کہتا ہے کہ گربہ مزاج۔ کیسا شتر مرغ سا کام کیا ہے میں نے اس بچہ سے پوچھا تم نے تاریخ پڑھی ہے۔ سیواجی بڑا تھا یا عالمگیر۔ اُس نے کہ سیواجی بڑا بہادر سپاہی تھا وہ بڑا تجربہ کار اور ہوشیار تھا۔ اور عالمگیر مکار تھا۔ اسکا کام گربگی کا ہے۔ میں نے جب سیواجی کے متعلق اس کو وہی کام دکھائے جو عالمگیر کے نام پر آنے سے مکاری بنتے ہیں اور سیواجی ان کے ذریعہ بڑا بہادر اور تجربہ کار سپاہی بتایا جاتا ہے تو وہ حیران سا ہوگیا اور کہا کہ دونوں کی ایک ہی سی بات ہے۔ پھر میں نے کہا کہ یہ کیوں فرق کرتا ہے

دونوں کی سوانح عمری پڑھکر بتاؤ۔ اس نے کہا میں نے سمجھ لیا ہے دونوں کو لڑاتا ہے میں نے کہا ہمارا نکتہ یاد رکھو جب تم بہت پڑھ لوگے تو حقیقت معلوم ہو جائیگی۔

اسلامی تاریخ کا ایک واقعہ

غرض قوموں میں ایسے انقلاب آجاتے ہیں کہ اُنہیں جنگ سے کام لینا پڑتا ہے میں نے تاریخ میں پڑھا ہے کہ مسلمانوں کے وقت میں امتحان اور مقدمات کتنے جلد طے ہوتے تھے۔ اصمعی ایک بڑا لغت کا امام تھا۔ بخاری اور مسلم بھی اسے لغت کا امام مانتے ہیں۔ اصمعی کے استاد نے ہارون رشید کے حضور کہا کہ اصمعی تیار ہو گیا ہے اس کا امتحان لے لینا چاہیئے۔ ہارون رشید نے کہا کہ جب ہم کل سوار ہوں تو اس کا امتحان لیں گے ایک افراتفری اس پر پڑی کہ خدا جانے کس چیز پر سوار ہوں۔ بہرحال وقت مقررہ پر ہارون رشید باہر آیا۔ لغت کے استاد کھڑے تھے اُنہوں نے اصمعی کو پیش کیا۔ ہارون رشید نے پوچھا کہ کیا تم تیار ہو۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں تب ہارون الرشید نے گھوڑے کے پٹھے پر ہاتھ رکھکر کہا اسکو کیا کہتے ہیں اصمعی نام بتاتا گیا اور اس کی سند میں شعر پڑھتا گیا۔ ہارون رشید نیچے تک ہاتھ لے گیا اور اصمعی فوراً بتاتا گیا جب ختم کر چکا تو پھر پٹھے پر ہاتھ رکھکر آگے کی طرف چلا گیا اور کہا منہ تک جاؤ اور نام لیتے جاؤ کہا جلدی کرو۔ میں نے باہر جانا ہے اصمعی بتاتا گیا۔ آخر ہارون نے کہا پاس امام اللغۃ ایک آن میں امتحان بھی ہو گیا۔ نتیجہ بھی نکل آیا اور ڈپلوما بھی مل گیا۔ اب دیکھ لو جسقدر روشنی بڑھتی جاتی ہے مشکلات بڑھ رہے ہیں مقدمات کے متعلق جو حال ہے وہ تم جانتے ہو میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ سویلزیشن کے کیا معنی ہیں؟ اس نے کہا کہ ایک روپیہ کے مقدمہ کے لئے پریوی کونسل تک پہنچے۔

ملکی مقدمہ بازی اور سویلزیشن پر ریمارک

جسقدر قومیں تمہاری نگاہ میں تہذیب سے گری ہوئی ہیں اُن میں مقدمہ بازی نہیں ہوتی وہ اپنی پنچائت آپ کر لیتی ہیں مگر **جعل سازی** جعلی نوٹ اور چک بنانا یہ **سویلزیشن** کا کام سمجھا گیا ہے ایک شخص تین مہینے تک میرے گھر میں رہا اور خوب کھاتا پیتا رہا۔ آخر کہا کہ مہمان نوازی بھی سویلزیشن کے خلاف ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ تو ہمیں احمق بناتا ہے اس پر اس نے بڑی بڑی کہانیاں سُنائیں کہ فلاں دوست اور عزیز بھی ہوں تو بھی سویلزیشن کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ہوٹل میں اتریں اُن کا مخلص دوست زیادہ سے زیادہ یہ کرے۔ کہ اپنے **دوست کے آنرمیں ایک ڈنر دیدے۔** اس طرح پر اس نے انگریزی سوسائٹی کے آداب اور مشکلات کو سُنایا۔ میں نے اُن کو کہا کہ تم نماز کی پابندی نہیں کرتے۔ اور قرآن مجید کے قوانین کی پابندی نہیں کرتے۔ حالانکہ سوسائٹی کے قوانین تو قرآن مجید سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ بڑی مشکل سے ان قوانین تہذیب کو سیکھا ہے اب میں چھوڑ سکتا ہوں؟ غرض دُنیا کی عجیب حالت ہے۔ بات کہاں سے کہاں چلی گئی میں بتا رہا تھا کہ اسلام **احسان عام** کی تعلیم دیتا ہے اس کی ضمن میں اسلامی جنگوں کی بحث آگئی۔ تب مجھے جنگ کی عام حالت پر کچھ کہنا پڑا۔

ہدائت

اسلام نے اس سورۃ میں انعمت علیہم کی راہ کی ہدائت کی دعا سکھائی ہے اور پھر عمل سے بھی یہی بتایا اور کہا اما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون۔ عمل بڑا کارخانہ ہے اور دُنیا ایک عملی دنیا ہے جو انسان ہدائت کی اطاعت کرتا ہے وہ کبھی خوف و حزن میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ اور **الٰہی ہدایت** ہمیشہ دُنیا میں آتی رہتی ہے **حزن** گذشتہ کا خوف ہوتا ہے۔ اور **خوف** آئندہ کے نقصان کے لئے ہوتا ہے اسی خوف و حزن پر ساری دوستیوں اور مخلوق کا مدار ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ **خوف** اور **حزن** سے بچنے کی ایک راہ ہے اور وہ **اتباع ہدائت** ہے۔ اما یاتینکم منی ھدی سے ظاہر ہوتا ہے۔ میری طرف سے ہدائت نامے ملا کریں گے۔ ہدائت نامہ تو ایک ہی ہوتا ہے مگر زمانہ کی نیرنگیاں نئی تعلیم۔ ترقی۔ تنزل۔ زبان کی حالت چاہتی ہے کہ پیرایہ جدید ہو۔ اس لئے فرماتا ہے ما یاتیھم من ذکر محدث۔ یہ معلم فطرت کو جگانے کے لئے آتے ہیں۔ اس لئے ان کا نام ذکر ہوتا ہے وہ آکر **فطری قویٰ** کو جگاتے ہیں۔

اھدنا الصراط المستقیم میں جو ہدایت نامہ تم نے مانگا تھا وہ قرآن مجید کی صورت میں دیا گیا ہے۔ اور بتایا کہ **لا ریب فیہ**۔ ریب کے دو ترجمے ہیں۔ (۱) ہلاکت (۲) شک و شبہ۔ اور دونوں درست ہیں۔ تعلیمات الٰہیہ میں کوئی تعلیم ایسی نہیں جس سے ہلاکت کی راہ پیدا ہو۔ بلکہ قرآن کے بیان سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ وہ یقیناً شفاءٌ للناس ہے اور اس کے عمل درآمد سے میں علیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ اس پر عمل کرنے سے انسان **لا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون** کا مصداق ہو سکتا ہے۔ ہاں اس تعلیم کی خلاف ورزی سے غلطی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور بڑے بڑے نقصان اس کو اُٹھانے پڑتے ہیں۔ جہاں تک میری نظر جاتی ہے میں نے غور کیا ہے یہ بالکل امر واقعی ہے۔ ہو سکتا ہے۔ تمہارے علوم۔ تجربہ اور معلومات میں وسعت ہو۔ ہو سکتا ہے میرے بیان میں کمزوری ہو سکتا ہے۔ تمہیں ایک امر واقعہ معلوم ہو۔ اور مجھے نہ ہو۔ مگر یہ بات کہ میری عمر بڑی ہو چکی ہے اور قویٰ ضعیف ہو چکے ہیں اگرچہ میرے کان۔ زبان وہ طاقت نہ رکھتے ہوں مگر یہ یقینی بات ہے کہ قرآن مجید پر عمل انسان کو خوف اور حزن سے نکال دیتا ہے میں نے اپنی تمام عمر میں تجربہ کیا ہے اور جہاں تک میں قرآن کریم کی تعلیم کو سمجھتا ہوں۔ انسان خوف و حزن سے بچ جاتا ہے۔ میرے دوست بے شک کہدیں کہ کیا میں کبھی غمگین ہوا ہوں یا اُنہوں نے مجھے کسی خوف سے روتے دیکھا ہے وہ برسوں سے میرے پاس رہتے ہیں اُنہوں نے مجھے خوف اور حزن میں نہیں دیکھا۔ پس تم اگر خوف و حزن سے بچنا چاہو۔ اور اس کا علاج کرنا چاہو تو قرآن کریم کی اتباع سے ہوتا ہے۔ مگر ایک شرط ہے وہ یہ ہے کہ علم صحیح ہو اور اس کے ساتھ عمل ہو۔ علم بدوں عمل کے کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ مثلاً یہاں کنواں ہے کوئی شخص جو اس کا علم صحیح رکھتا ہے وہ اس میں نہیں گریگا۔ مسلمانوں کو یہ صحیح علم ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم کے ذریعہ وہ خوف و حزن سے محفوظ رکھے گئے ہیں لیکن جب تک عمل نہ ہو کچھ فائدہ نہیں۔

میں اب بس کرتا ہوں۔ ایک تو وقت ایسا تنگ ہے کہ بولنے کی زیادہ گنجائش نہیں (ایڈیٹر۔ مغرب کا وقت قریب ہو گیا تھا) دوسرے جب سُننے والوں میں کسی وجہ سے گھبراہٹ ہو

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ... ... ۳؎

خواص سے ... ... ۵؎

ہندوستان سے باہر ... ... ۶؎

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ... ... ۱؎ ۱۲

الحکم

جلد ۱۶ — نمبر ۲۵

قادیان دارالامان

۱۴ - جولائی سنہ ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی — دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے!

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم مولٰنا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح رضؓ مدظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور۔ ہدایت اور شفا ہے۔

قیمت فی پارہ ... ... ایک روپیہ

نوٹ۔ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے معہ محصول ڈاک لئے جائیں گے۔

دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ بتقریب سنگ بنیاد

۱۵ جون ۱۹۱۲ء قریب ۶ بجے شام

(بعد اصلاح حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ شائع کی جاتی ہے ایڈیٹر)

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَہٗ عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٍ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَہٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ ھَارٍ فَانْھَارَ بِہٖ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۔

تاریخ عالم کا ابتدا معلوم نہیں

عمارتیں دُنیا میں بہت بن رہی ہیں بنتی رہی ہیں اور بنتی رہیں گی۔ اور اسقدر عرصہ سے بنتی آئی ہیں۔ کہ میرے نزدیک اس پر زمانہ دراز گذر گیا ہے۔ اتنا بڑا زمانہ کہ اگر ارب۔ کھرب۔ سنکھ مہاں سنکھ بھی کوئی تجویز کرے اور اس کو سنکھ مہاں سنکھ کے غیر نہائت عدد سے ضرب دے پھر بھی وہ اس وقت تو احمق و نادان ہے جو تجویز کرے کہ دُنیا کب سے آباد ہے اللہ تعالیٰ ہی اس حقیقت اور زمانہ کو سمجھتا ہے توراۃ میں بھی تاریخ لکھی ہے۔ ویدوں سے بھی تاریخ کا پتہ دیا جاتا ہے۔ ژند وستا اور گاتھ سے بھی زمانہ کی تاریخ ظاہر ہوتی ہے۔ دساتیر میں تاریخ عالم ہے۔ مگر قربان جاؤں اس کامل کتاب قرآن کریم کے جس نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی حدبندی نہیں کی۔ قرآن مجید نے نہیں بتایا کہ دُنیا کب سے ہے اور سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے رب۔ رحمٰن۔ رحیم۔ داتا۔ بخت نہاد ہے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کہ اس قدر عرصہ سے ہے پس قرآن کریم کو پڑھکر اور سمجھ کر میرا ایمان یہی ہے کہ معلوم نہیں کہ **دُنیا کب سے قائم ہوئی ہے؟** میں اس **کتاب** پر دل و جان سے قربان ہوں جس سے ہر امر میں ایسی راہ بتائی ہے۔ جو نہائت محفوظ اور مامون ہے اور اس پر کوئی ژدا اور اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔

شیخ صاحب سے حضرت اقدس ؑ کا وعدہ

پس جب ہمیں قطعاً معلوم نہیں کہ دُنیا کب سے ہے۔ تو یہ امر صاف ہے کہ کسی غیر معلوم زمانہ دراز سے دُنیا میں عمارتیں بن رہی ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں اس کی بنیادیں رکھی جاتی ہیں۔ میرے آقا میرے **محسن** (حضرت مسیح موعودؑ) نے شیخ صاحب (شیخ رحمت اللہ صاحب) سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی عمارت کی بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا منشاء ایسا ہی ہوا۔ کہ آپؑ کے اس وعدہ کی تعمیل آپؑ کا ایک خادم کرے شیخ صاحب نے لکھا کہ تم آؤ۔ میں بیمار ہوں اور بعض اعضاء میں درد کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔ مگر میرے دل میں یہ جوش ہے۔ کہ

اپنے پیارے کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری کرنی چاہتا ہوں

مجھے رسومات اور بدعات سے نفرت ہے اور سُنت سے محبت ہے۔ آج نہیں بچپن سے میری فطرت میں یہ ایک جوش ہے۔ کہ وحدہٗ لاشریک کا فدا ہوں اور شرک سے کلی بیزار ہوں۔ اور ایسے امور سے نفرت کرتا ہوں جن میں کوئی رسم و بدعت ہو۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھ پر کوئی زمانہ ایسا نہیں آیا کہ میں نے شرک و بدعت کو پسند کیا ہو۔

غرض عمارات جیسا کہ میں نے کہا لا انتہا زمانہ سے بنتی چلی آئی ہیں اور بنتی چلی جائینگی۔ لاہور ایک ایسا شہر ہے کہ بہت پرانی تاریخ میں اس کا پتہ ملتا ہے۔ سفینۃ الاولیا میں دارا شکوہ کا قول میں نے پڑھا ہے کہ تیس ہزار قرآن کریم کے حافظ اس وقت یہاں تھے جب وہ یہاں اُترے ہوئے تھے یہ لمبا زمانہ نہیں۔ ایک ہزار ہجری کے بعد کا زمانہ ہے بلکہ بہت ہی قریب کا زمانہ ہے۔ اب میں نہیں سمجھتا ہوں کہ تیس ہزار کے بدلہ میں تین ہزار بھی ہوں۔ اس وقت تو تیس ہزار وہ تھے جو بادشاہ کے سامنے ثبوت دے سکتے تھے اب ایسے نہ ملیں گے۔

چونکہ اُن کو میاں میر صاحب سے ارادت تھی اس لئے ان کے حرم سرا سے وہاں تک جانے کے لئے ایک پردہ دار سڑک بنی ہوئی تھی۔

پھر اس سے بھی پیچھے جائیں تو محمود غزنوی کے زمانہ میں بھی لاہور کے تاریخ عمارت کے عجائبات معلوم ہوتے ہیں۔ محمودؒ بڑا عاقبت اندیش تھا۔ انسے غلطیاں بھی ہوئیں نیکیاں بھی ہوئیں۔ فارسی کا رواج اسی نے ڈالا۔ اس کے بیٹے ابراہیم نے لاہور دار السلطنت تجویز کیا تھا۔ رنگ محل کے ادھر ایاز کی قبر ہے جو ایک کشمیری پنڈت تھا۔ اور مسلمان ہوگیا تھا محمود غزنوی کو اس سے بہت محبت تھی اور ان کے محبت کے بڑے اسباب لکھے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ جب محمود قنوج پر حملہ آور ہوا تو بعض لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایک کشمیری پنڈت سے جو نومسلم ہے اسقدر محبت کیوں ہے؟ محمود کو یہ بات پہنچی۔ راستہ میں محمود نے ایک پہاڑی کی طرف جُھک کر دیکھا لوگوں نے خیال کیا کہ قدرت کا نظارہ کرتے ہوں گے۔ مگر ایاز فوراً اپنی فوج کا دستہ لیکر پہاڑی پر چڑھ گیا۔ تب محمود نے کہا کہ ایاز سے پوچھو وہ پہاڑی پر کیوں چڑھ گیا۔ اس نے کہا کہ میں جانتا ہوں۔ بادشاہ عاقبت اندیش ہے بیجا نکمی حرکات نہیں کرتا اور اس کا دیکھنا بیوجہ نہیں۔ محمود نے جب پہاڑی کو دیکھا تو میں نے سمجھا کہ کوئی **خطرہ** ضرور ہے اس پر محمود نے ان لوگوں کو کہا کہ ایاز ہمارا **مزاج شناس** ہے اور خدمت کرتا ہے اس ایاز ہی کی قبر کو لاہوری کم جانتے ہیں۔ میں تو عبرت کے لئے وہاں چلا گیا۔ اس سے پہلے عربوں کے حملہ کے وقت بھی آباد تھا۔ غرض میرا مقصد لاہور کی تاریخ بیان کرنا نہیں یہ ایک تاریخی مقام ہے سب جانتے ہیں۔ پس میں اصل غرض بیان کرتا ہوں عمارتیں ہمیشہ سے دُنیا میں بنتی ہیں بنتی رہیں گی اس عمارت کے ارد گرد بھی تازہ عمارتیں بنی ہوئی اور بن رہی ہیں۔

اس عمارت سے ہمارا شخصی اور قومی تعلق

مگر اس عمارت کے ساتھ ہمارا ایک خاص تعلق ہے اور یہ تعلق شخصی بھی ہے اور قومی بھی۔ شخصی تو یہ کہ حضرت صاحب نے وعدہ فرمایا تھا کہ اس عمارت کی بنیاد رکھیں اور حضرت صاحب کا ایک خادم اس وعدہ کو پورا کردے قومی تعلق یہ ہے کہ اس عمارت میں ہماری قوم کا بھی* ایک حصہ ہے اس لئے قوم کو چاہیئے

* فٹ نوٹ از ایڈیٹر۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کا اشارہ اس وصیّت کی طرف ہے جو شیخ صاحب نے اپنی جائیداد کے متعلق کی ہوئی ہے کہ اس کا تیسرا حصہ قومی خدمات کے لئے ہوگا۔

کہ درد دل سے دعا کرے کہ انجام بخیر ہو اور اس مکان میں جو بسنے والے ہوں جو اس کے مہتمم ہوں۔ وہ راستباز ہوں اور نیکی سے پیار کریں۔ اگر اس مکان کے رہنے والے سچے۔ راستباز اور متقی۔ مومن ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں برکت دیگا اور پھلائیگا اور جسقدر یہ عمارت بڑھیگی اسی قدر ہماری قوم متمتع ہوگی۔ کیونکہ اس کا اس سے تعلق ہے۔

بنیادی پتھر کی اصل قرآن میں

میں نے کہا ہے کہ میں ہمیشہ سنت کو پسند کرتا رہا ہوں۔ اس لئے میں نے قرآن کریم میں غور کیا ہے کہ قرآن مجید میں کسی عمارت کا پتھر رکھنا ہے یا نہیں۔ یا یوں ہی ایک بات بنائی ہے تو میری توجہ اس آیت کی طرف ہوئی جو میں نے پڑھی ہے کہ بعض عمارتوں کی بنیادیں تقویٰ پر ہوتی ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہوتی ہے۔ یہ آیت مسجد نبوی کے متعلق ہے اس مسجد نبوی کے مقابلہ میں بھی ایک پتھر رکھا گیا تھا مگر انجام کیا ہوا؟ اس کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا گیا اور وہ جگہ نجاست پھینکنے کا میدان بنا۔ یہ لمبا قصہ ہے وقت اجازت نہیں دیتا کہ میں اس کو بیان کروں۔

یہ تو ہماری سرکار ہمارے مقتدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بنیاد رکھنے کا ذکر ہے اس سے بھی بہت پہلے ایک پتھر رکھا گیا تھا۔ اور وہ وَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ میں رکھا گیا جو ابو الملت ابراہیم نے رکھا تھا۔ اس پتھر کے متعلق بہت وسیع باتیں ہیں۔ وہ بنیادی پتھر اب تک موجود ہے اور حاجیوں کو تاکید ہے کہ وہاں چکر لگا کر ابراہیمی دعائیں کریں۔ حضرت ابراہیم نے سات عظیم الشان دعائیں مانگی ہیں اور سات دفعہ چکر لگانے کا حکم ہے۔ ہاجرہ وہاں سات دفعہ چلی ہے۔ اور سات ہی وہاں نشان (آیات اللہ) ہیں۔ اس عمارت کی بنیاد ہی تقویٰ اور رضا الٰہی پر رکھی گئی۔ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کیسی بابرکت ہے اور مدینہ طیبہ کی وہ عمارت جس کا پہلے ذکر کیا ہے۔ آج دنیا پر اس کی وسعت پھیلی ہوئی ہے اور وہ بڑی ہی بابرکت ہے۔ غرض مکہ معظمہ کی عمارت بھی تقویٰ پر رکھی گئی اور مدینہ منورہ کی عمارت بھی

میں اس عمارت کی بنیاد اسی نیت اور غرض سے رکھتا ہوں۔ ہم اس وقت حضرت صاحب کے خاندان کے پانچ آدمی موجود ہیں۔ (خلیفۃ المسیح۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد۔ صاحبزادہ بشیر احمد صاحبزادہ شریف احمد نواب محمد علی خان صاحب)۔

اور میں نے کہا ہے کہ ساری قوم کا اس عمارت میں حصہ ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بابرکت کرے اور شیخ صاحب جن سے ہم کو محبت ہے۔ اُن کی اولاد کو بھی ہمارے ساتھ محبت بخشے۔ میں شکایت نہیں کرتا۔ بلکہ دعا کے رنگ میں چاہتا ہوں کہ وہ ایسے ہوں۔ وہ بڑے سفروں میں جاتے ہیں مگر ہم سے اس طرح پر نہیں ملتے جس طرح ان کے والد ملتے ہیں۔ اب میں دعا کر کے ایک اینٹ رکھدیتا ہوں پھر میرے بعد صاحبزادہ مرزا محمود اور بشیر اور شریف اور نواب صاحب دعا کر کے ایک ایک اینٹ رکھدیں

یہ فرما کر آپ نے ایک اینٹ لی اور نہائت توجہ الی اللہ کے ساتھ دعا کر کے اسے ایک مقام پر رکھدیا اور پھر صاحبزادہ صاحبان نے ارشاد کے موافق ایک ایک اینٹ رکھی اور بالآخر نواب صاحب نے رکھی اس موقعہ پر نواب صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

> داماد وں کے متعلق تو بڑی بڑی بحثیں ہوئی ہیں اس لئے آپ ضرور دعا کر کے اینٹ رکھدیں۔ میں دعاؤں کا بڑا معتقد ہوں۔

یہ کلمہ میاں شریف احمد صاحب کے اینٹ رکھنے پر فرمایا۔

اس کے بعد آپ نے اور حاضرین نے دعا فرمائی بعد دعا فرمایا جس غرض کے لئے ہم آئے تھے خدا کے فضل سے ہم اس سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اب ہم آزاد ہیں۔

ایڈیٹر الحکم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ شیخ صاحب سے کہدو کہ ہم آپ کے کام سے فارغ ہو چکے اور حضرت صاحب کے وعدہ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے پورا کر چکے اب ہم آزاد ہیں خواہ صبح چلے جاویں یا شام کو۔ میں نے شیخ صاحب کو یہ پیام اسی وقت پہنچا دیا کیونکہ وہ پاس ہی موجود تھے۔ یہ سن کر ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور نہائت رقت بھرے لہجہ میں عرض کیا کہ

جو غلام ہو اُس کو آقا کو آزاد کرنے کی کیا جرأت

اس پر فرمایا مجھے قادیان سے باہر مزا نہیں آتا۔ میں کیا کروں میری حالت ہی ایسی ہے چونکہ حضرت کے منشاء سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ۱۶ کی صبح کو ہی چلدیں مگر احباب لاہور نے حضرت کے ایک عام لیکچر کا اعلان کیا تھا اس لئے میں نے عرض کیا کہ کل ۱۶ کی شام کو تو حضور کے ایک لیکچر کی تجویز ہے فرمایا اچھا۔ اسی ضمن میں پھر از راہ کرم خاکسار ایڈیٹر کو فرمایا کہ میں نے ایک خاص رنگ میں قوم کو دعا کیلئے توجہ دلائی ہے اس عمارت میں قوم کا ایک حصہ ہے۔ اس طرح پر یہ تقریب بعافیت ختم ہوئی۔

سنگ بنیاد کی تقریر کے ضمن میں بعض ارشادات

سنگ بنیاد کی تقریب جب حضرت فرمانے لگے تو صاحبزادگان کو بلا کر اپنے پاس کھڑا کیا اور پھر نواب صاحب (جو پیچھے کھڑے تھے) کو بلایا کہ آگے آؤ ان میں ان کو کھڑا کیا اور پھر خود کرسیاں لانے کے لئے حکم دیا اور ان چار بزرگوں کو اپنے سامنے بیٹھنے کا حکم دیا۔ ان کو بیٹھنے میں تردد تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کھڑے ہیں۔ فرمایا

"میں تو تمہاری خدمت کرتا ہوں اور تمہارا ہی کام کر رہا ہوں۔ تمہارے باپ کی جو میرا محسن اور آقا ہے۔ میرے دل میں بڑی عظمت ہے آپ بیٹھ جاویں"

میں تو کھڑا ہو کر ہی تقریر کرونگا میں بیٹھ کر تقریر کرنے کا عادی نہیں اور نہ ہمارے سلف سے یہ ثابت ہے۔ ہمارے سلف جب کوئی چھوٹی یا بڑی تقریر کرتے تھے تو وہ کھڑے ہو کر کرتے تھے۔ میں تو لمبی تقریر بھی کھڑے ہو کر کرتا ہوں اور یہ تو چھوٹی سی تقریر ہے"

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دعائیں میں چھپے ہوئے انمول موتی

(از حضرت چشمۂ فیض امیر المومنین خلیفۃ المسیح سلمہ الرحمن)

یا۔ اگر قرآن کے مطابق عمل کرو تو تمہارے سب کام سنور
ہمارے ملک میں ایک فقرہ بہت دغا کا ہے "خالق
لقت رکھنا مشکل ہے" یہ کفر کا کلمہ ہے۔ دیکھو۔ اب
انوں نے خلاف قرآن کیا تو تمام دنیا میں ذلیل ہو گئے
ہیں جا رہی ہیں تمہیں تو خبر نہیں مگر آجکل ہمیں بہت دکھ
ہا ہے مسلمانوں پر ہر طرف سے تباہیاں آ رہی ہیں۔
ا۔ مہر حیثیت کے مطابق مقرر کرنا چاہیئے۔ متعہ ناجائز ہے
ناہ۔
ا۔ امیں کے حقوق لونڈی سے زیادہ ہیں مگر سزا ابھی
کو اصیل سے نصف ہو گی۔
۔ یہ بہت غلطی ہے کہ مرد عورت کوئی سودا لینے جاوے
ہے کھڑا رہے اور عورت چیزیں پسند کرے انگریزوں میں
م ہے۔ عورتوں کا یہ بہانہ ہے کہ مرد کیا جانیں خانہ داری
۔ یہ غلطی ہے۔ دیکھو تم سب میری عزیز بیٹیاں بہنیں
حق کہتا ہوں کہ مردوں کے ماتحت کام کرو قرآن کریم
ہے۔ حافظات عورتیں وہ ہوتی ہیں جو خاوند کے
حفاظت اپنی عزت کی حفاظت کرنے والیاں اولاد
بان ہوں۔
۔ اپنے گھروں کو جنت بناؤ۔ قرآن حمید نے مردوں کو
ہلیغ بنایا ہے گھر میں ایک بادشاہ چاہیئے۔ مرد بادشاہ
س کی کمائی میں اسراف نہ چاہیئے۔ دیکھو میں تم کو
محبت سے۔ اخلاص سے قرآن کریم کا حکم سناتا ہوں
نہ کرو۔ پانچ روپیہ کی آمد ہو تو بیس روپیہ کا خرچ
وسیا اگر بیس کی آمد ہے تو پچاس کا خرچ نہ بنا لو
مرد بچارے کن مصیبتوں سے کماتے ہیں اور حلال
زق کمانا سخت مصیبت کا کام ہے۔ پھر اگر بیوی
ملتو حرام مال لانا پڑتا ہے میں نے بعض عورتوں کو

کچھ نصیحت کی۔ تو کہدیا۔ آپ ہنسی کرتے ہیں یا کہ ۔ ۔ ۔
آپ سیدھے سادے آپ کو دنیاوی معاملات کی کیا خبر۔
فرمایا۔ بدظنی نہ کرو۔ بدظنی سخت گناہ کا کام ہے۔ عورتوں میں
خاص کر یہ مرض بہت پھیلا ہوا ہے امام شعرانی نے ایک لطیفہ
لکھا ہے کہ ایک ولی اللہ لڑکوں سے خدمت لیتے مگر بدظن لوگوں
نے بہتان باندھا کہ یہ سیاہ کار ہے آخرکار ایک دن انہوں نے
دعا کی کہ یا مولیٰ کریم! اس محلہ میں اور مجھ میں فیصلہ کر دے۔
آخر امام شعرانی فرماتے ہیں میں نے وہ محلہ دیکھا ہے اس میں
اب تک کنجنیاں اور گنڈے اور ہیجڑے آباد ہیں۔ اللہ تعالیٰ
بڑی غیرت والا ہے۔
فرمایا۔ لوگ اب عورتوں کو حصہ نہیں دیتے ہم نے کسی شخص کو
نصیحت کی کہ یہ مال اپنی بہن کو دیدو کہا میں کچھ نہیں دونگا۔
مگر اس کو بھی کچھ نہ ملا۔
فرمایا۔ اچھے اخلاق یہ ہیں۔ دغا۔ فریب۔ جھوٹ۔ تکبر۔ غیبت
کم حوصلگی سے بچنا۔ مہمان نوازی۔ اخلاق سے پیش آنا۔
فرمایا۔ دین کی باتوں کی ہنسی نہ اڑاؤ۔ جو دین کی باتوں کو
حقیر جانے اس کو مطلق محبت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ اذان میں
اللہ اکبر کیا اعلیٰ درجہ کا فقرہ ہے پھر ساری اذان کو غور سے
سنو تو کیا لطیف مضمون ہے مگر ہمارے ملک کے لوگ اذان ہوتی
تو کھڑے ہو کر سنتے اور پھر چل پڑتے ہیں مگر اذان تو نماز کو بلانے
والی ہوتی ہے۔
فرمایا۔ عورتیں نماز میں بے حد سست ہوتی ہیں خاص کر عصر
شام۔ فجر کو تو ضرور بہانہ بنا لیتی ہیں کہ روٹی پکانی ہے۔
فرمایا۔ یہ آسان بات ہے کہ غریب بی بی شام کو روٹی پکائے تو
ایک پانی کا لوٹا اور جا نماز چولہے پاس رکھ لے جب اذان ہو وضو
کر وہیں نماز پڑھ لے۔
فرمایا۔ میری ماں نے تو باورچی خانہ میں تو ایک جانماز ایک کھونٹی
پر ٹنگی ہوئی تھی۔ نماز کا وقت ہوتا تو بے تامل وہیں نماز
پڑھ لیتیں۔
فرمایا۔ حکم قرآن ضرور کسی نہ کسی کو پہنچاتے رہو۔ عورتوں میں
تبلیغ کا مادہ کم ہے اور جب ہم کسی کو کہتے ہیں کہ تبلیغ یعنی نیکی سمجھاؤ
تو کہتی ہیں۔ اجی ہمیں کیا ضرورت کہ کسی کو رنجیدہ کریں۔ یا
لڑائی مفت کی لے لیں۔ مگر یہ غلط راہ ہے کوئی برا مانے یا نہ
تم حق کہنے سے نہ رکو۔
فرمایا۔ اولاد کے لئے دعائیں مانگو۔ بہت بہت دعائیں کرو
تمہارے خاوند نیک ہوں۔ اولاد نیک ہو۔ لڑکی ہوئے پر برا نہ
مانو۔ نیک ہو۔ خواہ لڑکی ہو۔ دیکھو ہمارے سرکار رسول اکرم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی ایک ہی
بیٹی فاطمہ تھی مگر دیکھو قیامت تک فاطمہ کی اولاد کو خدا تعالیٰ
نے کتنا بڑھایا گویا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے
باوا آدم معلوم ہوتے ہیں۔
فرمایا۔ بعض لوگ نادانی سے اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں
بار بار ایک ہی مضمون کیوں ہے۔ دیکھو یہ انسان کی فطرتی بات ہے
جس طرح بار بار سانس لینے کی۔ کھانے کی۔ پینے کی۔ ضروری حاجات
کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح قرآن پاک کی نصائح سے سیاہی
دل کی دور ہوتی ہے۔
فرمایا۔ بعض عورتیں نئی بیاہی دلہن کو بہکاتی ہیں کہ تیرا خاوند ایسا
ہے۔ تجھے یوں اس پر حکمرانی کرنی چاہیئے۔ اس طرح منہ موڑے
رکھنا چاہیئے تا وہ تیرا تابع ہو جاوے۔ یہ گمراہ کرنے والیاں ہوتی
ہیں۔ ایسی عورتوں کو گھر میں نہ آنے دو۔ شریف بی بیاں ان
کو منہ نہ لگائیں۔
درس ختم پر اکثر فرمایا کرتے ہیں۔
جاؤ۔ اپنے گھروں کو جنت بناؤ۔ اپنے خاوندوں کو راضی کرلو۔
اولادیں نیک تربیت والیاں بناؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں عمل کی
توفیق عنایت کرے۔ آمین!

عاجزہ
سکینۃ النساء - از قادیان

جس نے زمیندار کی سپارش پر الحکم لیا ہو وہ آج ہی الحکم کے بند کر دینے کے لئے حکم دے دے بلکہ میں ایسی ذلیل کوشش کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

باوجودیکہ میں جانتا ہوں اور احمدی قوم آگاہ ہے کہ اسی **ظفر علی** نے **نقاش** کا برقعہ پہن کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں گندے گندے مضامین شائع کئے جو اسی شخص کی فطرت اور **اخلاقی حالت کے مرقع** ہیں لیکن آج تک میں نے کبھی احمدی قوم کو متوجہ نہیں کیا۔ کہ وہ ایسے شخص کے اخبار کو نہ خریدے اس کے مصیبت کے ایام میں احمدیوں نے اس کی جو مدد کی ہے کیا یہ اس کا شکریہ ہے کہ وہ آج احمدی قوم کے **امام** اور **پیشوا** کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کرتا ہے ایسے **احسان فراموش اور کینہ ور دشمن** کے ساتھ میں پھر بھی احسان کرنے کا مشورہ دیتا ہوں لیکن کیا احمدیوں کی **حمیت** اور **غیرت** کا یہ تقاضا ہے۔ کہ وہ شخص جو ان کے امام کو گالیاں دے جس نے حضرت ام المومنین کی شان میں بیہودگیاں کی ہوں اور عالم کباب اور نزول مسیح قادیانی جیسے گندے اور دل آزار مضمون شائع کئے ہوں اور جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم اطاعت و وفاداری گورنمنٹ کو **شیر انگلستان کی بے بہانہ خوشامد اور دول اسلامیہ کی سفیہانہ مذمت**" قرار دیتا ہو اور اس طرح پر مسلمانوں میں تاج برطانیہ کی وفاداری اور ارادت کے پاک جذبہ کو نقصان پہنچاتا ہو۔ اس قابل ہے کہ ہم اس کو اپنا روپیہ دے کر گالیاں مول لیں۔ زمیندار کے مصیبت کے ایام میں ہمارے مکرم احباب نے زمیندار کی دستگیری فرمائی اور محض اس لئے کہ ایک گرتے ہوئے دشمن کے ساتھ بھی احسان کرنے سے ہمارا مذہب ہمیں نہیں روکتا۔ بلکہ جانوروں تک احسان کا دائرہ وسیع ہے مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ زمیندار نہ صرف گالیوں سے دل آزاری کرتا ہے بلکہ ہمارے امام اور ہمارے سلسلہ کے متعلق غلط اور محض تراشیدہ باتیں منسوب کر کے جماعت میں انتشار اور تشویش پھیلانے کا کام کر رہا ہے احمدی قوم کو ایسے مخفی دشمنوں سے ہوشیار رہنا چاہئے وہ الحکم کے بند کر دینے کا اسی لئے فتویٰ دیتا ہے تا اس کی چالوں کو کوئی پبلک نہ کر سکے مگر وہ یاد رکھے کہ الحکم اور

اس کی قوت و بازو احمدی **ہمعصر زمیندار کی کرتوتوں** کو طشت از بام کرنے کے لئے ہمیشہ آمادہ ہیں۔

احمدی قوم کو ان **ریشہ دوانیوں سے مطلع رہنا** چاہئے۔ جن کا سلسلہ زمیندار نے شروع کیا ہے چنانچہ ۹ جولائی کی اشاعت میں وہ لکھتا ہے کہ

"مولوی صاحب نے تو لاہور کی تقریر میں کھلے کھلے لفظوں میں صاف کہدیا تھا کہ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں سمجھتے **ہمارا اور عام مسلمانوں کا اختلاف اسی قسم کا اختلاف ہے۔ جیسا شیعوں اور حنفیوں کا ہے شیعی حضرت فاروق اعظم کے منکر ہیں۔ عام مسلمان مرزا غلام احمد کی نبوت غیر تشریعی کے قائل نہیں"**

یہ ساری **ایجاد** زمیندار کے **دماغ** کی ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح کی صرف ایک تقریر میں حاضر ہوا تھا۔ حالانکہ میں نے ان تقریروں کو نوٹ کیا پھر حضرت **خلیفۃ المسیح** نے صاف ہونے کے بعد ان کو پڑھا اور آپ کی اصلاح کے بعد وہ شائع ہو رہی ہیں اور زمیندار کا ایڈیٹر لاہور میں بیٹھا ہوا ہے مضمون تراش رہا ہے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جن الفاظ کو میں نے جلی کر دیا ہے۔ یہ الفاظ حضرت **خلیفۃ المسیح** کے منہ سے کبھی نہیں نکلے۔ اگر زمیندار کا ایڈیٹر سچا ہے تو اس کا **ثبوت دے** اور وہ ہرگز نہ دے سکیگا **لو کان بعضھم لبعض ظھیرا**۔

حضرت **خلیفۃ المسیح** نے ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ ہمارا اور دوسرے مسلمانوں کا اختلاف **اصولی اختلاف** ہے حالانکہ اسلام کے دوسرے فرقوں میں جو اختلاف ہے وہ **فروعی** ہے۔ زمیندار کی شرارت اس **غلط بیانی اور خود تراشیدہ** تقریر سے یہ ہے تا وہ حضرت **خلیفۃ المسیح** کے بیان میں **اختلاف** ظاہر کرے اور اس طرح پر لوگوں کو بدظن بنا دے مگر الحکم کا ایڈیٹر اس کی روبہانہ چالوں کو خوب تاڑتا ہے اس کا یہ داؤ اس جماعت پر نہیں چل سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے قطعاً اس قسم کی تقریر نہیں فرمائی۔ اور احمدی قوم قطعاً کسی ایسی بات کو یقین کرنے کے لئے تیار نہیں

جو سلسلہ حقہ کے اصولوں کے خلاف ہو اور قادیان کے اخبار اس کی تصدیق نہ کریں۔ الحکم کی ثقاہت اور اعتبار کے متعلق جو حملہ زمیندار نے کیا ہے اس کے لئے الحکم اپنے **قانونی حقوق** کو محفوظ رکھتا ہے۔ انشاء اللہ اس موقعہ پر معلوم ہو جائیگا کہ ایڈیٹر الحکم حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریریں اپنے دماغ سے نہیں لکھا کرتا۔ بلکہ خود انہیں کی تقریریں ہوتی ہیں اور ان کی **اصلاح** کے بعد شائع ہوتی ہیں میں ایڈیٹر زمیندار اور اس کے معاونوں کو **چیلنج** کرتا ہوں کہ اگر وہ مرد میدان ہے اس میں **شرافت** اور **غیرت** ہے تو ثابت کرے کہ الحکم نے خلیفۃ المسیح کی جو تقریر شائع کی ہے وہ حضرت کی تقریر نہیں اور حضرت نے اس کی **اصلاح** نہیں کی۔

ٹکے بٹورنے کا الزام الحکم پر غلط ہے ٹکے بٹورنے کے طریقوں کا راز اخبار ملت نے ابھی طشت از بام کیا ہے یا آنریبل خان بہادر محمد شفیع کی جبہ سائی اور سرکاری امداد کی خواہش کا اعتراض ظاہر کرتا ہے۔ جس کا جواب ابتک نہیں دیا جا سکا اور الحکم کا ایڈیٹر تو اس معاملہ میں خدا کے فضل سے لاہور کے اپنے ایک معزز کرم فرما کو پیش کر سکتا ہے جس نے الحکم کے تمام گذشتہ نقصانات کی تلافی کی سکیم پیش کی مگر ایڈیٹر الحکم نے محض ضمیر فروشی کی وجہ سے اسے رد کر دیا۔

ایڈیٹر زمیندار نے حضرت خلیفۃ المسیح سے اپنی ملاقات کے **واقعہ** پر بھی ناک بھوں چڑھایا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح کی **ایمانی غیرت** کو کینہ کا مترادف سمجھ کر اس پر جرح کی ہے کوئی شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہو کبھی بھی یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ **ایمانی غیرت اور کینہ** مترادف الفاظ ہیں یہ زمیندار کی **قابلیت** کا دوسرا ثبوت ہے۔

یہ بالکل درست اور صحیح ہے کہ حضرت **خلیفۃ المسیح** کو کسی جاندار کیا بے جان وجود سے بھی دشمنی یا کینہ نہیں وہ سراسر **رحم** اور **شفقت** کے مجسمے ہیں اگر انہیں کوئی کینہ ہوتا تو زمیندار کی ضمانت کے موقعہ پر امداد سے احباب کو روک دیتے۔ یہاں قادیان میں ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ ان کی جماعت کو دکھ دیتے ہیں۔ وہ دوسرے وقت ان کے فیض سے ہر طرح مستفیض ہوتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں ان کے متعلق یہ وہم سراسر ظلم اور جہالت ہے ہاں **فاروقی حمیت** بھی اس میں ہے اور دین کی

مختصر نوٹ

ادب سیکھو | حضرت خلیفۃ المسیح کی ان تقریروں کے متعلق جو لاہور میں ہوئی ہیں بعض لوگ عجیب عجیب قسم کے خطوط لکھتے یا خیالات کا اظہار کرتے ہیں یہ سراسر **نادانی** ہے حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے جو بیان فرمایا اس کو قلمبند کر لیا گیا اور پھر حضرت **خلیفۃ المسیح** کی **اصلاح اور درستی** کے بعد شائع کر دیا گیا یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت **خلیفۃ المسیح** کی کوئی **تقریر** کبھی شائع نہیں کی جاتی جب تک وہ حضرت کو دکھا نہیں لی جاتی۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ **سرسری** طور پر دیکھ لیتے ہیں وہ **توبہ** کریں اور ایسے خیالات فاسدہ کو دل سے نکال ڈالیں حضرت **خلیفۃ المسیح** اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی **فراست** اور **نور قلب** کی تیز قوتیں رکھتے ہیں۔ ان کو خدا تعالیٰ نے ایسا ملکہ دیا ہے کہ وہ مصنف کی دو چار سطریں پڑھ کر اس کے **مذہب** اور **اخلاق** کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ ہم میں سے کوئی اخبار نویس کبھی جرأت نہیں کرتا۔ کہ کوئی **تقریر** یا **مضمون** جو حضرت کی طرف منسوب ہو۔ اُس کو آپ کی اصلاح کے بدوں شائع کرے۔

بجٹ میں تبلیغ سلسلہ کا لحاظ رکھو | بجٹ سالانہ کا موقعہ آ گیا ہے اس لئے میں توجہ دلاتا ہوں کہ تبلیغ سلسلہ کے لئے اس میں بھی گنجائش رکھنی چاہئے۔ بہت سے علاقہ ہندوستان میں ایسے ہیں جہاں تبلیغ کی ضرورت ہے اور جماعتوں میں بھی تبلیغ سلسلہ کی ضرورت ہے تاکہ انہیں سلسلہ کی خصوصیات سے آگاہی ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ صدر انجمن اس سال کے لئے خصوصیت سے **واعظین سلسلہ** کا انتظام کریگی۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کا نتیجہ | انٹرینس کے امتحان کا نتیجہ نکل آیا جو دوسرے اسلامی سکولوں کے مقابلہ میں عمدہ ہے اللھم زد فزد۔ لاہور کے ایک معزز اسلامی پرچہ نے دوسرے اسلامی سکولوں کے نتائج بیان کئے ہیں مگر افسوس ہے کہ انہوں نے قادیان کے ہائی سکول کے نتیجہ کا ذکر نہیں کیا۔

علی گڑھ کالج کا جدید سکرٹری | علی گڑھ کالج کے جدید سکرٹری کے متعلق نواب محمد اسحاق خان صاحب کا نام لیا جاتا ہے۔ اس کی بعض حلقوں میں مخالفت ہو رہی ہے۔ نواب وقار الملک صاحب نے علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں اس پر ایک مضمون لکھا ہے اور اس میں ظاہر کیا ہے کہ ایم اے او کالج علیگڑھ کالج کی وزیری سکرٹری کا عہدہ اور سر سید صاحب مرحوم و مغفور کی جانشینی کا مسئلہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے گویا **خلافت** کا ایک مسئلہ ہے۔ ... میں نواب صاحب کی بہت بڑی جرأت ہے کہ وہ ... **خلافت** کو علیگڑھ کالج کے سکرٹری شپ سے تعبیر کرتے ہیں یہ ہتک ہے مسئلہ خلافت کی۔ خلافت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص فیضان ہے جو کسی **انتخاب** سے وابستہ نہیں۔ کیا نواب صاحب آئندہ علی گڑھ کی سکرٹری شپ کے **خلافت کا رنگ دیکر خلافت راشدہ کی ہتک** کرنا چاہتے ہیں؟ آئندہ انشاء اللہ اس **غلطی** کو کھول کر بیان کرنے کی کوشش کی جاویگی جس میں علیگڑھ کے آئندہ سکرٹری کے متعلق بھی اپنے خیالات کا اظہار کر دیا جائیگا۔ وباللہ التوفیق۔

دارالامان کا ہفتہ | حضرت خلیفۃ المسیحؓ اور آپ کے اہلبیت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں

حضرت خلیفۃ المسیحؓ اپنے فیوض و برکات سے متمتع فرما رہے ہیں۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ صاحب اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہلبیت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خوش و خرم ہیں صاحبزادہ صاحب نے عربی زبان میں ایک مجلس کالمہ قائم کی ہے جس کے ممبر عربی زبان میں کلام کرتے اور لکچر دیتے ہیں۔ پہلے بھی یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے اوقات گرامی کا ایک حصہ مدرسہ احمدیہ کی ایک جماعت کو ادب عربی پڑھانے کے لئے دیتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب جو ایف اے کا امتحان دیکر آئے ہوئے ہیں اور جن کی کامیابی کیلئے ہم دست بدعا ہیں انہوں نے بھی پچھلے دنوں اپنے اوقات کا ایک حصہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں دیا۔ ۳۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے حکم و ارشاد سے جماعت کو لیکر نماز استسقاء پڑھی اور خدا تعالیٰ کے فضل کی بات ہے کہ اسی دن سے موسم میں تبدیلی ہو کر بارش کا سلسلہ شروع

زمیندار اور الحکم

(احمدی قوم کے توجہ طلب)

اخبار زمیندار کے ایڈیٹر مسٹر **ظفر علی خان** صاحب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے جو عناد اور پرخاش ہے اسے احمدی قوم کبھی بھول نہیں سکتی۔ باوجودیکہ اس نے مداہنت کر کے **احمدیوں** کو مغالطہ دینا چاہا لیکن پھر بھی جب کبھی اسے موقعہ ملتا ہے تو اس کی زہریلی کچلیاں سلسلہ کے خلاف زہر اگل ہی دیتی ہیں اور کسی نہ کسی رنگ میں وہ سلسلہ کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش سے نہیں چوکتا۔

چنانچہ ابھی گذشتہ مہینے جب حضرت خلیفۃ المسیحؓ مدظلہ العالی لاہور تشریف لیگئے تو اس نے سلسلہ کے اصولوں کے خلاف ایک عقیدہ حضرت سے منسوب کر کے **شائع** کر دیا اور احمدی قوم کو تشویش میں ڈالا۔ اور اب تک بعض لوگوں کو دھوکا لگ رہا ہے جس کے جواب یہاں سے دیئے جاتے ہیں۔

پھر اسی غلط فہمی کی بنا پر ایک اخبار میں ایک بیہودہ مراسلت شائع ہوئی جس میں یہاں تک لکھدیا گیا کہ نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کا انکار کر دیا ہے۔ اس شرمناک اور ذلیل اتہام کے دور کرنے کے لئے ایڈیٹر الحکم نے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیحؓ ایک مضمون لکھا جو زمیندار میں بھی شائع ہوا۔ چونکہ یہ دونوں مضمون ایڈیٹر زمیندار کی قابلیت اور ثقاہت پر روشنی ڈالتے تھے اس لئے اس نے اس کی تلافی ایڈیٹر الحکم کو گالیاں دینے اور الحکم کو بند کر دینے کا فتویٰ جاری کرنے کی۔ گالیوں کے متعلق تو میں اتنا ہی کہونگا کہ مجھے اس امر کے ماننے میں کوئی تامل نہیں۔ کہ وہ اس فن میں استاد ہے اور

آنچہ در گفتار فخر تست آن ننگ من است

اس کا اختیار ہے کہ وہ گالیوں کے مستقل تیر اپنے ترکش میں رکھتا ہے ایڈیٹر الحکم یہ خالی کرے میری طرف سے اسے جواب بازگشت نہیں آنے کی۔

رہا الحکم کو بند کرنے کا فتویٰ اس کے متعلق میں اسے للکارتا ہوں کہ وہ اپنے تمام مکائد عمل میں لانے سے کمی نہ کرے اس حلقہ اثر کے نیچے الحکم کے جو خریدار ہیں (اور یقیناً ایک بھی نہیں

جھنگ سیال اور ہندو پریس

"جھنگ سیال کی ۲۸ ہاڑ کی اشاعت سے متأثر ہوکر ٹھاکر سکھرام داس صاحب پروپرائٹر راجپوت گزٹ نے ایک سرکلر لیٹر بغرض اشاعت میرے پاس بھیجی ہے میں اس کو بلاکم وکاست درج کردیتا ہوں۔

ہندو پریس کی وقعت اور عزت کو محفوظ رکھنے کے لئے ہر مناسب تدبیر کا اختیار کرنا کسی دانشمند کے نزدیک غیر مناسب نہیں ہوسکتا مجھے افسوس ہے کہ لالہ لاجپت رائے صاحب کے ذریعہ سے کئے ہوئے راضی نامہ کی کوئی وقعت نہیں کی گئی۔

ہندو پریس کی یہ کش مکش ملک کے سچے بہی خواہوں کو وہ ہندو ہوں یا مسلمان کبھی خوش نہیں کرسکتی افسوس ایڈیٹر لالہ بانکا دیال ایڈیٹر جھنگ سیال نے اپنے پرچہ مورخہ ۲۸ ہاڑ میں صفحہ ۷ پر ایک مضمون بعنوان "ہندو پریس کی شان" لکھا ہے جو آپ کی خاص توجہ کا مستحق ہے اس مضمون میں لالہ بانکا دیال نے ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ پنجاب کے ہندو اخبار نویسوں میں ایک بھی باضمیر نہیں نکلا۔ دوسری جگہ لکھا ہے کہ پنجاب میں ایک بھی ہندو اخبار ذمہ وار ہاتھوں میں نہیں ہے پھر ایک جگہ لکھا ہے کہ ابھی تک پنجاب کے ہندو پریس میں ایک بھی لائق اخبار نویس پیدا نہیں ہوا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ لالہ بانکا دیال تمام پنجابی ہندو ایڈیٹران کو بد دیانت۔ غیر ذمہ دار اور نالائق کا خطاب دیتا ہے کسی واحد شخص کے خلاف نہیں بلکہ ایک جماعت اور برادری کے خلاف اس قسم کا عالمگیر الزام تراشنا ایک نہائت دکھدائک اور شرمناک فعل ہے۔ جو نظرانداز نہیں ہونا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ضرورت ہے کہ تمام ہندو پریس لالہ بانکا دیال کی اس دل آزار اور سراسر جھوٹے الزام دہی کے خلاف زور سے پروٹسٹ کرے اور لالہ بانکا دیال کو اپنے الفاظ واپس لینے اور برادری سے معافی مانگنے پر مجبور کرے میں یہ بھی تجویز کرتا ہوں کہ اخبار نویسوں کا ایک عام جلسہ لالہ بانکا دیال کی اس حرکت کے خلاف اظہار ناراضگی کرنے کی غرض سے منعقد کیا جائے آپ کرپا کرکے میری یہ چٹھی اپنے اخبار میں مناسب رائے کے ساتھ شائع کرکے مشکور فرمائیں۔

آپ کا داس ٹھاکر سکھرام داس مالک راجپوت گزٹ لاہور

عام اشتہار

گورنمنٹ ہند نے حسب سفارش گورنمنٹ پنجاب یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ چارہ کی اُن جملہ کھیپوں پر جو پنجاب کے کسی دیگر سٹیشن سے ضلع منٹگمری کے سٹیشن کو روانہ کی جائیں تو اُن کھیپوں کے کرایہ کے متعلق رعائتی شرح دوبارہ ۵ جولائی ۱۹۱۲ء سے تاحکم ثانی جاری کی جاویگی +

مقام لاہور۔ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۱۲ء

دستخط

امیر الدین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر

وقائمقام میر منشی گورنمنٹ پنجاب

دفتر صدر انجمن

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے .. .. .. [illegible]
خواص سے .. .. .. [illegible]
ہندوستان سے باہر ۶
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے .. .. ۳ / ۱۲

جلد ۱۶ نمبر ۲۶

الحکم

۲۱-۲۸ جولائی ۱۹۱۲ء

قادیان دار الامان

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ
تلاوت کی اصل غرض عمل ہے!

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی
قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اس ترجمہ اور نوٹوں کی
خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔
عاشق قرآن کریم مولانا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح رضی مدظلہ العالی
کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور، ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ ... ... ایک روپیہ

نوٹ - آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے معہ محصول ڈاک لئے جائیں گے۔
دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان دار الامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب (احمدی) مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی تیسری تقریر

دوسری تقریر کا تتمہ

(بعد اصلاح حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ شائع ہوئی)

[اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ]

انعامات الٰہیہ

کل میں نے یہی آیت پڑھی تھی مگر انہوں نے ایسا وقت رکھا کہ بولا جانا مشکل معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ عدم سے ہم کو نکال کے لاتا ہے اور وجود بخشتا ہے یہ بھی اس کا انعام ہے ہم پر جو انعامات الٰہیہ ہیں ان کی کوئی حد نہیں ایک آیۃ پر غور کرنے سے ہی معلوم ہوتا ہے۔ فرماتا ہے اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو۔ تو ہرگز اس کی شمار و حد بست پر قادر نہیں ہو سکتے۔ پھر یہ کس قدر اس کے فضل کی بات ہے کہ تمہاری تمام فطرتی خواہشوں کے سامان اس نے عطا فرمائے ہیں وَاٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ۔ جو کچھ تمہاری حالت نے مانگا اس نے عطا کیا خدا تعالیٰ کے انعامات بے حد ایک طرف انسان کی فطرتی ضرورتوں کا پورا ہونا دوسری طرف پھر میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مجید میں فرماتا ہے ھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر حکمران ہے۔ اس آئت پر تدبر کرتے ہوئے ایک مرتبہ میں حیران ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ تو تمام کائنات کے ذرہ ذرہ پر حکمران ہے جمادات۔ نباتات حیوانات۔ فرشتوں۔ سورج چاند تمام فلکیات پر حکمران ہے۔ یہ کیا فرمایا **خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر حکمران ہے؟**

قرآن کریم کا طریق استدلال

میں اس آئت پر بہت سوچتا رہا آخر میں اس طرف متوجہ کیا گیا کہ قرآن کریم کا طرز استدلال کیا ہے؟ یورپ امریکہ۔ ہندوستان اور جاپان کے متکلم ہمیشہ استدلال بالمثل کرتے ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ سٹیم نے فلاں جگہ یوں کام کیا ہے۔ اس لئے یہاں اس طرح پر ہوگا کیونکہ اسی قسم کے سامان موجود ہیں اسی

استدلال بالمثل میں بہت سی غلطیاں ہو جاتی ہیں اور صحیح نتائج پیدا نہیں ہوتے۔ قرآن کریم اپنے استدلال کے طریق میں استدلال بالاولیٰ سے کام لیتا ہے۔ مثلاً ایک شمع مصفا اگر فرض کریں کہ دو بالشت سے ایسی روشنی دیتی ہے کہ انسان آسانی سے اس میں پڑھ سکتا ہے پھر اگر اسی حیثیت کی سو شمع اس جگہ جمع کریں تو اس کی روشنی بدرجہ اولیٰ اتنی ہوگی کہ انسان آسانی سے پڑھ سکے یہ استدلال یقینی ہوتا ہے اور قرآن مجید اسی سے کام لیتا ہے۔ میں قرآن مجید سے اس کی ایک دو مثالیں دیتا ہوں تاکہ تم اچھی طرح سمجھ جاؤ۔

ایک جگہ فرمایا کہ ماں باپ کی ایسی عزت کرو کہ ان کو **اُف** تک نہ کہو۔ جب اُف کی اجازت نہیں تو مارنے کی کس طرح ہو سکتی ہے؟ یہ استدلال بالاولیٰ ہے۔

پھر ایک جگہ ایک قوم نے اپنے ہادی سے کہا کہ ہمیں بھی ایسے ٹھاکر بنا دیجیے جیسے دوسری قوموں کے ہیں تاکہ ہم بھی ان بتوں کی پوجا کریں۔ ان کے اس لغو خیال کی تردید یوں فرمائی اَبْغِیْکُمْ اِلٰھًا وَّھُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ یعنی یہ بُت جن چیزوں سے بنے ہیں۔ وہ تو تمہاری خادم ہیں یا وہ چیزیں جن کی یہ پرستش کرتے ہیں تمہاری خادم ہیں جیسے آگ۔ پتھر۔ مٹی۔ سورج۔ چاند وغیرہ یہ سب تمہارے خادم ہیں۔ پھر خادم تو مخدوم نہیں ہو سکتے معبود کیونکر ہوں گے؟ اس طرح پر بت پرستی کی تردید کی۔

اس طریق استدلال بالاولیٰ کے رنگ میں یہاں **ھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ** میں نکتہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان تمام دُنیا کی چیزوں پر حکمرانی کرتا ہے میں نے دیکھا ہے کہ ہاتھی کو انگوٹھے سے چلاتا ہے۔ اونٹ کو ایک نکیل سے۔ اور گھوڑے کو لگام سے۔ بیل کے ناک میں رسی ڈال کر اس سے کام لیتا ہے۔ پہاڑوں کو کاٹ لیتا ہے۔ سمندروں پر جہازوں کے ذریعہ حکمرانی کرتا ہے عناصر کی کوئی چیز نہیں جو اس کے قبضہ و اقتدار میں نہ ہو۔ انسان کی اتنی بڑی طاقت بتا کر کہا کہ ہم ایسے غالب حکمران ہیں کہ عناصر پر حکومت کرنے والے انسان پر بھی ہماری ہی حکومت ہے۔

انسان کی بلند پروازیاں

انسان کو ایسا عجیب مخلوقات پیدا کیا ہے کہ پرندوں جنگلی درندوں پر حکومت کرتا ہے کبوتر ہوا میں چلے جاتے ہیں۔ میں نے ایسے کبوتر دیکھے ہیں جو ۲۴ گھنٹہ تک ہوا میں اُڑتے رہتے ہیں۔ مگر انسان کے حکم کے نیچے وہ اُڑتے ہیں۔ شیر کیسا خطرناک جانور ہے۔ چیتے کا حملہ نہائت چستی سے ہوتا ہے مگر انسان شیر سے شکار کراتا ہے پھر وہ مالک کے حکم کے انتظار میں رہتا ہے اگر کہدے چھوڑ دو تو چھوڑ کے چلا جاتا ہے اور اگر کہا جاوے کہ اس کو پکڑے رکھو تو کھڑا رہتا ہے۔ باز کیسا ہوا میں اُڑتا ہے انسان کے قابو سے نکل جاتا ہے باوجود اس آزادی کے شکار پکڑتے پکڑتے اگر اس کو کہدیا جاوے کہ واپس آجاؤ تو چھوڑ کر آجاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑی طاقت دی ہے کہ وہ کائنات پر حکومت کرتا ہے۔

پھر جب سے انسانی نسل جاری ہوئی ہے حفظ صحت اور حفظ بقا کے لئے اس نے کیا کیا تجویزیں کی ہوں گی۔ بادشاہوں نے اپنے رنگ میں انبیاء و اولیاء نے اپنی دعاؤں کے رنگ میں اس کی بقا کا انتظام سوچا مگر قاہر علی العباد کی زبردست حکومت کا کتنا بڑا اثر ہے کہ

موت کا ہاتھ سب پر چلتا ہے۔

بعض لوگوں نے اپنی غلط فہمی سے مسیح کو موت سے مستثنیٰ کیا تھا مگر مرزا کی جماعت نے اس پر بھی حملہ کر دیا اور ایسا حملہ کیا کہ اب مسیح کی حیات کا ماننا ایک نادانی کا کام رہ گیا ہے

غرض انسان بڑی طاقت اور قدرت کا نام ہے اس نے تمام دُنیا پر حکومت کی ہے اور کائنات کی کسی چیز کو اس نے بے تراش خراش نہیں چھوڑا۔ تمہارے اس شہر میں ایک شخص نے کسی سے کوہ نور ہیرا لیا تھا۔ مگر جب اسے کام میں لانے لگے تو اس پر تراش خراش کا عمل جاری ہوا۔ یہ جو مبارک حویلی ہے یہاں ہی اس کا سودا ہوا تھا بکنا کیا تھا اس کی قیمت پوچھی تھی تو جواب میں جوتی کھو سڑا ہی بتایا گیا۔

غرض تمام اشیاء پر انسان کی حکومت ہے اور جناب الٰہی کی اس پر بھی حکومت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان پر بڑے بڑے انعامات کئے ہیں۔ یہ کیا کم انعام ہے کہ اس کو ایسی قوت دی کہ تمام چیزوں پر حکمرانی کرتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ وہ سورج کی کرنوں اور پتھر سے حالانکہ اس کو دیکھا نہیں کام لیتا ہے

اتیھر کی لحاپ سے بڑے بڑے کام نکالتا ہے۔ بڑی بڑی آفتوں کے علاج سوچتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انعمت علیھم کی ایک جماعت ہے۔

ایک بیمار تندرستی کے انعام کو چاہتا ہے۔ مقدمہ باز مقدمہ جیتنے کا۔ مفلس مفلسی کے دور ہونے اور آسودگی محب حصول ہونے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ غرض ہر شخص مختلف انعام چاہتا ہے اور انعام اس قسم کی چیز ہے کہ انسان اس کو گن نہیں سکتا۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ انسان پر بڑے بڑے انعام کئے ہیں۔ اس دعا کا سلسلہ اس واسطے بڑا وسیع ہے۔ مفلس آرام و دولت چاہتا ہے۔ پورٹ بلیر والا چاہتا ہے کہ ایسی تقریب پیدا ہو کہ واپس آجاؤں تاجر بڑا منافع چاہتا ہے۔ زمیندار چاہتا ہے۔ زمین آباد ہو جائے غرض انعمت کے نیچے سارا جہان چلتا ہے کسی کی اولاد ہے ہزاروں مصیبتیں کھڑی ہیں لڑکا نیک ہو۔ بدکار نہ ہو۔ ایسی جگہ شادی ہو کہ لڑکی نیک اور تندرست ہو پھر اس کی اولاد نیک ہو۔ بڑھاپے میں آرام پاؤں کس قدر مطالب ایک ایک چیز سے وابستہ ہیں۔ پھر خود انسان کی اپنی حالت پر غور کریں تو کسقدر اعضاء بدن میں ہیں ہر ایک نشوونما کا محتاج ہے پٹھوں کی کثرت کی انتہا نہیں یہ سب کی صحت چاہتا ہے۔ ایک انعام۔ انبیاء۔ صدیق۔ شہداء اور صالحین پر ہوتا ہے اس کا بھی محتاج ہے پھر کبھی یہ ہوتا ہے کہ بڑے بڑے انعامات کے سلسلہ میں کوئی مصیبت آجاتی ہے۔ مثلاً لڑکا باقبال ہو۔ آسودہ اور معزز ہو۔ وہ کسی بیماری یا مقدمہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تب ساری خوشی غم سے مبدل ہو جاتی ہے۔ سارا گھر اسی سے وابستہ ہے اس لئے سب حیران۔ غرض انسان انعامات کا محتاج ہے بڑے بڑے متکبر جنہوں نے خدا تعالیٰ کی ہستی نہیں مانی گھبرا کر وہ بھی انعام ہی چاہتے ہیں لیکن جیسا کہ ابھی اوپر کہا ہے کہ بعض وقت انعامات میں ایک تکلیف پیدا ہو جاتی ہے۔ اس دعا کی تکمیل اس طرح پر فرمائی کہ

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

مغضوب و ضال ہم منعم علیہ تو ہو جاویں۔ مگر انعام پاکر مغضوب اور ضال نہ بن جاویں۔ مغضوب اور ضال کس کو کہتے ہیں؟ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ سچائی کو خوب جانتے ہیں۔ برہمو لوگوں سے پوچھو تو وہ کہتے ہیں کہ ساری سچائیوں کا علم انسان کے اندر ہی ہے۔ قانون اور شریعت۔ پھر تجربہ اور عبرت بتاتی ہے ایک کو کسی فعل سے تکلیف ہوئی تو دوسرا سمجھتا ہے کہ ایسا فعل ہم نہ کریں۔ انسان کا خاصہ ہے کہ کبھی انعام سے غضب کے نیچے آجاتے ہیں پہلے مسلمانوں کو دیکھو کیسے فاتح اور معزز و مکرم تھے لوگ ان پر رشک کرتے تھے ان پر بڑے بڑے انعامات تھے جدھر تو جہ کرتے تھے ایک مہینے کی دور راہ پر لوگ کانپ اٹھتے تھے آج ان کی جو حالت ہو رہی ہے وہ ظاہر ہے ہر جگہ ذلیل ہو رہے ہیں غرض مغضوب علیھم وہ ہوتے ہیں جن کو علم ہوتا ہے مگر اس علم پر عمل نہیں ہوتا یا بے جا غضب اور عداوت کا شوق ہوتا ہے امرتسر میں ایک شخص میرا بڑا ہی معتقد تھا دس بجے تک میں باہر رہا اور وہ میرے ساتھ رہا جب ہم واپس لوٹے تو کہنے لگا کہ آپ کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے ہے۔ آپ سنت کے متبع نہیں میں نے کہا کہ ہزاروں صداقتیں میں نے تمہارے سامنے پیش کی ہیں۔ انہوں نے تمہیں کچھ فائدہ نہیں دیا۔ بولا میں تو یہی دیکھتا رہا مجھے خبر ہی نہیں آپ نے کیا بیان کیا میں اسی میں لگا رہا کہ آپ بدعت کرتے ہیں کیونکہ پاجامہ ٹخنے سے نیچے پڑا ہوا تھا۔ اس قسم کا بغض بے جا ہوتا ہے جو انسان کو مغضوب بنا دیتا ہے یہ بغض بے جا یا تو بد فطرت و بد صحبت کے سبب پیدا ہو جاتا ہے یا انسان ایسی کتابیں پڑھتا ہے ان سے متاثر ہو جاتا ہے یا اور محرکات بد ہوتے ہیں۔ میرا پاجامہ اب بھی نیچے گرا ہوا ہے میں تہمد بھی کرتا ہوں شائد تم اس کو سو بلزیشن کے خلاف کہو۔ کہ میں اب تمہارے سامنے اس کو درست کرتا ہوں (ایڈیٹر۔ کیا ہوا۔ صدیق رضؓ کا تہبند بھی گرا رہتا تھا۔ یہ کچھ ایسی ہی مماثلت معلوم ہوتی ہے) پس بے جا عداوت یا علم ہو اور اس پر عمل نہ ہو یہ مغضوب لوگوں کا خاصہ ہے۔

بحث کفر تم میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے آپ کو مرزا صاحب کی جماعت میں داخل سمجھتے ہیں۔ اب غور کرو۔ مولوی تو ہم پر کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور عوام بھی ان کی پیروی سے ہمیں کافر کہتے ہیں۔ ہم ان کا پتھر جب ان کو واپس دیتے ہیں تو پھر بھی ہم پر ہی اعتراض کرتے ہیں کہ تم ہم کو کافر کہتے ہو۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ جو نعمت تم نے ہمیں دی تھی ہم تو وہی واپس کرتے ہیں مگر ہمیں کافر کہنے کے لئے تو بڑی جرأت کرتے ہیں اور ہمارے اس پتھر کو واپس کرنے پر چلاتے ہیں۔ حالانکہ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے کہ وہ اسماء حسنیٰ کا مسمّی اور نقائص سے منزہ ہے وہ واحد حقیقی ہے اور میں اسے ایسا ہی یقین کرتا ہوں۔

اپنے عقائد میں اس کے اسماء۔ افعال۔ صفات میں کسی کو شریک نہیں مانتا اور اس کی تعظیم میں خواہ وہ عادتاً یا عبادتاً شریک نہیں مانتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء اور خاتم کمالات انسانی مانتا ہوں اور قرآن مجید کو خاتم الکتب۔ ایسا ہی جزاء و سزا کو حق اور جنت و نار کو حق۔ ملائکہ اور کتب الٰہی پر ایمان رکھتا ہوں باوجود اس کے بھی جو ہمیں کہتا ہے کہ تم بڑے بے ایمان ہو تو ہم اسے اتنا ہی کہیں گے کہ

تم ہمارے دل کے ذمہ وار نہیں

ہم کو تمہارا خوف اور طمع کیا ہے میں اپنی جان میں دل سے شہادت دیتا ہوں کہ اپنی آنکھ سے فرشتوں کو دیکھا ہے اس لئے میں انکار نہیں کر سکتا۔ تم اس بات کو سن کر خواہ ہنس دو مگر میں تو اپنی آنکھ سے انہیں دیکھ چکا ہوں اور ان کی محبت و احسان کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور اپنے کانوں سے انہیں یہ کہتے سنا ہے نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا۔

تم کہتے ہو۔ مر کر پتہ لگے گا میں کہتا ہوں کہ ہم نے تو اسی دنیا میں دیکھا ہے۔ ان کی پاک محبت۔ پاک تحریکوں اور احسان کو دیکھا ہے میں ان کی قدر کرتا ہوں اور ایمان لاتا ہوں۔ جو کہتے ہیں کہ ملائکہ صرف قوتیں ہوتی ہیں۔ میں ان کی اس بات کو کیونکر تسلیم کر لوں جبکہ میں نے اپنی آنکھ سے انہیں دیکھا ہے قوتیں کہنے والے خود جانیں۔

پھر میں اللہ کے انبیاء علیہم السلام میں سے ہر ایک کو محبوب سمجھتا ہوں۔ ان میں جامع کمالات انسانیہ۔ مکانیہ۔ زمانیہ اور جامع کمالات نبوۃ خاتم الرسل اور خاتم الانبیاء بلکہ خاتم کمالات انسانی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہمارے بادشاہ مرزا صاحبؑ کو جو کچھ ملا ہے۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کامل اتباع اور کامل محبت سے ملا ہے اور یہی ختم نبوت کا راز ہے کہ آئندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

نبوت میں گم اور فنا ہونے کے بغیر کوئی نبوت نہیں مل سکتی الٰہی فضل کی کوئی بھی راہ [illegible] ہے جو محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کی کامل اتباع اور راہ کے خلاف مل سکے۔ حضرت مرزا صاحب اسی امر کا ایک نشان اور ثبوت تھے انہوں نے خود ظاہر کیا کہ جو کچھ انہیں ملا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل محبت اور آپ پر درود شریف پڑھنے سے ملا ہے۔ خدا تعالیٰ نے قبل اس کے کہ وہ دعویٰ کرتا اس کا نام ہی غلام احمدؐ رکھا (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آپؐ کو اس نام سے ایسی محبت تھی کہ آپؑ نے احمدؐ کے سوا کسی اور نام سے بیعت نہیں لی۔ اس واسطے مرزا صاحبؑ کی نبوۃ نبوّۃ محمدیؐ سے الگ کوئی مستقل چیز نہیں۔ بلکہ نبوّۃ محمدیہ کا ایک [illegible] اور [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

پھر جزا و سزا کو بھی ہم مانتے ہیں۔ نماز [illegible] اسی طرح فرض جانتے ہیں جس طرح مسلمانوں میں ہمیشہ سے فرض ہیں اسی طرح زکوٰۃ۔ حج اور رمضان کے روزہ کو اسی طرح فرض جانتے ہیں جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

باوجود ان باتوں کے [illegible] ہم پر اُن کی نعمت کفران [illegible]

یہ ہمارے کام کی [illegible] کرتے۔ اگر مرزا صاحبؑ کو خدا کا مامور [illegible] سے تم ہم کو کافر بنا [illegible] مامور مرسل کے انکار سے تم [illegible]

کفر تو نہ ماننے کا نام ہے ماننے والے تو مومن ہی [illegible] ہیں غرض ۲ نعمت کے مقابل میں جب انسان بے جا عداوت کرتا ہے اور علم کے بعد عمل نہیں کرتا۔ [illegible] مغضوب ہو جاتا ہے۔ پس میں تمہیں جو مرزا صاحبؑ کو نہیں مانتے۔ کہتا ہوں کہ مرزا ۲ نعمت علیہم کا مصداق ہے تم اس سے بے جا عداوت کر کے

مغضوب مت بنو

اس نعمت کی قدر کرو۔ پہلے انکار کرنے والوں نے کیا پھل پایا جو تم امید کرتے ہو۔ اور تم جو مرزا صاحبؑ کو مان کر مخالف مولویوں کے منہ سے اور اُن کے اتباع سے عام لوگوں سے کفر کا فتویٰ بھی سنتے ہو اور پھر اس نعمت اور سچائی کی اطلاع رکھ کر علم کے موافق عمل نہیں کرتے ہو۔ تو اندیشہ ہے کہ تم بھی مغضوب نہ بن جاؤ۔ پس نہ ماننے والے خدا تعالیٰ کے اس مامور کے انکار سے مغضوب ہو جائیں گے اور ماننے والے اگر عمل نہ کریں گے تو وہ بھی خطرہ سے خالی نہیں۔ اس لئے ڈرنے کا مقام ہے۔

مجھے تعجب ہے کہ تمہارے اس شہر میں کل مذاہب کے لوگ ہیں دہریہ گورو بھگوان کی باضابطہ ایک جماعت ہے ان کی کتابیں اور رسالے شائع ہوتے ہیں۔ ایک اخبار جاری ہے۔ آریہ، سناتن۔ سکھ۔ برہمو۔ شاکت سب موجود ہیں۔ یہ شاکت لوگ ایک وقت گائے کا گوشت بھی کھا سکتے ہیں۔ میں نے [illegible] شاکت لوگوں [illegible] کا کھانا [illegible] آدمی [illegible]

جب [illegible] کوئی کراہت ہوگی کھانا پڑھ جاویگا۔ جب اندھیرا ہو گیا اور لوگ آنے لگے میں تو حیران ہو گیا۔ جب معلوم ہوا کہ [illegible] نان بائیوں سے کھانا لے آئے ہیں بکہ [illegible] اس سے سمجھا کہ [illegible] شدہ کرایا ہوگا [illegible] گندہ [illegible] اسی [illegible] لوگ [illegible] اور [illegible] انگریزی [illegible] دنیا [illegible] دین کے مقابلہ میں کتنا [illegible] اتنا برا نہیں سمجھتے [illegible] اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک سچا دین کو مانا ہے۔

لیکن تم جو [illegible] ہو۔ اپنے آپ کو دیکھو اگر تم بھی انہیں باتوں میں مبتلا ہو جن میں یہ لوگ ہیں۔ تو پھر تم میں اور اُن میں کیا فرق ہے مولویوں نے تم پر کفر کے فتوے دیئے اور تم اپنے [illegible] اور رشتہ داروں سے الگ بھی ہوئے۔ مگر تم نے کوئی پاک تبدیلی نہ کی تو کیا فائدہ؟

جماعت کو نصیحت

میں دیکھتا ہوں چھوٹی سی جماعت ہے پھر آپس ہی میں مقابلہ ہوتے ہیں۔ اور مباحثہ ہوتے ہیں۔ یہ احمق اتنا نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں مامور نہیں کیا کہ مباحثہ کرو میرے پاس بڑے بڑے جوشیلے خط آتے ہیں کہ فلاں نے یوں کیا اور فلاں نے ووں کیا میں لکھ دیتا ہوں تم کب ٹھیکہ دار ہو۔ تم خود نمونہ بنو۔ میں نے سیاہ کار لوگوں کو بھی دیکھا ہے کہ وہ دوسروں پر اعتراض کر دیتے ہیں اور اپنے کسی معاملہ پر ریویو نہیں کرتے اس لئے میں تم کو محبت سے اور پھر درد دل سے کہتا ہوں کہ اللہ کے راضی کرنے میں کوشش کرو۔

ہمیں وقت ہی کب مل سکتا ہے کہ دوسروں سے جھگڑتے رہیں۔ حلال کی کمائی کرو۔ خود کھاؤ اور کھلاؤ۔ والدین اور بچوں کی خدمت سے فارغ ہو کر اللہ کی کتاب پڑھو اور عمل درآمد کرو۔ نکمے کاموں کے لئے [illegible] وقت کب مل سکتا ہے۔

میں حیران ہوں کہ میں [illegible] ہمدردی رکھتا ہوں کہ تمہارے خیال میں بھی نہیں آ سکتی۔ باوجود اس کے ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸ گھنٹے روزانہ کام کرتا ہوں۔ پھر بعض ایسے نکلتے ہیں کہ وہ اپنے کاموں میں ایسا طرز عمل اختیار کرتے ہیں کہ گویا دہریہ ہیں میں نے بعض جماعتیں اس غرض سے دیکھی ہیں کہ غیر قوموں کی تعداد زیادہ ہے یا اپنی قوم کی۔ تو مسلمانوں کی تعداد زیادہ پائی۔ اپنی قوم اس لئے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ کہتے ہیں۔ پھر ہماری قوم میں کیوں داخل نہیں (ایڈیٹر۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس شعر کی تشریح ہے۔ اے دل تو نیز خاطر اینان نگہدار کا خر کنند دعویٰ [illegible])

غرض مغضوب کون ہوتے ہیں جو بے جا عداوت کریں یا علم رکھ کر عمل نہ کریں۔

اب تم خود سوچ لو کہ کیا تمہیں خدا تعالیٰ کے کسی مامور و مرسل سے محبت ہے یا بے جا عداوت اور اس کے بعد اپنے لئے آپ فیصلہ کر لو۔ ہم کسی کلمہ گو کو کافر کہنے کی ابتدا اور جرأت نہیں کرتے مگر تم آپ اپنے حال پر نظر کرو اور دیکھو کہ مامور کے انکار سے تم کیا بن گئے ہو؟

اور اگر تم نے کسی مامور کا انکار نہیں کیا بلکہ مرزا صاحبؑ کو مان کر اس کی جماعت میں داخل ہو تو پھر دیکھو کہ تمہارے گھر کے جو لوگ عاقل بالغ ہیں کیا ان کا عمل درآمد انہیں ہدایتوں پر ہے جو مرزا صاحبؑ نے دی ہیں۔ مرزا صاحبؑ نے جو اتنی طرح کے رسالے

لکھے ہیں تم نے عمل درآمد کرکے دکھا دیا۔

کیا تمہارے اشغال اُن لوگوں کے سے تو نہیں۔ جو سلسلہ میں داخل نہیں؟

کیا تمہارے حسد وکینہ اور بغض اسی قسم کے تو نہیں میں تو جب رات کو سوتا ہوں تو کسی کا بغض اور کینہ لیکر نہیں سوتا۔ دُنیا سے بالکل الگ ہوکر سوتا ہوں۔ اس وقت بی بی۔ اولاد یار و بیگانہ کسی کی کوئی فہرست نہیں ہوتی بعض وقت بی بی کہتی ہے کیا کرتے ہو۔ تم تو کسی آدمی سے ملنا ہی نہیں چاہتے۔ میں کہدیتا ہوں کہ پھر جئیں گے تو ملاقات کرلیں گے۔ اب تو مرنے کو ہیں۔

تم اس طرح کا حال بناؤ اور حضرت صاحب کی کتابوں سے ماتحت اپنا حال چلن بناؤ۔ جب تم ایسے ہو جاؤ گے تو تمہارے سارے کاموں کا [illegible]

پس اب تم سمجھ گئے کہ مغضوب کس کو کہتے ہیں [illegible] اور سچائی کا علم ہو اور عمل نہ ہو یہ دونوں باتیں مغضوب بنادیتی ہیں۔

آجکل عام مسلمانوں کی حالت دیکھی نہیں جاتی مگر اُن کی یہ حالت اپنی کرتوت کا نتیجہ ہے **بما کسبتم ایدیکم** مسلمانوں کی کیسی گت بن رہی ہے سارا جہان بحیرۂ روم میں پھرتا ہے مگر رومیوں نے ایک سپاہی کو بھی اجازت نہیں ابھی ایک لے جاتا تھا لوگ دیکھتے اس کے پیچھے پولیس لگا دی کچھ پولیس واقف نہیں ہوتی اس لئے اس نے ایک جگہ آکر فرانسیسی لباس پہن لیا اور نوکر کو ترکی لباس پہنا دیا جب ہوٹل میں آئے تو اسے فرانسیسی سمجھ کر چھوڑ دیا اور نوکر کو پکڑ کر لے گئے۔

خود تمہیں معلوم ہے کہ حسین کامی کے اشتہار میں حضرت صاحب نے لکھا تھا کہ حرمین ان کی حفاظت کرتے ہیں یہ حرمین کے محافظ کیا ہوں گے۔ جب تک اسلام کے نام لیوا رہے کچھ بنا ہوا تھا۔ مگر جب دستوری حکومت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ اسلامی حکومت نام نہیں رکھتے تاکہ یورپ شورش نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے **نأتی الارض ننقصها من اطرافها** کا نظارہ دکھا دیا اور یورپ نے دبوچ لیا۔ اب جوتے کھا کر عربی تعلیم کو جاری کیا۔

اب امید ہے کہ تم نے سمجھ لیا ہوگا کہ مغضوب کون ہوتا ہے؟ عداوت کے لئے یوں تو انسان کوئی وجہ تراش لیتا مگر وہ جھوٹی ہی ہوتی ہے اس لئے بیجا عداوت سے بچو اور علم پر عمل کرو۔

ضال کون ہوتے ہیں؟

ضال کون ہوتے ہیں؟ جو علوم الٰہیہ سے بالکل بے خبر ہوں۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ وہ علوم الٰہیہ کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ میں نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ نماز کے وقت اُس نے اپنے کورس کی کتاب کھول کر سامنے رکھ لی۔ نماز تو اس نے پڑھنی تھی کیونکہ مجبور تھا مگر میں نے دیکھا کہ وہ رکوع سجود میں کتاب ہی پڑھتا رہا۔ میں نے کہا کہ آج ہی ڈپٹی کمشنر بننا تھا کہا کہ کچھ تو بنوں گا ہی اسی واسطے محنت کرتا ہوں۔ میں نے کہا نہیں کیا [illegible] [illegible] ایک مرتبہ مل گیا تو میں نے پوچھا کہ کیا وہ بات [illegible] پھر اس نے کہا وہ بنی تو نہیں [illegible] روپیہ جمع کرتا ہوں جب سو کے قریب ہوجاتا ہے تو کوئی افسر آجاتا ہے اور وہ لے جاتا ہے وہ افسر ہوتا ہے میں اس سے مانگ نہیں سکتا جب اس کی تبدیلی ہوتی ہے تو کسی کی چارپائی اور کسی کی لوٹی اور ایسی ہی چیز مل جاتی ہے۔ اور میں ویسا ہی رہ جاتا ہوں۔ میں نے کہا تم روپیہ دینا چھوڑ دو۔ کہنے لگا شرم آجاتی ہے۔ میں نے کہا شرم نہیں اس کا سر اور ہے تم جو دولت کے پیچھے ایسے پڑے کہ نماز چھوڑ دی تو اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ جب تک ہم نہ دیں کچھ نہ ہوگا۔

پس علوم الٰہیہ سے بے خبری ضال کا نشان ہے بعض ہم کو بھی پھر احمق سمجھتے ہیں جب انہیں ایسی نصیحت کرتے ہیں ہمارے گول کمرے میں ایک مرتبہ کچھ انگریزی خوان جمع تھے اور میری چارپائی تھی رات کو بڑی دیر تک ٹریں مارتے رہے میں نے تھک کر آخر وہاں سے چارپائی اٹھوالی۔

جب رات کو اتنی دیر تک جاگتے رہیں۔ تو فجر کی نماز کے لئے پھر کس نے اٹھنا ہے اس واسطے صبح کو اٹھنے کی میعاد ۸-۹-۱۰ بجے رکھی ہے ایسی عادتوں کو چھوڑ دو۔

پس ایسے لوگوں کو سچے علوم سے کب بہرہ مل سکتا ہے اور جکل ایک اور مصیبت ہے۔ کچھ تو لوگوں کو علوم الٰہیہ کی طرف توجہ نہیں اور کچھ جو پڑھے لکھے ہیں۔ ان کی سیہ کاریوں کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ علم کا نتیجہ ہے ان کی سیہ کاریاں نہیں۔ علم منظم نہیں ہونے دیتیں۔ اس لئے وہ دلیل پیدا کرلیتے ہیں کہ ان علوم کا پڑھنا ہی بیفائدہ ہے۔

میں نے ایک آدمی کو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا ہے تم قرآن پڑھو تو اس نے کہا کہ میری شان کے موافق مجھے کوئی حمائل دو۔ میرا مولیٰ تو مجھے ہر قسم کے انعامات کو نوازتا ہے۔ اس نے مجھے ایک نہایت عمدہ حمائل بھیجی جو میں نے اس کو دی۔

یہ واقعہ میں نے اس لئے بتایا ہے کہ لوگ دنیا کے لئے ہزاروں روپیہ خرچ کرنے کو طیار رہتے ہیں مگر قرآن مجید کے لئے باوجود مقدرت کے بھی مضائقہ کرتے ہیں بعض کالجوں کے طالبعلم بعض وقت لکھ دیتے ہیں کہ ہمنے امتحان میں عربی لی ہے کتابیں بھیجدو۔ انگریزی کی کتابیں تو بے انت اپنے کو طیار ہیں مگر عربی کی کتابیں مانگتے ہیں میں نے ایسے طالب علم ایم اے کے دیکھے ہیں +

ان حالات سے تم اندازہ کرسکتے ہو کہ الٰہی علوم کی طرف کس قدر غفلت ہے اس کے علاوہ بہت سے لوگ بیجا محبت میں گرفتار ہوگئے ہیں۔ انکو اس لئے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں

پس

تم سورۃ فاتحہ کو پڑھو اور دیکھو کہ انعمت کی راہ پر چلتے ہو یا مغضوب اور ضال کی راہ پر۔ اس کے لئے تم دعا سے کام لو تاکہ تمہیں **انعمت علیهم** کی راہ کا علم ہو۔ پھر اس علم کے مطابق عمل ہو تاکہ تم مغضوب نہ ہوجاؤ کسی مامور سے بیجا عداوت نہ کرو اس سے بھی مغضوب ہو جاؤ گے۔ یہ بڑی ضرورت ہے کہ تم علوم الٰہیہ سے بیعلم نہ ہو۔ کسی سے بیجا محبت نہ کرو۔

تم نے پہلے چالیس مرتبہ اقرار کیا ہے۔ فرض اور سنت نفل ملاکر چالیس رکعت نماز میں۔ سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس دعا میں اقرار کیا ہے کہ **ایاک نعبد** صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور **ایاک نستعین** تیری ہی مدد چاہتے ہیں۔ اس معاہدہ کو دیکھو اور آٹھ پہر کے عملدرآمد کو دیکھو ہاتھ باندھ کر اور قبلہ رخ ہوکر معاہدہ کیا ہے کہ قبلہ کی طرف سے جو آواز آتی ہے اس کے فرمانبردار ہیں +

اوّل تو بدوں علم کے یہ چیز نہیں آسکتی۔ لوگ آجکل کے فلسفہ کو مشاہدات پر رکھتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں ہماری تعلیم تو یہی ہے آمنوا وعملوا الصالحات۔

پھر اعمال کی ضرورت ہے دیکھو تمہارے معاملات کیسے ہیں؟ دو بیویاں ہیں تو عدل کیا کرتے ہو۔ لین دین ہے تو کیسے لینے میں دینے کا خیال رہتا ہے۔

ملازمت ہے تو کیسی چُستی سے کرتے ہیں۔ حرفہ والا دیکھے کہ جھوٹ نہیں کرتے۔

یہ سب باتیں نیک صحبت میں بیٹھنے سے حاصل ہوتی ہیں اور دعا سے حاصل ہوتی ہیں خود کرو نہیں تو کسی سے کراؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نیک اعمال کی توفیق دے آمین

"آخری بات"

میں لاہور میں داخل ہوا تو اس مسجد کو دیکھ کر بڑی ہی خوشی ہوئی اس کا اظہار میں الفاظ میں نہیں کر سکتا۔ آج میں یہاں سے جانے والا ہوں اگر ارادہ الٰہی ہوا۔ میرا جی چاہتا ہے۔ جیسے آتے ہی خوشی ہوئی ہے اب جو میں جانے والا ہوں کچھ بڑھاپا ہے اور کچھ ایک عجیب زخم ہے۔ کچھ بیمار رہتا ہوں۔ مگر دل کی خواہش ہے کہ جاتے ہوئے بھی تم سے بہت خوش ہو کر جاؤں۔ اس کا ایک ذریعہ ہے مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں نہ آج نہ اس سے پہلے اور نہ آئندہ۔ مجھے اپنے مولیٰ پر بھروسہ ہے مجھے اپنی ذات کے لئے اپنے فضل و کرم سے بہت کچھ دیا اور رحم کیا ہے۔ مجھ پر اتنی نعمتیں نازل کیں کہ سچ مچ لاتعداد کا مصداق ہیں۔ بہت ہی فضل میرے ساتھ ہوئے۔

ایک وقت مجھے کسی نے کہا کہ کوئی ایک دعا کرو منظور ہوگی میں نے اس وقت کہا کہ عمر تھوڑی ہے دشمن نہیں۔ دوست نہیں۔ بیوی بچہ نہیں کیا دعا ہوگی۔ مگر اس نے کہا کہ جھٹ پٹ کوئی دعا کر لو۔ تب میں نے کہا کہ یہ دعا کرتا ہوں۔ کہ

ضرورت کے وقت میری دعائیں قبول ہو جاویں

پس میں مخلوق سے خدا کے فضل سے بے پرواہ ہوں۔ تمہاری بھلائی چاہتا ہوں۔ آتے ہوئے تو مسجد کو دیکھ کر خوش ہوا اور جاتے ہوئے یہ آواز میرے کان میں آوے کہ ہم نے بغض کینے چھوڑ دیئے ہیں۔ تمہیں اور رسالے کتابیں تصنیف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت صاحب کی کتابیں تھوڑی ہیں وہ پڑھو۔ قرآن پڑھو۔ بخاری ہے اُسے پڑھو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں باہم محبت عطا کرے اور آپس کے بغض اور کینہ دور ہو جاویں [illegible]

ظہیر حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے دامن شفقت میں

ابتلاؤں کا سلسلہ ایک ایسا سلسلہ ہے کہ ربانی سلسلے اس سے ترقی پاتے ہیں اور مومن کی ترقی کا راز انہیں ابتلاؤں میں مخفی ہوتا ہے۔ وہ شخص بڑا ہی نادان اور بے وقوف ہے جو مومن کے کسی ابتلا پر ہنسی کرتا اور اسے شماتت کا ذریعہ سمجھتا ہے اسے معلوم نہیں کہ وہ ابتلا اس کے اصطفا کا ذریعہ ہے۔ جیسے لوہا آگ میں پڑ کر فولاد اور سونا آگ میں پڑ کر کندن ہو جاتا ہے اسی طرح پر مومن کی شان ابتلا سے بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ ابتلا اس آنے والے انعامات کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

میری غرض اس وقت ابتلا کی حقیقت پر بحث کرنا نہیں بلکہ میں ایک خوشی اور نہایت خوشی کی خبر اپنے احباب کو سنانی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پچھلے دنوں ہمارے مکرم بھائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک پُرجوش اور سرگرم مبلغ اور مصنف مکرم مولوی محمد ظہیر الدین صاحب اروپی کو ایک ابتلا آیا۔ ابتلا نہیں وہ ایک قربانی تھی جو انہیں اپنی ذات کے متعلق دینی پڑی

مولوی محمد ظہیر الدین صاحب نے نبی اللہ کا ظہور اور ویدکا فتور اور ردّ چکڑالوی لکھ کر جو خدمت سلسلہ کی کی ہے وہ اس قابل نہیں کہ ہم اس کو بھول جاویں۔ وہ ان کتابوں کے مصنف اور ایک عمدہ سپیکر کی حیثیت سے جماعت میں ایک امتیاز رکھتے ہیں پچھلے دنوں حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر لاہور کا غلط اقتباس لاہور کے ایک اخبار میں شائع ہوا۔

اس اقتباس کو پیش کر کے برادرم ظہیر نے اصل واقعہ کو ظاہر کرنے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت کی جوانی کا جوش کہو یا ایمانی غیرت ان خطوط میں بعض موقعہ پر بات حد ادب سے گذر گئی اور پیر و مرشد کے تعلقات جس ادب اور فروتنی کو چاہتے ہیں اس کی ضرورت محسوس ہوئی اس پر حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے بدر میں ان کے متعلق ایک اعلان دیا گیا۔ چونکہ برادرم ظہیر خدا تعالیٰ کے محض فضل سے سعادت اور رشد سے حصہ رکھتے تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ہی توفیق سے اس ابتلاء میں استقامت دکھائی اور رنج و راحت اور عسر و یسر میں قدم آگے بڑھانے کے عہد کو نباہا اس سے پہلے کہ کوئی اعلان ہوتا انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے حضور اپنی معذرت کا خط لکھا اور اعلان کے بعد بھی بدستور انہوں نے خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھا حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ جو ایک شفیق اور پُر از رحم دل رکھتے ہیں اُن کی غرض اس اعلان سے اپنے ایک بچہ کی اصلاح تھی ورنہ نور الدین نہ کسی کے سلام کا بھوکا نہ کسی کے معذرت چاہنے کا خواہشمند۔

غرض اعلان ہوا ظہیر نے ادب اور عاجزی سے اپنے امام کے دامن کو مضبوط پکڑے رکھا اور عملی طور پر دکھا دیا کہ قوم کے افراد میں سے کسی کو اگر خدانخواستہ ایسا ابتلا آوے تو دامن امام ہی کو مضبوط پکڑے رہنا فلاح کا ذریعہ ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا اور ہونا ہی چاہیئے کہ آخر حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کا وہی دامن شفقت ہے اور وہی ہمارا مکرم عزیز ظہیر حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے جہاں ایک پُر حوصلہ اور فراخ دل دیا ہے وہاں وہ اپنے قابل خدام کے قابل جوہروں کا قدردان بھی ہے یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ برادرم ظہیر کی قابلیت کے قدردان ہیں اور انہوں نے اُن کی بعض تصنیفات پر انعام دیکر ان کی حوصلہ افزائی کی اور ہمیشہ ان سے للہ فی اللہ و باللہ محبت رکھتے تھے لیکن خدا کے لئے وہ تمام محبتوں کو توڑ دینا آسان سمجھتے ہیں اور چونکہ ان کا وصل و فصل کسی شخص سے محض اللہ ہی کے لئے ہوتا ہے اس لئے جب ان کا عزیز بچہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کے نیچے ان کی طرف آتا ہے تو وہ پہلے سے زیادہ محبت کے ساتھ اُسے اپنے دامن شفقت میں لیتے ہیں خلاصہ یہ کہ ظہیر معاف ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قیمتی کڑی ثابت ہوا اللہ تعالیٰ اس پر بیش از بیش اپنا فضل کرے اور حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی دعائیں اس کے اور قوم کے حق میں بار آور ہوں (آمین)

چونکہ یہ خط و کتابت ایک قیمتی چیز ہے جس سے جہاں ہمیں اپنی کمزوریوں کا علم ہوتا ہے وہاں اس سے حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی ان خداداد قوتوں اور صفات کا ثبوت ملتا ہے جو خدا تعالیٰ کے خلفا میں ہوتی ہیں اس لئے اصل خطوط ہم اگلی اشاعت میں انشاء اللہ چھاپیں گے تاکہ جہاں قوم اصل واقعات سے آگاہ ہو جائیگی۔ وہاں اسے اپنے امام پر ایمان بڑھانے کا موقعہ ملے۔ ولللہ الحمد۔

بٹالہ کے جھٹکہ کے سوال کے ضمن میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات

پر ہندو اخبارات کی غلط بیانیوں کی مکمل داستان

(قابل توجہ گورنمنٹ پنجاب)

بٹالہ ضلع گورداسپور میں ایک مشہور قصبہ ہے جو اپنی تاریخی قدامت اور تجارت کے لحاظ سے ضلع بھر میں ممتاز ہے۔

یہاں کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات ہمیشہ برادرانہ اور مخلصانہ رہے ہیں اور اگر کبھی بعض ناگوار اسباب رخنہ اندازی کے شورہ پشت لوگوں نے پیدا کرنے چاہے تو دونوں قوموں کے سمجھدار اور امن جو بزرگوں نے ان کو فوراً دبا دیا۔ مگر بدقسمتی سے پچھلے دنوں بٹالہ میں بھی ہندو مسلمانوں کے تعلقات کی بدمزگی کے جراثیم آپہونچے جن نے بعض دوسرے شہروں میں ان دونوں قوموں کو سخت نقصان پہونچایا ہے۔ قریب تھا کہ یہ صدیوں کے تعلقات یکدم ٹوٹ جاتے اور بٹالہ کے ہندو مسلمان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے۔ لیکن ضلع **گورداسپور** کے بیدار مغز۔ معاملہ فہم اور رعایا کے حقیقی بہی خواہ میجر لے۔ سی الیٹ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے موقعہ پر پہنچکر اپنی سیاسی قابلیت سے اس آفت سے دونوں قوموں کو بچا لیا اور جو مشورہ آپ نے ہندو مسلمان لیڈروں کو دیا۔ وہ شفقت اور ہمدردی پر مبنی ہے مگر وہ طبیعتیں جو نچلی نہیں رہ سکتیں اور جو ہمیشہ معاملات کو سنسنی خیز بنانے کے لئے بہانہ تلاش کرتی رہتی ہیں۔ کیونکر خاموش رہ سکتی تھیں اور انہوں نے ایک معمولی امر کو مذہبی رنگ دیا اور پھر مذہبی رنگ دیکر ہندو مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کا اچھا خاصہ ذریعہ بنا لیا اور ہندو اخبارات میں رنگ آمیزی کے ساتھ اس کو شائع کرنا شروع کر دیا۔

میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس واقعہ کو داستان **ظلم** بنا کر اخبارات میں بھیجا ہے وہ باوجود تعلیم یافتہ ہونے کے اپنی قوم کے نادان دوست ہیں اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے خیال سے مست ہو کر اپنے نفع و نقصان پر بھی غور نہیں کرتے اور نہ اپنی اخلاقی ذمہ واری کو محسوس کرتے ہیں اگر وہ ان امور پر غور کرتے تو اخبارات کے ذریعہ اس بجھی ہوئی آگ کو پھر روشن کرنے کی کوشش نہ کرتے چونکہ ہمارے ان نادان دوستوں نے اخباری دُنیا میں **غلط واقعات** کو پیش کر کے نہ صرف ہندو مسلمانوں کے تعلقات کو خراب کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ مقامی اور ذمہ دار حکام کو بھی بدنام کرنا چاہا ہے اس لئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اصل واقعات کو نہ صرف پبلک کے سامنے رکھیں بلکہ

صوبہ پنجاب کی ذمہ وار گورنمنٹ کو دکھائیں

کہ تصویر کا دوسرا رُخ کیا ہے؟

جھگڑے کی ابتدا

ایک جھٹکے کی دوکان کے محل وقوع سے شروع ہوتی ہے۔ جو بیانات اس دوکان کے متعلق اخبار پنجابی میں (اور ان کا ترجمہ اخبار پرکاش میں) شائع ہوئے ہیں۔ اگر ان کو غور کی نظر سے دیکھا جاوے تو حقیقت کھل جاتی ہے۔ اگرچہ پنجابی کے نامہ نگار نے اصل واقعات کو بہت کچھ رنگ دیکر بیان کیا ہے تو بھی سچائی مخفی نہیں رہ سکی۔

بٹالہ کے جھٹکہ کی دوکان جو تیرہ سال سے جاری بتائی جاتی ہے صاحب کمشنر حفظان صحت نے شہر سے کچھ فاصلہ پر اسے منتقل کرنے کی سپارش کی اور میونسپل کمیٹی نے اس دوکان کے لئے ایک جگہ تجویز کر کے وہاں مکان تعمیر کرا دیا۔ یہ ایک امر واقعہ ہے جو پنجابی اور پرکاش نے بیان کیا ہے اب غور طلب امر یہ ہے کہ کمشنر حفظان صحت اس دوکان کو اس کے پہلے محل وقوع پر مناسب نہیں سمجھتا اور بٹالہ کی میونسپل کمیٹی جس میں رائے بہادر لالہ نہالچند جیسے سرگرم ہندو ممبر ہیں اس تجویز کو منظور کر کے ایک خاص موقعہ پر دوکان تعمیر کر دیتی ہے پھر اس جگہ سے دوکان کو مکرر منتقل کرنے کی کیا ضرورت تھی یہی ایک سوال اور قابل غور نکتہ ہے اور یہی

وہ جھگڑے کی جڑ ہے

جو لوگ اب شور مچاتے ہیں انہیں مناسب تھا۔ کہ وہ **میونسپل کمیٹی** بٹالہ کے اس رزولیوشن کو جس کی بنا پر دوکان منتقل ہوئی۔ پبلک کے سامنے رکھدیتے اور اس میں یہ بھی ذکر کر دیتے کہ اس اجلاس میں کسقدر ہندو اور مسلمان ممبران کمیٹی موجود تھے۔ یہ ہرگز وہم نہیں کیا جا سکتا۔ کہ کمیٹی نے جب کمشنر

حفظان صحت کی سپارش کے موافق اس تجویز کو منظور کرکے
ایک دوکان بنوائی تو جھٹکہ کھانے والے ہندوؤں اور اس سے
نفرت کرنے والے مسلمانوں کے جذبات کا یکساں خیال نہ کیا ہو
عملی طور پر کمیٹی نے اس تجویز کو پسند کیا مگر بعد میں اس تبدیلی
کے متعلق ایک درخواست دی گئی جیسا کہ پنجابی اور پرکاش
ظاہر کرتے ہیں اور یہ صحیح ہے اس درخواست پر کیا کارروائی
ہوئی؟ یہ دوسرا نکتہ ہے جو

اس فساد کی کلید کہلا سکتا ہے

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے نہایت **دانشمندی اور زیرکی**
سے کام لیا اور **ہندوؤں** کے جذبات کی پوری قدر کی اور
اس درخواست کو کیفیت ضروری کے لئے تحصیلدار صاحب
بٹالہ کے پاس بھیجدیا جو بٹالہ میونسپل کمیٹی کے پریسیڈنٹ ہیں
بٹالہ کی بدقسمتی سے یہاں پنڈت کرتا کشن صاحب تحصیلدار
آچکے تھے اور یہ کوئی مخفی بات نہیں کہ ان کی پولیسی ہندو مسلمانوں
کے متعلق اچھے نتائج پیدا کرنے والی ثابت نہیں ہوئی۔ خود ان
کی پوزیشن ہی اس جھگڑے میں ایک خاص **مرکزی نکتہ** ہے
جس سے ہٹنا نہیں چاہئے اور جسقدر بھی اس معاملہ میں بال کی
کھال اتاری جائیگی تحصیلدار صاحب کی پوزیشن نازک ہوتی جائیگی
تحصیلدار صاحب کا بحیثیت میر مجلس میونسپل کمیٹی یہ فرض نہ تھا
کہ وہ اس دوکان کو بدوں منظوری صاحب مجسٹریٹ ضلع
منتقل کر دیتے۔ بجائیکہ ان کے پاس درخواست محض کیفیت
کے لئے بھیجی گئی تھی۔ یہ اصل بھید ہے جس کو ہمارے معاصرین
پنجابی۔ پرکاش اور دوسرے ہندو اخباروں نے چھپایا ہے۔
اور اس معاملہ کو چھیڑ کر ان نادان دوستوں نے **پنڈت
کرتا کشن صاحب کو ایک نازک جوابدہی کے نیچے**
رکھدیا ہے۔

سوال کرنے کا اب ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ **پنڈت
کرتا کشن صاحب** کو وہ اختیار کہاں سے حاصل ہو چکے تھے
کہ وہ جھٹکہ کی دوکان کا محل وقوع خود تبدیل کر دیتے۔ کمشنر
حفظان صحت کی سپارش پر تو وہ اپنے اختیار سے دوکان کو ہٹا
نہیں سکتے تھے جبتک میونسپل کمیٹی کے اجلاس میں وہ تجویز منظور
نہ ہولی اب کمیٹی کے فیصلہ کو انہیں منسوخ کرنے کا اختیار کس
قانون سے مل گیا اس خودرائی اور بے احتیاطی نے مسلمانوں اور
ہندو مسلم کے تعلقات کو بٹالہ میں نازک کر دیا۔ اور یہی جڑ ہے اس فساد
کی اس لحاظ سے یہ کہنا ہرگز مبالغہ میں داخل نہیں کہ

تمام جھگڑے کی جڑ پنڈت کرتا کشن ہے

اگر پنڈت کرتا کشن صاحب اپنے اختیارات کی حدود سے باہر نہ جاتے
یا ان کو ایسے اختیارات حاصل تھے (جن کا مجھے یقین نہیں) تو ان کا
جائز استعمال کرتے تو یہ جھگڑا ہرگز پیدا نہ ہوتا۔ دوکان کے
مقام کی تبدیلی کی درخواست تھی وہ اس کے متعلق پوری کیفیت
لکھ کر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی خدمت میں بھیجدیتے جو
مناسب حکم صاحب ممدوح بہادر فرماتے وہ ہندو و مسلمان دونوں
کے لئے باعث تسکین ہوتا۔ مگر انہوں نے اپنے آپ کو **مجسٹریٹ
ضلع** کی حیثیت دیکر جو کام کیا ہے وہ انہیں

جوابدہی سے باہر نہیں رکھتا

اور کوئی امر ان کی بریت کے لئے پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اخبار
الحکم ہندو مسلمانوں کے سوال کو ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھتا
ہے اور اسے یہ جائز فخر ہے کہ اس نے ہندو و مسلمانوں کے اتحاد
پر ہمیشہ مضامین لکھے ہیں۔ اور کبھی ہندو و مسلمان عہدہ داروں
کے سوال کو اس نے ناپسند کیا ہے سولہ سال کے اندر ایک بھی
مضمون اس قسم کا پیش نہیں کیا جا سکتا جس میں یہ بحث کی گئی
ہو۔ خود پنڈت کرتا کشن صاحب کا خیر مقدم ہم نے نہایت مسرت
اور خوش آئندہ امیدوں کے ساتھ کیا تھا اور ہم اس بات کو پسند
کرتے کہ اس ناگوار معاملہ کے سلسلہ میں پنڈت کرتا کشن صاحب
کی پوزیشن کے متعلق ایک لفظ بھی نہ لکھتے لیکن [illegible] کچھ ہمیں لکھنا پڑا
پنڈت کرتا کشن صاحب کے نادان دوستوں کی مہربانی ہے
اگر وہ اخبارات میں اس سلسلہ کو نہ چھیڑتے تو اصل واقعات پبلک
میں نہ آتے لیکن اب جبکہ وہ اپنے ہاتھ سے آگ لگا چکے ہیں اب یہ
مشکل ہوگی کہ پنڈت صاحب کے **دامن** کو ملوث ہونے سے بچائیں
کوئی شخص جو کچھ بھی معاملہ فہمی کا مذاق رکھتا ہے اس
معاملہ پر غور کریگا وہ اس نکتہ پر پہنچیگا کہ **پنڈت کرتا کشن صاحب**
اگر دوکان کا محل وقوع اپنے اختیارات سے نہ بدلتے **تو کوئی تنازع**
نہ ہوتا اب ان کی بریت کے لئے پنجابی میں یہ کہنا
"ہندو تحصیلدار جو بٹالہ میونسپل کمیٹی کے میر مجلس
تھے اور جن کا جھٹکہ مانس میں کوئی ہاتھ نہ تھا"
کہاں تک درست ہو سکتا ہے؟ اس سوال کا فیصلہ صرف اسی
ایک امر سے ہو سکتا ہے کہ

**کیا تحصیلدار صاحب نے بلا منظوری صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر
جھٹکہ کی دوکان اس جگہ سے جہاں کمیٹی کی منظوری سے
قائم ہو چکی تھی۔ اٹھوائی یا نہیں؟**

اگر تحصیلدار صاحب نے اس دوکان کو اٹھوانے میں **غلطی نہیں خطرناک
غلطی بلکہ خود مختاری** سے کام لیا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ
اس سارے جھگڑے کی ذمہ داری اخلاقی اور قانونی طور پر انکے ذمہ ہو
اس جھگڑے میں یہ تو تحصیلدار صاحب کی پوزیشن ہے صاحب
ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی معاملہ فہمی اور بیدار مغزی ایک
مسلمہ امر ہے انہوں نے جب معاملات کی یہ حالت دیکھی تو انتظامی
رنگ میں تحصیلدار صاحب کے تبادلہ کو ضروری سمجھا (مصالح سلطنت میں)
ہمارا دخل دینا حماقت ہے اگر بٹالہ کے ہندو صاحبان تحصیلدار صاحب
کی موجودگی سے کوئی خاص فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے تو انہیں اس
تبادلہ پر اعتراض اشاعت کی کیا حاجت ہے؟
اب غور طلب ہوا کہ اس کے مقابلہ میں ہم مسلمانوں کی پوزیشن اور مسلمان سب
ڈویژنل افیسر سردار محمد ظفر خان صاحب بالقابہ کی پوزیشن کو واضح کر دیں
مسلمانوں نے جب یہ خلاف قانون کارروائی دیکھی کہ تحصیلدار صاحب
نے باوجود ایسا اختیار نہ رکھنے کے خود بخود جھٹکے کی دوکان کا محل وقوع تبدیل
کر دیا۔ تو ان کا حق تھا کہ وہ اپنے مذہبی احساس کی بنا پر اس کے خلاف ایسی کارروائی
کرتے جو قانون کے حدود کے اندر ہو اور امن عامہ کو قائم رکھنے والی ہو
کوئی عقلمند نہیں بتا سکتا کہ اگر انہوں نے اس کے خلاف درخواست دی
تو کیا برا کیا؟
انہوں نے سب ڈویژنل آفیسر کو اپنی درخواست دیدی کیونکہ وہ
جانتے تھے کہ تحصیلدار صاحب نے جب باوجود تبدیلی دوکان کا اختیار نہ رکھنے
کے دوکان تبدیل کر دی ہے تو وہ ان کی جائز شکایت کی کب پرواہ کرینگے
ممکن ہے ان کا یہ خیال غلط ہوتا مگر وہ تحصیلدار صاحب کے اس فعل سے ایسا
نتیجہ نکالنے پر مجبور تھے وہ اگر اس وقت براہ راست صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر کے پاس جاتے تو برسرحق تھے یا دوسرے افسران بالادست مثلاً
کمشنر صاحب یا گورنمنٹ پنجاب کو اس ناجائز کارروائی
کی اطلاع دیتے تو ان کا حق تھا مگر انہوں نے نہایت امن پسندی سے
اور سلامت روی سے اپنے جذبات کا اظہار کیا کہ ایک درخواست سب ڈویژنل
آفیسر کو دیدی جنہوں نے تحصیلدار صاحب کی طرح کوئی غلط کارروائی کرنے
کی بجائے اس درخواست کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس بھیجدیا

اخبار پنجابی کے قابل نامہ نگار سب ڈویژنل افیسر کے اس فعل کو بھی قابل اعتراض سمجھتے ہیں کہ **انھوں نے میونسپل کمیٹی کے پریسیڈنٹ ہندو تحصیلدار سے مشورہ نہیں کیا۔**

مگر نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ پنجابی اور پرکاش کا قانون داں نامہ نگار اتنا نہیں جانتا کہ کیا سردار محمد ظفر خاں صاحب تحصیلدار صاحب کے ماتحت تھے؟ یا ان کے ہی حکم کے خلاف ایک پروٹسٹ کا مشورہ انسے کیا جانا ضروری تھا۔ سردار محمد ظفر خاں صاحب کا یہ قصور ہوسکتا تھا اگر وہ **تحصیلدار** صاحب کی طرح ناجائز اختیارات استعمال کرکے دوکان کو اٹھوا دیتے وہ اس کے متعلق خود کچھ بھی نہ کرسکتے تھے اس لئے انھوں نے درخواست کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی خدمت میں بھیجدیا۔ اور یہی اس معاملہ میں درست پہلو تھا اس سے سردار محمد ظفر خانصاحب اور تحصیلدار صاحب کی

معاملہ فہمی پر روشنی پڑتی ہے

اس کارروائی کا نتیجہ کیا ہوا؟ مسلمانوں میں ایک سکون اور تسلی ہوگئی اور وہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے فیصلہ کے منتظر ہوگئے ان میں کسی قسم کا بیجا جوش نہ تھا اور **وہ قانون کے آگے سر جھکا چکے تھے**

چنانچہ پنجابی اور پرکاش اعتراض کرتے ہیں کہ:۔

"جون کا سارا مہینہ گذر گیا اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کشیدگی کی کوئی علامات پیدا نہوئیں کیونکہ دونوں قوموں کے لوگ اس پارٹی میں خوشی خوشی شریک ہوئے جو لالہ نہال چند نے رائے صاحب کے خطاب ملنے کی خوشی میں دی تھی"

یہ اقتباس مسلمانوں کے **امن پسند پولیسی** کے لئے ہمارے ہندو دوستوں کی تصدیق ہے۔ اس سے بڑھکر ہم مسلمانوں کی صفائی اور بریت کے لئے اور کیا کہہ سکتے ہیں اور خانصاحب کی **پوزیشن** کو اس سے بہتر الفاظ میں کیا واضح کرسکتے ہیں۔ ہم اور تمام سمجھدار ہندو مسلمان دُنیا **خانصاحب** کے قصور کو تسلیم کریگی اگر یہ ثابت کردیا جاوے کہ **کسی ایسی درخواست کو جو تحصیلدار صاحب کے ناجائز حکم کے خلاف انکے پاس دی گئی ہو قانوناً انھیں تحصیلدار صاحب سے مشورہ کرنے کے بعد صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس بھیجنا چاہیئے تھا۔**

ان کے ذمہ جو الزام اس معاملہ کے سلسلہ میں لگایا گیا تھا وہ یہی ہے ہم نے پنجابی اور پرکاش کو خوب غور سے پڑھا ہے مگر اس کے سوا کوئی اور قصور خانصاحب کا نظر نہیں آتا کہ ہاں ایک اور بھی ہے اور وہ انکی قدرت سے باہر ہے کہ

وہ مسلمان ہیں

یہ ہے مسلمانان بٹالہ اور خانصاحب محمد ظفر خانصاحب کی پوزیشن **جھٹکہ** کے معاملہ میں۔ چونکہ یہ معاملہ زیر تجویز اور زیر غور تھا اسی سلسلہ میں انجمن اسلامیہ بٹالہ کے سکرٹری نے اس معاملہ کے متعلق صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو تار دیا تو کیا بُرا کیا؟ جو حق قانوناً انھیں حاصل تھا۔ اس کے استعمال کرنے سے ہمارے دوست کیوں ناراض ہوتے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس میں ناراضی کی کیا بات ہے کیا پنجابی اور پرکاش کا نامہ نگار یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی **جذبات** کی توہین کیجائے اور انھیں **ادب** اور **عاجزی** سے قانون کے اندر رہکر اس کی چارہ جوئی کی بھی اجازت نہو؟ ہم تمام ذمہ دار آفیسروں سے بادب درخواست کرتے ہیں کہ وہ **پنجابی اور پرکاش** کے شائع شدہ مضمون کو غور سے پڑھیں اگر اس کا یہ مطلب نہیں تو کیا ہے؟ غرض مسلمانوں نے درخواست کی اور کپتان صاحب پولیس گورداسپور اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور نے موقعہ کا معائنہ کرکے اس دوکان کو تبدیل کردینے کا حکم دیدیا اور جھٹکہ کا معاملہ ختم ہوا۔ اس ساری داستان سے جو خود ہمارے معاصرین **پنجابی اور پرکاش** نے پیش کی ہے بجز اس کے اور کیا نتیجہ نکلتا ہے کہ **اس فساد کی ابتدا اس غلط کارروائی سے ہوئی جو دانستہ یا نادانستہ پنڈت کرتا کشن صاحب تحصیلدار بٹالہ نے کی** اور مسلمانوں نے اس معاملہ میں نہایت شرافت اور فرمانبردار رعایا کی حیثیت سے کام کیا اس کے لئے اگر کوئی وجود جوابدہ ہے تو **پنڈت کرتا کشن صاحب**÷

اس کے بعد اس سوال کا ایک ضمیمہ شروع ہوتا ہے جس نے اس معاملہ کو نہایت سنجیدہ اور اہم بنادیا۔ اور وہ **ہڈیوں کی داستان ہے۔**

پنجابی اور پرکاش کے الفاظ میں وہ یوں ہے:۔

"۵ جولائی کی رات کو ایک گدھے پر گائے کی ہڈیاں لاکر شہر میں لائی گئیں اور ہندوؤں کے کنوؤں کے پاس پھینکی گئیں۔ یہ رات کے **قریباً دس بجے** کا وقت تھا اس وقت شہر کی بعض بڑی بڑی سڑکوں پر بہت سے مسلمان گشت لگاتے ہوئے دیکھے گئے اس واقعہ سے ہندوؤں پر بڑا خوف طاری ہوا ان میں سے بعض رات ہی کو گورداسپور چلے گئے تاکہ صاحب ڈپٹی کمشنر سے **ملاقات** کرکے اصلی واقعات اپنے ظاہر کریں گورداسپور سے ان ہندوؤں نے رات کے ۴ بجے ۶ جولائی کو کمشنر صاحب لاہور **لاٹ** صاحب پنجاب اور حضور وائسرائے ہند کے نام تار دیں۔ دانہ کیں جنکا مضمون اوپر درج ہے"

ہڈیوں کی داستان کے متعلق جو تار دئے گئے ان کا یہ مضمون ہے:۔

بٹالہ میں دوکان جھٹکہ تیرہ سال سے ہے اس کے اس کے لیے مقام سے منتقل کرنے کے متعلق جہاں آبادی بالکل ہندوؤں کی ہے بہت مبالغہ کیا گیا ہے۔

ہندوؤں کی جان و مال سخت خطرہ میں ہے۔ ہندوؤں کے کنوؤں میں گائے کی ہڈیاں پھینکی گئی ہیں مسلمان سڑکوں میں گشت لگا رہے

ہیں۔ **ہیں ان کے اطوار سے ہندوؤں کے لئے دھمکی ظاہر ہے۔**
ہندو سخت گھبراہٹ اور خوف میں ہیں مذکورہ بالا افسروں نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو معاملات کی غلط اطلاع دی ہے نیز سخت غلط بیانیوں سے کام لیا گیا ہے۔ یہاں ہم صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں اپنی شکایات پیش کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔ مزید نئے حالات کا ہمیں کچھ علم نہیں۔ یعنی نامعلوم بٹالہ سے ہماری روانگی کے بعد کیا کیا ظہور میں آیا"

یہ اس تار کا مضمون ہے جو پرکاش میں چھپی ہے آمیں جن افسروں کی شکایت کی گئی ہے ان کا نام حذف کر دیا گیا ہے۔

ہڈیوں کی اس داستان پر معزز ناظرین خوب غور کریں۔ پنجابی کا معزز نامہ نگار جو داستان کھینچتا ہے اس میں وہ ظاہر کرتا ہے کہ دس بجے رات کے قریب ہندوؤں کے کنوؤں کے پاس ہڈیاں پھینکی گئیں اور اس ٹرین میں جو رات کو بٹالہ سے ۱۰ بجے چلتی ہے چند ہندو صاحبان گورداسپور روانہ ہوئے ان ہڈیوں کے پھینکنے والے مسلمان اگر صاف الفاظ میں نہیں ظاہر کئے گئے ہیں اور نہ صرف ہڈیاں پھینکنے والے بلکہ سڑکوں پر گشت کرکے ہندوؤں کے مال و جان پر گویا حملہ کرنے والے بھی۔ یہ ایک ایسا ذلیل اور خطرناک الزام ہے جو بٹالہ کی مسلمان کمیونٹی پر لگایا گیا ہے

لیکن جو لوگ بٹالہ کے ۵ جولائی کی رات کا علم رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ دس بجے کے قریب وہاں سخت آندھی آئی اور اس کے ساتھ بارش بھی تھی۔ اس تیز و تار رات میں باد و باران کے طوفان میں مسلمان تو بٹالہ کی سڑکوں پر کیا گشت کرتے ہونگے البتہ وہ لوگ جو اس وقت ان سڑکوں پر تلاش کرنے گئے تھے ضرور پھرتے ہونگے یہ ایک سیاہ جھوٹ ہے جو پنجابی کے نامہ نگار نے ظاہر کیا ہے:

اگر سخت جھکڑ نہ آیا ہوتا اور اس کا وہی وقت نہ ہوتا (ممکن تھا) کوئی شخص اس داستان کو ماننے کے لئے طیار ہو جاتا مگر ایسی حالت میں یہ قیاس کرنا بھی نادانی ہے ہاں اس سے ایک راز کا **انکشاف** ضرور ہوتا ہے کہ گویا ہندو صاحبان کو پہلے سے علم تھا کہ آج ایسا واقعہ ہوگا اور اس لئے وہ سخت جھکڑ میں جس کے ساتھ بارش ملی ہوئی تھی بڑی سڑکوں پر مسلمانوں کو دیکھنے گئے اور اسی حالت میں انھوں نے دیکھا کہ کنوؤں **کے پاس ہڈیاں پڑی ہیں**۔ اور سب سے بڑھ کر لطف تو اس تار سے آیا جو پنجاب اور ہندوستان کے سب سے بڑے اور ذمہ دار حکام کو ہمارے ہندو بھائیوں نے دیئے۔ کیونکہ دس بجے کے قریب **کنوؤں** میں ہڈیاں ڈالی گئیں اور دس بجے کے قریب ہی پتہ لگ گیا اور انھوں نے کنوؤں میں غوطہ خور داخل کرکے ان ہڈیوں کو دیکھ لیا اور پھر **دس بجے** کی گاڑی میں وہ گورداسپور بھی چلے گئے۔

ہڈیوں کی یہ داستان میں یہ حصہ نہایت ہی قابل غور ہے جو لوگ بٹالہ سے گورداسپور جاتے ہیں اور وہاں سے جا کر تار دیتے ہیں بلاشبہ وہ رات کو دس بجے کی گاڑی میں جاتے ہیں کیونکہ **ہڈیاں ڈالنے** کا واقعہ دس بجے کے قریب کا بتایا جاتا ہے۔ ایسی حالتیں بجز اس کے کہ ہڈیوں کی داستان کسی سازش کا نتیجہ ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ چند منٹ کے اندر **ہڈیاں** پھینکی بھی جاویں اور معلوم بھی ہو جاوے کہ کنوؤں میں ہیں اور مسلمان بڑی سڑکوں پر گشت کر رہے ہیں اور پھر ان لوگوں کو مشورہ کرنے کے لئے بھی کافی موقعہ مل جاوے چیدہ اور سربرآوردہ لوگ اہل ہنود کے جمع ہو کر بحث مباحثہ کے بعد اس نتیجہ پر آئیں کہ گورداسپور جا کر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے ملنا چاہئے اور لاٹ صاحب اور وائسرائے صاحب کو تار دینی چاہئے۔

ہمیں افسوس ہے کہ بہت سے ہندو قانون پیشہ احباب بٹالہ اور گورداسپور کے اس معاملہ میں دلچسپی لے رہے تھے اور لے رہے ہیں اور وہ واقعات کی ترتیب سے صحیح نتائج نکالنے کے عادی ہیں مگر وہ ہمیں بتائیں کہ اگر یہ واقعہ اس حیثیت سے جو پنجابی اور پرکاش میں شائع کیا گیا آپ کے سامنے بطور ایک مقدمہ کے رکھا جاوے تو کیا آپ اسکو محض لغو یا کسی اپنی سازش کا نتیجہ قرار نہ دینگے؟

ہم اس پر تفصیل کے ساتھ بحث کر چکے ہیں اور ہمیں سچائی کی قوت پر یقین ہے کہ کوئی شخص اسکو توڑ نہیں سکتا۔ اگر یہ واقعہ جو پنجابی اور پرکاش میں ظاہر کیا ہے جس کا اقتباس ہم نے اوپر دیا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہڈیوں کی داستان اور واقعہ **ایک گہری ہندو سازش کا نتیجہ نہو**؟ ورنہ ناممکن ہے کہ چند منٹ کے اندر یہ ساری باتیں طے ہو جاویں۔ پنجابی کے فاضل نامہ نگار اور اس معاملہ میں دلچسپی لینے والے ہمارے قانون دان ہندو احباب جب غور کرینگے تو

انھیں غلط بیانی پر خود افسوس ہوگا۔

اس سے بھی بڑھ کر عجیب و غریب کیفیت ہمارے سامنے یہ ہے کہ ہمارے جوان **قانون دان** اور **معاملہ فہم** ہندو بزرگوں اور بٹالہ کے ہندو لیڈروں نے بڑی بھاری ذمہ داری کو اپنے سر پر لیکر دیا ہے کسی معمولی انسان کو نہیں **کمشنر صاحب۔ لاٹ صاحب اور وائسرائے کو** اس تار میں لکھا کہ **ہندوؤں کے کنوؤں میں گائے کی ہڈیاں پھینکی گئی ہیں**

ہم نہیں سمجھتے کہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۸۲ کا مطلب کیا ہے؟ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تار کے جن الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے یہ **صریح جھوٹ** اور خلاف واقعہ ہے کسی کنوئیں میں کوئی ہڈی نہیں پائی گئی اور نہ سرکاری تحقیقات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ایسی **جھوٹی** خبر دینے سے ان ہندو بزرگوں کا کیا مطلب تھا؟ وہ ظاہر ہے ہم نہیں چاہتے کہ اس پر زیادہ بحث کریں مگر اس خیال سے کہ آئندہ گورنمنٹ پنجاب اور اس کے ذمہ دار حکام کو کسی شخص کو یونہی پریشان کرنے کی جرأت نہ ہو یہ ضروری امر ہے کہ **تار خبر کے** مضمون کی پڑتال کیا جاوے اور تار بھیجنے والوں سے اس کی صحت کا ثبوت لیا جاوے اور اگر یہ صحیح ہو تو ایسی شورش انگیز حرکت کرنے والے کو عبرتناک سزا دینی چاہئے لیکن اگر یہ مضمون تار کا جو جلی حروف میں لکھا گیا ہے **محض جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے تو قانون** کی عزت کو قائم رکھنے کے لئے اور ایسی ناجائز حرکات کا سدباب کرنے کے لئے تار بھیجنے والوں **سے اس کا جواب ضرور طلب ہونا چاہئے**

یہ ہڈیوں کی داستان کی حقیقت اور بھی کھل جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس واقعہ کی تفتیش لالہ صاحب دیال صاحب

سب انسپکٹر بٹالہ نے (جو ہندو ہے) کی اور چودھریوں کا بیان بھی اگر ہم غلطی نہیں کرتے نائب تحصیلدار بٹالہ کے سامنے قلمبند ہوا اور لالہ داس رام صاحب پنشنر اور خود لالہ نہالچند صاحب نے سب انسپکٹر کی تفتیش میں محض اس واقعہ کو اتفاقی بتایا اور ظاہر کیا کہ یہ کسی سازش کا نتیجہ نہیں جیساکہ ان سے بیان ہے لالہ صاحبدیال صاحب نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے گورداسپور اور بٹالہ کے بعض وکلا اور معزز ہندوؤں کے سامنے پڑھ کر ۷ جولائی ۱۹۱۲ء کو سنایا ایسی حالت میں ایک خطرناک الزام مسلمانوں پر بعد میں لگانا نہایت شرمناک حرکت ہے۔

یہ سب ہندوؤں کی داستان کی حقیقت اسپر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی مسلمانوں یا مسلمان افسروں کا کوئی تعلق اور قصور نہیں تھا مگر یہ امر ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ ایک طرف تو رائے صاحب لالہ نہال چند صاحب اسکو اتفاقی واقعہ بتاتے ہیں اور دوسری طرف جو تار دیا جاتا ہے اس میں اس کا الزام کنایۃً مسلمانوں کے سر تھوپا جاتا ہے۔

ان ہر دو واقعات کی حقیقت کے اظہار سے مسلمانوں کی **پوزیشن** صاف ہو جاتی ہے ہم نہیں چاہتے تھے کہ یہ معاملہ اخبارات میں آئے مگر ہمارے جلد باز دوستوں نے ضلع **گورداسپور** کے **منتظمین** معاملہ فہم اور رعایا کے سچے ہمدرد ڈپٹی کمشنر کو بدنام کرنے کے لئے غلط واقعات شائع کرنے شروع کیے تو ہمارا فرض تھا کہ ہم ایک مقامی اخبار نویس ہونے کی حیثیت سے **اصلیت** کو **گورنمنٹ** اور پبلک کی توجہ کیلئے بیان کردیں اور ناظرین دیکھینگے کہ ہم نے صرف ہندو اخبارات کے شائع کردہ واقعات کو لیکر ان ہی کی مسلمات سے ان کی لغویت ثابت کر دی ہے اور ہم نہیں سمجھتے کہ حقیقت الامر کے کھل جانیکے بعد گورنمنٹ اس امر کا پتہ لگانے کی کوشش نہ کرے کہ وہ کون لوگ ہیں جو ہندو مسلمانوں کے تعلقات کو ناگوار صورتیں لیجانے کی تدبیریں کرتے رہتے ہیں۔ بالآخر ہمیں بٹالہ کے ہندوستانی لیڈروں کی خدمتیں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ ضلع گورداسپور کے **رحمدل** اور **نیک نیت** اور **شرافت مجسم** ڈپٹی کمشنر بہادر نے جو مشورہ دردِ دل سے دیا ہے اسے اپنا دستور العمل بناؤ اور تم اپنی جائز **عزت** اور امتیاز کو جو بٹالہ کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات کی عمدگی کے باعث ہمیشہ قائم رہا ہے باقی رکھو جو لوگ **قومیت** کا جذبہ پیدا کرنے کے خیال سے دھڑا بندیاں پیدا کرتے ہیں وہ ملک اور قوم کیلئے ایک **لعنت** ہیں۔ ہر شخص اور ہر قوم جائز حدود کے اندر رہکر اپنی ترقی اور بہتری کیلئے کوشش کرے اسکا حق ہے اپنے مذہبی جذبات کی قدر کرے اسکو سزاوار ہے۔ مگر اپنے قومی اپنے مذہبی احساس کے قیام کیلئے دوسروں کے مذہبی **جذبات** اور حقوق کو پامال کرو یہ آگ فوراً بجھا دو اور اپنے خوشگوار تعلقات سے ثابت کردو کہ تم میں شرافت عاقبت اندیشی اور امن پسندی کا پاک جذبہ موجود ہے بٹالہ کے ہندو صاحبان کا خصوصاً فرض ہے کہ وہ ان غلط واقعات کی تردید کردیں جو انکے مظالم کے نام سے اخبارات میں شائع کئے گئے ہیں اسطرح پر وہ اپنی راستبازی اور امن پسندی کا ثبوت دینے میں قابل قدر ٹھہرینگے ہم نے جو کچھ لکھا ہے محض مجبور ہوکر ذمہ دار افسروں کے دامن کو غلط الزامات سے پاک کرنے کیلئے ورنہ ہم ایسے قضیوں کو سخت ناپسند کرتے ہیں خدا کرے کہ آئندہ ہمکو اسپر لکھنے کا موقعہ ہمارے ہندو بزرگ نہ دیں ؎

من از بہر دوستی ات گفتم تو ہم خود فکر کن بارے خود از بہر این رفتار ای دانا و ہشیار

آخر میں ہم اپنے ضلع کے معاملہ فہم اور نیک مزاج ڈپٹی کمشنر بہادر کی ہمدردی کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک ناصح مشفق کیطرح دونوں قوموں کو ملکر رہنے کا نیک مشورہ دیا۔ اور پوری توجہ اور استقلال کیساتھ ہندوؤں

چه گویم باتو گر آئی چا در قادیاں بینی | شیخ یعقوب علی تراب احمدی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

بمقام امرتسر قبل مغرب

لاہور سے واپسی پر چند گھنٹہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح رض نے ۷ جون ۱۹۱۲ء کو امرتسر قیام فرمایا امرتسر کے قیام میں آپ کی غرض صرف یہ تھی کہ وہاں کی جماعت کو خصوصیت سے کچھ نصائح کریں جو باہمی اتحاد اور اصلاح حالت پر مبنی ہو۔ مگر جماعت امرتسر کی بدقسمتی کہ وہ ان قیمتی ہدائتوں سے محروم رہی ان کے لئے یہ ایک فضل تھا کہ ان کا امام سخت گرمی میں باوجود اس ضعف اور پیرانہ سالی کے ان کے گھر گیا مگر وہ اس سے فائدہ نہ اُٹھا سکے بعض لوگوں سے تو ایسی حرکت سرزد ہوئی۔ جو میرے اپنے ایمان کے موافق سخت بیہودہ اور خلاف اداب مرشد ہے۔ اُنہوں نے ترکوا قائما کا نمونہ دکھایا امرتسر کے وہ لوگ جو اس نوٹ کو پڑہیں سو وہ انہیں نصیحت دینے کے لئے سمجہائیں کہ وہ استغفار کریں۔ اور صدقہ دیں۔ سورہ انفال میں اندیشہ ہے کہ ایسے لوگ کسی دُکھ میں مبتلا ہوں یا ایمانی رنگ میں نقصان اُٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے! آمین!!

بہرحال حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بعض غیر احمدی لوگوں کی تحریک پر ایک تقریر کے لئے عرض کیا گیا تو آپ نے قبل مغرب جبکہ عصر کی نماز سے فارغ ہو چکے تھے سورہ عصر پر وعظ فرمایا۔ ایڈیٹر

میرے دوستوں نے مجھے کچھ وعظ کہنے کے لئے فرمائش کی ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی توفیق دی ہے کہ تم لوگوں کو کچھ سنا دوں۔ میں اترا بھی اسی غرض سے ہوں کہ کوئی آدمی کوئی بات سن لے اور اللہ تعالیٰ نفع دے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

یہ ایک چھوٹی سی سورۃ ہے اور میں نے اسی نظارہ پر اس کو پڑھا ہے کہ اس میں عصر کا ذکر آتا ہے یہ وقت عصر کا ہے اور دن کا آخری حصہ ہے اور میں اس سورۃ شریف کو عصر کے وقت شروع کرتا ہوں اس نظارہ نے مجھے ادھر ہی متوجہ کر دیا کہ شاید اتنے وقت میں پوری ہو جاوے جو سورج غروب ہو

عصر کے معنی

اس سورۃ کے ابتدا میں عصر کا لفظ آیا ہے۔ عصر مطلق زمانہ کا نام ہے۔ ہماری زبان میں بھی یہ لفظ ان معنوں پر بولا جاتا ہے فلاں میرا ہمعصر ہے اخبار نویس بھی یہ لفظ بولتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمارے عصر نے یہ لکھا ہے غرض زمانہ کو بھی عصر کہتے ہیں۔

پھر عصر نچوڑنے کو کہتے ہیں انی ارٰینی اعصر خمراً۔

عصر اس حصہ کو کہتے ہیں جو ظہر کے بعد نماز کے لئے مقرر ہے یہ وہی وقت ہے جس کی ابھی نماز پڑہی ہے۔ پس عصر کے تین معنی ہیں۔ زمانہ۔ نچوڑنا اور بعد ظہر نماز کا وقت۔

قسمہائے قرآنی کی حقیقت

قرآن کریم میں جہاں بڑے بڑے عجائبات ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض سورتوں کے شروع میں اور بعض کے درمیان قسموں کا ذکر کیا گیا ہے میں نے قرآن مجید کی ان قسموں پر بڑا غور کیا ہے تو میں نے یہ پایا ہے کہ قرآن مجید کی قسمیں معجزانہ رنگ رکھتی ہیں اور وہ یہ ہے کہ جہاں تک میں نے دیکھا ہے دُنیا میں تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ عوام۔ پھر ان سے بڑھ کر سمجھدار پھر ان سے بھی بڑھ کر حکومت پیشہ لوگ

عوام میں یہ بات مشہور ہے (اگرچہ اس زمانہ میں اس کے خلاف ثبوت موجود ہے) کہ قسم کھانا جھوٹوں کا کام ہے۔ پڑھے لکھے نو تعلیم یافتہ بھی یہی کہتے ہیں کہ سویلیزیشن کے خلاف

ہے۔ بیہودہ امر ہے۔ بہت قسمیں کھانے والے کا اعتبار نہیں کرتے۔ قرآن مجید میں بھی ایک جگہ اس کی طرف اشارہ ہے

لا تطع کل حلاف مہین

مگر باوجود اس کے قرآن میں قسمیں موجود ہیں میری سمجھ میں ان قسموں میں کچھ حصہ عوام کا ہے کچھ خواص کا اور کچھ حکام کا ہے عرب میں اس جہالت کا دور دورہ تھا ان کا اعتقاد تھا کہ قسم ذلیل کردیتی ہے۔ ان میں ایک ضرب المثل یا کہاوت تھی کہاوت یا ضرب المثل ایک فقرہ ہوتا ہے۔ جو بڑے تجربوں کا نچوڑ ہوتا ہے وہ ضرب المثل جو عربوں میں قسم کے متعلق تھی یہ ہے۔ ان الایمان تدع الارض بلاقع۔ قسمیں ملک کو ویران کردیتی ہیں اور قسمیں کھانے والے کی عزت نہیں رہتی۔ اب قابل غور یہ امر ہے کہ جن لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ قسمیں ذلیل کردیتی ہیں اور ملک کو تباہ کردیتی ہیں۔ اُن کے سامنے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے قسمیں نکلوائیں اور اس طرح پر اُن کے اپنے مسلمہ عقیدہ کے رو سے حجت پوری کی کہ عوام کے خیال کے موافق تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) ذلیل اور ہلاک ہوجاتے۔ مگر آپؐ روز افزوں ترقی کرتے گئے یہاں تک کہ آپؐ کے اقبال سے شاہان وقت لرزہ کھا جاتے تھے۔ پس عوام کے لئے یہ معجزہ بلکہ آیۃ اللہ اور سلطان مبین ہے

حکام کے لئے بادشاہ وقت تک تخت پر بغیر قسم کے نہیں بیٹھ سکتا۔ وزراء پارلیمنٹ کے ممبر قسم کے بغیر اپنے عہدہ پر متعین نہیں ہوتے۔ بڑے بڑے عہدہ داران جیسے چیف کورٹ یا ہائی کورٹ کے جج ہیں۔ ان سے بھی قسم لی جاتی ہے۔ یہ شخصی بات سہی۔ مگر ہماری فاتح قوم نے تو حد کردی اس کے قانون میں ... بات لازم ہے کہ مسیحی آدمی قسم کھائے اور باقی کے لئے ... اقرار صالح کافی ہے۔

غرض عوام کا جو حال ہے اور حکام کا یہ۔ بیچ میں ہے فلاسفر لوگ۔ ان کے لئے قرآن کریم کی قسمیں عجائبات پر مبنی ہیں ... الٰہیہ یا لاز آف نیچر سے جب قرآن کریم استدلال کرتا ... فلسفی کا دماغ بھی اس کے ماننے پر تیار ہوجاتا ہے اس ... معلوم ہوتا ہے کہ قسم میں فلسفی مضمون ہوتا ہے۔ جس کے ... عقلمند کو مضائقہ نہیں ہوتا اور یہ قسمیں بطور شواہد اور ... کے ہوتی ہیں۔ میں قرآن مجید سے ایک دو قسموں کے مقام تمہیں سناتا ہوں۔

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۝
وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی ۝ اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی ۝

اس صورت کو بھی قسم سے شروع کیا ہے اور اس میں رات دن کے قدرتی مناظر اور ان کے مختلف نتائج اور عورت و مرد کے باہمی تفاوت اور پھر تعلقات اور نتائج کو بطور شاہد پیش کرکے مسئلہ جزائے اعمال کا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دُنیا کا کیا پتہ ہے۔ نیکوں کو دُکھ اور بدوں کو سکھ مل جاتے ہیں اس مضمون کو ایک فقیر نے ادا کیا ہے اس کے معنی تو لطیف ہوسکتے ہیں مگر عوام نے اس سے اباحت اور جرأت سیکھی ہے۔

اوہتے کھانڈ گھیو بندے ہیں پکڑن سادھ تے چھڈن چور
لیکھا بے پرواہیاں دا

یعنی دُنیا اعتبار کے قابل نہیں ایسے مضامین کبھی لوگ غلط سمجھ لیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ حقائق صحیحہ اور نتائج صحیحہ واقعی ہیں یا وہم ہیں۔

اس پر دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو مذہب کے پابند ہیں اور بعض مذہب کے پابند نہیں رہے۔ بہت سے لوگ ہیں کہ وہ ریح آپ کو مذہب کا بڑا پابند ظاہر کرتے ہیں اور اگر ذرا بھی بے ادبی اپنے مقتدا کے خلاف دیکھیں تو جان تک خطرہ میں ڈال دیتے ہیں۔ مگر عمل کچھ نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عملی رنگ میں جزا و سزائے اعمال کے منکر ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ اس سورۃ میں اس عقیدہ باطلہ کو رد کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ جیسے اسباب مہیا کروگے۔ ویسے ہی نتائج ہوں گے اس دعویٰ کا ثبوت ایک قدرتی نظارہ سے دیا جاتا ہے وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۝ رات کی طرف دیکھو اُس کے صفات اور آثار الگ ہیں۔ جو باغ دن کو راحت بخش ہیں اور جن سے دن کو اوکسیجن نکلتی ہے۔ وہی باغات رات کو راحت بخش نہیں اور اب انہیں درختوں سے کاربن نکلتی ہے۔ جو قاطع حیات ہے۔ اور بچوں کے لئے تو وہ خوبصورت درخت رات کو بھوت نظر آتے ہیں۔ دانا کہتے ہیں کہ درختوں سے رات کو کاربن نکلتی ہے۔ مذہب منع کرتا ہے کہ رات کو درختوں کے نیچے نہیں سونا چاہئے دن کی تاثیریں اور عجائبات بالکل جدا ہیں۔ وہی درخت جو رات کو کاربن نکالتے تھے دن کو اوکسیجن چھوڑتے ہیں اور ہندوؤں نے تو درختوں کے متعلق مذہبی قواعد بنادیئے بہت دانائی اور عاقبت اندیشی کی۔ اس گرم ملک میں بڑ اور پیپل خدا کی نعمت ہے ان کی حفاظت ایسی نہ ہوتی جیسی اب مذہبی پیرائے میں ہورہی ہے۔

غرض رات اور دن کے جُدا جُدا لوازمات ہیں اگر کوئی کہے کہ رات کو درختوں کے نیچے سویا کریں تو وہ نقصان اُٹھائیگا۔ دن کو باغات کی سیر کرنے اور اُن کے نیچے سونے کو پسند کیا جاتا ہے اور اس سے طبیعت میں خوشی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اگر کوئی اتنا باریک علم نہ رکھتا ہو تو دن اور رات کے خواص اور تاثیرات پر فلسفی نظر نہ رکھتا ہو تو فرمایا۔

وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی ۝

عورت و مرد کے مساوات والے پڑھیں

عورت اور مرد کی بناوٹ پر غور کرو۔ دو جُدا جُدا ہستیاں ایک ہی نوع کی ہیں۔ مگر ہر دو کے اعمال اور قدرتی فرائض جُدا جُدا ہیں۔

آجکل تھوڑی تعلیم کے لوگ مساوات کی بحث کرتے ہیں وہ صریح غلطی پر ہیں۔ میں ایک مرتبہ کشمیر میں ایک دوست مکان پر بلا تکلف چلا گیا وہاں ایک بڑا ڈاکٹر موجود تھا ڈاکٹر سے مراد علم طب کا ماہر نہیں بلکہ عالم مراد ہے اس نے عورتوں اور مردوں کے حقوق کی مساوات پر بحث کی اس نے دو مرتبہ کہا کہ عورت اور مرد باہم برابر ہیں۔ تب میں نے اس کو مخاطب کیا اور پوچھا آپ کا کوئی بیٹا ہے۔ پہلے تو اس نے مکروہ سمجھا کہ میں نے بدوں انٹروڈیوس اس سے خطاب کیا مگر جب اس نے دیکھا کہ صاحب مکان میری تکریم کرتا ہے تو اس نے جواب دینا پسند کیا اور بڑی خوشی سے کہا کہ ہاں! میں نے نہایت بے تکلفی سے اس کی چھاتی پر ہاتھ مارکر ٹٹولا اور کہا کہ اب تو آپ کی باری بچہ جننے کی ہوگی۔ میری اس حرکت سے اس نے سمجھ لیا کہ یہ بڑی جرأت والا آدمی ہے اس لئے اس نے گھر والے سے پوچھا کہ یہ کون ہے اس نے کہا کہ یہ آپ ہی کہیں گے۔ میری تو جرأت نہیں کہ بتاؤں۔ پھر اس کو پتہ لگ گیا۔

میرے اس عقلی اعتراض پر وہ بہت گھبرایا اور آخر اسے ماننا پڑا کہ عورت اور مرد باہم مساوی نہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرد اور عورت کے خواص الگ ہیں اور ان کے فرائض جدا جدا۔ اگر ان امور پر تم نظر کرو گے تو تمہیں صاف معلوم ہو جاویگا اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی ؀

جب کام جدا جدا ہیں تو ان کے نتیجے بھی الگ الگ ہونگے اسی طرح پر نیکی اور بدی میں تفاوت ہے۔ نیکی کا نتیجہ نیک اور بدی کا نتیجہ بد ہوگا اس کے مطابق اب مسئلہ سزا و جزا کا حل ہو گیا اس طرح پر قرآن مجید کی قسمیں بڑے بڑے مسائل کا حل کرتی ہیں۔ ۸۳ مقامات پر قسمیں آئی ہیں۔ اور وہ حقیقت مدعا کی مثبت ہیں۔

والعصر میں جو قسم ہے وہ بھی ایک امر کی مثبت ہے فرمایا عصر کو دیکھو۔ انسان گھٹیل حالت میں ہے۔ ہر گھڑی جو اس پر آتی ہے وہ اس کو کچھ کم ہی کرتی ہے۔ ماں کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ ایک دو سال کا ہوتا ہے تو لوگ مبارک باد دیتے ہیں کہ بچہ بڑا ہو گیا مگر غور کرو۔ تو دو سال اس کی عمر سے کم ہو گئے اور دن بدن وہ گھٹتا جاتا ہے۔ انسان گویا برف کا سوداگر ہے ہر لحظہ اس کو کم کر رہا ہے اسی طرح پر انسان کی عمر گھٹتی چلی جاتی ہے تو اب سوال ہوتا ہے کہ کیا اس کی تلافی کا بھی کوئی انتظام ہے خواہ عصر کے کچھ ہی معنے کرو۔ یہاں بتایا ہے کہ اس کی تلافی کی صورت ہے وہ کیا؟

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ؀

کچھ لوگ ہیں جو گھاٹے سے بچائے جاتے ہیں۔ وہ کون ہیں جو مومن اور اعمال صالحہ کرنے والے ہیں۔ اب اگر عصر کے معنی زمانہ کے کرو تو اس سے یہ مراد ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو عصر سے تشبیہ دی ہے کیونکہ پہلے تو ایک نبی آتا تھا اور شریعت لاتا تھا اور نئی راہیں خدا کی رضامندی کی ظاہر ہوتی تھیں۔ مگر اب تو عصر کا وقت ہے۔ پھر سورج غروب ہوگا۔ آپ جامع کمالات نبوت۔ جامع کمالات انسانیہ اور خاتم کمالات نبوت اور خاتم کمالات انسانیہ تھے۔ پھر عصر کے لفظ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ نچوڑنے سے سمعنی چیز الگ ہو جاتی ہے اور اس کا رد ّی حصہ تہ نشین ہو جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شریعت لائے وہ خالص اور تمام صداقتوں کا نچوڑ ہے۔ دنیا میں کثرت سے آئے ہیں۔ منھم قصصنا علیک ومنھم لم نقصص۔

پھر جو آئے ہیں تو کچھ معلوم نہیں کہ ان کی کتابیں محفوظ ہیں یا نہیں۔ پھر وہ کتابیں کمی بیشی تغیر و تبدل سے پاک ہیں یا نہیں۔ غرض بیسیوں شبہات وارد ہوتے ہیں۔

پھر انسانی تاریخ کا پتہ نہیں۔ عیسائی تو پانچ چھ ہزار برس سے برس سے پرے کچھ کرنے نہیں دیتے۔ حد سات ہزار برس بتلاتے ہیں۔ آریوں نے ۴ ارب کے اندر خدا کی بادشاہی کو محدود کیا ہے۔ زرتشت کے اتباع نے مہان سنکھ کے آگے سترہ صفر بڑھا دیئے ہیں۔

مگر ہمارے مولا کے خالق۔ مالک۔ حیّ۔ قیوم اور رازق ہونے کے لئے کسی وقت کی حد بست کرنا سخت جہالت ہے۔ اس لئے ہماری مقدس کتاب قرآن کریم نے کوئی تاریخ نہیں دی۔

پھر نچوڑنے کے معنوں کو مد نظر رکھکر فرمایا فِیْهَا کُتُبٌ قَیِّمَة تمام صداقتوں کا مضمون قرآن مجید میں موجود ہے۔ کوئی صداقت اس پاک کتاب سے باہر نہیں ہم نے مختلف رنگوں میں دنیا کے سامنے اس سوال کو پیش کیا ہے کہ تم کوئی صداقت بتاؤ۔ جو قرآن کریم میں نہ ہو۔ اولاد۔ بیوی والدین۔ اپنی قوم اور دوسری قوموں سے تعلقات اور خدا کے ساتھ تعلقات کی کوئی جامع کتاب بتاؤ۔ میری عمر بہت ہو گئی ہے اور مذاہب کی تحقیقات کا اتنا شوق رہا ہے کہ میں نے اپنے ہمجولیوں میں نہیں دیکھا۔ پھر مدد الٰہی ایسی پہنچی کہ دوسرے مذاہب کی کتابوں کے خریدنے کے لئے اموال کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسا فضل کیا کہ وہ مجھے ایسے مخفی طور سے دیتا ہے کہ انسان کی طاقت نہیں کہ معلوم کر سکے ان تمام اسباب سے میں نے اس صداقت کو ہمیشہ لا نظیر پایا فِیْهَا کُتُبٌ قَیِّمَة

غرض اس سورۃ والعصر میں تلافی کے چار قاعدے بتلائے۔ جن پر عمل کرنے سے انسان خسارہ سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

اول۔ ایمان ہو۔ سچی باتوں کا علم ہو۔ عقائد صحیحہ ہوں

دوم۔ اس علم اور عقائد کے موافق اعمال صالحہ ہوں۔

سوم۔ وہ سچی باتیں اور عقائد صحیحہ۔ پاک تعلیمات جن پر ایمان لاتا ہے اور عمل کرتا ہے۔ دوسروں کو پہنچانے اس کا نام وصیت الحق ہے۔

چہارم چونکہ سچائی کے پھیلانے میں دشمن ضرور ہوں گے اس لئے اس کی مخالفت میں صبر و استقلال سے کام لے۔

یہ چار قاعدے ہیں جو شخص ان پر عمل کریگا وہ خسارہ سے محفوظ رہیگا اس نسخہ کو صحابہ۔ تابعین تبع تابعین اور اکابر اولیاء و آئمہ نے استعمال کیا۔ اس زمانہ میں ہماری سرکار مرزا صاحب نے تجربہ کیا لیکن جب مسلمانوں نے اس نسخہ کو چھوڑنا شروع کیا اسی وقت سے ان پر زوال آنے لگا۔

سب سے پہلے مسلمانوں نے ایسی جامع کتاب کا پڑھنا چھوڑ دیا۔ ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں میں ہاں ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں میں سے کتنے ہیں۔ جو اس کو پڑھتے ہوں اور پھر اس کے مطلب کی تہ کو پہنچ کر عمل کرتے ہوں پھر اس کے حقائق پہنچاتے ہوں اور ان حقائق کے پہنچانے میں جو تکلیفات پیش آئیں۔ صبر اور استقلال سے اس کا مقابلہ کرتے ہوں۔

موجودہ حالت چار قومیں ہمارے سامنے ہیں۔ ایک زمیندار ہیں۔ جو صبح سے شام تک گویا مزدوری پیشہ ہیں۔ ان کو کونسا وقت ملتا ہے کہ وہ قرآن مجید کو پڑھیں اور سمجھیں۔

پھر امرا ہیں انہوں نے اول تو نماز چھوڑ دی ہے اگر پڑھیں بھی تو انہیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مشکل ہو رہا ہے۔ گھر میں موقعہ مل گیا تو پڑھ لی نہیں تو نہیں۔

ہاں ایسا دیکھا ہے کہ اگر کوئی افسر مال ہو اور وہ نماز پڑھنے لگے تو کم از کم ذیلدار پڑھ لیتا ہے وضو ہو یا نہ ہو۔

پھر علما اور گدی نشینوں کے قبضہ قدرت میں بڑی مخلوق ہے۔ ان کا جو حال ہے اس کو دنیا خوب جانتی ہے ایک چیز ان کے بغل میں ہے کفر کا فتویٰ یا عورتوں کے حلالے کرنا۔ اسی سے ان کا کام خوب چلتا ہے۔ رہی عزت وہ جو کچھ بھی ہے لوگ خوب جانتے ہیں۔ رہے گدی نشین۔ پیر خدا

کے فضل سے دونوں میں داخل ہوں۔ اللہ کا فضل دستگیری کرے تو بات بنتی ہے کوئی سات سو برس کی بات ہے۔ ایک نازک خیال فہیم کہتا ہے ؎

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

بڑے داناؤں اور اُن کی مجلسوں کے پریسیڈنٹوں سے پوچھو مجھے تو بڑی حیرت ہے۔ یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا کہ توبہ فرما آپ کیوں توبہ کم کرتے ہیں۔ ساری کتابیں اس سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔ ہاں ایک جگہ وہ چوٹ کر کے کہتا ہے ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بہ خلوت می روند آں کار دیگر می کنند

میں کو سخن شناس سمجھتے ہیں۔ اب قرآن کریم کا پڑھنا اور پھر اس پر عمل کرنا اور پھر دوسروں کو پہنچانا اور بالمقابل جب لوگ فتوی دیں اور تو تیاں بجانے والوں کے مقابلہ میں صبر کرے تو گھاٹے میں نہیں رہتا۔

یہ بھی شہر ہے اور بہت بڑا شہر ہے۔ بہت مخلوق اس میں ہے یہاں مسلمانوں کے کئی گروہ ہیں۔ ایک گروہ غزنویوں کے قبضہ قدرت میں ہے ایک اہل فقہ کی جماعت ہے۔ کچھ حصہ ثناء اللہ کے ساتھ ہے اور کچھ پیر کشمیر سے آجاتے ہیں۔ ان میں باہم بغض و عناد اور دشمنی ہے اور قرآن مجید سے اس کا پتہ لگتا ہے۔

فلما نسوا مما ذکروا بہ فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء

تیس میں دشمنیاں تو ہم دیکھتے ہیں پھر شاید یہ بے ادبی ہو۔ اگر ہم ان کو کہیں کہ تم نے قرآن چھوڑ دیا ہے مگر ہم کیا کریں ایسا کہنے پر ہم بھی مجبور ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید ہی فرماتا ہے۔ اگر کوئی عداوت اور کینہ ہے تو صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید کو چھوڑ دیا ہے۔

میرا ارادہ تھا کہ تمہیں والعصر سنا دوں۔ خدا کے فضل اور توفیق سے میں نے سُنا دی ہے۔ البتہ میری یہ خواہش ہے اور بہت خواہش ہے کہ جب مسلمان دعوٰی کرتے ہیں کہ ہم قرآن کریم پر ایمان لاتے ہیں تو وہ اس کو پڑھیں اور اس پر عمل کریں پھر وہ لوگوں کو پہنچائیں اور اگر مخالفت ہو تو صبر و استقلال سے مقابلہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی ہی توفیق سے یہ ہو سکتا ہے۔

مجھے کبھی بھی اس بات کا خیال نہیں ہوتا کہ سننے والے بہت آدمی ہیں یا تھوڑے وہ اعلیٰ طبقے کے ہیں یا عوام ہیں خدا تعالیٰ نے میرے دل سے ان باتوں کو نکال دیا ہے۔ میں تو خدا کا کلام پہنچانا چاہتا ہوں خواہ کوئی ایک ہی سننے والا ہو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ جو بڑے آدمی ہیں وہ ہمارے ساتھ سردست تعلق نہیں رکھ سکتے۔ ہاں وقت آجائیگا کہ بڑے سے بڑے لوگ اس سلسلہ میں داخل ہونگے۔

ہماری سرکار سے (حضرت مسیح موعودؑ) اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

مگر اس وقت یہ نہیں ہو سکتا کہ جارج پنجم قادیان میں آجاوے اور آکر مرید ہو جاوے کیونکہ اگر وہ آئے تو اس کے آنے سے پہلے سڑک۔ مکان۔ تار گھر وغیرہ سب کچھ فوراً تیار ہو جاوے اور جب وہ وہاں آکر یہ سوچے کہ میرے آنے سے قادیان والوں کو کیا فائدہ ہوا اور مجھ کو قادیان سے کیا فائدہ ہوا؟ تو یہی کہیگا کہ ان غریبوں کے پاس پہلے ہی کیا تھا۔ میری وجہ سے ان کو یہ فائدہ پہنچا وہ نفع ہوا وہ اس پاک صحبت کی قدر نہیں کر سکتا ایسا ہی حال بڑے آدمیوں کا ہوتا ہے اس لئے سنت اللہ اسی طرح پر چلی آتی ہے کہ جب کوئی مامور و مرسل دنیا میں آتا ہے تو اولاً اس کو غریب اور ضعیف لوگ قبول کرتے ہیں اور بڑے بڑے لوگ قطع تعلق کرتے ہیں۔

کذالک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیھا

اکابر ماموروں کے ساتھ نہیں ہوتے غریب اور مسکین ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ پھر ان چھوٹوں کو ان سے نفع پہنچتے ہیں۔ میں بھی ایک نمونہ ہوں۔ میرا گھر جہاں تھا میرے اب وہ وہم و گمان میں بھی نہیں آتا۔ میری ماں اعوان قوم کی ایک زمیندارنی تھی۔ اپنی قوم میں وہ اکیلی پڑھی ہوئی تھی اور کوئی مرد یا عورت پڑھے ہوئے نہیں تھے۔ قرآن مجید سے اس کو بہت محبت تھی اور ہمیشہ قرآن پڑھایا کرتی تھی خدا تعالیٰ نے میری غذا بھی کلام پاک ہی بنائی ہے میں ہمیشہ اس کو سُنا کر جیتا ہوں۔

میرا باپ ایک غریب اور مسکین آدمی تھا اپنی ضرورت کے موافق تجارت کر لیتا تھا میں اپنا حال جانتا ہوں اور میں خوب سمجھ سکتا ہوں کہ مرزا صاحب کی صحبت میں میں نے کیا پایا۔ میں نے وہ کچھ پایا جو اہل دنیا اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے مرزا نے مجھے کتنا بڑا آدمی بنا دیا۔ جارج کی سمجھ ہی میں یہ بات نہیں آسکتی۔ اس لئے ارادہ الٰہی اسی طرح ہوتا ہے کہ وہ غربا کو ماموروں کی صحبت میں بھیج دیتا ہے اور اکابر ان فیوض سے محروم رہ جاتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی ابن سلول۔ ابوجہل بڑے آدمی تھے وہ اگر مسلمان ہو جاتے تو پھر اپنی ہی خوبی جتاتے اسلام کے احسان اور فضل کو کبھی تسلیم نہ کرتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے غربا کو ساتھ کر دیا اور وہی غربا آخر مقوقس اور ہرقل کے مقابلے میں گئے اور دُنیا کے فاتح کہلائے میرے تو دل میں کبھی آتا ہی نہیں کہ امیر کیوں الٰہی سلسلوں میں نہیں آتے۔

پس میں تمہیں اللہ ہی کے سپرد کرتا ہوں۔

درس خواتین میں سے کچھ فرمان

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین مولانا سیدنا نورالدین سلمہ رب العالمین

فرمایا۔ یہ جو قرآن حمید میں فرمایا گیا ہے انما اولادکم واموالکم فتنۃ یہ بالکل ٹھیک بات ہے اور خاص کر عورتوں کے لئے بہت ہی فتنہ ہے۔ فتنہ عربی بولی میں سُنار کی کٹھالی کو جس میں سونا کھرا کھوٹا پرکھتے ہیں اسے بھی کہتے ہیں تو اولاد مومن مال لینا و اولاد میں پھنسانا جاتا ہے مثلاً دیکھو صبح کی نماز کا وقت ہے۔ ادھر رات بچے نے پیشاب کر کر کے کپڑے بھگو دیئے بدن پر پیشاب لگا دیا وہ دھونا ہے۔ ادھر خبر دلی ہے۔ بچہ رو رہا ہے۔ ادھر میاں کا ناشتہ تیار کرنا ہے تو ایسی حالت میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ نماز پڑھ لینا بہادروں کا کام ہے گویا فتنہ ہے کہاں آنا ہے اسی طرح سمجھ کر [illegible] کو بیچ کر ایسے ہی مشکلات سے [illegible] کر لینا بہت بڑا بہادری کا کام ہے۔

ایک بزرگ نے اپنی بیٹی کسی نہ بیاہ دی پھر مدت کے بعد وہ میکے آئی تو وہ بزرگ بھری مجلس میں بیٹھے تھے جونہی داماد ان کی نظر پر [illegible] کیونکہ جب بہادری لڑکی ڈولی میں نکلی۔ نماز کا [illegible] اس نے کلمہ [illegible] اندر پڑھ لی ہوگی کہا چونکہ نماز وقت [illegible] کہاں

نکلتی تو پھر رہا۔ وضو کیا یا نہ پڑھی ہوئی۔ وہ خاموش رہا تو فرمایا تو نے اسے طلاق کیوں نہ دیدی۔ یہ تھا خدا کے خوف والوں کا حال۔

فرمایا۔ دھوپ زرد ہو جاوے تو عصر کی نماز جائز نہیں

فرمایا۔ کوئی آدمی تنگی و تکلیف میں رہنا نہیں چاہتا لوگوں نے یہ قرآن مجید کے خلاف بات گھڑی ہوئی ہے کہ نیکوں کو تکلیفیں ہوتی ہیں۔ یہ جھوٹی کہانیاں بنی ہوئی ہیں اور یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے رہتے بکریوں کا دودھ پیتے تھے۔ ابھی عرب میں بچے تو پیدا ہی ہوتے ہیں ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بڑے بڑے جلیلقدر بادشاہوں کی بیٹیاں بیاہی تھیں ایک دفعہ اس قدر روپیہ آیا۔ کہ صحن مسجد بھر گیا۔ تو آپ نے کوئی حساب نہ رکھا اور حکم فرمایا کہ جتنا کوئی چاہے لے جائے۔ کیا یہ بھوکوں ننگوں کا کام ہے۔ یہ بہت غلط باتیں ہیں۔ مومن اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا لگتا ہے اور اللہ پاک تو ہر تنگی سے ضرور نکالتا ہے۔ اب دیکھو۔ قادیان کی طرف۔ یہاں کا لباس۔ زبان۔ طرز معاشرت کوئی اچھی نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنا ایک بندہ پیدا کیا۔ ہم سب پروانے کی طرح اس پر نثار ہیں۔ فرقان کے معنے بھی یہی ہیں۔ ہر دکھ سے سکھ پہنچانا۔ ہر تنگی سے نجات دینا۔ کوئی متقی ہو۔ ضرور اسے تنگی سے فراخی ہوتی ہے اور دشمن ہلاک ہو جاتا ہے یہ سمجھنا خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے۔

فرمایا۔ کوئی شخص جب تک کوئی گناہ قصور نہ کرے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بادشاہی نہیں لیتا جب تک اس کی نافرمانی نہ کی جاوے۔ ایک میرے پیر تھے۔ حضرت شاہ عبدالغنی۔ میں نے سنا ان کا مرید دہلی کا ایک شہزادہ تھا کامران نام۔ ایک دن اس نے سنایا۔ حضرت ہمارے قلعہ میں اسقدر سیہ کاری ہوتی ہے۔ رات کو جتنی رذیل چوہڑیاں ہیں وہ شہزادوں کے بستروں پر اور جسقدر شہزادیاں ہیں۔ وہ رذیل لوگوں کے بستروں پر ہوتی ہیں۔ تو شاہ صاحب نے فرمایا۔ تم نکل آؤ وہاں سے۔ کہتے ہیں کہ عصر کا وقت تھا کہ شہزادہ کامران معہ اہل و عیال آ گیا۔ حضرت کو الہام ہوا۔ کہ ہم نے قلعہ کامران کی خاطر سے بچایا ہوا تھا۔ پھر رات کو وہاں غدر مچ گیا اور بڑی بڑی شریف شہزادیاں خاک بسر ہو گئیں۔ [illegible] یاد ہوں گی۔

فرمایا۔ تکبر فضول۔ گناہ پر تباہ کر دیتا ہے۔ یاد رکھو۔ جو تکلیفیں مصائب آتے ہیں۔ ضرور کسی گناہ کے سبب آتے ہیں۔ مگر اب مسلمان اس مسئلہ کو مانتے نہیں۔

فرمایا۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی کتاب پھیلاؤ۔ حدیثوں کو پھیلاؤ بعض لوگوں نے دنیا میں اب راہ نکالی ہے کہ کبھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ مگر لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے یا تو عورت کو گھر کی مالک ہی بنا دیتے ہیں یا پھر ذرا غصہ آیا۔ بس چوٹی پکڑ باہر نکال دیا۔ قرآن کے احکام چھوڑ دیئے۔

فرمایا۔ یہ بھی ایک بڑا دکھ ہے۔ گھر گھر لڑائی ہے۔ ساس بہو میں لڑائی۔ دیورانی جیٹھانیوں میں فساد۔ میاں بیوی میں جھگڑا بہن بھائیوں میں۔ رشتہ داروں میں پھوٹ۔ اس سے تو مسلمان ذلیل ہو گئے مگر قرآن مجید نے اس کی کیا عمدہ راہ بتائی تھی۔ کہ تمہارے گھر الگ الگ ہوں۔ جب کبھی محبت ہوئی۔ آپس میں مل لیا۔ اصل میں جب کبھی کوئی لڑائی فساد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ہوتا ہے۔

فرمایا۔ محنت کر کے کھانا بہت خوشگوار ہوتا ہے اور انسان خوش رہتا ہے۔ جموں میں ایک دفعہ میں نے دیکھا۔ کڑکڑاتی دھوپ۔ گرمیوں کے دنوں میں ایک موچی دیوار کے سایہ تلے بیٹھ کر جوتے گانٹھا کرتا۔ میں خود اس کے پاس گیا کہ جوتا گانٹھ دے۔ حالانکہ جموں میں ہمیں خود جوتے گانٹھوانے کی کیا ضرورت تھی تو وہ کہتا ہے جا میاں اس وقت نہیں۔ یہ آرام کا وقت ہے۔

فرمایا حضرت عالمگیر بہت بڑے عالیشان بادشاہ تھے۔ زیب النسا ان کی بہت پیاری بیٹی تھی دونوں باپ بیٹی قرآن مجید لکھتے یا ٹوپی کاڑھتے اور اسے فروخت کروا کر حلال طیب روٹی کھاتے۔ بلبن التمش بھی یہی کرتے۔ محنت کا کھانا حلال اور طیب کیا عمدہ بات ہے۔ دیکھو! میں خود بھی محنت سے کھاتا ہوں اور خوب محنت کرتا ہوں۔ پیری مریدی کے روپیہ کو میں دیکھتا بھی نہیں۔

فرمایا۔ نکمی عورتیں اپنے خاوندوں کے لئے بہت بہت دکھ بنا لیتی ہیں۔ شادیوں غمیوں کے لئے ناحق فضول سامان بنا لیتی ہیں۔ سو تم یہ طریق چھوڑ دو۔ فقط

سکینۃ النساء از قادیان

جلسہ مدرسہ احمدیہ

نوشتہ ایڈیٹر بدر

موسمی تعطیلات پر لڑکوں کو رخصت کرتے ہوئے ۹ راگست ۱۹۱۲ء کی صبح کو مدرسہ احمدیہ کا جلسہ ہوا۔ پہلے ایک لڑکے نے قرآن شریف پڑھا پھر سراج الشعرا جناب صدیق ہروی احمدی نے اپنی ایک فارسی نظم پڑھی جو انہوں نے خاص اس جلسہ کے واسطے لکھی تھی۔ سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ اس کے چند اشعار آگے درج ہوں گے اس کے بعد رحمت علی طالب علم مدرسہ احمدیہ نے اس مضمون پر تقریر کی کہ ہم نے قادیان میں آ کر کیا سیکھا اور باہر جا کر کیا کرنا چاہئے۔ یہاں رہنے کا مقصد حصول علم نیک صحبت سے نیک نمونہ حاصل کرنا اور باہر جا کر وہ تعلیم دوسروں تک پہنچانا بیان کیا اس کے بعد عبید اللہ طالب علم مدرسہ احمدیہ نے فصاحت کے ساتھ جاہلیت عرب کی خراب حالت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بےنظیر اصلاح پر ایک مختصر تقریر کی پھر محمود احمد پسر شیخ یعقوب علی صاحب طالب علم مدرسہ احمدیہ نے ایک رباعی پڑھ کر اور حضرت خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کر کے کہ اپنا قیمتی وقت جلسہ کو دیا بیان کیا کہ قادیان میں کوئی دنیوی دلچسپیوں کے نظارے نہیں ہیں۔ طلبا کو ان کے والدین نے یہاں ایک بیش قیمت موتی کو حاصل کرنے کے واسطے بھیجا ہے وہ موتی کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور قرآن شریف ہے اسے حاصل کرو۔ پر یاد رکھو کہ موتی سمندروں اور پہاڑوں سے بغیر مصائب شدیدہ کے اٹھانے کے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ موتی حاصل کرو۔ اور دوسروں کو دو۔ ہم اپنے معزز ہمعصر شیخ صاحب کو مبارکباد کہتے ہیں کہ ان کے فرزند نے ایک بےتکلف موثر تقریر کرنے کی توفیق خدا سے پائی۔ وہ رباعی جو اس عزیز نے پڑھی یہ ہے۔

خادم قوم ہوں میں خادم اسلام ہوں میں
نوری سرکار کا پھر بندۂ بے دام ہوں میں
فخر کرتا ہوں بجا فخر ہے میرا محمود
اک اولوالعزم نبی زادے کا ہمنام ہوں میں

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ بچوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہر کام بڑوں کے مشورہ سے کیا کریں۔ سارے جہان سے اعلم۔ اخشیٰ۔ اتقیٰ۔ انقیٰ حضرت محمد خاتم النبیین رسول رب العالمین۔ رحمت اللعالمین۔ شفیع المذنبین ان کو بھی حضرت جل جلالہ نے اپنے ماتحت رکھا۔ اور اپنے اصحاب سے مشورہ کر لینے کا حکم دیا۔ کام چھوٹا ہو یا بڑا۔ سب کے واسطے مشورہ کا حکم ہے۔ بیٹھنے میں صف بندی اور مراتب کا لحاظ رکھنا چاہئیے۔ لڑکوں کا ایک لڑکا امیر ہونا چاہئیے جو مشورہ سے تمام انتظام کیا کرے۔ نقص اور کمزوریاں اس واسطے ہوتی ہیں کہ آئندہ احتیاط کی جاوے۔ مؤمن مامور ہے کہ ماتحت رہے۔ اور مشورے سے کام لے ہر لڑکے کو چاہئیے کہ اپنے کلمات کو پہلے لکھ کر محفوظ کرلے۔ پھر رفتہ رفتہ مشق سے فی البدیہہ انسان بول سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر احتیاط کرتے تھے جب آپؐ کو فرشتے نے کہا اقراء۔ تو فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ تین بار ایسا حالانکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ جو فرشتہ پڑھے ویسا ہی آپؐ بھی پڑھتے جاویں مگر آنحضور نے احتیاط سے کام لیا۔ مضمون کو لکھ کر دوبارہ پڑھ لینا چاہئیے۔ قرآن شریف سے بھی اس کا پتہ لگتا ہے۔ فرمایا **ولقد راٰہ نزلۃ اخرٰی**۔ دوبارہ پھر اس کو ملاحظہ کرلیا۔ بولنے سے پہلے دعا بہت کرنی چاہئیے۔ ہمارے صدیق سراج الشعراء نے جو شعر سنائے ہیں۔ وہ فارسی ہیں۔ بہتوں نے نہیں سمجھے ہوں گے ایک جگہ بڑا لطیف لفظ کہا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

از سروش وحدتم برگوش وہوش آمد خطاب
یافتی لا تبطل الاوقات فی عہد الشباب

اے نوجوان جوانی کے دن ضائع نہ کر۔ پھر فرماتے ہیں ؎

ہادی خود نفس سرکش را گزینم اے شگفت
گرچہ صد کرت شنیدستم اذا کان الغراب

عرب میں ایک مثل ہے کہ جس قافلے کا لیڈر کالا کوا ہے وہ کیا مراد حاصل کرتا ہے اس مثل کے مطابق اگر کوئی شخص نفس سرکش کو اپنا ہادی بنائے تو اسے کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ حجت علی نے مستقبل پر نگاہ کرنے پر توجہ دلائی ہے۔ و لتنظر نفسٌ ما قدمت کی آئت کے مطابق یہ درست ہے۔

بعض چیزیں دل کو سیاہ کر دیتی ہیں۔ ان سے بچنا چاہئیے۔ مثلاً (۱) خلاط۔ لڑکے بچے جب اکٹھے علیحدہ بیٹھتے ہیں تو بہت گپ شپ مارتے اور بیہودہ باتیں کرتے ہیں۔ فضولیاں پیدا ہوتی ہیں۔ دوسروں کے ساتھ تعلق بڑھا کر اپنے اوقات گرامی کا ہرج ہوتا ہے۔ شکوہ و غیبت سن کر رنج و غصہ بڑھتا ہے۔ ڈینگیں مارنے سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ اچھا لڑکا وہ ہے جو مدرسہ میں استاد کی باتیں سنے۔ گھر میں ان باتوں پر غور کرے (۲) تمنّی۔ دل میں بڑے بڑے خیال باندھنا۔ کہ ہم بادشاہ ہو جائیں گے۔ جج بن جائیں گے۔ یہ کریں گے وہ کریں گے اس سے وقت ضائع ہوتا اور جنون پیدا ہوتا ہے۔ (۳) بہت نیند۔ خصوصاً چار وقت کی۔ رات کے پہلے حصہ کا سونا۔ رات کے آخر حصہ کا سونا۔ صبح کی نماز کے بعد سونا۔ عصر کے بعد سونا۔ بہت پیٹ بھر کر کھانا۔ اس سے بہت سستی اور دل کی سیاہی پیدا ہوتی ہے ان چیزوں سے بچو۔ یہاں آنا **نیک اخلاق** کے واسطے ہے۔

تبلیغ بڑا باریک کام ہے۔ بہت سوچ اور فکر سے یہ کام ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو کہ انسان تبلیغ کرتا ہوا کوئی بڑا فساد ڈال دے۔

بہت لفظ اکٹھے کر لینے اور زور سے دوسروں کو مخاطب کرنا آسان ہے پر عمل مشکل۔ سب سے اول اپنے نفس کو درست کرو۔

اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں میں چھٹی رکھی ہے آموں کے پھل کا موسم گذر گیا۔ اب ان درختوں کے واسطے تعطیل کا موسم ہے ایسا ہی ہر درخت اور کھیتی اور ہر چیز کے واسطے تعطیل کا موسم ہے ان تعطیلوں کے بڑے منافع ہیں اور بڑا نفع یہ ہے۔ کہ آئندہ کے واسطے بڑی تیاری کی جا سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ منامکم باللیل رات کو کام کاج سے تعطیل کرتے ہوئے سب سو جاتے بعض بچے ہمارے پاس آئے کہ ہمیں ماسٹروں نے تعطیل کے واسطے بہت سارا کام دیا ہے ہمیں بہت سی کاپیاں لے دو۔ یہاں سے تم کو تین تعطیلیں ہیں۔ درس قرآن سے۔ مدرسے سے اور یہاں کی کھیلوں سے۔ تم ان تعطیلوں میں اپنے آپ کو آئندہ کے واسطے تیار کرو۔ واللہ یقبض ویبسط۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مال کو لے لیتا ہے اور اسے بڑھاتا ہے یہ بھی ایک تعطیل ہے۔ تم جانتے ہو۔ میں تمہیں صرف ایک نصیحت کرتا ہوں کہ پھر آنے کے واسطے تیاری کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ و ناصر ہو۔ تمہیں غلطیوں اور بد صحبتوں سے محفوظ رکھے۔ نیک نمونہ بن کر جاؤ۔ اور نیک نمونہ بن کر آؤ۔

اس کے بعد مولوی صدر الدین صاحب کی تحریک پر عزیزان عبد الحی و عبد السلام کے سفر میں سلامت رہنے اور سلامتی سے واپس آنے کی اور تمام بچوں کے واسطے دعا کی گئی اور جلسہ ختم ہوا۔ ہمیں اس بات کے معلوم کرنے سے بہت خوشی ہوتی ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے زیر انتظام و تعلیم مدرسہ احمدیہ کے طلباء علمی اور روحانی نمایاں ترقی کر رہے ہیں۔ اللہم زد فزد

میں شائع ہو چکے ہیں۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کمشنر حفظان صحت کی سفارش پر یہ دوکان اُٹھوائی گئی۔ تو ایسی حالت میں مسلمانوں کا کیا قصور ہے۔ یہ قصور اگر ہو گا تو کمشنر حفظان صحت کا اور پھر بٹالہ کی میونسپل کمیٹی کا۔ علاوہ بریں قابل غور امر یہ ہے کہ وہ دوکان شہر کے اندر کبھی بھی نہ تھی یہ ایک غلطی ہے جو ہمارے ہندو احباب پھیلا رہے ہیں۔ اس لئے ہندو کو چاہئیے کہ وہ بٹالہ کی میونسپلٹی کے ہندو ممبروں اور کمشنر حفظان صحت کو پاپی ہی کہے نہیں بلکہ جھٹکے کی ہڈیاں نوچ نوچ کر کھاتے نہ غریب مسلمانوں کو۔ مسلمانوں کے اختیار میں اگر یہ امر ہوتا۔ تو پہلے ہی کیوں اسے نہ اُٹھوا دیتے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا ہاتھ اس معاملہ میں نہ پہلے تھا اور نہ اب ہے مسلمانوں کو اس امر کی مذہباً کوئی پرواہ نہیں۔ ایک شخص خواہ کتا کھائے یا سؤر کھائے یا جھٹکا کھائے یا مردار سب برابر ہیں۔ چوہڑے اگر کھاتے ہیں تو کیا مسلمان شکائت کرتے ہیں۔ پھر ہندو اگر جھٹکا کھا دیں تو ہمارا کیا نقصان۔ یہ تو ہندو دوستوں کی ہی مہربانی ہے کہ اگر چوہڑے ان کی مردہ گائے کو کھائیں تو انہیں بُرا نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن اگر مسلمان ذبح کر کے کھائیں تو مرنے مارنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ بٹالہ کے جھٹکا کا معاملہ مسلمانوں کے ہاتھ سے بالکل دور ہے اور اسی طرح دور ہے جس طرح پر ان کے نزدیک وہ حرام ہے۔ خواہ نخواہ مسلمانوں کو گالیاں دینا ہندو اخبار کی شرارت ہے جو اسی مثل کی مصداق ہے۔

روندی یاراں نوں لے لے ناں بھراواں دے

دراصل ہندو اخبار گورنمنٹ کے ایک اعلیٰ آفیسر کی شکائت کرتے ہیں کہ کیوں اس نے **حفظان صحت** کے اصولوں کی بنا پر دوکان کا موقعہ تبدیل کرادیا اور پھر اس فضول اور لغو شکائت کو جھوٹ کا رنگ دیا جاتا ہے یہ کہہ کر کہ

مندروں میں ہڈیاں پھینک کر ایک سخت بدعت کھڑی کر دی

اس کا فیصلہ ہندو کریگا کہ ان تین مختلف روائتوں میں سے کون سی سچی ہے اور کس راوی نے جھوٹ کی نجاست پر منہ مارا ہے ایک روائت اُن ہندو لیڈروں کی ہے جنہوں نے وائسرائے اور لاٹ صاحب کو تار دیئے کہ

کنوؤں میں ہڈیاں ڈالی گئیں

دوسری روائت ان قابل اور لائق نامہ نگاروں کی ہے جنھوں نے پنجابی میں مضامین لکھے کہ

کنوؤں کے پاس ہڈیاں پھینکی گئیں

تیسری روائت سچائی اور صاف گوئی کے دیوتا ایڈیٹر صاحب ہندو کی ہے کہ

مندروں میں ہڈیاں پھینک کر ایک سخت بدعت کھڑی کر دی گئی

اس کا فیصلہ ہم ایڈیٹر ہندو پر چھوڑتے ہیں کہ اس بے ایمان اور جھوٹے آدمی کا نام پتہ دیں جس نے اس معاملہ میں غلط بیانی کر کے واقعات کو مشکوک کر دیا۔ پنجابی اور پرکاش اور ہندو کے قانون دان ناظرین سے عموماً اور بٹالہ اور گورداسپور کے اُن ہندو وکلاء سے (جو اس معاملہ میں دلچسپی لے رہے ہیں) خصوصاً یہ سوال کرنا بے موقع نہیں کہ آپ اپنی وسیع قانونی واقفیت کی بنا پر بتائیں کہ جس مقدمہ میں ایسی متضاد شہادت موجود ہو کیا وہ ملزم جس کے خلاف ایسی بے سروپا شہادت ہو۔ سزا پانے کے قابل ہو سکتا ہے؟

وہ فیصلہ بڑا ہی دلچسپ ہو گا۔ جو ہندو کا ایڈیٹر ان ہر سہ بیانات میں سے ایک صحیح اور امر واقعہ بیان کو ظاہر کرنے کے لئے دیگا۔ کیونکہ ان تینوں میں سے **کوئی ایک ضرور جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنے والا ہو گا** جبکہ واقعات کو اس قسم کی جھوٹ آفرینی سے پیدا کیا جاتا ہے تو مسلمانوں کا دامن بچانا ایک مشکل امر ہے۔

ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمارے دوست ان پر کوئی الزام نہ تراش دیں۔ رہی یہ بات کہ ان واقعات میں معزز اور ممتاز حکام کا بھی تعلق بیان کیا جاتا ہے۔ جو برملا اسلام کی حمائت میں وعظ کرتے ہیں اور ہندوؤں کی دل آزاری میں عملی حصہ لے رہے ہیں۔

یہ بات ایسی ہی جھوٹ ہے جیسے ایڈیٹر ہندو کا **بیان کردہ واقعہ مندروں میں ہڈیاں ڈالنے کا۔** جس ذریعہ سے انہیں مندروں میں ہڈیاں ڈالنے کی روائت پہنچی ہے۔ غالباً اسی گندی نالی سے اسے یہ نجاست ملی ہے کیا اس سے پہلے وہ معزز اور ممتاز حکام اسی شہر میں نہیں رہے اگر وہاں ہندو مسلمانوں کا سوال ان کی ذات سے پیدا ہوا ہے اور وہاں بھی انہوں نے ہندوؤں کی عملی دل آزاری کی ہے جس کے معنی کرنا ہندو کا کام ہو گا تو کم از کم قیاس ہو سکتا ہے۔ یہاں بھی کی ہو گی۔ لیکن اگر ان کا دامن اس داغ سے پاک ہے۔ تو یہ بکواس اُن کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی۔ ہم نے ان بیانات کو جو بٹالہ کے ہندو لیڈروں نے ۲۰ جولائی کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کے سامنے دیئے۔ خوب غور سے سنا تھا اور ہم سوچتے تھے کہ وہ بٹالہ کے سب ڈویژنل آفیسر کی تبدیلی پر تو زور دیتے ہیں۔ مگر کوئی ایسی وجہ نہیں بتلاتے اور نہ کسی الزام کو پیش کرتے ہیں۔ یہ سارا شور و شر محض پنڈت کرتا کشن صاحب کی تبدیلی کی وجہ سے ہو رہا ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔

اس مضمون کے آخر میں ہندو والے نے ہندوؤں کی طاقت کی دھمکی دی ہے مگر قانون کی خار دار لگام سے ڈر کر اسے ہوش آگئی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ۔

"ہندو تعداد کے لحاظ سے پنجاب ایسے صوبہ میں بھی جہاں مسلمانوں کی آبادی سب سے زیادہ ہے اتنے گئے گذرے نہیں کہ پسّو مچھر کی طرح مسل دیئے جا سکیں۔ دھن میں وہ مسلمہ طور پر مسلمانوں سے زیادہ طاقتور ہیں تعلیم اور عقل میں بھی وہ فوقیت رکھتے ہیں اس لئے اگر وہ چاہیں تو اینٹ کا جواب پتھر دے سکتے ہیں۔"

ہم ایڈیٹر ہندو کے ان اسباب پر جو اس کی قوم کو مسلمانوں پر فضیلت کیلئے حاصل ہیں کو صحیح تسلیم کر کے اتنا اور اضافہ کر دیتے ہیں کہ نہ صرف یہ بلکہ ع

حسن کی سرکار میں جتنے بڑے ہیں ہندو بڑے ہیں

حکومت اور سرکار حسن میں بھی ان کی طاقت سحر آفرین ہے اور مسلمان بیچاروں کی ہستی ہی کیا۔ جو وہ اس قوم کا مقابلہ کرے۔ مگر بندہ نواز! ایک بے کس اور بے بس قوم کو آپ کے مقابلہ کی حاجت ہی کیا۔ وہ تو اپنی ہی مصیبت میں پڑی سسک رہی ہے۔ یہ تو اسی دھن۔ دولت اور حسن و طاقت کے کرشمے ہیں اور نشے ہیں۔ جو آپ کو بے خود بنا رہے ہیں اور ایک بپھرے ہوئے بھیڑیئے کی طرح

اسلامی جوش نہیں بلکہ ہندو جوش لگام کا محتاج ہے!

نہائت ہی افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ بعض ہمارے ہندو بھائی اپنے جوش اور غیظ و غضب میں اس قدر حد سے گذر گئے ہیں کہ وہ ایک معمولی اور سیدھی سادی بات بھی تحمل اور بردباری تو درکنار شرافت سے نہیں کر سکتے۔ چنانچہ لاہور کے اخبار ہندو نے اپنی ۲۵ جولائی اور یکم اگست کی اشاعتوں میں متواتر "اسلامی جوش لگام چاہتا ہے" کے عنوان سے نہائت دل آزار مضمون شائع کئے ہیں۔ انسانوں کے لئے لگام کی حاجت نہیں ہوتی۔ یہ تو ایک مسلم امر ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ پُرجوش ہندو (جو اپنے آپ کو ہندو ماتر کا جان نثار کہتا ہے) کی نگاہ میں غریب مسلمان انسانیت کے دائرہ سے خارج ہو کر حیوان بن چکے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ایک قوم کی دل آزاری اور لائبل کیا ہو سکتی ہے وہ قوم جس میں لاکھوں انسان نہائت ہی برگزیدہ اور اعلیٰ اخلاق و صفات کے ہیں۔ اس کے تمام افراد کے لئے ہندو کا لگام تجویز کرنا ہندو تہذیب اور شرافت کا تقاضا ہو تو ہمیں معلوم نہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہندو کی ان گالیوں کا جواب صدائے گنبد کے رنگ میں دیں کیونکہ کتا اگر کسی انسان کو کاٹے تو انسان کا یہ کام نہیں کہ وہ بھی کتے کو دانت مارے۔ البتہ ہم اپنے معزز دوست ہندو کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ واقعات کی بنا پر اپنی شکایات پیش کرنے کا تو حق رکھتے ہیں۔ مگر یہ اُن کے لئے سزاوار نہیں کہ وہ متانت اور شرافت کی حدود سے گذر کر گالیاں دیں۔

ہندو سب سے اول گورنمنٹ پر اعتراض کرتا ہے کہ کیوں اس نے مسلمانوں کے اس مطالبہ پر توجہ کی کہ کونسلوں میں ان کے حقوق نیابت جداگانہ تسلیم کئے جاویں۔

گورنمنٹ ہند اگر مسلمانوں کے حقوق کو تسلیم کرے اور اپنی دانشمندی اور رعایا پروری سے ان کی جائز اور مبنی بر عدل خواہش کو پورا کرے تو ہندو چلاتا ہے اور اگر مسلمان اپنے درد کا اظہار کریں تو یہ ہندو کو ناگوار گذرتا ہے گویا اس کا یہ منشاء ہے کہ مسلمانوں کو کان سے پکڑ کر یا تو ہندوستان سے نکال دے اور یا وہ ان کے غلام بن کر رہیں۔

اصل میں ہندو اور اس کے ہم خیالوں کو سارا غصہ تو گورنمنٹ پر ہے جو ایسے مشیر کی باتوں کو نہیں سُنتی۔ چونکہ پریس ایکٹ گورنمنٹ پر کھلے حملے کرنے سے قانون کا خاردار لگام دینے کو تیار ہے اس لئے مسلمانوں کو گالیاں دے لینا آسان ہے یہ کیسا ظلم اور اندھیر ہے کہ مسلمانوں کو اپنے حقوق بھی پیش کرنے کی اجازت نہ ہو۔ گورنمنٹ کے لئے ساری رعایا یکساں ہے۔ وہ حکومت کے اصولوں اور عدل و انصاف کے پیمانہ کو بخوبی سمجھتی ہے۔ جیسا تمہیں اختیار اور آزادی ہے کہ تم اپنے مطالبات اور معروضات ادب کے ساتھ پیش کرو۔ اسی طرح مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہے۔

گورنمنٹ دونوں فریق کے مطالبات کو وزن کرنا جانتی ہے جب ایڈیٹر ہندو گورنمنٹ ہند کی کرسی پر متمکن ہوگا اس وقت جو سلوک وہ مسلمانوں سے کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ مگر گورنمنٹ ہند اپنے عدل اور انصاف کے پیمانوں کو گنگا کے دہانے میں ڈبونے کے لئے تیار نہیں ہے اس لئے گورنمنٹ کو اس الزام میں کوسنا کہ وہ مسلمانوں کے جائز حقوق کا لحاظ کیوں رکھتی ہے ایک ایسی ذلیل حرکت ہے جو بجز سیاہ دل حاسد کے کوئی نہیں کر سکتا۔

پھر ہندو نے گورنمنٹ برطانیہ کو کوس کر اپنے عنانِ قلم کو نادر اور اورنگ زیب کی طرف پھیرا ہے۔ معلوم نہیں ان بزرگوں نے ہندو کا کیا قصور کیا ہے۔ ان لوگوں پر حملہ کرنا جو اس دُنیا میں آج موجود نہیں ہیں۔ نہائت ہی تنگ ظرفی اور بزدلی کی بات ہے اور خصوصاً جبکہ وہ حملہ بالکل ناجائز اور غیر مناسب ہو۔ نادر نے اگر حملہ کیا تو ایک اسلامی سلطنت پر اور یہ خدا تعالیٰ کی ایک تنبیہ تھی مغل ایمپائر کے لئے۔ اس حملہ سے ہندوستان میں اسلامی سلطنت کو ایسا نقصان پہنچا کہ آخر ایک شاعر پر اس بڑی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ جو گریٹ مغل ایمپائر کہلاتی تھی۔

نادری حملے کی ناروا شکائت کرنا خواہ نخواہ ہندو قوم کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا ہے۔ ورنہ اگر محض جنگ یا حملہ بر ہند کوئی بُری چیز ہے تو کیوں ہندو کا تاریخدان ایڈیٹر سکندر اعظم کو نہیں کوستا۔ جس نے مسلمانوں سے عرصہ دراز پہلے ہندوستان پر حملہ کیا اور یونانی سرداروں کو یہاں کے بزرگواروں نے اپنی لڑکیاں دینا فخر سمجھا۔ آج جس مغل ایمپائر کے ایک نہائت متدین بادشاہ حضرت اورنگ زیب علیہ الرحمۃ پر ہندو حملہ کرتا ہے۔ راجپوتانے کے بڑے بڑے غیور اور با حمیت راجے اس کے اجداد کو اپنی لڑکیاں دیکر موچھوں پر تاؤ دیتے تھے۔ اور ناز کرتے تھے کہ ان کی بیٹیاں مغل بادشاہ کی حرم سرا میں ہیں۔ اور یہ قسمت کا پھیر ہے کہ آج وہ ہندو اخبار کے ایڈیٹر کی زبان سے گالیاں سُن رہے ہیں شائد ہندوؤں کی طرز معاشرت کے لحاظ سے ان کا یہ بھی حق ہو۔

بہرحال ہمارے معزز ہمعصر کو ان پُرانی باتوں کو چھیڑنا جن کی کچھ بھی اصل نہیں ایک سخت غلطی ہے۔ جس قوم کے سامنے ہم ایک وقت اپنا سر جھکانا فرض اور عبادت سمجھتے رہے ہوں۔ دوسرے وقت انہیں کو کوسنا مناسب نہیں۔

اس پرانے شکوہ اور شکائت کے بعد ہندو نے ملتان اور بٹالہ کے واقعات کو دوہرایا ہے۔ ملتان کے معاملات کا تو قطعی فیصلہ ہو چکا اور بٹالہ کے معاملہ کے متعلق بھی اب کوئی امر زیر بحث نہیں۔ ہم نے الحکم کی اشاعت گذشتہ میں اس معاملہ کو ہندو اخبارات ہی کے بیان کے مطابق کھول کر دکھا دیا ہے کہ قصور کس کا ہے؟ اب اس پر اضافہ کرنے کی حاجت نہیں معلوم ہوتی۔ ہاں اس غلط فہمی کو رفع کرنا اب بھی اور اس کے بعد بھی ہمارا فرض ہے کہ گورنمنٹ کو ہندو کی اس تحریر کو غور سے پڑھنا چاہئے اور پھر جس کے لئے خاردار لگام کی ضرورت ہو۔ اس کے منہ میں لگام دیدینا چاہئے۔ ہندو کہتا ہے کہ

"ادھر بٹالہ میں یہ نیا گل کھلا ہے کہ ایک عرصہ کی کھلی ہوئی جھٹکے کی دوکان کو شہر سے اُٹھوا کر باہر دور کر دیا اور جھٹکے خانہ کا بھی موقعہ تبدیل کرا دیا ہے۔"

ہندو کے اس فقرہ پر خوب غور کرنا چاہئے کہ کیا جھٹکے کی "دوکان مسلمانوں نے اُٹھوا دی"؟ خود ہندو لیڈران تسلیم کر چکے ہیں اور ان تاروں اور مضامین سے جو اخبار ہند

مختصر جواب لکھا ہے جو کانپور کے ایک طالب علم نے دیا تھا یہ اشتہار کانپور ہی میں چھاپا گیا ہے۔ اس اشتہار میں اس مکالمہ کا اقتباس بھی ہے جو مولوی حافظ روشن علی صاحب اور مدرسہ جامع العلوم کے ایک طالب علم کے درمیان ہوا تھا۔ اس اشتہار کو کثرت سے پھیلانا چاہیے انجمن ہائے احمدیہ کے سکرٹری صاحبان ایک روپیہ کے چالیس منگوا کر مفت تقسیم کر سکتے ہیں۔
ملنے کا پتہ۔ بابو معراج الدین احمدی سنیٹری انسپکٹر سہارنپور

ٹیچنگز آف اسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشہور و معروف لیکچر مہوتسو کا انگریزی ترجمہ۔ اس لیکچر کے مضامین کی خوبی اور حقانیت اور عمدگی اور حقانیت اور شوکت کو ایک دنیا تسلیم کر چکی ہے اسلام کی روحانیت اور حقیقت کو آئینہ کی طرح دکھا دیا اور اس کے پڑھے جانے سے پہلے بطور اعجازی نشان اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **بالا رہا**۔ ممالک یورپ میں اشاعت کے لئے اب کئی ہزار انگریزی میں نہایت خوبصورت چھاپا گیا ہے اور پھر یورپین مذاق کے موافق کتاب کو مجلد کرا دیا ہے اس کتاب کو کثرت سے شائع کرنا قوم کا فرض ہے۔ قیمت عہ فی جلد ہے۔ دفتر ریویو آف ریلیجنز قادیان سے ملیگی۔

خریداران اپنے اپنے ذمہ کا بقایا بہت جلد ادا کریں۔
مینیجر

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے قوائے تناسل کے متعلق اندرونی مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ ہم نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ بازیں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عسہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یا امراض لاحق ہوتی ہیں اور خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ عہ

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر سست اور بھوک تھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیے۔
اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔
ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا
اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں جو دنیا کے نصف سے زیادہ

مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا۔ کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت۔ ہیجان صفرا صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ دردسر۔ نفخ یعنی کھٹی ڈکار آنا مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہے اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اخراجوں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ۴ر، ۸ر و ۱۲ر
۱۲ر والی شیشی میں ۱۲۰ گولیاں جو ۴ر والی شیشیوں سے بیگنی ہیں
ڈون پی او باکس نمبر ۲ بمبئی سے طلب کرو

ایک معصوم بکری کے بچے کو ڈانٹتے ہو کہ تم پانی جو ٹھا کرتے ہو۔ اگر دولت کا گھمنڈ اور طاقت و تعلیم کا نشہ نہ ہوتا۔ تو سرکاری افسروں پر الزام لگانے سے آپ کی عقل اور شرافت کچھ تو شرم دلاتی۔

بالآخر ایڈیٹر ہندو کی یہ دھمکیاں ہم خاک نشینان قعر مذلت کو کیا نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ ان دھمکیوں کی مخاطب دراصل گورنمنٹ ہے۔ جس کے انصاف و عدل پر حملہ کیا جاتا ہے اور جس کو عملی رنگ میں ایسا بے وقوف بتایا جاتا ہے کہ وہ ہندو اور مسلمانوں کے حقوق میں کیوں امتیاز نہیں کرتی ہے۔ ہندو کے اس مضمون کو پڑھنے سے ایک سربستہ راز کھلتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ ساری شرارتیں اور سحر افرینیاں محض اس لئے ہیں کہ

گورنمنٹ کو جداگانہ انتخاب سے روکے

ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ جھٹکا کا سوال جو پنجاب میں ہر جگہ پیدا ہو رہا ہے اس کی تہ میں دراصل یہی امر ہے۔ ہندو نے اپنے مضمون کو اسی سے شروع کیا ہے اور اسی ایک دکھ سے بیقرار ہو کر ساری باتیں ہو رہی ہیں۔ ہم اس سربستہ راز کو کچھ اور بھی ہندو اخبارات کی تحریروں کی بنا پر کھول دیا گے۔ سردست ہم اسی قدر اشارہ سے کام لیتے ہیں۔

چونکہ اس معاملہ بٹالہ کے ضمن میں وہاں کے سب ڈویژنل آفیسر خانصاحب سردار محمد ظفر خان صاحب انسپکٹر پولیس کا نام بھی ہندو اخبارات اشارتاً اور کنایتہً لیتے ہیں اس لئے ہم یہ ادب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کو اپنی اور اپنے ذمہ وار حکام کی عزت اور قانون کی عزت کے لئے ایک پریس کمیونک کے ذریعہ اس امر کو صاف کر دینا چاہئے۔ کہ بٹالہ کے مندروں یا کنوؤں میں ہڈیاں ڈالنے کا معاملہ کیا حقیقت رکھتا ہے؟ اور اس کے ساتھ مندرجہ بالا افسران کا کیا تعلق ہے؟

اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ سنجیدہ پبلک اور دانشمند گورنمنٹ خوب جانتی ہے۔ کہ بٹالہ کے معاملہ کی حقیقت محض ایک خانہ ساز شرارت ہے۔ جو ایک اتفاقی واقعہ سے پیدا ہوگئی اور یہ آفیسر گورنمنٹ کے ایک عہدہ دار ہونے کی حیثیت سے کبھی اور کسی مقام پر ہندو مسلمانوں کے سوال کا ذریعہ

نہیں بنے اور گورنمنٹ ان کی جان فروشی سے خوب واقف ہے۔ لیکن ان پر جھوٹے الزام لگانے والوں کی منڈلی کو عبرتناک تنبیہ ہونی چاہئے۔ تاکہ آئندہ کسی کو بدنام کرنے کی جرأت نہ کریں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت بحمد اللہ اچھی ہے۔ آپ بدستور اپنے دینی مشاغل اور نفع رسانی مخلوق میں مصروف ہیں اور رمضان کی وجہ سے روزانہ ایک پارہ قرآن مجید کا درس دے رہے ہیں۔

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت بھی بخیریت ہیں۔

۳۔ امیر الضعفاء حضرت میر ناصر نواب صاحب ضلع ہوشیارپور سے دور الضعفاء کے لئے چندہ وصول کرکے الحمد للہ قادیان پہنچے اور اب سرسہ اپنے خلف الرشید ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحب کے پاس چلے گئے ہیں۔

۴۔ بارشیں خوب کثرت سے ہو چکی ہیں۔

۵۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم کی چچازاد بہن نے قادیان میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔

اعلان

گذشتہ ایام میں کچھ تو بارش کی وجہ سے کام بند رہا اور کچھ میری چچازاد بہن کی علالت اور پھر اس کی وفات کی وجہ سے ایسے اسباب پیش آئے کہ اخبار وقت پر شائع نہیں ہو سکا۔ ابھی تک بٹالہ کے راستہ میں باربرداری کی دقت ہے اور کاغذ مطبع میں نہیں پہنچ سکا۔ اس لئے یہ بے ترتیبی واقع ہوئی ہے۔

آئندہ چونکہ میں اپنے ایک دیرینہ موعودہ سفر کا ارادہ کر رہا ہوں جس کی اطلاع انشاء اللہ علٰحدہ ایک مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ خریداران اخبار کو دی جائیگی۔ اس لئے میں نے اپنی غیر حاضری میں اخبار کو باقاعدہ شائع ہونے کے لئے ایک بورڈ کے سپرد کر دینا چاہا ہے اس کے متعلق بعض امور قابل تصفیہ ہیں اگر یہ انتظام خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوگیا تو مجھے امید ہے کہ ایسی ایک صورت پیدا ہو سکیگی جس سے الحکم کی دلچسپی باقاعدگی اور ترتیب مضامین میں ایک نئی روح پیدا ہو جائے اس انتظام کے دوران میں ممکن ہے الحکم کی بے قاعدگی اور بھی ہو مگر خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ ہے کہ یہ تعویق اور بے ضابطگی بہترین نتائج کا موجب ہو وھو نعم المولیٰ ونعم الوکیل۔

ریمارک

ظہیر کا ابتلا بعض احباب نے اس خط و کتابت کے لئے جو ظہیر کے ابتلا کا موجب ہوئی۔ جلد شائع کر دینے کے لئے تاکید کی ہے۔ وہ اگلی اشاعت تک انتظار کریں۔

سیرۃ المصطفیٰ اس نام کی کتاب نہایت خوبصورت تقطیع اور عمدہ کاغذ پر مولوی محمد اسمٰعیل خان صاحب نے حال میں شائع کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ لائف ہے۔ جو بچوں نوجوانوں اور لڑکیوں کے پڑھنے کے لئے نہایت سلیس اور شستہ اسلوب پر لکھی گئی ہے۔ اس کو جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے پسند کیا ہے تو اس سے بڑھ کر اور ریویو کیا ہو گا۔ میں تو ہر مسلمان کو اس کتاب کے پڑھنے اور پاس رکھنے اور اپنے لئے اسوہ بنانے کی تحریک کرتا ہوں اس قسم کا لٹریچر پھیلانا مسلمانوں میں پھیلانا مسلمانوں میں اسلام کی روح پھونکنا ہے۔ میں الحق کی اس رائے سے متفق ہوں کہ اس کو بطور درسی کتاب کے اسلامی سکولوں میں داخل کیا جاوے قیمت صرف ۸ رہے منشی حیدر خان صاحب نظامی مہتمم نظامیہ ایجنسی مزنگ (لاہور) سے ملیگی۔

جواب اشتہار حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اس اشتہار کا

ٹرکی پر ہجوم بلا اور وقت دعا

اندریں وقت مصیبت چارہ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

ٹرکی یا سلطنت روم کیساتھ مسلمانوں کو ایک قدرتی محبت اور ہمدردی ہے اور اس محبت و ہمدردی کا یہ صحیح تقاضا ہے کہ جب اس سلطنت کے متعلق کوئی رنجیدہ خبر سنتے ہیں تو اُن کے دل میں درد پیدا ہو کر زبان سے آہ نکل آتی ہے اس وقت مسلمانوں کی حالت روئے زمین پر جو کچھ بھی ہو رہی ہے وہ **عبرت اور توجہ** کے لئے ایک قابل غور مطالعہ ہے اور یہ حالت روز بروز بد سے بدتر ہو رہی ہے حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا نورالدین سلمہ ربہ فرمایا کرتے ہیں کہ علماء قوم کا دماغ تھے اور صوفی اور گدی نشین لوگ بمنزلہ قلب قوم تھے اور امراء جسم۔ مگر اس وقت تینوں کی حالت بگڑی ہوئی ہے ہر سامان کی حالت یوماً فیوماً نیچے کی طرف جا رہی ہے تو کیا ہو کیونکہ یہ ایک مسلم امر ہے کہ جو چیز نیچے گرتی ہے وہ نہایت تیزی کیساتھ جاتی ہے پس گرتی ہوئی حالت پر نرے آنسو بہا لینا کوئی خوبی کی بات نہیں بلکہ عقلمند ہے جو اس سے عبرت پکڑے اور اس قیمتی چیز کے حاصل کرنے کی کوشش کرے جس کے گم ہو جانے سے یہ مصائب اور مشکلات آ رہی ہیں کہ مسلمان دنیا کے ہر حصہ میں ذلیل ہو رہے ہیں۔

جب کسی قوم پر کوئی مصیبت اور تکلیف آتی ہے تو مادہ پرست تو ان مصائب اور تکالیف میں خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنی تجاویز اور مساعی پر بھروسہ کرتی ہیں لیکن اسلام ایک ایسا پاک مذہب ہے کہ وہ مصائب اور مشکلات میں بھی انسان کو اللہ تعالیٰ ہی کیطرف لے جاتا ہے۔ اور ان مصائب کو تعلق باللہ کا ایک ذریعہ قرار دیتا ہے پس یہ مصیبتیں اسکے لئے رجوع الی اللہ کا بہترین وسیلہ ہو جاتی ہیں پس اگر مسلمان بلاؤں اور مصیبتوں میں خدا تعالیٰ کیطرف توجہ کریں گے تو وہ اپنے گم گشتہ متاع کو پا لینے کی توفیق پا سکیں گے اور جہاں تک قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے مصائب اور مشکلات کی غرض یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ انسان کے اندر خشیت اور تضرع کی قوتوں کو بیدار کرنے کیلئے آتی ہیں پس اگر ان مصائب سے حقیقی فائدہ اُٹھایا گیا تو یہ ابتلاء عظیم عظیم الشان برکات کا موجب ہوگا۔ پس مبارک ہونگے وہ لوگ جو اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

طرابلس کی جنگ اور اندرونی رخنہ اندازیوں سے ابھی اطمینان نصیب نہیں ہوا تھا کہ اب بلقان اور دوسری ریاستوں کی متفقہ جنگ کا ایک ہولناک سامنا ہو گیا ہے یہ موقع نہیں کہ میں اس جنگ کی تفصیل ناظرین الحکم کے سامنے رکھوں یہ جنگ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور پیشگوئیوں کے ماتحت ایک بعد کی جنگ کا پیش خیمہ یا دنیا کی ایک خونی کتاب کا دیباچہ ہے۔ میں اس موقعہ پر ناظرین کو اس پہلو کیطرف لیجانا چاہتا ہوں جسکی طرف میرے معاصرین شاید توجہ نہ دلا سکیں **آخری زمانہ** کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو پیشگوئیاں کی تھیں انمیں سے بہت ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو گئیں اور ہو رہی ہیں ان پیشگوئیوں میں مسیح اور **مہدی** کی آمد بھی تھی۔ غلط فہمی سے یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ آنیوالا مہدی اور مسیح تلوار ہاتھ میں لیکر آئینگے مگر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے ملفوظات سے جو کچھ پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ **شہزادہ امن ہوگا**۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وقت پر آنیوالے کو بھیجدیا۔ وہ اپنا کام کر کے اپنے وقت پر دنیا سے رخصت ہوا ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کو اس نے ایک اشتہار کے ذریعہ **ٹرکی کی حالت** کے متعلق بعض پیشگوئیاں کی تھیں اسوقت ناسمجھی سے بعض لوگوں نے سخت نامناسب الفاظ میں خدا کے مامور پر حملے کئے۔ لیکن آج زمانہ کی رفتار نے بتا دیا کہ

خدا کی باتیں سچ ہیں

پس میں چاہتا ہوں کہ ناظرین کے سامنے آج وہ الفاظ پھر دہراؤں شائد کوئی سعادتمند فائدہ اٹھا سکے۔

۲۴ مئی کے اشتہار میں لکھا تھا **سلطان روم کی** سلطنت کی حالت اچھی نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں" اور پھر اشتہار مورخہ ۲۵ جون ۱۸۹۷ء میں لکھا کہ

ہم نے گذشتہ اشتہارات میں ترکی گورنمنٹ پر بلحاظ اسکے بعض عظیم الدخل اور خراب اندرون ارکان اور عمائد اور وزرا کے نہ بلحاظ سلطان کی ذاتیات کے اس خداداد نور اور فراست اور الہام کی تحریک سے جو ہمیں عطا ہوا ہے چند ایسی باتیں لکھی ہیں جو خود ان کے مفہوم کے خوفناک اثر سے ہمارے دل پر ایک عجیب قبض اور درد طاری ہوئی ہو سو ہماری وہ تحریر جیسا کہ گندے خیال والے سمجھتے ہیں کسی نفسانی جوش پر مبنی نہ تھی بلکہ اس روشنی کے چشمہ سے نکلی تھی جو رحمت الٰہی نے ہمیں بخشا۔

پھر اس اشتہار میں ظاہر کیا تھا کہ رومی سلطنت کے اندرونی نظام کی نسبت جو کچھ میں نے بیان کیا وہ صحیح ہے اور ٹرکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے ہیں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت ظاہر کرنیوالے ہیں! اور صاف الفاظ میں ظاہر کر دیا تھا کہ "میرے خدا نے مجھکو اطلاع دیا کہ رومی **سلطنت انہیں لوگوں کی شامت اعمال سے خطرہ میں ہے**"

غرض اسطرح پر کھلے کھلے الفاظ میں سلطنت روم کے متعلق پیشگوئیاں شایع کی تھیں پھر ۱۸۹۷ء سے لیکر اب تک جس جس رنگ میں وہ پوری ہوئی ہیں ظاہر ہیں اسکے بعد ایک اور الہام شایع ہوا

غلبت الروم فی ادنی الارض و من بعد غلبہم سیغلبون

میری غرض ان واقعات کے اظہار سے صرف ناظرین کی توجہ اس سلسلہ حقہ کیطرف منعطف کرانا اور انہیں ان خدا تعالیٰ کے نشانات کے قابل غور مطالعہ کیطرف لانا ہے۔

اسکے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسوقت ٹرکی پر جو ہجوم بلا ہو رہا ہے یہ خدا تعالیٰ کی مشیت اور سنن الٰہیہ کے نیچے ہے ہم اگر سلطنت مذکور کے ساتھ کوئی تعلق اور ہمدردی رکھتے ہیں اور ضرور رکھتے ہیں تو اسوقت ہمارا فرض ہے کہ ہم ان جائز اور صحیح طریقوں سے ٹرکی کی مدد کریں۔ اور اس کے لئے بیجا شور و غل یا حد سے بڑھا ہوا جوش کوئی مفید چیز نہیں ہے۔ سب سے بڑی مدد **دعاؤں** کی ہے۔ اور پاک تبدیلی کی تحریک ہے۔ پھر مالی قربانی کی جو وہاں کے مجروحین اور شہدائے جنگ کے پس ماندگان کی اعانت کے لئے کیجائے۔

غرض ہر ایک قسم کی جائز مدد جو ہم کر سکتے ہیں۔ اور جو ہماری گورنمنٹ برطانیہ کے کسی منشاء کے خلاف نہ ہو۔ اس کے دینے میں ہمیں قطعاً دریغ نہیں کرنا چاہیئے اور سب سے آخر اور سب سے اول یہی ہے

کہ ہم خدا تعالیٰ سے ہی فتح و نصرت اور پاک تبدیلی کی دعا کریں۔

مہر اللہ

فایدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور کوئی شخص اس نور کو بیکر نبی ہو سکتا۔ وہ اس روشنی کو روشنی نہیں بلکہ تاریکی قرار دیتا ہے۔
ایسی حالت میں جو شخص اس صداقت کے اظہار کیلئے مبعوث ہو اس شخصیت پر ایمان نہ لانا دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے یہی وجہ ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس امر پر بارہا روشنی ڈالی ہے۔ جیساکہ ہمارے ناظرین اسی سلسلہ مضامین میں آپ کی تحریروں اور تقریروں کے اقتباس پڑھیں گے۔

ضرورت نبوت اور **ایمان بالرسالت** پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب حقیقت الوحی صفحہ ۱ سے لیکر صفحہ ۱۲۰ تک بڑی وضاحت سے بحث کی ہے بیں ناظرین الحکم کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اس حصّہ کو ضرور پڑھیں۔

افسوس تو یہ ہے کہ ہماری جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کیطرف کم توجہ کرتی ہے۔ اور بہت تھوڑے لوگ ہیں جو التزاماً آپ کی تصانیف کو پڑھتے ہیں۔ ان کے پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور **معرفت اور یقین** کی راہیں کھلتی ہیں۔ **امام الزمان** کو جو بسطہ فی العلم دیجاتی ہے اس کے آثار وثمرات سے انسان بہرہ مند ہوتا ہے غرض مامورین ومرسلین کی **بعثت** پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔ اور بدوں اسکے ایمان ناقص اور بے سود رہتا ہے۔
اب اس تمہیدی نوٹ کے بعد یہ بتانا ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے کس رنگ میں پیش کیا ہے۔ کیا ایک نبی اور رسول کی شان سے یا محض ایک معمولی ریفارمر کی حیثیت سے جس کا ماننا نہ ماننا یکساں ہو۔

اس مقصد کیلئے مجھے اپنی طرف سے کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ میں خود حضرت مسیح موعود کے اپنے الفاظ پیش کرتا ہوں جن میں انہوں نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ یا واضح الفاظ میں یوں کہو کہ جسطرح خدا نے آپ کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔

اطلاع:۔ میری بیماری بھی الحکم کی تعویق کا موجب ہوئی + (ایڈیٹر)

اشتہار

بعدالت منصف صاحب بہادر درجہ دویم بٹالہ

کیس ۹۸۵

پورن سنگھ نابالغ ولد بھگوان سنگھ برفاقت بھگوان والد خود واب جیت سکنہ خاصہ ڈاکخانہ کوٹ تلیاں تحصیل شکرگڑھ مدعی

بنام بہان سنگھ ولد جیون سنگھ قوم جٹ سکنہ گھنیکے بانگر تھانہ فتحگڈھ تحصیل بٹالہ مدعا علیہ

دعویٰ مالہ ۵ خرچہ ناط

مقدمہ مندرجہ عنوان میں برخلاف مدعا علیہ کے مدعی نے عدالت ہذا میں دعویٰ دائر کیا ہے۔ بیان مدعی سے پایا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مذکور عمداً تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ اس لئے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول 20 - ضابطہ دیوانی بنام مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ وہ تاریخ ۹- اکتوبر ۱۹۱۲ء کو اصالتاً یا بذریعہ وکیل یا مختار یا جسکو مقدمہ کی جوابدہی ودیگر امور کے متعلق پوری پوری ہدایت اور اختیارات حاصل ہوں۔ حاضر ہوکر جوابدہی کرے۔ اگر مدعا علیہ مذکور یا اسکا اپنا ایجنٹ یا مختار یا وکیل حاضر نہ ہوگا تو اس کے برخلاف تحقیقات یکطرفہ عمل میں آوے گی۔ آج بتاریخ 28 $\frac{8}{12}$ بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

خطبات نور حصّہ اول

یہ مجموعہ ہے حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات کا جو نہایت عمدہ کاغذ پر میرے مکرم بھائی شیخ عبدالحمید صاحب آڈیٹر پٹیالہ سٹیٹ ریلوے لاہور نے ابھی چھپوا کر شایع کیا ہے ایک عرصہ دراز گزرتا ہے کہ میں نے خطبات کے مجموعہ کے چھاپنے کی تحریک اور تجویز کی تھی۔ اس سلسلہ میں حضرت مخدوم الملتہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے بارہ خطبے خطبات کریمیہ کے نام سے میں نے شایع بھی کئے تھے۔ مگر پھر یہ تجویز بعض اسباب کے ماتحت معرض التوا میں رہی اب شیخ صاحب نے اس کو عملی لباس پہنایا۔ اس حصۂ اول میں جسقدر خطبات درج ہیں۔ وہ ایڈیٹر الحکم کے لکھے ہوئے اور الحکم میں متفرق طور پر شایع شدہ ہیں۔ میرے لئے یہ امر بہت ہی خوشی کا موجب ہے کہ میرے قلم کی کوششیں میری زندگی میں الحکم کے کالموں سے نکلکر کتابی صورت اختیار کرتی ہیں +

مجھے ایک افسوس بھی ہے اگر ان خطبات کو شایع کرنے سے پہلے مجھ سے ذکر کیا جاتا تو میں بحمد للہ یہ مشورہ ضرور دیتا کہ جن آیات پر حضرت نور نے خطبات پڑھے ہیں ان کو پورا لکھا جاتا مگر ایسا التزام نہیں کیا جا سکا۔ آیندہ اس سلسلے میں اس امر کو مدنظر رکھا جاوے۔ کتاب نہایت عمدہ چھپی ہے اور ۸ قیمت پر پبلشر صاحب سے ملسکتی ہے۔ ان خطبات کو رایج کرنا چاہیے +

کلمۃ الحق

کلکتہ سے مولانا آزاد نے ایک نیا با تصویر ہفتہ وار اخبار **الہلال** کے نام سے شایع کیا ہے۔ یہ **جرنل** ہندوستان کی اردو اخباری دنیا میں یگانہ اضافہ ہے۔ یہ اخبار بالکل **مصری** اور **یورپی** اخبارات کی طرز پر شایع ہونے لگا ہے۔ اور پروپرائیٹر صاحب نے نہایت اولوالعزمی اور بلند حوصلگی سے اس کے اجرا میں کثیر اخراجات کو برداشت کیا ہے اس کی قیمت سالانہ آٹھ روپیہ اس کی صوری اور معنوی خوبیوں کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ الہلال کی کسی گذشتہ اشاعت میں حق گوئی کے متعلق دو تین نہایت ہی قابل قدر نوٹ شایع ہوئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ الحکم کے ناظرین بھی اس سے لطف اٹھائیں۔ اس لئے وہ ذیل میں چھاپ دیئے جاتے ہیں۔ ایڈیٹر

ہمارے سامنے تو صرف دو ہی راہیں ہیں (فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر) کفر و اسلام۔ شرک توحید۔ نور و ظلمت۔ صداقت و کذب۔ حق و باطل۔ ہر شخص مختار ہے کہ دونوں میں سے ایک اختیار کرے۔ (لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغیّ) لیکن جدید فن اخلاق کے ماہرین کہتے ہیں کہ گو یہ سچ ہو۔ مگر ان دونوں کے درمیان ایک برزخی اور بین بین راہ بھی ہے۔ اور یہی ہمکو بھی اختیار کرنی چاہیئے۔ اسی میں فلاح ہے اور اسی میں ہر دلعزیزی ہے

کفر و اسلام دونوں کو ساتھ لیجیئے۔ بت پرستی و توحید دونوں کو بغل میں رکھیئے۔ اہرمن اور یزدان دونوں کو رام کیجیئے۔ ایک ہی طرف کیوں جھکیئے جب دونوں دروازے کشادہ ہو سکیں تو صرف کعبے ہی کیوں ہو رہیئے۔ جب بتکدے سے رسم و راہ قایم رہ سکے؟ نومن ببعض ونکفر ببعض۔ ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلاہ

معشوق ما بشیوۂ ہر کس موافق است
باما شراب خوردہ و بزاہد نماز کرد

ہم اپنے بعض پاک باطن مگر ظاہر آلودہ دوستوں کو دیکھ رہے ہیں کہ دلی زبان سے ہمیں اسی تعلیم کی دعوت دینا چاہتے ہیں۔ اخلاق کے بعض دلچسپ پیرائے نوک زبان ہیں اور کہتے ہیں کہ حق گوئی سے مانع نہیں۔ لیکن اگر حق گوئی کا حق اسطرح آدا ہو سکے کہ باطل کا دل بھی ہاتھ میں رہے تو اس میں کیا مضایقہ؟ اک زمانہ کو خواہ مخواہ دشمن بنالینا کونسی عقلمندی کی بات ہے؟

اس میں شک نہیں کہ ان تعلیمات میں نفس انسانی کیلئے بڑی سخت کشش ہے۔ ہر دلعزیزی اور ممدوح خلایق ہونا کسے پسند نہیں؟ ہم ضرور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمیں تو کوئی تیسری راہ سامنے نظر نہیں آتی جس راہ پر چلکر زمانہ سمجھ رہا ہے کہ دونوں راہوں کا برزخ اس کے قدموں کے نیچے ہے۔ وہ فی الحقیقت نفس شریر کے خدع و فریب کا ایک سیمیائی کرشمہ ہے وہ پگڈنڈیاں بھی بالآخر اسی شاہراہ میں جا کر گری ہیں۔ اسلام اور حق و صدق مرادف الفاظ ہیں۔ اس کی راہ تو ایک ہی ہے اور ایک ایسا باریک خط جس کے ادہر ادہر قدم ڈگمگانے کا کوئی سہارا نہیں اگر قدم کو ذرا بھی لغزش ہوئی تو پھر یقین کیجیئے کہ آپ کیلئے کفر و باطل کے سوا اور کوئی شاہراہ نہیں ہے۔

نفاق کی مقبول عام گلی بھی اسی شاہراہ کی ایک شاخ ہے۔ یا پھر نام بدل گئے ہیں۔ اور راستہ ایک ہی ہے۔ کفر سے تعبیر کیجیئے یا نفاق سے۔ سچ ہمیشہ سے ایک ہی جگہ اور ایک ہی شکل میں رہا ہے۔ جب ملیگا تو وہیں ملیگا۔ اور اسکا ان شکلوں میں ڈہونڈہنا لاحاصل ہے۔ آپ سے پہلے تیرہ سو برس ہوئے ایک بڑی جماعت تھی۔ جس نے اسی گوشہ میں پناہ لینی چاہی تھی۔ مگر خدا نے فرمایا:۔

ان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعھم، ×× ×× مذبذبین بین ذٰلک لا الی ھٰؤلاء ولا الی ھٰؤلاء۔

حق اور باطل دونوں آپ کے سامنے ہیں۔ انہیں میں سے کسی ایک کو پسند کر لیجیئے۔ اگر حق کی راہ اختیار کی ہے تو پھر مصلحت پیرائہ بیان۔ طرز ادا۔ الفاظ شہد نما۔ و معانی زہر آلود۔ اور اسی قبیل کی تمام باتوں کیلئے **نفاق** کے سوا اور کوئی لقب نہیں۔ سچ کہیئے گا تو جھوٹ کو چوٹ لگے گی ہی اس کو بچانے کی کوشش نہ کیجیئے۔ ورنہ آپ کفر سے زیادہ دنیا کے لیئے مہلک ہیں۔ نرمی و آشتی۔ حسن ادا۔ پیرایہ بیان مصلحت بینی۔ اور مقتضیات زمانہ کے اگر یہی معانے ہیں جو بتلائے جاتے ہیں تو خدا کیلئے ہمیں سمجھائیے۔ کہ پھر نفاق و منافقی کی خصوصیات اور کیا ہیں؟ اگر ایک بات سچ ہے تو اس کو صاف صاف کہدیجئے۔ اگر کچھ لوگ برے ہیں۔ تو کھول کھول کر ان کی برائی بیان کر دیجئے۔ بری باتوں کے اظہار کے لئے اچھے لفظ کیوں استعمال کئے جائیں؟ بد اعمالوں کو کیا حق حاصل ہے کہ نیک کرداروں کے حقوق کا مطالبہ کریں؟ اگر یہ طریقہ پسند نہیں تو پھر بتوں کو آستین میں چھپانے کی جگہ بہتر ہے کہ سر پر جگہ دیجئے۔ ظاہر و باطن میں مطابقت جھوٹ میں بھی ہو تو سچائی سے خالی نہیں۔

بس کافر است زاہد از برہمن ولیکن
او را بت ست در سر و در آستین ندارد

یاایھا الذین اٰمنوا لاتخونوا اللہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون۔

ہم سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کڑوی سے کڑوی دوا پی لیں گے مگر شرط یہ ہے کہ شربت کہکر پلا دیجئے۔ دوا کا نام زبان پر نہ آئے۔ کہ اس سے ہمیں سخت چڑ ہے۔ خیر اگر آپ منہ بنانا چھوڑ دیں تو ایسا کر کے بھی دیکھ لیں گے۔ مقصود دوا پینے سے ہے نہ کہ چڑانے سے۔ مگر براہ کرم چند دنوں تو توقف ہی فرمائیے۔ کچھ عرصے تک تو دوا کا نام سننا ہی پڑیگا۔ آپ نے چالیس برس تک شہد و شکر سے کام و دہان کو لذت بخشی۔ دو چار دن کڑوی کسیلی دوا کا تذکرہ سن لیجئے گا تو کیا ہرج ہو گا؟ عجب نہیں کہ چند دنوں میں سنتے سنتے آپ کی وحشت بھی کم ہو جاوے۔ اور پھر ایسے عادی ہو جائیں کہ شربت بھی ملے تو دوا کہکر منہ سے لگائیں۔

مشکل یہ ہے کہ لوگ تیشے کی ضرب کی سختی کو دیکھتے ہیں مگر اسے نہیں دیکھتے کہ عمارت کی بنیاد بھی تو برسوں کی پرانی ہے۔ اگر کسی پرانی بنیاد کو اکھاڑنا مقصود ہو تو اس پر ابتدائی ضربیں سخت سے سخت لگائیے۔ جب جڑ ہل جاوے گی تو پھر آپ کو اختیار رہے انگلیوں سے مٹی ہٹا کر اینٹوں کو ایک ایک کر کے اٹھا لیجئے گا۔ لیکن اگر پہلی ضرب ہی سست پڑی تو پھر برسوں میں بھی نئی عمارت کیلئے جگہ صاف نہو سکے گی۔ یہی سبب ہے کہ ہم اس وقت اپنے کاموں کیلئے سخت سے سخت سختی کو بھی نرمی سمجھتے ہیں۔ جہانتک کلائیوں میں زور ہو جلد جلد ضربیں لگاتے جایئے۔ زمانے کا سیلاب بھی آپ کی مدد کیلئے تیزی سے امڈا آرہا ہے۔ اگر آپ نے اپنا کام پورا کر دیا تو پھر آپ کو ہمیشہ کیلئے فرصت ہے۔ یہ سیلاب خود بنیاد کی مٹی تک بہا لیجائیگا وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

خواجہ صاحب کا سفر انگلستان

۷ ستمبر کو خواجہ صاحب بخیر و عافیت انگلستان روانہ ہو چلے ہیں اور اسوقت وہ سمندر کو چیرتے ہوئے جا رہے ہیں خواجہ صاحب نیک ارادہ کیساتھ تبلیغ اسلام کیلئے انگلستان میں ذرایع اور اسباب کو معلوم کرنیکے لئے جا رہے ہیں یہ ایک ایسی مبارک اور پاک خواہش ہے کہ جسپر ہر شخص کو جو اسلام کیلئے دل میں جوش اور تڑپ رکھتا ہے خوش ہونا چاہیئے خواجہ صاحب بالفعل وہاں ۶ ماہ کے قیام کا ارادہ رکھتے ہیں ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک وفد کی تحریک ایک مرتبہ ہوئی تھی۔ میں نے وفد کے متعلق مشکلات پیش کر کے بتایا تھا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا پھر اسی سلسلہ میں ۷ جولائی ۱۹۱۰ء کے الحکم میں "ممالک غیر میں تبلیغ کیلئے پہلا قدم" کے عنوان سے ایک تحریک کی تھی کہ کوئی گریجویٹ ولایت بھیجا جاوے جو ایک طرف اپنی تعلیم مکمل کریگا

ہی ان کی کامیابی کا راز تھا اس لئے میں تجویز کرتا ہوں۔ کہ حافظ روشن علی صاحب کو جنکا نام قرعہ سے نکلا ہے میرے بعد آپ لوگ مجلس انصار کا امیر سمجھیں اور اس مجلس کے متعلق سب کام ان کے مشورہ سے کریں۔ اور ان سے امید رکھتا ہوں کہ خود عملی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح کی فرمانبرداری کا اعلیٰ نمونہ دکھا کر آپ لوگوں کیلئے ایک عمدہ مثال قایم کریں۔ واللہ المستعان۔ (خاکسار مرزا محمود احمد)

فہرست انصار قادیان کی جنہوں نے چندہ دینا منظور فرمایا

(۱) شیخ عبدالرحمٰن صاحب لاہوری سکرٹری انصاراللہ۔
(۲) صوفی غلام محمد صاحب (۳) شیخ یعقوب علی صاحب
(۴) حکیم محمد عمر صاحب (۵) شیخ غلام احمد صاحب۔
(۶) مولوی شیر علی صاحب۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان بعثت

(نمبر اول)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت منہاج نبوۃ پر واقع ہوئی ہے۔ اور یہ امر محتاج بیان نہیں کہ اس وحی الٰہی میں جو کثرت کیساتھ آپ پر نازل ہوئی آپ کو نبی اور رسول کے لفظ کیساتھ پکارا گیا۔ اور اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ براھین احمدیہ سے لیکر آپ کی آخری کتاب چشمہ معرفت تک میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو مختلف نبیوں کے نام سے پکارا اور بالآخر جری اللہ فی حلل الانبیاء کے نام سے آپ کو خطاب کیا۔

لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور شان بعثت پر مختلف قسم کی بحثیں جاری ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیام پہونچانے میں ہمنے کہاں تک کوشش کی ہے اس کے لئے ہم کو اپنے گریبان میں خود منہ ڈالکر غور کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود کی شخصیت اور ذات ایک ایسی چیز ہے۔ کہ اس پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے۔ وہ دین جو عند اللہ الاسلام ہے کیونکہ مسیح موعود پر ایمان ایمان بالرسل میں داخل ہے۔ اور قرآن مجید نے یہ ہدایت صاف الفاظ میں فرما دی ہے

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ

اور یہی وجہ ہے کہ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ کی تلقین میں کسی خاص رسول کا نام داخل نہیں کیا گیا۔ اس امر پر مفصل بحث اسی مضمون میں انشاء اللہ دوسری جگہ آجائیگی کیونکہ حضرت مسیح موعود کی شان بعثت کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل کیساتھ کلام کرنے کا خدا کے فضل سے ارادہ رکھتے ہیں اور اس میں جہاں انکی شان و شخصیت کا ذکر ہوگا کوئی لفظ اپنی طرف سے پیش کرنیکی جراءت نہ کرینگے بلکہ خدا کے فضل و توفیق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے کلام اپنی تحریر سے یا حضرت خلیفۃ المسیح کے کلام اور تحریرات سے یا ان بیانات سے جو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اخص و اکابر صحابہ حضرت مسیح موعود نے شایع کئے پیش کرینگے حضرت کی شان بعثت کے مفصل اظہار اور بیان کی اس لئے ضرورت ہے تا ان لوگوں کو جو اس سے ناواقف ہیں معلوم ہو جاوے کہ آپ کیا ہیں اور کیا نہیں؟ آپ کی شان میں وہ اطرا نہ ہو جسکے آپ مستحق نہیں اور نہ نعوذ باللہ آپ کی شان کو گھٹایا جاوے۔ احمدی قوم جبتک اپنے امام کو جو خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور و مرسل اور نذیر اور نبی ہو کر آیا ہے اسی رنگ میں پیش نہیں کرتی مشکل ہے کہ وہ ان مقاصد کو حاصل کر سکے جو اس کی آمد سے وابستہ ہیں۔

اگر حضرت مسیح موعود کی شخصیت کو بالکل الگ کر کے صرف یہ کہدیا جاوے کہ صرف آپکی اس تعلیم سے غرض ہے جو آپ لیکر آئے تو مجھے اس کہنے میں معاف رکھا جاوے۔ تم نے رسول کی قدر نہیں کی۔ اور رسالت کی شان اور ضرورت کو تم نے محسوس ہی نہیں کیا!

دنیا میں اخلاقی تعلیم کبھی مفقود نہیں ہوئی اور ہمیشہ اور ہر زمانے میں ہر قوم میں اخلاقی صداقتیں موجود ہوتی ہیں بلکہ ہر شخص کے اندر بدیوں کیلئے ایک فطرتی کراہت اور نفرت موجود ہے۔ پھر خدا تعالےٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو دنیا میں کیوں بھیجا؟ اور ان کے آنیکی وجہ سے خود انہیں اور ان کے ماننے والوں کو عباد الدنیا کے ہاتھوں میں تکالیف پہونچیں؟

یہ ایک سوال ہوگا جسکا جواب آسان نہیں۔ برھمو خیال کے لوگوں کو انکار رسالت کیطرف اسی خیال نے مایل کر دیا اور انہوں نے ایسی جگہ قرار دیا کہ انبیاء علیہ السلام کی ھستی اور ان کی ماموریت پر ایمان لانا نعوذ باللہ غیر ضروری ہے۔ ہاں انکی اصلاح ملک و قوم ان کی تعلیم پاک کیلئے ہم ان کی تعریف کرتے ہیں۔ یہ خیال ہے جو برہمو لوگ پیش کرتے ہیں۔ انکی اس تعریف کی میرے نزدیک ذرہ برابر وقعت نہیں۔ بلکہ یہ ایک ایسا خطرناک حملہ ہے انبیاء علیہم السلام کی ذات پر کہ منکر اور مخالف لوگ بھی نہیں کرتے کیونکہ برہموؤں کے خیال میں نعوذ باللہ

خدا کے مامورین مرسلین نے اپنے دعوے میں جھوٹ بولا

اسی طرح پر آج اگر کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور آپ کی خدمات کی تو تعریف کرتا ہے لیکن آپ کے دعویٰ کو ماننے کیلئے تیار نہیں وہ دوسرے الفاظ میں نعوذ باللہ آپکو کاذب قرار دیتا ہے یا اگر ہم حسن ظن کے طور پر نہیں تو وہ اتباع رسول اللہ صلعم سے نبوت کا انکار کر کے برہموازم پیدا کرنا چاہتا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ لاھور کے مقام پر مئی ۱۹۰۸ء کو بعد نماز عصر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شاہزادہ محمد ابراہیم خان صاحب کی ملاقات کیوقت ایک تقریر فرمائی تھی۔ جو ۱۴ مئی ۱۹۰۸ء کے الحکم میں طبع ہوئی۔ اس میں آپنے اس ضرورت پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا

تزکیہ نفس بڑا مرحلہ ہے اور مدار نجات تزکیہ نفس پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قد افلح من زکّٰھا اور تزکیہ نفس بجز فضل خدا میسر نہیں آ سکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور اس کا قانون جو جاذب فضل کیواسطے ہمیشہ سے مقرر ہے وہ یہی ہے کہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیجاوے۔ مگر دنیا میں بہت لوگ ایسے موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم بھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں نیک اعمال

بجالاتے ہیں۔ اعمال بد سے پرہیز کرتے ہیں۔ اصل میں انکا مدعا یہ ہوتا ہے کہ ان کو اتباع رسول کی ضرورت نہیں۔ مگر یہ یاد رکھو یہ بڑی غلطی ہے۔ اور یہ بھی شیطان کا ایک دھوکہ ہے۔ کہ ایسا خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام پاک میں تزکیہ اور محبت الٰہی کو مشروط بہ اتباع رسول رکھا ہے تو کون ہے کہ وہ دعویٰ کر سکے کہ میں خود بخود ہی اپنی طاقت سے پاک ہو سکتا ہوں۔ سچا یقین اور کامل معرفت سے پر ایمان ہرگز ہرگز میسر نہیں آسکتا جب تک انبیاء کی سچی فرمانبرداری اور معیت اختیار نہ کی جاوے۔"

قرآن مجید سے فی الحقیقت یہی صداقت ظاہر ہوتی ہے اگر رسولوں پر ایمان لانا اور ان کی شخصیت کا ماننا ضروری نہ تھا تو پھر الٰہی کتابوں کے آنے اور انبیاء کو مامور اور نامزد کرنے کی بھی نعوذ باللہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور یہ کام گویا ایک عبث اور باطل تھا۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

پس اے پڑھنے والو! غور کرو! اور پھر غور کرو کہ خدا تعالیٰ نے جو آسمانی سلسلے قایم کرتا ہے اس سے اس کا مقصد انسان پرستی پھیلانا نہیں ہوتا بلکہ ان انسانوں کے ذریعہ ہی خدا تعالیٰ کا درخشان چہرہ دنیا پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ

آئینہ خدا نما ہوتے ہیں

قرآن مجید کو پڑھو اور اس پر تدبر کرو۔ تمہیں معلوم ہوگا کہ رسالت کی کسقدر عظمت قرآن مجید نے بیان کی ہے رسالت اور الوہیت کے درمیان تفرقہ کرنیوالوں کے متعلق سخت وعید فرمایا:

ان الذین یکفرون باللّٰہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللّٰہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا۔ اولٰئک ھم الکٰفرون حقا واعتدنا للکٰفرین عذابا مھینا۔

قرآن مجید کی اس آیت کو پڑھ کر ایک مومن کا دل گھبرا جانا چاہئے اور اس کے بدن پر لرزہ پڑ جانا مناسب ہے قبل اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کسی مامور و مرسل کی شخصیت پر ایمان لانا غیر ضروری سمجھے۔ اگر محض توحید اور اعمال صالحہ ہی کوئی چیز تھے تو کیوں لا الٰہ الا اللّٰہ کیساتھ محمد رسول اللّٰہ کو شامل کیا گیا۔ اسی خیال اور گمراہی کے خیال نے مسلمانوں میں ایک گروہ پیدا کر دیا جو آج کہتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کیساتھ محمد رسول اللّٰہ کی نعوذ باللہ ضرورت نہیں۔ اور اس سے ترقی کر کے ایک شخص نے جو ڈاکٹر عبد الحکیم کے نام سے موسوم ہے یہ اعلان کیا کہ نجات کیلئے صرف توحید کا اقرار کافی ہے۔ گویا اس کے مذہب اور اعتقاد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکی پاک جماعت کے تمام مساعی جمیلہ نعوذ باللہ فضول تھیں اور آپ اور آپ کے ساتھ والوں نے جو تکالیف اٹھائیں وہ محض بے سود اور نعوذ باللہ کم عقلی کا نتیجہ تھیں اس قسم کے بیہودہ خیالات اور لغو اور سراسر ہیچ مفروضات ان دماغوں کا نتیجہ ہوتا ہے جنہیں الٰہیات کے سمجھنے کا مادہ نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم جو پاک تعلیم لیکر آئے اور آپ سے پہلے جسقدر نفوس نبیوں کے نام سے آئے۔ اور اسی حیثیت سے انہوں نے دنیا کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا۔ وہ سب کے سب جہاں لا الٰہ الا اللّٰہ کی مشترکہ اور اجماعی تعلیم لائے وہاں انہوں نے اپنی اطاعت کا بھی حکم دیا۔ ان کا ایسا حکم اپنی شخصیت کی عظمت کیلئے نہیں تھا۔ بلکہ تکمیل توحید کی ہو نہیں سکتی جب تک ان ماموروں و مرسلین پر کامل ایمان نہ ہو۔ کیونکہ وہ اصل غرض تو اسی ذریعہ سے پوری ہوگی جو گناہ سوز فطرت اور تزکیہ نفس کے رنگ میں کہی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی مقتدر اور متصرف بالارادہ ہستی پر زندہ ایمان بلکہ عرفان پیدا نہیں ہو سکتا جب تک ان کمزور اور مشت استخوان ہستیوں کیساتھ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے کھلے کھلے نشان ظاہر نہ ہوں سو ہی نشان ہوتے ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ خدا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہے۔

غرض یہ ایک مسلم بات ہے اور اس بات سے کوئی سلیم الفطرت انکار نہیں کر سکتا کہ توحید کی حقیقت کو سمجھنے اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک زندہ اور غیر متزلزل ایمان پیدا کرنیکے لئے ایمان بالرسالت کی ضرورت ہے۔ وہ شخص شیطان سے کم نہیں جو مسئلہ رسالت کا انکار کرتا ہے۔ کیونکہ پہلا وجود جس نے خدا کے مامور و مرسل خلیفۃ اللہ آدم کا انکار کیا وہ شیطان تھا۔ حضرت مسیح موعود کے سامنے یہ مسئلہ آیا ہے اور جیساکہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ عبد الحکیم مرتد نے یہ مذہب پیش کیا کہ نجات کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام گذشتہ نبوتوں کی جامع اور آئیندہ آنیوالی نبوتوں کیلئے بطور ایک ام اور چشمہ کے ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی عدم ضرورت کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہوں گے کہ

کسی نبوت و رسالت پر ایمان ضروری نہیں

اور سچ تو یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان نہیں تو باقی نبوتوں پر ایمان محض ناقص اور نامکمل ہے اور وہ سودمند نہیں۔ ایک عیسائی ایک یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے معذور ہو سکتا تھا۔ اور مسیحی اور موسوی نبوت کا اقرار اس کے لئے ایک سپر کا کام دے سکتا تھا۔ مگر اس الحق کے آنیکے بعد اس کا انکار محض ہلاکت ہے۔ جیساکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فماذا بعد الحق الا الضلال

پس جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی نبوت کا انکار ہلاک کرنیوالا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ایک بند جوہڑ کی طرح قرار دینا اور اس کے اثمار و ثمرات سے انکار کر دینا یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کاملہ کے انکار کی ایک صورت ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص ایک جلیل الشان بادشاہ کے متعلق یہ خیال کرے کہ یہ بادشاہ تو ہے۔ مگر اس کے دربار سے کسی کو کوئی فیض اور فضل نہیں ملسکتا۔ اور اس کی فرمانبرداری اور وفاداری و اطاعت کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی۔ ایسا شخص درپردہ اس بادشاہ کی ہتک کرتا اور اس کے خلاف لوگوں کے اندر مخالفت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ پس اسی طرح پر جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کچھ شک نہیں تمام نبوتوں کے جامع ہیں اور تمام پہلی روشنیاں انپر آکر پوری ہوگئی ہیں لیکن آیندہ کوئی شخص ان کے فیض نبوت سے

حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مصر جاتے ہیں

ناظرین الحکم اس خبر کو خوشی اور تعجب سے سنیں گے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مصر کو جا رہے ہیں۔ اور یکم اکتوبر کو وہ مع الخیر بمبئی سے جہاز پر سوار ہو جائیں گے۔ صاحبزادہ صاحب کے سفر کی غرض بالکل عیاں ہے ان کے دل میں جو تڑپ دنیا کو حق سے آگاہ کرنے کی ہے وہی جذبہ اور جوش انہیں مصر اور دیگر بلاد اسلامیہ اور خدا چاہے تو یورپ میں لے جا رہا ہے۔ صاحبزادہ صاحب اپنے ذاتی خرچ پر جا رہے ہیں۔ آپ نے انصار اللہ کے ممبروں کے نام جو خط لکھا ہے وہ ذیل میں چھاپ دیا جاتا ہے۔

ایڈیٹر الحکم بھی اس سفر میں محض آپ کے حالات قلمبند کرنے اور آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے ساتھ جانے کو تھا۔ مگر بعض اسباب سے جو پیش آ گئے کی وجہ سے اسے اس ارادہ کو ملتوی کرنا پڑا ہے۔ اور وہ اپنے مجوزہ سفر پر اس وقت روانہ ہوگا جب اللہ تعالیٰ وہ اسباب پیدا کر دیگا۔ جو اس کے لئے ضروری ہیں۔

اگرچہ بہت سے احباب حضرت صاحبزادہ صاحب کی ان عالیشان خدمات اور ضروریات سلسلہ سے جو آپکی ذات سے اس وقت وابستہ ہیں۔ چاہتے تھے کہ وہ اس مجوزہ سفر کو ملتوی کریں۔ مگر جس وجود کیلئے خدا کی وحی میں اولو العزم کا لفظ آیا ہے وہ ایک سفر کے تہیہ کے بعد اس سے رک نہیں سکتا۔ خصوصاً جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اور آپکی شفیق والدہ حضرت ام المومنین نے اجازت دیدی ہو۔ حقیقت میں وہ سفر بڑا ہی مبارک ہے جو محض خدا کیلئے ہو۔ اور اس میں کسی دوسری غرض کی ملونی نہ ہو۔ یہ سفر آپ کیلئے آپ کی قوم اور اسلام و مسلمین کیلئے خدا کرے بابرکت اور سودمند ہو۔ اور آپ خدا کے فضل و کرم سے ساتھ فائز المرام واپس آئیں۔

یہ امید کرنی بے محل نہیں کہ انشاء اللہ العزیز حضرت صاحبزادہ کے حالات وقتاً فوقتاً موصول ہوتے رہیں گے اور وہ شائع ہوتے رہیں گے۔

کل قوم کا فرض ہے کہ وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے بعافیت اور سالماً غانماً واپس آنے کیلئے دعا کرتی رہے۔ اور صاحبزادہ صاحب تو اس سفر میں اپنی درماندہ قوم کو بھولیں گے ہی نہیں!

انصار اللہ کا تعلق حضرت صاحبزادہ صاحب سے ایک خاص تعلق ہے وہ آپ کیلئے کس درد اور جوش سے دعائیں کریں گے۔ اس کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ انصار اللہ اس موقعہ پر اگر قادیان جمع ہو سکیں تو مبارک ہوگا۔ صاحبزادہ صاحب فی الحال ۱۶ ستمبر کو قادیان سے مالیر کوٹلہ وغیرہ جاویں گے۔ اور غالباً ۲۲ ستمبر تک واپس ہو کر ۲۳ یا ۲۴ کو روانہ ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ہمیں یقین ہے۔ اس نے اپنے مسیح حضرت مسیح موعود کو نبی طیب کہہ کر فرمایا تھا۔ انی معک و مع اھلک۔ تاہم ہمارا فرض ہے کہ ہم دعاؤں سے اپنے محسن و قوم کے نصرت کریں۔ اور حقیقی معنوں میں انصار اللہ ہوں۔ آمین۔ وہ خط یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میری طبیعت چونکہ کئی دنوں بلکہ مہینوں سے برابر علیل رہی ہے اس لئے جیسی کہ میری خواہش تھی۔ انصار اللہ کو تحریک نہیں کر سکا۔ مگر پھر بھی بعض دوست خاص طور سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ میرے پیارے دوستو! آج تک کوئی انسان اس دنیا میں نہیں آیا۔ کہ موت نے آخر اسے ہم سے جدا کر دیا۔ خدا کی سب سے پیاری مخلوق انبیاء کا گروہ ہے میں دیکھتا ہوں ان کو بھی ایک وقت کے بعد اس دنیا سے رخصت ہونا پڑتا ہے۔ یہ دنیا کوشش و محنت کی جگہ ہے اس لئے ضرور ہے کہ وہ لوگ اپنی سعیوں اور کوششوں کا پھل پانے کیلئے آخرت کیطرف بھیجے جائیں تاکہ انکی محنتیں بکار نہ جائیں۔

تیرہ سو سال سے ایک مسیح کا انتظار ہو رہا تھا۔ بڑے بڑے اولیاء اس کی آمد کے منتظر تھے اور اس کی ملاقات کیلئے دعائیں کرتے تھے لیکن جب وہ آیا تو اکثر اس کی شناخت سے محروم رہے ہمیں خدا نے اس کے سایہ عاطفت کے نیچے جگہ دی۔ گو ہمارے اعمال ایسے نہ تھے کہ اس احسان کے مستحق ٹھہرتے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء آخر وہ رحمت کا زمانہ دیکھتے دیکھتے گزر گیا اور وہ جسکی انتظاری تھی اور جس نے سینکڑوں سال تک اپنی آمد کی امید میں لوگوں کو لگائے رکھا تھا ہزاروں نہیں لاکھوں کو یتیم کر چھوڑ کر اپنے بھیجنے والے کیطرف روانہ ہو گیا اس کی موت نے اس بات پر مہر لگا دی کہ جب مسیح محمدی باوجود اپنی اس عظمت کے ہمیشہ کیلئے زندہ نہ رہ سکا تو مسیح موسوی کیا حق تھا کہ انیس سو برس تک عمر پا جاتا۔ وہ ایک قلعہ تھا جسمیں ہم پناہ لیتے تھے وہ ایک حصن حصین تھا جو ہماری حفاظت کرتا تھا۔ وہ ایک ڈھال تھی جسکے ذریعہ سے ہم تیروں سے بچتے تھے۔ وہ ایک پہاڑ تھا جس پر چڑھ کر ہم عداوتوں کے سیلابوں میں تباہ ہونے سے نجات پاتے تھے۔ وہ ایک مضبوط جہاز تھا جسکے طفیل ابتلاؤں کے سمندر کی خطرناک لہروں سے ہم مامون تھے اور یہ سب کچھ کیوں نہ ہوتا۔ کہ خدا ان لوگوں کی شان میں فرماتا ہے کہ ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم و ما کان اللہ معذبھم و ھم یستغفرون اسکی جدائی ہمارے لئے ایک ایسا ابتلا تھی کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ ہمارے لئے اس کی فرقت اس سے زیادہ خطرناک تھی جیسی کہ اس عورت کی موت اپنے شیرخوار بچہ کیلئے ہو سکتی ہے جسے جنگل میں چھوڑ کر وہ سفر آخرت کو چلی جائے۔ وہ ہمارے لئے مایوسی کا دن تھا۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام کے ذریعہ سے خبر دی کہ اس دن کی بلا اس سے چھپا جائیگی۔ ہماری حالت بعینہ وہی تھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت صحابہ کرام کی ہوئی اور ہم میں ہر ایک حضرت حسان کی طرح کہتا تھا کہ کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر کہاں گئے وہ دن جب اسکی محبت بھرے کلمات ہمارے لئے آب حیات سے بڑھکر کام کرتے تھے اس کا ایک ایک لفظ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہزاروں طاقتوں سے پر وہ پہاڑ تاپا اور ... اس کے ... تھی ... ابولیں

لئے کبھی کبھی نبیل کی ضرورت محسوس ہوتی تھی اور فوراً ادلوں ملائکہ
الہام کرتے تھے کہ جو کچھ کہتا ہے سچ کہتا ہے۔ مبارک ہیں وہ
جنہوں نے ان لوگوں کو فائدہ اٹھایا اور خوش نصیب ہیں وہ
جنہیں ان بابرکت کلمات کے سننے کا اتفاق ہوا۔ اب وہ
زمانہ تو گذر گیا اور نہ وہ زمانہ آئیگا باقی رہ گیا۔ وما کان اللّٰہ
معذبہم وہم یستغفرون۔ پس میرے دوستو! اٹھو [illegible]
ہاتھ سے جانے دو اور اپنے نفوس کی اصلاح میں لگ جاؤ
بےشک دنیا ابھی سے خوب تصور ہوں کیا کہ گمراہی پر تلی ہوئی
ہے لیکن تم بھی اسلام کے حربوں سے اسکا مقابلہ کرو۔ اور
ایک دوسرے کی دعاؤں سے مدد کرو تا اس جنگ سے [illegible]
پھر دیکھو گے کیا بات پھر دیکھو گے پہلے سے پورا کرو۔ اور اپنے
اعمال کی درستی کیساتھ ساتھ دین اسلام کی ترقی کی فکر کرو۔ یہ مت
سمجھو کہ ہمیں کچھ نہیں آتا کیا لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ
تمہیں نہیں آتا اور کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور تعلیم ہو سکتی ہے یاد
رکھو کہ اس وقت خدا نے مسیح موعود کے ہاتھ پر دنیا کو فتح کرنے کا
ارادہ کیا ہے پس اس سلسلہ کو وضاحت کیساتھ اور کھول کھول کر
لوگوں کے سامنے پیش کرو۔ کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور اللّٰہ
تعالیٰ تمہیں ہر قسم کی مدد کرنے کیلئے تیار ہے اگر اس کام میں
تمہیں اپنی جان اور مال بھی خرچ کرنا پڑے تو کیا حرج ہے کیونکہ
مومن کے کام ضائع نہیں ہوتے اور خدا کی طرف سے
بے انتہا انعامات کا وہ مستحق ہوتا ہے اسوقت معاملات باہمی
میں لوگ بہت کچے ہیں اور حساب کے پکے نہیں۔ تم انصار اللّٰہ
آئندہ سے یہ عہد کر لو۔ کہ معاملات باہمی اور حساب کتاب میں
بڑے صاف رہو گے۔ یہ تمہارا امتیازی نشان ہو اور اگر آپ
لوگ میری اس بات پر کاربند ہوں گے تو یاد رکھیں کہ خدا
بھی آپ لوگوں سے امتیازی طور پر سلوک کریگا۔ اور کبھی
ضائع نہیں ہونے دیگا۔ میرے اس خط لکھنے کی ایک بڑی وجہ
میرا ایک ارادہ ہے واللّٰہ المستعان اور وہ یہ ہے۔ کہ میں کچھ
دنوں تک چند ماہ کیلئے ہندوستان سے باہر مصر جانا چاہتا ہوں
(انشاء اللّٰہ تعالیٰ) حضرت خلیفۃ المسیح نے اجازت دیدی ہے اور
ستمبر کے آخر میں خدا نے چاہا تو میں یہاں سے رخصت ہو جاؤنگا
خدا خوب جانتا ہے کہ کون کون زندہ ملیگا۔ اور کہ ہماری
ملاقاتیں دوبارہ اس دنیا میں ہوں گی یا اگلے جہان میں

اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ لوگوں کو جنہوں نے خاص طور سے
میرے ساتھ عہد اخوت باندھا ہے یہاں سے جاتی دفعہ اپنے درد دل
سے آگاہ کرتا جاؤں۔ شاید کسی دل میں وہ آگ جو میرے دل میں ہے
کچھ اثر پیدا کرے۔ اور وہ دین کی کس مپرسی حالت میں اسکی مدد کرے
کیسا افسوس اور کیسے غضب کی بات ہے۔ کہ محمد رسول اللّٰہ فداہ
ابی و امی جیسے انسان کی دنیا ہتک کر رہی ہے۔ قرآن شریف
جیسی کتاب سے تمسخر کر رہی ہے اور ہم لوگ خواب غفلت میں
پڑے ہیں۔ ہمارے دل کیوں مر گئے۔ اور ہماری غیرتیں کہاں
گئیں۔ خدارا کمر ہمت کسو اور اپنے اپنے رنگ میں اسلام جیسے
خوشنما اور سچے مذہب کو دنیا کے سامنے پیش کر کے لوگوں سے
پوچھو تو سہی کہ آخر اس میں کونسا نقص دیکھا۔ کہ جس سے تمہیں
یہ شکوک پڑ گئے۔ اگر اللّٰہ تعالیٰ نے چاہا تو میں ڈیڑھ ماہ تک یہاں
سے کچھ مدت کیلئے رخصت ہونگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ
لوگ نہایت محبت اور پیار سے کام کرتے رہیں گے۔ بلکہ آگے
سے زیادہ اور بہت زیادہ کوشاں رہیں گے۔ میرا دل ہر وقت
آپ لوگوں کے ساتھ رہیگا۔ اور جسطرح یہاں میں آپ کیلئے
دعا کرتا ہوں اللّٰہ تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہوں کہ وہ ان سے
بڑھ کر دعائیں مانگنے کی وہاں توفیق دے۔ آپس میں محبت سے
رہو۔ اور سلسلہ میں محبت اور پیار قائم رکھنے کی کوشش کرو۔ میرے
لئے وہ نہایت خوشی کی گھڑی ہوگی۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ
لوگوں کی کوششوں سے سلسلہ میں محبت اور پیار کی ترقی ہوئی ہو۔
اللّٰہ تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ میرا جانا گو بہت حد تک اپنی صحت
کی درستی اور عربی کی تحقیق کیلئے ہے۔ لیکن اللّٰہ تعالیٰ سے امید
کرتا ہوں کہ وہ تبلیغ کیلئے بھی کوئی نہ کوئی راہ کھولدیگا۔ علاوہ
ازیں کچھ اور اسباب بھی ہیں۔ جنکا ذکر کرنا شاید مناسب ہو۔ اب
میں آپ لوگوں سے رخصت ہوتا ہوں۔ اللّٰہ تعالیٰ آپ لوگوں
کا اور ہماری جماعت کے سب لوگوں کا خواہ کوئی ہوں کسی
ملک کے رہنے والے ہوں۔ عورت ہوں مرد ہوں۔ بچے ہوں
بوڑھے ہوں۔ حافظ و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین ثم آمین
دنیا کیلئے نافع اور بابرکت وجود بننے کی کوشش کرو۔ خدا تمہارے
ساتھ ہو (خاکسار مرزا محمود احمد)

دوسرا خط:۔ برادران! السلام علیکم کیونکہ یہ زمانہ
اسلام پر سخت ہے اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں اور
ہمیں بھی وآخرین منہم لما یلحقوا بہم میں داخل ہونے کا دعویٰ
یا امید ہے واللّٰہ اعلم اسلئے صحابہ کے کام بھی کریں تو تب
ہی ان انعامات کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ اس لئے باوجود اسکے
کہ اسوقت ہماری جماعت پر چندوں کا ایک بار کثیر ہے میں ایک
تجویز آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں جو اختیاری ہوگی
آپ میں سے جو چاہیں اسمیں شامل ہو جائیں ہر ایک پر لازمی نہ
ہوگی۔ اور وہ یہ کہ ہر ایک جسکی آمدنی ۲۵ روپیہ ماہوار تک
ہے وہ ایک روپیہ ماہوار دفتر انصار میں بھیجدیا کرے۔ اور جس کی
پچیس سے پچاس تک ہے۔ وہ دو روپیہ ماہوار تک اور جس کی پچاس
سے پچہتر تک ہے وہ تین روپیہ ماہوار۔ اسی طرح ہر پچیس
روپیہ کی آمدنی پر ایک روپیہ کی زیادتی ہوتی جاوے۔ سال کے آخر
میں ایسے آدمیوں کی ایک ایک جماعت مختلف علاقوں میں
کم و بیش مدت کیلئے تبلیغ کیلئے بھیجدی جایا کرے۔ اور ہر ایک
شخص اپنے جمع کردہ روپیہ کو اس سفر میں خرچ کریں۔ اسے کوئی
بیرونی مدد نہ دیجاوے گی۔ مثلاً جو ۲۰ ماہوار دیتے ہیں انکا ایک
گروہ بنا کر ایک پاس کے علاقہ میں مقرر کر دیا جاوے۔ جہاں وہ تبلیغ
کریں۔ جو پانچ روپیہ ماہوار دیتے ہوں۔ ان کو زیادہ دور کے
علاقوں میں بھیجدیا جاوے۔ بیشک یہ ایک امتحان کی تجویز ہے
لیکن دین اسلام کی موجودہ حالت کیلئے ہم جو کچھ بھی کریں کم ہے
اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ انصار اللّٰہ میں سے صاحب
ہمت احباب اس طرف ضرور توجہ فرماویں گے اور اللّٰہ تعالیٰ کے
ان انعامات کے مستحق بنیں گے جنکا مجاہدین سے وعدہ ہے
میں سب سے اول اس مد میں اپنا نام لکھتا ہوں تاکہ یایہا الذین
امنوا لم تقولون ما لا تفعلون شامل نہ ہوں۔ و
باللّٰہ التوفیق۔ اس کے علاوہ قادیان کے دوستوں میں سے
احباب ذیل نے اس میں حصہ لینے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر یہ تجویز
چل نکلی۔ تو امید ہے کہ اس سے اور بہت سے مفید کام بھی
نکل سکیں گے انشاء اللّٰہ تعالیٰ۔ گو میں مصر چلا ہوں لیکن
ابھی سے اس کام کو شروع کر دیا جاوے تا انشاء اللّٰہ واپس لوٹنے
پر عملی کارروائی جاری کیجائے۔

۲۔ اسی طرح میں یہ بھی اطلاع دیتا ہوں کہ صحابہ ہر کام میں
اپنا ایک امیر بناتے تھے۔ جس کے مشورے سے سب کام کرتے
تھے۔ یہاں تک کہ سفر تک میں ایک کو امیر بنا لیتے تھے۔ اور

ابتلائے ظہیر اور عفو تقصیر

تمہیدی نوٹ | الحکم کے ناظرین کئی ہفتوں سے اس امر کے منتظر چلے آتے ہیں۔ کہ میں انہیں ان واقعات اور حالات سے مطلع کروں جو ہمارے مکرم بھائی مولوی محمد ظہیر الدین صاحب مصنف نبی اللہ کا ظہور وغیرہ وغیرہ رسایل کے ابتلا کا موجب ہوئے۔ ان واقعات اور حالات کا لکھنا مجھے صرف اس لئے مقصود تھا اور ہے۔ کہ انسان کے اندر بہت سی خوبیاں اور قوتیں ایسی ہوتی ہیں جو کسی خاص ابتلا کے وقت نشوونما پاتی ہیں ایک دلیر اور شجاع انسان کے کمالات مردانہ مخفی رہتے ہیں جب تک اُسے میدان کارزار میں جانیکا موقعہ نہ ملے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ ہم آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کمالات جب بیان کرتے ہیں۔ تو اس سلسلہ میں یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ اللہ تعالے نے ان کو ایسے موقعہ دیئے کہ ان کی مخفی قوتیں ظاہر ہوگئیں۔ پس میں اگر ظہیر کے ابتلا کے حالات لکھتا ہوں تو میری فقط اتنی غرض ہے کہ جماعت کو ابتلا کی ان صورتوں سے جو بعض وقت پیش آجاتی ہیں آگاہ کردوں۔ اور اگر خدانخواستہ کسی کو کوئی ابتلا آجاوے تو اسے کیا مسلک اختیار کرنا چاہیئے۔ اسی سلسلہ میں انہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ خداتعالے نے جو خلیفہ اور امام ہمیں دیا ہے وہ کس قوت اور شجاعت کا انسان ہے۔ جہاں اس میں یہ دلیری اور جرأت ہے کہ وہ بلاخوف لومۃ لائم اور شماتت اعدا کی ذرا بھی پرواہ نہ کرکے ایک شخص کو جو اسے خواہ کیسا ہی عزیز کیوں نہ ہو۔ کسی ایسی غلطی کے سرزد ہونے پر جو ایک متعدی مرض کی صورت رکھتی ہو جماعت سے الگ کردیتا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ تخلق کرکے عذرخواہی اور رجوع پر وہ اپنے رحمت و شفقت کے بازو اس کے لئے پھیلا دیتا ہے اور بغیر کسی قسم کے پرہیز اور خوف اعتراض کے لا تثریب علیکم الیوم پکار اٹھتا ہے۔

یہ تمام امور اس واقعہ کی تفصیل میں جابجا ناظرین کو معلوم ہونگے اور مجھے امید ہے خدا کے فضل سے وہ ان کے لئے موجب ازدیاد ایمان ہوں گے۔

ظہیر کے کچھ حالات

ظہیر الدین ایک جوشیلا اور سرگرم احمدی نوجوان ہے۔ خداتعالیٰ نے اُسے ذہانت و ذکاوت عطا فرمائی ہے۔ اشاعت سلسلہ کے لئے اس کو ایک جوش دیا گیا ہے سلسلہ کی کتابوں کو اسنے غور سے پڑھا اور یاد رکھا ہے ۱۹۰۶ء میں دفتر الحکم میں اسسٹنٹ ایڈیٹر کی حیثیت سے اور پھر انچارج ایڈیٹر کی حیثیت سے اس نے جو کام کیا ہے وہ الحکم کے اس سال کے فایل سے معلوم ہوسکتا ہے۔ میں اسکی محنت اور کوشش سے خوش تھا۔ اسی دفتر میں انہیں ایام میں **فرقہ چکڑالوی** کا رد اس نے نہایت محنت اور کوشش سے لکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے جو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ہوکر ہمارے بھائی تھے۔ اور آج خدا کے فضل سے ہمارے آقا ہیں۔ اس رسالہ کے متعلق یہ رائے لکھی تھی: کہ

میں نے اس رسالہ کو دیکھا ہے جہانتک مجھے بحمد اللہ فہم ہے عزیز محمد ظہیر الدین نے اس کے لکھنے میں بہت کوشش کی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص سے زور لگایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی محنت کو مثمر بہ ثمرات نیک کرے۔

(نور الدین ۷ جون ۱۹۰۶ء)

اس رسالہ کا اثر چکڑالوی فرقہ پر جو پڑا ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ آجتک اس پر پانچ سال گذر گئے ہیں وہ اس کا جواب نہیں دے سکا۔ اور نہ صرف جواب سے قاصر رہا بلکہ اسی وقت سے اس فرقہ کی بنیادیں متزلزل ہوگئیں۔ اور ان میں اختلاف و شقاق اس درجہ تک پیدا ہوا کہ نوبت بہ مقدمات پہنچ گئی اور ہم خدا کے فضل سے یقین کرتے ہیں کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب یہ باطل اپنی نحوست کو لیکر بھاگ جائیگا۔

۱۹۱۰ء کی آریہ مذہبی کانفرنس میں ظہیر بطور رپورٹر شریک ہوا۔ اور اس کے لئے ہوئے نوٹوں کی بنا پر کتاب چشمہ معرفت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھی۔ جو فی الحقیقت چشمہ معرفت ہے۔ اخبار الحکم کے سٹاف سے الگ ہونے پر بھی ظہیر نے اپنے کام تبلیغ کو نہیں چھوڑا۔ اور مختلف مقاموں پر آریوں عیسائیوں اور غیر احمدیوں۔ اور چکڑالیوں سے گفتگوئیں کرتا رہا۔ اور وید کے ظہور میں فتور۔ اور نبی اللہ کا ظہور وغیرہ عمدہ رسایل لکھے۔ جنپر سلسلہ کے اخبارات و رسایل میں بہتر ریویو شایع ہوئے۔

اختلاف رائے کی ابتدا

نبی اللہ کے ظہور میں اس امر کو ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور بطور ایک نبی اور رسول کے تھا اس رسالہ کے دلایل میں قرآن کریم سے استنباط اور استشہاد کیا گیا ہے۔ میں اس امر کو علی الاعلان کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام خدا تعالے نے بار بار ان کے مکالمات و ملہمات میں نبی اور رسول رکھا۔ اور تمام نبیوں کا بروز جری اللہ فی حلل الانبیاء کہہ کر قرار دیا یہ ایک دعویٰ تھا جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی میں زور دیتے رہے۔ اور آپ کی تصانیف اس دعویٰ سے بھری ہوئی ہیں۔ ہاں یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ یہ نبوت یہ رسالت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور آپ کی محبت و اطاعت میں گم شدگی کا نتیجہ اور اثر تھا۔ اس لئے آپ پڑھتے ہوئے وکل برکۃ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔

اس رسالہ کے بعد غیر احمدیوں کے متعلق کفر کی بحث ہماری جماعت میں شروع ہوگئی۔ اختلاف رائے جہاں تک نیک نیتی اور اخلاص اور اظہار الدین کے لئے ہو وہ ایک برکت اور رحمت ہوتا ہے لیکن جہاں اخلاص اور للہیت نہ ہو (خدا کرے کہ ہم اس مرض میں گرفتار نہ ہوں آمین) تو وہ رحمت کی بجائے نعوذ باللہ لعنت ہوجاتا ہے اسی وجہ سے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے اختلاف کو رحمت قرار دیا تھا۔ اس مسئلہ اکفار کی بحث کے چھڑنے پر یہ ضروری تھا کہ دو فریق ہو جاتے۔ ایک فریق کا خیال تھا کہ غیر احمدی مسلمان ہیں اور دوسرا کہتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کھلی تحریروں اور آپکے الہامات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہیں۔ اس بحث نے مختلف پہلو بدلے۔ خود الحکم کا ایڈیٹر بھی اس بحث میں آخری فریق کے ساتھ تھا۔ اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف یا آپکے جانشین خلیفۃ المسیح کی

تحریک محمودی اور الحکم کی اعانت

الحکم کے نقصان کی داستان نئی نہیں۔ اور ناظرین و سرپرستان الحکم جانتے ہیں کہ بہت ہی کم الحکم میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ الحکم کے نقصان پر بالطبع دشمنوں کو ہاں سفلہ مزاج دشمنوں کو خوشی ہونی چاہیئے تھی وہ خوش ہوئے اور ان لوگوں کو جو الحکم کیساتھ ایک محبت اور اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں فطرتاً رنج ہونا چاہیئے تھا اور انہوں نے اسے محسوس کیا۔ سلسلہ کے دشمنوں نے الحکم کے متعلق موت کی آرزوئیں کیں مگر اب تک وہ اس سے شادکام نہیں ہو سکے۔ یہ کوئی ربانی بھید ہے جسکو سمجھنے سے میں قاصر ہوں۔ جن مشکلات میں سے میں گذرتا رہا ہوں اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ ہمت شکن اور یاس فزا ضرور ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا کلام ہر وقت تسلی دیتا ہے کہ ان مع العسر یسرًا۔ اور یاس مومن کے نزدیک نہیں آتی۔

علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی دل سے یہ چاہتے ہیں کہ الحکم جاری رہے۔ اور وہ ان مشکلات سے نکلجاوے یہ ان کی غریب نوازی ہے کہ ایک موقعہ پر انہوں نے الحکم کے ایڈیٹر کی ان مشکلات کو دیکھتے ہوئے ایک خادم کو لکھا۔ "میرا دل چاہتا ہے کہ شیخ صاحب کو آرام ملے"۔ دوسرے موقعہ پر جبکہ میں ہجوم افکار سے چاہتا تھا کہ الحکم کے متعلق قطعی فیصلہ کروں تو آپ نے ازراہ لطف فرمایا کہ تم کوشش کرو الا میں نقصان کی تلافی کرونگا۔ ایسی حالت میں جبکہ الحکم کی موت کے وارنٹ پر میں دستخط کر دینے کو طیار رہتا۔ آپ نے اس کے احیا کے لئے میری ہمت بندھائی۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے غیب سے ایسے سامان مہیا کر دیئے کہ الحکم کی زیرباری اور نقصانات میں بہت کچھ کمی ہوگئی۔ اس موقعہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ احد نے مجھے ایک رقعہ کے ذریعہ تحریک فرمائی کہ سرپرستان الحکم **اگر دس دس روپیہ بطور اعانت دیدیں تو الحکم کے نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے۔** اور اس تحریک کو آپ عملی رنگ میں شروع کر دیا۔

یہ تحریک الحکم میں ایک مرتبہ نکلکر رہ گئی۔ میرا ارادہ تھا کہ میں ایک سرکلر لیٹر کے ذریعہ الحکم کے نازبرداروں کو اس سے آگاہ کرونگا مگر بعض مشکلات کی وجہ سے آج تک وہ چٹھی شایع نہیں کر سکا۔ صرف چند احباب کو بھیجی گئی تھی جنہوں نے نہایت شوق سے اس کو پڑھا اور تحریک محمودی میں حصہ لیا۔

جن بزرگوں نے اس مد میں آج تک الحکم کی اعانت میں قدم بڑھایا ہے ان کے نام ذیل میں درج ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے الحکم کی اسوقت تک باوجود اس کی بیقاعدہ اشاعت کے اس کی سرپرستی کرنا اپنا فرض سمجھا ہے اور اس کی پرانی اور پہلی خدمات کی اس وقت تک بھی ان کے دلمیں قدر ہے۔ اور جو چاہتے ہیں۔ کہ الحکم کا بقا اور قیام۔ ایڈیٹر الحکم کی شخصیت سے وابستہ نہیں بلکہ اس کی زندگی اور موت کا اثر قوم پر پڑتا ہے۔ اور قوم اس کے بقا و استحکام کیلئے اخلاقی طور پر ذمہ وار ہے وہ فرض شناسی سے کام لیں۔ میرے مخاطب ہی اور صرف وہی لوگ ہیں جنہوں نے اسوقت تک الحکم کو اپنا پیارا خادم سمجھا ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک تحریک کی۔ جو لوگ حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کی تحریکوں کو بارآور کرنیکے لئے اپنی کوشش سے کام لینے کی آرزو رکھتے ہیں۔ وہ اس تحریک میں شامل ہو جائیں۔

یہ تحریک حضرت صاحبزادہ صاحب کی محض الحکم کے بقا اور استحکام کے خیال سے ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح دل سے چاہتے ہیں کہ الحکم اپنی اسی شان سے شایع ہو جیسے پہلے ہوتا تھا۔ انہیں اس کی موجودہ حالت پر دکھ ہوتا ہے۔ اس لئے میں اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ میرا ہاتھ بٹائیں۔ میں بار بار اپیلیں کرنیکا عادی نہیں ہوں اور ایک حق شناس قوم کی اس سے بڑھ کر ہتک ہے کہ ایک ضروری کام کیطرف انہیں بار بار توجہ دلائی جاوے پس آپ اٹھیں اور اس نیک کام میں میرے مددگار ہوں۔ **ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم۔**

میں اس سلسلہ میں کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا ہاں اس قدر اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ الحکم کے بہت سے خریدار ایسے بھی ہیں جنکے ذمہ الحکم کا بقایا ہے اور اس بقایا رقم کی تعداد بھی معقول ہے اگر یہ سب بزرگ فرض شناسی سے کام لیں اور اپنے اپنے ذمہ کا بقایا ادا کر دیں تو اس نقصان میں بہت بڑی تلافی ہو سکتی ہے۔ **علاوہ بریں** دفتر الحکم کی موجود کتب کے خریدنے سے بھی اعانت کی ایک صورت نکل آتی ہے اور الحکم کے پرانے فائل (جو گویا سلسلہ کی زندگی) تاریخ ہے) آئین میں اور جنمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات۔ مکتوبات اور الہامات کے علاوہ بزرگان ملت کی تقریریں۔ مباحثے۔ تنادی اور مکتوبات درج ہیں) بھی ایک بیش قیمت ذخیرہ کی صورت میں [illegible] فایل صرف وہی لوگ لے سکتے ہیں جو ان گرانمایہ [illegible] قدردان اور جوہر شناس ہیں۔ پس جو لوگ تحریک محمودی کے ذیل میں اعانت کرنیکے لئے [illegible] نہ رکھتے ہوں وہ مطبع کی کتابوں یا اخبار کے پرانے [illegible] کی خریداری کیصورت میں اسوقت کارخانہ کی مدد کر سکتے ہیں [illegible] بالآخر میں اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھتا ہوں کہ [illegible] نقصان کی تلافی ہو چکی ہے باقی بھی اسکے فضل سے [illegible] سعادتمند اور مبارک ہوں گی وہ روحیں جو اس [illegible] کو حاصل کریں گی

ان احباب کے اسماء گرامی جنہوں نے تحریک میں حصہ لیا

جماعت گھٹیالیاں (۸۱) ... للعہ [illegible]
حافظ عبد المجید صاحب منصوری .. عہ — بابو فرزند علی صاحب [illegible]
مولوی اختر علی صاحب انسپکٹر پولیس .. عہ — حافظ غلام رسول [illegible]
میاں غلام رسول صاحب تمیم ... عہ — [illegible]
سید حیات علی شاہ صاحب دانشور ... عہ — برادرم عبد العزیز [illegible]
بابو حسن محمد صاحب ٹھیکیدار ... عہ — سید مولوی رضا محمد صاحب [illegible]
ڈاکٹر سید تارا شاہ صاحب ... عہ
حافظ نور احمد صاحب اکرم — عہ — شیخ غلام [illegible]
چوہدری غلام محمد صاحب گوندل — عہ — بابو عبد الرزاق [illegible]
شیخ ہاشم علی صاحب گرداور — عہ — [illegible]

خدا کے لئے اور محض تربیت اور اظہار حق کے خیال سے اس کو علیحدہ کر دیا۔ لیکن اس کی رجوع پر اس کی خطا کو معاف کیا۔ اور دونوں صورتوں میں دکہا دیا کہ الحبّ للّٰہ والبغض للّٰہ کے یہ معنے ہیں۔

پس ظہیر کو ابتلا آیا یہ ابتلا اس کی معرفت اور دوسروں کی ایمانی حالت کے بڑہانے کا ذریعہ تہا۔ سعادت اور فضل کے فرشتے اس کی تائید نہ کرتے تو اسے رجوع کی توفیق کیونکر ملتی؟ وہ شخص بڑا ہی خوش قسمت ہوتا ہے جو ابتلا میں سے صحیح و سالم نکل آوے۔ بعض لوگوں نے اس کے ابتلا سے فایدہ اٹھا کر اُسے بہکانا چاہا۔ اور قریب تہا کہ شیطان اپنی ذریت کے ذریعہ اس کے ایمان پر پنجہ مارتا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اس کو بچا یا مجھے معلوم ہے کہ بعض لوگوں نے چاہا کہ وہ ان ایام ابتلا میں سلسلہ کی مخالفت میں کچھہ لکھے لیکن جو اس سلسلہ کو منہاج النبوۃ سمجھتا تہا۔ اور بصیرت کیساتھ اس زمانہ کے رسول پر ایمان لا چکا تھا اور اس کی رسالت کی تبلیغ میں اُسے دکھہ پہونچا ہو۔ وہ اس باطل پر کیونکر منہ مار سکتا تہا۔ ہاں یہ سب کچھہ خدا کے فضل سے ہوا۔ میں اس ابتلا میں ثابت قدم رہنے پر اپنے عزیز بہائی ظہیر کو مبارکباد دیتا ہوں۔ دنیا میں حق گو۔ حق جو۔ لوگ ہمیشہ ابتلاؤں میں ڈالے گئے ہیں۔ اور یہ ابتلا ان کی بہتری کا موجب ہوئے ہیں وہ اگر لوہا تھے تو ابتلاء آگ میں پڑ کر فولاد بن گئے۔ اور اگر سونا تھے تو کندن بن نکلے۔ اب میں صرف ان خطوط کو درج کر دیتا ہوں۔ جو اس نے حضرت کو لکھے۔ اور انکا جو جواب حضرت نے فرمایا۔ چونکہ معافی اور اعلان اخراج شایع ہو چکا ہے۔ اب مکرر اندراج کی ضرورت نہیں۔

خط اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت بزرگوارم جناب خلیفۃ المسیح سلکم اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

نوازشنامہ آپ کا ملا۔ جواباً عرض ہے کہ اس اعلان سے اگر آپ کا مطلب صرف عبد اللہ تیماپوری اور یار محمد سے ہی تہا تو کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ اس اعلان میں ہر دو صاحبوں کے ناموں کو لکہوا دیتے۔ تا کہ لوگوں کو غلط فہمی کا موقع نہ ملتا۔ آج یہ پہلا دن ہے جو مجھے معلوم ہوا کہ اس اعلان سے مراد آپ کی صرف تیماپوری اور یار محمد کے اشتہارات سے تھی۔ ورنہ قبل ازیں جس شخص سے میں نے اس اعلان کے متعلق دریافت کیا اس نے یہی کہا کہ وہ اشتہار تمہارے (اس عاجز کے) متعلق ہے۔ خیر مضیٰ ما مضیٰ۔

امید ہے کہ جیسے آپ نے میری طرف لکھا ہے اسی طرح مفتی صاحب ایڈیٹر بدر کو بھی آپ حکم دیدیوینگے کہ وہ ناظرین اخبار کو بتلا دیں کہ وہ اعلان صرف تیماپوری اور یار محمد کے متعلق تھا۔ ظہیر کے متعلق اس میں اشارہ بھی نہ تہا۔

بزرگوار! آپ کو شاید معلوم نہیں۔ آپ کے اس اعلان کے حوالہ سے ایک جگہ جمعہ کے خطبہ میں یہ بیان کیا گیا کہ ظہیر نے جو کتاب لکھی ہے وہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے بالکل خلاف ہے اور احمدیت سے اس کتاب کو کوئی تعلق نہیں۔ احمدی احباب کو چاہیئے کہ اس کتاب کیطرف کوئی توجہ نہ کریں اور اس لغو کتاب کو بصد نفرت ردی کی ٹوکری میں پھینکدیں اور ہرگز نہ پڑہیں وغیرہ وغیرہ بلکہ شیخ الٰہی بخش تاجر کتب مرحوم کو بلا کر کہا گیا کہ یہ کتاب ہرگز نہ بیچیں۔ اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے اعلان کر دیا ہوا ہے وغیرہ وغیرہ

میرے مکرم معظم مہربان! اصل میں بات کچھہ اور ہوتی ہے لیکن احباب کچھہ اور ہی مشہور کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ اس خط کے بارہ میں جو عزیزم اخی محمد سعید نے میری طرف لکھا تہا۔ حضور نے فرمایا تھا کہ اس خط نے میرا دل جلا دیا ہے لیکن بعض احباب نے جن کے نام نامی میں ظاہر کرنا ناپسند کرتا ہوں یہ مشہور کر دیا کہ خلیفۃ المسیح نے ظہیر کو کہا کہ تم نے میرا دل جلا دیا ہے۔ بلکہ بعض نے یہ بھی کہا کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح آپ کے متعلق ایسے فقرات نہ بولتے۔ تو جلسہ سیالکوٹ میں آپکا لیکچر بھی ضرور رکھا جاتا لیکن فلاں فلاں اشخاص نے بتلایا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح آپ پر بہت ناراض ہیں۔ اس لئے آپ کے لیکچر کے لئے جو تجویز تھی وہ ادھوری رہ گئی۔

اسی طرح میرا وہ خط جو کتاب نبی اللہ کا ظہور شایع ہونے سے بہت پہلے آپ کی خدمت بابرکت میں بھیجا گیا تہا اور جس میں میں نے اپنے عقیدہ کا یوں اظہار کیا تھا۔ کہ چونکہ حضرت مسیح موعود کی وحی منزل من اللہ میں اوامر بھی ہیں اور نواہی بھی۔ اور رسول اللہ اور نبی اللہ کہکر انہیں پکارا گیا ہے۔ اس لئے انہیں صاحب رسالت یا صاحب شریعت بھی کہا جا سکتا ہے۔ اور وہ صاحب شریعت ہیں!

میرا یہ خط جن چند احباب کو آپ نے دکہایا ہے ان میں سے بعض نے میرے خط پر آپکے ایسے ایسے ریمارکس سنائے۔ کہ الاماں۔ الاماں۔

بزرگوار! **مجھے آپ کے بعض اعتقادات سے اختلاف ہے۔ اور جب تک آپ میرے اعتقادات کا غلط ہونا ثابت نہ کر دیں گے تب تک میں اپنی عقاید پر قایم ہوں**

چنانچہ اب لاہور میں جو آپ نے حضرت مسیح موعود کے منکروں کا صحابہ رضی کے منکروں کے برابر ہونا بیان کیا ہے اس میں بھی میرا آپ سے اتفاق نہیں۔ کیونکہ صحابہ کا دعوے نبوت اور رسالت کا ہرگز نہ تھا بلکہ حضرت ابوبکر کا بھی یہ دعوےٰ ہرگز نہ تہا کہ وہ مامور من اللہ یا نبی اللہ ہیں تو پھر ان کا انکار ایک نبی اللہ کے انکار کے مساوی کیسے ہو سکتا ہے؟

بزرگوار! آپ بھی تو خلافت کے مدعی ہیں اور اپنے آپکو حضرت ابوبکر کا مثیل قرار دیتے ہیں اور آپ کے اس دعویٰ کے منکر روافض کے مثیل سمجھے جاتے ہیں۔ تو پھر میری سمجھہ میں نہیں آتا کہ حضرت مسیح موعود جری اللہ فی حلل الانبیاء کے منکر اور آپ کے منکر ایک ہی درجہ پر کیسے سمجھے جاویں؟ اور میں تو قسم کہا کر شہادت دیسکتا ہوں کہ آپنے میرے سامنے اقرار کیا تہا کہ آپ کوئی مامور من اللہ نہیں ہیں (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح) تو پھر بزرگوار! ایک غیر مامور من اللہ۔ اور مامور من اللہ۔ ہر دونوں کا انکار ایک جیسا کیسے ہو سکتا ہے؟

تقریروں سے جو کچھ اس مسئلہ کے متعلق حق سمجھا وہ وہی تھا جو دوسرے فریق کی رائے تھی یہ بحث بہت لمبی ہوئی اور آخر یہی وہ اختلاف رائے تھی جو ظہیر کے ابتلا کا موجب ہوئی اسی اثنا میں بعض اور مسایل جیسے مسئلہ شفاعت وغیرہ کے متعلق بھی تبادلہ خیالات ہوا کیا۔ لیکن دراصل عظیم الشان مسئلہ مسیح موعود کی رسالت اور نبوت اور مسیح موعود کے منکروں کی پوزیشن کا تھا۔ اسی سلسلہ میں قدرت ثانیہ کے مجنون مدعی اور خلافت کے ایک چونکنے والے مدعی کی بعض تحریروں کی اشاعت کا سوال پیش آگیا جس پر حضرت خلیفۃ المسیح کو ایک اعلان کرنا پڑا غلط فہمی سے بعض نے اس اعلان کو ظہیر کی کتاب (نبی اللہ کے ظہور) کے متعلق قرار دیا۔ اور اس طرح جیسے اختلاف کی خلیج بڑی ہو گئی تاہم ان تمام کی جڑ دراصل مسئلہ الفاظ ہی تھا!

ابتلا کا ظہور

گذشتہ ایام میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک وعدہ کے ایفا کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح لاہور تشریف لے گئے تو آپ نے لاہور میں تین تقریریں فرمائیں۔ وہ تقریریں اخبار الحکم میں حضرت خلیفۃ المسیح کی اصلاح اور درستی کے بعد شائع ہو چکی ہیں۔ ظہیر ان میں سے بعض تقریروں کے وقت لاہور میں موجود نہ تھا۔ اور الحکم میں وہ تقریریں ابھی شایع نہیں ہوئی تھیں۔ کہ لاہور کے اخبار زمیندار نے ایک نوٹ شایع کر دیا۔ جس سے غلط فہمی پیدا ہوئی۔ اسی نوٹ کی بنا پر پیسہ اخبار میں ایک شرمناک افترا سے لبریز مضمون شایع کیا گیا جس میں صرف حضرت خلیفۃ المسیح کا حضرت مسیح موعود سے اس مسئلہ کفر میں اختلاف اور تضاد ظاہر کیا گیا۔ بلکہ نعوذ باللہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منکر کہا گیا۔ اس کی تردید ایڈیٹر الحکم نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور ہدایت سے زمیندار میں ایک کھلی چٹھی کے ذریعہ کر دی۔ ظہیر نے زمیندار کے نوٹ سے متاثر ہو کر جوش سے کام لیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح سے خط و کتابت شروع کر دی اور یہی ابتدا تھی اس ابتلا کی۔

ظہیر نے زمیندار کا وہ حصہ کاٹ کر ایک کاغذ پر چسپاں کر کے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور میں بھیج دیا حضرت نے اس کو جواب دیا وہ نہایت معقول اور درست تھا۔ ظہیر نے روایت سے تو کام لیا مگر درایت کے اصول کو چھوڑ دیا۔ وہ اگر زمیندار کے اس اصول اور طریق پر جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے وہ برتتا چلا آیا ہے غور کر لیتا تو اسے یہ دقت پیش نہ آتی۔ مگر اس نے جوش سے کام لیا۔ اور اسی جوش میں وہ یہ غور بھی نہیں کر سکا۔ اس نے حضرت کی خدمت میں جو خطوط لکھے ان میں جرأت اور دلیری سے کام لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح غالباً چوبیسویں پشت میں حضرت فاروق اعظم رضی کے پوتے ہیں اور اسی منصب خلافت کے حامل ہیں۔ اگر فاروق کے دربار میں ایک بڑھیا فاروق کی زبان سے بہتر کلام مجید جاننے کا اقرار کرا سکتی ہے اور ایک بدوی اپنی سادگی کیساتھ باوجود فاروقی سطوت اور شوکت کے بے محابا کلام کر سکتا ہے اور حق کا فدائی اور صداقت کا فرزند فاروق اسکی جرأت پر داد دے سکتا ہے۔ تو نورالدین کے دربار میں ہمنے خود گھنٹوں آزادی کیساتھ بعض مسایل کی تنقیح ہوتی دیکھی ہے اور خود بھی بعض معاملات میں عرض کرنے سے پرہیز نہیں کیا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ انہیں باتوں نے میرے جیسے دل و دماغ کے لوگوں کو یقین دلایا ہے۔ کہ یہ خلافت کی مسند کا جائز حقدار ہے

حضرت خلیفۃ المسیح نے ان خطوط کو نہایت حوصلہ اور تحمل سے سنا اور مناسب وقت جواب دیا۔

ابتلا کی تکمیل!

اسی خط و کتابت میں جوش کی رو میں ظہیر الدین نے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ مجھے آپ کے بعض اعتقادات سے اختلاف ہے پر حضرت خلیفۃ المسیح کو اسے جماعت سے الگ کرنا پڑا لیکن بعد میں جب اسے سمجھ آئی۔ اور اس نے رجوع کیا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح نے اسے معاف کر دیا۔ اور اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ میں اس امر کے اظہار میں کوئی مضایقہ نہیں پاتا۔ کہ ظہیر الدین نے نفاق سے کام نہیں لیا۔ ان غلط بیانات کی بنا پر جو آپ کی تقریر کے متعلق زمیندار میں شایع ہوئے اسے اختلاف نظر آیا۔ وہ حقیقت الوحی اور حضرت کی دوسری تصانیف میں ایک مسئلہ کو کھلا کھلا حل شدہ پاتا تھا۔ اور دوسری طرف ایک اخبار خلیفۃ المسیح کے حوالہ سے ایک ایسی بات شایع کرتا ہے جو اس سے صریح مخالف ہے تو ایسی حالت میں ایک شخص کا حق تھا کہ وہ صراحت اور صفائی سے اپنے دلی عقیدہ کا اظہار کر دیتا۔ میں نے مسیح موعود علیہ السلام کی مجالس میں بارہا سنا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

اگر کوئی شبہ دل میں پیدا ہو تو اسے فوراً اگل دینا چاہیے

ورنہ وہ سخت مضر ہوتا ہے۔ پس ظہیر الدین نے اگر اس کے استفسار میں جرأت کی تو یہ اسکی ایمانی غیرت کی دلیل ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے جو اس کا جواب دیا وہ نہایت معقول اور ان کی ایمانی شجاعت کے جوہر ظاہر کرتا ہے۔ انہیں اگر مریدوں کی ضرورت ہوتی تو ایک خادم کو الگ نہ کرتے مگر پرواہ نہیں کی آپ کا خط پڑھ کر دل جاتی لذت سے بھر جاتا ہے۔ میں اب اس مضمون کو لمبا کرنا نہیں چاہتا۔ افسوس ہے کہ بعض خطوط نہیں ملے ورنہ یہ مضمون مکمل ہو جاتا۔

اس سے پہلے کہ میں اس خط و کتابت کو درج کروں اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ظہیر کو معاف کر دیا۔ اور آپ اس پر خوش ہو گئے۔ آپ نے اسے لکھ دیا کہ لا تثریب علیکم الیوم۔ اب اگر اس کے بعد کوئی شخص اس کے متعلق ایسی بات کرتا ہے جو اس ابتلا سے تعلق رکھتی ہو وہ یقیناً غلطی کرتا ہے اور حضرت کی اس تحریر کے خلاف کرتا ہے۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ ظہیر کی غلطی آداب مرشد کے سلسلہ میں تھی ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے مذہب کے متعلق اس کو کوئی شک و شبہ نہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اسکی

بزرگوار! آپ نے تو میرے روبرو یہ بھی بیان کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود جو تمام لوگوں سے صرف **احمدؑ** کے نام پر بیعت لیتے رہے تھے۔ تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ سچ مچ احمدؑ تھے اور قرآن کریم میں جو احمدؐ کی پیشگوئی ہے۔ وہ صرف حضرت صاحب کے حق میں ہے۔ اور عرب کی کسی صحیح تواریخ سے یہ پتہ ہرگز نہیں چلتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ نے اپنے آپ کو کبھی احمد کہا ہو۔ یا کہا لکھوایا ہو یا اہل مکہ اور مدینہ انہیں احمد سمجھتے ہوں۔ اور نہ قرآن مجید میں ہی لکھا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ہی احمد ہیں...... اس پر آپ سے کسی نے سوال کیا تھا کہ اگر احمدؐ کی پیشگوئی کے مصداق صرف حضرت مسیح موعود ہی ہیں تو پھر حضرت مسیح موعود نے خود اپنی تصنیفات میں کیوں بار بار حضرت محمد رسول اللہ کو احمدؐ کر کے لکھتے ہیں۔ جس کا جواب آپ نے یہ دیا تھا کہ وہ کوئی وحی الہی سے نہیں لکھا۔ اور یہ کہ سمجھانے کے یہی طریق ہوا کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو لوگ بے سوچے سمجھے زیادہ شور مچا دیتے۔ اب آہستہ آہستہ سمجھ جاویں گے۔ اور اسقدر کہنے کے بعد پھر آپ نے مجھ سے اسمارہ میں دریافت کیا تھا جسکے جواب میں عرض کیا گیا کہ جو کچھ حضور نے فرمایا ہے وہی درست ہے۔ اور پھر میں نے کتاب نبی اللہ کا ظہور کیطرف اشارہ کر کے جو کہ اسوقت حضور کے پاس تھی یہ عرض کی تھی کہ میں نے ٹائٹل پیج پر انا ارسلنا احمدؐ الی قومہ وحی الہی۔ اس لئے لکھی ہوئی ہے کہ حضرت مسیح موعود قرآنی پیشگوئی والے احمدؐ تھے۔ جسکو پڑھ کر آپ خاموش ہو گئے۔ اور اسی دن میں نے آپکا یہ عقیدہ اخبار الحکم میں بھی شایع کرا دیا تھا۔ بزرگوار! آپ تو حضرت مسیح موعود کو رسولہ میں داخل سمجھتے تھے۔ لیکن اب آپ نے لاہور میں احمدی فرقہ کو بھی دیگر اسلامی فرقوں یعنی حنفیوں رافضیوں وغیرہ کیطرح ایک فرقہ قرار دیا ہے۔ جس سے مجھے بہت ہی تعجب ہے۔ بزرگوار! آپ جو چاہیں کہیں اور لکھیں کیونکہ آپ نے ایک جماعت کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے میں تو:-

لا الٰہ الا اللہ احمدؐ رسول اللہ کا بھی قایل ہوں اور قرآن کریم کی آیت قل ان کنتم تحبون اللہ ...... فاتبعونی ...... سنانے کی بجائے اس فاتبعونی والی آیت کو پڑھنا مقدم سمجھتا ہوں جو احمد رسول پر نازل ہوئی۔ مجھے افسوس ہے کہ چودہ ماہ گذر گئے۔ مگر باوجود وعدوں کے پھر بھی آپ نے کتاب نبی اللہ کا ظہور کے متعلق کچھ نہ لکھا۔ خدا آپ کا حافظ ہو۔ آمین

(خاکسار نیاز مند محمد ظہیر الدین بدل الدین ظہیر الدین مورخہ ۲۲ جون ۱۹۱۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح کا خط ظہیر کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا لمبا چوڑا خط مجھے پہنچا ہے۔ آپ ایک جوان آدمی ہیں۔ اور میں بڈھا ہوں۔ آپ کو خوب فرصت ہے اور میں عدیم الفرصت ہوں۔ آپ نہ میری مجلس میں رہے ہیں اور نہ میری طرز تعلیم کو پایا۔ آپ کا یہ فقرہ "کہ آپ کے بعض اعتقادات سے مجھے اختلاف ہے"۔

آپ کی طبیعت میں تیزی بھی ہے۔ میری مخالفت میں آپ مستقل ہیں مگر آپ ویسے مستقل نہیں۔ مجھپر جتنے اعتراض چاہو کر لو۔

آپ کے خط میں اناپ شناپ باتیں بہت بھری ہوئی ہیں۔ اس لئے آپ سے میں آیندہ اب خط و کتابت کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ آپ کا چونکہ میرے اعتقاد سے بھی اختلاف ہے جیسا کہ آپ نے لکھا ہے۔

اسواسطے آپ کو میں احمدی نہیں سمجھتا نہ مریدین میں شمار کرتا ہوں نہ آپ سے تعلق ہے نہ آپ سے مجھے رنج ہے۔ آپ کو باتیں بنانی آتی ہیں۔ آپکی جو خواہش ہے وہ اعلان بدر میں درج کرا دونگا۔

مگر آپ کا طرز کلام و مضمون جو آپنے خط میں اختیار کیا ہے مجھے بہت ہی ناپسند ہے۔ خیر ہر کس بخیالی خویش مختار۔

جہاں عقاید میں باہم اختلاف ہو۔ تو پیری مریدی کیا بلا ہے۔ آپ آزاد ہیں۔ (والسلام نورالدین ۱۲ جولائی ۱۹۱۲ء)

دوسرا خط

السلام علیکم

روحانی تعلق بڑا نازک ہوتا ہے۔ آپ نے صاف مجھے لکھا ہے کہ "میں عقاید میں آپ کا مخالف ہوں"۔ تو پھر میری سمجھ میں بھی نہیں آسکتا کہ میرے عقاید کے تو آپ مخالف کے مخالف ہی رہیں اور مرید بھی۔ اور میں اوپر اپنی زندگی میں منافقانہ طرز کو اختیار کر لوں۔ میں پیری و مریدی کا خواہشمند نہیں ہوں نہ ایسی نمبرداری کا مجھے شوق ہے۔ ہاں جب کوئی میرے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے۔ تو اس وقت میں اس تعلق کے سبب سے جو اسکا میرے ساتھ ہو جاتا ہے گواہ ہو جاتا ہوں۔ اور تڑپ تڑپ کر دعائیں کرتا ہوں کہ اللہ تعالے اس کو استقامت عطا فرما دے آمین۔ کوئی ایسی مصلحت الہی ہے جو میں کتابیں لکھا نہیں کرتا بفضلہ تعالے میں لکھنا جانتا ہوں۔ آپنے کتاب نورالدین فصل الخطاب۔ تصدیق براہین احمدیہ کو ملاحظہ کیا ہوگا۔ اور آپ کو پتہ لگ گیا ہوگا کہ مجھے بھی لکھنے کا ڈھب آتا ہے باوجود اس کے میں نے کبھی کوئی رسالہ اپنی جماعت کیلئے نہیں لکھا۔ اس کے بہت اسباب ہیں۔ منجملہ ان اسباب کے ایک یہ بھی سبب ہے کہ میرے کسی رسالہ میں یا میری کسی تحریر میں کوئی ایسا فقرہ جو کسی کے خیال میں حضرت کی تحریر کے مخالف ہو تفرقہ اور مخالفت کا باعث نہ بنجاوے۔ بڈھا ہوں مدت سے بیمار ہوں۔ ضعیف ہوں زندگی کا اعتبار نہیں۔ میں تو ہر روز رات کو مرتا ہوں۔ حیاتی کا تو کسی کو بھی علم نہیں۔ پس میں اپنے ان تھوڑے دنوں میں اس چھوٹی سی جماعت میں تفرقہ کرنا ناپسند سمجھتا ہوں۔ اس کو آپ اخلاقی کمزوری یا عدم جرأت یا کوئی نیک نیتی سمجھ لیویں میں عدیم الفرصت اور آپ کو لکھنے کا شوق ہے۔ اور لکھنا آتا ہے۔ آپ مجھے خط نہ لکھا کریں۔

آپ نے لاہور میں جو ہدیہ مجھے دیا تھا آپ اسکی نسبت تعجب کریں گے کہ میں نے ابتک وہ روپیہ الگ کا الگ کر رکھا ہے۔

بحمد اللہ میں کماتا ہوں اور دوکان بظاہر طب کی بنائی ہوئی ہے۔

آپنے لکھا ہے کہ میری طرف اس میں اشارہ ہے میں نے لکھا ہے کہ اس میں آپ کی نسبت اشارہ نہیں ہے حالانکہ میں اپنی طرز میں مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ مگر جسکیطرف اشارہ تھا۔ اسکا نام بھی آپکی طرف لکھدیا۔ مگر پھر بھی آپ نے بڑی صفائی سے لکھدیا کہ نورالدین کے عقاید سے میں مخالفت رکھتا ہوں۔ اور ان عقاید پر میں بڑا مضبوط ہوں

میاں ظہیر الدین ایک بات میں نے صاف صاف لکھدی آپ صبر فرماتے۔ خوش ہو جاتے۔ مخالفت کے تذکرہ کی آپ کو کیا ضرورت تھی۔ ہمارے عقاید وہی ہیں جو قرآن کریم میں لفظ ایمان اور کفر کے نیچے مندرج ہیں۔ ایمان کے ماتحت جو کچھ مذکور ہوا۔ اسپر میرا ایمان ہے والحمد للہ اور جو کفر کے لفظ کے نیچے ہیں انسے مجھے دلی انکار ہے الحمد للہ رب العلمین۔

(نورالدین ۱۱۔ جولائی ۱۹۱۲ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شانِ بعثت

(نمبر دوم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان بعثت کے اظہار کے لئے میں گذشتہ نمبر میں ذکر کر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا جو کلام آپ پر نازل ہوا وہ واضح الفاظ میں آپکی شان کو ظاہر کر رہا ہے۔ اور اس کا پیش کر دینا زیادہ موزوں ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو **درجہ** اور **شان** آپ کی قایم کی ہے وہ ایک ایسا مقام ہے۔ کہ انسانی **عقول** اس کو سمجھ بھی نہیں سکتی ہیں۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق

یعنے تو میرے نزدیک اس منزل اور مقام پر ہے جسکو خلقت بھی نہیں جانتی۔

اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل شدہ کلام کو خدا تعالیٰ کا کلام یقین کرتے ہیں اور سجد اللہ کرتے ہیں تو اس وحی میں جو مرتبہ اور مقام آپ کا بتایا گیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اسی کے اظہار کو ہم اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیں اور کبھی ادنیٰ مقام پر اس کے اظہار سے نہ رکیں۔ ہم جانتے ہیں کہ لوگ ان باتوں کو سننے کی برداشت نہیں کر سکتے اور وہ گھبراتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے لئے یہ باتیں عجیب ہیں۔ اور ایسے **دعاوی** محض بلند پروازی نظر آتے ہیں اور آنے بھی چاہئیں۔ کیونکہ وہ خود اس مقام اور مرتبہ سے بے نصیب اور ناواقف ہیں۔

ہمارے سامنے سوال یہ ہے کہ کیا ہمکو حضرت مرزا صاحب کی تبلیغ کو آفاق میں پہونچانا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ضروری ہے تو کیا آپ کو اس رنگ میں پیش کرنا چاہیئے جو خدا تعالیٰ نے آپ کی بعثت کا رکھا ہے یا ہم خود اپنی طرف سے ایک بات بنا کر پیش کر دیں محض اس خیال اور خوف سے کہ ہم اگر حضرت مسیح موعود کا وہ مقام اور مرتبہ پیش کریں گے تو دنیا ہماری مخالفت کرے گی۔ اور ہم مجلس سے نکالدیئے جائیں گے۔

میرے دوستو! مبارک ہے وہ وجود جو خدا تعالیٰ کے لئے اور اس کے رسول کی عزت کے اظہار کے لئے بے عزت کیا جاوے اس لئے کہ وہ بیعزت نہیں ہوتا۔ کیونکہ

تمام عزتیں تو اللہ اور اسکے رسول کا حق ہیں

پس ایسی بیعزتی پر دنیا کی لاکھوں اور کروڑوں **وجاہتیں** قربان اور لا انتہا عزتیں نثار ہیں۔

تم حضرت مسیح موعود کے دامن سے وابستہ ہو کر **صحابہ** کے مثیل اور نظیر اپنے آپ کو قرار دیتے ہو اور سلسلہ بیعت حضرت مسیح موعود کی جماعت کو صحابہ کی جماعت کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ اور سوچکر بتاؤ کیا صحابہ رضؓ نے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے **دعاوی** کو دنیا کے سامنے پیش کرنے سے پرہیز کیا؟ انہوں نے تلواروں کے سایہ میں بھی **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پکارا۔ اور دنیا کی کوئی طاقت کوئی وجاہت انہیں نہ روک سکی کہ وہ اس کے اظہار سے رک جائیں۔ کوئی لالچ کوئی خوف اُن کی راہ میں روک نہ ہتا۔ جب انہوں نے یقین کر لیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فی الحقیقت خدا کا نبی ہے اور رسالت کے عظیم الشان منصب پر مامور ہو کر آیا ہے اور انہوں نے اس پیغام کو **آفاق** میں پہونچا دیا۔ اور آج تک کرہ ہوا میں پانچوقت **اشہد ان محمد رسول اللہ** کی صدائیں گونجتی ہوئی سنائی دیتی ہیں۔ وہ اگر دنیا کی مخالفت سے ڈرتے اپنی مصلحتوں کو مصالح علیہ پر مقدم کرتے تو یقیناً **اسلام** کا نام لیوا کوئی نہ ہوتا۔ یہ خیالی اور فرضی باتیں نہیں **واقعات** ہیں اور حقایق ہیں اسوقت خدا تعالےٰ نے جس سلسلہ کو قایم کیا ہے۔ اس نے چاہا ہے کہ آفاق میں اسکی تبلیغ پہونچے۔ اب تم **زندہ خدا۔ زندہ مذہب۔ زندہ رسول۔ اور زندہ کتاب** کے نام اپنی تحریروں تقریروں میں لیتے ہو اور **پلیٹ فارموں** اور **پریس** کے ذریعہ تمہاری یہ آوازیں گونجتی ہیں۔ مگر انصاف کرو اور سوچکر بتاؤ کہ یہ اصطلاحیں **تم نے کہاں سے سیکھیں اور وہ کون ہے جس نے یہ زندگی کی روح پیدا کی؟**

یقیناً ایک ہی وجود ہے جسکو تم **زندہ خدا۔ زندہ رسول۔ زندہ مذہب۔ اور زندہ کتاب** کے ثبوت کیلئے پیش کر سکتے ہو۔ اور وہ وہی وجود ہے۔ جو **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **وجود** ہے اس **وقت** وہ مصایب اور مشکلات ہمیں نہیں ہیں جو صحابہ رضؓ کے وقت تھے **حکومت** کیطرف سے آزادی **مذہب** اور **امن** عامہ کی برکت ہمیں حاصل ہے ہر قسم کی سہولتیں تبلیغ کے لئے ہمیں مل چکی ہیں۔ پھر وہ کونسی بات ہے جو ہمیں حضرت مسیح موعود کے **دعاوی** کو دنیا میں پیش کرنے سے روک سکتی ہے۔ اگر تم **حضرت مسیح موعود** علیہ کی کتابوں کو بار بار پڑھتے۔ اُن کی **صحبتوں** سے پورا فایدہ اٹھاتے تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ وہ اپنی تصنیفات میں کس بات پر زیادہ زور دیتا ہے **اصلاح نفس** انسان کے لئے مقدم اور ضروریات ہے۔ مگر کیا اصلاح **نفس** اور گناہ **سوز فطرت** **ایک مامور من اللہ پر کامل** ایمان اور اس کے اعجازی **نشانات** کو دیکھنے کے بدوں پیدا ہو سکتی ہے؟ خدا تعالےٰ کی **ہستی** اور وجود پر ایمان ہی

ان نشانات سے پیدا ہوتا ہے جو اس کے مامور کے ہاتھ پر سرزد ہوتے ہیں۔ جیسے پہلے بھی کہا ہے۔ کہ اگر محض اخلاقی تعلیم مقصود ہوتی تو کبھی خدا کی مجید کتاب میں قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ نہ ہوتا۔ اور **اطاعت الرسول** کو اطاعت اللہ کا مترادف یا ہم معنے قرار نہ دیا جاتا۔ ان امور پر غور کرو اور دیکھو کہ تم نے حضرت مسیح موعود کی تبلیغ کیلئے کیا کیا ہے؟ - اپنے دلوں کو خود ٹٹولو کہ کیا وہ **دعاوی** جو آپ نے اپنی کتابوں میں خدا تعالے کے حکم اور **وحی** سے کئے ہیں انہیں بلاخوف پبلک میں پیش کرنے کی جرأت کرسکتے ہو؟ اگر نہیں تو اس **کمزوری** کو **مصلحت بینی** اور **دانش** کے روغن قاز سے پوشیدہ مت کرو۔

ان **مصلحتوں** کو چھوڑ دو اور آپکے **الفاظ** میں آپ کے **پیام** کو جس کے اب تم حامل ہو دنیا میں پہونچاؤ۔ اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے لئے آپ کے ایک **خادم** کو **اس مقام پر کھڑا کردیا** - جہاں بنی اسرائیل کے بعض نبیوں کو پہونچنے کا موقعہ نہیں ملا۔ اور یہ نعوذ باللہ ان کی کوئی ہتک نہیں **تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض**۔ قرآن مجید میں موجود ہے۔

میں شاید نفس مضمون سے دور جارہا ہوں۔ اسلئے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالے نے مسیح موعود کو کس **شان** کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اور آپ کو کن ناموں سے خطاب کیا؟ یہ باتیں ہیں جنپر ابھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔

مجھے بعض مجلسوں میں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ کہ جب کسی نے پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے کہ **حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے**؟ تو بعض وقت ہمارے احمدی بھائی الا ماشاءاللہ ادعائے **نبوت** کا سوال سنکر ایسے گھبراتے ہیں کہ گویا ان کے پاس کوئی جواب نہیں اور اگر انہوں نے ذرا بھی اسکا جواب **اثبات** میں دیا تو خدا جانے کیا کیا مشکلات پیش آئیں گی۔ وہ اس کی رکیک تشریحوں کیطرف جانے لگتے ہیں اور یہ جرأت کرکے نہیں کہتے

کہ ہاں انکا نبی ہونیکا دعوے تھا۔

میں نے یہ بھی خود تجربہ کیا ہے کہ ایک بڑی سے بڑی مجلس میں جہاں لکھنو کے **عمائد موجود** تھے مجھسے بھی سوال پوچھا گیا تو میں نے بلاخوف و تردد یہہ بات کہدی کہ ہاں

انہوں نے ایسا دعویٰ خدا کے حکم سے کیا اور نبی تھے ۔ اس میں کیا استبعاد عقلی یا شرعی لازم آتا ہے۔ تو میری اس جرأت پر نہ صرف یہ کہ وہ اس پر اعتراض نہ کرسکے بلکہ ایک بزرگ اس کی تائید اور توضیح کرنے لگے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم **حضرت مسیح موعود کی تصنیفات** کو پڑھ کر آپ کے دعاوی اور دلایل پر غور نہیں کرتے جو باتیں **اسلام کا حسن** اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی **کامل اتباع** کا شیریں ثمرہ ہے انہیں ہم معیوب سمجھنے لگے ہیں۔ اور محض اس خیال سے کہ لوگوں کے **کان** اس سے آشنا نہیں ہیں ہم ان کو منہ سے نکالتے ہوئے گھبراتے ہیں! -

میرے دوستو! یہ یاد رکھو جو بات تمہیں خود دل میں کھٹکتی ہے وہ دوسروں سے تم کیونکر منوانے کا حق رکھتے ہو۔ اگر حضرت **مہدی** کا دعویٰ **نبوة** یا **رسالت** تمہیں اپنی زبان سے کہتے ہوئے جھجک معلوم ہوتی ہے۔ تم خدارا اپنا انصاف آپ کرو کہ تمہیں اس کے ماننے میں بھی **شبہ** نہیں؟ اگر نہیں تو پھر کوئی امر تم کو اس کے اظہار کیلئے روک نہیں ہونا چاہیئے۔

بہرحال اسی قسم کی ضرورتیں داعی ہوئی ہیں۔ کہ میں بتاؤں کہ حضرت مسیح موعود کیا تھے اور کیا نہیں؟ اب اس تمہید کو لمبا نہ کرکے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالے نے حضرت مسیح موعود کو **منہاج النبوة** پر بھیجا۔ اور اپنے کلام سے انہیں **مشرف فرمایا** اور اس **وحی** متلو میں آپکا نام صاف صاف الفاظ میں **رسول** رکھا۔ اس لئے پہلے ہم یہیں سے شروع کرتے ہیں۔ کہ **حضرت مرزا صاحب ایک رسول تھے**۔

چنانچہ اللہ تعالے نے آپ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

(۱) ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔

(۲) انی لایخاف لدی المرسلون (میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے ڈرا نہیں کرتے)

(۳) کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (خدا نے لکھکر رکھا ہے اور میں اور میرے رسول غالب رہیں گے)

(۴) وقالوا لست مرسلاً قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم (اور کہیں گے کہ تو خدا کا رسول نہیں۔ کہدو میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے۔

۵ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً (ہمنے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تمپر نگران ہے اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا)

(۶) انی مع الرسول اجیب (میں اپنے رسول کیساتھ ہوکر جواب دونگا)

(۷) انی مع الرسول اقوم (میں اپنے رسول کیساتھ کھڑا ہوں گا)

(۸) یٰس انک لمن المرسلین (اے سردار تو خدا کا مرسل ہے)

(۹) وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (اور ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے)

(۱۰) ما ارسل نبی الا اخزی بہ اللہ قوماً لا یؤمنون (کوئی نبی نہیں بھیجا گیا جسکے آنے کیساتھ خدا نے ان لوگوں کو رسوا نہیں کیا۔ جو اس پر ایمان نہیں لائے تھے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت سے الہامات میں سے یہ چند الہام میں نے لکھے ہیں۔ جن میں آپ پر **رسول** کا لفظ بولا گیا ہے۔ اور وہ مدارج اور مراتب جو رسولوں کیلئے مختص ہیں آپ کے بیان کئے ہیں۔ ان الہامات کی تشریح اور توضیح حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں موجود

ہے پہلے اشتہار سے لیکر آخری کتاب تک آپ نے اس دعویٰ کو بڑے زور سے بیان کیا ہے چنانچہ پہلا اشتہار جو آپ نے لکھا اور شایع کیا اسکی پہلی ہی سطر میں بیان کیا

کتاب براہین احمدیہ جسکو خدا تعالیٰ کیطرف سے مولف نے ملہم و مامور ہوکر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا گیا ہے۔

اور پھر اسی اشتہار میں کھول کر بیان کیا کہ:۔

اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ **مجدد وقت** ہے۔ اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔ اور ایک دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو **خواص رسل انبیاء کے نمونہ پر محض** بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلے اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء **فضیلت دیگئی ہے۔ کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہے**"

یہ وہ پہلا اشتہار ہے جو کتاب براہین احمدیہ کی تصنیف کے متعلق آپ نے شایع کیا۔ اس میں بھی آپ دعوےٰ **رسالت** و نبوت کی شان جلوہ گر ہے۔ اور اپنی اطاعت کو موجب **نجات** اور مخالفت کو موجب بُعد و حرمان قرار دیا ہے۔

ان الہامات کو پڑھ کر کس کو شک رہ سکتا ہے کہ آپ نے دعویٰ رسالت نہیں کیا۔ آپ دنیا میں ایک **رسول** کی شان سے آئے۔ لیکن ہاں یہ **رسالت** آپ کی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل **اتباع** کا نتیجہ ہے۔ اسی میں محو اور فنا ہوکر آپ نے یہ مقام پایا۔ اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فی الحقیقت

زندہ نبی اور زندہ رسول ہیں!

اگر آپ کی کامل اتباع سے ہر ایک شخص بھی **نبوت** اور **رسالت** کے مقام کو حاصل نہ کر سکتا تو پھر آپ کی **اتباع** نعوذ باللہ محض بے ثمر اور بے نتیجہ ہوتی۔ لیکن اس زمانہ میں حضرت مہدی نے بتا دیا کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی اس **نبوۃ** میں **نبی سازی** کی قوت اور تاثیر موجود ہے۔ جو شخص کامل **محبت** اور پوری **فرمانبرداری** کے ساتھ **اتباع** محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں **فنا** اور **محو** ہوجاتا ہے۔ تو وہ **نبوۃ اپنی ابدی** تاثیروں اور زندگی کے دایمی چشمہ سے اس کو محروم نہیں رکھتی۔ بلکہ **آثار نبوت** سے اسکو حصّہ دیدیتی ہے۔ جسکا ثبوت اس وقت **حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام** کے وجود میں ظاہر ہوا۔

ایک محکم قومی اصل

خدا کے ماموریں و **مرسلین** کو ایک مخلصین فی الدین جماعت طیار کرنی پڑتی ہے۔ اور اس جماعت کے بنانے میں انہیں عجیب عجیب مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ امر انبیاء کی تاریخ کے پڑھنے سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے اپنا ایک مامور و مرسل **احمد** نام سے ہم میں نازل کیا۔ اس کو بھی اپنی قوم کی اصلاح کے لئے اس قسم کی تکالیف کا مقابلہ کرنا پڑا۔ جو پہلے راستبازوں کو پیش آئیں۔ مگر وہ **فوق العادۃ** استقلال اور ثبات قدم کیساتھ ان مشکلات میں سے اپنی قوم کو اس طرح نکال کر لے گیا جسطرح **ابن عمران** دریائے نیل میں سے بنی اسرائیل کو لیگیا تھا۔ اب ایک قوم **احمدی قوم** کے نام سے طیار ہوئی۔ اور یہ وہ قوم ہے۔ جس کے لئے خدا کے ماموریں نے یقین کیا کہ یہی قوم ہے جو خدا کی اس زمانہ میں **پسندیدہ اور برگزیدہ قوم** بلکہ **خیر امّتہ** ہے۔ خدا کرے کہ یہ ایسی ہی ہو اور ہم اس کے سچے مصداق ہوں آمین) اس قوم میں **اتحاد** اور یگانگت کے لئے **احمد** نبی نے وہی راہیں اختیار کیں جو خدا تعالیٰ کی مجید کتاب میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ **کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے**۔ الحکم میں اس اصل کو قوم میں رائج کرنے کیلئے بارہا مضامین لکھے گئے۔ ابھی پچھلے دنوں ایک ایسی ہی شادی کے متعلق الحکم میں ایک نوٹ لکھا گیا تھا جس میں ایک **احمدی** نے کجا نتے ہوئے ایک غیر احمدی کو اپنی لڑکی دیدی۔ اور **دینی حمیت اور قومی عصبیت کو دولت و وجاہت** کے قربانگاہ پر ذبح کر ڈالا۔ ہماری قوم کے اندر بھی اگر صرف دولت اور وجاہت کی ہی پرستش ہو۔ تو سخت افسوس کی بات ہے یہاں **قابل قدر** اور واجب التکریم امر تو **محض تقویٰ** ہونا چاہیئے نہ کہ دولت **اور وجاہت**۔ اس پر میں انشاء اللہ العزیز علیحدہ آرٹیکل لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں اس نوٹ کا محرک معزز اخبار بدر کے حصہ ثانی **کلام امیر** کا صفحہ ۱۱ ہے جہاں ۹ ستمبر ۱۹۱۲ء کی ڈاک کے تحت میں ایک فتویٰ شایع ہوا ہے۔ وہ اصل الفاظ میں یوں ہے۔

جو غیر احمدی کو لڑکی دے

ایک شخص نے دریافت کیا کہ جو **احمدی** کسی **غیر احمدی** کو اپنی لڑکی کا ناطہ دے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ **فرمایا جو غیر احمدی کو لڑکی دے وہ احمدی ہی نہیں اس کے پیچھے نماز کیسی!!**"

یہ فتوےٰ جو امیر المومنین نے دیا ہے اور اس کو معزز ہمعصر بدر نے کلام امیر کے ماتحت میں شایع کیا ہے +

امیر المومنین نور الدین ایدہ اللہ بنصرہٖ نے یہ نیا اجتہاد نہیں کیا اسکا اور ہمارا آقا سیدنا **احمد علیہ السلام** جو خدا کا **مسیح** اور مہدی تھا۔ یہ فتوےٰ پہلے دے چکا ہے اور اس نے اس امر کی ممانعت کی تھی کہ غیر احمدیوں کو لڑکیاں نہ دی جاویں۔ الحکم نے یہ بھولی ہوئی بات ایسے وقت یاد دلانے کی جرأت کی جبکہ ایک احمدی اس **غلطی** سے عمداً ارتکاب کر چکا تھا

بچوّں کی تندرستی!

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر تندرست نہ ہو سست اور بھوک کم ہو گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے۔ اسکے دودھ میں چند قطرے ملاکر دینے سے بچہ میں فرق ہو جاتا ہے۔

جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی۔

فصلی بخار اور طحال کی دواء

یہ دوا چھبیس سال سے سارے ہندوستان میں استعمال کیجاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرا کے تنگ آ گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر استعمال کریں۔ اس میں چند فائدے لاجواب ہیں یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اس لئے تین چار یا پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ اور یہ خون کو گاڑھا کر دیتی ہے اور تلی کو گھٹاتی ہے قیمت شیشی کلاں ۱۲؍ محصولڈاک ۶؍

داد کا مجرب مرہم ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے دو تین مرتبہ کے لگانے سے یکدم اچھا ہو جاتا ہے قیمت فی ڈبیہ ۴؍ محصولڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۵؍ اور بارہ ڈبیہ تک ۶؍ نوٹ فرمائش کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

بعدالت منصف صاحب درجہ دوم بٹالہ

۵۸۲

مہرالدین ولد غلام محمد قوم راجپوت کھوکھر و مولوی شادی ولد جان محمد کشمیری و چوہدری گوردت سنگھ ولد رائے سنگھ کمبو ساکنان قادیان و بھاگو شاہ ولد گوربخش رائے و برنام سنگھ ولد لبھا سنگھ رامگڑھیہ ساکنان

مدعیان

بنام محمد اکرم بیگ ولد افضل بیگ سب انسپکٹر امرتسر و مسماۃ سردار بیگم بیوہ افضل بیگ بذریعہ محمد بیگ مختار عام۔ احمد دین ولد علی محمد۔ نور دین ولد میراں بخش و عبدالرحیم نومسلم ولد چندا سنگھ مولوی محمد دین بی۔ اے و [illegible] گھسیٹا۔ محمد اسمٰعیل [illegible] ولد نا معلوم قوم شیخ ساکنان قصبہ قادیان تحصیل بٹالہ مدعا علیہم

دعوے استقرار حق اس امر کا کہ جو انتقال اراضی دو کنال ۱۶ مرلہ نمبری خسرہ ۲۳۲ و ۲۴۰۵ مندرجہ بندوبست ۱۸۶۵ء نمبری خسرہ ۹۵ حق بندوبست ۱۹۱۰-۱۹۱۱ء بعوض مبلغ دو سو اکیس ۲۲۱ روپیہ بذریعہ بیعنامہ مورخہ ۲۳۔۱۱ مدعا علیہم ۱ و ۲ نے بحق مدعا علیہم ۳ تا ۸ کیا ہے۔ کالعدم اور بے اثر قرار دیا جاوے۔ اور یہ بھی قرار دیا جاوے کہ اس کو ایسا کرنے کا کوئی حق حاصل نہ تھا۔

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعیان نے درخواست دی ہے کہ مندرجہ ذیل فہرست کے اشخاص کا دراضی متنازعہ میں حق ہے۔ اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۱ رول ۸ مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ تاریخ ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر فریق مقدمہ ہونا ہو تو ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو ہو جاویں۔

آج بتاریخ ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت ہذا سے جاری کیا گیا۔

فہرست اشخاص واقعہ قصبہ قادیان

مرزا سلطان احمد صاحب۔ مرزا محمود احمد صاحب

مرزا بشیر احمد و مرزا شریف احمد پسران مرزا غلام احمد صاحب

مرزا گل محمد ولد مرزا نظام الدین صاحب۔

مرزا غلام اللہ ولد نواب بیگ پسران گاماں بیگ

میراں بخش ولد چند ترکھان۔

مرزا رمضان بیگ ولد کمندا بیگ

مرزا رحمت علی ولد رحیم بیگ۔

کاکو بیگ ولد گاماں بیگ۔

فضل حسین ولد محمد علی سیّد

نور احمد و عمر بخش کشمیری۔

محمد بخش ولد کرم بخش قاضی

چراغ دین و رحیم بخش و کمال الدین پسران کمال شیخ

کمال ولد روشن شیخ۔

حسینا ولد دین محمد شیخ

بوٹا ولد نا معلوم۔ محمد بخش ولد نا معلوم

محمد بخش ولد منگل۔ امام الدین ولد کماں بافندہ

چراغدین ولد شادی بافندہ۔ الہ دین ولد تابہ بافندہ

پیراندتا ولد فریدا زرگر۔ عبداللہ ولد جھنڈا شیخ۔

مالک و چراغدین پسران حکیم الدین حجام۔ کریم بخش ولد نور احمد شیخ

فیروز الدین ولد امیر شیخ۔ عبدالکریم ولد جاموں بافندہ

دین محمد ولد کھیون۔ شادی و برکت علی و مراد علی پسران عیدا کھوکھر

عمر الدین ولد صوبا ترکھان۔ فضل الدین ولد بینا حجام

منگل ولد فتا حجام۔ نکو ولد بوڑا حجام۔

حسین بخش ولد چہاں دوزی۔ فضل الدین و حسین بخش ولد نا معلوم

تراب علی و مراد علی پسران شہاب الدین راجپوت

نانک ولد جہاں۔ دل محمد ولد [illegible] قاضی

علی محمد ولد غلام نبی قاضی۔ شیخ محمد ولد گاجی قاضی۔

چندو و گنڈو ولد نتھی ترکھان۔ کینول [illegible] برہمن

منگل سنگھ دہری سنگھ گابو ولد ٹوٹو [illegible]

جیو ولد لبکر مہرہ۔ عالم شاہ ولد رو[illegible] شاہ سیّد

احمد ولد بالی بافندہ۔ عبداللہ ولد شیرا

منگا ولد عارف بافندہ۔ جھنڈا ولد الٰہی بخش [illegible]

فرید بخش و نظام الدین پسران سجیوا و مہرالٰہی۔

اور اندیشہ تہا کہ یہ بدعت قوم میں خدانخواستہ پھیل نہ جائے ۔ اور بطور نظیر کمزور طبیعت کے لوگ اس سے فایدہ نہ اٹھائیں۔ الحکم نے اپنی آواز دلیری کیساتھ بلند کرنے میں مضایقہ نہ کیا۔ اگرچہ اس کے جواب میں الحکم کے اڈیٹر پر ہمارے ان مہربانوں نے جن کو اس شادی کے ساتھ تعلق تہا خوب آوازے کسے ۔ اور اسے بدگو اور تفرقہ انداز کہا گیا۔ مگر میں اس حسن کلام اور اتفاق واتحاد کو اس بدگوئی اور تفرقہ پردازی پہ قربان کرنے کو طیار ہوں جو قومی بھلائی اور اصول سلسلہ کی تائید میں ہو۔

اب حضرت امیر کے فتوی کے بعد ایسے لوگوں کو شرم آجانی چاہیئے

میری روح وجد کرتی ہے کہ آخر حق کی فتح ہوئی۔ اور میری کسی تحریک کے بدوں حضرت امیر نے اس سوال کو ہمیشہ کے لئے حل کردیا۔ اب اس کے بعد احمدی قوم کا کوئی فرد انشاءاللہ ایسی غلطی کرنے کی جرأت نہ کریگا۔ یہ یاد رکھو کہ غیر احمدی کو لڑکی نہ دینا احمدیت کی ایک خصوصیت ہے۔ اور یہ خصوصیت ایسی ہی خصوصیت ہے جیسے غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑہنے کی ہے۔ یہ حدبندیاں ہیں جن کا ہمیں احترام کرنا چاہیئے۔ اور جب تک ان حدود کا احترام ہم کرتے ہیں۔ اسوقت تک ہم خدا کے فضل سے ہر قسم کے فتنہ سے محفوظ ہیں۔

پس ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ جماعت کو آگاہ کردیں کہ حضرت امام نے جو امور بطور اصل الاصول کے بیان کئے ہیں۔ انہیں ہر وقت مدنظر رکھو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ (آمین)

عذر

میری بیماری کیوجہ سے اخبار کی اشاعت میں غیر معمولی تعویق ہوئی۔ (اڈیٹر)

الحمدللہ بٹالہ کا جھگڑا صاف ہوگیا

پچھلے دنوں جو ناگوار قضیہ جٹھکے کے سوال کی صورت میں بٹالہ میں پیدا ہوگیا تہا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے ضلع کے بیدار مغز اور معاملہ فہم ڈپٹی کمشنر جناب میجر اے ۔ سی ۔ ایسٹ صاحب بہادر کی خوش تدبیری سے صاف ہوگیا۔ اور بٹالہ کے ہندو مسلمان شرفا نے میجر صاحب کے مشفقانہ مشورہ سے فایدہ اٹھایا اور دونوں بھائی گلے ملگئے۔ ہندو مسلمانوں کی متفقہ تجویز اور رضامندی سے ایک باغ میں جھٹکا کیلئے جگہ مقرر ہوگئی ہے۔ اور ۱۷ - اکتوبر ۱۹۱۲ء کو شرفا بٹالہ نے ملکر اس اتحاد واتفاق کی خوشی کی تقریب میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو ایک گارڈن پارٹی دی۔ صاحب موصوف دورہ پر تھے۔ مگر محض اس پارٹی کی شمولیت کیلئے ۲۸ میل کا سفر گھوڑے پر طے کرکے بٹالہ پہونچے۔ تحصیل کے سامنے کے سرکاری باغ میں نہایت عمدگی کیساتھ پارٹی کیلئے انتظام کیا گیا تہا۔ یہ انتظام جو جناب تحصیلدار صاحب کی نگرانی میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سکرٹری صاحب میونسپل کمیٹی اور میاں احمد علیخان صاحب اور جناب صاحبزادہ فیض محی الدین صاحب اور رائے صاحب بہالچند اور دیگر ہندو مسلمان رؤسا بٹالہ کی متفقہ کوشش سے ہوا۔ ہر طرح تسلی بخش تہا۔ ہندو مسلمان و عیسائی احباب کیلئے جدا جدا ماکولات ومشروبات کا انتظام سیر چشمی سے کیا گیا تھا۔ پانچ بجے کے قریب صاحب موصوف مع کپتان صاحب پولیس تشریف لائے انگریزی باجے نے سلامی دی۔ مختلف اوقات میں باجہ بجتا رہا۔ صاحب موصوف نہایت خوش اور خنداں تھے جس سے معلوم ہوتا تہا کہ آپ کو اس اتحاد سے از بس خوشی ہے۔ آپ نے ظاہر فرمایا کہ چونکہ یہ جلسہ محض تفریحی ہے اسلئے گذشتہ باتوں کی یاد اب بھول جانی چاہیئے اور کسی تقریر کی ضرورت نہیں۔ جناب تحصیلدار صاحب نے صاحب ممدوح کی اس خواہش کو عمدگی کیساتھ حاضرین پر ظاہر فرمایا۔ اور اس کے بعد سب لوگ کھانے پینے کے شغل میں مصروف ہوگئے جب تک صاحب ممدوح پارٹی میں شریک رہے نہایت خندہ پیشانی کیساتھ مختلف مفید اور کارآمد امور پر گفتگو کرتے رہے اور بے تکلفی کیساتھ اپنی رعایا کے معزز افراد سے ملتے رہے۔ میں دیکھتا تھا کہ صاحب ممدوح کے چہرہ سے مسرت ٹپکتی تھی۔ آخر میں ہندو مسلمان کیطرف سے متفقہ شکریہ کا اظہار کیا گیا۔ بٹالہ کے ہندو مسلمانوں کو میں اس نیک تقریب پر مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنی گم کردہ متاع کو پالیا۔ بٹالہ اس قسم کے قضیوں سے ہمیشہ پاک رہا تھا۔ سوء اتفاق سے یہ دہبہ دامن اتحاد کو لگا مگر خدا تعالی کے فضل نے دونوں کے ہندو مسلمان کو بچالیا غالبا یہ نوٹ نامکمل رہجائیگا اگر میں یہ ذکر نہ کروں کہ میجر اے ۔ سی ۔ ایسٹ صاحب بہادر کی صائب تدبیری کو بٹالہ کے نئے تحصیلدار منشی امداد بخش خانصاحب نے عملی رنگ دینے کیلئے اپنی مسلمہ قابلیت سے کام لیا۔ منشی امداد بخش خانصاحب ایک مسلم فہیم اور باوجود اپنے رعب کے ہر دلعزیز شخص ہیں۔ آپکے تدبر، حسن انتظام اور رعایا پروری کی جہاں جہاں آپ رہے ہیں ہمیشہ تعریف ہوتی رہی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ برٹش نظام حکومت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور ہندو مسلمانوں کے اتحاد کے سچے دل سے حامی ہیں چنانچہ میجر اے ۔ سی ۔ ایسٹ صاحب بہادر کے بعد جس شخص کو بٹالہ کے معاملات کو صاف کرا دینے کا کریڈٹ حاصل ہے وہ منشی امداد بخش صاحب کا وجود ہے۔ آپ میں مستعدی فرض شناسی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور باوجود اس کے نمائش اور تکلف سے پاک ہیں حافظ آباد سے تبدیل ہونے پر رؤسائے شہر نے آپ کو ایک الوداعی پارٹی دینے کی از بس خواہش کی۔ مگر آپ نے ان لوگوں کی محبت اور اظہار محبت کے اس طریق کا شکریہ کرکے اس کو رد کردیا۔ بہرحال جو خلیج بٹالہ کے ہندو مسلمانوں میں شروع ہوگئی تھی وہ خدا کے فضل سے بالکل بہر دی ہے اور آئندہ اس قسم تعلقات میں بہی صفائی ہوگئی ہے یہ تحصیلدار صاحب کی بہترین کوششوں کا عملی ثمرہ ہے جو انہوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی زیر ہدایات اس مقدمہ کیلئے کی ہیں۔ جسکے لئے بٹالہ کی تحصیل اپنے آپ کو ایسے نیکدل آفیسر کے ماتحت خوش قسمت پاتی ہے۔ ہر ایک نیک دل انسان خواہشمند کی یہ دلی دعا ہے کہ یہ تعلقات دن بدن مضبوط ہوں آمین۔ میں اس نوٹ کو ختم کرتے ہوئے اگر یہ لکھوں تو خالی بیجا نہ ہوگا کہ بٹالہ میں عام تفریح کے لئے کوئی پارک یا عمدہ باغ

ٹریکٹ سیریز

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے کچھ عرصہ پیشتر یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ شائع کئے جاویں تاکہ تبلیغ اسلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت عام ہو سکے۔ اور اس **مقصد** کے لئے آپ کے دل میں ایک زبردست تحریک اور جوش تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ جوش اور تحریک بے اثر نہیں رہی۔ اس تحریک سے متاثر ہو کر بعض دوستوں نے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ لکھ کر شائع کئے ہیں۔ جن میں سے اس وقت تک دو میری نظر سے گذر چکے ہیں۔ ایک صوفی غلام محمد صاحب بی اے نے کلمہ طیبہ **لا الٰہ الا اللہ** پر لکھا ہے اور دوسرا حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہوری نے شائع کیا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تقریر جو آپ نے یکم مئی ۱۹۰۸ء کو بعد نماز جمعہ ایک سوال کے جواب میں کی تھی درج ہے۔ یہ تقریر ۱۰ مئی ۱۹۰۸ء کے الحکم میں درج ہو چکی ہے اس ٹریکٹ کے اخیر میں تعلیم القرآن یا آئینہ اسلام ایک مکتوب کا ایک حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پنڈت کھڑک سنگھ پر اتمام حجت کی غرض سے لکھا تھا۔ اور جسکو الحکم نے بڑی محنت سے حاصل کر کے ۲۴ ستمبر ۱۹۰۳ء کو شائع کر دیا تھا۔ قریشی صاحب نے ان ہر دو مضامین کو نہایت خوبصورت چھاپکر شائع کیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ایک لاکھ اسے شائع کیا جاوے۔ اگر احباب اس میں امداد کریں تو یہ ضرور شائع ہونا چاہئے مجھے اس ٹریکٹ کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی اور **الحکم** کی خدمات کی توفیق کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور میرا سر جھک گیا۔ آج شاید ابھی وقت نہیں کہ لوگ اس کی پوری قدر کر سکیں۔ مگر وقت آئیگا کہ **الحکم** نے سلسلہ کی تاریخ کو جس طرح محفوظ کرنے کی توفیق پائی ہے وہ عزت کی نظر سے دیکھی جائیگی۔ خدا کے مامور کی وہ باتیں جو ہوا میں اڑ جا سکتی تھیں الحکم اور صرف الحکم کو دو فخر ملا کہ اس نے ان کے محفوظ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے توفیق پائی۔ اور آج وہ دوسروں کے لئے مصرف کی سامان اور معمولی کام ہے۔ قریشی صاحب نے اس سے پہلے **الحکم** کی شائع کردہ حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح کی تفسیر سورۃ جمعہ کو بھی نہایت خوشخط شائع کیا تھا۔ بہرحال یہ ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں ایڈیٹر **الحکم** نے بھی ایک ٹریکٹ ایک تحریک پر لکھا ہے جو اس اخبار کی اشاعت تک انشاء اللہ شائع کیا جاویگا۔

میں جب کسی اپنی پرانی تجویز کو عملی صورت میں دیکھ کر اس کا اظہار محض خوشی سے کرتا ہوں تو بعض لوگ جنہیں عادت ہے کہ وہ ہنسی اڑائیں ضرور کہا کرتے ہیں کہ ایڈیٹر **الحکم** ہر تجویز کے متعلق کہدینے کا عادی ہے کہ سب سے پہلے یہ میرے دماغ میں آئی۔ مگر میں خوشی کے ساتھ پھر یہ کہتا ہوں کہ **ٹریکٹ سیریز** کی تجویز ۱۸۹۸ء میں سب سے پہلے میں نے پیش کی تھی لیکن چونکہ ہر کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے اس لئے اب اللہ تعالیٰ نے حضرت **خلیفۃ المسیح** کے منہ سے اسے نکلوا کر عملی رنگ دیدیا۔

جن لوگوں کے پاس الحکم کے فائل موجود ہیں وہ جلد ۲ کے نمبر ۹ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۸۹۸ء کے پہلے صفحہ کو پڑھیں۔ جس پر **ٹریکٹ سیریز** کی تجویز کو شائع کیا گیا ہے۔

بہرحال اس سوال کو چھوڑ کر کہ یہ تجویز جدید ہے یا قدیم ضرورت اس امر کی ہے کہ کثرت سے ٹریکٹ شائع ہوں۔

ہر شخص چونکہ قلم سے کام نہیں لے سکتا اس لئے جن کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی ہے وہ قلم سے کام لیں اور جو ہاتھ میں قلم نہیں رکھتے مگر دل میں جوش رکھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کو آفاق میں پہنچانے کے خواہشمند ہیں وہ اس مقصد کے لئے **مالی قربانی** کریں اور ان لکھے ہوئے ٹریکٹوں کی اشاعت کریں۔

ایڈیٹر الحکم اپنے ناظرین سے یہ درخواست کرتا ہے کہ وہ اسے **ایک لاکھ** ٹریکٹ شائع کرنے میں مدد دیں۔ پہلا ٹریکٹ صرف دو ہزار چھاپا گیا۔ آئندہ ہر ٹریکٹ **دس ہزار** چھاپنے کا ارادہ ہے۔ میں صرف سوا ایسے منتخب دوستوں کی امداد چاہتا ہوں جن میں سے ہر ایک ایک ایک سو ٹریکٹ کا خرچ اپنے ذمہ لے۔ یہ ٹریکٹ ۸ صفحے سے لیکر ضرورتاً ۱۶ صفحہ تک کتابی سائز کے ہونگے اور ۸؎ فیصدی کے حساب سے مہیا کئے جاسکینگے۔

جو صاحب چاہتے ہیں کہ اس کارخیر میں حصہ لیں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی غرض اور مقصد کو پورا کر کے ان کی دعاؤں میں شامل ہوں وہ مجھے اطلاع دیں تاکہ ہر ایک ٹریکٹ شائع ہونے پر انھیں بھیجدیا جایا کرے اور وہ اسے اپنے شہر اور گرد و نواح میں پڑھے لکھے لوگوں میں مفت تقسیم کر دیا کریں۔ جن لوگوں کے متعلق میں پہلے سے جانتا ہوں کہ وہ اشاعت کے کام میں حصہ لینے کو ہر وقت آمادہ رہتے ہیں ان کی خدمت میں اس تحریر کے ذریعہ سے صرف اتنی یاد دہانی کرانی ضروری ہے کہ بہتر ہوگا وہ اپنے ساتھ دوسرے دوستوں کو بھی شریک کر لیں۔

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے یہ تحریک بڑے جوش سے کی تھی اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ ضرور بابرکت اور مفید ہوگی۔ اور اس تحریک کے ممدین **دینی** اور دنیوی برکات حاصل کرینگے یہ بھی یاد رہے کہ ۵ سے کم ٹریکٹ باہر روانہ ہونگے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے ازراہ کرم ایڈیٹر الحکم کے پہلے ٹریکٹ کے لئے اپنے **طیب** اور **پاک مال** میں سے **تین روپیہ** اس کی اشاعت کے لئے عطا فرما کر اس کام کا افتتاح فرمایا ہے۔ اس رقم کے لئے **دو سو ٹریکٹ** ان لوگوں کو بھیجے جا سکتے ہیں جو خرید کر مفت شائع نہیں کر سکتے مگر اس کے لئے محصول انھیں ادا کرنا ہوگا

(خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

(۱) عوام ۔ صہ/

(۲) خواص سے عـہ/

(۳) ہندوستان سے باہر ۔ ۶ ۔

(۴) غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۔ ۱۲/

اخبار الحکم قادیان

۲۸ ۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء

چہ گویم باتو گر آئی چہ از قادیاں بینی | ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۳۳ | قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے | جلد ۱۶

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک وایڈیٹر وپبلشر چھپکر شائع ہوا

مختصر نوٹ

عیسوی مذہب کی اشاعت

عیسوی مذہب کی اشاعت کے لئے جو کوششیں ہو رہی ہیں وہ کم از کم اس قابل ضرور ہیں کہ ہم ان سے سبق لیں اور ان کے دوش بدوش کام کرنے کی کوشش کریں۔ ہمارا سلسلہ خصوصیت سے کسر صلیب کے لئے قائم ہوا ہے اور یہی وہ خطرناک فتنہ ہے جس نے تمام صداقتوں کا خون کر دیا ہے۔ مدراس کی کرسچن لٹریری سوسائٹی نے حال میں ایک کتاب سالانہ رپورٹ کے رنگ میں شائع کی ہے جس میں دکھایا ہے کہ صرف پروٹسٹنٹ فرقہ کے چار ہزار مشنری ہیں۔ یہ صرف ایک فرقہ کے مشنریوں کی تعداد ہے دوسرے واعظین اور کتابوں رسالوں اور ٹریکٹوں کے ذریعہ جو اشاعت ہو رہی ہے وہ ایک جداگانہ امر ہے کیا اس کے مقابل میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے پاس چار واعظ بھی ہیں اور جو مستقل طور پر ان لوگوں میں کام کریں جو آجکل عیسوی مشنریوں کی بھیڑوں کا گلہ بننے والے ہیں؟

ہماری غفلت کا ایک اور واقعہ

[illegible] مرتبہ اس امر کیطرف توجہ دلائی ہے کہ مسلمانوں کی وہ قومیں جو خانہ بدوش رہتی ہیں اور بعض وہ جماعتیں جو مسلمانوں نے اپنی بدقسمتی اور غلط کاری سے ردی کی طرح پھینکی ہوئی ہیں عیسوی مشنریوں کی زیر نظر ہیں اور وہ ان میں کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ بھچھی وارہ قوم جو جرائم پیشہ سمجھی گئی ہے ان میں مکتی فوج بڑی محنت سے اپنا مشن پھیلا رہی ہے۔ ان اقوام کیطرف اگر توجہ کیجاوے اور ان میں اسلام کی حقیقت کو پھیلایا جاوے تو خدا کے فضل سے کیا بعید ہے کہ یہ ناکارہ قومیں سوسائٹی کا کارآمد جزو بن جاویں۔ آریہ سماجی لیڈروں نے اپنی تمام گری ہوئی قوموں کو جو صدیوں سے اچھوت اور چنڈال سمجھی گئی تھیں اٹھانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ مگر ہم جن میں ذات پات کوئی شے نہ تھی۔ اور جو اخوت کے اعلیٰ مقام پر کھڑے ہو کر ہندوؤں کی تقسیم ذات کے مسئلہ پر ہنسا کرتے تھے آج خود اس کا شکار ہو کر شریف اور رزیل کی بنیاد گوشت اور پوست پر رکھ رہے ہیں۔ یہانتک بھی کچھ نہیں بگڑا تھا مگر اب تو ان تمام جماعتوں کو جنہیں ہم نے خود ذلیل قرار دیدیا تھا ایک مردار کی طرح پھینک دیا ہے کچھ بھی کوشش نہیں کیجاتی۔ کہ ان قوموں کو اٹھائیں ان میں تعلیم تربیت کے سلسلوں کو جاری کریں اور انہیں اسلام کے موٹے موٹے اصولوں سے واقف کر کے سوسائٹی کا ایک کارآمد جزو بنانے کی فکر کریں۔

احمدی جماعت کے لئے کام کا وسیع میدان

احمدی جماعت کے نوجوان اور کام کرنے والے لوگ اگر اٹھ کھڑے ہوں اور ان جماعتوں میں کام کرنے کے واسطے آمادہ ہو جائیں تو یہ ساری جماعتیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے احمدی سلسلہ کا ایک مفید جزو بن سکتی ہیں۔ جو قومیں کسی وقت اسلام میں داخل ہوئی تھیں جن کی ایک کثیر تعداد ممالک متحدہ ممالک متوسط اور بندیلکھنڈ وغیرہ میں ہے وہ اسلام سے محض ناواقف ہیں۔ ان میں ہندوؤں کی طرح مسجدوں میں بت رکھ لینا بھی عیب نہیں سمجھا جاتا۔ اگر ان لوگوں میں کام کیا جاوے تو یہ لوگ بہت جلد اس سلسلہ کے فیوض و برکات سے حصہ لے سکتے ہیں۔ ہاں ضرورت ہے ان لوگوں کی جو ان میں جا کر کام کریں۔ انھیں دین کی حقیقت سے واقف کریں۔ یہ بڑا وسیع میدان ہے۔ ہمارے ہندو بھائی اپنی بھی نظر رکھتے ہیں اور اب تو سناتنی بزرگ بھی شدھی کے موئد ہو چکے ہیں۔ اس سال کی ہندو سبھا کے سالانہ اجلاس میں بڑے زور شور سے شدھی کی تحریک کی تائید ہوئی ہے اور یہ یاد رکھو کہ اب شدھی کی مہم بڑے زور کیساتھ چلیگی۔ بڑی غفلت ہوگی اگر اس موقعہ پر خاموشی سے کام لیا گیا۔ تمہارے ملک اور حکومتیں ایک طرف ہاتھ سے نکل رہی ہیں اور تمہاری جمعیت اور جماعت کو اسطرح کمزور کیا جا رہا ہے ایک وقت تھا کہ تم نوع الشان کے مرکز پر گھومتے تھے اور اشاعت اسلام کے لئے ہر شخص کے پاس جانے کو طیار تھے۔ آج خود تمہارے اپنے بھائی کس مپرسی کیحالت میں ہیں اور قریب ہے تم سے چھین لیے جاویں۔ مگر تمہارے کانوں پر جوں تک نہیں چلتی۔ احمدی نوجوانوں اٹھو اور اس میدان میں نکلو وہ قومیں جو بالکل ترک کر دیگئی ہیں ان میں چلے جاؤ اور ان میں رہکر انھیں سلسلہ حقہ سے آگاہ کرو اور سوسائٹی کا مفید جزو بنانے کی فکر کرو خدا تمھارے ساتھ ہوگا ٭

چوہڑوں میں بیداری کی تحریک

ہندو قوم بڑی زمانہ شناس قوم ہے اور اس عمدہ جوہر کی ہمیں قدر کرنی چاہیئے۔ شدھی کی زبردست تحریک تو جاری ہے وہ وقت دور نہیں کہ ہمارے ہندو بھائی چوہڑوں کو بھی شدھ کرینگے آج یہ بات ہنسی اور ناقابل عمل نظر آتی ہوگی مگر زمانہ اس کا ثبوت واقعات سے دیگا۔ کیونکہ چوہڑوں کی دلجوئی تو شروع ہو گئی ہے اور پہلے ان کا نام چوہڑوں سے بدل کر والمیکی رکھنا شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ اخبار ہندوستان کی تازہ اشاعت میں ایک نوٹ کے ذریعہ اسے ظاہر کیا ہے کہ ہندوستان ہرگز اصرار نہیں کرتا

کہ ان لوگوں کو ان کی مرضی کے خلاف چوہڑے سے پکارے۔ اگر یہ لوگ جگہ جگہ والمیکی سبھائیں قائم کرکے اپنے کاروبار اور بیوہار میں صفائی اور دیانت داری کا عملی اظہار شروع کردیں تو کسی کو اسبات میں اعتراض نہونا چاہیئے کہ اُن کو آئندہ چوہڑے کی بجائے والمیکی نام سے یاد کیا جاوے"۔ یہ لوٹ اس بیداری کی تحریک کا آغاز ہے۔ جو ہمارے ہندو بھائی اپنی قوم کے اس ذلیل جزو کو کارآمد بنانے کے لئے ان میں کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ یہ قوم کس طرح اُٹھائی جائیگی بیسوعی لوگوں نے چوہڑوں کے ایک بڑے حصّہ کو جذب کرلیا ہے اور باقی کی حفاظت کے لئے والمیکی سبھائیں قائم ہونا چاہتی ہیں۔ ہندو تو چوہڑوں اور ڈوموں تک کو اُٹھانے کو آمادہ ہیں اور ہم ہیں کہ اپنی ذات پرستی اور **استخواں فروشی** کے نشہ میں سرشار ہیں اور ہم چو ما دیگرے نیست کہکر ان لوگوں سے بات تک بھی کرنا نہیں چاہتے جنکو اپنے ذہن میں **رذیل** سمجھتے ہیں آہ! ؎

جس دین نے دل غیروں کے آ کے تھے ملائے
اس دین میں بھائی سے اب بھائی جدا ہے

✻

دارالسلطنت ہند اور احمدی اخبار

جب سے **دہلی** ہندوستان کا دارالسلطنت قرار پایا ہے مختلف قوموں نے اسبات کی کوشش کی ہے کہ وہاں سے ان کے جرائد شائع ہوں تاکہ وہ اپنے قومی حقوق کی حفاظت کرنے کی کوشش کریں اور گورنمنٹ ہند پر اپنی قومی **ضرورتوں** کا جن میں گورنمنٹ کا ہاتھ کام کرسکتا ہے اظہار کرتے رہیں۔ **مسلمانوں** کا مشہور پولٹیکل پرچہ **کامریڈ** دہلی پہنچگیا ہے اور عنقریب اسی دفتر سے ایک **روزانہ اخبار** اردو میں بھی **شائع** ہونے لگیگا جس کی ایڈیٹری کے لئے مولانا **شرر** ایسا قابل اور فہیم جنا نویس منتخب کیا گیا ہے **آریوں** نے بھی اپنے **لیڈنگ پیپر** ست دھرم پرچارک کو گروکل جیسی جگہ سے منتقل کرکے دہلی پہنچا دیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اسی دفتر سے ایک اردو اخبار بھی شائع ہوگا۔ ایسا ہی عام ہندو صاحبان کی طرف سے **کھوسلہ برادرز** ایک شاندار **روزانہ** کے اجرا کی فکر میں ہیں۔ دوسرے اخبارات بھی اپنے ہیڈ کوارٹر تبدیل کرنے کی فکر میں ہیں۔ فی الحقیقت **دارالسلطنت سے اخبارات** کی کثرت اشاعت مفید اور ضروری چیز ہے۔ ہماری **قومی** ضرورتوں کے اظہار کے لئے بھی **دہلی** سے ایک اخبار کی ضرورت ہے مگر اس کے لئے ہمیں کسی جدید کوشش کی حاجت نہیں ہمارا ایک اخبار **الحق** پہلے سے وہاں موجود ہے اور وہ ایک قابل قدر پرچہ ہے۔ اگر ہماری جماعت اس اخبار کے دائرہ اشاعت کو بڑھانے میں سعی کرے تو وہ ایک مخصوص پرچہ دہلی سے سلسلہ کی مفید خدمت کرنے کے لئے اور بھی قابل ہوسکیگا۔

وباللہ التوفیق

✻

احمدی خاتون

احمدی خاتون کا پہلا پرچہ چار سو چھاپا گیا ہے اور کسی کو بھی بدوں وصولی قیمت بھیجنے کی کوشش نہیں کی گئی رسالہ کے متعلق حوصلہ **افزا** خطوط آرہے ہیں اور بعض مفید مشورے اس کی ترتیب وغیرہ کے مل رہے ہیں ایک دوست نے **نام** کے متعلق بھی اصلاح کا مشورہ دیا ہے۔ میں ابھی کچھ عرض نہیں کرتا کہ ان امور کے متعلق کیا عملدرآمد ہوگا۔ میری کوشش خدا تعالیٰ کے فضل و تائید سے یہ ہوگی کہ میں اس رسالہ کو مستورات کے لئے ایک مفید اور کارآمد **مشیر** بنا سکوں جو تبدیلیاں اور ترقیاں رسالہ کی **ترتیب** مضامین اور اس کی ظاہری حالت کے متعلق ہونگی وہ انشاءاللہ اس کے ہر آیندہ نمبر کے مطالعہ سے ہی معلوم ہوسکینگی۔

بعض احباب نے لکھا ہے کہ ان کے گھروں میں پڑھی ہوئی مستورات نہیں اس لئے رسالہ انھیں کیا مفید ہوگا۔ یہ خیال درست نہیں **احمدی خاتون** کا اجرا بھی تعلیمی مذاق پیدا کرنے کے لئے ہوا ہے میں نے دیکھا کہ جب ستیہ دھرم پرچارک آریہ اخبار اردو سے ہندی کردیا گیا تو اس کے ناظرین میں سے جماعت کثیر نے اس کے لئے ہندی پڑھنی شروع کردی تو کیا **احمدی خاتون** کیلئے ہماری **احمدی بہنیں اردو** پڑھنے کی کوشش نہ کرینگی **احمدی خاتون** ہر گھر میں پڑھا جانا چاہیئے۔ اگر عورتیں نہیں پڑھ سکتیں تو جب تک وہ اس قابل ہوں انھیں پڑھکر سنائیں۔ پھر انھیں خود پڑھنے کا شوق پیدا ہوسکیگا۔ اس رسالہ کی قیمت ۲ سالانہ ہے جو پیشگی پہنچنی اور بدون وصول قیمت کسی کے نام جاری نہیں کیا جائیگا

وباللہ التوفیق

✻

ایک اخلاقی جنگ

کچھ عرصہ سے مختلف شہروں میں بدکاری کے خلاف ایک اخلاقی جنگ شروع ہورہی ہے اور اس کی ابتدا لاہور سے ہوئی جبکہ انارکلی بازار سے بدکار عورتوں کو میونسپل کمیٹی نے نکالدیا اس کی تقلید مختلف شہروں میں ہورہی ہے۔ دوسری طرف جو بدکار اور پیشہ ور عورتیں ہندوستان سے باہر سے آتی ہیں ان کے خلاف ایک قانون زیر تجویز ہے ان آثار کو دیکھکر ہر شخص جو دنیا میں پاکیزگی اور عفت کے پھیلانیکا خواہشمند ہے خوش ہوتا ہے اور ان آثار کو مبارک سمجھتا ہے مگر اس جدوجہد اور اخلاقی جنگ میں بڑے استقلال کی ضرورت ہے۔ اگر بدکار عورتوں کے متعلق قانونی قیود میں اضافہ کیا جاوے تو بڑھتی ہوئی دلیری اور جرات رک جاوے۔ اور عام آزادی نے جو نقصان پہنچایا ہے اس سے ایک حد تک مخلصی ہوجاوے۔ دوسری طرف اسبات کی بھی ضرورت ہے کہ ان عصمت فروش لوگوں کو بدکاری کی عقوبت اور سزا سے مذہبی رنگ میں ڈرایا جاوے اور انھیں نیکی اور پاکیزگی کی طرف متوجہ کیا جاوے بہرحال یہ جنگ ایک مبارک جنگ ہے۔ اور اس کے ذریعہ نوجوانوں کے چال چلن پر اچھا اثر پڑنے کی توقع ہے۔ ہاں یہ صرف سیاہ کار عورتوں کے اڈے بدل دینے سے ہی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ ایسی عورتوں کو شہر میں کوئی

اس عالمگیر مصیبت سے فائدہ اٹھاؤ

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

اسلامی دنیا آج جس عالمگیر مصیبت میں مبتلا ہے وہ کوئی مخفی امر یا راز کی بات نہیں۔ دنیا کے ہر حصہ میں جہاں مسلمان موجود ہیں خواہ وہ رعایا ہیں یا حکمران کسی نہ کسی آفت اور دکھ میں مبتلا ہیں اور اکیلی اسلامی سلطنت **ٹرکی** تو آج بتیس ۳۲ دانتوں میں زبان ہو رہی ہے۔ مراکش وغیرہ پہلے ہی ہاتھوں سے نکل چکے ہیں۔ **طرابلس** بھی سر دست ہاتھ سے گیا **ایران** ویران ہو چکا۔

اگرچہ ان مصیبتوں کو سہتے سہتے ہم عادی ہو گئے ہیں اور اب کوئی مصیبت شاید کوئی مصیبت ہی معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن پھر بھی ٹرکی کے خلاف جو **جنگ اخراب** شروع ہوئی ہے اور اس جنگ کو صلیبی لڑائیوں کا سا رنگ دیا جا رہا ہے اس سے اندیشہ ہوتا ہے کہ **مسلمانان عالم** کو ایک سخت **خطرہ** کے مقابلہ کے لئے طیار ہونا پڑیگا۔

میں اس جنگ کی **نوعیت** یا اس کے متعلق مسلمانوں کے فرائض کا ذکر اس جگہ نہیں کرنا چاہتا۔ گذشتہ اشاعت میں مختصراً میں نے بتا دیا تھا کہ مالی امداد کے علاوہ دعاؤں سے ہمیں اپنے ان بھائیوں کی تائید کرنی چاہیے جو ملک و قوم کے لئے اخراب سے لڑنے پر مجبور ہوئے ہیں اور ہمیں **گورنمنٹ برطانیہ** کے ماتحت کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیئے۔ جس کے لئے قانون سلطنت اور قانون الہی ہم سے مواخذہ کرے۔

اس سے زیادہ لوگوں کے جذبات کو ابھارنا اور ان سے اپیل کرنا میری اپنی سمجھ کے موافق غیر ضروری ہے ہاں ایک خاص بات ہے جس کی طرف میں الحکم کے ذریعہ اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہمیں اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ ان مصیبتوں اور تکلیفوں کی اصل جڑ کیا ہے؟ کیا وہ خدا جس نے وعدہ فرمایا تھا **انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون** ہم نے ہی الذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں آج اسلام کی حفاظت کو چھوڑ تا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ اس **دین** کو جسے اس نے اپنے لئے پسند کیا اور برگزیدہ کیا دشمنوں کے ہاتھوں تباہ ہونے کو چھوڑ رہا ہے؟

وہ **قوم** اور **امت** جس کو اس نے خیر امت کہا تھا جس کو **اشداء علی الکفار** بنایا تھا آج ایسی ذلیل ہو چکی ہے کہ **کفار** اس کا نام و نشان مٹا دیں وہ قومیں جو ایک بیکس انسان کو خدا بنا رہی ہیں انہیں پکڑ کر ہلاک کر دیں؟ اگر نفس الامر میں ایسا ہی ہو رہا ہے تو پھر نعوذ باللہ قرآن مجید کی حقیت میں شک واقع ہوگا۔ حالانکہ اس کی شان ہے

لا ریب فیہ

مگر میرے دوستو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد درست اور **قرآن مجید** کی حقانیت بے شبہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے **دین** کا **ناصر و حافظ** اور اپنی برگزیدہ **قوم** کا **حامی** ہے ہاں اس کے لئے ایک شرط ہے کہ

تم اس کی قوم بنو

جب تم اس **امت** اور **قوم** میں داخل ہو جاؤ گے تو تم سے بھی وہی خوارق اور اعجاز ظاہر ہونگے جو اس قوم سے ہوئے جنہوں نے خدا تعالیٰ سے **رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ** کی آواز سنی جبکہ ایک وحشی اور دنیا میں کس مپرس قوم خدا تعالیٰ کی ہدایتوں پر عمل کر کے دنیا میں تہذیب و شرافت کی بانی اور **حکومت** کی جائز حقدار ہو سکتی ہے۔ تو پھر تعجب ہے کہ خدا تعالیٰ کی ان ہدایتوں کی موجودگی میں تم سے وہ ساری نعمتیں چھن جائیں یہ ناممکن اور امر محال ہے۔ ہاں جب تم ان ہدایتوں کو پس پشت ڈال دو اور اپنی مرضی اور ہوا کو مقدم کر لو تو پھر قانون الٰہی یہی ہے کہ تم سے **نصرت** اور **تائید** چھین لیجائے تائید اور نصرت الٰہی کے لئے سنت اللہ اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ انسان **مومن** ہو اور مومن بھی ایسا ہو کہ **رسولوں کی معیت** اختیار کرے۔ جیسا کہ فرمایا۔

انا لننصر رسلنا و الذین امنوا

پس جب تک وہ کامل **ایمان** اور **معیت الرسل** تمہیں حاصل نہیں تم اس **نصرت یزدانی** کو جذب کرنے کی **اہلیت** اور قابلیت نہیں پا سکتے؟ اسی ایک راز کے نہ سمجھنے سے تم ذلیل ہو رہے ہو تمہاری نظروں میں **مغربی اصول** ترقی قوم کے لئے **رہنما** اور **استاد** کا کام دے رہے ہیں۔ بحالیکہ ان مغربی **اصولوں** کی حقیقت **قرآن کریم** میں موجود ہے۔

قرآن کریم کو قوم نے عملی رنگ میں چھوڑ دیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے

اس قوم کو ترک کر دیا

اور قرآن مجید کے ہی بیان کردہ اصل کے موافق **من اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنكًا فی الحیوة الدنیا**۔

قرآن کریم سے اعراض کرنے والے **مفلسی** اور **قلاشی** کا شکار ہو گئے۔ اور وہ **فلاح** دفوز جسکا مومنین کے ساتھ وعدہ تھا اور جسکو صحابہ نے حاصل کر کے دکھا دیا اس سے یہ محروم ہو گئے۔

اس محرومی اور بے کسی پر اگر یہ ایسی مجرب اور مجرّب **علاج** کی طرف توجہ کرتے تو بہت کچھ مفید اور موثر ثابت ہوتا۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس مصیبت کے وقت بھی ان کی نظریں ان زمینی **باتوں** کیطرف

فیوضات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(حدثنا امیر المومنین)

انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء ایک اخشی اللّٰہ عالم میں نے دیکھا ہے۔ ایک مخالف اسلام کے بعض اعتراضوں کے بارے میں میں نے حضور میں عرض کیا کہ ان کے جواب کے متعلق موجودہ صورت میں مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یا تو ان اعتراضوں کا ذکر ہی نہ کروں اور اگر کروں تو الزامی جواب دیدوں۔ یہ سن کر آپ کو جوش آگیا۔ فرمایا جس بات پر تمھیں خود اطمینان نہیں اسے دوسروں کو منواتے ہو؟ مومن ایسا ہرگز نہیں کرتا۔ یہ کلمات طیبات سنکر مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بزرگ بڑی خشیت الٰہی رکھنے والا ہے اور کوئی بات نہیں کہتا جس کا خود اسے یقین نہیں۔ اس بزرگ کا نام **مرزا** تھا (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کونوا مع الصادقین دوسرا فائدہ میں نے آپ کی صحبت میں یہ اٹھایا کہ دنیا کی محبت مجھ پر بالکل سرد پڑ گئی۔ کوئی ہو مخالف یا موافق میرے تمام کاروبار اور تعلقات کو دیکھے کیا مجھ میں ذرہ بھر بھی حب دنیا باقی ہے یہ سب مرزا کی قوت قدسیہ اور فیض صحبت سے حاصل ہوا۔ یہ تو مشہور ہے کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ پس میں نے مرزا کی صحبت سے وہ فائدہ حاصل کیا۔ جو تمام تعلیمات الٰہیہ کا منشا ہے اور ذریعہ نجات اور اسی دنیا میں بہشتی زندگی۔

ولیعفو عن کثیر ایک شخص سے کسی نے کہدیا تم جھوٹ بولتے ہو اس پر وہ بہت ہی طیش میں آگیا۔ اور سخت سست کہنے لگا۔ اس کی آواز حضور معلیٰ کے گوش مبارک تک پہنچ گئی۔ فرمانے لگے کیا اس شخص نے اپنی عمر بھر میں کبھی جھوٹ نہیں بولا جو یہ اس قدر غیظ و غضب میں آرہا ہے۔ اتنی مدت خدا تعالیٰ نے ستاری سے کام لیا۔ اگر ایک بار کسی کی زبان سے جھوٹا کہلوا دیا تو اسے اپنی اصلاح کر لینی چاہئے تھی۔ اور خدا کے حضور شرمسار ہونا تھا نہ یہ کہ شور ڈال دیا۔

واتقوا اللّٰہ تمام انبیاء کی تعلیم کا خلاصہ تمام نیکیوں کا جامع یہ مبارک کلمہ ہے کہ اتقوا اللّٰہ۔ ایک دفعہ حضور انور سے ایک مخلص نے عرض کیا کہ مجھے ایک ہی نصیحت ایسی دیدیں جس سے میری دنیا و دین سنور جائے۔ اور میں لوٹا پلنے والوں میں سے ہوں فرمایا

"خدا سے ڈر اور سب کچھ کر"

یہ حضور ہی کے الفاظ ہیں جو مجھے یاد ہیں۔

المومن ینظر بنور اللّٰہ ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ موجودہ مادی ترقی اور کالجوں کی تعلیم اور اس کا اثر دیکھ دیکھ کر خیال آتا ہے کہ دین کی طرف توجہ کب ہوگی۔ فرمایا وہ زمانہ نزدیک ہے پہلی رات کا چاند سب کو نظر نہیں آیا کرتا۔

نبی کو جو فراست دیجاتی ہے وہ دوسروں کو نہیں دی جاتی حضور نے جب میری بیعت لی تو میرا ہاتھ پہنچے سے پکڑا۔ حالانکہ دوسروں کے ہاتھ اس طرح پکڑتے جیسے مصافحہ کیا جاتا ہے۔ پھر مجھ سے دیر تک بیعت لیتے رہے۔ اور تمام شرائط بیعت کو پڑھوا کر اقرار لیا۔ اس خصوصیت کا علم مجھے اس وقت نہیں ہوا مگر اب یہ بات کھل گئی

فاعتبروا یا اولی الابصار مومن کو چاہئے کہ عبرت پکڑے اور ہر ایک واقعہ سے جو دیکھے کوئی نہ کوئی نصیحت حاصل کرے۔ ایک دفعہ حضرت اقدس کے مکان کے نزدیک رنڈی کا ناچ ہو رہا تھا۔ آپ نے آدمی بھیجکر دریافت کیا کہ یہ کیا لیتی ہے۔ معلوم ہوا پانچ روپے۔ فرمایا میں (مسیح موعود) نے وہ رات سجدہ ہی میں گذار دی۔ جوں جوں اس کی آواز پہنچتی میں ندامت سے دبا جاتا۔ کہ اللّٰہ اللّٰہ ایک پانچ روپے سے حقیر رقم لیکر یہ عورت کو ساری رات کھڑی ہے۔ اور ہم جو اپنے مولیٰ کے ہزارہا نعمتوں سے مستفیض ہو رہے ہیں اور ہر وقت اس کے احسان اور انعامات کی بارش ہوتی رہتی ہے ایسے غافل ہوں (تشحیذ الاذہان)

درخواست تعطیل جمعہ کے متعلق ہمارا فرض

تعطیل جمعہ کے متعلق جس تحریک کی تجدید حضرت امیر المومنین نے کی تھی وہ بالآخر وائسرائے کی کونسل تک جا پہنچی ہے۔ چنانچہ کونسل میں اب اس کے متعلق سوال پوچھا جا چکا ہے۔ اب جس امر کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ مختلف **انجمنیں** باقاعدہ اس تحریک کی تائید کریں۔ ہندوستان میں کشمیر سے لیکر راس کماری تک اور رنگون سے لیکر پشاور تک ہر جگہ کی اسلامی انجمن کا فرض ہے کہ وہ **تعطیل جمعہ** کے متعلق اپنے جلسوں میں باقاعدہ ریزولیوشن پاس کر کے گورنمنٹ ہند کو بھیجدیں۔ احمدی انجمنیں جو جگہ بجگہ قائم ہیں انھیں بھی مناسب ہے کہ وہ اس قسم کے جلسے کر کے گورنمنٹ ہند میں تحریک کریں کہ جمعہ کیلئے کم از کم دو تین گھنٹہ کی رخصت **عام** طور پر سرکاری دفاتر اور تمام محکموں میں دیجایا کرے۔ تا کہ مسلمان **نماز جمعہ** کے ادا کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ کریں۔ خدا کے فضل سے امید ہے کہ یہ تحریک اب منظور ہو جائیگی۔ مسلم لیگ اور بعض دوسری انجمنوں نے اس کے تائیدی ریزولیوشن پاس کئے ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ دوسرے خاموش رہیں۔ اس لئے تمام انجمنوں کا یہ **فرض** ہے کہ وہ اس **دینی** تحریک میں پورا زور لگائیں۔ گورنمنٹ ہند اگر **عام** خواہش کو محسوس کریگی تو وہ **اس سوال** تعطیل کو حل کر دینے کو ملیا ہے

سے ترقی کی اور جن اصولوں نے انھیں ہر قسم کی زنجیروں اور **غلامی** کے اغلال سے نجات دلائی آج بھی وہی تمہارے رہنما اور گرہ **کشا** ہو سکتے ہیں ان کو چھوڑ کر تم ساری دُنیا کی حکومت بھی لے لو تو تم محتاج اور **ذلیل** ہی رہوگے۔ اور ان مصائب کا دامن دراز ہی ہوتا جائیگا یہانتک کہ

فنا کا ہاتھ تمھیں مٹا ڈالے

پس **عبرت** کا مقام ہے۔ **اُٹھو اور سنبھلو** شور رو بکا کچھ کام نہیں آئیگا یہ مصیبت تمھارے لئے
بیداری کا فرشتہ ہو سکتی ہے اگر
تم اس کے ذریعہ اصل مقصد کو پالو

جاوا کے مسلمان

ایک جاوی مسلمان کا بیان

عبدالواحد بن عبداللہ نامی ایک طالبعلم نے جامع ازہر (مصر) کے رواق جاویین سے "المؤید" (قاہرہ) کو لکھا ہے کہ :-

ملک جاوا کئی جزیروں سے مرکب ہے اس کے شمال میں بحر چین ہے۔ جنوب و مغرب میں بحر ہند اور شرق میں ممیلا کا بل حائل ہے۔ ان جزائر میں سب سے بڑا بورنیو ہے اس کے بعد صوبہ سطرا پھر جاوا اور پھر سلیس ان کے گرد اور بھی چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں۔ لیکن گائنا جدید انہیں شامل نہیں ہے۔ کیونکہ گو وہ طول میں بمقدار ۱۴۲ درجہ کے ہولنڈ کے زیر حکومت ہے (جس کے زیر حکومت خود ملک جاوا بھی ہے۔ تاہم جاوا اور گائنا کے باشندوں کی جنسیں مختلف ہیں سوائے چند چھوٹے چھوٹے مقامات کے (جیسے راس الملایک و شمالی بورنیو جو انگریزوں کے قبضہ میں ہیں اور شرقی شمالی تیمور جہاں پرتگال کی حکومت ہے) باقی تمام جاوا ہالینڈ کی نوآبادی میں داخل کر باشندگان جاوا کی تعداد تقریباً چار کروڑ ہے یہ لوگ مختلف الادیان ہیں۔ لیکن ان کا اکثر حصہ مسلمان ہیں۔ دیگر مذاہب بت پرستی اور مجوسیت ہیں۔ باشندگان جاوا علوم دین و دنیا میں نہایت پس اُفتادہ ہیں صنعت اور دیگر وسائل ترقی سے محض ناواقف ہیں۔ علم کی جانب اُن کو بہت کم رغبت ہے اور سوائے اپنی زبان میں کچھ لکھ پڑھ لینے کے اور زبان انکو بہت کم آتی ہے۔ اور یہ تعلیم بھی انکو اپنی حکومت کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے۔

سب سے زیادہ افسوس کی یہ بات ہے کہ دہاں خاص جاوا یا باہر کا کوئی عالم نہیں ہے جو ان کو امور دینیہ سے آگاہ کرے۔ حال میں ایک ہمدرد نے ایک مدرسہ قائم کرنے کی حکومت (ہالنڈ) سے اجازت حاصل کی تھی جو حاصل ہو گئی تھی۔

باشندگان جاوا کے امراض میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ کسی چیز پر اتفاق و اتحاد نہیں کر سکتے۔ یہ اُن کا گویا موروثی مرض ہے اور یہی جاوا میں ہالنڈ کے داخل ہونیکا سبب ہُوا۔ کیونکہ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ میں بادشاہ بنجاؤں۔ میں اپنی قوم کی مذمت نہیں کرتا بلکہ حقیقت حال عرض کرتا ہوں میں خوش ہوں کہ میرے ابنائے وطن میں سے تین نوجوان قاہرہ کے مدرسہ دعوۃ والارشاد میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ وہ بیداری و اجتہاد کی جانب مائل ہیں اور عنایت ایزدی اور اُستاد رشید رضا کی توجہ سے ہمیں اُمید ہے کہ کل کو وہ اپنے وطن کو نور علم سے روشن کرنے اور اس کو گمراہی سے نکالنے میں ایک کارآمد ہاتھ ثابت ہونگے۔ ان کے علاوہ جاوا کے کچھ لوگ قاہرہ میں اور بھی ہیں جو ازہر شریف میں تعلیم پا رہے ہیں۔ ہمارے وطن میں مسیحیوں کا بڑا زور ہے جو کامیابی کے ساتھ اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں ہر شہر اور قریہ میں اُنھوں نے اشاعت دین کے لئے اپنے مدرسے کھول دئے ہیں۔ اور لوگوں کی کثرت استعداد اور مسلمانوں میں کسی عالم یا مرشد دین کے نہونے سے اندیشہ ہے کہ مبادا مسلمان اپنے دین سے پھر جائیں۔ یہاں مسیحی دعاۃ یہ کرتے ہیں کہ جہاں موقعہ پاتے ہیں مسلمانوں سے مذہبی گفتگو کرتے ہیں۔ اور چونکہ مسلمان اپنے مذہب سے ناواقف ہیں اور اُن سے کوئی جواب نہیں بن پڑتا اس لئے نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان عیسائی ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ پھر یہ کہ جو لوگ یورپ کی تعلیم کے لئے جاتے ہیں چونکہ اُن کو اپنے دین کی کوئی تعلیم نہیں ہوتی اس لئے وہ عیسائی ہو کر واپس آتے ہیں۔ عیسائی مسلمانوں کو اپنے مذہب میں لانے کے لئے کثیر سالانہ رقمیں خرچ کرتے ہیں اور چونکہ مسلمان اپنے مذہب سے محض نابلد ہیں اور اُن کے پاس دعاۃ نہیں ہیں لہذا دیگر مذاہب کے لوگ ان کے مذہب میں نہیں آرہے ہیں بلکہ وہ بھی عیسائی ہی ہوتے ہیں۔ آخر میں خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو بیدار کرے اور جاوا میں ایسے لوگ پہنچیں جو وہاں کے مسلمانوں کو ان کی موجودہ حالت سے نکالیں ﴿ (علی گڈھ گزٹ)

خوست میں فساد اور احمدی قوم

پایونیر کے سرحدی نامہ نگار نے ظاہر کیا ہے کہ وادی خوست اور اس کے ملحقہ علاقہ اضلاع میں ہونت جو فساد کا مواد ہے وہ مذہبی جوش پر مبنی ہے پھر آگے چل کر وہ ظاہر کرتا ہے کہ سید عبد اللطیف صاحب کو چونکہ دربار کابل نے قادیانی فرقہ کی سچائی کے اظہار کے جرم میں قتل کر دیا تھا اب مرحوم سید کے مرید اپنے سلسلہ وعظ کو وسیع کر رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی لوگوں کو یہ **مشورہ** دے رہے ہیں کہ **امیر** کو مالیہ ندو جس پر لوگوں نے عمل کر لیا ہے۔ اس خبر نے پایہ تخت میں صورت تشویش پیدا کر دی ہے۔

یہ خلاصہ ہے پایونیر کے اس بیان کا جو اس نے اپنے سرحدی نامہ نگار کے بیان کی بناء پر وادی خوست کے

جارہی ہیں جو کبھی **فلاح** کا باعث نہیں ہو سکتی ہیں۔ انسانی فطرت میں یہ امر داخل ہے کہ وہ مصیبت کے وقت خدا کی طرف رجوع کرتا اور اُسے ہی پکارتا ہے۔

پس کس قدر افسوس کا مقام ہوگا کہ اگر مسلمان اس **عالمگیر مصیبت** سے یہ سبق نہ لیں۔

لہذا ضرورت ہے کہ توجہ الی اللہ ہو۔ اور توجہ **الی اللہ** ناممکن ہے جب تک ایک **امام** کے نیچے کل قوم نہ ہو **قومی وحدت** اور **اخوت** کا یہی راز اور نسخہ ہے جس کو **اسلام** کی علمی شریعت **ہر نماز** میں دکھاتی ہے مگر افسوس ہے کہ مسلمان اس سے غافل اور بے پرواہیں۔ ان کی نظریں آج ان لیڈروں پر پڑ رہی ہیں جو روحانی سچی سامانوں سے بہرہ وافر رکھتے ہیں۔ حالانکہ ضرورت ہے ان **رہنماؤں** کی جو اللہ تعالیٰ کی طرف قوم کو متوجہ کردیں۔

اگر خدا تمہارے ساتھ ہو تو پھر کل دُنیا تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ لیکن اگر خدا تمہارے ساتھ نہیں تو پھر کل دُنیا کی حشمت وشوکت بھی تمہارے کام نہیں آسکتی۔

*

کیا جب مسلمانوں کی سلطنت کا سپین میں خاتمہ ہوا ہے کیا اسوقت ان کے پاس دُنیا کی حکومت اور شوکت نہ تھی؟ کیا آج جو سلطنتیں برباد ہورہی ہیں وہ اس سے محروم تھیں نہیں ان کے ہاتھ میں سب کچھ تھا مگر جس بات نے انھیں **تباہ** کیا وہ ایک ہی امر تھا کہ **خدا سے صلح نہ تھی**

پس خدا سے صلح کرلو تاکہ اس کے ملائکہ تمہاری نصرت اور تائید کے لئے آسمان سے اُتریں اور تمھیں بشارت دیں۔

خداداری چہ غم داری

دنیا میں مصائب اور **تکالیف** کی آمد انسانی قلوب میں ایک انقلاب اور **تبتل الی اللہ** کا موجب ہوتی ہے اور قرآن مجید کا پُرغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دنیا میں **خدا کے مامور** آتے ہیں تو دُنیا پر ان کی بعثت کے ساتھ مختلف قسم کے مصائب بھی نازل ہوا کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا

مَاکُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا

یعنی جب تک دنیا میں کوئی **مامور** مرسل نہیں آتا خدا تعالیٰ دنیا میں کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتا۔ اس کی بعثت سے جب اتمام حجت ہو جاتا ہے پھر اس کا انکار عذاب کا رنگ اختیار کرلیتا ہے اور اس عذاب سے غرض یہ ہوتی ہے تا قلوب میں رقت اور **تضرع** پیدا ہو۔ **وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَھْلَھَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّھُمْ یَضَّرَّعُوْنَ**

پس اگر ان مصیبتوں کو جو آج **اسلام** اور مسلمانوں پر آرہی ہیں تم مصیبت اور عذاب سمجھتے ہو تو **سنو!** اس سے فائدہ اُٹھاؤ تمہارے قلوب میں رقت وخشیت پیدا ہو اور خدا تعالیٰ کے حضور تمہارے سر جھک جاویں۔ نہ صرف سر بلکہ **دل** *

اس **مصیبت** سے تمہیں **امام الوقت** کی طرف توجہ ہو اور اس کے ذریعہ سے تم میں **وحدت** اور **اخوت** کی تجدید ہو۔

خدا تعالیٰ کے مامور کی آواز تمھیں پہنچی، مگر تم نے استہزاء سے اسے سُنا اور بے پروائی سے ٹال دیا جن باتوں کا اس نے تم سے وعدہ کیا تھا آج تمہاری آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ تم دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ اور سنتے ہوئے نہیں سنتے۔

مگر **سنو!** اور پھر **سنو!** خدا تعالیٰ نے **اسلام** کا بول بالا کرنا چاہا ہے اور اس نے پسند کیا کہ اسی زمانہ میں **اظہار الدین** ہو کر رہے۔ اس مقصد کے لئے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کل انبیا کے **موعود**

مسیح موعود اور مہدی مسعود

کو بھیجا۔ تم نے اس کی آمد کے متعلق جو کچھ سمجھا تھا وہ تمہارا خیالی مغالطہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی تائید اور نصرت سے بتا دیا کہ وہ **خلیفۃ اللہ فی الارض** اور **حجۃ اللہ علی الارض** ہے اس نے تمہیں وہ اصول تعلیم کئے جو **عزت** اور **کامیابی** کی زندگی بسر کرنے کے لئے قرآن کریم میں تعلیم کئے گئے تھے۔

اس کی بات نہ مان کر تم نے جو نقصان اس وقت اُٹھایا ہے وہ تم محسوس کررہے ہو۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ ابھی تک تمہاری نظریں کسی آنیوالے کا راہ دیکھ رہی ہیں۔

یہ انتظار تمہارے کسی کام نہیں آئیگا۔ تم اسی طرح انتظار میں گذر جاؤگے جس طرح پہلے گذر چکے۔ آنیوالا آگیا۔ اور پہچاننے والوں نے اسے شناخت کیا۔

اگر تم اپنی فلاح چاہتے ہو اور ان مصیبتوں سے مخلصی کے خواستگار ہو تو اس کے پیچھے چلو وہ ایک **صراط مستقیم** دکھا گیا اور اپنا **جانشین** چھوڑ کر اپنے **رفیق اعلیٰ** سے جا ملا اور اس کا خلیفہ

نورالدین

اب بھی تمھیں پکارتا۔ اور کہتا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی قوم بن کر مظفر ومنصور بن جاؤ تو

دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اور نیک بنو اور ایک بنو

اور کبھی وہ کہتا ہے کہ **خدا سے ڈرو اور سب کچھ کرو** یہ اصول ہیں جو تمھیں اخوت اور **وحدت** اور آدمی کا سبق دینگے۔ پس یہ تمہارے لئے **صلوٰۃ** اور **رحمۃ** کا موجب ہوجائینگی۔ اگر تم نے ان کی غرض اور غائت کو سمجھ کر **امام وقت کو شناخت کرلیا۔** مسلمانوں کی **فلاح وفوز** کا راز دامن **امام** کے نیچے مخفی ہے اور اس گم شدہ **متاع** کا کلید بردار اسوقت **نورالدین** ہے۔ اس **دامن** سے وابستگی پیدا کرو اور اپنے متاع کو حاصل کرو۔

میں پھر تمہیں یاد دلاتا ہوں کہ **مسلمانوں** نے جس راہ

امن اور سکون ہوگا

اگرچہ گورنمنٹ ہمارے سلسلہ کے حالات سے آگاہ ہے اور وہ جانتی ہے کہ ہماری جماعت کا کوئی فرد اس قسم کی تعلیم اور تذکیر نہیں کرسکتا جو کسی قسم کے **فساد یا بغاوت** کی طرف لیجاوے۔ بلکہ اس کے لئے اس سلسلہ میں داخل ہونے ہی یہ عہد کرنا پڑتا ہے کہ

"فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے"

تاہم رفع غلط فہمی کے لئے میں توجہ دلاتا ہوں کہ اس قسم کی بیہودہ اور دور از کار باتوں کو سلسلہ احمدیہ کے کسی فرد سے منسوب کرنا سخت غلطی ہے

اس لئے ہم خوست کی احمدی جماعت کے **دامن** کو اس سے پاک ٹھہراتے ہیں۔ یہ محض دشمنوں کی شرارت اور غلط بیانی ہے اور پاؤنیر کے نامہ نگار کو اس خبر کی تحقیق میں سخت دھوکہ لگا ہے ؎

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی صحت الحمد للہ اچھی ہے آجکل آپ کی توجہ **جماعت** کی اندرونی **اصلاح** کی طرف ایک خاص جوش کے ساتھ ہو رہی ہے یوں تو ہمیشہ آپ جماعت کے ہر فرد کو اپنی ذاتی اور شخصی اصلاح کی ہدایت اور نصیحت فرماتے ہیں مگر ان ایام میں خصوصاً ادھر متوجہ ہیں آپ چاہتے ہیں کہ جماعت کے تمام افراد میں حسن معاملہ حسن معاشرۃ ۔ اخوۃ ایک دوسرے کی ہمدردی اور مروۃ پیدا ہو۔

باہمی نزاعیں اگر ہوں اُٹھ جائیں اور **نزعنا ما فی صدورھم من غل** کا نقشہ نظر آجاوے

سستی اور کاہلی کو لوگ ترک کریں

ہر قسم کے اسراف اور خود غرضی سے لوگ پرہیز کریں **حقوق العباد** کی کامل نگہداشت اور اپنے نفوس کا محاسبہ کرتے رہیں۔ اور حقوق اللہ کی قدر کریں۔

غرض آپ جماعت کو تقویٰ و طہارت کے اعلیٰ مقام پر دیکھنا اور لیجانا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے آپ **نوحی دعوت** پر عملدرآمد کر رہے ہیں **رات دن** قوم کو آگاہ اور متنبہ کرتے رہتے ہیں۔ گذشتہ جمعہ کو سورہ **نوح** کی ابتدائی آیات پر آپ نے خطبہ پڑھا اور اپنے آئینہ میں قوم کی حالت مشاہدہ کرا کے بتایا کہ **استغفار** اور **توجہ الی اللہ** سے کام لو **نوح** نے اپنی قوم کو عذاب سے پہلے ڈرایا تھا۔ میں بھی تمھیں ڈراتا ہوں اپنی اصلاح کرو **نوح** کی قوم نے اس **دعوت** الی الحق کی قدر نہیں کی تو اس کا نتیجہ جو ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔ ایسا نہو اس دعوت کو بے پروائی سے سننے کا بدلہ تم کو بھگتنا پڑے چونکہ اول مخاطب آپ کی قادیان کی جماعت تھی اور ہے اس لئے انھیں ان کی کمزوریوں سے مطلع کیا اور جو جو فروگذاشتیں مہاجرین قادیان سے ہوئی تھیں ان پر انھیں متنبہ کر کے ترقی کرنے کی ہدایت فرمائی

بہرحال آپ کی توجہ اسطرف مبذول ہے کہ یہ جماعت

حزب اللہ اور اہل اللہ کی جماعت ہو

خدا کرے کہ آپ کی یہ پاک اغراض ہمارے ذریعہ پوری ہوں اور ہم ہی وہ جماعت ہوں جو ہمارا امام چاہتا ہے کہ وہ خدا کی رضا کے نیچے اپنی گردنیں رکھدینے والی ہو۔ اور وہ **مصلحین** کی جماعت ہو آمین

۲۔ خواجہ صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک خط لکھا ہے جس میں خواجہ صاحب کو دعاؤں کی کثرت کی طرف توجہ دلائی ہے اور تاکید کی ہے کہ وہ **کالج میں داخل ہوجائیں**

۳ ۔ حضرت **صاحبزادہ** صاحب کا کوئی خط یا تار پورٹ سعید ہی سے آئیگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کا حامی و حافظ ہو آمین

۴ ۔ **مدرسۃ البنات** کی طرف سکرٹری صاحب صدر انجمن کو میں نے توجہ دلائی ہے اور انھوں نے توجہ کی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ **مدرسۃ البنات** کا انتظام تعلیمی امور سے دلچسپی رکھنے والی خواتین کے سپرد کر دیا جائیگا اور اسطرح پر مدرسہ کے ساتھ نہ صرف دلچسپی بڑھ جائیگی بلکہ اس کی حالت عمدہ ہو سکیگی وباللہ التوفیق۔

اسوقت محترمہ **سکینۃ النساء** قاضی اکمل صاحب کی اہلیہ مدرسہ کی انچارج ہیں جو اپنی قابلیت اور ذہانت کیوجہ سے قادیان ہی میں نہیں بلکہ اخبار خواں خواتین میں عزت کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں۔

مدرسہ کے نصاب کیطرف بھی توجہ بکار ہے اور اس جدید انتظام میں خدا کے فضل سے اُمید ہے کہ ان تمام امور کیطرف توجہ ہو جائیگی جنکی طرف میں نے وقتاً فوقتاً توجہ دلائی تھی میں سمجھتا ہوں کہ وقت آرہا ہے کہ ہماری لڑکیوں کا مدرسہ بہترین مدرسہ ہو۔

۵ ۔ بھٹہ اور تعمیر کا کام شروع ہے اور خوب زور سے شروع ہے۔ روپیہ کی ضرورت ہے۔

(۶) ۔ ماسٹر محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نوراماوہ کی انجمن ہدایت الاسلام کے جلسہ سے واپس آگئے۔ وہاں ان کے لیکچروں نے آریوں میں کھلبلی اور نانک پنتھیوں میں دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ مفصل پھر۔

(۷) ۔ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات کی دوسری جلد جس میں **آریوں** ۔ ہندوؤں اور برہموؤں وغیرہ کے نام خطوط ہیں عنقریب شائع ہونیوالی ہے۔

فساد کے اندیشہ کے متعلق شائع کیا۔ **پائونیر** کے اس بیان میں ایک غلط بیانی کی گئی ہے جس سے ہمارے **سلسلہ احمدیہ** پر ضمنی حملہ ہوتا ہے اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کی اصلاح کروں۔

پائونیر کا نامہ نگار ظاہر کرتا ہے کہ سید عبداللطیف مرحوم کے مریدوں نے امیر المعظم کو مالیہ نہ دینے کا وعظ کیا ہے یہ روایت سراسر **غلط** اور **اتہام** ہے احمدی قوم پر اس میں شبہ نہیں کہ **صاحبزادہ عبداللطیف** صاحب شہید کو سنگسار کرنے میں نہایت بیدردی اور دور از انصاف کارروائی کا نمونہ دکھایا گیا بجائیکہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب افغانی لوگوں میں یہ وعظ کرتے تھے کہ **سلطنت برطانیہ** نے مسلمانوں کو بڑے بڑے آرام دئے ہیں اور **ہندوستان** کے مسلمان انگریزی سلطنت کے سایہ میں نہایت امن اور آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اس لئے جو لوگ اپنے محسن اور نفع رساں گورنمنٹ کے خلاف **جہاد** کو غلط معنوں میں استعمال کرکے آئے دن سرحدی چوکیوں پر حملے کرنے اور غازی کہلاتے ہیں یہ دیوانگی اور سراسر خلاف اسلام ہے۔ چونکہ افغانستان کے قبائل **انگریزوں** یا دوسرے کافروں کو مار ڈالنا کار ثواب سمجھتے تھے اور صاحبزادہ صاحب اس سے منع کرتے تھے انھوں نے امیر کو ان کے خلاف بھڑکا کر سنگسار کرا دیا۔

صاحبزادہ عبداللطیف شہید نے **اظہار حق** کو چھوڑا اور جان دیدینا آسان سمجھا۔ مگر باوجودیکہ ان کی جماعت پچاس ہزار سے زیادہ کابل اور خوست میں پھیلی ہوئی تھی انھوں نے نہایت صبر اور حوصلہ کے ساتھ اپنے **استاد** اور **مرشد** کے اس جانگداز واقعہ کو دیکھا۔ وہ وقت تھا اگر وہ چاہتے فساد کرتے مگر چونکہ جب صاحبزادہ صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوگئے تو ان کی ساری جماعت اسی **سلسلہ** میں شامل ہو گئی اور **سلسلہ عالیہ** احمدیہ کبھی یہ تعلیم نہیں دیتا کہ کسی قسم کی **بغاوت** کی راہ اختیار کیجاوے۔ اسلئے ان لوگوں کو اس سلسلہ میں شامل ہونے کیوجہ سے یہ جرأت ہی نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنے **بادشاہ وقت** کے خلاف ذرا بھی جوش کا اظہار کریں۔

اسوقت جبکہ ان کا جان سے زیادہ عزیز استاد سنگسار کیا جاتا تھا انھوں نے کسی قسم کے جوش کا اظہار نہ کیا۔ جب صاحبزادہ مرحوم کے بچوں کو زیر حراست کر لیا گیا اور ان کی جائداد ضبط کر لی تو اسوقت جو قدرتی جوش کا وقت تھا وہ خاموش رہے تو اب ان سے ایسی حرکت کا منسوب کرنا ہمارے سلسلہ کی **صریح ہتک** ہے۔

ہم مانتے ہیں کہ امیر نے صاحبزادہ عبداللطیف کے سنگسار کرنے میں **جلد بازی** اور عیر مآل اندیشی سے کام لیا اور ملانوں کے اثر کے نیچے اس نے ایک **معصوم سید** کی جان لی۔ اس کے متعلق جب امیر صاحب ہند میں آئے تو ہم نے اپنے اخبارات کے ذریعہ انھیں ان کی اس پولیٹکل اور مذہبی غلطی سے آگاہ کیا۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہماری قوم ان کے ماتحت کوئی ایسی حرکت کرے جو **سلسلہ** کی ابتدائی ہی تعلیم کے خلاف ہو **بغاوت** کی راہوں سے بچنے کا عہد شرائط بیعت میں داخل ہے پھر ناممکن ہے کہ **احمدی ایسا خیال بھی کر سکے**۔

اور نہ اسلام اس کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ لوگ وقتاً فوقتاً یہاں آتے اور ہر مرتبہ اپنے دلوں میں یہ یقین لیکر جاتے ہیں کہ **بادشاہ وقت** کی اطاعت اس سلسلہ کی تعلیم کا جزو اعظم ہے۔ خواہ وہ بادشاہ ہمارے مذہب کا بھی نہ ہو۔

ہاں یہ بھی سچ ہے کہ **گورنمنٹ برطانیہ** کے برکات کو دیکھ کر اور اس مذہبی آزادی کو پاکر جو یہاں ہر شخص کو حاصل ہے وہ اپنے **ہاں** کی قیود اور پابندیوں کو شدہ سمجھتے ہیں اور **گورنمنٹ برطانیہ** کے احسانات کو ترجیح دیتے ہیں۔ مگر اس کا یہ نتیجہ نہیں کہ وہ اپنی سلطنت کے خلاف کوئی باغیانہ تحریک کریں۔ ایسے لوگ قطعاً اس سلسلہ میں نہیں رہ سکتے۔

پس **پائونیر** کے سرحدی نامہ نگار نے سخت غلطی اٹھائی اور غلط فہمی پھیلائی ہے۔ سلطنت افغانستان میں ایک کثیر جماعت اس سلسلہ کی مختلف حصص میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور وہ خدا کے فضل اور اسی سلسلہ کی عام تعلیم کیوجہ سے **امن جو** اور **امن پسند جماعت** ہے ہمیشہ ان میں سے اکثر لوگ یہاں آتے اور قرآن مجید پڑھتے اور تازہ بتازہ یہ نصائح لیکر جاتے ہیں کہ

بادشاہ وقت کی اطاعت کرو

اور یہ اطاعت **مذہبی احکام** کے نیچے ہے۔ پس **پائونیر** کی خبر **محض غلط** یا کم از کم غلط ذریعوں پر مبنی ہے۔ آئندہ ایسی خبروں سے احتیاط چاہیئے۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ ہماری جماعت جو وہاں رہتی ہے وہ دیوانہ سر **سرحدیوں** کو جہاد کے **غلط مفہوم** سے ضرور آگاہ کرتی رہتی ہے اور انھیں بتاتی رہتی ہے کہ تمھاری یہ سرحدی چھیڑ چھاڑ اور ڈاکہ زنی خدا تعالیٰ کے حضور سخت گناہ اور نافرمانی ہے۔ اور تم نے جو بے **گناہوں** کے قتل کرنے کے فعل کا نام **غازی پن** رکھا ہے یہ سراسر بیہودہ اور **حماقت** ہے۔ ہاں وہ یہ بھی تعلیم دیتے ہیں اور اس کی اشاعت کرتے ہیں کہ کوئی ایسا **مہدی** آنیوالا نہیں جو دنیا میں آکر **مذہب کے نام سے تلوار چلائیگا**۔ اور زمین پر خون کی ندیاں بہائیگا۔ ایسے **خونی مہدی** کی **اسلام** کو کوئی ضرورت نہیں اور نہ کوئی ایسا **مسیح** آسمان سے اترےگا جو اس خونریزی میں اس کا معاون ہو۔ یہ باتیں غلط اور سراسر خیالی ہیں۔ ان کی حقیقت سے تم ناواقف ہو آنے والا مسیح اور مہدی آچکا اور وہ **شہزادہ امن** کی حیثیت سے آیا اس نے **صلح کا سفید جھنڈا** بلند کر دیا ہے۔ یہ ایسی پاک تعلیم ہے جس سے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ اور جس جس قدر مسلمان اس تعلیم پر عمل کرتے جائینگے اور اس سلسلہ میں داخل ہوتے جائینگے خدا کے فضل سے اسی قدر

احمدی مستورات کے لیے

پہلا اور اکیلا ماہوار رسالہ

احمدی خاتون

پہلے نمبر کے مضامین

(۱) کچھ اپنی نسبت

(۲) نورانی کرن یعنی امیر المومنین نورالدین کی تربیت کی کہانی ان کی اپنی زبانی

(۳) پاک لوریاں

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ عورتوں کو۔

(۵) شجرہ حقوق اولاد

(۶) اسلام سے پہلے عورتوں کی درد انگیز حالت۔

(۷) نوزائدہ بچہ کی حفاظت

(۸) سلک مروارید

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے گھرانے میں دینداری کا مذاق پیدا ہو اور مستورات کی تربیت و اصلاح ہو تو **احمدی خاتون** منگوا کر پڑھیں سالانہ قیمت عہ جو پیشگی لیجائیگی۔

درخواستیں بنام

منیجر "الحکم" قادیان آنی چاہئیں۔

[illegible]

بارہ آنہ دوائی

[illegible]

سچائی کا جھنڈا

اشتہار دینے کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طرّاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں کبھی دھوکہ ہے قوائے تناسل کے متعلق اندرونی مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کی لئے یہ معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے۔ اول نمونہ مفت منگا پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائے قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی

پیرانہ سالی اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ اسکو پائیں۔ قیمت ۸ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی

آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸

سنون دنداں

دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا۔ قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ

احمدی قوم توجہ کرے

حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک درد بھری تقریر میں فرمایا کہ تم فارغ نہیں ہو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں بحث کرنے کے لئے وقت پاؤ بلکہ تمھارے لئے بہت سے کام ہیں۔ ہزاروں لوگ خدا کے منکر ہیں۔ تمھارا فرض ہے کہ ان کے آگے خدا کی ہستی کی دلائل پیش کرو۔ ہزاروں نبوت کے منکر ہیں۔ ہزاروں ملائکہ کے منکر ہیں۔ ہزاروں قرآن مجید کو نہیں مانتے ہزاروں یوم آخرت سے انکار کرتے ہیں۔ تمھیں چاہئے کہ ان بے خبروں کو خبر دو ان جاہلوں کے آگے علم کے خزائن رکھو۔

اس ارشاد کی تعمیل میں میں نے جیون تت جو دیو سماجیوں یعنی دہریوں یا انسان پرستوں کا ایک اخبار ہے اس کا ایک مجموعی طور پر جواب دیا تھا اسپر ۱۳۔ جولائی کے پرچہ میں اس نے کچھ لکھا ہے جس کا مکرر جواب دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا ایک ہی اعتراض ہے کہ دنیا میں ہزاروں لوگ تباہ ہو رہے ہیں۔ اگر خدا ہے تو وہ ظالم ہے۔ میں اسے ڈاکٹر کی مثال دیکر پھر گورنمنٹ کا حوالہ دیکر سمجھا چکا ہوں مگر وہ نہیں سمجھتا۔ تعجب ہے کہ وہ ایک سلطنت کے راز اور اس کے تمام احکام کے مصالح سمجھنے سے قاصر ہیں مگر خدا کی سلطنت سے پوری واقفیت رکھنی چاہتے ہیں بلکہ خدا کو اپنے حکم کی ماتحت رکھ کر پھر اسکو ماننے کا اقرار کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی پرچہ میں ایک منکر خدا لکھتا ہے کہ اگر خدا ہے تو وہ گیلی مٹی سے جو میز پر رکھ دی جائیگی گڑیاں بنادے۔ ناوان یہ نہیں سمجھتا کہ یہ کام تو خدا کا ایک بندہ بھی کرسکتا ہے۔ خدا کوئی تمھارا ماتحت ہے کہ تمھاری بات مانے اگر تم اسے نہیں مانتے تو اس کا کیا حرج ہو رہا ہے کچھ اپنا ہی نقصان کر رہے ہو اسی طرح وہ لکھتا ہے کہ خدا اگر ہے تو کورے کاغذ پر پنسل سے کچھ لکھ دے اور پھر لکھتا ہے کہ خدا ہے تو بند جیبی گھڑی کو چلادے حالانکہ یہ وہ کام ہیں جو خدا کے عاجز وناتواں بندے کر رہے ہیں۔ پھر اسی اخبار میں لکھا ہے کہ یورپ کے ایک سرکردہ ملک سے خدا پرستی کی تعلیم موقوف ہوگئی۔ چنانچہ مسٹر ڈبلیو گرنٹن بیری نامی ایک عیسائی اخبار سنڈے ایٹ ہوم میں لکھتے ہیں کہ فرانس کے سکولوں سے خدا۔ الہام۔ انجیل وغیرہ کو نکالا جا رہا ہے اور اس خالی تخت پر دلیل اور سائنس کو گدی نشین کیا جا رہا ہے ایسا ہی انگلینڈ میں ایک سوسائٹی ہے جس کا یقین ہے کہ خدا پرستی اور اس پر مبنی مذاہب کی تعلیم سے دنیا میں طرح طرح کی جہالت خرابی اور فساد برپا ہوئے ہیں اور اسے ترک کر دینے میں ہی دنیا کی ترقی کی اُمید ہے۔ فرانس میں جب تک خدا پرستی اور اس پر مبنی عیسائی مذہب کی تعلیم جاری تھی تب تک جرائم کی تعداد ۱۵۰۰۰ تھی مگر اب جب سے ان غلط عقائد کی تعلیم کو ترک کر دیا گیا ہے تب سے یہ تعداد گھٹ کر ۹۰۴۳۲ رہ گئی ہے۔

یہ حالات کس قدر درد انگیز ہیں۔ مگر ہمارے لئے خوشی کا موجب ہے کیونکہ یورپ جس خدا کا منکر ہو رہا ہے وہ وہ خدا ہے جسے کانٹوں کا تاج پہنا کر یہودیوں نے گلوری کے پہاڑ پر پھانسی دیدیا تھا اور جس کی مذہبی تعلیم کو جرم افزائی کا موجب قرار دیتا ہے وہ کفارہ کی تعلیم ہے اور بہت اچھی بات ہے کہ یورپ خود بخود اس سے منکر ہو رہا ہے اور اس سچے خدا سچی تعلیم کی لئے جگہ خالی کر رہا ہے جو اسلام نے پیش کی۔ پس ہم لوگوں کا فرض ہے کہ ہم سچے خدا سچے نبیؐ سچے مذہب کو یورپ کے سامنے پیش کریں۔ لیکن یہ بات زیر نظر رہے کہ اگر وہ ذخیرہ علم جو ہمارے مولویوں اور پیروں کے پاس ہی کافی ہوتا تو خدا سلسلہ عالیہ احمدیہ کو قائم نہ کرتا۔ اپنے پیارے مسیح موعود کو نہ بھیجتا۔ پس تم خدا کو منواؤ مگر اس سلسلہ کو پیش کرکے۔ مسئلہ نبوت منواؤ مگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بناؤ مگر اس سلسلہ کے ذریعے۔ ملائکہ منواؤ۔ یوم آخرۃ منواؤ اسی سلسلہ کی مدد سے تم ان نادیقوں کو جو کہتے ہیں کہ اگر تم دنیا میں سورج۔ چاند اور ان کی مفید روشنی دیکھ کر خدا کے نیک صفات کا خیال کرتے ہو تو آئے دن کی تباہیاں دیکھ کر اس کے ظلم کا خیال بھی کرو۔ یہ جواب دو کہ آیا تم گورنمنٹ برطانیہ کو منصف مانتے ہو یا نہیں۔ اگر باوجود آئے دن کی پھانسیوں کے دیکھنے کے اسے عادل اور منصف کہتے ہو اور گورنمنٹ کے تمام احکام کے مصالح بتلانے سے قاصر ہو تو پھر ایسے واقعات دیکھ کر جن کے مصالح کی تہ تک تمھاری محدود کھوپری نہیں پہنچ سکتی۔ خدا پر ظلم اور بے انصافی کا الزام لگانے کا کفر کیوں بکتے ہو خدا تمھیں ہدایت دے ✦ (اکمل۔ قادیان)

تبلیغی خط

میرے محترم بھائی سید محمد صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ ایک مشہور اہل قلم اور ممتاز اخبار نویس ہیں سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کا انھیں بیحد جوش ہے اور یہ جوش ہمیشہ ان کے قلم کو حرکت میں رکھتا ہے مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی **مایہ ناز** کتاب کا جواب انھوں نے نہایت قابلیت سے دیا جو تشحیذ میں چھپ چکی ہے۔ اور مختلف رسالے اور ٹریکٹ انھوں نے لکھے ہیں حال میں انھوں نے ایک خط اپنے کسی عزیز کے نام بجواب چند سوالات عزیز لکھا ہے جس میں **وفات مسیح** وختم نبوت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو بین دلایل سے ظاہر کیا ہے۔ اس خط کو سید موصوف نے بطور ٹریکٹ شائع کر دیا ہے جو صاحب چاہتے ہیں وہ ۲ پائی کا ٹکٹ بھیجکر مولوی سید صادق حسین صاحب مختار عدالت سکرٹری انجمن احمدیہ سے طلب کریں ✦

خواجہ دل محمد صاحب اور حضرت باوا نانک صاحب

خواجہ دل محمد صاحب ایم اے۔ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور نے جو اس سے پہلے اپنی خوش نوا نظموں کیلئے مشہور تھے حال میں رسالہ مخزن میں حضرت باوا نانک صاحب کی ذات ایک حملہ کیا گیا ہے کہ حضرت باوا نانک صاحب مذہب وملت کی قیود سے پاک تھے۔ اس حملہ کا جواب میرے معزز ہمعصر نور کے قابل ایڈیٹر شیخ محمد یوسف صاحب نے بڑی عمدگی ہوا اور قابلیت سے دیا ہے اور نہایت شرح وبسط کے ساتھ گرنتھ صاحب اور سکھ ازم کی مستند تاریخ کی بنا پر ثابت کیا ہے کہ باوا صاحب ہنود و مذہب سے آزاد تھے۔ بلکہ وہ ایک باخدا ولی اللہ تھے۔ اور ایک حقیقی مسلمان کی طرح انھوں نے اپنی زندگی بسر کی یہ مضمون قابل دید اور قابل اشاعت ہے اور میں ایڈیٹر صاحب الحق کی تائید کرتا ہوں کہ ایسے گورمکھی حروف میں بصورت ٹریکٹ شائع کرنا چاہیے۔

ہمارے لنڈنی بھائی

ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے پہلا قدم کے عنوان سے ایک مرتبہ الحکم میں تحریک کی گئی تھی کہ بعض ہونہار اور قابل نوجوانوں کو بغرض تکمیل تعلیم لنڈن بھیجا جاوے جو وہاں رہکر اشاعت اسلام کے طریقوں سے آگاہی کرکے وقتاً فوقتاً تبلیغ کا کام کرتے رہیں۔ ہر ایک امر اپنے وقت پر ہوا کرتا ہے اس وقت خدا تعالی کے فضل سے لنڈن میں ہمارے تین بھائی موجود ہیں۔

ڈاکٹر عباد اللہ صاحب اور چودھری ظفر اللہ خانصاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب۔ خواجہ صاحب کی شمولیت نے اس جماعت کو تقویت دی ہے وہ اپنے تجربہ اور قادر الکلامی کے ساتھ وہاں تبلیغ کے لئے راہ نکال سکتے ہیں۔ وہاں کس طرح تبلیغ کا سلسلہ جاری ہوگا یہ تو بعد میں واقعات سے ظاہر ہوگا۔ سردست یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالی نے محض اپنے فضل سے ایک موقعہ دیا ہے کہ لنڈن میں انجمن احمدیہ کی بنیاد رکھدی جاوے۔ جبکہ وہاں تین بھائی اکٹھے ہوگئے ہیں۔ اور یہ اُمید کرنا کسی صورت میں بے موقعہ نہ ہوگا کہ خواجہ صاحب اس موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دینگے۔ اب جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے انھیں لکھ بھیجا ہے کہ وہ کالج میں داخل ہو جائیں تو ان کے قیام کا زمانہ قدرت نے لمبا کردیا ہے اس لئے وہاں مستقل طور پر ایک انجمن احمدیہ خدا کا نام لیکر قائم کیجاوے اور جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے خطوط میں ظاہر فرمایا ہے دعاؤں سے کام لیا جاوے۔

ہماری مختلف جماعتوں کو جو اندرون ہند خدا کے فضل سے پھیلی ہوئی ہیں مناسب ہے کہ اپنی دعاؤں میں انجمن احمدیہ لنڈن کو ضرور شامل کریں اس کے قیام

استقلال اور ترقی کے لئے ضرور دعا کریں مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالی ان دعاؤں کو بارور کریگا۔ قبولیت دعاؤں کے اسرار میں اس راز کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جو دعائیں ترقی اسلام اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کی جاتی ہیں وہ یقیناً قبول ہوتی ہیں۔ پس لازماً ان دعاؤں کو اپنی روزمرہ کی دعاؤں میں شامل کرلو۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ انجمن احمدیہ لنڈن کے حالات وقتاً فوقتاً حاصل ہوتے رہینگے۔

سردست میں ان خطوط کو درج کردیتا ہوں جو ابھی حضرت نے خواجہ صاحب اور ڈاکٹر صاحب کو لکھے ہیں۔

حضرت کا خط عباد اللہ کے نام

عزیز مکرم! ڈاکٹر عباد اللہ

حفظکم اللہ وسلم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' میرا دل چاہتا ہے کہ تم لوگ اللہ تعالی کے بن جاؤ اور اللہ تعالی تمھارا بن جاوے۔ لنڈن دار الابتلا ہے۔ نماز کے پابند رہو اور جہانتک ممکن ہو شرفا سے مجلس رکھو۔ آزاد لوگ اچھے نہیں۔ آزاد سے مراد مادر پدر آزاد ہیں۔ استغفار بہت کرو۔ دعائیں مانگتے رہو کہ تم خادم دین بنے رہو۔ وہاں ایک لڑکا شکر اللہ کا بھائی ظفر اللہ خان ہے۔ چوہدری نصر اللہ خاں کا بیٹا وہ مخلص ہیں اسکو کبھی ملنا۔ خط لکھدینا آپ کو آکر ملیگا

والسلام نور الدین ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۲ء

حضرت کا خط خواجہ صاحب کو

مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔

خواجہ سنو۔ بہت اُمنگوں پر ولا یلھم الامل کا مقدس فقرہ ہمیشہ یاد رکھو اور قرآن کریم میں صاف صاف ارشاد ہے ماتدری نفس ماذا تکسب غدا

پھر استغفار۔ دعاؤں پر زور دیتے رہو۔ تمام مذاہب میں اصل اصول دعا ہے اور اس دعا کو آج ہنسی مخول میں ڈالا گیا ہے۔ میرا پیارا اس پر زور دیتا ہے واللہ الموفق۔ عمدہ دعا الحمد ہے اس میں ایاک نعبد و ایاک نستعین دونوں ترقی کے فقرہ موجود ہیں۔ سنا تھا لنڈن میں مسجد ہے اور وہ کنگ لین۔ مسجد کے لئے ڈاکٹر لیٹنر نے چندہ کیا تھا۔

لنڈن بے ریب دار الامتحان ہے۔ مگر عربی فقرہ ہے عند الامتحان یکرم الرجل او یھان امتحان کے بعد آدمی معزز ہو جاتا ہے یا ذلیل ہوتا ہے کالج میں ضرور داخل ہوں۔ تاکید ہے۔

واللہ الملک اینما کنت ثم اوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون و ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

نور الدین ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۲ء

از دار الامان قادیان

ایک مخلص نوجوان کی وفات

نہایت افسوس اور دلی رنج سے لکھا جاتا ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص اور سرگرم قابل نوجوان چودھری غلام احمد صاحب بی۔ اے پوسٹماسٹر جالندھر چھاونی نے ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو بعارضہ جنون انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم سلسلہ کا ایک قابل قدر رکن تھا۔ اشاعت وتبلیغ کے لئے خدا تعالی نے اسی ایک خاص جوش اور قوت عطا کی تھی۔ الحکم کے ساتھ انھیں ایک خاص انس اور محبت تھی۔ غرض مرنیوالے میں بہت سی خوبیاں تھیں مرحوم نے اپنی یادگار تین بیٹے اور ایک لڑکی چھوڑی ہے۔ جو نابالغ ہیں احمدی جماعتوں سے درخواست ہے کہ حسب رہبر یقیناً مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔ اللہ تعالی مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے آمین۔ چونکہ چوہدری صاحب کو الحکم کے ساتھ خاص محبت تھی اس لئے میں کسی ایسے شخص کے نام جو اخبار کی قیمت ادا نہ کرسکتا ہو انکی یادگار میں مفت ایک پرچہ جاری کردونگا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

(۱) عوام ۔ صہ

(۲) خواص سے ۔ عہ

(۳) ہندوستان سے باہر ۔ ۶ روپے

(۴) غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۔ ۱۲ آنے

اخبار الحکم قادیان

۷ ۔ نومبر ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ۔ دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۴۳ ۔ قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے ۔ جلد ۱۶

کیا آپکو معلوم نہیں

کہ مولوی ثناء اللہ منکر امرتسری کے مایۂ ناز چھوٹے سے رسالہ "الہامات مرزا" کا مکمل مفصل اور مدلل مسکت تحقیقی جواب باصواب نہایت شائستہ اور متین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مسلم اہل قلم اخویم شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم سلمہ الرحمن نے لکھدیا ہے جس کو عاجز خادم الحق نے جس کے دل میں تمام احمدیوں سے بڑھکر بفضل خدا ثنائی سکائنڈ کی پردہ دری اور اس کی بیہودیت کو طشت از بام کرنیکا حقیقی جوش ہے محض الہی تائید سے بڑی تقطیع پر طبع کر کے عین عید الفطر کے دن شائع کر دیا ہے۔ اس جواب کا نام **آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا** ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے مجیب یعنی شیخ تراب صاحب کے مسودہ پر دست مبارک سے الفاظ ذیل ارقام فرما دیئے کہ "شیخ صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو **روح القدس سے موید فرمائے یہ میری دلی دعا ہے**" سو واقعی اس دعا کے طفیل اور صدقہ سے شیخ صاحب سلمہ نے اس کتاب کو روح القدس کی تائید سے ہی لکھا ہے جس کا اندازہ معبر اہل علم مطالعہ کرنے سے بخوبی کر سکتے ہیں ہر ایک پیشگوئی پر سیر کن بحث کی ہے جس سے کتاب ضخیم ہو گئی ہے۔ اور ۲۳ جزو پر ختم ہوئی ہے بغرض اشاعت اس عاجز نے اس کی قیمت بے جلد کی عہ اور مجلد کی عہر مع محصولڈاک رکھی ہے۔ اگر آپ نے اس کا ابتک مطالعہ نہیں کیا تو فوراً طلب کر کے ملاحظہ فرمائیے۔ پڑھ کر اگر آپ یہ نہ بول اٹھیں سے جادوے چند دادم جان خریدم ❊ بحمد اللہ زہے ارزاں خریدم ۔ تو ہمارا ذمہ قیمت مع محصولڈاک بجلد عہر بیجلد عہ

المعلن

عاجز قاسم علی ایڈیٹر اخبار الحق و رسالہ احمدی دہلی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

توحید اور رسالت کو ساتھ ساتھ رکھا ہے اور اطیعوا اللہ کے ساتھ اطیعوا الرسول کو ضروری قرار دیا ہے اور بالآخر و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کہہ کر تمام دار و مدار رسالت پر رکھ چھوڑا ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ خدا کی ہستی کا حقیقی ثبوت صرف رسول کا وجود ہوتا ہے اور رسول اللہ سے الگ ہو کر توحید کا اقرار محض لفظ پرستی ہے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں اور یہ توحید اور رسالت کا مسئلہ ہی ہے جو ہزاروں دفعہ دنیا میں ظاہر ہوا اور جب کبھی یہ مسئلہ زنگ آلود ہو گیا تو خدا تعالیٰ نے اپنے کسی بندہ کے ذریعہ اس مسئلہ کو صیقل کر دیا۔ اور یہی مسئلہ توحید اور رسالت ہی ہے جو تمام انبیاء کی بعثت کی اصل غرض رہی ہے اور یہی وہ عقیدہ ہے جسکو حضرت سرور عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا سمجھا اور صاف کیا کہ اُمت محمدیہ نے اپنا اعتقادی قرار دے لیا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور صرف لا الٰہ الا اللہ کو بغیر اتباع حضرت نبی کریم پکارنا ایک شیطانی فعل قرار دیا اور یہی وہ اعتقاد ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا ہوئے اور یہی وہ اعتقاد ہے جس پر حضرت مسیح موعود نے وفات پائی اور یہی تمام احمدیوں کا مذہب ہے اور ہونا چاہیئے۔

اگرچہ آجکل ہر طرف سے یہ صدائیں سننے میں آتی ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ پڑھنا قرآن مجید کے مطابق نہیں اور توحید کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ کی رسالت کا اقرار کرنا سراسر شرک و بدعت ہے۔ اور قرآن کریم میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اکٹھا موجود نہیں۔ اور نہ ہی یہ قرآن کریم کا حکم ہے کہ تم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھو۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ مضامین میں اس قسم کے بھی تمام اعتراضات کا جواب ہو جاوے وباللہ التوفیق

قبل ازیں میں مختصر طور پر اشارہ کر چکا ہوں کہ وہ خدا حقیقت میں خدا نہیں جو رسولوں سے تو ہمکلام نہیں ہوتا مگر رسولوں کے منکروں کی کھوپری میں وہ اپنا مسکن بنائے ہوئے ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے معترض جو شیطان کی توحید کے قائل ہوتے ہیں شیطان کو موحد مانتے اور شیطان کی طرح موحد ہوتے ہیں حقیقت میں وہ بڑے متکبر ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو رسول اللہ کے ماتحت بنانے میں اپنی ہتک عزت خیال کرتے ہیں۔ اور سچی بات یہی ہوتی ہے کہ وہ خدا کی ہستی سے بالکل ناآشنا ہوتے ہیں اور خدا سچ مچ وہی ہوتا ہے جو رسولوں سے ہم کلام ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان کے لئے لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ نہایت ضروری ہے اور سچی مسلمانی صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار سے وابستہ ہے۔

اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت پر ایمان لانا یا دوسرے لفظوں میں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ ایسا شخص جو کلمہ طیبہ کا قائل ہے وہ پہلے تمام انبیاء کی رسالتوں کا بھی ضرور قائل ہوگا کیونکہ نبیوں کے سردار جناب حضرت محمد مصطفےٰ نے تمام دنیا کے آگے یہ تعلیم پیش کر دی کہ

امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون۔
کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ۔

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلعم اور دیگر ہر ایک مدعی رسالت بھی اپنی رسالت پر ایمان لاتا ہے اور تمام مومنین کا یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کی تمام رسالتوں۔ کتابوں اور رسولوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور رسولوں میں سے کسی ایک کو بھی رسالت کے عہدہ سے کم یا زیادہ نہیں سمجھتے۔ نہ ہی تو کسی رسول کی رسالت کا انکار کرتے ہیں اور نہ ہی کسی رسول اللہ کو خدائی کا مرتبہ دیتے ہیں بلکہ تمام رسولوں کو اُمت واحدہ مانتے ہیں اور کسی ایک رسول اللہ کا بھی انکار نہیں کرتے۔ ہاں رسولوں کے مدارج کو مانتے ہیں اور خدا کے کلام میں جس جس رسول کی جو جو خصوصیات ہوں اپر ایمان رکھتے ہیں اور مصلحین کے دعاوی اور اصلاح کو مدنظر رکھ کر بلحاظ مدارج کے ان میں ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک کو رسول اللہ مانتے ہیں اور رسولوں کی جماعت میں ان سب کو شامل سمجھتے ہیں اور کسی ایک رسول اللہ کو بھی اس جماعت سے علیحدہ نہیں سمجھتے اور تمام رسولوں پر ایمان لانا باعث نجات خیال کرتے ہیں اور یہی وہ عقیدہ ہے جس پر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے وفات پائی اور یہی وہ تعلیم ہے جو خدا کی طرف سے انھوں نے لوگوں کو سکھلائی غرض تمام رسولوں کی رسالت پر ایمان لانا جیسے کہ پہلے نمبر میں بھی لکھا جا چکا ہے یہی حقیقی اسلام ہے اور جو شخص حضرت محمد مصطفےٰ کی رسالت کا انکار کرتا ہے اور پہلے تمام انبیاء کی رسالتوں کا قائل ہو قرآن کریم کی رُو سے وہ حقیقی کافر ہے اس کے اعمال حبط ہو چکے ہیں اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے ہاں جو حضرت محمد مصطفےٰ کی رسالت کا قائل ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ تمام انبیاء کی رسالتوں کا قائل ہے، وجہ یہ ہے کہ خود حضرت محمد مصطفےٰ تمام انبیاء پر ایمان رکھتے تھے اسی طرح حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء پر ایمان لانا اس کے یہی معنی ہیں کہ گذشتہ تمام انبیاء پر ایمان لایا گیا ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ کو تمام انبیا کا سردار مان لیا گیا ہے لیکن جو شخص پہلے تمام انبیاء کی رسالتوں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان بعثت

نمبر (۳)

پہلے نمبروں میں نہایت وضاحت سے یہ بات بیان کر دی گئی تھی کہ اُمت محمدیہ میں سے جناب حضرت مسیح موعود نے اُمتی ہونے کی حقیقت کو ایسے بدرجہ اتم تک پورا کیا کہ اپنے مطاع نبیوں کے سردار جناب حضرت محمدؐ مصطفےٰ کی اتباع میں فنا ہو کر بالآخر خدا کیطرف سے جری اللہ فی حلل انبیاء کا خطاب پایا۔ اور خدا تعالیٰ نے انہیں اپنی مرضی سے **مامور** کیا اور اپنر بارش کی طرح یہ وحی الٰہی نازل کی کہ وہ مسیح موعود ہیں۔ اور سچ مچ **نبی اللہ** اور **رسول اللہ** ہیں۔ لیکن آج ہم اس مسئلہ پر ایک اور پہلو سے بھی روشنی ڈالتے ہیں اور اس کے بعد انشاء اللہ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح کی وہ تحریریں بھی درج کر دینگے جن سے ہمارے اس دعویٰ کی تائید ہوتی ہے۔

اگرچہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت محمدؐ مصطفےٰ کے بعد صرف حضرت مسیح موعود ہی وہ وجود باجود ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اور نیز حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کر کے پکارا ہے اور گذشتہ تیرہ صدیوں میں دوسرا کوئی شخص بھی اُمت محمدیہ میں سے ایسا نہیں گذرا جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طرح خدا تعالیٰ نے مامور من اللہ کر کے بار بار نبی اللہ اور رسول اللہ کے ناموں سے پکارا ہو لیکن اس سلسلہ مضامین سے ہماری یہ منشاء ہے کہ غیر احمدی لوگ عموماً اور احمدی خصوصاً حضرت مسیح موعود کے دعاوی سے گہری واقفیت حاصل کریں۔ اور حضرت مسیح موعود کی بعثت کی جو شان خدا کے نزدیک ہے اس سے آگاہی حاصل کر کے ایک ہی **حبل اللہ** کو پنجہ مارے ہوئے ہوویں۔

تمام فرقہ ہائے اہل اسلام اس بات کو مانتے ہیں کہ نسل انسانی اشرف المخلوقات ہے اور خدا تعالیٰ نے تمام حیوانات سے بنی آدم کو فضیلت بخشی ہوئی ہے۔ اور صرف انسان کو ہی یہ فضیلت ہے کہ وہ ظلوماً اور جہولاً کی صفات سے متصف ہو کر شریعت الٰہی کے بوجھ کا متحمل ہو سکتا ہے۔ اور انسانوں میں سے خدا تعالیٰ اپنی مرضی سے بعض وجودوں کو اپنے احکام پہنچانے کے لئے چُن لیا کرتا ہے اور ایسے تمام انسانوں کو جنہیں خدا تعالیٰ اپنے کلام پہنچانے کے لئے مخصوص کر لیتا ہے قرآن کریم کی اصطلاح میں **رسول اللہ** کر کے پکارا جاتا ہے اور ایسے انسان کی رسالت پر ایمان لانا موجب نجات ہوتا ہے۔ اور ایسے شخص کے انکار سے تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔

ہم سب اس بات کو مانتے ہیں کہ بڑے سے بڑا عہدہ جو بشر کے لئے ممکن ہے وہ صرف عبدہ ورسولہ کا ہے۔ اور عہدہ رسالت سے اوپر اگر کوئی درجہ ہے تو وہ خدائی ہے جو صرف ایک ذات واحدٌ لا شریک کو ہی سزاوار ہے۔ دوسرے کا اس میں ایک ذرہ حصہ نہیں۔ کسی بشر کی نیکی اور اعلیٰ صفات کی اگر بڑی سے بڑی تعریف کی جاوے تو وہ اس سے بڑھ کر نہیں ہوگی کہ وہ رسول اللہ ہے۔ بعض رسولوں کی شان میں بہت غلو کیا گیا ہے اور اطراء سے کام لیا گیا اور انھیں خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کے پکارا گیا مگر قرآن کریم نے ان رسولوں کی سچی عزت اور عظمت صرف ایک بات میں قرار دی کہ انھیں رسول اللہ کے نام سے پکارا جاوے۔ اس لئے نبیوں کے سردار جناب حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اعلیٰ سے اعلیٰ جو لفظ اپنے لئے پسند کئے وہ عبدہ ورسولہ تھے۔ اور خدا کی توحید کیساتھ دوسرے انبیاء کی طرح اپنے آپ کو صرف رسول اللہ منوانا کافی سمجھا گیا اور اپنا حقیقی عہدہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا۔ اور **انا البشر مثلکم۔ یوحیٰ الی** کو ہی اپنے دعوے کا اصل الاصول مقرر کیا اور بار بار بیان کیا کہ جسطرح تمام انبیاء نے توحید اور رسالت کو ہی اپنے دعوے کا اصل اصول قرار دیا اور اپنے بشر اور رسول ہونیکا اقرار کیا اسی طرح میں بھی توحید اور رسالت ہی منوانے کو آیا ہوں یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام اپنے تمام عقائد کا بیان اس کلمہ طیبہ میں بیان کر دیا کرتے ہیں یعنی

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

غرض توحید اور رسالت ہی مسلمان کی نشانی ہے اور جو شخص صرف لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہو اور توحید کیساتھ رسالت کو ضرور نہیں سمجھتا یا اس توحید کا قائل نہیں جس کی تعلیم خدا کے رسول دیتے رہے اور جو شخص خدا کو ان صفات کا موصوف نہیں سمجھتا جن صفات کا موصوف خدا کو انبیاء علیہ السلام سمجھتے رہے اور اس توحید سے منحرف ہے جو رسول لے کر آئے اور اپنے دماغ میں ہی خدا کی وحدانیت کا کسی طرح سے قائل ہے مگر وہ وحدانیت ایسی ہے جو رسالت پر ایمان لانا ضروری نہیں سمجھتی تو ایسی توحید موجب نجات نہیں۔ اور قرآن کریم کی رو سے ایسا موحد جو رسالت کا منکر ہو شیطان۔ ضال اور حقیقی کافر اور جہنمی قرار دیا گیا ہے۔

غرض توحید کیساتھ جس چیز پر ایمان لانا لازمی ہے اور جس چیز کے بغیر توحید محض نامکمل رہتی ہے وہ رسالت ہے۔ اور قرآن کریم نے جو

مل سکیگا (وباللہ التوفیق)

اور حقیقت میں آپ کی صحبت سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا موقعہ سالانہ جلسہ پر ملنا چاہئیے۔ میں صدر انجمن کو اس امر کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کرونگا کہ اس سال جلسوں کا وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت کی طرح بعد نماز ظہر رکھا جاوے ظہر اور عصر کی نمازیں جمع ہو کر پڑھے جانے کے بعد شام تک اجلاس ہوتا رہے بہت لیکچروں کی ضرورت نہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریریں اور انجمن کی سالانہ رپورٹ کفایت کر سکتی ہیں کیونکہ

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور زیادہ وقت مل سکیگا۔ بہرحال یہ امر حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور اذن پر موقوف ہے۔

سالانہ جلسہ میں احمدیہ کانفرنس ایک کام کی چیز ہے اور اس کو نہایت مفید اور کارآمد بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے احمدیہ کانفرنس کا اتنا ہی کام نہیں رہنا چاہیئے کہ وہ بجٹ پاس کردے یا چندوں کے متعلق کوئی ریزولیوشن تجویز کردے بلکہ احمدیہ کانفرنس میں بعض اہم اور ضروری امور پیش کرنے مناسب ہیں جو قوم کی **اصلاح** کے لئے مفید ہوں۔

بجٹ کا احمدیہ کانفرنس میں پیش کرنا تحصیل حاصل ہے کیونکہ جبکہ بجٹ پاس کرنے سے پہلے احمدی انجمنوں کے پاس بھیجا جاتا ہے اور وہ اپنے جلسوں میں کسیقدر غور کر کے اسے پاس کر چکی ہوتی ہیں تو دوبارہ اس پاس کردہ کو ان کے سامنے رکھنے سے کیا فائدہ؟ میری رائے میں اس عمل کو نا فائدہ تحصیل حاصل سمجھ کر اس وقت کو کسی مفید کام میں لگانا چاہئیے

اور وہ یہ ہے کہ قوم میں علمی اور **اقتصادی** اصلاح کا کام اس کانفرنس کے ذریعہ شروع کیا جاوے۔ اس کے لئے ضرورت اس امر کی ہوگی کہ **کانفرنس** کو صدر انجمن کے ماتحت ایک جداگانہ شے قرار دیا جاوے۔ جسطرح **علیگڑھ کالج** میں ٹرسٹیوں کا بورڈ ایک الگ چیز ہے اور اس کے ماتحت ایجوکیشنل کانفرنس ایک الگ صیغہ ہے۔ **احمدی کانفرنس** ایک بابرکت چیز ہو سکتی ہے بشرطیکہ اسکو صراط مستقیم پر چلایا جاوے۔ احمدی کانفرنس میں بجٹ وغیرہ کے جھگڑوں کی بجائے ان امور پر غور اور تبادلۂ خیالات ہونا چاہئیے جو قومی زندگی کا ایک خاص جزو ہیں مثلاً

۱۔ احمدیہ کانفرنس میں یہ معاملہ پیش ہو کہ ہمیں اشاعت سلسلہ کے لئے مختلف شہروں میں **ریڈنگ روم** کھولنے چاہئیں

۲۔ ضلعوار واعظ مقرر کرنے چاہئیں

۳۔ اس امر کی خصوصیت سے پابندی کی جاوے کہ احمدی غیر احمدیوں میں لڑکیاں نہ دیں۔

۴۔ ہر جماعت اپنی اپنی جگہ اگر مسجد نہیں رکھتی تو مسجدیں بنا دے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ پختہ اور عالیشان مسجدیں ہوں بلکہ خواہ وہ مٹی کے چبوترے ہی کیوں نہوں مگر مسجدیں ضرور ہوں

۵۔ ہر انجمن ایک شخص اپنی طرف سے منتخب کر کے قادیان بھیجے جو یہاں ایک سال تک کم از کم رہ کر ضروری مسائل اور ترجمہ قرآن مجید وغیرہ پڑھ کر وہاں واپس جا کر امامت اور ترجمہ پڑھانے کا کام کرے اور وہی اس جماعت کا واعظ ہو۔

۶۔ احمدی زمینداروں میں تحریک ہو کہ وہ بندوبست میں واجب العرض کے موقعہ پر رواج کی پابندی کو چھوڑ کر شریعت کی پابندی کا اقرار درج کرادیں اور جہاں **پابندی رواج** کے اندراج ہو چکے ہیں وہاں درخواستیں دیکر ترمیم کرائیں۔

۷۔ شادی اور غمی کے فضول اخراجات قوم میں بند کر دئے جاویں اگر کہیں ہوں۔

۸۔ سودی روپیہ کے لین دین سے قوم کے افراد کو منع کیا جاوے اور اس مقصد کے لئے ایک مشترکہ **سرمایہ** سے ایک **بنک** کے اجراء کی تجویز کیجاوے۔

۹۔ لاوارث بچوں اور بیوگان کی حفاظت کے لئے پراویڈنٹ فنڈ کھولنے کی تحریک کیجاوے

۱۰۔ قوم میں مفید احمدی لٹریچر پھیلانے کے وسائل پر غور کیا جاوے۔

۱۱۔ اپنے جائز حقوق کے وسائل پر غور کیا جاوے

۱۲۔ یونیورسٹی کے فیلوز اور کونسلوں کے ممبروں میں ہمارا حصہ ہو۔

۱۳۔ **سلسلہ عالیہ** اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخ اور لائف لکھنے کا کام شروع کیا جاوے۔

۱۴۔ مختلف مقامات پر ابتدائی احمدی مدارس جاری کئے جاویں

۱۵۔ ہمارے مقدمات عدالتوں میں نہ جاویں بلکہ قومی پنچایت انھیں طے کرے۔

غرض یہ باتیں میں نے مشتے نمونہ از خروارے لکھی ہیں اسی سلسلہ میں بہت سی باتیں ہیں جو میں لکھ سکتا ہوں اور ان میں سے بھی ہر ایک پر بڑے بڑے آرٹیکل لکھے جا سکتے ہیں۔ اور انشاء اللہ کوشش کرونگا کہ ان میں سے بعض پر کچھ لکھوں غرض **احمدی کانفرنس** کو ایک مفید **آرگنزیشن** بنانا چاہیئے۔ صدر انجمن اگر اس سوال پر غور کرے تو میں امید نہیں کرتا کہ اس کی تائید کے لئے طیار نہو اور قوم کے

کا قائل ہے اور حضرت مسیح موعود کی رسالت کا انکار کرتا ہے اور بمقبول ا لعبد ولست مرسلا کے ماتحت اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود کا دشمن قرار دیتا ہے وہ قرآن کریم کے رو سے اپنے اوپر نجات کا دروازہ بند کرتا ہے۔ اور جیسے کہ پچھلے مضمون میں بتایا گیا تھا حضرت مسیح موعود کا منکر حقیقت میں لانفرق بین احد من رسلہ کی تعلیم کو پس پشت ڈالتا ہے اور مومنوں کی روش سے انکار کرکے منکروں کی چال اختیار کرتا ہے اور سوچنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ تمام رسول حقیقت میں ایک ہی جماعت کا حکم رکھتے ہیں جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان ھذا امتکم امۃ واحدۃ یعنی تمام رسولوں کی اُمت ایک امت واحدہ ہے۔ تمام رسولوں کی رسالت ایک ہی منہاج محک اور معیار پر پرکھی جاسکتی ہے اور کوئی ایک رسول بھی الگ طور پر مدعی نہیں ہوتا اور ماکنت بدعا من الرسل ہی ان کا مقولہ ہوتا ہے اور وہ انبیا کے سلسلہ سے جدا ہو کر مدعی نہیں بنتے بلکہ وہ سب کے سب اُمت واحدہ کے ماتحت ایک ہی جماعت ہوتے ہیں اس لئے تمام رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے اور کسی ایک کے انکار سے تمام رسالتوں کا انکار سمجھا جاتا ہے۔ (باقی آئندہ)

ہمارا سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے

سالانہ جلسہ میں اب تھوڑا وقت باقی رہ گیا ہے اور اس وقت سے ہی اس کے لئے تحریک کرنا مفید اور مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ الحکم کے سوا ہمارے دوسرے معاصرین ان وقتی اور ضروری تحریکوں میں کم حصہ لیتے ہیں۔ بحالیکہ انھیں جلسہ سے پہلے قوم میں جلسے کے لئے زبردست تحریک اور جوش کے لئے قلم اٹھانا چاہیئے۔ اُمید ہے وہ اس فروگذاشت کے متعلق اپنے فرض کا احساس کرینگے۔

انسانی فطرت کچھ ایسی واقعہ ہوئی ہے کہ وہ اپنے اندر قوتیں اور جذبات رکھتی ہوئی بھی کسی بیدار کرنے والے کی محتاج ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نبیوں کو مبعوث کرتا ہے۔ تا وہ ان کی سوئی ہوئی قوتوں کو بیدار کریں۔

اسیطرح اگرچہ قوم میں ایک قدرتی احساس قومی کاموں اور ضرورتوں کا ہو لیکن جب تک بار بار انھیں آگاہ نہ کیا جاوے اُس وقت تک سستی اور غفلت اپنا طاری رہتی ہے۔

سالانہ اجلاس کی غرض و غایت بھی زیادہ تر یہی ہوتی ہے کہ تا باہمی تعارف تبادلہ خیالات مشترکہ دعاؤں اور تاثیر صحبت کی وجہ سے غفلت اور کمزوری دور ہو کر ہم اپنے قومی فرض کو شناخت کریں اور اپنے ذاتی اور شخصی اصلاح کے ساتھ قومی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں غرض سالانہ جلسہ اور سالانہ اجتماع ہمارے لئے ایک معمولی جلسہ اور تفریح کا سیلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ وہ ہماری شخصی اور قومی زندگی کی کتاب کا ایک سالانہ محاسبہ کا ورق ہوتا ہے ہمیں دوسرے بھائیوں سے ملکر ان کے اخلاق عادات کے آئینہ میں اپنی عادتوں اور خصلتوں کی اصلاح اور توزین کا موقعہ ملتا ہے اور پھر بہیئت مجموعی قومی کاموں اور سلسلہ کی سالانہ کارگذاریوں پر غور کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس ضرورت کے احساس پر مالی قربانی کی تحریک ہمارے اندر شروع ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہ ایک قومی اور ذاتی بھلائی کا کام ہے۔ اس لئے اسکو مفید۔ موثر اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے جہانتک ہماری ذات کا سوال ہے ہمیں پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ پس سب سے پہلا کام ہر احمدی کا یہ ہونا چاہیئے کہ وہ سالانہ جلسہ پر آنے کے لئے ابھی سے طیاری کرے طیاری کرنے کے یہ معنی نہیں کہ اسے نہایت قیمتی کپڑوں کے سوٹ سلوانے چاہئیں۔ یا نمائش کے سامان اور اسباب پر روپیہ خرچ کرنا چاہیئے بلکہ طیاری سے یہ مطلب ہے کہ جہانتک ممکن ہے اپنی معمولی ضروریات کو بھی کم کرکے جو کم ہو سکتی ہیں قومی ضرورتوں کے لئے اپنے اندر مالی قربانی کا جذبہ اور یہاں آنے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے دعاؤں سے کام لیا جاوے کیونکہ ہر قسم کی پاک توفیق صحت فرصت اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے ملتی ہے۔

اس مرتبہ ہمارے سلسلہ کے نہایت ہی پیارے اور مایہ ناز اولوالعزم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سفر حج اور سیاحت بلاد اسلامیہ کے باعث جلسہ میں شامل نہ ہو سکینگے۔* السا ہی بلند طلیق اللسان خواجہ صاحب بوجہ سفر لندن یہاں موجود نہ ہونگے۔ اور اب جبکہ انھیں حضرت امیر المومنین نے کالج میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے تو اس سالانہ جلسہ کے موقع پر خواجہ صاحب کی واپسی کی کم اُمید ہے۔ اس لئے ہمارے احباب اُن مسافرین لندن و مصر کے لئے دردِ دل سے ان کی کامیابی کے ساتھ واپسی کی دعائیں کرتے رہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ سالانہ اجتماع کے لئے کوئی شخصیت اگر جاذب ہو سکتی ہے تو وہ حضرت امام کی شخصیت ہے اور خدا کے فضل سے اس وقت جبکہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں اس کی صحت گذشتہ سال کے انھیں ایام سے زیادہ اچھی اور قابل شکر گذاری ہے۔ اور ہم خدا کے فضل سے یقین کرتے ہیں کہ اس مرتبہ آپ کے ملفوظات اور نصائح کے لئے پہلے سے زیادہ وقت اور موقع

* اس مضمون کی سیاہی ابھی خشک نہ ہوئی تھی کہ معلوم ہوا حضرت خلیفۃ المسیح نے صاحبزادہ صاحب کو واپسی کے لئے لکھ دیا ہے اس لئے اُمید ہے وہ جلسہ پر آجائیں۔ (ایڈیٹر)

نہیں ہونی چاہئے جس سے اسلام کی ہتک ہو یہ یقیناً یاد رکھو کہ **اسلام اسوقت خطرہ میں نہیں ہے** - دُنیا کی کوئی طاقت اور کوئی مذہب **اسلام کو نہیں جیت سکتا اسلام کی فطرۃ** میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ دنیا میں **مظفر و منصور** ہو - کوئی شخص **اسلام** کو اپنے عملی **رنگ** میں لیکر جاوے وہ یقیناً کامیاب ہوگا - مسلمانوں کو یہ روز بد مسلمان نہ رہ کر دیکھنا پڑا ہے - اللہ تعالیٰ نے یہ زمانہ **اسلام کے غالب کرنے** کے لئے مقدر کر رکھا ہے - یہ وقت **اظہار الدین** کا ہے - ہاں اگر مسلمان مسلمان کہلا کر مسلمان نہ رہینگے تو خدا تعالیٰ اس نسل کا خاتمہ کر دیگا - اور ایک اور قوم کو لائیگا جو اس کے **اظہار** کا موجب ہوگی - مگر افسوس ہوگا ہم پر اگر ہم وہ قوم نہ بنے جو غلبہ اسلام ظاہر کرنے والی ہو اس لئے میں ادب کے ساتھ اپنے مسلمان **معاصرین** کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ **حد اعتدال** سے آگے نہ گذریں اور جوش دلانے کے لئے ایسی صورتیں اختیار نہ کریں جو کسی پہلو سے **شعار اسلامی** کی ہتک کرنے والی ہوں ایک اور امر کی طرف توجہ دلانا بھی میرا فرض ہے اور وہ یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ شروع جنگ سے ہی ہمارے معاصرین نے نہایت متکبرانہ انداز اور لہجہ میں **احزاب** کا ذکر کرنا شروع کیا - کسی کو لومڑی **بنایا** اور کسیکو گیدڑ کسیکو مینڈک وغیرہ یہ امر اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں - ایسے موقعوں پر نہایت انکساری اور تضرع اور رجوع الی اللہ کی ضرورت ہوتی ہے - اور کثرت پر بھروسہ عجب ہمیشہ ندامت کا موجب ہوتا ہے - اللہ تعالیٰ بعض اوقات ایک قلیل جماعت کو قابو اور قدرت عطا کر دیتا ہے - تم یقیناً یاد رکھو لاکھ کی تعداد کچھ نہیں بنا سکتی جب تک کہ فضل الٰہی شامل حال نہو - اور جب فضل ربانی مؤید ہو تو قلیل جماعتوں نے دشمن کو پراگندہ کر دیا ہے - پس اس طریق کو چھوڑ دو یہ خدا کو ناپسند ہے -

بالآخر والنٹیر بھیجنے اور قرضہ دینے کی تجویزیں بڑے جوش کے ساتھ اخبارات میں گشت کر رہی ہیں اول الذکر تجویز کے لئے گورنمنٹ سے اجازت لینا ضروری ہے اور میں نہیں سمجھتا کیوں اس کے متعلق یہ فرو گذاشت ہوا ہے علاوہ بریں یہاں کے والنٹیر نرکوں کو یقیناً کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکینگے بلکہ ان کے لئے اندیشہ ہے کہ موجب زحمت نہوں - اس لئے جو لوگ اس موقعہ پر اپنے نفوس کو پیش کر چکے ہیں وہ بہتر ہے کہ وہ اس قدر روپیہ دیدیں جو وہ سفر کی صورت میں خرچ کرنا چاہتے ہیں اور یہاں ہی رہکر دعاؤں سے اپنے بھائیوں کی مدد کریں -

رہی قرضہ کی تحریک روپیہ کی امداد کے پہلو سے خوش کن ضرور ہے مگر اس میں کامیابی قریباً ناممکن ہے ہندوستان کے مسلمانوں کی مالی حالت عیاں ہے ایسی حالت میں میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ اس رنگ میں کیا کر سکینگے - بہرحال اس کا جواب واقعات دیدینگے -

قرضہ کی تحریک کو جاری رکھنے میں اسیوقت فائدہ ہے جب اس میں کامیابی کی توقع ہو ورنہ مناسب یہی ہے کہ اعانتی رقوم پر زور دیا جاوے - جس کے لئے اسوقت کامیابی کی ہر قسم کی امیدیں ہیں ان تمام باتوں کے ساتھ اس بات کو کبھی دل سے محو نہیں کرنا چاہئے کہ یہ کام محض **اخلاص** اور **صواب** سے ہو - امید ہے جن امور پر میں نے روشنی ڈالی ہے ان پر غور کرنے کی کوشش کی جائیگی - وباللہ التوفیق

دارالامان کا ہفتہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بعافیت ہیں اور آپ کی توجہ جیسا کہ پچھلے اخبار میں شائع کیا گیا تھا آجکل **جماعت** کی **اندرونی** اصلاح کی طرف بہت ہے اور طبیعت میں باوجود رحم و کرم کی فطری سرگرمیوں کی کبھی جلالی شان **فاروقیت** جلوہ گر ہو جاتی ہے - مگر عموماً **اخلاق** سے [illegible] غریب نوازی سے کام لے رہا ہے - آپ کی توجہ اور نصائح کا مرکزی نقطہ آجکل یہی ہے کہ **نیک بنو اور ایک ہو جاؤ**

۲ - اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک میں آپنے اپنے ہاتھ سے چار خط لکھے ہیں **صاحبزادہ صاحب** قبلہ کو حج سے فراغت کے بعد واپسی کا مشورہ دیا ہے اس لئے کہ سمندری سفر نے آپ کی **صحت** پر اچھا نہیں کیا - احباب خصوصیت سے اپنے مخدوم کے لئے دعا کریں - حضرات انصار اللہ توجہ فرماویں

براوران لندن میں سے دو بھائیوں کے خط میں ایک عجیب فقرہ لکھا ہے کہ "لندن ایسا شہر نہیں کہ وہاں کا مذہب اسلام کے مذہب کا مقابلہ کرے - ہاں ہاں شراب اور نوجوان عورتیں زبردست جوانوں پر خطرناک حملہ کر سکتی ہیں ولا **عصمۃ الا من عصمہ اللہ** اور جس طرح مذہب اور قویٰ پر حملہ کرتی ہیں اسیطرح مال پر بھی ان کا حملہ ہوتا ہے" اس فقرہ میں جس خوبی اور لٹریری کمال سے ... انہیں آپنے نصیحت فرمائی ہے لاریب سخن گفتنی ... کا نمونہ ہے

خواجہ صاحب نے بھی ایک طویل اور مفید خط لکھا ہے جس میں وہاں کی جدت پسندیوں کے اثرات سے متاثر ہونے کے عجیب اصول بتائے ہیں غالباً برادرم **صادق** اس خط کو چھاپ دینگے -

۳ - بنگال مشرقی کے مقام برہمن بڑیا سے مولوی سید ابو احمد صاحب ایک مشہور فاضل تحقیقات کامل کے بعد از سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے ہیں ان کے حالات مفصل انشاء اللہ لکھے جاوینگے -

۴ - برادرم صادق ایڈیٹر بدر اور شیخ رحیم بخش صاحب نومسلم ملک سندھ میں ایک خاص تقریب پر تشریف لے گئے ہیں وہاں عیسوی **مذہب** کے ایک حملہ کا مقابلہ مقصود ہے انکے لئے نصرت اور تائید الٰہی کی دعا ہے -

۵ - عزیز محمود احمد خلف ایڈیٹر الحکم نے ایک مفید مضمون احب الاشیا لسان المحبوب کے عنوان سے ناظرین الحکم میں عربی زبان سے دلچسپی پیدا کرنے کے لئے لکھا ہے جسکا ایک حصہ اگلی اشاعت میں انشاء اللہ درج ہوسکے احباب اپنے اس خادم کے لئے خصوصیت سے دعا کریں - ۶ - میرے مکرم بھائی بابو منظور الٰہی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کا مجموعہ نہایت ... کیا ہے - وہ اسے آجکل قادیان میں بیٹھ کر لکھوا رہے ہیں - امید ہے جلد چھپ جاوے - اس سے ایک بڑی ضرورت انشاء اللہ پوری ہوجاوے گی احباب انکی اعانت کریں -

اہل الرائے لوگ بھی اسپر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

یہ آرگنزیشن صدر انجمن کے ماتحت ہوگا ہاں اس کے لئے عہدہ دار الگ ہونگے یا صرف ایک سکرٹری الگ ہوسکتا ہے۔ جو سال بھر ان تجویزوں کے متعلق عملی تحریکیں کرتا رہے جو سالانہ جلسوں پر ہوا کریں۔ میں نے یہ باتیں نہایت خیرخواہی اور قومی بھلائی کے نکتہ خیال سے پیش کی ہیں۔ اگر احمدیہ کانفرنس کو کوئی مفید چیز بنانا ہے تو اس طرح پر یا اس میں ترمیم کر کے اسکو مفید بنایا جاوے ورنہ اس کا اتنا ہی کام رکھد بنا جواب وہ کرتی ہے محض تحصیل حاصل امر ہے بالآخر احمدی جماعت کو اپنے سالانہ جلسہ کے لئے ابھی سے طیاری کرنی چاہیئے اور اس موقع سے فائدہ اُٹھانے کے لئے خدا تعالیٰ سے توفیق کی دعا کرنی چاہیئے۔ میں بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کلمات میں جو نیک نیتی کے ساتھ قومی بھلائی کے جذبہ سے متحرک ہوکر لکھے گئے ہیں قوت تاثیر پیدا کردے۔ آمین

ٹرکی خطرہ میں ہے یا اسلام

ٹرکی آجکل جنگ احزاب کیوجہ سے جن مشکلات میں مبتلا ہے کچھ شک نہیں وہ ایک سلیم الفطرت انسان کے دل پر چوٹ لگائے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ جوں جوں جنگ کی خبریں متوحش اور حوصلہ شکن آرہی ہیں اسی قدر مسلمانوں میں گھبراہٹ اور تشویش ہورہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ٹرکی کی امداد کے لیے ان میں جدوجہد کا سلسلہ ترقی کررہا ہے۔ ایسی حالت میں کہ مسلمانان عالم کی توجہ ٹرکی کے ساتھ گہری ہمدردی لئے ہوئے ہے اور ہندوستان میں بھی یہ جوش یوماً فیوماً بڑھ رہا ہے اس کے خلاف کسی قسم کی آواز اُٹھانا اپنے آپ کو ہدف ملامت بنانا ہے لیکن حق کے اظہار کے لئے جو انسان ملامت کی پروا کرتا ہے تو یقیناً اس سے بڑھ کر بزدل اور ڈرپوک کوئی نہیں ہوسکتا۔ میں نے گذشتہ نمبروں میں اس امر کا کھُلے دل سے اظہار کیا ہے کہ مسلمانوں کو عساکر عثمانیہ کے شہدا کے پسماندگان کی اعانت و امداد کے لئے روپیہ اور دعاؤں سے کام لینا چاہیئے۔

یہانتک تو صرف امداد کا سوال ہے اور اس کے لئے ہر مسلمان ان محرکین کے ساتھ ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ مسلمان اس جوش میں بعض اوقات شعائر اللہ کو چھوڑنے کی تحریک کر بیٹھتے ہیں۔

یہ جنگ اس میں شبہ نہیں ایک اسلامی جنگ ہے۔ اور مذہب کے سوال کو اس سے تعلق نہ بھی ہو تو بھی مسلمانوں کی حکومت پر اثر پڑتا ہے۔

اس وقت اس جنگ کے اسباب پر بحث کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو اس جنگ کے لئے اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کے لئے ہر جائز کوشش سے کام لینا چاہیئے مگر کوئی ایسی حرکت کرنا جو اسلامی شعائر کے خلاف ہو ایک خطرناک غلطی ہے۔

ابھی اخبارات میں تحریک ہورہی ہے کہ قربانی کی بجائے اس کا روپیہ مجروحین کی امداد میں بھیجدیا جاوے۔

قربانی ایک اسلامی شعار ہے اور حضرت ابوالملتہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر اب تک اسی طرز پر چلا آیا ہے۔ ابتدائے اسلام میں اسلام پر ایسا نازک زمانہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مٹھی جَو کو دوسرے وقت کے احد پہاڑ کے برابر سونے سے بڑھ کر قیمتی بتاتے تھے مگر کبھی اور کسی حال میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا کہ قربانی کے طریق کو بدل کر اسلام کی دوسری ضرورتوں میں اس کے روپیہ کو صرف کردیا جاوے۔

شریعت میں کسی قسم کی ترمیم یا تنسیخ کسی انسان کا کام نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو یہ حق پیدا نہیں ہوسکتا۔ مسلمانوں میں اس قسم کی تحریک کرنا ان کے مذہبی جذبات کو کچل دینا ہے اور ان لوگوں کو جو پہلے ہی سنن اسلامیہ کو ترک کئے بیٹھے ہیں ایک اور شہ دینا ہے۔ قربانی کے اغراض اور مقاصد کچھ اور ہیں اور وہ اسی پہلو میں پورے ہوسکتے ہیں۔ پس اگر اس قسم کی تحریکیں عام کی گئیں اور بعض ناواقف لوگوں نے محض جوش سے اس پر عملدرآمد کیا تو یہی نہیں کہ ٹرکی کو کیا فائدہ پہنچیگا۔

اسلام خود ایک خطرہ میں ہوگا

اگرچہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام کا خود حافظ و ناصر ہے اور اس کو دنیا کی کوئی سلطنت اور قوت ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

اسی سلسلہ میں ایک اور بے ادبی ہورہی ہے ہمارے معاصرین اور لیکچرار جب مسلمانوں کو ٹرکی کی امداد کی تحریک کرتے ہیں اور اس جنگ کے خطرناک نتائج کو پیش کرتے ہیں تو ترکوں کے حقوق کے اظہار میں کہدیتے ہیں کہ وہ حرمین کے محافظ ہیں اس سے بڑھ کر غلطی اور بے ادبی کیا ہوگی حرمین کا محافظ اور نگہبان خود اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون بیت الحرام آیۃ من آیات اللہ ہے۔ اس کی حفاظت کا اگر مسلمان دعویٰ کریں تو یہ بیہودگی ہے۔ حرمین ترکوں کے محافظ تو ہوسکتے ہیں۔ ہاں مسلمان اگر اس آواز پر کان رکھیں اور عملی طور پر لبیک کہیں جو رب ہذا البیت کی طرف سے آئی تو اس میں کچھ شک نہیں وہ بیت الحرام کی تکریم کے عملی اظہار کا موجب ہونگے۔

پس اس جوش میں حد اعتدال سے نہیں گذرنا چاہیئے۔ اور کوئی ایسی حرکت کرنی کی کوشش

احمدی مستورات کے لئے پہلا
اور ماہوار رسالہ

احمدی خاتون

پہلے نمبر کے مضامین ❊ ❊

(۱) کچھ اپنی نسبت
(۲) نورانی کرن یعنی امیر المومنین نور الدین کی تربیت کی باتیں ان کی اپنی زبانی
(۳) پاک لوریاں
(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ عورتوں کو
(۵) شجرہ حقوق اولاد
(۶) اسلام سے پہلے عورتوں کی درد انگیز حالت۔
(۷) نوزائیدہ بچہ کی حفاظت
(۸) سلک مروارید

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے گھرانے میں دینداری کا مذاق پیدا ہو اور مستورات کی تربیت و اصلاح ہو تو احمدی خاتون منگوا کر پڑھیں۔ سالانہ قیمت ؎ جو پیشگی لیجائیگی

درخواستیں بنام
منیجر " الحکم "، قادیان
آنی چاہئیں

کیا آپ بیمار ہیں

جبکہ آپکی طبیعت درست نہو (اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے) آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں مجھے ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے؟ اگر یہ بات مولورات کو سوتے وقت دو یا تین ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈ ڈنس ڈنرپلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی بہ نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کیوجہ سے آنتوں میں فضلہ زیادہ دیر رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت یا ہیجان صفرا صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی یا سوء ہضم۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل دھڑکنا یعنی چکر آنا۔ درد سر نفخ کھٹی ڈکاریں آنا اور مستورات کی بیماریاں وغیرہ اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں ڈونس ڈنرپلس نباتات سے بنائی گئیں ہیں اور مذکورالصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلے ابخرے کو آنتوں سے نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں صفرا یعنی پت کو اچھی طرح بہاتی ہیں جسم کو پاک اور صاف کرتی ہیں اور مرد اور عورت اور بچہ کو جلد ہمیشہ کیلئے صحت بخشتی ہیں۔ بارہ آنے والی

قیمت ۸ ۔ ۸ ۱ ۔ اور ۱۲ ۔ روالی شیشی میں۔ ساٹھ گولیاں ہیں جو بہ والی شیشی سے بگنی ہیں کل دوا فروش فروخت کرتے ہیں ڈون۔ پی اور کمپنی نمبر ۱۰ بمبئی کے پاس سے۔ ڈون کی مرہم ڈونس ایتمنٹ ایک مرہم ہے کسی قسم کی خارش کیوں نہ فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر دفعہ تو ایک ہی دفعہ لگانے سے پھنسیاں جانا۔ بواسیر باہر نکلی ہوئی یا خونی سرخ بادہ۔ داد اور جلد کی ہر طرح کی سوزش۔ چنبل اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالتیں شفا بخشنے کیلئے کافی پائی گئی ہے تمام دواؤں کا ہیکٹ ٹھ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز وطراری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق اندنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون طیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے۔ اول نمونہ منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ فی بکس عہ

طلاء طلسمی

پیرانہ سالی اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اسکو پائیں۔

سرمہ سلیمانی

آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا لاثیمت فیتولہ آٹھ آنہ

سنون دندان

دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا قیمت فی بکس ۴؎

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ
احمدیہ بالسب گڈھ

لڑکیوں کو حصہ نہ دینے کے متعلق ایک سوال کا جواب

الہلال کلکتہ کے ایڈیٹر کی خدمت میں مندرجہ بالا امر کے متعلق ایک سوال کیا گیا ہے اس کا جو جواب ایڈیٹر صاحب الہلال نے دیا ہے میں اسے عام فائدہ کے لئے یہاں درج کرتا ہوں اور اس پر اتنا اور اضافہ کرتا ہوں کہ خدا کے فضل اور شکر کی بات ہے کہ **احمدی قوم میں یہ احیاء شریعت** جاری ہے۔ خود ہمارے سید و مولیٰ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد آپ کی جدی جائداد کی تقسیم شرعی رنگ میں ہوئی ہے اور آپ کی صاحبزادیوں کو شرعی حصہ بڑی خوشی سے دیا گیا ہے اور اس کی طرف عام طور پر جماعت میں توجہ اور تحریک ہے۔ مسلمان اگر بندوبست میں یہ لکھوانا چھوڑ دیں کہ ہم رواج پر عمل کرینگے اور شریعت پر نہیں کرینگے تو اس خرابی کا انسداد انشاء اللہ آسانی سے ہو جائیگا۔ بہر حال وہ استفتا اور اس کا جواب حسب ذیل ہے:۔

ایڈیٹر

پنجاب کے نومسلم جو لڑکیوں کو ترکہ نہیں دیتے

(شیخ بدرالدین صاحب از گوجرانوالہ)

اس ملک میں بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے تمام احکام شرع قبول کرلے ہیں مگر قدیمی ہندوانہ رسم و رواج کے اثر سے اسے منظور نہیں کرتے کہ لڑکیوں کو ترکہ دیں۔ شرعاً اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ اور ہم لوگوں کو ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے؟

(الہلال) پنجاب کی خصوصیت نہیں۔ بمبئی میں بھی جسقدر کچھی۔ میمن۔ اور اسمعیلی خوجے ہیں ان میں اب تک ہندو شریعت کا یہ اثر باقی ہے اور وہ لڑکیوں کو شادی کے وقت بطور جہیز کچھ دیتے ہیں، باقی ترکے میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ فی الحقیقت یہ ایک کھلا لغیہ کفر اور صریح انکار شریعت اسلامیہ ہے۔ شریعت عبارت ہے اُن تمام احکام کلی و جزئی اور اصولی و فروعی سے جو قرآن مجید میں بیان کئے گئے اور جنکو محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعوائے وحی پیش کیا۔ پس احکام قرآنی کے کسی ایک جزو کا انکار بھی اس کے کل کا انکار ہے۔ اور ہرگز اُس شخص کو اپنے تئیں مسلمان کہنے کا حق حاصل نہیں۔ جو احکام قرآنی میں سے کسی جزئی یا فروعی حکم کا بھی منکر ہو۔ پس لڑکیوں کا ترکہ بہ نص صریح قرآنی ثابت ہے۔ **للذکر مثل حظ الانثیین** اور جو شخص یا قوم اس سے منکر ہے اُس کا وہی حکم ہے جو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں منکرین زکوٰۃ کا تھا۔ ان کی مثال اُن منافقین کی سی ہے جو کہتے تھے کہ:۔ **نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا** (شریعت کے احکام میں سے چند باتوں کو مان لینگے۔ اور چند باتوں سے انکار کر دینگے۔ اے پیغمبر یہ چاہتے ہیں کہ اسطرح اسلام و کفر کے درمیان کوئی تیسری راہ اختیار کریں)

آپ کے ملک کے مسلمانوں کا اور علی الخصوص علماء کا فرض ہے کہ جسقدر سعی ان کی اصلاح اور اس حکم شریعت کے احیاء میں ہو سکے اس سے دریغ نہ کریں۔ ابتداء میں وسائل حسنہ عمل میں لائیں۔ باز نہ آئیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر مصلحتاً سختی و درشتی سے بھی کام لیں اور اُن کے ساتھ کھانا پینا اور شادی غمی کی شرکت بالکل بند کر دیں آجکل کے زمانہ میں احیاء شریعت کے لئے سب سے بڑی ضرورت اُس شئے کی ہے اور الحب فی اللہ والبغض فی اللہ اعظم بنیاد ایمان سے ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ موجودہ دور اسلام کے لئے انتہا درجہ کی غربت کا دور ہے۔ اس وقت ہزار نمازوں اور روزوں سے بڑھ کر عبادت یہ ہے کہ شریعت کی کوئی ایک مٹی ہوئی نشانی بھی زندہ کر دی جائے۔ فی الحقیقت یہ کم از جہاد فی سبیل اللہ نہیں۔ زہے نصیب اُس بلند طالع کے جسکو احیاء شریعت کی توفیق بارگاہ الٰہی سے مرحمت فرمائے جائے۔

خطبات نور

اس سے پہلے الحکم میں اس کے متعلق ریویو نکل چکا ہے۔ ہماری جماعت میں ان خطبات کا عام رواج ہونا چاہیئے۔ مجھے یہ معلوم کرکے کہ ابھی تک اس مفید اور مبارک کتاب کی بہت ہی تھوڑی کاپیاں نکلی ہیں سخت افسوس ہوا احباب کو مناسب ہے کہ ایسی مفید کتابوں کو کثرت کے ساتھ شائع کریں کیونکہ ان میں حق و حکمت کی باتیں ہیں جو لوگ قرآن کریم کے سمجھنے کا شوق رکھتے ہیں وہ ان خطبات کو ضرور پڑھیں انھیں ان میں ایک صراط مستقیم ملیگی۔ بابو عبدالحمید صاحب ایڈیٹر پٹیالہ سٹیٹ ریلوے لونکا سے درخواست کریں۔

آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا

مجھے اس امر کی ضرورت نہیں کہ یہ کتاب کیسی ہے۔ ہاں میں اتنا کہونگا کہ اس نے ایک ضرورت کو پورا کیا ہے جب تک الہامات مرزا کا جواب نہیں لکھا گیا ہماری جماعت کے لوگ نہایت تاکیدی خطوط لکھتے اور توجہ دلاتے تھے مگر اب جواب کے شائع ہونے پر وہ خاموش ہیں۔

یہ کتاب بکثرت سے مخالفین میں تقسیم کرنی چاہیئے۔ اگر ہماری انجمنیں دس دس پندرہ پندرہ جلدیں لیکر اس کو
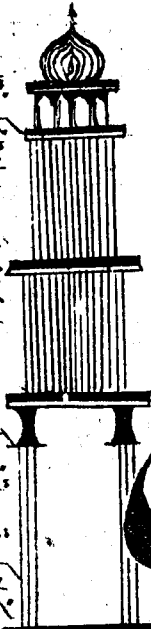
اَحَبُّ الْاَشْیَاءِ لِسَانُ الْمَحْبُوْبِ

مندرجہ بالاعنوان سے میرے بچے محمود نے ایک لمبا آرٹیکل لکھنا شروع کیا ہے۔ ہر چند میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنی تعلیمی زندگی میں اس طرف توجہ نہ کرے۔ بلکہ بعض وقت میں اس کو کسی قدر سختی سے بھی روکتا ہوں۔ مگر اس کی فطرۃ میں ایک جوش ہے۔ خداتعالیٰ کے محض فضل سے اپنے خطبہ میں بڑی جرائت اور دلیری سے بولتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی اور دوسرے بزرگان قوم کی موجودگی میں میں نے اس کی تقریریں سنی ہیں حضرت نے بھی اس کے طرز بیان کو پسند فرمایا ہے۔ اسی طرح اس کو لکھنے کا بھی شوق ہے۔ مندرجہ عنوان پر ایک آرٹیکل لکھکر اس نے مجھے اخبار کے لئے دیا۔

میں نے اس کو پڑھا تو نفس مضمون کے لحاظ سے مجھے بہت پسند آیا میں اس کو بڑی خوشی کے ساتھ الحکم میں درج کرتا ہوں اور اپنے احباب سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اس بچے کے لئے اور اس کے دوسرے بھائیوں کے لئے دعا کریں۔ کہ وہ قرآن کریم کے پڑھنے والے پھر سمجھنے والے۔ پھر عامل۔ پھر اس کی اشاعت وتبلیغ کرنے والے ہوں۔ یہ امر الحکم کے ناظرین سے مخفی نہیں۔ کہ میں نے اپنے بچوں کی زندگیاں دینیات کی تعلیم کے لئے وقف کردی ہوئی ہیں۔ میری دلی منشا یہی ہے کہ علوم عربیہ کو حاصل کریں اور دینیات کی تعلیم سے فراغت حاصل کرکے یورپ کی کوئی زبان سیکھیں اور اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگی کو وقف کریں۔ چنانچہ دو بچے جو مدرسہ احمدیہ

میں داخل ہونے کے قابل تھے اس میں تعلیم پارہے ہیں اور باقی اپنے اپنے وقت پر داخل ہوتے جائینگے۔ وباللہ التوفیق۔ اس لئے مجھ سے اگر کوئی پوچھے تو میں تو کہوں گا۔ کہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں بھیجو۔ محمود مدرسہ احمدیہ کا طالب علم ہے اس لئے یہ قدرتی امر ہے۔ کہ اسے اپنے مدرسہ سے دلی محبت ہو۔ میں اس کی محبت کی قدر کرتا ہوں۔ اس کے خیالات کا اندازہ ناظرین ذیل کے مضمون سے کرینگے میں نے اس مضمون میں کہیں کہیں روابط یا محاورات کی اصلاح ضروری سمجھی ہے ورنہ اصل مضمون کو اسی کے الفاظ میں درج کردیا ہے۔ مضمون کی عمدگی ممکن ہے بعض کو تعجب میں ڈالے۔ مگر جنھوں نے اس کی زبانی تقریریں سنی ہیں وہ جانتے ہیں کہ خدا ہی کے فضل سے وہ اچھے مضمون لکھنے پر قادر ہوتا ہے اور یہ میری

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک وایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

خوش قسمتی اور سعادت ہے اللہ تعالیٰ ایسے نظر بد سے بچائے اور وہ اپنے اولوالعزم نبی زادے کے ہمنام ہونے کی وجہ سے اس کی معنوی خوبیوں کو بھی حاصل کرنے والا ہو۔ آمین! ایڈیٹر

آہ! ایک زمانہ تھا مسلمان مسلمان تھے وہ عاشق قرآن تھے اور اسی عشق کی وجہ سے خادم لسان قرآن بھی تھے نظر آتے

مسلمانان در گور مسلمانی در کتاب

کا نقشہ نظر آتا ہے مسلمانوں کی پستی اور زوال کی داستان ہر شخص کی زبان پر ہے اور ہر ایک لیکچرار سٹیج پر کھڑا ہو کر مسلمانوں کی اس موت پر مرثیہ خوانی کرتا نظر آئیگا۔ مگر جب مسلمانوں کے تنزل اور بربادی کے اسباب بیان کرے گا تو اس میں وہ کمی تعلیم تجارتی بد مذاقی اور دوسری باتیں بیان کرتے کرتے گلے کی رگیں پھلانے لگے گا۔ لیکن اصل باعث سے محض بے خبر ہو گا اس لئے کہ وہ اصل چیز جس کا نام اسلام ہے۔ وہ خود اس سے ناواقف ہے۔ اس اصل باعث کو قرآن مجید نے بیان کیا ہے

ربّ ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا

قرآن کریم کے چھوڑنے ان خود ساختہ مصلحین کو موقع ہی نہیں دیا کہ وہ قوم کی ترقی اور تنزل کے اسباب پر غور کرسکیں۔ ان کی نظروں میں مسلمانوں کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی روک

یورپ کی عدم تقلید ہے

چونکہ وہ یورپ کو دیکھتے ہیں کہ مادی رنگ میں انہوں نے بڑی ترقی کی ہے اس لئے ان کی وحی یورپ سے آتی ہے نہ کہ خدا سے۔ اس تقلید یورپ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ساری توجہ اور کوشش ان کی

انگریزی زبان اور انگریزی لباس

کی طرف ہو رہی ہے۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ جو لوگ انگریزی زبان کے زیادہ دلدادہ ہیں وہ کہتے ہیں۔

انگلش لائیف اینڈ انگلش وائیف

گویا اُن کے نزدیک انگریزی طرز کی زندگی اور انگریزی بی بی ہی معراج کمال ہیں اور اسی راہ سے نجات ہوگی میری ان سطور سے کوئی شخص یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ میں انگریزی زبان یا انگریزی تعلیم کا غالی دشمن ہوں۔ ہرگز نہیں۔ میں انگریزی زبان اور تعلیم کے متعلق جو رائے رکھتا ہوں۔ وہ اسی مضمون میں کسی جگہ آئیگی میں نے اپنے امام حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے منہ سے سنا ہے۔ اور خود انگریزی سلطنت کی زبان ہے اور سلطنت کی زبان بھی ضرور پڑھنی چاہیئے۔ ہاں میں اتنا کہہ دیتا ہوں کہ میں بادشاہ کی زبان کو احکم الحاکمین کی .... کتاب کی زبان پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ ہماری سرکار کی زبان عربی تھی۔ اہل جنت کی زبان عربی ہوگی۔ اس لئے میں تو

احب الاشیاء لسان المحبوب

کے ماتحت عربی زبان کا دلدادہ ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ ہمارے روزمرہ میں بھی عربی ہی کا استعمال ہو جس طرح پر میں دیکھتا ہوں۔ مدرسوں میں۔ کھیلنے کے میدانوں یا بازاروں میں۔ ریل میں ہر جگہ انگریزی ہی بولی جاتی ہے وہاں عربی زبان کا رواج ہو۔

غرض مسلمانوں کے تنزل کے اسباب میں بڑا زبردست باعث قرآن کریم کا ہجر ہے اور یہ ہجر علمی اور عملی دونوں طرح پر ہوا ہے پہلے قرآن مجید کی تلاوت اور اس کا فہم کم ہوا اس کا لازمی نتیجہ عملی کمزوری تھا۔ اب تک بھی ان مدارس میں جو عربی مدارس کہلاتے ہیں قرآن مجید کی تعلیم و تلاوت کی طرف توجہ نہیں ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے تو بارہا فرمایا تھا کہ ہمارے علماء محض بے سود کتابوں کے پڑھنے میں عمریں صرف کر دیتے ہیں۔ ان کے نصاب میں قرآن مجید بالکل نہیں۔ پچھلے دنوں جب ہمارے مدرسہ کے ناظم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ہند کے اسلامی مدارس کا معائنہ کیا تو اس سفر میں میرے ابا صاحب بھی تھے۔ ان سے حالات سفر سننے پر نہایت تعجب ہوا کہ قرآن مجید کا درس ہم نے کہیں نہیں دیکھا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض اور کارناموں میں یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تزکیہ سے پہلے تلاوت ضروری ہے اور پھر اس تزکیہ کے ساتھ قرآنی علوم اور معارف انسان پر کھلتے ہیں کیونکہ قرآن مجید ہی میں فرمایا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ خود تمہیں تعلیم دے گا اور یہ بھی فرمایا لا یمسہ الا المطھرون تزکیہ نفس علوم قرآنی کے حصول کے لئے ایک کلید ہے۔ لیکن جب قرآن مجید کا درس ہی متروک ہو تو پھر قرآن مجید کے ذریعہ جو عملی قوت پیدا ہوتی ہے وہ کیونکر ہو۔

الغرض قرآن مجید کی تلاوت اول متروک ہوئی پھر عملی کمزوری شروع ہوئی۔ اور اب مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ قرآن مجید سے اسقدر ناواقف ہو رہے ہیں کہ ان کے امام (لیڈر)

انگریزی خوان ہیں

اور وہ اپنے لیکچروں میں یورپ اور امریکہ کے فلاسفروں کے مقولے سنانا اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔ اور اپنے گھروں اور کلبوں میں اسی زبان کو جاری کرنا اپنی دانشمندی قرار دیتے ہیں۔ مجھے تو مسلمانوں کی اس حالت پر رونا آتا ہے۔ اور چھوٹا منہ بڑی بات سمجھ کر میں کہتے کہتے رُکتا ہوں کہ ان کو کیا ہوگیا۔ وہ قوم جو ان کے نزدیک مشرک ہے (ہندو قوم) اُنہوں نے انگریزی میں ان سے زیادہ ترقی کی۔ زیادہ فائدہ اٹھایا مگر زبان کے معاملہ میں وہ اپنی مذہبی اور قومی زبان ہندی اور سنسکرت کے پُرجوش مؤید ہیں۔ ان کی تحریروں میں۔ اُن کے لیکچروں میں ہندی الفاظ کا بکثرت استعمال ہو رہا ہے۔ مسلمان ان کے مقابلہ میں اٹھے تو کیا ہاتھ میں لیکر

اردو

اس مقابلہ سے تو ڈوب مرنا بہتر تھا۔ میں اردو کا دشمن نہیں۔ میں اس وقت خود اردو میں لکھ رہا ہوں لیکن او کم ہمتو! اگر اس مقابلہ کے وقت جوش ہی پیدا ہوا

اس جوش سے فائدہ اٹھاکر

عربی کا عام رواج دیتے

جو تمہاری قومی اور مذہبی زبان تھی آہ! اب تھی ہی کہنا پڑتا ہے۔ ہندوؤں نے انگریزی پڑھکر سنسکرت جیسی مردہ زبان کو زندہ کرنا چاہا۔ اور تم نے انگریزی پڑھ کر عربی کو متروک کیا اور عملی رنگ میں اس سے کراہت ظاہر کی

تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ

میں ایک عرصہ تک اردو ہندی کے جھگڑے اخبارات میں پڑھتا رہا آخر مسلمانوں کی کم ہمتی اور اپنی کم علمی اور بے بسی پر اپنے حجرہ میں رو کر چپ ہو رہا۔ اخبار نویس جو قوم کے مصلح اور حکیم ہونے کا دم بھرتے ہیں۔ ان کی یہ حالت ہے کہ معمولی باتوں پر آپس میں ایسی ناروا زبان استعمال کرتے ہیں کہ پڑھنے والوں کو شرم آجاتی ہے مگر ان مصلحین قوم کو اس پر رونا نہیں آتا۔ ان مصلحان امت نے اردو ہندی پر کالموں کے کالم سیاہ کئے۔ مگر کسی کے دل میں یہ جوش پیدا نہ ہوا۔ کہ وہ اس جوش سے فائدہ اٹھاکر قوم کے جذبات کو عربی کی طرف لے جاتا۔ اور تو اور خود ہمارے سلسلہ کے اخبارات نے بھی اس ضرورت کو نہیں سمجھا۔ اردو ہندی کا جھگڑا ابھی ضمناً آگیا۔ ورنہ میں چاہتا ہوں کہ جلد اپنے اصل مطلب کی طرف جاؤں۔

ہاں تو مسلمانوں کی پست ہمتی اور کمزوری کا اصل باعث قرآن کریم کا ہجر ہے اور یہ علمی اور عملی دونوں طرح ہوا ہے میں نے وہ زمانہ دیکھا نہیں۔ کیونکہ میری پیدائش انگریزی فیشن کے دلدادگی کے ایام کی ہے۔ سنا ہے کہ پہلے مسلمان اپنے بچوں کو قرآن مجید پڑھایا کرتے تھے۔ اور ان کی

بسم اللہ

ہوا کرتی تھی۔ مگر اب یہ حالت ہے کہ مسلمان اسے سب سے اول انگریزی تعلیم کی طرف لے جاتے ہیں اور بچے

الحمد للہ رب العالمین

کی بجائے [illegible] It (وہ بڑا سور ہے) پڑھتے ہیں اور والدین خوش ہوتے ہیں کہ زبان انگریزی کے لئے خوب چلتی ہے۔ انگریزی کے ساتھ ہی انگریزی لباس کی طرف توجہ ہونا ایک قدرتی بات ہے۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ خود ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام میں بھی انگریزیت کے اس اثر نے راہ پالیا اور ایک وقت ہمارے پیارے امام خلیفۃ المسیح رضی کو سگرٹ نوشی وغیرہ کے متعلق بڑے پرجوش وعظ کہنے پڑے۔

انگریزی لباس وغیرہ کے متعلق سیدنا و مولانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو رائے ہے۔ وہ بھی اسی مضمون میں کسی موقعہ پر انشاء اللہ آجائیگی

پس اس انگریزیت کی محبت نے لسان محبوب سے ہم کو الگ کر دیا۔

میرے بزرگو! اور ہم عمر بھائیو! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ أطیعوا اللہ وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم پر عمل کرنے کے لئے اولی الامر کی زبان کو تو تم نے مقدم کر لیا۔ حالانکہ اس سے پہلے اطاعت اللہ و اطاعت الرسول کا حکم ہے اور اللہ کا فرمان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات دونوں ہی عربی زبان میں ہیں جس کو تم غیر ضروری سمجھے ہوئے ہو۔

جبکہ تم اس فرمان کی زبان ہی سے بے پرواہ ہو۔ تو اس پر عمل کرنے کا جوش تمہارے اندر کیونکر پیدا ہوگا؟ تم زبان سے کہہ سکتے ہو کہ ہم تو عربی زبان کو نفرت کی نظر سے نہیں دیکھتے مگر میرے بزرگو!

دل چو دادی یوسفے را راہ کنعاں گزیں

ناممکن ہے کہ ایک شخص ایک چیز سے محبت کرے اور اس کا نام نہ لے بلکہ محبت کے کرشموں میں یہ بات داخل ہے اور ایک مسلّم بات ہے۔ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے پھر تمہیں کیا ہو گیا۔ کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرتے ہو۔ اور اس کی پیاری زبان سے دور بھاگتے ہو۔

مجھے آپ خواہ جو چاہیں کہیں مگر میں اس کہنے سے نہیں رک سکتا کہ تم زبان سے لاکھ دعویٰ محبت کرو۔ قرآن کریم قرآن کریم لاکھ مرتبہ پکارو۔ تمہارے دل میں اس کی عظمت نہیں۔ ناممکن ہے کہ تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی محبت ہو۔ اور تم عربی کی قدر نہ کرو۔ میں آج تمہیں تمہارے اس غلط اندازہ کی ہوئی محبت سے آگاہ کرتا ہوں اور تمہارے دل پر سے ریاکاری کا پردہ اٹھاکر تمہیں اصلی حالت دکھا دیتا ہوں۔

کہ وہ شخص اس ادعائے محبت میں محض جھوٹا ریاکار ہے۔ جو

لسان محبوب کا عاشق نہیں

سننے والو سن لو! اور دوسروں کو سنا دو کہ جس کو قرآن کریم کی زبان۔ نبی کریم کی زبان سے عشق نہیں بلکہ اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس کو رسول اور خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ اس پاک زبان سے محبت نہ ہو اور اس کے حصول کے لئے کوشش نہ ہو۔

نوجوان مسلمانوں میں بداعتقادی اور مذہبی بدمذاقی کی بڑی وجہ یہی ہے کہ شروع ہی سے انہیں عربی زبان۔ عربی علوم اور عربی اخلاق و تمدن سے نفرت دلائی جاتی ہے ان کے سامنے جو نمونہ رکھا جاتا ہے وہ یورپ اور امریکہ کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ پھر اگر وہ اسلام اور قرآن کریم کی ہنسی نہ اڑائیں۔ تو کیا کریں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمانوں نے اپنی علمی اور عملی کمزوری اور بے توجہی سے قرآن کریم اور اس کی زبان کو مٹانا چاہا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ قرآن کریم کی حفاظت ہی کا وعدہ یہاں نہیں بلکہ قرآن کریم کی حفاظت کے وعدہ میں زبان قرآن کی حفاظت بھی داخل ہے اور یہ ایک زندہ معجزہ ہے قرآن مجید کا کہ اس کی زبان محفوظ ہے اور سنسکرت عبرانی وغیرہ کی طرح وہ مردہ زبان نہیں ہے۔

پس تم خوب یاد رکھو کہ گو تم نے مسلمان کہلا کر قرآن کریم کی تعلیم اور لسان کو اپنے عمل سے مردہ کر دینا چاہا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے جب اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ تو کون ہے جو اس کو مٹا سکے [illegible] کے مٹانے والے خود مٹ جائینگے۔

میرے دوستو! عربی زبان سے بے رغبتی اور کم توجہی کے لئے مختلف ذریعے اختیار کئے گئے ہیں منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ عربی تعلیم کے نقائص لوگوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ "عربی پڑھکر لوگ سست اور کاہل ہو جاتے ہیں وہ بڑے بزدل اور ڈرپوک ہوتے ہیں۔ ان میں مدبر اور اہل الرائے نہیں ہوتے"۔

بہت خوب! مگر کیا آپ یہ بتلانے کی تکلیف گوارا کریں گے کہ کاہلی اور سستی عربی زبان کا خاصہ ہے۔ یا اس کے اسباب اور ہیں؟ اور کیا بالمقابل انگریزی زبان کا یہ جوہر مسلم ہے کہ وہ چستی اور چالاکی پیدا کرتی ہے اور صائب تدبیری کے کیڑے اس زبان میں پرورش پاتے ہیں؟

انگریزی زبان کے غلط کار حامیو! عربی زبان میں یہ خاصہ تم ثابت نہیں کر سکو گے لو کان بعضکم لبعض ظہیرا۔

میں اس کے متعلق دلائل کے لمبے سلسلے میں جانا پسند نہیں کرتا۔ ایک مختصر اور سہل دلیل پیش کرتا ہوں۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ وہ تمام ترقیوں کے لئے بمنزلہ ایک زینہ کے ہے یہ ترقیاں روحانی ہوں یا دنیاوی ان کے اسباب اسلام کے اندر موجود ہیں۔ یہ نرا دعویٰ ہی دعویٰ ہوتا اگر عملی ثبوت ہمارے ہاتھ میں نہ ہوتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے جو ترقی روحانی اور جسمانی کی ہے اس کی نظیر مذہب کی تاریخ میں نہیں ملتی اگر عربی زبان کے اندر سستی اور غفلت فطرتاً ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنی آخری اور کامل کتاب کو اس زبان میں نہ بھیجتا اور اس کو عربی مبین نہ کہتا اور نہ خاتم الرسل اور سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ملک میں نازل کرتا جس کی زبان عربی تھی۔

میرے پاس اگر اس زبان کی خوبیوں کی کوئی بھی دلیل نہ ہو تو یہ ایک ایسی لاجواب دلیل ہے کہ میں اس پر سارے منطق اور فلسفہ کو قربان کر دینے کو تیار ہوں۔ وہ مذہب جو ابدالآباد تک کے لئے خدا تعالیٰ نے پسند کیا وہ کتاب جو تمام ہدایتوں کی جامع اور خاتم ہے وہ نبی جس کا دامن قیامت تک اور مابعد قیامت تک وسیع ہے۔ اس زبان کے ساتھ تعلق نہ رکھتے۔ کیا تم کسی ایسی کتاب کا نام لے سکتے ہو۔ جو خدا تعالیٰ نے انگریزی میں نازل کی ہے۔ میں ابتدائے عالم سے کسی نبوت کی حد بندی نہیں کرتا ممکن ہے ان جزائر میں کبھی کوئی نبی مبعوث ہوا ہو۔ مگر خدا تعالیٰ نے لم نقصص کہہ کر خود ان کے نام و نشان اور تاریخ کو دنیا سے مٹا دیا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ کو ابدی زندگی کا تاج عطا فرما کر عربی زبان کی ابدیت اور کمال کا اظہار کر دیا ہے اور یہ ایک ایسا کمال ہے جس کی نظیر کوئی پیش نہیں کر سکتا

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

پس عربی زبان کے کمال کی یہی بڑی دلیل ہے جو میں اس وقت پیش کرتا ہوں کہ خدا نے زندہ کتاب اور زندہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اسی زبان کو منتخب کیا اور بالآخر لسان اہل الجنتہ بھی یہی قرار دی۔

عربی اور انگریزی کے علمی مقابلہ کے لئے میں اپنے اندر قابلیت نہیں پاتا۔ ہاں خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے میں چاہتا ہوں کہ اس مضمون کے مختلف حصوں میں ان زبانوں کی تاثیرات پر بھی بحث کروں۔

غرض یہ بالکل غلط اور خیالی بات ہے کہ عربی زبان میں سستی اور جمود کا مادہ موجود ہے اگر یہ بات ہوتی تو قرآن مجید کا نام الذکر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذکر نہ ہوتا۔

حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کارناموں کے علاوہ خالد بن ولید۔ ضرار بن الازور مقداد بن اسود فضل بن عباس۔ ابو عبیدہ۔ عبدالرحمن بن ابوبکر عبداللہ بن عمر۔ ابو ایوب۔ جابر بن عبداللہ۔ قیس بن سعد۔ وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شجاعت و ہمت کے کارناموں سے آج تک تاریخ اور زمین آگاہ ہے ان کی شوکت اور قوت کی دھاک بندھی ہوئی ہے۔

پھر یہ باتیں ان میں نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن عربی نے پیدا کی تھیں یا کسی اور لسان نے۔

ان کی جرأت اور شجاعت کے تذکروں کو لمبا کرنا میرا مقصود نہیں مختصر الفاظ میں یہ بس ہے کہ کسریٰ و قیصر کی سب سے زبردست طاقتیں ان کے دل پر ذرا بھی اثر نہ کر سکتی تھیں مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں وہ پھیل گئے تھے بڑے بڑے بادشاہ ان کے نام سن کر کانپ اٹھتے تھے۔ یہ ساری طاقت

ایمانی طاقت کا اثر تھا

یہ میں نے اس لئے کہا ہے کہ بعض انگریزی خوان کہہ دیتے ہیں کہ اس وقت بھی تو عربی خوان موجود ہیں۔ جن میں حد درجہ کی سستی اور کم ہمتی پائی جاتی ہے۔ یہ سوال میرے زیر نظر ہے اور میں اسی مضمون میں اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی اس پر بحث کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں محض طوطے کی طرح رٹ لینا اور پڑھ لینا کوئی بات نہیں ہے بہت سے پادری اور بعض آریہ اور دوسرے لوگ بھی عربی زبان اور قرآن کریم کو پڑھتے ہیں۔ مگر ان کی غرض

حق کا مقابلہ ہوتی ہے

وہ اپنی اصلاح اور بھلائی کے لئے نہیں پڑھتے اس لئے فزادھم اللہ مرضا کے موافق ان کی بیماریاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔

اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح فرمایا کرتے ہیں کہ

قرآن کریم کی تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

میں پھر اصل مطلب کی طرف آکر عرض کرتا ہوں کہ اے نوجوانو اور بزرگو! تمہارے مدنظر قرآن کریم کا عمل ہونا چاہئے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہیں محبت اور قرآن شریف سے محبت ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ تم اس کے پڑھنے اور سمجھنے کے لئے اس کی زبان کی طرف توجہ نہ کرو۔

تم یورپ اور اس کی طرز معاشرت سے محبت کرتے ہو۔ تم یورپ کی زبانوں کے دلدادہ ہو۔ اور یہاں رہ کر اس کے حاصل کرنے پر صبر نہیں کرتے بلکہ ہزاروں روپیہ کے صرف سے ولایت جاتے ہو پھر ان کی زبان ان کا لباس ان کی سوسائیٹی تمہیں محبوب ہو جاتی ہے۔ اور رفتہ

ومن احب الفرقان وسیدنا ختم الانبیاء
وہر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را و قرآن شریف را دوست دارد
کما ھو شرط المحبت والوفاء۔ فما اظن ان یبقی
چنانکہ شرط دوستی و وفاداری است۔ پس گمان نمی کنم
فی العربیۃ کالجھلاء بل یقود حبہ الی اعلی
کہ در عربی مثل جاہل بماند۔ بلکہ محبت او ورا بسوے بلند
مراتب الکمال۔ ویسبق کل سابق فی المقال
ترین مرتبہ کمال خواہد کشید و در سخن ہر سبقت کنندہ را سبقت خواہد
ویصیر نطقہ کالدرۃ البیضاء۔ ویضمخ کلامہ
ونطق او مثل تابان خواہد شد۔ وکلام او بخوشبوئے
بطیب عجیب ویوجد انواع الصفاء۔ ففکر
عجیب معطر کردہ خواہد شد و انواع صفائی داد خواہد شد۔ پس بچو
کالمحبین۔ ولولا الحب لما اعطیتھا۔
دوست دارندگان فکر کن۔ واگر محبت نبودے من علم این زبان حاصل
فھذا آیۃ حبی من ارحم الراحمین
نہ کردمے پس محبت بود کہ مرا دیدار این کنانید۔ پس از خدا تعالیٰ این
والحمد للہ علی ما اعطی وھو خیر المنعمین
نشان محبت من است پس شکر خدائے کہ مرا این زبان عطا کرد و او از ہمہ منعمان بہتر است

میرے دوستو اس عبارت کو غور سے پڑھو اور پھر پڑھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

عربی زبان کو حب الرسول و القرقان کا معیار قرار دیا ہے

اور صاف الفاظ میں فرما دیا ہے کہ جو شخص عربی زبان سے محبت رکھتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے محبت رکھتا اور

جو عربی زبان سے بغض رکھتا ہے وہ قرآن اور رسول سے بغض رکھتا ہے

اب تم خود اپنے نفس کا اندازہ کر لو۔ کہ تم محبت رکھتے ہو یا بغض۔ یہ معمولی بات نہیں۔ سرسری نظر سے دیکھے جانے کے قابل نہیں بلکہ

ایمان اور کفر کا معاملہ ہے

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور بغض ایمان اور کفر پر موقوف ہے۔ میں حضرت **مسیح موعود** علیہ السلام کے پاک کلام میں سے اور باتیں بھی اس کی تائید میں انشاء اللہ پیش کرونگا آج کا مضمون اس جگہ ختم کر دیتا ہوں۔

میری غرض **لسان محبوب** کے متعلق لکھنے سے یہ ہے۔ کہ تا تم میں اس کا شوق پیدا ہو۔ اور اس کے حاصل کرنے کی جو راہ ہے اس کو اختیار کرو۔ ممکن ہے کہ بہت سے دوستوں کے دل میں یہ جوش پیدا ہو۔ اس لئے میں انہیں آگاہ کرتا ہوں۔ کہ **لسان محبوب** کے لئے **مدرسہ احمدیہ** ایک عمدہ جگہ ہے جو یہاں حضرت **مسیح موعود** علیہ السلام کی یادگار میں قائم کیا گیا ہے۔ پس تم اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں بھیجدو۔ اگر **حب رسول اور حب قرآن کریم** کے مدعی ہو۔ ورنہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہوگا۔ تم نے دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا عہد و مرتبہ کیا ہے۔ اگر اب بھی تم

عربی کی تعلیم کو مقدم نہیں کرتے

تو اپنا آپ حساب کرو۔ یہ ایک پیغام تھا جو آپ تک پہنچایا ہے اور تمہاری ایک کھوئی ہوئی چیز کی بھی خبر کا پتہ دیا ہے۔

انجام آتھم کے اس مضمون پر غور کرو اور اپنے آپکو اس

معیار پر پرکھو

اس مضمون کے باقی حصوں پر پھر انشاء اللہ تعالیٰ بحث کروں گا۔ تم اپنے دلوں کو مضبوط اور سینوں کو وسیع کرو۔ کیونکہ حضرت صاحب کے **عربی زبان کی اہمیت** کے متعلق تمہیں ایسی باتیں سُننی پڑیں گی۔ جس سے بہتوں کے کان ناآشنا ہوں گے۔ خدا تعالیٰ تمہیں اور مجھے توفیق دے کہ ہمارا مقصود

احب الاشیاء لسان المحبوب ہو

آمین!

خاکسار

محمود احمد متعلم مدرسہ عالیہ احمدیہ قادیان

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے نیچے خیر و عافیت کے ساتھ اپنی قوم کے لئے دعا کرتے ہیں۔

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی کی صحت بھی الحمد للہ ہمارے لئے ہمارے لئے شکر گزاری کے جذبات کو بڑھانے والی ہے۔ آپ کی توجہ جیسا کہ پہلے بھی کہا گیا ہے۔ یوماً فیوماً بلکہ آناً فاناً **اصلاح جماعت** کی طرف بڑھ رہی ہے۔ مجھے خصوصیت سے معلوم ہوا ہے کہ اب آپ کے بیرونی اوقات میں کمی اکر زیادہ وقت محض دعا میں صرف ہونے لگا ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل کو قوم کے لئے دعاؤں سے جذب کر رہے ہیں۔ مگر ضرورت ہے کہ ہم اپنے اندر بھی پاک تبدیلی کریں (اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے۔ میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔ ایڈیٹر)

۳۔ ان دنوں مختلف خطوط حضرت کی خدمت میں احمدیوں اور بعض غیر احمدی علماء و کبار کی طرف سے آپ کی خدمت میں ترکوں کی حالت پر توجہ دلانے کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے ان کے جواب میں ان آیات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو کسی دوسری جگہ ایک خط کے اقتباس میں میں نے دی ہیں۔ اور جن میں ایک لفظ ایمان ہی کی طرف گویا آپ نے ان کو توجہ دلائی ہے کہ

خدا کے بنو اور کسی سے نڈرو

۴۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کو اور خواجہ صاحب کو ان کے خطوط کے جواب اپنے قلم سے لکھے اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے خط کا ایک فقرہ ناظرین کی توجہ کے لئے لکھتا ہوں۔ جس نے مجھے بتایا ہے۔ کہ حضرت کی اپنی توجہ تام آجکل دعا ہی کی طرف ہے لکھا ہے کہ **اب صرف حج کو توجہ کرو اور کثرت سے دعائیں** آپ کے خط میں دوسری بات **عربی زبان** بولنے کی

رفتہ مذہب بھی یورپ ہی کا پسند ہو جاتا ہے۔ ابھی کسی انگریزی خوان ظریف نے ایک کتاب لکھکر اسلام کی ہنسی اڑائی ہے میں نے اخبارات میں اس کے متعلق پڑھا ہے۔ اگر وہ اسلام کی حقیقت سے واقف ہوتا تو یورپ کے فلسفہ کو اس طرح پر سجدہ نہ کرتا۔

ایک اور امر بھی قابل غور ہے۔ علیگڈھ کالج ہندوستان کے مسلمانوں میں انگریزی زبان اور انگریزی طرز زندگی پیدا کرنے والا ہے مگر اس کالج کا بانی اور اس کے بعد آنے والے اس کے قائمقام انگریزی سے محض ناواقف تھے۔ گویا قوم کی ہدائیت اور رہنمائی کا کام اس پہلو سے انہیں لوگوں نے کیا جنہوں نے مغربی یونیورسٹیوں کے ڈپلومے حاصل نہ کئے تھے انجمن حمائت اسلام کے بانی مبانی وہی پرانے فیشن کے لوگ اور عربی خوان ہی تھے خود ہمارے سلسلہ کی بنیاد جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے رکھی وہ کہتا ہے۔

دگر اُستاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ

اور پھر اپنی وفات کے بعد جس شخص کے ہاتھ میں اس نے قوم کا ہاتھ دیا اور جس کو اس سلسلہ کا خدا نے ٹھہرایا وہ بھی انگریزی خوان نہیں۔ مگر انگریزی خوانوں کو اس کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں اور لوگوں کی نظروں میں عجیب۔

میرے دوستو! یہ یقیناً یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نے پسند کیا ہے اور اس پر قرآن کریم اور نبی کریم کے عملی وجود سے مہر کر دی ہے۔

کہ قوم کا امام عربی خوان ہی ہو۔

قوم کی حقیقی رہنمائی قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور ارشادات کے صحیح علم پر موقوف ہے۔

اور وہ ہدایات عربی زبان میں ہیں

پس اگر تم یورپ کی کل زبانوں کے ماہر اور واقف بھی ہو جاؤ۔ اگر عربی زبان سے ناواقف ہو تو یاد رکھو تم دُنیا کے حقیقی رہنما نہیں ہو سکتے۔

میری اس تحریر سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں انگریزی تعلیم کا دشمن ہوں میں پہلے کہہ آیا ہوں کہ بادشاہ وقت (اولوالامر) کی زبان سیکھنی ضروری ہے۔ مگر اللہ اور رسول کی زبان کو اس پر مقدم کرو۔ صرف دنیا کے عام رواج کی تقلید نہ کرو۔

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں

یاد رکھو اور پھر یاد رکھو کہ تمہارا ہدائیت نامہ یورپ سے نہیں بلکہ **قرآن** سے ہے پس تم **قرآن کریم کو مقدم کرو** تمہارے طریقہ تعلیم میں **عربی زبان مقدم** ہو۔ بلکہ عربی کے ذریعہ تم تمام علوم و فنون کو سیکھو۔

میں مانتا ہوں کہ اس وقت کے بدعمل علما نے اللہ ان پر رحم کرے لوگوں کو اعتراض اور شماتت کا موقعہ دیا ہے مگر اسلام پر کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا کہ وہ حقیقی اور ربانی علما سے خالی ہو۔ اس لئے قرآن شریف نے فرمایا۔

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر و
یامرون بالمعروف

ہم کو ایسے ہی علما کی ضرورت ہے اور خدا کا فضل اور اس کا شکر ہے کہ ایسے **ربانی عالم** پیدا کرنے والا **معلم** اس نے ہم میں بھیجا اور وہ اپنی پاک تاثیرات سے ایک ایسا شخص تیار کر کے چھوڑ گیا جو

ابراہیم علیہ السلام کی طرح امة کہلا سکتا ہے

وہ کون ہے؟ وہ **نور الدین** ہے جو ہمارا امام اور امیر المومنین ہے اس کے **طرز عمل** سے دیکھو کہ وہ کسقدر عربیت کی اشاعت میں اپنا دن رات صرف کر رہا ہے۔

اسلام کو بدنام کرنے والے علما نہ ہمارے امام ہیں نہ ان کے طرز عمل سے کوئی دلیل ہمارے لئے پیدا ہو سکتی ہے میرا خطاب اس وقت احمدی قوم کے نوجوانوں سے خصوصاً ہے اور میں ان میں ہی عربی زبان کے لئے اپیل کرنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ میں خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ ان میں کم و بیش شوق ہے مگر وہ بات جو اس زبان کی محبت کے لئے ضروری ہے۔ ابھی اس کی بہت کمی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس بات کا سخت درد اور تڑپ تھی کہ قابل علما پیدا ہوں۔ موجودہ امام اس بات کا خواہشمند ہے اور وہ اپنے اوقات کا بہت بڑا حصہ عربی تعلیم میں دیتا ہے اس لئے کہ اس کا دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی محبت سے بھرا ہوا ہے اور وہ لسانِ محبوب کا عاشق ہے۔

تم سمجھتے ہو کہ عربی ہمیں خواہ آئے یا نہ آئے مگر انگریزی میں ہمیں بڑا استاد ہونا چاہیئے۔ مغرب میں انگریزی کے ذریعہ تبلیغ ہو گی۔

مگر سنو! تمہارا اور ہمارا امام کیا کہتا ہے۔

انجام آتھم کے صفحہ ۲۶۵ و ۲۶۶ میں آپ فرماتے ہیں

فان الذی یدعی محبة الفرقان۔ کیف یصدأ ذهنه
چرا کہ شخصے کہ دعوی محبت فرقان می کند چگونہ ذہن او دریں زبان
فی هذه اللسان۔ وکیف تقاصر دعاوی المحبة
زنگ خوردہ تواند شد و با وجود دعوی محبت در شوق دل چگونہ در
وشوق الجنان۔ وکیف یمکن ان لا یتجلی لقلبه لطف
تحصیل ایں زبان کوتاہی تواند کرد۔ و چگونہ ممکن است کہ لطف رحمٰن در دل
الرحمن۔ ولا یعلمه الله لسان نبیه بالامتنان
او روشن نکند۔ و زبان پیغمبر خود از راہ انعام او را نیاموزد۔ باز
ثم انها معیار لحب الرسول والفرقان۔ فان الذی
ایں زبان معیار محبت رسول و فرقان است۔ چرا کہ آں شخص
احب العربیة فحب الرسول والفرقان احبها۔ ومن
کہ عربی را دوست داشت پس بوجہ محبت رسول و فرقان دوست داشت۔
ابغضها فببغض الرسول والفرقان ابغضها
و آنکہ با عربی بغض داشت پس بوجہ بغض او با رسول و فرقان بغض
فان المحبین یعرفون بالعلامات۔ وادنی درجة
داشت چرا کہ محبان بعلامتہا شناختہ می شوند۔ و ادنی درجہ محبت
الحب ان تحب المضاهات حتی تؤثر طرف
ایں است کہ ترا بر مشابہت آمادہ کند۔ تا بحدیکہ راہ ہائے
المحبوب وتجعلها من المحبوبات۔ ومن لم یعرف
محبوب ترا محبوب شوند۔ و ہر کہ ایں ذوق را نشناسد
هذا الذوق فانه من الکافرین فی مشرب العاشقین
پس او در مشرب عاشقان از کافران است۔

قربانی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا فتویٰ

جنگ ٹرابلس (بلقان) کی وجہ سے اکثر لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح سے دریافت کیا ہے کہ کیا قربانی کی بجائے اس کی قیمت مجروحین ترک کی اعانت میں دی جاوے۔ تو یہ جائز ہے؟

ایڈیٹر وطن کو اس کے متعلق حضرت نے جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے شریعت اسلام کی رو سے جہاں تک میرا حافظہ کام دیتا ہے وہاں تک مجھے یہ علم حاصل نہیں ہوا کہ قربانی کے بدلہ روپیہ دیا جاوے۔ زمانہ کی حالت اور ہوا۔ اور خیالات گریجویٹ لوگوں سے اور ان کی عقول سے بے خبر نہیں جن پر قربانی ضرور ہے وہ علاوہ اس کے روپیہ وہاں بھیج سکتے ہیں۔ نورالدین
قادیان ۷ نومبر ۱۹۱۲ء

اس فتوے کے بعد کم از کم احمدی قوم کے کسی فرد کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ قربانی کی بجائے اس کا روپیہ مجروحین کے لئے دیدے۔ ہاں قربانیاں کرو۔ خدا اگر دوسرے مسلمانوں کو سمجھ اور توفیق دے تو وہ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں اور ان علماء پر خدا رحم کرے جو شریعت کی حقیقت کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یاد رکھو یہ نصرت الٰہی کے جذب کے طریق نہیں ان سے پناہ پکڑو سچے اور مخلص مومن ہو۔

احمدی قوم کو میں یہ یاد دلانا بھی اپنا منصب سمجھتا ہوں کہ قربانی کی کھالوں کا روپیہ وہ حسب معمول یہاں قادیان بھیجیں احیاء اسلام کے جو ضرورتیں یہاں ہیں وہ ترکوں کی اعانت پر مقدم ہیں۔ ترکوں کی مدد کے لئے روپیہ دو مگر قادیان کی ضرورتوں کو ترک نہ کرو۔ بلکہ اپنی ذاتی ضرورتوں میں کمی کرکے ایثار سے کام لو۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ولنفسك عليك حق سب سے مقدم اپنا نفس ہے اور صدقات وخیرات میں اقارب کو مقدم کیا گیا ہے۔ پس وہ کام جو محض اعلاء کلمۃ الاسلام کیلئے یہاں جاری ہیں وہ بہرحال مقدم رہیں۔ دوسرے مسلمانوں کا اختیار ہے جو وہ چاہیں اختیار کریں۔ تم ایک امام کے ماتحت ہو تمہارا کوئی کام اس کے منشا اور حکم کے خلاف نہیں ہو سکتا اور نہیں ہونا چاہیئے۔ مسلمان جس دن امام کی ضرورت اور اعتصام بحبل اللہ کو مزوری سمجھیں گے

وہی دن ان کی کامیابی کا دن ہوگا

جنگ ٹرابلس (بلقان) اور ترکوں کی اعانت کے متعلق احمدی قوم کی جو پوزیشن ہے اسے کھول کر بیان کر دیا گیا ہے اب اس پر زیادہ بحث کی حاجت نہیں۔

جنگ کے متعلق خبروں کا نچوڑ

آج کی تاریخ تک جو خبریں موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایڈریانوپل کی مدافعت نہایت قوی ہے اور ترک وہاں بہادری سے لڑے۔ بلغاریوں کا نقصان شدید ہوا ہے ایک دفعہ دو بٹالین (دو ہزار آدمیوں) میں سے صرف دو کمپنیاں (دو سو آدمی) واپس آئیں۔

قسطنطنیہ سے جو تار ۱۲۔ نومبر کو آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اتوار کے دن شتلجہ پر حملہ ہو گیا ہے بہت سے زخمی قسطنطنیہ آرہے ہیں اور یہاں کے ہسپتال پہلے سے بھرے ہیں اس لئے بروصہ بھیجے جا رہے ہیں۔

بلغاریوں میں ہیضہ پھوٹنے کی خبر ہے۔ ایڈریانوپل میں ترکوں نے کچھ شبخون بھی مارے ہیں۔

لنڈن کے اخبار ٹائمز نے لکھا ہے کہ ۲۲۔ اکتوبر سے ۸ نومبر تک باوجود متواتر حملوں کے ایڈریانوپل میں کامیابی نہیں ہوئی اور وہ ترکوں کے طریق مدافعت کو پسند کرتا ہے۔

اندر کا نیا ظہور اور وید کا نور

ہمارے ناظرین دھرمپال کے نام سے خوب واقف ہیں آریہ سماج نے اس نوجوان کو جب دیوسماجی سے آریہ بنایا تو بڑے جوش کے ساتھ اس شدھی کا اعلان کیا اور یہ ظاہر کیا کہ ایک بڑے عالم وفاضل کو انھوں نے اسلام سے منحرف کرکے آریہ بنا لیا ہے۔ ایک کتاب ترک اسلام نام انھوں نے دھرمپال کے ایک لیکچر کے نام سے شائع کی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مسلمانوں نے ایک نوجوان کے ارتداد کو محسوس کیا یہ احساس اس لئے نہ تھا کہ دھرمپال کے جانے سے اسلام کا کچھ نقصان ہوا تھا۔ بلکہ محض اس لئے کہ اسلام پر حملہ آوری کا یہ نیا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ ترک اسلام کے متعدد جواب لکھے گئے تھے اور متعدد آریہ اسی سلسلہ میں مسلمان ہوئے آریوں نے دھرمپال کی جو عزت وتکریم کی وہ معمولی امر نہ تھا وہ آریہ سماج کا لاڈلا پتر کہلاتا تھا اس نے اس جوش میں اسلام پر نہایت خطرناک حملے کئے اور آریوں نے نہایت فخر کے ساتھ انھیں شائع کیا میں نے انھیں ایام میں یہ ظاہر کر دیا تھا کہ یہ صدائے گنبد ہے آریوں کو عنقریب حقیقت معلوم ہو جائیگی چنانچہ رفتہ رفتہ دھرمپال نے آریوں کے تمام لیڈروں اور قریبًا تمام انسٹیٹیوشنز کی حقیقت کو کھول دیا تب وہی لوگ جو اسے سر پر اٹھائے پھرتے تھے اسکو گالیاں دینے لگے اور ہر طرح سے انھوں نے اس کو کچل دینا چاہا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دھرمپال کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہوا اور اس نے نہایت جوش کے ساتھ آریہ سماج کی حقیقت کو طشت از بام کرنا چاہا اور جسقدر کتابیں اس نے اسلام کے خلاف لکھیں وہ سب کی سب جلا دیں اب اس نے اپنے تازہ رسالہ اندر میں جو ماہوار رسالہ کی شکل میں شائع ہوا ہے۔ وید اور سوامی دیانند کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھ کر اعلان کر دیا ہے کہ

وید خدا کا کلام نہیں ہے

دھرمپال نے اپنے دعوی کی بنیاد صرف سوامی دیانند صاحب کے بیان اور معیار پر رکھی ہے اور اپنے دعوی کو نہایت خوبی اور قابلیت سے ثابت کیا ہے۔ آریہ سماجی حضرات بجائے دھرمپال کو گالیاں دینے کے اس کا جواب معقولیت سے دیں دھرمپال نے جو کچھ بھی آریہ سماج کی ہلاکت کے لئے کیا ہے۔ یہ ایک خدائی فعل ہے جس کا نظارہ آج سے کئی سال پیشتر حضرت خلیفۃ المسیح کو نورالدین لکھتے وقت دکھایا گیا تھا اور خود نورالدین ہی اس کی گواہ ہے اس پر انشاء اللہ مفصل پھر لکھونگا سر دست میں ان لوگوں کو جو اس جدید اور دلچسپ بحث سے فائدہ اٹھانا چاہیں سپارش کرتا ہوں کہ وہ اندر کے اس عہد جدید کو ضرور پڑھیں جو صرف ۶ر پر دفتر اندر لاہور سے ملیگا۔

تاکید ہے کہ آپ عربی کے سوا نہ بولا کریں۔
اس سے لسان المحبوب کا عشق ظاہر ہے۔

۵۔ ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا پہلا ٹریکٹ خدا کے فضل سے شائع ہو گیا۔ حضرت امیر المومنین نے اس کی اشاعت کے لئے تین روپیہ پہلے اور ایک روپیہ پھر دیا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

دوسرا ٹریکٹ **خداشناسی کے وسائل میں اسلام اور دوسرے مذاہب کا مقابلہ** انشاء اللہ العزیز دس ہزار چھاپا جائیگا۔ یہ ٹریکٹ کتابی صورت کے دو جزو کا غالباً ہوگا۔ ٹریکٹ میں نے لکھ دیا ہے حضرت کے ملاحظہ کے بعد انشاء اللہ حوالہ کاتب ہوگا۔ اور امید ہے نومبر کے آخر تک شائع ہو جائیگا وللہ الحمد۔

۶۔ **احمدی خاتون** کا دوسرا نمبر بھی خدا کے فضل سے شائع ہو گیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح رضی نے اس کی خریداری سے غریب نوازی فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزا

۷۔ حضرت خلیفۃ المسیح رض کی دلی خواہش ہے کہ جماعت قرآن کریم کو صحیح اور سمجھ کر پڑھنے کی طرف اول توجہ کرے پھر اس کی ہر آیت کا مخاطب اپنے آپ کو قرار دیکر اپنے نفس کا موازنہ کریں۔ اس سے اصلاح نفس کرنے میں مدد ملیگی جو لوگ وعظ اور لیکچر دیتے ہیں وہ خصوصاً توجہ کریں۔ اس کے ساتھ ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور الحکم ہی کے ذریعہ بہت عرض کرتا ہوں۔ کیونکہ ایک اخبار نویس کے معروضات کا بہترین ذریعہ اس کا اخبار ہی ہوتا ہے۔ کہ حضور کی دیرینہ خواہش ہے کہ کوئی عمدہ **قاری** مہیا کیا جاوے بلکہ کئی مرتبہ فرمایا تھا کہ **موصل** سے منگوایا جاوے کیا حضور مدرسہ تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ کی حالت پر رحم فرماکر اور قرآن کریم کی خدمت کے حقیقی جوش کے بنا پر جو خدا نے آپ کو دیا ہے۔ کسی عمدہ **حافظ قرآن** کے تقرر کا ارشاد نہ فرمائیں گے؟ یہ امر واقع ہے کہ قرآن کریم کے پڑھانے کے متعلق گونہ فروگذاشت ہے حافظ محمد جمال صاحب بھی غالباً فارغ ہی ہیں میں نے یہ گذارش محض حضور کی اس خواہش کے ماتحت کی ہے تمام عربی مدارس میں حفظ قرآن کریم کا انتظام ہے مگر ہمارے مدرسہ میں نہیں۔ للہ اس پر توجہ ہو۔ قرآن کریم کا ایک بلکہ کئی معلم ہوں۔ ع

ایں است کام دل اگر آید میسرم

۸۔ **خواجہ صاحب** کو جو خط آپ نے لکھا ہے اس میں بعض عجیب باتیں ارقام فرمائی ہیں۔ سردست میں ایک امر کا ذکر کرتا ہوں جس پر آپ کی ازبس توجہ ہے اور جو جماعت میں بھی زیر توجہ ہونا چاہیئے۔ فرمایا ہے۔

> اس وقت لوگ کوشش کے قائل ہیں اور قرآن کریم بھی والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا میں کوشش کی تاکید فرماتا ہے مگر اپنے امام کو دیکھا ہے۔
>
> **دعا اور کوشش پر کیسا زور دیتا تھا**
>
> آپ بھی دونوں کام کرتے رہو اور جماعت کو توجہ دلاتے رہو۔ پھر لکھا ہے "**ساری دنیا کے لوگ لندن میں ہیں سب ملو۔ اور وفات عیسیٰ منواؤ**"

اس میں ایک عجیب نکتہ **معرفت** ہے۔ **وفات عیسیٰ** ہی ایک ضروری ہتیار ہے جو **مسلمانوں** کی اصلاح اور **صلیبی مذہب** کی موت کا ذریعہ ہو سکتا ہے **حیات عیسیٰ** کے مسئلہ نے بڑی بڑی عملی اور اعتقادی کمزوریاں مسلمانوں میں پیدا کی ہیں پس یہی ایک امر ہمارے سامنے ہے اسی کو لیکر **صلیبی مذہب** کو ہم شکست دے سکتے ہیں اور لندن میں بھی بیٹھے ہوئے ایک خادم کو **وفات عیسیٰ** کی تبلیغ کا حکم دینا ایسے ہی مصالحہ دینیہ پر مشتمل ہے۔ پس اے احمدی قوم! اس ہتیار کو مضبوط پکڑ لے اور اس عقیدہ کو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے دنیا میں پھیلا دو اور **منوا دو سلسلہ کی فتح عظیم اسی میں ہے**

ان خطوط کے مطالعہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کی خواہشوں کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کی توجہ **دعا۔ اصلاح نفس۔ قرآن کریم** کی صحیح تلاوت پر تدبر اور پھر کوشش اور دعا کی مشترکہ قوت کا استعمال اور بالآخر **عیسیٰ کی وفات کل دنیا کو منوا دینا** ہے یہی امور وہ اپنی جماعت سے چاہتے ہیں اور اسی کے لئے خود دعا کرتے ہیں اور کوشش سے کام لیتے ہیں خدا کرے کہ ہم ان ہدایتوں کے عامل ہوں۔ آمین!

۹۔ **ایک ضروری بات**۔ سردی کا موسم شروع ہو گیا ہے۔ قادیان کے مہاجرین میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کوئی سامان سردی سے بچنے کا نہیں رکھتے۔ ان میں بہت سے مسکین بچے۔ یتیم۔ بیوہ عورتیں بعض مسافر بیمار۔ نومسلم غرض ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں آئے دن ایسے سائل حضرت امام کے اوقات میں مخل ہوتے ہیں مگر سچی بات یہی ہے کہ آج سے نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی قریباً سولہ سال سے تو میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ بار آپ ہی کے ذمہ رہا ہے ان حاجتمندوں میں احمدی۔ غیر احمدی مسلم۔ غیر مسلم کی بھی تفریق نہیں ہے حضرت خلیفۃ المسیح رض کو ایسے حاجتمندوں کے لئے انتظام کرنا پڑتا ہے اس لئے بارہا آپ نے توجہ دلائی ہے۔ میں بھی محض حصول ثواب کے لئے بیرونی احباب تک اس ضرورت کو پہنچاتا ہوں کہ

ہر قسم کے کپڑے نئے ہوں یا پرانے اچھی حالت میں ہوں یا پھٹے ہوئے گرم ہوں یا سرد خواہ کسی قسم کے ہوں ہر قسم کی جوتیاں زنانی ہوں یا مردانی۔ بچوں کی یا جوانوں کی۔ کرتے پاجامے صدریاں کوٹ۔ دوپٹہ غرض خواہ کسی بھی قسم کے ہوں یہاں حضرت خلیفۃ المسیح رض کے پاس بھیجنے چاہئیں۔ میں صاف الفاظ میں ظاہر کرتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح رض ایک ادنیٰ درجہ کے چیتھڑے کو بھی کام میں لے آتے ہیں جو بعض غریب عورتوں کے کام آجاتے ہیں۔ غرض کوئی چیز جو تم نے ادنیٰ اور ردی سمجھ رکھی ہے اس کی بھی یہاں ضرورت ہے پرانی رضائیاں۔ پرانے کپڑے سب بھیجو اور جن کو خدا توفیق دے۔ وہ نئے بھیجدیں۔ روئی بھیجیں۔ جو جس کو میسر آتا ہے۔ وہ بھیجدے۔ بہتر ہو کہ مختلف جماعتیں اکٹھے کرکے ایک جگہ پارسل بنا کر بھیجدیا کریں۔ ایسے تمام پارسل **حضرت خلیفۃ المسیح کے نام آنے چاہئیں** بٹالہ سٹیشن پر مال آوے اور بلٹی حضرت کے پاس بھیجدی جاوے۔ یہ معمولی تحریک نہ سمجھی جاوے بلکہ **ضروری اور اشد ضروری۔**

۱۰۔ حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ حج کو جا رہے ہیں اس انجمن

آئینہ حق نما کی قدردانی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے الہامات مرزا کا جواب لکھتے وقت اس خاکسار کی دعا سے مدد کی اور میں صدق دل سے اعتراف کرتا ہوں - کہ محض آپ کی دعا نے مجھے توفیق دی - کہ اس کتاب کا بسط جواب میں ترتیب دے سکوں - اب آپ نے کتاب مذکور کے جواب کو پسند فرما کر

۲۵ جلدیں

اپنی جیب سے خرید کر میری

اعانت

فرمائی - جزاہ اللہ احسن الجزا -

یہ قدردانی میرے لئے ہمیشہ خوشی کا موجب رہیگی - اس لحاظ سے نہیں کہ ۲۵ جلدیں بک گئیں - بلکہ اس لئے کہ میرے آقا نے میری حوصلہ افزائی کی - یہ واقعہ اس تڑپ اور خواہش کو بھی ظاہر کرتا ہے جو آپ کو حق کی اشاعت کے لئے ہے - ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو اس کتاب کی متعدد جلدیں خرید کر مفت تقسیم کردیں - امرتسری منکر نے اپنے رسالہ کا جو زہر ہزاروں کی تعداد میں تین مرتبہ چھاپ کر پھیلا یا ہے - اس کے دور کرنے کے واسطے اس رسالہ کی بہت سی کاپیاں مفت تقسیم کرنی چاہئیں - اگر احمدی انجمنیں جن میں سے بعض سینکڑوں جلدیں بھی شائع کرسکتی ہیں بلا امتیاز و تفریق ہر انجمن دس دس جلدیں بھی خرید کر مفت شائع کردے - تو **ایک ہزار** سے زائد جلدیں شائع ہوسکتی ہیں - یہ زمانہ **اشاعت**

کی تکمیل کا ہے - اس لئے اس سے غفلت کرنا ایک ناقابل عفو غلطی ہے احباب توجہ کریں -

جن احباب نے متعدد جلدیں خرید کرنے کا پہلے وعدہ کیا تھا - اس تحریر کے ذریعہ انہیں بھی یاد دہانی کی جاتی ہے کہ وہ توجہ فرماویں -

---

صحت کس طرح حاصل کرنا

اکثر اوقات بیماری کا سبب پیشاب کا تیزابی مادہ ہے کہ جسکو کمزور ضعیف گردے خون میں سے فطرت جیسا چاہتی ہے اس طرح چھان نہیں سکتے ہیں - [illegible] اس پر [illegible] کی صحت کا بہت کچھ [illegible] مدار ہے [illegible] کے ضعف اور مرض کی علامات حسب ذیل ہیں - پشت میں [illegible] پیشاب کم آنا اور اس کا رنگ خراب یا دھندلا ہونا [illegible] میں [illegible] کمزوری - درد سر پٹھوں [illegible] بیماریاں [illegible] جوڑوں میں درد یا سختی - حافظہ خراب ہونا اور جسم [illegible] وغیرہ [illegible] کی گئی تو پیشاب کے امراض [illegible] جلد [illegible] کا انحطاط [illegible] قسم کی بیماریاں کہ جنکو اکثر غلطی سے ایسی امراض خیال کیا جاتا [illegible] درد [illegible] اور گردہ کی بیماریاں [illegible] گردوں اور پیشاب کے اعضا کو قوت بخشتی [illegible] مادہ خون میں سے نکالنے میں مدد کرتی ہیں [illegible] صحت حاصل ہوتی ہے - اگر آپ اچھا رہنا چاہتے ہوں تو گردوں [illegible] ڈونس بیک ایک [illegible] اون کو اچھا رکھتی ہیں -

Doan's Backache Kidney Pills

KID[illegible] COM[illegible]

[illegible] تمام دوا فروش فروخت [illegible] ڈونس [illegible] بکس [illegible] بمبئی [illegible]

ڈونس [illegible] مرہم (ڈونس [illegible]) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی [illegible] اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا [illegible] خونی [illegible] کھرجلی [illegible] اور [illegible] تمام دوکاندار کے پاس [illegible] بھی شفا دینے کے لئے کافی پائی گئی ہے - تمام دوکاندار کے پاس

قیمت عہ دو روپیہ فی ڈبیا -

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں - لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا - ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں - اول آزماؤ - پھر منگواؤ - بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے -

قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی [illegible] ہے میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے - جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً رفع دفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے - اول نمونہ مفت منگائیے - پھر اگر شفا ہو - تو طلب فرمائیے - قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی

پیرانہ سالی اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں - اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے - ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں - اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ دونوں اس کو مفید پائیں گے

سرمہ سلیمانی

آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا - قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان

دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

ترکوں کی امداد بمقابلہ قربانی کی قربانی

جیسا کہ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میں نے لکھا تھا کہ بعض جگہ یہ تحریکیں ہو رہی ہیں کہ ترکوں کی امداد میں قربانی کا روپیہ بجائے قربانی کرنے کے بھیجدیا جاوے۔ میں نے اس خیال کی مخالفت کی تھی اور بتایا تھا کہ شعائر اسلام کسی حالت میں ترک نہیں ہونے چاہئیں۔ مجھے افسوس ہے کہ مسلمان اس لہر میں بے طرح بہ رہے ہیں۔ ایک ہمعصر لکھتا ہے کہ "نماز اور حج سے بھی بڑھ کر بڑا فرض ترکوں کی مدد ہے" تعجب کا مقام ہے کہ اوائل اسلام میں جبکہ صحابہ اپنے خون سے اسلام کی شہادت عرب کے ریگزاروں میں دے رہے تھے۔ تو ان ساعات عسرت میں تلواروں کے سایہ کے نیچے بھی نماز کا فرض متروک نہیں ہوا۔ آج اس قسم کے الفاظ قوم میں مذہبی روح پھونکیں گے یا محض خود غرضی ہی پیدا کریں گے۔ بہرحال میں نے بزور لکھا تھا کہ قربانی کی سنت متروک نہیں ہونی چاہئے۔ ترکوں کی مدد کا سوال الگ ہے۔ اس کو قربانی کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ الحکم کی اس اشاعت کے بعد ہمارے ایک معزز بھائی نے لاہور سے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک خط لکھا۔ اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے جو خط لکھا ہے اس میں اس مسئلہ کی بھی آپ نے وضاحت فرمائی ہے اور یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ جو چند روز قبل الحکم نے قوم کے سامنے رکھا تھا۔ حضرت امام نے اس کی تائید اور تصدیق فرمائی۔ آپ نے لکھا ہے۔

"حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بڑی ضرورتیں تھیں خلفاءؓ کے زمانہ میں سخت سے سخت ضرورتیں تھیں **قربانی ترک نہیں کی گئی**۔ شیعہ کے مذہب کے بعض افسانے باقی ہیں لن ینال اللہ لحومها کا فرمان صحیح مگر جیسا کہ شیعہ عالم نے سمجھا ہے کہ اس سے تو قربانی اصل سے ہی باطل ہوتی ہے معلوم نہیں لکن ینالہ التقوی سے مولوی صاحب کی کیا مراد ہے۔

افسوس قرآن نہ سمجھنے کا وبال ہے کیا مسلمانوں کے پاس مال ہی نہ رہا کہ قربانی میں کچھ معاف کر بیٹھے اگر ایسے مفلس ہیں تو نہ زکوۃ نہ قربانی اور نہ تعلیم پر روپیہ خرچ کریں چھٹی ہوئی۔ اللہ اللہ ثم اللہ اللہ کہ ہاں قربانیاں بند کر دیں قربانی کو ترک خود بند کر دیں ....

یونیورسٹی کا روپیہ دیدیں۔ کروڑ مسلمان ہیں۔ وہ رہی دیں۔

مگر خود اسلام کے شعار کو ہاتھ سے نہ دیں

طرابلس کے غریب عرب جان دے رہے ہیں ترک میدانی جنگ چند روز جاری رکھیں

قد افلح المومنون۔

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین۔

انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا بالکل سچ ہے

حرفے بس است"

یہ انتخاب حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے خط کا ہے امید ہے احمدی قوم اس پر توجہ کرے گی اور دوسرے مسلمان بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ آخر میں جن آیات کی طرف حضرت امام نے توجہ دلائی ہے۔ ان میں **مسلمانوں کی کامیابی کا راز ایک نقطہ میں بند ہے۔**

اگر مسلمان چاہتے ہیں۔ کہ ان کو فتح و نصرت ملے اور تائید ربانی انہیں حقیقی عزت کا حق دار قرار دے تو **وہ مومن بنیں** کیونکہ مومن ہی مظفر و منصور ہوتا ہے **مومن ہی** کے لئے معزز ہونا ضروری ہے۔ اور تائید اور نصرت ربانی اسی دنیا میں **رسولوں** اور **مومنوں** کا ساتھ دیتی ہے جہانتک میں حضرت کے کلام سمجھنے کا مذاق رکھتا ہوں

حرفے بس است

میں اسی ایک نقطہ ایمان کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے پس مسلمان اگر اسی ایمان کو ہی نعوذ باللہ چھوڑ دیں گے تو دنیا میں وہ کسی عزت۔ کسی نصرت اور فلاح کے حق دار نہیں ہو سکتے کسی بھی شعار اسلام کو چھوڑنے کی تحریک اور کوشش کبھی بابرکت اور ایمانی غیرت کا تقاضا نہیں کر سکتی۔

مومن بنو پھر دنیا کے خطرناک طوفانوں میں بھی **کامیابی** تمہارے ساتھ ہو گی۔ رب الافواج کی آسمانی فوجیں جن کو تم نہیں دیکھ سکتے آسمان سے اتریں گی اور تمہارے دشمنوں کا جواب دیں گی۔

سنو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جدال و قتال کے موقعہ ہی پر خدا تعالیٰ سے وحی پا کر فرمایا لا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے وقت میں بھی جبکہ جوش اور غیظ و غضب کی قوتیں ہیجان میں ہوتی ہیں۔ وہ کامل انسان اپنے **قویٰ** پر پوری حکومت اور قدرت رکھتا ہے اور قوم پر ایسا قوی اثر ڈال سکتا ہے کہ انہیں بھی **اعتداء** سے روک دیتا ہے پس اس میں کچھ شک نہیں کہ جنگ کی خبریں تمہارے عرق غیرت کو متحرک کرتی اور جوش دلاتی ہیں۔ مگر اس جوش میں حد سے نہ بڑھو۔ نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ اس **ابتلا** میں قدم آگے بڑھاؤ۔ اور اپنے اندر ایک تبدیلی کر کے **نصرت الٰہی** کو جذب کرنے کی فطرت پیدا کرو۔ یہ ایک **امتحان کا وقت** ہے۔ غیظ و غضب کا نہیں اس وقت استغفار اور لاحول ہی مدد دیگا۔

اندریں وقت مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

شعائر اللہ کی عظمت کو ہرگز ہاتھ سے نہ دو۔ مومن اور استقلال کے ساتھ بڑھے چلو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ (آمین)

ین پریس مین
قادیان

سالانہ جلسہ کے متعلق کچھ اور

سالانہ جلسہ کے متعلق الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں میں اپنے ناظرین کو توجہ دلا چکا ہوں۔ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۰ء کو الحکم میں ایک آرٹیکل

آپ جلسہ پر آتے ہیں تو آپ کا فرض کیا ہونا چاہئیے؟

کے عنوان سے میں نے لکھا تھا۔ مگر آج قریباً دو سال بعد میں اس پر پھر توجہ دلانے کی ضرورت سمجھتا ہوں لیکن **اسوقت** اور **آج** کے حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ وہ وقت جبکہ اللہ تعالیٰ کا مامور مہدی اور مسیح (خدا تعالیٰ کے بے انتہا برکات اور صلوات اس پر ہوں) ہم میں موجود تھا۔ اور آج آہ! وہ مہبط **وحی** ہم میں نہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس رمانده قوم کی دستگیری فرمائی اور غلام احمد (علیہ السلام) کے بدلے ہمیں **نور الدین** ملا۔ مگر وہ نبیوں کا موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز تھا اور یہ قدرت ثانیہ کے ظہور کا **مقدمۃ الجیش** اور **مسیحیت اور مہدویت** کے شجر طیبہ کا **پہلا پھل**۔

وہ وقت تھا کہ ہم تعلیم کے لئے آتے تھے اور خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کے منہ سے وہ باتیں سنتے تھے جو خدا تعالیٰ کی جلی یا خفی وحی اس کے قلب پر نازل کرتی تھی مگر اب وقت آیا ہے کہ اس تعلیم اور تلقین کے لئے ہمارا امتحان ہو۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ تعلیمی سکول کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ نہیں ہم ہی میں سے ایک جو اپنے امام کی اتباع میں **فنا** اور عملی رنگ میں ایک **اسوہ** اور نمونہ ٹھہر گیا۔ ہمارا **امام** اور خلیفہ ہوا ہے۔ تاکہ ہم میں سے بہتوں کو اپنے رنگ میں رنگین کرے اور

نور الدین بنا کر دکھاوے

اس نے اپنے طرز عمل اور نور یقین سے بتایا ہے۔ کہ جب انسان اپنے مقتدا اور امام کی اتباع اور اطاعت و محبت میں گم ہو جاتا ہے تو دوسروں کے لئے اسوہ ٹھہر کر موجب ہدایت ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اسماء کی تجلی کا مظہر ہوتا ہے۔ پس اس صورت میں یہ سلسلہ تعلیم بدستور جاری ہے۔

یہ موقع نہیں کہ میں اس پر بحث کروں۔ بلکہ میں آپ کے سامنے اس **فرض** کو رکھنا چاہتا ہوں۔ جو اس جلسہ پر آنے کے متعلق آپ کا ہے۔

یہ امر تو پڑھنے والے احباب سے مخفی نہیں ہے کہ سالانہ جلسہ کی تقریب ہماری جماعت کے لئے ایک قسم کی **عید** کی تقریب ہے۔ جبکہ دور دراز اور ہر گوشہ ملک کے احباب یہاں جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو مل کر انہیں مسرت ہوتی ہے۔ اس لئے ایسے موقع پر میں چند ایسی باتیں پیش کرنی چاہتا ہوں جو میرے خیال اور سمجھ میں اس قابل ہیں۔ کہ ہماری قوم کے ہر ایک **فرد** کو ان پر غور کرنا چاہئیے خصوصاً جبکہ قادیان کی پاک سرزمین میں وہ داخل ہوتے ہیں اور پھر ایسے وقت اور حالت میں کہ کل ملک کی نظریں ان پر ہیں۔

میں جانتا ہوں۔ ناظرین اس امر سے غافل نہیں ہیں کہ یہ جلسہ ایک قسم کا **میلہ** ہے مگر یہ میلہ دوسرے میلوں کی طرح کھیل کود اور لہو و لعب کا میلہ نہیں نہ اس میں کوئی سیر و تماشا ہے۔ نہ اس کے دیکھنے کی فرصت۔ جو لوگ زندگی کی غرض و غایت اور مطالعہ نفس کی قابلیت رکھتے ہیں یا جنہوں نے اس سوال کو قابل غور سمجھا ہے۔ اُن کے لئے تو یہ تقریب **ایک امتحان ہے**۔ مگر جنہوں نے ان امور پر غور نہیں کیا۔ ان کے لئے **میلے** سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھ سکتا۔ اور میں خیال نہیں کر سکتا کہ کوئی احمدی اس کو ایک معمولی **میلہ** ہی قرار دے یا دینے کی کوشش کرے۔ بلکہ میرے دوستو! اس پر آپ کو اس **سپرٹ** سے بھر کر آنا چاہئیے جو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زندگی میں بھرنا چاہتے تھے۔ اور جس غرض کے لئے آپ نے اپنی جان دی۔ ایسی حالت اور صورت میں قادیان کی سرزمین تمہیں **اخلاص** اور **صواب** کا سبق دینے کے لئے بہترین معلم ہے

بہرحال ایک ایسی تقریب پر جہاں ہزاروں انسان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ سب سے پہلا امر جو ہر ایک بھائی کے دل میں مرکوز ہونا چاہئیے وہ یہ ہے کہ جس طرح سے ممکن ہو سکے ساتھی اور رفیق کو آرام ملے یعنے ان میں سے ہر ایک دوسرے کے لئے اپنے دل میں **مروت** اور **ایثار** کا جوش پاتا ہو جب حالت ایسی ہو تو یقینی امر ہے کہ سب ہی کو آرام ملے لیکن جہاں خود غرضی اور ذاتی بھلائی اور آرام ہی کا خیال ہو۔ وہاں ممکن نہیں کہ ایک بھی آرام پا سکے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ آنے والے احباب اس کو نصب العین رکھیں گے۔

ایسے بڑے مجمعوں میں کسی قسم کی فروگذاشت کا ہونا ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کو وقت پر کھانا نہ ملے۔ یا حسب دلخواہ آرام کے لئے جگہ نہ ہو یا اور کسی قسم کی تکلیف ہو۔ اس لئے ایسی حالت میں ہر شخص کو سمجھ لینا چاہئیے کہ وہ آپ ہی مہمان اور آپ ہی میزبان ہے اور اپنے ہی گھر میں ہے جہاں وہ اس قسم کی معمولی باتوں پر توجہ بھی نہیں کرتا۔ پس اگر وہ اپنے خدام بھائیوں کی طرف سے کوئی ایسی بات پائیں جو ان کے شان کے شایان نہ ہو۔ تو انہیں معذور سمجھ کر معاف فرماویں اور ایسی معمولی باتوں پر کبھی کوئی آواز کسی کے کان میں شکایت کی نہیں آنی چاہئیے۔ کیونکہ یہاں آنے کا مقصد آرام اور آسائش یا سیر و تفریح نہیں بلکہ یہ باتیں ہر شخص کو علیٰ قدر مراتب اپنے گھر میں حاصل ہیں یہاں آنے کی غرض تو وہ ہے

جو دوسری جگہ پوری نہیں ہوتی

اور وہ یہاں حصول اکسیر کے لئے آتے ہیں۔ اور اکسیر کے لئے ضروری ہے۔

خاک شو تا اکسیر شوی

جب تک انسان کے جذبات پر موت وارد نہیں ہو جاتی وہ خود زندہ اور دوسروں کے لئے مایۂ حیات ہو نہیں سکتا۔ اگر ہم نے یہاں آکر بھی دست خود دہان خود کے عمل کو مد نظر رکھا تو پھر سمجھ لو کہ ہمارا یہ سفر کیا بابرکت ہوگا؟

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۔۔۔ ۵
خواص سے ۔۔۔ عہ ۵
ہندوستان سے باہر ۔۔۔ ۶ روپے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۔۔۔ ۱۲ روپے

الحکم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

قادیان دارالامان کے کارخانہ الحکم سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

چو گوئم با تو گرائی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر :- شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۱۶ | قادیان دارالامان - ۲۱ - نومبر سنہ ۱۹۱۲ء | نمبر ۳۶

مقابلہ میں ان ملامتوں کی پروا کرنا سخت جہالت اور بزدلی ہے۔ اسی بنا پر میں نے **قربانی** کے بدلہ روپیہ دینے کی تحریک کی مخالفت کی اور خدا کا شکر ہے کہ اس میں بہت بڑی کامیابی ہوئی اور اس تجویز **تنسیخ قربانی** پر قریباً ہر طرف سے ملامت ہوئی اس سے ان **علماء** کے تقویٰ و طہارت کا بھی اندازہ ہو گیا کہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے شریعت کی تنسیخ کے لئے کس دلیری سے کام لیتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک **مامور** و مرسل حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو جب ہم **نبی اللہ** کہتے ہیں اس لئے کہ خدا نے بھی کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا یہی نام رکھا تو ہم پر کفر کا فتویٰ دینے دوڑتے ہیں اور آپ جب شریعت کی تنسیخ کر کے **نبوت جدید** بناتے ہیں تو شرم نہیں آتی۔

غرض اب **جہاد** کے متعلق بھی مضمون نکل رہے ہیں یہ سراسر جہالت کا نتیجہ ہے۔ وہ لوگ جو اسوقت محض جوش کے پتلے ہیں میری بات پر گالیاں دینگے مگر میں **احمدی قوم** کو یہ بتا دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ انہیں اس قسم کی جوش پیدا کرنیوالی تحریکوں سے بالکل الگ رہنا چاہیئے۔ خدا کے برگزیدہ **مہدی** نے **ممانعت جہاد** کا فتویٰ دیدیا ہوا ہے اور سالہا سال ہوئے وہ چھپ کر شائع ہو چکا ہے میں نے آج پھر اسکو شائع کر دیا ہے اس **فتویٰ** کو پڑھ کر اور سُن کر پھر اگر کوئی خدا سے نہیں ڈرتا تو یاد رکھو اسکا انجام اچھا نہیں **ترکی سلطنت** ایک ابتلاء کے نیچے ہے اور وہ اپنی کرتوتوں کے ماتحت اس ابتلاء میں ہے۔ آسمان کے نیچے اسی زمین پر اسی زمانہ میں **سخت گناہ** ہوا ہے خدا تعالیٰ کے **مرسل** کا انکار کیا گیا اور اس **ترکی سلطنت** کے ارکان و اعیان کی اندرونی حالت جو خدا کے مسیح کو کشف میں دکھائی گئی تھی اس کے اظہار پر سخت سب و شتم کی گئی اور اس پاک **دل** کو دکھ دیا گیا۔ گندی گالیاں جو چوہڑوں چماروں کا کام بھی نہیں دی گئیں وہ وقت گذر گیا مگر خدا کے مرسل کو جو دکھ دیا گیا تھا اور جو اُس نے قبل از وقت کہا تھا وہ پورا ہو رہا ہے۔ مسلمانو یاد رکھو **مسیح اول** کی مخالفت اور اُس کے انکار سے یہود **ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ** کے مصداق ہو گئے تھے اس **مسیح** کی جو اپنے سید و مولیٰ کی زبردست **قوت قدسی کا پھل** ہے۔ مخالفت اسی قسم کی **لعنت** اپنا نتیجہ رکھتی ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت مسلمان یہود سے مماثلت اختیار کرینگے۔ تم خدا سے ڈرو۔ اور یہود کی حالت پر غور کرو۔ ان تمام جوشوں کو چھوڑ دو اور خدا سے یہ دعا کرو کہ مسلمان مسلمان بن جاویں۔ جب وہ متقی اور محسن ہونگے تو خدا تعالیٰ خود ان کا **ناصر** اور **محافظ** ہوگا۔ ورنہ اسے ان کی کچھ بھی پروا نہیں ہے کیا پہلے مسلمانوں کے ہاتھوں سے سلطنتیں نہیں نکلیں۔ **زوال بغداد** کی داستان پرانی نہیں لکھا ہے کہ اس وقت آسمان سے آواز آتی تھی **ایھا الکفار اقتلوا الفجار** پس اس وقت کی حالت کو دیکھ لو کیا ہو رہی ہے احمدی قوم کی پوزیشن اس امر میں وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اشتہاروں میں شائع کر دی ہے۔

جہاد کے فتوے میں جن صفات عالیہ کے **وفادار**ان کا ذکر کیا ہے ان کو حاصل کرو اور امام کیساتھ تعلق پیدا کرو ہمیں ایسی تحریکوں کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں یہ محض ایک **تماشا** ہے جو ہو رہا ہے۔ بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا ہمیں چندہ دینا چاہیئے؟ **تعاون علی البر والتقوی** کا حکم قرآن مجید میں ہے اس اصل پر اپنے چندوں کو پرکھ لو۔ ہماری **جماعت** یاد رکھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح مختلف ضرورتوں کے لئے چندوں کا اعلان کر دیا کرتے ہیں۔ اگر انھوں نے کوئی **اعلان** اس قسم کا کیا ہے تو اس کو اپنے لئے دستور العمل بناؤ۔ اگر نہیں کیا تو اس قسم کے فتوے پوچھنے بھی غیر ضروری اور بیہودہ ہیں **امام** جب خود کسی ضرورت کو محسوس کریگا اسکا اعلان کر دیگا۔

میں تو سمجھتا ہوں احمدی قوم کے لئے اپنے سلسلہ کی ضرورتیں بہت ہیں۔ قرآن مجید میں **لیسئلونک ماذا ینفقون** کے جواب میں **قل العفو** آیا ہے۔ پھر یہاں کی ضرورتوں کو مقدم کرو۔ ہاں یہ وقت **استغفار** و **لاحول** کا ہے۔ خدا تعالیٰ کا **غضب بھڑکا** ہوا ہے مسلمان مسلمان کہلا کر خدا تعالیٰ کے حضور مجرم قرار پائے تو نوبت یہانتک پہنچی اس لئے **استغفار** کرو کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے اور اپنے فضل سے ہمکو اپنی رضا کے مقام پر کھڑا کرے۔ اور یاد رکھو تمہارا امام سید امیر علی یا ہز ہائینس آغا خان بالقابہ نہیں بلکہ تمہارا **امام** زندہ تم میں موجود ہے۔ اگر تم کوئی بات اس کے **مسلک** کے خلاف کروگے تو خدا کے حضور جوابدہ ہوگے۔ میں بحیثیت ایک احمدی **اخبار نویس** کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشین کے کلام اور تحریروں سے جو کچھ سمجھا ہوں وہ یہی ہے کہ ہمیں ایسی **تحریکوں** میں شمولیت کی ضرورت نہیں؟ یہ سچ ہے تھوڑی دیر کے لئے تمہیں گالیاں دیجائینگی اور مجھے تو خدا جانے کیا کیا کچھ کہا جائیگا مگر اللہ تعالیٰ میرے دل کو دیکھتا ہے کہ میں **محض حق** کے لئے یہ اظہار کرتا ہوں کہ **احمدی قوم اپنے امام کے مسلک کو نہ بھولے۔**

ہم جانتے ہیں کہ اس چندہ دینے میں گورنمنٹ بھی خوش ہے اور گورنمنٹ کے آفیسرز خود چندہ دے رہے ہیں۔ اس لئے اگر محض گورنمنٹ کی خوشنودی مطلوب ہو تو سب سے پہلے اس چندہ میں شریک ہونا چاہیئے۔ مگر ہمارا مقصود خدا ہونا چاہیئے نہ کچھ اور

میں پھر کہتا ہوں کہ **ترکوں** اور عام **مسلمانوں**

کسی کا جانور پہلا بچہ دے تو قربانی ہوا کرتی تھی۔ بابلیوں میں انسان کی قربانی کا رواج تھا۔ روما میں سور کی انگلستان میں دورو ایڈسن قوم میں قربانی تھی اور انڈیا کی تمام اقوام میں قربانیاں ہوتی تھیں۔

غرض کوئی قوم کوئی مذہب اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ اس میں کسی نہ کسی پہلو سے قربانی کا رواج نہیں یا نہ تھا۔ بائبل کو پڑھ جاؤ۔ جا بجا قربانی کا ذکر ہے۔ قابیل اور ہابیل کی قربانی اور پھر اس پر قتل تک نوبت پہنچنا تو بہت مشہور ہے وید بھی قربانیوں کے ذکر سے خالی نہیں۔ مہارشی دیویندر ناتھ ٹھاکر جی جو بنگال کے ایک مقبول و محترم مصنف ہیں ان کی ایک کتاب کا ترجمہ شرد ھے پرکاش دیوجی نے اردو میں کیا ہے۔ اس کے صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے کہ جو چیزیں خود ان کو (ہندوؤں) پسند تھیں انھیں کی اگنی میں آہوتی دیتے تھے۔ مثلاً گوشت چاول کی روٹی گھی دودھ صفحہ ۳۳ میں ہے۔ گھوڑے۔ گائے۔ بکرا۔ بھیڑ وغیرہ حیوانوں کے خاص خاص حصے دیوتاؤں کو آہوتی دیتے تھے" یعنی پرانے ہندو بھی مسلمانوں کی طرح ...... کی قربانی کرتے تھے۔ (وکیل ۵ اکتوبر ۱۹۱۲ء) اس پرانے رواج کی یادگار اب بھی کئی مندروں میں قائم ہے جے پور میں ہر روز ایک بکرے کی قربانی ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ دھرمپال قربانیوں کی کثرت کی وجہ سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کا ذکر کرتا ہے۔ اسے جانے دو۔ اگنی کنڈ میں اگنی دیوتا کے لئے جو کچھ ڈالدیا جاتا ہے اس میں شہد اور کستوری شامل ہے جو بہت سے جاندار مکھیوں اور ہرنوں کی قربانی کے سوا ملنی ناممکن ہے۔

اسلام کی قربانی پر اعتراض فضول ہے۔

باوجود ان مثالوں کے اسلام کی قربانی پر ایک دل آزار حملہ ہے

ایسے لوگ یا تو خدا کے منکر ہیں یا قربانی کے اصول سے ناواقف اور پھر اسلامی فلاسفی سے مطلق جاہل یہ لوگ اگر عام قانون قدرت کو دیکھیں تو بھی انھیں اپنا اعتراض واپس لینا پڑے۔

حیات عالم قربانیوں پر موقوف ہے۔

کیا وہ نہیں دیکھتے چھوٹی چیزیں بڑی چیزوں پر قربان ہوتی ہیں اور اس قربانی سے تباہی نہیں پڑتی بلکہ ترقی ہوتی ہے۔ آکسیجن کی قربانی نہو تو حضرت انسان زندہ نہ رہ سکیں بلکہ کوئی تنفس نہ دیکھا جائے۔ کاربن نہو تو درخت سرسبز نہوں۔ پھر درخت قربان نہوں جن میں ایک قسم کی روح مانی جاتی ہے۔ تو انسان کو زندگی دوبھر ہو۔ کوئی حیوان زندہ نہ رہے حیوان قربان نہوں تو انسان کے لئے دنیا کی رہائش وبال جان ہو جائے۔

جو لوگ بڑے رحمدل بنتے ہیں اور کہتے ہیں قربانی ایک ظلم ہے ان کے زخموں میں اگر کیڑے پڑ جائیں تو ان کی ہلاکت پر تو وہ بھی خوشدلی سے راضی ہیں زخموں سے بچے رہیں تو کم از کم پانی پینے سے انکار نہیں کرسکتے۔ جس میں ہزاروں لاکھوں کیڑوں کی قربانی ہو جاتی ہے۔ یہ باتیں خدا کے منکروں اور خدا پرستوں دونوں پر حجت ہیں۔ پھر تمام مذاہب خصوصاً ہمارے آریہ معترض خدا تعالیٰ کو دیالو کرپالو رحیم کریم مانتے ہیں۔ خود اس کی مملکت میں ہم دیکھتے ہیں۔ بازشاہین۔ بلیاں شیر چیتے بھیڑیئے مگرمچھ دوسرے جانوروں کو کھاجانے والے جانور موجود ہیں۔ بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو کھاجاتی ہیں یہ قانون ذبح آخر اسی کا بنایا ہوا ہے پس قربانی پر اعتراض کرنا خدا کے فعل پر خدا کے قانون پر اعتراض کرنا ہے۔ بلکہ اس پہلو سے اگر دیکھیں کہ یہ معترض بھی آخر کار ان حیوانوں سے خدمت لیتے ہیں ان سے دودھ دوہتے ہیں اپنا بوجھ لادتے ہیں ان سے طرح طرح کی مشقتیں لیتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی قربانی ہے۔ اس کا حق ان کو کس طرح حاصل ہوا اگر کہیں کہ ہم ان کو کھلاتے پلاتے ہیں تو میں سوچتا ہوں جب ایک انسان اشرف المخلوقات کو چند روپے ماہوار تنخواہ دیکر بادشاہ کو حق حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ سپاہی اس پر اس کے بدلے میں اپنی جان فدا کرے تو ایک جانور کی قربانی میں کیا محذور ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کے نزدیک جو تناسخ کے قائل ہیں۔ کیونکہ اگر ذبح تکلیف دہ امر ہے تو بھی ان کے پچھلے جنم کے پاپوں کی سزا میں ہی ہوگا اور یہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا کہ اگر جانوروں کی قربانی چھوڑ دیجائے تو وہ پھر نہیں مرینگے۔ یا ان کی کثرت عرصہ عالم کو ان پر تنگ نہیں کردیگی۔

کیا ہندوستان کے مسلمانوں کو جہاد کرنا چاہیئے؟

جہاد کا غلط مفہوم یورپین قوموں کو بتایا گیا ہے اور اکثر مسلمان بھی اس کی حقیقت سے محض ناآشنا رہے ہیں۔ جہاد سعی فی الدین کا نام ہے اور اس کی حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر دنیا پر واضح کی۔ جہاں اور اعتقادی اور عملی کمزوریاں مسلمانوں میں پھیل گئی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے جس کی اصلاح حضرت امام نے کی ہے۔

گر ترکوں کے ساتھ جب سے جنگ اغراب شروع ہوئی ہے اسوقت سے بعض لوگ محض جوش سے جو زیادہ تر ذاتی اغراض کا نتیجہ ہے مسلمانوں میں مختلف قسم کی تحریکیں کر رہے ہیں کوئی والنٹیر بھیجنا چاہتا ہے کوئی قرضہ کی تحریک کرتا ہے اور چندہ کی تحریک تو عام ہے ایک نے مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ اس وقت جہاد کرنا چاہیئے۔ اس قسم کی فضول گوئیوں سے میں نہیں سمجھتا مسلمانان ہند کو کیا فائدہ پہنچیگا۔ میں نے پہلے کسی نوٹ میں لکھا تھا کہ آجکل ٹرکی کے متعلق مسلمانوں کے جوش کے خلاف کوئی بات کہنا نہایت ہی مشکل ہو رہا ہے مگر حق گوئی کے

یہاں آنے کی غرض خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی تھی کہ تا دُنیا کی محبت ٹھنڈی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ عبودیت کا رشتہ مستحکم کرنے کی سبیل ہاتھ آوے اور امراض نفس سے نجات ملے جس میں ہم گرفتار ہیں اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہم اس مقصد کو کو پاسکیں جس کے لئے اُس نے

اپنا موعود خلیفہ ہم میں نازل کیا تھا

(خدا کے صلوٰۃ اور سلام اس پر ہوں) پس اس مقصد کی راہ میں آنی اور فانی ضروریات کے لئے جدوجہد اور اس سلسلے میں بیجا رنج و تعب یہاں نامناسب ہے۔ بلکہ ہر حالت میں ہمارے نصب العین وہ غرض اور مقصد ہے جس کے لئے یہ سفر کیا گیا ہے اور اخراجات اور سفر کی تکالیف برداشت کرکے اتنے میلوں کے فاصلے پر ہم آئے ہیں اس کے بعد دوسرا امر جس پر مجھے توجہ دلانے کی ضرورت ہے یہ ہے کہ آپ لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی ہماری کسی غلطی یا کمزوری سے متاثر ہونے کی حاجت نہیں اور نہ یہ سوال تمہاری راہ میں آنا چاہئے اگرچہ اس میں شک نہیں کہ یہاں کے رہنے والوں کی حالت بہت اعلیٰ اور اچھی ہونی چاہئے اور میں یقین کرتا ہوں کہ بیشک ان میں سے ایک گروہ اس قسم کا ہے جس نے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے بہت بڑا فائدہ اُٹھایا ہے اور اُس نے اپنے **اخلاص ایثار** اور خدمت دین کا ایک نمونہ دکھایا ہے۔ تاہم ہم میں بہت ایسے ہیں۔ جو ابھی بہت سے روحانی امراض میں مبتلا ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے محض فضل اور اس کے برحق خلیفہ کی توجہ سے شفا پا رہے ہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے جو انہیں اس مقام برکات میں ٹھہرنے کا موقعہ دیا ہے۔ یہ بے محل نہیں کیا

نورالدین

ان میں ہی کا ایک فرد تھا اور اس نے اسی مکتب میں وہ کمالات حاصل نہیں کئے۔ جہاں پہنچ کر وہ اس قابل ہو گیا کہ

ہم اسے اپنا امام وقت تسلیم کرلیں

استعدادیں مختلف ہوتی ہیں اور ہر ایک اپنی استعداد کے موافق یہاں رہ کر فائدہ اُٹھا رہا ہے اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی امراض کا فکر کرنا چاہئے۔ اور دوسروں کے امراض پر نکتہ چینی اور نظر۔ یہ راہ سالک کے لئے خیر و برکت کی راہ نہیں ہے بلکہ نفس کا ایک **دھوکا** ہے جب وہ دوسروں کی عیب گیری اور نکتہ چینی پر لگ جاتا ہے تو پھر اپنے مطالعہ اور محاسبہ کے خیال کو چھوڑ دیتا ہے اور اصل مطلب سے دور جا نکلتا ہے ان دو باتوں کے علاوہ تیسری بات جو ہمارے احباب کے **زیر نظر** رہنی چاہئے وہ نہائت اہم اور ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم ان امور پر غور کرنے کے لئے کافی وقت نکال سکیں جو قوم کی **اصلاح** کے سوال پر غور کرنے کا وقت ہو۔

اور قومی ضرورتوں اور سلسلہ کی اغراض کو بہترین اور مفید طریق پر پورا کرنے کے لئے اپنے **اموال** کی قربانی کرو۔ اور الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں جو امور آپ کی توجہ کے لئے پیش کئے گئے ہیں اُن پر مشورہ کرکے مفید نتیجہ پر آنے کے لئے خدا سے دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔ آمین!

اسلام تمام ہدائتوں کا جامع ہے؟

(حضرت خلیفۃ المسیح کی زبان سے ۲۴ مارچ ۱۹۱۲ء)

يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بیان کرے تمہارے آگے تمام ہدائت کی راہیں ان لوگوں کی جو گذر گئے) فرمایا یہ دعوٰی کسی کتاب کا نہیں ہے سوائے قرآن شریف کے۔ اللہ فرماتا ہے کوئی بھی ایسی راہ نہیں جو کسی ملک کی بھلائی کے واسطے یا کسی قوم کی بھلائی کے متعلق پہلے لوگوں میں گذر چکی ہو۔ اور ہم نے قرآن میں بیان نہ کی ہو۔ میں نے کوشش کی ہے کہ کوئی راہ بتاوے کہ جس سے اللہ راضی ہو جاوے اور مخلوق کا بھلا ہو جس کو کسی بزرگ نے بتایا ہو۔ اور وہ اتم طور پر قرآن میں بیان نہ ہو۔ خواہ وہ ارسطو کا قول ہو۔ خواہ جالینوس نے بیان کیا ہو۔ خواہ زرتشت کا یا رامچندر کا۔ یا کرشن جی کا یا بدھ فرمان ہو۔ غرضیکہ اللہ کو راضی کرنے کے لئے اور مخلوق پر شفقت کرنے کے لئے کوئی قانون نہیں جو قرآن میں اتم طور پر اس کا بیان نہ ہو۔ میں تو بڈھا ہو گیا ہوں اور سب کو پوچھتا ہی رہا ہوں۔ مگر کسی نے بیان نہیں کیا۔ اب تم لوگوں کا کام ہے تم کسی سے پوچھو۔ ایک شخص عزیز مرزا نے ایک مضمون لکھا تھا کہ میں نے بدھ کی کتاب میں ایک فقرہ دیکھا ہے جو کسی مذہب میں نہیں ہمارے میر محمد اسحاق کو توفیق ملی۔ اُنہوں نے اس کا ایسا لطیف جواب دیا کہ عزیز مرزا کو ماننا پڑا کہ میں نے غلطی کی ہے۔ میں نے میر صاحب کے لئے بہت دعا کی ایک دفعہ ایک شخص نے میرے سامنے کہا کہ خدا کی ایک صفت ہم ہندوؤں میں ہے جو قرآن میں نہیں ہے میں نے کہا وہ کیا ہے اُس نے کہا کہ ہم خدا کو باپ کہتے ہیں میں نے کہا کہ کیا یہ بڑی بات ہے۔ باپ کا تعلق بیٹے سے پچیس منٹ سے زیادہ نہیں ہوتا جو اوسط مدت امساک کی ہے اور اس عرصہ میں اس کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا۔ کہ میں کیا دے رہا ہوں۔ لڑکا یا لڑکی۔ اور وہ اس بات سے کبھی بیخبر ہوتا ہے کہ اچھا ہوگا یا بُرا۔ اس کے بعد پھر اس کو پتہ بھی نہیں ہوتا۔ کہ اس کی پرورش کون کر رہا ہے کیا باپ کے تعلقات رب سے زیادہ ہو سکتے ہیں۔ رب کے ہم ہر آن میں محتاج ہیں۔ وہ ہر وقت ہماری پرورش کرتا ہے۔ کھانا پینا۔ روشنی۔ ہوا۔ آگ۔ سب اُسی کا ہے۔ اندر سے نکلنے والی کاربن بھی اُسی کی ہے۔ یہ سب ربّ کا فضل ہے نہ ابّ کا۔ مولوی عبدالکریم نے ایک بحث میں کیا لطیفہ فرمایا ہے۔ کہ برہمو خدا کو ماں کہتے ہیں۔ آریہ باپ کہتے ہیں۔ کیا اچھا ہو۔ یہ دونوں آپس میں بیاہ کرلیں۔ یہ میں نے اس واسطے کہا ہے کہ تب دوسروں سے ایسی تحدی کرو جب پہلے تم کو قرآن کا پورا علم ہو۔ (نور)

قادیان میں عید اضحی

۱۹۱۲ء کو قادیان میں عید الضحیٰ کی نماز حسب
حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے پڑھائی -
عید اضحیٰ میں پڑھی گئی - نماز کے بعد حضرت
خطبہ پڑھا اس میں مسلمانوں کی موجودہ حالت
ح کی کہ کسطرح وہ دین کی طرف سے غافل
ہیں اور قرآن مجید کے احکام کو ترک کر رہے
خطبہ نہایت درد انگیز تھا - ان حالات کے
غرض یہ تھی کہ احمدی قوم قرآن مجید
کام کو اپنا عملدرآمد اور دستور العمل قرار دے
لوں کے ساتھ نہ ملے جو قرآن مجید کے
باطل کرنے کی مختلف رنگوں میں کوشش
ہیں
جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ میرے اپنے الفاظ
رح ہے کہ آپ نے ایک نوجوان تعلیم یافتہ
کہ آپ اسکو قرآن مجید کے احکام کی
بہ دار ہے تھے - اور سمجھا رہے تھے کہ مسلمانو
درستی حالی دین کی راہ سے ہوگی وہ دین اسلام
کے متبع ہونگے اللہ تعالیٰ ان کی ہر قسم کی ذلتوں
ں کو دور کردیگا - مگر اس جنٹلمین نے کہا کہ آپ
برس پیچھے لیجارہے ہیں گویا نبی کریم صلی اللہ
نے جو اصول عملدرآمد کے تیرہ سو برس پہلے
ہے اس کی نظر میں آج وہ نعوذ باللہ کار آمد
با . . . . . .
. . . . .
. . . ان پر عمل کرنا ترقی کی رو کو تیرہ سو
پیچھے ہٹا دینا ہے - آپ نے ظاہر کیا کہ اس قسم
ت ایک دو نہیں بہتوں کے دلوں میں ہیں
نے بتایا کہ یہ تو قرآن مجید اور اسلام کے
رائج کو باطل کرنے کی ایک کوشش تھی
کے ترک کے لئے پہلی کوشش یوں

شروع ہوئی - کہ وہ اپنی ہی زبان میں ادا کی
جایا کرے - قرآن مجید کا پنجابی ترجمہ اس میں
پڑھا جاوے - ایسا ہی دوسری زبانوں میں
اصل قرآن نہ پڑھا جاوے - مجھے جس شخص نے
ذکر کیا میں نے اس کو کہا کہ پھر نثر سے نظم میں ہوگا
پھر وہ نظم کسی ٹھمری کی شکل اختیار کریگی اور رفتہ
رفتہ رفتہ اس کے ساتھ ڈھولک وغیرہ ساز ہونگے
اور یہ اچھا خاصہ تماشا ہو جائیگا اور مسلمانوں میں
جو چیز مشترک تھی (عربی زبان اور قرآن) وہ جاتی
رہیگی - اور نہ نماز کی حقیقت پیدا ہوگی -
پھر اس پر ترقی ہوئی تو میرے کانوں میں آوازیں
آئیں کہ کرسیوں پر بیٹھکر سامنے بنچ یا میز ہوں
اور نماز کے لئے لوگ جمع ہو جایا کریں تو خدا تعالیٰ
کی حمد میں کوئی گیت گاوے جہاں کسی کے دل
میں جوش پیدا ہووے وہ اس مقام پر میز پر ذرا سر
جھکا دیا کرے اس قسم کی آوازیں میرے کانوں میں
ترک نماز کے لئے آئیں - پھر روزہ کے متعلق
کہا گیا کہ بھوکا رہنا بالکل بیفائدہ ہے - اگر روزہ رکھنا
ہی ہو تو اس میں فروٹ (میوہ جات) وغیرہ کھائے
جایا کریں
یہ تو تعلیمیافتہ لوگوں کی توضیح تھی بعض دوسرے
لوگوں نے کہدیا کہ جو غریب ہووہ روزہ رکھ لے اور
امراء صرف فدیہ دیدیا کریں -
پھر حج کے لئے کہا گیا کہ ندوی کانفرنس علیگڑھ
میں شمولیت سے یہ فرض ادا ہو جاتا ہے اور کافی ہے
کہ لوگ وہاں شامل ہو جایا کریں اور زکوٰۃ کے بدلے
قومی کاموں میں چندہ دیدیا - اب میرے کانوں میں
قربانی کے روکنے کی آوازیں آتی ہیں
یہ تمام باتیں مسلمانوں کی بدقسمتی کی ہیں - ان کو چھوڑ کر
یہ ترقی نہیں کرسکتے - اگر اسلام ہی ان کے ہاتھ میں
نہ رہا تو یہ کچھ بھی نہونگے -
پھر آپ نے قربانی کے متعلق اس کی حقیقت
اور فلسفہ پر مختصر سی تقریر فرمائی اور بتایا کہ کسطرح

قدرت نے قربانی کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے
آپ قربانی کی حقیقت بتا رہے تھے کہ ضعف غالب
ہوگیا - اور تقریر کا نیا سلسلہ بند کرنا پڑا اس لئے دعا
پر خطبہ کو ختم کر دیا - اگرچہ قربانی کا موقعہ گذر گیا تاہم قربانی کا
مضمون ایسا ہے کہ آئے دن اس پر غیر مسلم لوگ اعتراض
کرتے رہتے ہیں اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نور الدین
میں اس مسئلہ پر نہایت وضاحت سے بحث ہے لوگ
اسے پڑھیں اور شائع کریں - تاکہ بہتوں کی ہدایت کا موجب
اس مقام پر اس امر کا ذکر بے محل نہیں کہ بلقان
کی جنگ کیوجہ سے بعض علماء نے بھی کوتاہ اندیشی کر
یہ فتویٰ دیدیا تھا کہ قربانی نہ کی جاوے اور اس کی قیمت
ترکوں کی مدد کے لئے دیجاوے - الحکم نے اس کے خلاف
آواز اٹھائی جب سیدنا نور الدین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
کے حضور اس کے متعلق استفتا پیش ہوا تو آپنے بھی
قربانی کرنیکا ہی فتویٰ دیا
جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عام طور پر اسی فتوے کی تائید ہوئی اور
بہت ہی تھوڑے وہ لوگ ہونگے جنھوں نے اپنی ہوائے نفس
کے ماتحت اس کے خلاف کرنا پسند کیا ہو - برادرم اکمل نے
عید اضحیٰ پر ایک جامع مضمون تشحیذ کے تازہ نمبر
میں لکھ کر بڑا احسان کیا ہے -
نور الدین سے اقتباس کر کے اس کو ایک عمدہ
ترتیب دی ہیں قربانی کے متعلق جو قاضی صاحب نے
لکھا ہے - چاہتا ہوں کہ ایک حصہ یہاں بھی اسے درج کردوں
تاکہ وہ سوچنے والوں کے لئے اگر اللہ تعالیٰ چاہے مفید ہو

قربانی کا رواج تمام قوموں میں

نور الدین میں بحوالہ انسائیکلو
پیڈیا برٹانیکا مرقوم ہے - کہ
ایران - انڈیا - یونان - عرب
افریقہ - قدیم امریکہ اور روما
میں قربانی کا عام رواج تھا -
عبرانیوں میں بھی شکریہ - کفارہ - حمد الٰہی کے لئے لڑکے
کے تولد ختنہ شادی پر اور مہمان کے آنے پر فتحمندی
زمین کے جوتنے - کنوئیں کی بنیاد بنا عمارت باہمی
معاہدہ - مردہ کی سالانہ رسم شکار کے بعد اور جب

پر یہ ایک ابتلاء ہے جو خدا کے **مرسل** مسیح و مہدی کے انکار کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کلام اپنے بندے پر قبل از وقت نازل فرمایا وہ پورا ہو کر رہیگا۔ اور **خدا اپنے نذیر کو قبول کریگا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا**

یہ باتیں اس وقت عجیب اور حیرت انگیز معلوم ہوتی ہیں مگر وقت آتا ہے کہ **مغربی قومیں بھی نیاز مندی کے ساتھ اسکو قبول کرینگی**

احمدی قوم! میں نے اپنا فرض اس وقت بھی ادا کر دیا ہے اور میں نے ان گالیوں اور بدگوئیوں کا پہلے سے اندازہ کر لیا ہے جو ایسے وقت اس قسم کے محرک کا حصہ ہو سکتی ہیں مگر میں ان **گالیوں** پر جو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسول کے پیام کی تبلیغ میں ملتی ہیں) ان لاکھوں تعریفوں کو قربان کر دینے ۔ تو نیز خدا سے چاہتا ہوں جو محض دنیا کی نمائش اور حق کو کچل دینے سے ہوتی ہو۔ حضرت مسیح موعود کی تصنیفات کو پڑھو اور اس پر غور کر کے قدرت الٰہی کے **کرشموں** اور **نشانات** کا معائنہ کر دکہ

پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے

اور دوسری جگہ **مخالفت جہاد** کا فتویٰ پڑھو اور سناؤ اس میں لکھا ہے ؎

تم میں سے جسکو دین و دیانت ہے پیار
اب اسکا فرض ہے کہ وہ دل کر کے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد۔ حرام اور قبیح ہے

میں نے حضرت کے اس ارشاد کی تعمیل میں یہ نوٹ لکھ دیا ہے اور اس کو حضرت امام کے ہی ارشاد پر ختم کرتا ہوں ؎

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

پس جہادوں میں **لتعاون علی البر** کے اصل کو دیکھ لو اور اخلاص اور صواب کو مد نظر رکھو خدا تمہارے ساتھ ہو

آمین!

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کیطرف سے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو — جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر — کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ — عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا
جب آئیگا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا — جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائیگا
پیوینگے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند — کھیلینگے بچے سانپوں سے بیخوف و بیگزند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا — بھول جائینگے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا — وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے — کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں — کر دیگا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں
ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں — اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
اب تم میں خود وہ طاقت و قوت نہیں رہی — وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی — وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی
وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی — وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی — خلقت خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی — حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی — کسل آگیا ہے دل میں جلادت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی — وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی۔

نوٹ :۔ ایک زبردست الہام اور کشف آج ۲۔ جون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا اس کی آخری سطر میں لکھا تھا اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام باقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے :: کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائینگے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائینگے اور خوب پکڑے جائینگے اور کوئی گریز کی جگہ اُن کے لئے باقی نہ رہیگی۔ یہ پیشگوئی ہے ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے اس کے بعد ۴۔ جون ۱۹۰۰ء کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا۔ کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے۔ یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت پوری ہو گئی کہ اُن کے لئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل

دنیاودیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
وہ اُنس وشوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی
سو سو ہے گند دل میں طہارت نہیں رہی
خوان تہی پڑا ہے وہ نعمت نہیں رہی
مولی سے اپنے کچھ بھی محبت نہیں رہی
سب پر یہ ایک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی
تم مرگئے تمھاری وہ عظمت نہیں رہی۔
اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
اب تم پہ کوئی جبر نہیں غیر قوم سے
ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو
اب زندگی تمھاری تو سب فاسقانہ ہے
اے قوم تیرہ بار کی اب وہ نظر نہیں
کیونکر ہو وہ نظر کہ تمھارے وہ دل نہیں
تقوے کے جامے جتنے تھے سب چاک ہوگئے
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہوگئے
اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوے
اب غیروں سے لڑائی کے معنی ہی کیا ہوے
سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہے اب کہاں
پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا
پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجیئے
ایسا گماں کہ مہدی خونی بھی آئیگا
اے غافلوں یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
اب سال سترہ بھی صدی سے گذر گئے
تھوڑے نہیں نشاں جو دکھائے گئے تمھیں
پر تم نے اُن سے کچھ بھی اُٹھایا نہ فائدہ
بخلوں سے یارو باز بھی آؤ گے یا نہیں
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤ گے یا نہیں
آخر خدا کے پاس بھی جاؤ گے یا نہیں
تم میں سے جسکو دین و دیانت سے ہے پیار
لوگوں کو یہ بتلائے کہ وقت مسیح ہے
ہم اپنا فرض دوستو اب کرچکے ادا

اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی
ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی
نیکی کے کام کرنے کی عادت نہیں رہی
دیں بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی
دل مرگئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی
اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی
بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے
عادت میں اپنی کرلیا فسق و گناہ کو
مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے
روتے رہو دعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں
شیطاں کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہوگئے
باقی جو تھے وہ ظالم وسفاک ہوگئے۔
اُس یار سے بشامت عصیاں جدا ہوے
تم خود ہی غیر بنکے محل سزا ہوے
وہ صدق اور وہ دین و دیانت ہے اب کہاں
وہ نور مومنانہ وہ عرفاں نہیں رہا
آیت علیکم انفسکم یاد کیجیئے
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائیگا
بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتاچکا
تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے
کیا پاک راز تھے جو بتلائے گئے تمھیں
منہ پھیر کر ہٹادیا تم نے یہ مائدہ
خواہش پاک وصاف بناؤ گے یا نہیں
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں
مخفی جو دل میں ہے وہ سناؤ گے یا نہیں
اُس وقت اسکو منہ بھی دکھاؤ گے یا نہیں
اب اُس کا فرض ہے کہ وہ دل کرکے استوار
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت الحمدللہ بخیریت ہیں حضرت صاحبزادہ صاحب خدا کے فضل سے حج سے فارغ ہوچکے ہونگے اس سفر میں ان کو دعاؤں کی خاص توفیق اللہ تعالیٰ نے دی اور آپ کے **سینہ** کو کھولدیا باوجودیکہ سفر میں ان کی صحت اچھی نہیں رہی تھی **دعاؤں** کے لئے آپ نے لکھا مجھے **تکان** نہیں ہوتی تھی یہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل کا نشان ہے **قوم** اپنے مخدوم کو دعاؤں میں کسطرح فراموش کرسکتی ہے جب کہ وہ اس کے لئے رات دن دعاؤں میں مصروف ہیں بہرحال ان کے لئے **دعاؤں** کی بہت **ضرورت** ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں عافیت کے ساتھ **بامراد** لائے اور انھیں اپنی درماندہ قوم کی رہنمائی اور **ہدایت** کے لئے بہترین سامان اور قوتیں عطا فرمائے حضرت میر ناصر نواب صاحب امیر الصعفاء بھی حج سے فارغ ہوچکے ہونگے دعا ہے ان کی بھی مدد ہو

۲۔ حضرت **خلیفۃ المسیح** مدظلہ العالی کے روز و شب اپنی درماندہ قوم کی بھلائی میں صرف ہورہے ہیں ۱۸۔ نومبر کی شام نے حضرت **خلیفۃ المسیح** کے گھوڑی سے گرنے کے واقعہ کو یاد دلادیا آپ درس قرآن دے رہے تھے اور حسب معمول بعد دعا گھر آنے لگے **سخت** چکر آیا اور **غش** آگیا ایسا غش کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو میں نے کبھی ایسی حالتیں نہیں دیکھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا دوسرے ہی دن وہ سب سلسلہ درس تدریس کا شروع ہوگیا الحمدللہ علیٰ ذالک

حضرت **خلیفۃ المسیح** جو مجاہدہ آجکل کررہے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کا یہ ارشاد بالکل درست ہے **انسان طعام سے نہیں بلکہ کلام سے زندہ ہے**۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو نافع الناس بنایا ہے ہم سب دعا کرتے ہیں کہ **اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض** کے ماتحت دیر تک **اسلام** اور اہل اسلام کو آپ کی ذات سے نفع اُٹھانیکا موقع ملے۔ بہت ضرورت ہے کہ قوم حضرت کی صحت وعافیت کے لیے دعاؤں میں مصروف رہے اور اس کی دعائیں قوم کے حق میں قبول ہوکر ہمیں تبدیلی کی توفیق عطا ہو آمین

اطلاع۔ دسمبر کا پہلا پرچہ ہمیشہ الحکم کی سالانہ قیمتوں کیلئے وق

آئینہ حق نما کی قدردانی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایضاحات نمبر ۲ کا جواب لکھتے وقت اس خاکسار کی دعا سے مدد کی اور میں صدق دل سے اعتراف کرتا ہوں۔ کہ محض آپ کی دعا سے مجھے توفیق ہوئی۔ کہ اس کتاب کا جواب ایسی عمدہ ترتیب دے سکا۔ اب آپنے کتاب مذکور کے جواب کو پسند فرما کر

۲۵ جلدیں

اپنی جیب سے خرید کر میری

اعانت

فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

یہ قدردانی میرے لئے ہمیشہ خوشی کا موجب ہوگی۔ اس لحاظ سے نہیں کہ ۲۵ جلدیں بک گئیں۔ بلکہ اس سے کہ میرے

آقا

نے میری حوصلہ افزائی کی۔ یہ واقعہ اس ترتیب اور خواہش کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ جو آپ کو حق کی اشاعت کے لئے ہے۔ ایسے لوگوں کی ضرورت ہے۔ جو اس کتاب کی متعدد جلدیں خرید کر مفت تقسیم کردیں۔ امرتسری منکر نے اپنے رسالہ کا جز ہزار ہا کی تعداد میں تین مرتبہ چھاپ کر پھیلایا ہے۔ اس کے دور کرنے کے واسطے اس رسالہ کی بہت سی کاپیاں مفت تقسیم کرنی چاہئیں۔ اگر احمدی انجمنیں جن میں سے بعض سینکڑوں جلدیں بھی شائع کرسکتی ہیں۔ بلا امتیاز و تفریق ہر انجمن دس دس جلدیں بھی خرید کر مفت شائع کردے۔ تو ایک ہزار سے زائد جلدیں شائع ہوسکتی ہیں۔ یہ زمانہ اشاعت کی تکمیل کا ہے۔ اس لئے اس سے غفلت کرنا ایک ناقابل عفو غلطی ہے احباب توجہ کریں۔

جن احباب نے متعدد جلدیں خرید کرنے کا پہلے وعدہ کیا تھا۔ اس تحریر کے ذریعہ سے انہیں بھی یاد دہانی کی جاتی ہے کہ وہ توجہ فرماویں۔

آئینہ حق نما کی اشاعت کیلئے ایک مبارک تحریک!!

اخویم مولوی سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپور سے ایک گرامی نامہ کے ذریعہ ارقام فرماتے ہیں کہ آئینہ حق نما خوب کتاب ہے شیخ یعقوب علی صاحب کیلئے تصنیف کی وجہ سے اور آپ (یعنی خادم الحق) کے لئے چھپوانے اور نہائت ارزاں قیمت پر فروخت کرنے کے سبب میں نے جمعہ میں تمام احباب سے دعا کی درخواست کی اور بڑے جوش سے دعا کی گئی اگرچہ آئینہ حق نما کی قیمت بہت ہی مناسب ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اور کمی کی جائے اور اس کی صورت یہ ہے کہ تمام احمدی انجمنوں کی طرف سے ۳ر فی جلد کے حساب سے دس پندرہ بیس پچاس سو جتنی جلدوں کی وصولی ہو اتنی جلدوں کی قیمت آپ کو دیدیجائے اور آپ قیمت ۱۰ر کر دیں مگر صرف غیر احمدیوں کے لئے۔ سردست آئینہ حق نما کی پندرہ جلدوں کے ۳ر فی جلد کے حساب سے ۱۲؍۱۱ پیش کرتا ہوں۔ پندرہ جلدوں کے لئے دس آنہ فی جلد کا اعلان غیر احمدیوں کے لئے آپ الحق میں شائع کر دیں۔ اُمید ہے اور بھائی بھی توجہ کرینگے۔ بالخصوص جو آئینہ حق نما کی اشاعت میں زیادہ کوشاں تھے۔ مثلاً اخی المعظم مولوی عمر دین صاحب شملوی و حافظ عبد المجید خان صاحب منصوری بھائی کبیر الدین احمد صاحب لکھنوی و مولوی حکیم خلیل احمد صاحب مونگیری وغیرہ۔ اس پر بھی اگر غیر احمدی توجہ نہ کریں تو پھر کوئی اور تجویز ہونی ہونی چاہئے۔ سردست جو ذہن میں آیا۔ عرض کر دیا ہے۔ والسلام مختار احمد شاہجہانپور

میری تجویز

میں اپنے معزز و محترم بھائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ کو سلسلہ کی تائید میں جو کتب ہوں اُن کی اشاعت کا بہت شوق اور دل سے خیال ہمیشہ رہتا ہے جزاھم اللہ احسن الجزا۔ مگر میں آپ کی اس مبارک تحریک پر اتنا مستزاد کرتا ہوں کہ آئینہ حق نما کی موجودہ قیمت ۱۲ر ہے۔ جو قریب قریب لاگت کے ہے اور ۳ر فی جلد محصول ڈاک صرف ہوتا ہے۔ گویا فی نسخہ ایک روپے کو معہ محصول ڈاک خریدار کو ملتا ہے۔ اب اگر ۱۰ر قیمت غیر احمدیوں کے لئے کر دی جاوے تو ۳ر محصول ڈاک لگا کر ۱۳ر ہوں گے جو غیر احمدیوں کی حمیت دینی پر نظر کرنے سے امید نہیں پڑتی کہ وہ دین کے واسطے ۱۳ر بھی خرچ کرنا گوارا کریں۔ اس لئے میں بجائے ایک روپیہ قیمت معہ محصول ڈاک کے غیر احمدیوں کے لئے ۸ر قیمت کرتا ہوں اور وہ اس طرح کہ جو تین آنہ حسب تحریک آپ کے احمدی احباب اس کے متعلق عطا فرماویں وہ تو اس کے محصول ڈاک میں لگائے جاویں۔ اور غیر احمدیوں سے صرف ۸ر قیمت لی جاوے۔ اس تجویز میں اصل قیمت ۱۲ر میں سے ۵ر میں اپنی طرف سے کم کرتا ہوں اور محصول ڈاک کے ۳ر احمدی انجمنیں ادا کر دیں۔ جتنی جلدوں کا محصول ڈاک بحساب ۳ر فی جلد مجھے وصول ہوتا ہوتا جائیگا اتنی جلدیں غیر احمدیوں کو ۸ر قیمت پر دیتا جاؤنگا اور الحق میں اعلان ہوتا رہیگا کہ فلاں انجمن سے یا فلاں احمدی بزرگ سے اس قدر جلدوں کا محصول ڈاک وصول ہوا ہے۔ پس اس قدر جلدیں غیر احمدیوں کو بحساب ۸ر فی جلد کے دیجا سکتی ہیں۔

دوسری تجویز

اگر کوئی بزرگ احباب سلسلہ میں سے مفت تقسیم کرنا چاہیں تو ان کو دس آنہ فی جلد کے حساب سے بغرض تقسیم آئینہ حق نما دیا جائے گا۔ بشرطیکہ دس جلد سے کم کی درخواست نہ ہو۔ اور محصول ڈاک اُن کے ذمہ نہ ہوگا۔ صرف فیس منی آرڈر وہ ادا کریں گے یعنی دس جلد کی قیمت یا اس سے زیادہ جس قدر جلدیں تقسیم کرنا چاہیں اُن کی قیمت بذریعہ منی آرڈر بحساب ۱۰ر فی جلد بھیجدیں۔ تو ان کو مطلوبہ جلدیں محصول پارسل اپنے پاس سے ادا کر کے ارسال کر دونگا لیکن یہ بھی غیر احمدیوں میں تقسیم کرنے کے لئے۔ امید ہے کہ ان ہر دو تجاویز کو اخبارات سلسلہ اپنے اپنے معزز خریداروں میں بغرض اطلاع تمام احمدی برادران کے شائع کر دینگے۔

غیر احمدیوں کیلئے آئینہ حق نما کی تخفیف قیمت کا اعلان

اس وقت پندرہ جلدیں (جن کا محصول ڈاک اخویم سید مختار احمد صاحب سلمہ نے عطا فرمایا ہے) غیر احمدی حضرات کو بقیمت ۸ر دیجا سکتی ہیں۔ جن حضرات کو ضرورت ہو وہ درخواست بھیجکر ۸ر میں کتاب مذکور دفتر الحق دہلی سے منگالیں صرف ۸ر کا وی پی کیا جائیگا۔

انجمن نعمانیہ لاہور کا پچیسواں سالانہ جلسہ

انجمن نعمانیہ لاہور کا پچیسواں سالانہ جلسہ اس کے اپنے مکان واقعہ ٹکسالی دروازہ مقابل تحصیل لاہور میں بتاریخ ۲۷-۲۸-۲۹ ماہ دسمبر ۱۹۱۲ء مطابق ۱۷-۱۸-۱۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ء بایام جمعہ۔ ہفتہ اتوار ہونے والا ہے جس میں بفضلہ تعالیٰ مشاہیر۔ علماء۔ مقررین ناظمین۔ شریک ہو کر حاضرین کو اپنے وعظ فیض بیان سے مستفید فرمائینگے برادران اسلام اس محض جلسہ دینی ہیں جس میں کوئی دُنیاوی شائبہ نہیں ہے۔ شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اور انجمن کی امداد قلمی۔ درمی۔ قدمی فرما کر ذخائر حسنات جمع فرمائیں جو صاحب اپنا تحریری مضمون یا نظم بھیجنا چاہیں وہ قبل از ۲۰۔ دسمبر ۱۹۱۲ء ارسال فرمائیں۔

اور جو صاحب شریک جلسہ ہو کر انجمن کی عزت افزائی فرمانا چاہیں وہ اپنی تشریف آوری کی اطلاع معہ تعداد ہمراہین ہے ۲۰ر دسمبر ۱۹۱۲ء تک مطلع فرماویں اور بستر ہمراہ لاویں۔

خاکسار محرم علی چشتی

دیارِ محبوب سے نامۂ محمودؓ (ایدہ اللہ الودود)

سب خوبیوں میں کامل پاکان حق میں شامل
محمود ابن مہدی یہ نوجواں ہمارا

اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک ہمارے اولوالعزم مخدوم حضرت صاحبزادہ مرزا **بشیر الدین محمود احمد صاحب** ایدہ اللہ بنصرہ العزیز و متعنا اللہ بطول حیاتہ کے کئی خط لیکر آئی جو ہمارے سید و مولیٰ امام حضرت امیر المومنین کے نام ہیں۔ ان خطوط کو پڑھکر ہر ایک **احمدی** کا دل دعا کے لئے جوش سے متحرک ہوگا میری اپنی تو یہ حالت تھی کہ حضرت امیر المومنینؓ اپنی غائت شفقت سے جب ان خطوط کا مضمون آج ۲ دسمبر کو مجھے زبانی سُنا رہے تھے تو **تواجد** کی حالت پیدا ہو رہی تھی اور میں حضرت کے چہرہ کو دیکھتا اور اُن کی آواز کو سُنتا تو اس سے مجھے ایسا معلوم ہوتا کہ آپ پر جوانی کا زمانہ عود کر آیا ہے۔ چہرہ پر **مسرت** (ایسی مسرت جو حمد الٰہی سے ملی ہوئی ہو) کا خون دوڑتا تھا اور آواز میں بھی جوش ایسا جوش جو حمداً للہ و شکراً للہ سے مملو ہو پایا جاتا تھا۔ حضرت **صاحبزادہ** صاحب کے ایک **فقرہ** کا مفہوم جب آپنے سُنایا کہ دعاؤں کی بڑی تحریک ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ حضور نے خود ایک مرتبہ **مکہ معظمہ** اور **مدینہ منورہ** کی فیوضات میں سے یہ بات بتائی تھی کہ دعاؤں کے بڑے موقعہ ملتے ہیں۔ غرض حضرت امیر المومنینؓ کو بڑی خوشی ان خطوط کو پڑھکر ہوئی۔ خدا تعالیٰ کے محض فضل سے یہ خطوط مجھکو مل گئے ہیں۔ میں احمدی قوم میں **دیارِ محبوب** سے آئے ہوئے **نامۂ محمود** کو شائع کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ ان **خطوط** کے مطالعہ سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی پاک **سیرۃ**۔ ان کے پاک **مقاصد** و اغراض کا پتہ لگیگا۔ کیونکہ **سیرۃ** کا مطالعہ کسی شخص کی خواہشوں اور دُعاوں سے خوب ہوتا ہے۔ کاش یورپ کے سوانح نگار اس لطیف اصل کو سمجھتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف کو اس نکتہ معرفت سے دیکھتے۔ میری آرزو ہے اگر خدا تعالیٰ نے چاہا۔ اسی رنگ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف دکھاؤں۔ بہرحال حضرت صاحبزادہ صاحب کی دعاؤں سے آپ کی سیرۃ کا پتہ لگیگا۔ ان خطوط پر میں اس وقت اور کوئی ریمارک نہیں کرتا **شوق محبّت** بہت کچھ لکھوانا چاہتی ہے اور اشاعت کی عجلت قلم روکنے پر مجبور کرتی ہے اس لئے اصل خطوط کو ذیل میں درج کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ احباب اپنے **اولوالعزم مخدوم** کے لئے بیش از بیش دعائیں کریں جو ان کے لئے خدا تعالیٰ کے فضل کے مقامات میں بھی دعائیں کر رہا ہے۔ عجیب بات ناظرین کو یہ معلوم ہوگی کہ ایک طرف حضرت خلیفۃ المسیحؓ ایدہ اللہ بنصرہ نے صاحبزادہ صاحب کو **حج** سے دارالامان واپس آنے کا خط لکھا دوسری طرف خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ وہ جنوری یا فروری میں واپس آجائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ **رسول** حضرت احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے جو فرمایا تھا کہ **انی معك و مع اهلك**۔ وہ وعدے پورے ہو رہے ہیں خدا تعالیٰ ہمیں ان پر شکرگذاری کی توفیق دے۔ آمین!

ایڈیٹر

پہلا خط جو سویز سے دیارِ محبوب کو جاتے ہوئے لکھا

سیدنا و امامنا

السلام علیکم۔ کل سویز خدا کے فضل سے آگئے اور خواب جو میں نے لکھی تھی اس کی تصدیق بھی ہوگئی۔ کیونکہ جو جہاز آج پیر کو جاتا تھا اس میں جگہ نہیں مل سکی اور وہی جواب ملا کہ ٹکٹ اس جہاز کے ختم ہو چکے ہیں کسی اگلے جہاز پر جگہ بنا دی جائیگی ایک جہاز کل منگل ۲۹ انتیس اکتوبر کو جاتا ہے اس کے ٹکٹ کے لئے کوشش کر رہے ہیں لیکن بہت مشکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہزارہا حاجی یہاں ہم سے پہلے آیا پڑا ہے۔ آجکل مصر سے حجاج کے لئے روزانہ ایک دو جہاز روانہ ہوتے ہیں۔ اور آخری جہاز وہ ہے جس پر پہلے جانے کا ارادہ کیا تھا اور اگر اسی پر آتے تو اغلب تھا کہ رہ جاتے اب بھی کہ ایک ہفتہ پہلے آگئے ہیں جگہ ملنے کی دقت ہو رہی ہے۔ مصر سے اکہتر ہزار ۷۱۰۰۰ حاجی کے لئے ٹکٹ شائع ہو چکا ہے۔

کل پورٹ سعید سے سویز آتے ہوئے سیکنڈ کلاس میں پانچ آدمی میرے ساتھ اور سوار تھے ایک تو

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

الحکم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قادیان دارالامان

شرح قیمت پیشگی لی جاتی ہے

عوام سے ۔۔۔ صہ

خواص سے ۔۔۔ عہ

ہندوستان سے باہر ۔۔۔ ۷

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۔۔۔ ۱

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

چھرکو بیم با تو کراتی جیاد قادیان بھیجی | ایڈیٹر :- شیخ یعقوب علی تراب احمدی | دوا بیچی شفا بیچی عرض دارالامان بھیجی

جلد ۱۶ | قادیان دارالامان - ۷ دسمبر ۱۹۱۲ء | نمبر ۳۷

متواتر رہ کر ان لوگوں سے تعلیم حاصل کرے۔ میرے جیسا آدمی جس کا ارادہ زیادہ سے زیادہ چھ ماہ اس سفر میں خرچ کرنے کا تھا۔ ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا میں تو اگر صحت حج نہ کر لیتا۔ تو یہ سفر میرے لئے مشکل ہو جاتا۔ اس شہر کی خوشبو دنیا میں پھیلی ہوئی ہے طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ ہندوستان دین کے لحاظ سے سب ملکوں سے بڑھا ہوا ہے اور قادیان تو ایسا جنت ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ وہاں کی قدر کوئی لوگ نہیں سمجھتے مصر کے چار دن کے قیام اور دوران سفر جہاز میں مصریوں سے گفتگو کا موقعہ ملا۔ بہت سے مجھ سے یہ سوال کیا کہ تبلیغ کی ان کو ضرورت ہے یہ جھوٹ ہے اور جو حق پر ہیں ان کو تبلیغ کی کیا حاجت۔ اگر کوئی لوگ گمراہ ہوتے ہیں تو ہوں۔ ہم تو الحمدللہ مسلمان ہیں۔ جب ان کو سمجھایا گیا تو حیران ہوگئے اور اقرار کیا کہ اب تک ہم ضرورت تبلیغ و تعلیم کو سمجھے ہی نہیں تھے اور کبھی خیال بھی نہیں کیا اگرچہ چار دن ٹھہرنے کا ہی اتفاق ہوا لیکن جہاز میں تین دن مصریوں کا ہی ساتھ رہا اور مصر کے اچھے اچھے لوگ سب بلاد کے حج کو جا رہے تھے سب سے میں نے ملاقات کی چونکہ ان میں ہماری نسبت تعصب نہیں اس لئے کچھ مخالفت کے بعد مان لیتے ہیں اور زیادہ ہٹ نہیں کرتے اور تھوڑی سی گفتگو کے بعد محبت کرنے لگ جاتے تھے اور خود بلا بلا کر گفتگو کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ وہ لوگ عرب ہونے پر افتخار کرتے ہیں لیکن تمام تھرڈ کلاس والے عرب صاحب کو اپنا شیخ بنا بیٹھے تھے اور ہر ایک ان سے آکر فتوی پوچھتا تھا اور مناسک حج دریافت کرتا تھا اور سکنڈ فسٹ والے میرے پیچھے پڑے ہوئے تھے خصوصاً مصری جہاں ملتے گفتگو شروع کر دیتے اور بلا کر پاس بٹھا لیتے مگر قہوہ اور کافی کی عادت نہ تھی۔ اس لئے ان لوگوں کو بہت تکلیف اور حیرت ہوتی تھی کیونکہ میں ان کا ساتھ نہ دے سکتا تھا۔ قہوہ کی ایک پیالی تو خیر پینی آسان ہے لیکن کافی پینا تو بہت مشکل کام ہے۔ کافی سخت کڑوی چیز ہے وہ اس پر حیران ہوتے اور مجھ پر رحم کرتے تھے کہ یہ اس نعمت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا ایک شخص مجھے کہنے لگا کہ کیا ہندوستانی کافی نہیں پیتے یہ تو بڑی نعمت ہے۔

حج کی قدر اور اس کی عظمت حج کے بغیر نہیں معلوم ہو سکتی۔ واقعی جو دعا اور توجہ الی اللہ اس سفر میں دیکھی ہے وہ کبھی نہ دیکھی تھی۔ سیکڑوں زبانوں کے بولنے والے لوگوں کو جہاز میں اکٹھا دیکھ کر اور ان کی لبیک لبیک کی آواز سن کر ایسی رقت اور محبت پیدا ہوتی تھی۔ کہ اندازہ سے بڑھ کر رسول کریم کے کمالات پر تعجب آتا تھا کہ مکہ سے اٹھ کر اس نور نے دنیا کے کس کس گوشہ کو روشن کر دیا آخر وہ کیا قوت قدسی تھی جس نے کروڑوں نہیں اربوں کو ضلالت سے نکال کر ہدایت کا راستہ بتا دیا رابغ پر پہنچتے وقت جب لبیک لبیک کا نعرہ اٹھا اور میں نے ترکوں کو لبیج لبیج کہتے سنا تو میری آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ یہ لوگ لفظ تو درست بول نہیں سکتے لیکن آنحضرت صلعم کی دعاؤں آہ و زاریوں نے ان کو کھینچ کر راہ اسلام دکھا دی رابغ کے قریب اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ کو دعاؤں کے لئے کھول دیا اور بہت دعا کی توفیق ملی قدرت الٰہیہ اور اس کے فضل کے قربان جاؤں کہ دو ترک جو اردو تو الگ عربی بھی نہیں جانتے تھے ایک میرے دائیں اور ایک میرے بائیں کھڑے ہو گئے اور نہایت درد دل سے

آمین آمین

پکارنے لگے۔ فوراً میرے دل میں آیا۔ کہ یہ قبولیت کا وقت ہے کہ خدا نے یہ لوگ میرے لئے آمین آمین کہنے کے لئے بھیج دیئے ہیں اور حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اس وقت میں نے اپنے لئے حضور کے لئے حضور کے خاندان کے لئے اپنی والدہ اور سارے خاندان کے علاوہ احباب قادیان۔ احمدیوں اور پھر حالت اسلام کے لئے بہت دیر تک دعا کی اور وہ دونوں ترک برابر آمین آمین کہتے رہے فالحمد للہ علیٰ ذالک

میں حیران ہوں کہ

میں* تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگاہ میں بار

کونسی بات تھی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس پاک زمین کی زیارت کی توفیق دی فضل! فضل! فضل! دعا کی بہت ضرورت ہے گو اس ملک میں دل خوش ہے لیکن جسم بیمار ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ انشاء اللہ مدینہ سے شام کے راستہ مصر ہوتے ہوئے جنوری یا فروری کو واپس ہندوستان روانہ ہو جاؤں۔ و من اللہ التوفیق۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد

جہاز فیروزی آگیا۔ میر صاحب کو ملنے جا رہے ہیں

* ایسے نالائق پر دنیا کی ساری لیاقتیں نثار ہوں۔ ایدک اللہ بنصرہ العزیز۔ ایڈیٹر

کوئی یورپین تھا اور چار مسلمان دو بدوی دو سا تھے غالباً جنوبی حصہ مصر کے اور ایک محکمہ تار کا کوئی افسر تھا اور ایک ریلوے کا انسپکٹر۔ ان سے گفتگو ہوتی آئی اور میں نے انہیں موجودہ حالات اسلام پر توجہ دلائی اور بتایا کہ کس طرح مذہبی اور دُنیاوی دونوں طور سے مسلمان گر رہے ہیں اور مسیحی غلبہ پاتے جا رہے ہیں اور پھر وفات مسیح کا مسئلہ اور حضرت صاحب کا دعویٰ پیش کیا۔ اور اتحاد کی ضرورت اور تعلق باہمی کے بڑھانے پر زور دیا قریباً تین گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی ان میں سے جو شخص محکمہ تار کا افسر تھا وہ عربی زبان کے علاوہ انگریزی۔ فرانسیسی اور اٹلی کی زبانیں جانتا تھا۔ خدا کے فضل سے ان پر ایسا اثر ہوا۔ کہ ان سب نے قریباً مجھ سے میرا پتہ لکھوا لیا اور اس شخص نے جو کئی زبانیں جانتا تھا وعدہ کیا کہ میں ان سب خیالات کو اخبار العلم میں جو یہاں کا روزانہ اخبار ہے شائع کر دوں گا اور آپ سے ان باتوں کی نسبت آئندہ خط و کتابت کرتا رہوں گا۔ پھر وہ میرے ساتھ سب اسباب لایا اور ایک لوکندہ تک الکے اطمینان کر کے کہ اب کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ پھر اپنے کام کو گیا۔ ورنہ سویز میں بہت تکلیف ہوتی یہ خدا ہی کا فضل ہے اس نے یہ بھی اپنے دوسرے ساتھی سے جو ریل کا انسپکٹر تھا فیصلہ کیا کہ ہم آئندہ اس قسم کی انجمن قائم کریں جس کی غرض اشاعت اسلام اور اتحاد بین المسلمین ہو۔ میری طبیعت برابر کمزور ہو رہی ہے۔ آج اسقدر سر درد تھی کہ دن کو سونا پڑا۔ جس سے طبیعت پر اور بھی بد اثر پڑا۔ آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ والدہ ناصر کچھ بیمار ہیں۔ جیسے سل کی ابتدا ہوتی ہے۔ ان کی والدہ کو چونکہ ایک دفعہ یہ مرض ہو چکی ہے مجھے ہمیشہ خطرہ رہتا ہے۔ نہ معلوم خواب کی کیا تعبیر ہے لیکن حضور دعا فرمائیں۔ عورتوں کو خاوندوں کی جدائی کا بھی ایک صدمہ ہوتا ہے اور اس سے جسمانی بیماریوں کا بھی ایک خطرہ ہوتا ہے۔ دعا کی سخت ضرورت ہے۔ حضور کی دعا سے اس وقت تک ہر جگہ اللہ تعالیٰ با اخلاق لوگوں سے ہی پالا ڈالتا رہا ہے۔ عرب صاحب بھی تبلیغ میں مشغول رہتے ہیں۔ والسلام

خاکسار

مرزا محمود احمد از سویز

دوسرا خط جو جدہ پہنچکر ۲ نومبر ۱۹۱۲ء کو لکھا

سیدی و آقائی و استاذی

السلام علیکم۔ کل بتاریخ یکم اکتوبر* اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہ خیر و عافیت جدہ پہنچ گئے۔ کل جس وقت اُترا ہوں گو میرا بدن بہت گرم تھا اور سخت سر درد ہو رہی تھی لیکن چونکہ مصری جہاز کے مسافروں کو دیکھا نہیں جاتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی اور بغیر کسی مزاحمت کے گذر گئے۔ میرا خیال تھا کہ میر صاحب اس وقت تک پہنچ گئے ہوں گے لیکن معلوم ہوا کہ وہ ابتک نہیں پہنچے۔ کیونکہ ان کا جہاز ابھی دو دن تک آئیگا سو انشاء اللہ وہ یا تو آج تشریف لائینگے یا کل۔ میں انشاء اللہ جدہ میں ان کا انتظار کرونگا اور جب وہ تشریف لائینگے تو ان کے ساتھ مل کر انشاء اللہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو نگے۔ عرب صاحب بہ خیر و عافیت ہیں۔ میری صحت بہ سفر کمزور ہے بہت خفیف سی کھانسی ہے اور حرارت سی معلوم ہوتی ہے چونکہ تھرمامیٹر نہیں لیا۔ اس لئے کچھ نہیں کہہ سکتا کہ واقع میں بھی ہے یا معدہ کے نقص سے معلوم ہوتی ہے۔ سر درد روزانہ ہو جاتی ہے۔ کبھی پیٹ میں درد ہو جاتی ہے شائد اختلاف غذا کی وجہ سے ہے۔

مصر میں پہلے دن تو کچھ لکھے پڑھوں سے ملاقات ہوئی تھی جس کی وجہ سے میں یہ سمجھا کہ شائد سارے زبان ایسی ہے لیکن تین دن کے بعد کے تجربہ سے معلوم ہوا کہ بہت ہی خراب زبان ہے۔ عوام الناس کی زبان کا سمجھنا تو کارے دارد ہے۔ میں تو خیر زبان محاورہ جانتا ہی نہیں۔ لیکن اکثر اوقات عرب صاحب بھی کہتے تھے کہ میں نہیں سمجھا۔ الفاظ بھی بدل دیئے ہیں ایسے ملک میں تو شائد آدمی پانچ سال میں بھی زبان نہ سیکھ سکے۔ جہاز میں خاص قاہرہ کے آدمی بھی ملے اُن کی زبان بھی ویسی ہی تھی حالانکہ بعض ان میں سے بڑے بڑے آدمی تھے لیکن چونکہ زیادہ مدت رہنے کا موقعہ نہیں ملا۔ ابھی درست رائے قائم نہیں کر سکے اب یہاں جدہ میں اس وقت تک جتنے آدمیوں سے ملنے کا موقعہ ملا ہے۔ وہ خوب زبان فصیح بولتے ہیں۔ لیکن نہ معلوم کل تک یہ رائے قائم رہتی ہے یا نہیں جو عرب قادیان میں دیکھے تھے۔ ان سے ان کی زبان مختلف ہے۔ کل ایک دس گیارہ برس کے لڑکے نے کہا کہ

مراکب الحجاج تکون مشحونا

مشحون کا لفظ اس سے سُن کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ قرآن کریم کا لفظ ہے۔ مصر میں بہت سے لوگوں سے سنا کہ کہتے تھے اربعہ یوم۔ ستہ یوم۔ خمسہ یوم۔ یہاں ایک اور لڑکے نے کہا اربعۃ ایام۔ وہاں کسی پڑھے لکھے آدمی کے منہ سے کبھی ایام نہیں سنا سب ایام ایام ہی کہتے تھے۔ میاں ابوبکر صاحب بتلاتے ہیں کہ مکہ کی زبان یہاں سے بھی صاف ہے۔ ہاں مصر کے لوگوں سے اور دوسروں سے یہ سُنا ہے کہ مصر میں لغت اور حدیث کے بعض بڑے بڑے عالم ضرور موجود ہیں اگر یہ درست ہے تو مصر سے آدمی یہ فائدہ اٹھا سکتا ہے کہ ایک دو سال تک

نوٹ:* غالباً نومبر ہے کیونکہ جدہ کی مہر ۲ نومبر کی ہے ایڈیٹر

بیت الحرام سے لکھا ہوا نامہ محمود
(تیسرا خط)

سیدی وامامی واستاذی

السلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور عنائت سے بخیر وعافیت میر صاحب سمیت کل بتاریخ سات اکتوبر* کو مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر اور عنائت ہے کہ اس نے اپنے فضل سے اپنے پاک اور مقدس مقام کی زیارت کا موقعہ دیا کل جب مکہ کی طرف اونٹ آرہے تھے۔ دل کی عجیب کیفیت تھی کہ بیان نہیں ہوسکتی محبت کا ایک جوش دل میں پیدا ہو رہا تھا اور جوں جوں قریب آتے تھے دل کا شوق بڑھتا جاتا تھا۔ میں حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی حکومت اور ارادہ کے ماتحت کہاں سے کہاں کھینچ لایا۔ پہلے مصر کا خیال پیدا ہوا۔ پھر یہ خیال آیا کہ راستہ میں مکہ ہے اس کی زیارت بھی کرلیں پھر خیال ہوا کہ حج کے دن ہیں ان سے بھی فائدہ اٹھایا جائے غرض کہ ارادہ مصر سے مکہ اور حج کا ہوا اور آخر اللہ تعالیٰ نے وہاں پہنچا دیا مجھے مدت سے حج کی خواہش تھی اور اس کے لئے دعائیں بھی کی تھیں۔ لیکن بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی کیونکہ وہاں کے راستہ کی مشکلات سے طبیعت گھبراتی اور یہ بھی خیال تھا کہ مخالفین کوئی شرارت نہ کریں۔ لیکن مصر کے ارادہ سے یہ خیال ہوا کہ مصر جانا اور راستہ میں مکہ کو ترک کر دینا ایک بیحیائی ہے اس میں تو کچھ شک نہیں کہ جدہ سے مکہ تک کا سفر نہائت کٹھن ہے اور میر صاحب تو قریباً بیمار ہوگئے اور مجھے بھی سخت تکلیف ہوئی اور تمام بدن کے جوڑ جوڑ ہل گئے لیکن بڑی نعمتیں بڑی قربانیاں بھی چاہتی ہیں اس بڑی نعمت کے لئے یہ تکلیف کیا چیز ہے مدینہ کا راستہ اور بھی طویل اور کٹھن ہے لیکن چند دن کی تکلیف ان پاک مقامات کے دیکھنے کے لئے کہ جہاں رسول کریم فداہ ابی وامی نے اپنی بعثت نبوت کا ایک روشن زمانہ گذارا۔ کیا چیز ہے! میرا دل تو اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر قربان جا رہا ہے کہ وہ کس حکمت کے ساتھ مجھے اس جگہ لے آیا ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت اس سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ اول تو اس جہاز سے جو مصر جاتا تھا رہ گئے لیکن بعد میں جب اصرار کرکے دوسرے جہاز میں سوار ہوئے تو مصر پہنچتے ہی خواب آیا کہ حضرت یا آپ فرماتے ہیں کہ فوراً مکہ چلے جاؤ پھر شائد موقعہ ملے کہ نہ ملے چنانچہ دو جہاز چلے گئے اور ہم ان میں سوار نہ ہوسکے جس سے خواب کی تصدیق ہوگئی اس طرح مصر کی سیر بھی نہ کرسکے اور جب مکہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ اب مصر نہیں جاسکتے کیونکہ گورنمنٹ مصر کا قاعدہ ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جو مصر کے باشندے ہوں حج کے بعد چار مہینہ تک کوئی شخص حجاز وشام سے مصر نہیں جاسکتا اس طرح گویا اگر میں مصر جانا چاہوں تو مجھے اپریل تک وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے اپریل کے آخر میں وہاں جاسکتا ہوں پہلے تو اس خبر کو میں نے غلط سمجھا تھا لیکن بعد میں حاجی علی جان والے جو دہلی کے سوداگر ہیں ان کے یہاں سوداگر ہیں ان سے معلوم ہوا کہ واقعی حکم یہی ہے اور چونکہ ان کے کاروبار ان دیاروں میں جاری ہیں ان کو یقینی علم ہے ایک اور شخص نے بتایا کہ میں پچھلے سال شام میں تین ماہ تک رکا رہا اور اس مدت کے گذرنے پر مصر کے داخلہ کی اجازت ملی اب اس صورت میں مصر کا واپس جانا فضول معلوم ہوتا ہے حج کے بعد چار ماہ تک مصر کے داخلہ کا انتظار کرنا فضول ہے میں نے تو ان سب واقعات کو ملا کر یہی نتیجہ نکالا ہے کہ منشائے الٰہی مجھے حج کروانے کا تھا اور مصر کا خیال ایک تدبیر تھی میں تو اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی پر قربان ہوں کہ میرے جیسے گنہگار انسان کی کیا حقیقت تھی کہ اس پر اسقدر لطف وعنائت کی نظر ہوتی اور اس طرح اسے ایسے پاک مقامات کی زیارت کروائی جاتی مگر خدا تعالیٰ کا پیار بھی اپنے بندوں سے سمجھ میں نہیں آسکتا۔ وہ تو محسن ہے مگر ہماری طرف سے ناشکری ہوتی ہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

کل عمرہ ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے امید سے بڑھ کر دعاؤں کی توفیق دی اور میں نے حتی المقدور حضور کے لئے حضور کے خاندان کے لئے کل احمدی جماعت اور اسلام ومسلمانوں کے لئے دعائیں کیں زیارت بیت اللہ کے وقت بھی اور صفا ومروہ کی سعی کے وقت بھی خصوصاً جماعت کی ترقی اور آپس کے اتحاد ومودت کے لئے واللہ المجیب۔

غلام چونکہ اب کم آتے ہیں اور بہت رکاوٹ ہے اس لئے بہت گراں ہیں اس لئے کم سے پانچ سو روپیہ کو ایک غلام آتا ہے ورنہ سات آٹھ سو کو آتا تھا میرا خیال ہے کہ بچوں کو عربی سکھلانے کے لئے ایک عورت اگر ہوسکے تو ملازم رکھ لاؤں۔ نجد کی عورتیں جن کی زبان نسبتاً بہت سلیس ہے آج کل بکثرت مکہ میں آئی ہوئی ہیں کیونکہ ابن رشید نے ان کے دیار کو لوٹ لیا ہے۔ والسلام

میر صاحب السلام علیکم عرض کرتے ہیں وہ اس صورت میں مدینہ جائینگے کہ میرا مصر جانا نہ ہوا ورنہ حج سے واپس آجائینگے

خاکسار مرزا محمود احمد

* غالباً نومبر ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سالانہ جلسہ

الحکم میں دو آرٹیکل سالانہ جلسہ کے متعلق نکل چکے ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری صاحب نے مندرجہ ذیل چٹھی بغرض اشاعت بھیجی ہے میں اپنے ناظرین کو اس پر عملی غور کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ ایڈیٹر۔

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارا سالانہ اجتماع جو ۲۵-۲۶-۲۷- دسمبر کو ہوگا قریب آرہا ہے اس سالانہ جلسہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے ہاتھ سے رکھی تھی۔ اور ہم جو اس کے ہاتھ پر بک چکے ہیں یہ فرض ہے کہ آپ کی اُٹھائی ہوئی بنیادوں کی تکمیل میں پوری ہمت اور عزم سے لگے رہیں۔ آپ کی غرض اس سالانہ اجتماع کی بنیاد رکھنے سے آپکے ہی پاک الفاظ میں یہ تھی کہ تا ہماری جماعت کے لوگ بہ نیت استفادہ ضروریات دین و مشورہ اعلائے کلمۂ اسلام" اکٹھے ہوا کریں۔ سو بحمد اللہ یہی مقصد اب تک اس اجتماع میں ہمارے مدنظر ہے استفادہ ضروریات دین اور اعلائے کلمۂ اسلام یہ دونوں وہ پاک اغراض ہیں جن کے لئے قرون اولیٰ کے پاک لوگوں نے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں اور ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات کو اٹھا کر ان اغراض کے حصول میں لگے رہتے تھے۔ جب سے مسلمانوں نے ان پاک مقاصد کو اپنی نظروں سے پرے ہٹا دیا اسی وقت سے ان کے مصائب کا بھی آغاز ہوا۔ انہوں نے تو آرام طلبی کے لئے اس مشکل راہ کو چھوڑنا چاہا تھا۔ مگر اس کو چھوڑ کر انہیں بہت بڑی بڑی مشکلات اُٹھانی پڑیں اور دنیا میں سے ان کی سلطنت ان کی شوکت۔ ان کی عزت سب کچھ اعلائے کلمۂ اسلام کے مقصد عالی کو چھوڑنے کے ساتھ ہی رخصت ہو گئے پس یہ نہائت ہی تنگدلی اور ناسمجھی کے خیالات ہیں۔ جو دلوں میں ایسے وساوس پیدا ہوتے ہیں۔ کہ سالانہ جلسہ پر ہمارا اس قدر روپیہ خرچ ہو جاویگا یا سفر میں ایسی تکالیف پیش آویں گی۔ خدا کی راہ میں ان باتوں کو خوشی سے برداشت کرنا سیکھو۔ تاکہ تمہارے اندر ایک پاک روح پیدا ہو کر دنیا کو اسلام کی طرف کھینچے گو آجکل دُنیا میں بھی جو لوگ کچھ کام کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی اس اجتماع کے اصول کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ مگر میں آپ کو سچ سچ کہتا ہوں کہ ہمارے آقا و مرشد نے ہمارے لئے اس سالانہ اجتماع میں شمولیت کو دُنیا کے لوگوں کی تقلید میں ضروری قرار نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس راہ پر چلایا اور اب تو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ہر سال کس قدر نئے برکات کا موجب یہ ہمارا سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ جب تک تم اس پاک نیت کو دل میں لے کر آتے ہو۔ جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی بنا ڈالی تھی تو تمہارا ایک ایک قدم اللہ کی راہ میں اُٹھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کبھی اخلاص سے اُٹھائے ہوئے قدم کو ضائع نہیں کرتا۔ ہاں اگر "استفادہ ضروریات دین اور اعلائے کلمہ اسلام" کی نیت کو چھوڑ کر ادھر کا رُخ کرو۔ تو بیشک تم نے اپنا وقت بھی ضائع کیا۔ روپیہ بھی ضائع کیا اور تکلیف بھی ناحق اُٹھائی۔ مگر کس قدر فضل خدا کا ہم پر ہے کہ اس دوہری غرض کو پورا کرنے کے لئے ہمیں اس نے کس قدر اچھا سامان عطا فرمایا ہے یعنی ایک طرف حضرت خلیفۃ المسیح کے پاک وجود سے ضروریات دین کے استفادہ کا کیسا اچھا موقعہ دیا ہے جس سے بہتر اور مخلص ناصح دُنیا میں تمہیں کہیں نہیں مل نہیں مل سکتا۔ اور دوسری اعلائے کلمہ اسلام کی جو عملی صورتیں ہیں۔ ان کے متعلق سالانہ اجتماع میں تمہیں غور اور مشورہ کرنے کا موقعہ سلسلہ کے کاروبار کو دیکھ کر اور اس کی گذشتہ کارروائی کو سُن کر کیسا اچھا ملتا ہے۔ اور اس طرح پر یہ دونوں ضروریات جو ایک سچے مسلمان کے مقاصد میں سب سے اول ہونے چاہئیں۔ کس احسن طریق پر پوری ہو رہی ہیں۔

جو لوگ ہمارے احباب میں سے اکثر قادیان آتے رہتے ہیں وہ یہاں آنے کے فوائد کو بھی خوب سمجھتے ہیں۔ مگر جماعت کا بہت بڑا حصہ ایسا ہے کہ انہیں سال میں اگر کوئی یہاں تک آنے کا موقعہ مل سکتا ہے تو وہ یہی سالانہ اجتماع کا موقعہ ہے پس ہر جگہ کے مخلص احباب کی خدمت میں میری یہ درخواست ہے کہ وہ دوسرے احباب کو اس نیک کام میں شمولیت کے لئے تحریک کریں۔ بعض احباب کو کئی کئی سال یہاں آئے ہوئے گذر گئے ہیں۔ ان کو خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اس طرح پر سلسلہ سے ایک قسم کی اجنبیت سی دل میں پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ جس کا اثر گو پہلے کھُلا کھُلا محسوس نہ ہو مگر تھوڑے دنوں میں طبیعت کا رنگ بالکل بدل جاتا ہے اس لئے سال میں ایک بار اس تعلق کو ضرور تازہ کر چاہئے۔ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہمارا یہ اجتماع ایک خاص غرض کے لئے قائم کیا ہے اور ہمارے ذمہ ایک نہائت ہی اہم ذمہ داری کا کام ڈالا گیا ہے۔ ہماری ذمہ واری دوسرے لوگوں کے برابر نہیں کہ ہم اگر خاموشی سے اپنے چند متعلقین کا پیٹ بھر دینے کا سامان کر دیں۔ تو ہماری غرض حاصل ہو گئی۔ نہیں بلکہ اس زمانہ میں اسلام کو دُنیا

آئینہ حق نما کی قدردانی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے الہامات مرزا کا جواب لکھتے وقت اس خاکسار کی دعا سے مدد کی اور میں صدقدل سے اعتراف کرتا ہوں کہ محض آپ کی دعا سے مجھے توفیق ہوئی۔ کہ اس کتاب کا مبسوط جواب میں ترتیب دے سکا۔ اب آپ نے کتاب مذکور کے جواب کو پسند فرماکر

۲۵ جلدیں

اپنی جیب سے خرید کر میری

اعانت

فرمائی۔ جزاک اللہ احسن الجزا۔

یہ قدردانی میرے لئے ہمیشہ خوشی کا موجب رہیگی۔ اس لحاظ سے نہیں۔ کہ ۲۵ جلدیں بک گئیں۔ بلکہ اس لئے کہ میرے

آقا

نے میری حوصلہ افزائی کی یہ واقعہ اس تڑپ اور خواہش کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ جو آپ کو حق کی اشاعت کے لئے ہے۔

ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو اس کتاب کی متعدد جلدیں خرید کر مفت تقسیم کردیں۔ امرتسری منکر نے اپنے رسالہ کا جو نہ ہزاروں کی تعداد میں تین مرتبہ چھاپ کر پھیلایا ہے اس کے دور کرنے کے واسطے اس رسالہ کی بہت سی کاپیاں مفت تقسیم کرنی چاہئیں۔ اگر احمدی انجمنیں جن میں سے بعض سیکڑوں جلدیں بھی شائع کرسکتی ہیں۔ بلا امتیاز و تفریق ہر انجمن دس دس جلدیں بھی خرید کر مفت شائع کردے۔ تو ایک ہزار سے زائد جلدیں شائع ہوسکتی ہیں یہ زمانہ اشاعت کی تکمیل کا ہے اس لئے اس سے غفلت کرنا ایک ناقابل عفو غلطی ہے احباب توجہ کریں۔

جن احباب نے متعدد جلدیں خرید کرنے کا پہلے وعدہ کیا تھا اس تحریر کے ذریعہ انہیں بھی یاد دہانی کی جاتی ہے کہ وہ توجہ فرماویں۔

صحت کس طرح حاصل کرنا

کے چاروں کونوں میں پہنچانے کا کام اس سلسلہ کے ذمہ ڈالا گیا ہے۔ اب غور کرو۔ کہ اس ذمہ داری کو تم نے کہاں تک سنبھالا ہے اور ابھی کون سا حصہ اس کا پورا کیا ہے جو سست ہو رہے ہیں۔ وہ خدا کے لئے سستی کو چھوڑ دیں۔ ورنہ ایسا نہ ہو۔ کہ اس ذمہ واری کے ناقابل سمجھ کر خدا کا ہاتھ انہیں الگ کر دے۔

پس اس سالانہ اجتماع میں شمولیت کے لئے میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بلند ہمتی سے کام لیں اور اگر کوئی مشکل نظر آئے تو اس پر غالب آنے کے لئے اور بھی ہمت کو بلند کریں۔ بہت سے دوست ہیں۔ جو چھوٹے چھوٹے عذروں کی وجہ سے اس بابرکت اجتماع میں شمولیت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ میرے دوستو چھوٹی اغراض کو بڑے مقاصد کے سامنے قربان کرنا سیکھو۔ جب تک اس گُر کو ہاتھ میں لیکر کام نہ کرو گے۔ کامیابی کا مُنہ دیکھنا مشکل ہے۔ یاد رکھو کہ دُنیا کی ہر ایک غرض دین کے مقاصد کے سامنے ایک حقیر چیز ہے کیا ایک سال میں پانچ۔ سات یا دس دنوں کے لئے تُم اپنے وطنوں کو چھوڑ نہیں سکتے اور ایک نہائت خفیف حصہ اپنے مال کا اللہ کی راہ میں سفر کرنے کے لئے خرچ نہیں کر سکتے؟ جب تم ان باتوں کو مانتے ہو تو عملی طور پر ان کو کر کے دکھاؤ۔ ورنہ خالی مان لینے سے کوئی فائدہ نہیں۔ موت ہر وقت سامنے کھڑی ہے۔ کون جانتا ہے۔ کہ جب وہ ایک نیکی کے موقعہ کو ہاتھ سے دیدیگا۔ تو اس کے کفارہ کے لئے پھر اسے دوسرا موقعہ بھی مل جائیگا۔ پس جو موقعہ ملتا ہے اسے غنیمت سمجھکر اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ کہ وہ کسی مشکل کو تُمہاری راہ میں روک نہ ہونے دے ✤

سالانہ جلسہ کی اطلاع کے ساتھ میں ایک دوسرے اہم امر کی طرف اپنے احباب کو متوجہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ جلسہ سالانہ کے اخراجات کا سوال ہے۔ ۳۰ نومبر تک کافی روپیہ اخراجات جلسہ کے لئے ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہئے تاکہ اطمینان سے ضروری اشیاء مہیا کر لی جاویں۔ اخراجات جلسہ کا تخمینہ تین ہزار روپے سے کم کسی صورت میں نہیں۔ اور یہ اٹل ضرورت ہے۔ اور اسے پورا بھی احمدی جماعت نے ہی کرنا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ان ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں اُن کے نام خدا کے دفتر میں ہی لکھے جاتے ہیں اور نام بنام ان کا شکریہ ہم لوگ ادا نہیں کر سکتے اور ایسا کرنا ممکن بھی نہیں ہے۔

اس سے پہلے یہ تجویز کی گئی تھی کہ سب احباب ایک ایک روپیہ اخراجات جلسہ کے لئے دیں۔ مگر چونکہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اس طرح پر نہ ہی چندہ فراہم کرنے کا موقعہ ہوتا ہے اور نہ ہی اُس وقت ایسا انتظام ہو سکتا ہے اور علاوہ بریں اس وقت سب فنڈوں میں روپیہ کے کم ہونے کی وجہ سے بدوں روپیہ جمع ہوئے اخراجات جلسہ کا انتظام پہلے سے ہو نہیں سکتا۔ لہذا سب انجمنیں اس تجویز پر فوری عمل درآمد کریں۔ ایک روپیہ فی کس کم از کم چندہ وصول کیا جاوے اور جو احباب زیادہ وسعت رکھتے ہیں وہ زیادہ دیکر عند اللہ ماجور ہوں۔ اگر ساری جماعت میں چار سو آدمی پانچ پانچ روپے دینے والے کھڑے ہو جاویں اور ایک ہزار آدمی ایک ایک روپیہ۔ تو یہ رقم آسانی سے پوری ہو سکتی ہے۔ اگر مخلص احباب توجہ فرماویں۔ تو یہ تعداد جو اوپر لکھی ہے کچھ زیادہ نہیں ہے۔ کانفرنسوں وغیرہ جلسوں میں شمولیت کے لئے پانچ پانچ روپے صرف ٹکٹ داخلہ کے بھی لوگ خوشی سے دیدیتے ہیں۔

انجمن ہائے احمدیہ کے سکرٹری صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنی انجمنوں کے اجلاس اس تحریک کے پہنچنے پر فی الفور کریں اور فی الفور فہرستیں مرتب کر کے اور روپیہ وصول کر کے اطلاع دیں۔ ۳۰ نومبر تک جسقدر چندے وصول ہونگے اس کی اطلاع انشاء اللہ تعالیٰ سب احباب کو دی جاویگی۔ مکرر التماس یہ ہے کہ اس تحریک پر فوری کارروائی ہو ✤

محمد علی سکرٹری
صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱۰۔ نومبر ۱۹۱۲ء

منشی ہاشم علی صاحب فدائے سلسلہ کا نمک

ناظرین الحکم منشی ہاشم علی صاحب گرداور کے نام سے خوب واقف ہیں کوئی ایسی تحریک سلسلہ کی طرف سے نہیں ہوتی جس میں یہ مخلص بزرگ اپنی پوری قربانی اور ایثار سے کام نہیں لیتا ان کی خدمات مالی کو دیکھ کر رشک آتا ہے انہوں نے کئی سال سے سالانہ جلسہ کے اخراجات نمک مرچ اپنے ذمے لے رکھے ہیں ان کی نیک تقلید سے کسی گذشتہ جلسہ پر لکڑی کا خرچ سید حامد شاہ صاحب نے لیا تھا اگر ایسی تحریکیں اس موقعہ پر ہوا کریں تو بہت آسانی ہو بہرحال اس خیال سے کہ دوسرے احباب کی بھی توجہ ہو میں منشی صاحب کا خط چھاپ دیتا ہوں احباب ایسے مخلص کے دین و دنیا کی بہتری و بھلائی کے لئے خصوصاً دعا کریں اور سچ تو یہ ہے کہ ایسے خادمان دین کے لئے ملائکہ دعا کرتے ہیں ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدوم سلام علیکم۔ جلسہ سالانہ پر جسقدر نمک خرچ ہوگا اس کی قیمت یہ عاجز دینے کو تیار ہے چنانچہ مبلغ عہ کے منی آرڈر رسلہ امروزہ میں بطور قیمت نمک کے الگ کر دیئے ہیں باقی قیمت بموقعہ جلسہ پوری کر دونگا انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ کا نان و نمک ہم نے ہی کھانا

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۳ صہ

خواص سے ۵ صہ

ہندوستان سے باہر ۶ ؎

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۲ ؎

الحکم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

قادیان دار الامان

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | ایڈیٹر:۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۱۶ | قادیان دار الامان ۔ ۱۴ دسمبر ۱۹۱۲ء | نمبر ۴۸

درد سر و درد ریاح کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں پہاڑ ہو جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اُس کو پانی کر دیتی ہے۔ درد سر۔ ریاح جیسے ٹیس چمک ٹیک رگوں میں لہر کنی کسی سی جسقدر تکلیف ہو۔ اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتی ہے۔ درد سر کے واسطے بھی اس دوا کا ایسا ہی فائدہ ہے۔ نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے کیسا ہی درد ہو۔ اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے۔ صرف یہی نہیں۔ سر اگر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو اس دوا سے فوراً بند ہو جاتا ہے۔ ان دنوں لوگ ذرا ذرا باتوں میں سر دکھایا کرتے ہیں۔ کام میں یا مفت کی باتوں میں۔ فکر و تردد میں۔ عیش و عشرت میں۔ دن کو رات اور رات کو دن بنانے میں کل شکائتیں سر پر آجاتی ہیں اور ملئے رہے درد سر بیکار کہتے ہیں ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔ دوا کے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۳ ؎ شیشی

کھانسی کی دوا

ایک شیشی ۶ ؎ محصول ڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۵ ؎ بارہ ڈبیہ تک ۶ ؎

یہ دوا کیسی کھانسی و کف کی بیماری ہو اُس کو آرام کرتی ہے اس میں یہ فوائد ہیں (۱) سردی سے بچانا (۲) کھانسی کو دبانا (۳) کف کو پتلا کرنا (۴) کف کو نکالنا۔ (۵) سوکھا کھانسی کو روکنا۔ قیمت بڑی شیشی بتیس خوراک قیمت ایک روپیہ ۲ ؎ پیکنگ و محصول ڈاک ۶ ؎ دو شیشی تک ۸ ؎ چھوٹی شیشی سولہ خوراک قیمت ۸ ؎ محصول ڈاک ۵ ؎ دو شیشی تک ۶ ؎

اس دوا پر مہاراجہ صاحب کی رائے۔ مہاراجہ دلگنجن سنگھ بہادر فیوڈٹری چیف بیٹہ اسسٹنٹ بولانگر ضلع سمبل پور سے لکھتے ہیں جناب من آپ کی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کے لئے مشکور ہوں اس دوا سے یہاں کھانسی بالکل دفع ہو گئی۔ مجھے صرف سات خوراک سے زیادہ پینی کی نوبت نہ ہوئی۔ کھانسی کو اس دوا نے بہت جلد اثر دکھایا۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر تندرست نہ ہو اور بھوک تھک گئی ہو۔ تو اُس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے ۔۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔

استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔

ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

انوار احمدیہ پریس قادیان پبلشر و پرنٹر شیخ یعقوب علی

حضرت خلیفۃ المسیح رض کے تین رویاء جو خدا کے فضل سے پورے ہوئے

آپ نے دیکھا کہ ہندوؤں کے گھر میں میری شادی ہوئی ہے۔ اس کی تعبیر یہ بھی ہے کہ ہندوؤں پر میرا روحانی اثر بھی پھیلیگا۔ پھر میری ساس نے مجھ سے کہا کہ فلاں مندر کی پوجا کر آؤ۔ میں وہاں گیا ہوں۔ دو بُت دیکھے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ الٰہی میں تو بچپن سے موحّد ہوں۔ اس شرک سے محفوظ رکھ۔ پھر میں نے استغفار پڑہنا شروع کیا۔ جس سے ایک بُت گر گیا۔ پھر دوسرے بُت کی طرف میری توجہ ہوئی۔ مگر استغفار سے اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تو میں نے لاحول پڑہنا شروع کیا۔ جب میں نے دو دفعہ لاحول ولا قوۃ کہا تو وہ بھی گر پڑا۔ اس کے بعد شیطان کو میں نے دیکھا۔ جس کے ہاتھ میں چھٹا ہے اور وہ میرے سر پر وار کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں نے جب لاحول پڑہا۔ تو وہ بھاگ گیا۔

اس کی تعبیر مجھے یہ سمجھائی گئی۔ کہ دہرم پال جس کی کتاب کا میں رد لکھ رہا تھا۔ عنقریب اس باطل کا بُت پاش پاش ہو جائیگا۔ چنانچہ اب اس نے اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا کہ میں وید کو کلام الٰہی نہیں مانتا۔

دوم۔ میرا ارادہ تھا کہ ستیارتھ پرکاش کے چودہویں باب کا جواب لکھوں۔ اس کے متعلق مجھے سمجھایا گیا کہ خدا خود ہی اس کے لئے سامان کریگا۔"

دُوسرا خواب میں نے سلطان عبدالحمید کو دیکھا کہ ایک جھولدار چارپائی پر میلی تو شک پڑی ہے اور وہ اُس پر بیٹھا دکن کی طرف مُنہ کئے رو رہا ہے اور کپڑا چاروں طرف سے سمٹا جا رہا ہے اس کے ہاتھ میں ایک خالی گھڑی ہے۔ میں نے چاہا کہ بھر دوں۔ مگر بھری نہیں گئی ہے۔ تعبیر اس کی یہ سمجھائی گئی ہے کہ سلطان عبدالحمید کی سلطنت کے عمائد اچھے لوگ نہیں اور اس کا ملک کم ہوتا جا رہا ہے۔ اور میں نے دعا کرنی چاہی۔ مگر توفیق نہ دی گئی۔"

تیسرا خواب دیکھا کہ امام موسیٰ رضا کا قبہ ہے۔ اس کی مسجد میں نماز کے بعد متعے ہوتے ہیں۔ دو پیسے سے لیکر ۲۴ روپے تک اجرت مقرر ہے۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا۔ بڑہیا ہے اس کی چندیا کے بال اُڑے ہوئے۔ جوئیں پڑی ہیں اور نہائت ہی گندہ۔ اس کے متعے کے متعلق میں نے کچھ گفتگو کی۔ اس کی تعبیر مشہد کی تباہی تھی۔ اور ان کی روحانی حالت پر مجھے مطلع کیا گیا۔ یہ دُنیا پرست اپنے آئمہ کی قبروں کو بھی نہیں بچا سکتے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے یہ خواب بہت مدت ہوئی دیکھے۔ اور جیسا خدا نے چاہا۔ ان کو پورا کر دیا۔"

حضرت خلیفۃ المسیح کی زبان سے مسیح نبی اللہ

میں حیران ہوں کہ لوگ اگلے مجددوں کو تو مانتے ہیں جن میں کسی نے بھی کھل کر یہ دعویٰ نہیں کیا۔ کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے اور محض اس لئے مان لیا کہ ان میں کسی نے بہت سی کتابیں تصنیف کر دیں۔ اور اس مجدد اعظم کا انکار کرتے ہیں جو حجج نیّرہ کے ساتھ آیا اور اس میں دوسرے مجددوں سے کئی باتیں بڑھکر ہیں۔ مثلاً یہ کہ خدا کی وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے اور اسے بطور حجت بارہا اعلان کرکے شائع کیا۔ پھر آنحضرت صلعم کے سالہائے نبوت سے زیادہ مدت گذر گئی۔ دوم۔ تمام مجددوں میں سے نبی اللہ صرف آپ ہی کے لئے احادیث میں آیا ہے۔ دیکھو مسلم۔ سوم آپ نے تمام مخالف اسلام مذاہب کی تردید قرآنی آیات سے کی اور اسلام کو تمام ادیان پر حسب پیشگوئی لیظھرہٗ علی الدین کلہ غالب کر دکھایا۔ تمام مجددوں سے بڑھکر آپ کی مخالفت ہوئی اور باوجود دشمنوں کے ناخنوں تک زور لگانے کے آپؑ کامیاب ہوئے اور ہزارہا مخلوق کو اپنا ہم خیال کرکے فوت ہوئے اور آپؑ کو ایک جماعت دی گئی جو اس عہد پر قائم ہے غرض آپؑ کی شان بہت اعلیٰ ہے اور آپؑ پر ایمان لانے کے سوا نجات نہیں۔

بہرحال جن لوگوں نے مانا۔ میں اُن سے مخاطب ہوکے کہتا ہوں کہ حضرت اقدس کے بہت سے الٰہی وعدے ہیں۔ جن میں صرف تمہاری غفلتوں سستیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے وقفہ پڑا ہوا ہے تمہیں چاہئے کہ اپنی حالتوں کو سنوارو۔ ورنہ پھر وہی حال ہوگا جو حضرت موسیٰ کی قوم کا ہوا۔ اُنہوں نے ایک حکم کو نہ مانا۔ خدا نے اُن ممالک کی فتح کو چالیس سال تعویق میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ بھی اس اثنا میں فوت ہو گئے۔ غرض قوم کی بداعمالی کا خمیازہ نبی کو بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اگر وہ حضرت موسیٰ کی بات کو مان لیتے تو ضرور ضرور وہ علاقہ فتح ہو جاتا۔ میں تو تمہیں سنا رہا ہوں۔ دُنیا پرستی چھوڑ دو۔ تا وہ وعدے پورے ہوں۔ جو خدا نے اپنے مسیحؑ سے کئے اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو اس لئے نبی کی مخالفت کرتا ہے کہ دُنیا حاصل کرے وہ ضرور دنیا سے بے نصیب رہتا ہے۔ دیکھو انصار میں سے کسی نے حضرت نبی کریم صلعم کے مال غنیمت کی تقسیم پر اعتراض کیا اور کہا۔ کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور اونٹ وغیرہ کسی اور دیئے جا رہے ہیں۔ آپؐ نے ایک خیمہ میں سب انصار کو جمع کیا اور اس میں فرمایا کہ تم نے ایسا ایسا کہا تو اُنہوں نے عرض کیا۔ ہم میں سے نادان بچوں نے ایسا کہا ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا جو احسان تم نے مجھ سے کئے ہیں۔ ان کا بدلہ تو "حوض کوثر" پر ملیگا۔ کسی شارح نے تو نہیں لکھا۔ مگر میں اس سے سمجھ گیا۔

اس لئے صحت کا انتظام و اہتمام بہت کم ہے۔ پس ضرورت ہے کہ صدر انجمن احمدیہ اپنی نگرانی میں ایک قرآن مجید خوشخط اور صحیح چھپوائے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی ایک دفعہ فرمایا تھا کہ میری آرزو ہے کہ ایک قرآن مجید صحیح اور خوشخط چھپے اور اس کے حواشی پر مشکل لغت کل حل ہو۔

اس پاک ارادے کی تکمیل کے لئے مقبرہ بہشتی کا مطہر مال لگایا جائے تو بہت اچھی بات ہے کیونکہ اس میں حضرت اقدس ؑ کے ایک ارشاد کی تعمیل بھی ہوجائیگی۔ جو یہ ہے۔

"انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اُس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ روپیہ خرچ کرے اور **ان اغراض میں سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی** اور جائز ہوگا کہ انجمن باتفاق رائے اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ ترقی دے"

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے کہ ہم اشاعت اسلام میں بڑھ بڑھ کر قدم ماریں۔

حضرت امیر المومنین کا ایک خط

مکرم معظم! السلام علیکم

گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ۔

یہ خاکسار قریشی فاروقی ہے۔ میرا سلسلہ نسب حضرت عمرؓ سے پھر حضرت شعیب سے ملتا ہے۔ جو کابل سے پشاور اور وہاں سے لاہور پھر قصور پھر کھتے وال علاقہ بہاولپور میں مقیم ہوئے قاضی عبدالرحمٰن شاطر مدراسی۔ بابا تارنجی مقیم باغستان آپ سلسلہ کے ممتاز ہیں۔ حضرت فرید شکر رحمۃ اللہ کے والد اور میرے جد امجد دونوں حقیقی بھائی تھے۔ یہ قصہ طویل ہے۔ بھیرہ ضلع شاہ پور میرا وطن تھا۔ وہاں صدیقی قریشیوں کا ایک بڑا محلہ ہے۔ ۔ نورالدین

الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آجکل دُنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ احمدیوں کے لئے موجب عبرت تو ضرور ہے البتہ باعث تعجب نہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے نبیؑ کے مُنہ سے ان حوادث کے بارے میں بہت کچھ سُن چکے ہیں۔ آپؑ کے رسالہ الوصیت میں مندرجہ ذیل عبارت ہے:۔

"خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہونگے اور کئی آفتیں زمین پر اُتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئینگی"

پھر فرماتے ہیں:۔

"حوادث کے بارے میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دُنیا میں موت دامن پھیلائیگی۔ اور زلزلے آئیں گے اور شدت سے آئیں گے اور قیامت کا نمونہ ہونگے اور زمین کو تہ و بالا کردیں گے۔ اور بہتوں کی زندگی تلخ ہوجائیگی۔ پھر وہ جو توبہ کرینگے۔ اور گناہوں سے دستکش ہوجائینگے۔ خدا ان پر رحم کرے گا"

ان زلازل کو اگر تم دیکھنا چاہو۔ تو ذرا طرابلس اور پھر اب بلقان کی سرزمین پر نظر کرو۔ اور خدا کی جناب میں جھک جاؤ۔

پھر انہی ۔۔ ملکی و قومی تغیرات اور ان کی اصلی وجوہات کا علم حاصل کرنا ہو۔ تو آپ کے الہامات دیکھو جنہیں بہت ہی خوشی کی بات ہے کہ تاریخ وار جمع کرکے چھپوانے کی تیاری ہوچکی ہے اور کاتب لکھ رہا ہے۔ چند الہامات ناظرین الحکم کے غور و فکر کے لئے لکھے جاتے ہیں:۔

۲ جنوری ۱۹۰۸ء "وھم من بعد غلبھم سیغلبون"

اور وہ غلبہ کے بعد عنقریب مغلوب ہونگے"

(۲) "واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک"

اور یا تو تجھے بعض باتیں دکھا دیں گے۔ جو وعدہ کی گئی ہیں یا تجھے وفات دیں گے"

۱۸ جنوری ۱۹۰۸ء "یہ پیشگوئی کی آخری حد ہے وہ وعدہ ٹلیگا نہیں۔ جب تک خون کی ندیاں چاروں طرف سے بہ نہ جائیں"

یہ وقت غفلت میں پڑے رہنے کا نہیں بلکہ مومنوں کو چاہئے کہ توبہ استغفار و انابت الی اللہ میں بڑھیں اور دُعاؤں میں لگ جائیں کیونکہ دعا سے بڑھکر کوئی حربہ نہیں اور اگر کوئی سُکھ کی راہ ہے تو صرف دُعا۔ باقی ہیچ۔

ترک فریضہ

مسلمانوں پر آجکل کیوں ادبار و تنزل کی گھٹائیں چھا رہی ہیں اس کے اسباب دریافت کرنے کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں۔ خود انہی کی تحریروں سے معلوم ہوسکتا ہے۔ دیکھئے ایک صاحب فرماتے ہیں:

"یہ وقت اسلام پر ایسا ہے کہ مسلمان اپنے کپڑے بیچ ڈالیں اور اسلام کو بچائیں۔ **فرض نماز کو ترک کردیں**۔ اور وقت اسلام کو قرضہ دینے کے لئے چندہ جمع کرنے میں خرچ کریں۔ یہ وقت جو قرضہ دینے کا روپیہ وصول کرنے میں صرف ہوگا۔ ہزار درجہ وظیفہ پڑھنے سے افضل ہے"

"ہمیں صرف اپنے مذہب کی گرتی ہوئی دیوار کے بچانے سے مطلب ہے۔ اور اگر اس وقت ذرا بھی ہم نے غفلت کی۔ تو سمجھو کہ

دراصل ان سے کہا تمہاری تیز زبانی اور بے ادبی کا جو مال دنیا کے لئے کی یہ نتیجہ ہوگا کہ اب تم دنیا میں بادشاہی سے محروم رہوگے۔ دیکھو تم بھی دنیا سے ایسا پیار نہ کرو کہ خدا کو بھول جاؤ۔ اور دنیا میں ایسے منہمک نہ ہو جاؤ کہ مسیح اور اس کے جانشین کی بھی پرواہ نہ کرو تمہارے مقتدا نے جس کے طفیل تم مجھے بھی اپنا امیر کہتے ہو۔ تم سے عہد لیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اس عہد کی خلاف ورزی کرکے منافق نہ بنو۔ قرآن میں ہے۔ فاعقبھم نفاقاً فی قلوبھم الی یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ۔ بڑا نازک مقام ہے اس سے بچو۔

ناظرین الحکم کو سال نو مبارک

۱۳۳۱ سنہ ہجری چڑھا۔ مگر مسلمانوں میں مدت ہوئی۔ اسلامی تاریخوں کا رواج جا چکا عام خطوط میں تو انگریزی تاریخیں لکھتے ہیں اور معاملات میں اکثر بکرمی تاریخوں پر عملدرآمد ہوتا ہے۔ باقی والقمر قدرناہ منازل اور لتعلموا عدد السنین والحساب پر اور اسلامی امتیازات و خصوصیات کی مانند انا للہ پڑھ دیجئے حالانکہ چاند کی تاریخوں کے حساب میں جو مصالح و حکم تھے۔ وہ ان رواجی سنین میں ہرگز نہیں پائے جاتے خیر یہ تو لمبا قصہ ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس سال کو ہمارے لئے حسنات دین و دنیا میں ترقی کا سال بنائے۔ آمین ثم آمین

اور جتنی قومیں دنیا میں ہیں ہیں۔ وہ سال نو بہ خوشی مناتی ہیں۔ مگر مسلمانوں میں ایک فرقہ ہے۔ جو خلاف تعلیم اسلام نوحہ و زاری شروع کر دیتا ہے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو حلق پھاڑ پھاڑ کر کہتے تھے کہ قربانیاں نہ کرو۔ اور یوں شعائر اللہ کو مٹاتے ہوئے ان کا روپیہ ترکش ریلیف فنڈ میں دیدو وہ اب ایک پرزور تحریک کریں۔ اور اس اسراف بے جا سے ان لوگوں کو روکیں۔ اور یہی روپیہ وہاں بھجوا کر اپنے دل کی آرزو پوری کرلیں۔

ٹریکٹ سیریز

حضرت امیرؓ نے تحریک کیسے مبارک وقت میں کی تھی۔ کہ اس کو روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ سلسلہ کے نوجوان ٹریکٹ پر ٹریکٹ نکال رہے ہیں۔ اس کار خیر میں احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور نے بہت حصہ لیا ہے۔ نہایت حال میں وفات مسیح پر ایک ٹریکٹ شائع ہوا ہے۔ جس میں نہایت جامع و مدلل طور سے اول مخالفین کے ان دلائل کا رد کیا گیا ہے۔ جو وہ حیات مسیح کے بارے میں دیتے ہیں۔ پھر وفات کی دلیلیں دی گئی ہیں۔ ۸ روپیہ سیکڑہ کے حساب سے احباب منگوا کر تقسیم کریں۔

ایک قدم اور بڑھو

گورنمنٹ بنگال نے حکم دیا ہے۔ کہ سرکاری ملازمین کو دو گھنٹے نماز جمعہ کے لئے اجازت دی جائے۔ اس پر معاصر الہلال اخلاقی جرات سے کام لیکر یہ نوٹ دیتا ہے کہ

"اس اشد ترین شکایت اسلامی پر سب سے پہلے کس طرف سے توجہ دلائی گئی تھی۔ یاد ہوگا کہ سب سے پہلے اس کی نسبت جناب مولانا حکیم نور الدین صاحب رئیس جماعت احمدیہ نے دربار دہلی کے موقعہ پر آواز بلند کی تھی۔ اور گو اس وقت اس پر توجہ نہیں کی گئی۔ لیکن بعد کو اکثر اسلامی مجالس اور علی الخصوص ندوۃ العلماء نے ایک رزولیوشن کی صورت میں پاس کیا۔ ہم جناب حکیم صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ ان کی آواز کارگر ہوئی۔ اور اگر مسلمان نماز پڑھیں۔ تو ان کے لئے اب کوئی عذر باقی نہیں رہا۔"

میں اپنے معزز ہمعصر سے استدعا کرونگا۔ کہ وہ ایک قدم اور بڑھیں۔ اور اس حقیقت کا اظہار دنیا پر کردیں۔ کہ سب سے پہلے میموریل بھیجنے کی تجویز امت مرحومہ کو راہ ہدایت دکھلانے والے اُن کے دلی خیر خواہ۔ سلسلہ احمدیہ کے امام ہمام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کی تھی اس وقت اپنی ہی قوم کی طرف سے اس اشتہار کے ساتھ نہایت بے پرواہی کا سلوک کیا۔ لیکن مامور حق اپنے ہاتھوں سے بوتا ہے۔ وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ آخر کسی نہ کسی وقت اپنا پھل لاتا ہے۔ خدا وہ وقت بھی جلد لائے کہ قوم اپنے مصلح کو پہچانے اور اُس کے آستانۂ تبلیغ پر اپنا سر تسلیم خم کردے کہ سعادت دارین اسی میں ہے۔ آخر میں مولانا ابو الکلام جو ایک چبھتا ہوا فقرہ لکھ گئے ہیں۔ وہ واقعی دکھ کی بات ہے۔ مسجدیں تو بہت ہیں مگر آہ ان میں نمازی کوئی نہیں۔ پھر نماز جمعہ کے بارے میں تو ہمارے مولاناؤں نے ایسی ایسی شرائط لگا دی ہیں کہ اعتداء فی السبت کا پورا پورا نقشہ نظر آتا اس کا نتیجہ بھی دیکھ لو۔ آخر وہی ہوا۔ جو الذین اعتدوا فی السبت کا ہوا۔ کاش اب بھی کوئی سمجھے اور اس وعید سے ڈرے واذ تاذن ربک لیبعثن علیھم الی یوم القیمۃ من یسومھم سوء العذاب ان ربک لسریع العقاب وانہ لغفور رحیم

ایک قرآن مجید چھاپنے کی ضرورت

ہر چند اذا الصحف نشرت کی پیشگوئی کے ماتحت جو مسیح موعود کے زمانے سے مخصوص تھی۔ مطابع کی کثرت ہے اور قرآن مجید بھی رنگا رنگ کے نظر آتے ہیں۔ مگر چونکہ یہ کام بعض نااہلوں کے ہاتھ میں بھی چلا گیا۔

مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب"
یہ مذہب کی گرتی ہوئی دیوار جس طرح بچ سکتی ہے وہ بھی اس فیلسوف مضمون نگار نے بتا دیا ہے یعنی یوں کہ "مسلمان فرض نماز کو ترک کر دیں" اور چندہ جمع کرتے پھریں" شرم! شرم!! اس بندہ خدا نے یہ نہ سوچا۔ کہ جب کفر و اسلام کی امتیاز کرنے والی چیز نماز ہی کو ترک کر دیا۔ تو پھر وہ مسلمانی کونسی ہے جو باقی رہ گئی۔ جس کے قیام کے لئے چندہ کیا جائے گا۔

سلسلہ احمدیہ سے تنفر

باوجود اس بات کے کہ ہم عرصہ تیس سال سے اپنے عقائد کا اعلان کر رہے ہیں مگر ملاؤں نے کچھ ایسے مغالطے دے رکھے ہیں کہ سیدھے سادھے بھولے بھالے مسلمان گمراہ ہو رہے ہیں اس خط سے معلوم ہوگا کہ یہ لوگ ہمیں کیا سمجھتے ہیں اور پھر باایںہمہ ہم سے استدعا کی جاتی ہے کہ ہم ان کے ساتھ نمازیں کیوں نہیں پڑھتے۔

"جناب میں مرزا نہیں ہوں اور نہ میں یہ خط پڑھنا چاہتا ہوں۔ اور میری مذب (مذہب) حضرت امام آذم (اعظم) صاحب کا مذب (مذہب) رکھتا ہوں اور میں حضرت محمد صاحب کا ماننے والا ہوں۔ میں مسلمان ہوں مرزائی نہیں ہوں"

اس شخص کو جو تعلیم دی گئی ہے اُس کے مطابق روئے زمین پر اگر کوئی کافر قوم ہے۔ تو احمدی۔ خدا اُمت مرحومہ کے افراد کی آنکھیں کھولے اور اُنہیں حق اپنی اصلی شان میں نظر آئے۔

اشاعت عیسائیت

دو ڈاکٹر ہیں۔ وہ ہندوستان میں دورہ کر رہے ہیں۔ یونیورسٹی سٹوڈنٹز میں نہائیت عجیب طریق سے اپنے مشن کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ لاہور میں ان کا لیکچر ہوا۔ پہلے انہوں نے بتایا۔ کہ طلبار اجکل دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں پھر بتایا کہ اس [illegible] سے نکلنے کے لئے ایک چٹان کی ضرورت ہے اور پھر یہ بتایا کہ یہ چٹان مسیح ہے۔ مسلمانوں کو ان حالات سے متأثر ہو کر اپنے دین کی اشاعت میں سرگرم ہونا چاہئے۔

تنزل کے اسباب

جناب اقبال کی شاعری کا پایۂ بہت بلند ہے اور وہ ایک معنی آفرین طبع خداداد رکھتے ہیں۔ ان کے اشعار میں ایک خاص درد ہوتا ہے۔ حال میں اُنہوں نے ایک نظم ایک جلسہ میں پڑھی ہے۔ جس کے چند بند ایک احمدی کے خیالات کی تصویر ہے۔ اس نظم کو پڑھ کر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ کہ جو باتیں اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ان لوگوں سے کہیں تو انہوں نے بُرا منایا۔ وہ اب خود ہی وہی باتیں اپنے اوپر چسپان کر رہے ہیں اور جن باتوں سے پہلے بھڑک اُٹھتے تھے۔ اب ان کے قائل ہوتے جاتے ہیں۔

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
اُمتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں
بُت شکن اُٹھ گئے باقی جو رہے بُت گر ہیں
تھا ابراہیم پدر اور پسر آذر ہیں

کہیں تہذیب کی پوجا کہیں تعلیم کی ہے
قوم دُنیا میں بھی احمد بے میم کی ہے

کشورِ ہند میں کلیہ ناکام کا بُت
عربستان میں شفاخانہ اسلام کا بُت
اور لندن میں عبادت کدہ عام کا بُت
لیگ والوں نے تراشا ہے بڑے نام کا بُت

بادہ آشام نئے۔ بادہ نیا۔ خُم بھی نئے
یعنی کعبہ بھی نیا۔ بُت بھی نیا۔ تم بھی نئے

شور ہے ہو گئے دُنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

تو نہ مِٹ جائے گا ایران کے مِٹ جانے سے
نشۂ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے
ہے عیاں یورش تاتار کی افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

کشتیٔ حق کا زمانے میں سہارا تو ہے
عصر نو رات ہے دھندلا سا ستارا تو ہے

دُنیا ظہور مہدی کے لئے بیقرار ہے

مفصلہ ذیل اشعار شیعہ کانفرنس پٹنہ میں پڑھے گئے ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دنیائے اسلام ظہور مہدی کیلئے بہت بیتاب ہو رہی ہے۔ احمدیوں کے لئے موقعہ ہے کہ وہ ان منتظرین امام الزمان کو مژدہ سُنائیں کہ آنیوالا آچکا مبارک وہ جو اس پر ایمان لائے۔

نزع کا وقت ہے اسلام ہے دم توڑ رہا
صف ماتم پہ کوئی خاک بسر ہے کہ نہیں
بارھویں چاند امامت کے نکل آ جلدی
دوش پہ حفظ الٰہی کی سپر ہے کہ نہیں
جس کا ہر قطرہ ترے عشق کا دم بھرتا تھا
خاک تبریز اُسی خون سے تر ہے کہ نہیں
علمار دار پہ کھینچے گئے عاشور کے روز
تلخ ابن نخل مظالم کا ثمر ہے کہ نہیں
ہلچل اسلام کی دُنیا کے ہر اک گوشہ میں
ہر دل خیر طلب زیر و زبر ہے کہ نہیں
بار آتھا شب یلدا کے سیہ خانے میں
حاجت جلوۂ انوار قمر ہے کہ نہیں
کاش اُٹھے پردہ غیبت کہ ہوں آنکھیں روشن
شب فرقت کی خدا جانے سحر ہے کہ نہیں

اس ہفتہ کی تحریکیں

حضرت امیر المومنینؓ نے ہفتہ زیر اشاعت میں فرمایا کہ سورہ یوسف پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم الرویاء بھی ایک بڑا علم ہے۔ خوابیں کافر کی بھی ہوتی ہیں۔ مومن کی بھی۔ یہ علم اللہ تعالیٰ اپنے بعض انبیاء کو دیتا ہے اور ان سے ورثہ میں علماء امت محمدیہ کو بھی پہنچا ہے۔ چنانچہ پہلے مسلمانوں نے اس فن پر بہت عمدہ کتابیں لکھی ہیں۔ کامل التعبیر اور تعطیر الانام مجھے بہت پسند ہیں۔ آجکل کے نئی روشنی کے تعلیم یافتہ اور جنٹلمین تو خوابوں کو پریشان خیالات کا مجموعہ سمجھتے ہیں۔ مگر ہمیں ایسی بے ادبی نہیں کرنی چاہئے۔ خوابیں تو نبوت کا جزو ہیں۔ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ جو جو خواب اُن کو آئے۔ وہ مختصر طور پر ان کو لکھ لیا کریں اور پھر جو تعبیر اللہ تعالیٰ سمجھائے یا دکھلائے اُسے بھی نوٹ کرلیا کریں۔ اس طرح پر ایک وقت ایسا آئیگا کہ اس فن میں ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکیگی۔ ہم سے پہلوں نے تو اپنا فرض ادا کردیا۔ لیکن اب کئی چیزیں ایسی نکل آئی ہیں۔ جو پہلے موجود نہ تھیں۔ اس لئے ان کی تعبیر ان کتابوں میں نظر نہیں آتی۔ مثلاً خواب میں کوئی موٹر کار دیکھے یا ہوائی جہاز یا ایسی اور ایجادیں۔ ایسے خوابوں کی تعبیریں تجارب کی بنا پر سمجھ میں آجاتی ہیں۔

۲۔ دوسری تحریک آپ نے یہ فرمائی کہ مال غنیمت کی تقسیم کے لئے جو اللہ اور رسول کا حق ہے اس کا مصرف اس زمانے میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اُس کی صفات۔ اس کے افعال۔ اس کے اسماء۔ اس کے کلام پاک کی اشاعت پر رسلے اور ٹریکٹ لکھے جاویں اور رسول کا جو حصہ ہے۔ اسے حدیث شریف کی اشاعت اور آپ پر۔ آپ کے نواب پر جو اعتراضات ہوتے ہیں۔ اُن کے جواب پر خرچ کیا جائے۔

۳۔ آپ کے درس قرآن میں بہت بڑی تعداد مستورات کی ہوتی ہے اس میں غیر احمدی عورتیں بھی شامل ہوجاتی ہیں۔ آپ نے مستورات کی درخواست پر اُن کی بیعت لی تاکہ ایسی بی بیوں کے لئے خصوصیت سے دعائیں ہوں اور حضور کو علم ہوجائے کہ کون کون بی بی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہے۔ حضرت ام المومنینؓ کو فرمایا کہ ان کی فہرست تیار کرادیں۔

۴۔ آپؓ نے ایک نہائت درد سے بھری ہوئی تقریر میں فرمایا کہ میں کسی گندہ شخص یا ایسے لڑکے کا ہرگز ہرگز حامی نہیں۔ اور ایسوں کے لئے ہمارے مہتموں پر کوئی بیجا دباؤ نہیں ڈالتا اور میں پسند نہیں کرتا کہ ایسے لوگ باوجود اصلاح کا موقعہ کئی بار دیئے جانے کے پھر بھی مصلحین میں ملے جُلے رہیں۔ اموال کے متعلق فرمایا کہ میں بڑا محتاط ہوں۔ اپنی محنت سے جو کماتا ہوں۔ وہ اپنے اور اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہوں۔ کبھی کسی قسم کی بدگمانی کو راہ نہ دو۔ کہ میرا تمہارا رشتہ بہت نازک ہے۔ الغرض آپ کی توجہ عالیہ جماعت کی اصلاح کی طرف بہت جُھکی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پیر فرزانہ کے نصائح پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور ہم صحیح اور سچے معنوں میں وآخرین منھم میں داخل ہوں۔ آمین یا رب العالمین۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

یہ آئت الحکم کے سرورق پر درج کی جاتی ہے۔ ملک بھی انعام الٰہی سے ہے۔ جیساکہ وہ فرماتا ہے۔ واذکروا نعمة اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا (اور یاد کرو اللہ کی نعمت جب تم میں انبیاء بنائے اور تمہیں بادشاہ بنایا) اب اس نعمت کا زوال بے وجہ نہیں بلکہ اس قانون کے ماتحت ہے جو اس نوٹ کا عنوان ہے یعنی ذالک بانّ اللہ لم یک مغیرا نعمة انعمھا علیٰ قوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم وانّ اللہ سمیع علیم (اللہ کسی نعمت کو بدلنے والا نہیں جو وہ کسی قوم پر کرے۔ جب تک کہ وہ اپنی اس حالت کو نہ بدل دیں جس پر وہ انعام ہوا ہو اور اللہ سُننے والا جاننے والا ہے۔) ایسے کام بے وجہ نہیں کرتا۔ صرف چند سالوں میں ٹرکی سے کس قدر صوبے جاتے رہے مفصلہ ذیل فہرست سے معلوم ہوگا۔ اس زمانے کی سب سے بڑی نعمت تو مسیح موعود تھا۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

ٹرکی کے بہت سے صوبے جو ایک ایک کرکے آزاد ہوتے گئے ہیں۔ اُن کی کیفیت یہ ہے کہ یونان ۱۸۳۰ء میں خود مختار سلطنت بن گیا۔ الجیریہ پر ۱۸۳۰ء میں فرانس نے قبضہ کیا۔ جواب فرانس کا ایک صوبہ ہے۔ سرویہ نے ۱۸۳۰ء خود مختار سلطنت ہونے کا اعلان کیا ۱۸۷۸ء میں خود مختار ریاست اور ۱۸۸۲ء میں خود مختار سلطنت ہونے کا اعلان کیا۔ رومانیہ نے ۱۸۶۲ء میں آزادی لی ۱۸۷۸ء میں خود مختار ریاست اور ۱۸۸۱ء میں سلطنت ہونے کا اعلان کیا۔ بوسینیہ اور ہرزیگونیہ پر آسٹریا نے ۱۸۷۸ء میں قبضہ کرکے ۱۹۰۸ء میں اُن کا الحاق کرلیا۔ بلغاریہ ۱۸۷۸ء میں خود مختار ریاست اور ۱۹۰۸ء میں سلطنت بن گیا۔ مشرقی رومانیہ کو ۱۸۷۸ء میں انتظامیہ خود مختاری ملی اور ۱۸۸۵ء میں اس کا بلغاریہ نے الحاق کرلیا ٹرکی نے ۱۸۷۸ء میں جزیرہ قبرس انگلستان کو دیدیا۔ ٹیونس کو فرانس نے ۱۸۸۱ء میں محفوظ ریاست قرار دیا۔ مصر پر ۱۸۸۲ء میں انگریزوں نے قبضہ کرلیا۔ جزیرہ کریٹ کو ۱۸۹۸ء میں انتظامیہ خود مختاری عطا ہوئی اور اب وہ یونان میں اپنے الحاق کے لئے کوشش کررہا ہے۔ طرابلس پر اٹلی نے ۱۹۱۱ء میں قبضہ کرلیا طرابلس کا اٹلی الحاق کرچکا اور بلقانی ریاستیں ٹرکی کے یورپین علاقہ کا بہت بڑا حصہ آزاد کرنے کے لئے ٹرکی سے برسرپیکار ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

الحمد للہ کہ ہمارے امیر سلمہ رب القدیر اچھے ہیں حضرت میاں محمود احمد صاحب والا تبار کے نوازش نامہ کا انتظار ہے غالباً مدینہ منورہ سے آئے اللہ تعالیٰ اس اولوالعزم نوجوان کا حامی و ناصر و رفیق طریق ہو۔

جلسہ کی تیاریاں ہورہی ہیں۔ ۲۵-۲۶-۲۷ تاریخیں ہیں اجر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترکی چندے پر حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی تقریر

"میں نے سُنا ہے کہ تم لوگوں کا خیال ہے۔ کہ ترکی چندے کے متعلق میں نے کوئی قول فیصل نہیں دیا۔ یہ تمہاری نافہمی ہے۔ میں کھول کر سُناتا ہوں" کہ ہر نیک کام میں چندہ دینے کو میں اچھا سمجھتا ہوں ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی میں بھی میں آپ چندہ دینا چاہتا ہوں لیکن بعض معاملات مجھے معلوم نہیں ہوتے اس لئے ان میں معذور رہوں۔ تمہارا خیال ہوگا کہ میں چپ بیٹھا ہوں ہرگز نہیں۔ دیکھو میں نے بہت کوشش کی۔ تاکہ مجھے یہ معلوم ہوسکے کہ غریب مسلمانوں کا روپیہ ضائع نہ ہو۔ اور ترکی مجروحین کو پہنچ جانے کا ثبوت مل جائے۔ اس لئے میں نے کراچی مدراس۔ کلکتہ۔ برہما۔ کولمبو قنصلوں کو ضروری خطوط لکھے۔ ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ ہاں البتہ کولمبو والے نے اتنا جواب دیا کہ عبدالحمید ظالم تھا اب جو بادشاہ ہیں بڑے نیک ہیں۔ میرا بڑا جی چاہا کہ اگر ایک بھی اور گواہ ہو جائے گی مجھے تو مسرت ہو۔ البتہ اب تم اگر اس سے زیادہ تحقیقات کر کے اطمینان حاصل کر سکتے ہو کہ یہ روپیہ ترک مجروحین کو پہنچ جائیگا تو اس چندے میں حصّہ لو۔ اس میں کوئی گناہ کی بات نہیں ہے۔ تم سے دو کروڑ مانگا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر چودہ کروڑ بھی دینے سے ایک مسلمان سلطنت بچ جائے تو پھر بھی یہ سودا سستا ہے۔ کشمیر کو قریباً کروڑ روپے سے ہندو راجہ نے مول لیا تھا۔ ترکی سلطنت اگر دو کروڑ سے بچتی ہے۔ تو خوشی کی بات ہے۔

میں نے مولوی محمد علی سے کہا تھا کہ تعاونوا علی البر والتقویٰ نہایت پاک کلمہ ہے۔ ہر ایک نیکی میں۔ نیک کام میں۔ تقویٰ میں مدد کرنا چاہئے اگرچہ تاریخ میں میں نے نہیں سُنا کہ جب ہندوستان کے مسلمان غرق ہونے لگے تھے تو ترکوں نے کچھ ہماری مدد کی تھی اور کیا کچھ چندہ دیا تھا۔ لیکن ہم کو صرف اتنی سی بات سے نیکی کرنے سے نہیں رُکنا چاہئے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ نیک سلوک نہ کیا۔ لیکن یہ اطمینان ہونا ضروری ہے کہ چندہ وہاں پہنچتا ہے اور پھر وہ مجروحین ہی کی مرہم پٹی میں دیانت و امانت کے ساتھ خرچ ہوتا ہے۔

دوم۔ یہ کہ ریا و سمعہ سے نہ ہو۔ نہ تو اس سے طلب شہرت مقصود ہو۔ جیسا کہ میں آجکل یہ مرض پھیلا ہوا دیکھتا ہوں اور نہ اس میں کوئی اور ذاتی غرض ہو۔ سوم ماذا ینفقون کے جواب میں قل العفو فرمایا یعنی اپنی حاجات سے زیادہ۔ دیکھو! میں نے ابھی سُنا ہے کہ مدرسہ احمدیہ کے بہت سے بورڈر اس جاڑے کے موسم میں رات کو بغیر لحاف و توشک کے سوتے ہیں۔ تمہارا خیال ترکی چندہ تک تو جا پہنچا۔ مگر گھر کی خبر نہیں۔ ان کے لئے تم نے کیا انتظام کیا۔ ان کے منتظم سے میں نے پوچھا اُس نے کوئی معقول جواب نہیں دیا۔ یہ کہا کہ صدر انجمن کی طرف سے جواب ملا۔ گنجائش نہیں۔ اجی گنجائش نہیں تو کیا تم نے چندہ کی فہرست کھولی۔ اگر تم کچھ نہیں کر سکتے۔ تو پھر ان کو یہاں قید کیوں کر رکھا ہے۔ ملک خدا تنگ نیست۔ میں تو طالب علم کو روٹی کھلا دینا۔ بستر کا انتظام کر دینا سب سے ضروری سمجھتا ہوں۔ تم نے اس سے کوتاہی کی۔ اسی طرح سلسلہ کی ضرورتیں ہیں۔

اور یہ جو قربانیوں کی نسبت کہتے ہیں قربانی چھوڑنا ہرگز جائز نہیں۔ یہ لوگ قسطنطنیہ سے ہی فتویٰ منگا دیکھو کیونکہ حالت تو وہاں کی نازک بیان کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے قربانیاں اُن کو چھوڑنی چاہئیں۔ پھر مکہ معظمہ میں کئی لاکھ قربانیاں ہوتی ہیں۔ پہلے وہ قربانیاں موقوف کراتے۔ مصر ہی سے فتوے منگاتے۔ ہم نے تو ترکی چندے کے متعلق مصر بھی خط لکھا مگر اس کا تشفی بخش جواب نہ آیا۔ دیکھو تم ایسی ایسی باتوں پر اختلاف نہ کیا کرو۔ میں ترکی چندے کا ہرگز مخالف نہیں۔ البتہ یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہاں جو غریب ہیں۔ رات کو اوڑھنے کے لئے بھی نہیں رکھتے اور ہمارے پاس زخمی بھی آ جاتے ہیں۔ دیکھو۔ ابھی کل مولوی محمد علی کے ایک آدمی کو زخم لگا ہے۔ ان کے لئے تو تمہیں جوش نہیں آتا اور وہاں کے لئے جوش ہے۔ کیا اس میں کوئی ریا و سمعہ تو نہیں۔ یہاں تو فاقات الٰہیہ سے مر جائیں تمہیں فکر نہ ہو۔ اور ایسی جگہ کے لئے جہاں چندہ پہنچنے کا یقین بھی نہیں تم مجھ سے استفتاء کرتے ہو۔ یہاں کی ضرورتوں اور یہاں کے مجروحوں کے لئے تمہاری جیبوں میں کچھ نہیں مگر باہر کے لئے ہے۔ مجھے تمہارے اختلافوں کی خبر سُن کر بہت دُکھ پہنچتا ہے۔ اور جب تم اس میں حد سے بڑھنے لگتے ہو۔ تو مجھے الزام دیتے ہو کہ میں قول فیصل نہیں دیتا۔ حالانکہ میں حق کہنے سے نہیں ڈرتا اور نہ کسی سے دبتا ہوں۔ اہل فقر نے لکھا ہے کہ میں موم کی ناک ہوں اور خواجہ صاحب کے آنے سے پہلے مجھے فتویٰ دے لینا چاہئے۔ میں بارہا تم کو سُنا چکا ہوں۔ کہ میں تمہارے نذرانوں۔ تمہارے سلاموں۔ تمہارے اُٹھنے بیٹھنے کا ذرہ بھی محتاج نہیں۔ مجھے خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اور میں تم میں سے کسی کا بھی احسانمند نہیں۔ جسے یقین نہ ہو۔ وہ مقابلہ پر آ کر دیکھ لے۔

"اس اخبار کے مضامین کو قاضی اکمل صاحب نے لکھا ہے"

آئینہ حق نما کی قدردانی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے الھکمات مرزا کا جواب لکھتے وقت اس خاکسار کی دعا سے مدد کی اور میں صدق دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ محض آپ کی دعا سے مجھے توفیق ہوئی۔ کہ اس کتاب کا مبسوط جواب میں ترتیب دے سکا۔ اب آپ نے کتاب مذکور کے جواب کو پسند فرما کر

۲۵ جلدیں

اپنی جیب سے خرید کر میری

اعانت

فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

یہ قدردانی میرے لئے ہمیشہ خوشی کا موجب رہیگی۔ اس لحاظ سے نہیں۔ کہ ۲۵ جلدیں بک گئیں۔ بلکہ اس لئے کہ میرے

آقا

نے میری حوصلہ افزائی کی یہ واقعہ اس تڑپ اور خواہش کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ جو آپ کو حق کی اشاعت کے لئے ہے۔

ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو اس کتاب کی متعدد جلدیں خرید کر مفت تقسیم کردیں۔ امرتسری منکر نے اپنے رسالہ کا جواب ہزاروں کی تعداد میں تین مرتبہ چھاپ کر پھیلایا ہے اس کے دور کرنے کے واسطے اس رسالہ کی بہت سی کاپیاں مفت تقسیم کرنی چاہئیں۔ اگر احمدی انجمنیں جن میں سے بعض سیکڑوں جلدیں بھی شائع کرسکتی ہیں۔ بلا امتیاز و تفریق ہر انجمن دس دس جلدیں بھی خرید کر مفت شائع کرے۔ تو ایک ہزار سے زائد جلدیں شائع ہوسکتی ہیں یہ زمانہ اشاعت کی تکمیل کا ہے اس لئے اس سے غفلت کرنا ایک ناقابل عفو غلطی ہے احباب توجہ کریں۔

جن احباب نے متعدد جلدیں خرید کرنے کا پہلے وعدہ کیا تھا اس تحریر کے ذریعہ انہیں بھی یاددہانی کی جاتی ہے کہ وہ توجہ فرماویں۔

صحت کسطرح حاصل کرنا

[illegible]

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری۔ مضمونوں کی تیز طراری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول آزماؤ۔ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔

قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام ضعف کی شکائت ہے میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکائت کے لئے انشاءاللہ مفید ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ مفید ہے اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عـــہ

طلاء طلسمی

پیرانہ سالی اور جوانی کی غلط کاریوں سے بہت امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں۔ اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاءاللہ وہ اس کو مفید پائینگے۔

سرمہ سلیمانی

آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا۔ اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان

دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا
قیمت فی بکس ۲ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی